سعادۃ الدارین
فی
الصلوۃ علی سید الکونین اردو
مصنفہ
علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی قدس سرہ العزیز
مکتبہ حامدیہ
گنج بخش روڈ ۰ لاہور

نام کتاب ——— سعادۃ دارین

مصنف ——— علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم ——— علامہ مفتی محمد عبد القیوم خان صاحب

نظر ثانی ——— محمد انوار الاسلام رضوی

مطبع ——— گنج شکر پرنٹرز لاہور

سن طباعت ——— سنہ ۱۴۱۷ھ سنہ ۱۹۹۶ء

اشاعت ——— بار اول

تعداد ——— ایک ہزار

قیمت ——— روپے

فون نمبر مکتبہ حامدیہ ۷۲۳۲۳۵۹

فہرست

تنبیہات ۳۱۹

تریپنواں ۵۳ درود شریف

یہ بھی انہی کا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُحِلُّ بِھَا عُقْدَتِیْ وَتُفَرِّجُ بِھَا کُرْبَتِیْ وَتُنْقِذُنِیْ بِھَا مِنْ وَحْلَتِیْ وَتُقِیْلُ بِھَا عَثْرَتِیْ وَتَقْضِیْ بِھَا حَاجَتِیْ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ! درود و سلام نازل فرما ہمارے آقا و مولا محمد پر، ایسا درود جس سے میری عقدہ کشائی ہو۔ میری تکلیف دور ہو اور جس کے ذریعے تو مجھے خوف والم سے بچائے۔ میری لغزش معاف فرمائے اور میری حاجت پوری فرمائے۔

یہ درود شریف شیخ دیربی نے اپنے مجربات کے تیرھویں باب میں ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں جان لے، اللہ مجھے اور تجھے توفیق دے کہ جس کی اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو یا رنج والم اور تکلیف کا شکار ہو، وہ آدھی رات اٹھے وضو کرکے دو نفل اور جتنا آسانی سے ہو سکے اس میں قرآن پڑھے۔ سلام پھیر کر قبلہ رو ہو کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ان الفاظ سے ایک ہزار بار درود شریف بھیجے، اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ..... مذکورہ بالا درود شریف آخر تک۔ جو مصیبت پڑی ہے اللہ اسے دور فرمائے گا۔ اس ذخیرہ کو مضبوطی سے پکڑلے کہ بہت مفید ہے۔ یہ بات السنوسی نے اپنے مجربات میں فرمائی ہے۔

۵۴ چوّنواں درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ اَمْوَاجِ الْبَحْرِ الدَّفِيْقِ۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ الرَّمْلِ الدَّقِيْقِ۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ حَسَنَاتِ سَيِّدِنَا اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ حَسَنَاتِ سَيِّدِنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ سَيِّدِ اَهْلِ التَّوْفِيْقِ۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ حَسَنَاتِ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ سَيِّدِ اَهْلِ التَّحْقِيْقِ۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ حَسَنَاتِ سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ سَيِّدِ اَهْلِ التَّدْقِيْقِ۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ حَسَنَاتِ اٰلِ الْبَيْتِ وَعَدَدَ حَسَنَاتِ بَقِيَّةِ الصَّحَابَةِ اَجْمَعِيْنَ وَتَابِعِيْهِمْ وَتَابِعِيْ تَابِعِيْهِمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی اَقْوَامِ طَرِيْقٍ۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَا مِلْءَ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا بَيْنَهُمَا حَتّٰی تَضِيْقَ۔

ترجمہ: اے اللہ! درود و سلام و برکت نازل فرما، ہمارے آقا محمد پر، اور آپ کی آل و اصحاب پر، موجزن سمندر کی موجوں کے برابر۔ اور درود سلام و برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد پر، اور آپ کی آل و اصحاب پر، سیدنا ابوبکر صدیق کی نیکیوں کے برابر۔ اور درود و سلام و برکت نازل فرما، ہمارے آقا محمد پر، اور آپ کی آل و اصحاب پر، سیدنا عمر بن الخطاب سید اہل توفیق کی نیکیوں کے برابر۔ اور درود و سلام و برکت نازل فرما، ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل و اصحاب پر سیدنا عثمان غنی، سید اہل تحقیق کی نیکیوں کے برابر۔ اور درود و سلام و برکت نازل فرما، ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل و اصحاب پر، سیدنا علی بن ابی طالب سید اہل تدقیق کی نیکیوں کے برابر۔ اور درود و سلام و برکت نازل فرما، ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ اہل بیت کی نیکیوں کے برابر اور بقایا صحابہ کرام اور تمام تابعین اور تبع تابعین کی تعداد کے برابر، جنہوں نے سیدھے راستے پر چلنے میں پہلوں کی فرمانبرداری کی، نیکی کے ساتھ، اور درود و سلام و برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد پر اور آپ کی آل و اصحاب پر، ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے برابر اور جو کچھ ان میں ہے۔ اس کے برابر۔ یہاں تک کہ یہ تمام وسعت تنگ ہو جائے"۔

یہ درود شریف شیخ احمد دیربی نے اپنے مجربات میں ذکر کیا اور اس کی تعریف کی۔

پچپن واں (۵۵) درود شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حَمْدًا يُّوَافِيْ نِعَمَهٗ وَيُكَافِئُ مَزِيْدَهٗ سُبْحَانَكَ لَا
اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ فَلَكَ
الْحَمْدُ حَتّٰى تَرْضٰى (وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ
مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ
مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ اَفْضَلَ
وَاَجَلَّ وَاَكْمَلَ وَاَنْبَلَ وَاَطْهَرَ وَاَزْهَرَ صَلَوَاتِكَ وَ
اَوْفٰى سَلَامِكَ صَلٰوةً تَمْتَدُّ وَتَزِيْدُ بِوَابِلِ سَحَائِبِ
مَوَاهِبِ جُوْدِ كَرَمِكَ - وَتَنْمُوْ وَتَزْكُوْ بِنَفَائِسِ ثَمَرَاتِ
لَطَائِفِ جُوْدِ مِنَّتِكَ دَائِمَةً بِدَوَامِكَ بَاقِيَةً بِبَقَائِكَ لَا
مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ وَلَا مُنْتَهٰى بِعِلْمِكَ اَزَلِيَّةً
بِاَزَلِيَّتِكَ لَا تَزُوْلُ - اَبَدِيَّةً بِاَبَدِيَّتِكَ لَا تَحُوْلُ - عَلٰى عَبْدِكَ
وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ حَضْرَتِكَ -
وَلِسَانِ حُجَّتِكَ - وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ - الْعِزِّ الشَّاسِعِ -

وَالنُّوْرِ السَّاطِعِ وَالْبُرْهَانِ الْقَاطِعِ - وَالرَّحْمَةِ الْوَاسِعَةِ -
وَالْحَضْرَةِ الْجَامِعَةِ نُوْرِ الْاَنْوَارِ - وَمَعْدِنِ الْاَسْرَارِ -
وَطِرَازِ حُلَّةِ الْفَخَارِ - دُرَّةِ صَدَفَةِ الْوُجُوْدِ - وَذَخِيْرَةِ
الْمَلِكِ الْوَدُوْدِ - وَمَنْبَعِ الْفَضَائِلِ وَالْجُوْدِ - تَاجِ مَمْلَكَةِ
التَّمْكِيْنِ - الرَّءُوْفِ بِالْمُؤْمِنِيْنَ - وَنِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَى الْخَلَائِقِ
اَجْمَعِيْنَ - صَلٰوتَكَ الَّتِيْ عَلَيْهِ بِمَا اَنْعَمْتَ - وَبِفَضَائِلِهٖ مَالَهٗ
اَلْزَمْتَ - وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ خَزَائِنِ عِلْمِهٖ وَنُجُوْمِ هِدَايَتِهٖ

صَلَاةً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ
صَلَاةً تُحَسِّنُ بِهَا اَخْلَاقَنَا۔ وَتُوَسِّعُ بِهَا اَرْزَاقَنَا۔ وَتُزَكِّيْ
بِهَا اَعْمَالَنَا۔ وَتَغْفِرُ بِهَا ذُنُوْبَنَا۔ وَتَشْرَحُ بِهَا صُدُوْرَنَا
وَتُطَهِّرُ بِهَا قُلُوْبَنَا۔ وَتُرَوِّحُ بِهَا اَرْوَاحَنَا وَتُقَدِّسُ بِهَا
اَسْرَارَنَا۔ وَتُنَزِّهُ بِهَا اَفْكَارَنَا۔ وَتُصَفِّيْ بِهَا سَرَائِرَنَا۔
وَتُنَوِّرُ بِهَا بَصَائِرَنَا۔ بِنُوْرِ الْفَتْحِ الْمُبِيْنِ۔ يَا اَكْرَمَ
الْاَكْرَمِيْنَ۔ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ صَلَاةً تُنْجِيْنَا
بِهَا مِنْ هَوْلِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَنَصَبِهٖ۔ وَزَلَازِلِهٖ وَتَعَبِهٖ۔
يَا جَوَادُ يَا كَرِيْمُ۔ وَتَهْدِيْنَا بِهَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔
وَتُجِيْرُنَا بِهَا مِنْ عَذَابِ الْجَحِيْمِ۔ وَتُنْعِمُنَا بِهَا بِالنَّعِيْمِ
الْمُقِيْمِ۔ يَا رَبِّ يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ۔ نَسْئَلُكَ حَقِيْقَةَ
الْاِسْتِقَامَةِ فِيْ حَظَائِرِ قُدْسِكَ۔ وَمَقَاصِيْرِ
اُنْسِكَ۔ عَلٰى اَرَائِكِ مُشَاهَدَاتِكَ۔ وَتَجَلِّيَاتِ مُنَازَلَاتِكَ۔
وَالِهِيْنَ بِسَطَعَاتِ سُبُحَاتِ اَنْوَارِ ذَاتِكَ۔ مُتَخَلِّقِيْنَ
بِاَخْلَاقِ حَقَائِقِ رَقَائِقِ صِفَاتِكَ۔ فِيْ مَقْعَدِ حَبِيْبِكَ
وَخَلِيْلِكَ وَصَفِيِّكَ الْجَمَالِ الزَّاهِرِ۔ وَالْجَلَالِ الْقَاهِرِ
وَالْكَمَالِ الْفَاخِرِ۔ وَاسِطَةِ عِقْدِ النُّبُوَّةِ۔ وَلُجَّةِ زَخَّارِ
الْكَرَمِ وَالْفُتُوَّةِ۔ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَحَبِيْبِنَا
مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ الْمُنَزَّلِ عَلَيْهِ فِي الذِّكْرِ
الْمُبِيْنِ۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ سُبْحَانَ
رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

ترجمہ :۔ اللہ کے نام سے شروع جو رحم کرنے والا مہربان ہے۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے، جو سب جہانوں کو پالنے والا ہے۔ ایسی تعریف جو اس کی نعمتوں کے برابر ہو۔ تو پاک ہے، میں تیری ایسی تعریف نہیں کر سکتا، جیسی تو نے خود اپنی کی ہے۔ سو تیرے لیے تیری رضا مندی تک تعریف ہو، وجو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو ایسے لوگ ان کے ساتھ ہوں گے۔ جن پر اللہ نے انعام فرمایا، یعنی نبی، صدیق، شہید اور نیکوکار اور یہ بہترین ساتھی ہیں) (یہ اللہ کی طرف سے فضل ہے اور اللہ کافی علم والا ہے۔) الٰہی! درود و سلام بھیج فاضل تر، بزرگ تر کامل تر، بابرکت تر، طاہر تر اور منوّر تر اپنا درود اور کامل تر سلام۔ ایسا درود جو تیرے جود و عطا کی تیز بارشوں سے بڑھ کر ہو۔ اور تیری سخاوت کے شرائف ولطائف سے ہمیشہ بڑھتا رہے۔ جو تیرے دوام کے ساتھ دائمی اور تیری بقا کے ساتھ باقی ہو۔ تیرے علم میں جن کی انتہا و حد نہ ہو۔ تیری ازلیّت کے ساتھ ازلی ہو، کبھی ختم نہ ہو، تیری ابدیت کے ساتھ ابدی، بے حد۔ اپنے بندے، اپنے نبی، اور اپنے رسول سیدنا محمد پر، جو تیری بارگاہ کے امام۔ تیری حجت کی زبان اور تیری مملکت کے دولہا ہیں۔ وسیع غلبہ والے اور چمکتا نور ہیں۔ قطعی دلیل اور وسیع رحمت ہیں۔ جامع ذات اور نوروں کے نور ہیں۔ رازوں کی کان اور جبّۂ فخر کی زیبائش۔ وجود کی سیپی کا موتی، اور محبت کرنے والے بادشاہ کا ذخیرہ ہیں، فضائل وسخاوت کا منبع۔ عزت کی بادشاہت کا تاج۔ اہل ایمان پر مہربان۔ تمام مخلوق پر اللہ کی نعمت ہیں، تیرا وہ درود جس کے ذریعے تو نے ان پر انعام فرمایا اور وہ فضائل جن سے تو نے

انہیں مشرف فرمایا، اور آپ کی آل و اصحاب پر جو آپ کے علم کے خزانے اور آپ کی ہدایت کے ستارے ہیں۔ ایسا درود جو تجھے بھی راضی کرے اور ان کو بھی۔ اور جس کے ذریعے تو ہم سے راضی ہو، اے پروردگار کائنات، ایسا درود جس سے ہمارے اخلاق اچھے ہوں، ہمارے رزق وسیع ہوں، ہمارے عمل ستھرے ہوں، ہمارے گناہ معاف ہوں۔ ہمارے سینے کھلیں اور دل صاف ہوں۔ ہماری روحیں پر سکون ہوں۔ ہمارے باطن ستھرے ہوں، ہمارے افکار صاف ہوں، اور ہمارے راز پاک ہوں۔ ہماری آنکھیں روشن فتح مبین کے نور سے۔ اے سب سے بڑھ کر عزت والے! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ایسا درود جس کے ذریعے تو ہمیں قیامت کی دہشت و مشقت سے اور اس کی لرزش و لغزش سے بچائے۔ اے بڑے سخی اے کریم! جس کے ذریعے تو ہمیں سیدھی راہ چلائے۔ جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے اور دائمی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ اے پروردگار! اے اللہ! اے رحمٰن! اے رحیم! تیری بارگاہِ اقدس میں اور تیری محبت کے محلات حقیقی استقامت کا سوال ہے۔ تیرے مشاہدات کے تکیوں پر بیٹھنا نصیب ہو۔ تیری بارگاہ کی تجلیات کا سوال ہے، تیرے انوار کی پاکیزہ پھوار کا سوال ہے۔ تیری صفات کے حقائق رفیقہ کا سوال ہے۔ تیرے حبیب و خلیل صفی کے چمکتے جمال کا سوال ہے۔ زبردست جلال کا سوال ہے قابلِ فخر کمال کا سوال ہے۔ نبوت کی کڑیاں ملانے والے، کرم و شجاعت کے جوش مارنے والے سمندر، ہمارے آقا، ہمارے نبی، ہمارے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا واسطہ۔ جو رسولوں کے

سردار۔ جن کے متعلق قرآن کریم میں نازل ہوا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ تمہارا رب، عزت والا رب پاک ہے، اس خرابی سے جو لوگ بیان کرتے ہیں، سلام ہو تمام رسولوں پر، اور سب تعریف اللہ، پروردگار عالمیان کے لیے ہے۔

چھپنواں (۵۶) درود شریف بھی انہی کا ہے

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ يَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ وَشَرِّفْ وَعَظِّمْ عَلٰى مَوْلَانَا وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ الرَّسُوْلِ الْعَظِيْمِ، الْعَلِيْمِ الْحَلِيْمِ، اَلرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ، اَلْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ، اَلْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى، وَالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ، اَلْعَفُوِّ الْغَفُوْرِ، اَلشَّكُوْرِ الصَّبُوْرِ، اَلْوَدُوْدِ الْمَجِيْدِ، اَلْوَلِيِّ الْحَمِيْدِ، النُّوْرِ الْمُبِيْنِ، حَبْلِ اللّٰهِ الْمَتِيْنِ، وَحِرْزِ الْاُمِّيِّيْنَ، اَلْمُنَبَّاِ وَاٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ

وَالطِّيْنِ، صَلِّ اَللّٰهُمَّ عَلَيْهِ شَرَائِفَ صَلَوَاتِكَ
وَنَوَامِيْ بَرَكَاتِكَ وَرَأْفَةَ تَحَنُّنِكَ وَفَضَائِلَ اٰلَائِكَ
وَاَزْكٰى تَحِيَّاتِكَ وَاَوْفٰى سَلَامِكَ حَسْبَ قَدْرِكَ
وَسُرَادِقَ هَيْبَتِكَ وَعَظِيْمِ شَانِكَ يَحْسُنُ وَيَلِيْقُ
بِذِيْ وَفْرِ شَرَفِهٖ وَعُلُوِّ مَنْصَبِهٖ حَسْبَ قَدْرِهٖ وَجَاهِهٖ
وَعَظِيْمِ شَانِهٖ وَعَلٰى اٰلِهِ الْاَقْطَابِ الْاَفْرَادِ الْاَنْجَابِ،
السَّابِقِيْنَ اِلٰى بُحْبُوْحَةِ ذٰلِكَ الْجَنَابِ، وَاَصْحَابِهٖ هُدَاةِ
التَّحْقِيْقِ اَئِمَّةِ الصِّدْقِ وَالتَّصْدِيْقِ، اَلرَّاشِدِيْنَ
اِلٰى مَدَارِجِ سُبُلِ التَّوْفِيْقِ، صَلَوَاتُكَ
الْمَرْبُوْبَةَ بِعِنَايَتِكَ فِيْ ضِمْنِ مَحَبَّتِكَ قَبْلَ الْقَبْلِ
حِيْنَ الْاَقْبَلَ الْمَحْفُوْفَةَ بِكَرَامَتِكَ فِيْ سِرِّ سَعَادَتِكَ
بَعْدَ الْبَعْدِ حِيْنَ لَا بَعْدَ، كَمَا لَهَا اَحْبَبْتَ وَاَفْضَلْتَ.
وَاِلَيْهَا هَدَيْتَ وَاَرْشَدْتَ، وَبِهَا اَعْطَيْتَ وَاَجْزَلْتَ
وَعَلَيْهَا اَوْجَبْتَ وَعَوَّلْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ بِمَا اَنْعَمْتَ،
لَا نُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ
صَلٰوةً تَحُلُّ بِهَا الْعُقَدَ وَتُفَرِّجُ بِهَا الْكُرَبَ،
وَتُزِيْلُ بِهَا الْهُمُوْمَ وَتُبَلِّغُ بِهَا الْعَبْدَ مَا طَلَبَ،
صَلٰوةً تُطْفِئُ عَنَّا بِهَا وَهَجَ حَرِّ الْقَطِيْعَةِ بِبَرْدِ
يَقِيْنِ وِصَالِكَ، وَتُلْبِسُنَا بِهَا اَنْوَارَ غُرَرِ تَبَلُّجِ
رَوْنَقِ مَجْدِ جَمَالِ كَمَالِكَ، فِي الْحَضَرَاتِ الْعِنْدِيَّةِ
وَالْمَشَاهِدِ الْقُدْسِيَّةِ، مُتَخَلِّعِيْنَ عَنْ ذَوَاتِ

الْبَشَرِيَّةِ، بِلَطَائِفِ الْعُلُوْمِ اللَّدُنِّيَّةِ، وَسَرَائِرِ
الْأَسْرَارِ الرَّبَّانِيَّةِ وَجَوَاهِرِ الْحِكَمِ الْفَرْدَانِيَّةِ،
وَحَقَائِقِ الصِّفَاتِ الْإِلٰهِيَّةِ وَمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ الْمُحَمَّدِيَّةِ
يَا اَللّٰهُ يَا سَمِيْعُ يَا قَرِيْبُ يَا مُجِيْبُ، يَا فَتَّاحُ يَا وَهَّابُ
يَا كَرِيْمُ، يَا رَحِيْمُ وَاَنْ تُلْحِقَنَا بِالسَّابِقِيْنَ فِيْ حَلْبَةِ
التَّوْفِيْقِ، اَلْفَائِزِيْنَ بِالْأَكْمَلِيَّةِ فِيْ كُلِّ خُلُقٍ اَنِيْقٍ،
اَلْمُنْعَمِيْنَ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى، مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ بِمَوَاهِبِ اَنْوَارِ بَهَائِكَ الْأَجْلٰى عَلٰى بِسَاطِ
صِدْقِ الْمَحَبَّةِ مَعَ الْأَحِبَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحِزْبِهٖ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ
اَسْرَارِكَ نَبِيِّ رَحْمَتِكَ وَيُنْبُوْعِ مَمْلَكَتِكَ،
السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهٗ، وَالرَّحْمَةُ لِلْعَالَمِيْنَ
ظُهُوْرُهٗ، رُوْحِ الْحَقِّ وَمِنَّةِ اللّٰهِ عَلَى الْخَلْقِ
تَاجِ الْعِزِّ وَالْكَرَامَةِ، شَفِيْعِ الْاُمَمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
قَلْبِ الْقُرْاٰنِ وَخَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ وَحَبِيْبِ اللّٰهِ الْمَلِكِ
الدَّيَّانِ، اَلْمَبْعُوْثِ بِالدَّلِيْلِ وَالْبُرْهَانِ وَالْمَنْعُوْتِ فِي
التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ، بِيَمِيْنِهٖ
وَالْمَيْمَنَتِهٖ تَعْزِيْرًا وَّتَوْقِيْرًا (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا
اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا
اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا وَّبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا)، اَلْمُنَوَّهِ بِذِكْرِهٖ

فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِجْلَالًا لِّحَقِّهٖ وَتَعْظِیْمًا وَّ
تَشْرِیْفًا لَّهٗ، وَتَكْرِیْمًا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ
عَلَى النَّبِیِّ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔)

ترجمہ:- یقیناً اللہ راضی ہو چکا ایمان والوں سے، جب وہ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کر رہے تھے، پس اللہ نے ان کے دلی خلوص کو سب پر واضح فرما دیا، پھر ان پر سکون اُتارا اور ان کو قریبی فتح عطا فرمائی، اور بہت سی غنیمتیں جنہیں تم لو گے، اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ سو اس نے یہ فتح، تو تم کو فوری دے دی اور مخالفین کے ہاتھوں سے تم کو دُور رکھا، تاکہ یہ سب کچھ مسلمانوں کے لیے نشانی رہے اور تاکہ اللہ تم کو سیدھی راہ چلائے۔ الٰہی! درُود و سلام اور برکت اور کرم شرف و عظمت نازل فرما ہمارے آقا مولا مُحمّد پر، جو نبی کریم اور عظیم رسُول ہیں۔ جو علم، حلم، شفقت و رحمت والے ہیں۔ جو عزت و حکمت والے ہیں۔ جو مضبوط رشتہ اور سیدھی راہ ہیں۔ جو بہت معاف فرمانے والے، بخشنے والے، شکر گذار، صابر، مُحبّت فرمانے والے، بزرگ مرتبہ ہیں۔ جو قریب، لائق تعریف، واضح کرنے والا نُور اور اللہ کی مضبوط رسّی اور اس کے امانت دار محافظ ہیں جن کو اس وقت نبی بنایا گیا۔ جب آدم علیہ السلام ہنوز آب و گل میں تھے۔ الٰہی اُن پر اپنے بزرگ ترین درُود بھیج! اور اپنی بڑھنے والی برکتیں اور لُطف و کرم ان پر نازل فرما اور اپنی افضل ترین نعمتیں اور پاکیزہ ترین تحائف اور مکمل ترین سلام ایسے نازل فرما جو تیری شایان شان اور

تیرے سراپردہ ہیبت اور عظیم شان کے مطابق ہو، جیسے ان کی شان و
عظمت اور سرکار کے منصب عالی کے لائق ہو، ان کے جاہ و مرتبہ
اور عظمت شان کے مناسب تر ہو۔ اور ان کی آل پر بھی، جو قطب
(محور) ہیں افراد (بے مثل) ہیں۔ شریف الاصل ہیں۔ اس بارگاہ
(نبوی) کے درمیان سب سے پہلے پہنچنے والے ہیں۔ اور حضور کے
صحابہ کرام پر جو تحقیق کے راہنما، صدق و تصدیق کے امام اور راہ توفیق
کے درجے کی راہنمائی فرمانے والے ہیں تیرا ایسا درود جو تیری عنایت
سے تیری محبت کے ضمن میں سب سے پہلے، پہلے سے بھی پہلے، کہ
اس سے پہلے کوئی نہ ہو پرورش پانے والا ہو، تیری بزرگی سے تیری
سعادت کے پردہ میں لپٹا ہو، بعد کے بعد جس کے بعد کوئی بعد نہ
ہو، جیسے تو اس کے لیے چاہے، اور فضل فرمائے اور جس کی تو راہنمائی
فرمائے اور جس کے سبب تو جود و عطا فرمائے اور جس پر تو اجرِ عظیم
واجب فرمائے۔ پس تیرے انعام و اکرام فرمانے پر تیرا اشکریہ!
ہم تیری اس طرح حمد و ثنا بجا لانے سے قاصر ہیں، جیسے تو نے
خود اپنی حمد و ثنا فرمائی ہے؛ ایسا درود جس سے گرہیں کھل جائیں۔
تکلیفیں دور ہوں، رنج و غم کا ازالہ ہو، اور جس سے تو بندے کو اس
کے مطلوب تک پہنچائے۔ ایسا درود جس کے ذریعے تو ہماری آتشِ
جدائی کو اپنے یقینِ وصال کی ٹھنڈک سے بجھا دے۔ اور جس کے ذریعے
تو ہم کو اپنی بارگاہ اور قدسی جلوہ گاہیں، اپنے رونق افروز، خوبصورت
کمال کی چمکتی دمکتی روشنی سے منور فرمانے اس حال میں کہ ہم تیرے
لطیف علوم لدنیہ، اسرارِ ربانیہ اور منفرد دیکھتا حکمت اور صفات۔

خداوندی کے حقائق اور اخلاقِ محمدی کی عظمتوں سے فیضیاب ہو کر
نفوسِ بشریہ سے فارغ ہو جائیں۔ اے اللہ، اے بہت سننے والے
اے سب کے قریب، اے قبول فرمانے والے! اے بند کھولنے
والے۔ اے بہت بخشنے والے۔ اے کرم و رحم فرمانے والے! (یہ
بھی دعا ہے) کہ جو لوگ توفیق کی دوڑ میں آگے نکلنے والے ہیں، ہم کو
اُن سے ملا دے۔ وہ جو ہر اچھی عمدہ عادت میں مقامِ تکمیل پر فائز ہیں
"رفیقِ اعلیٰ" کے مقام پر جن پر انعام و اکرام کی بارش ہو رہی ہے اُن
کے ہمراہ جن پر تو نے انعام فرمایا اپنی نورانی چمک کے انوار عطا فرما
کر، وہ جو بساطِ صدق و محبت پر اپنے دوستوں کے ہمراہ تشریف
فرما ہیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی اُمت، جو تیرے انوار
کا سمندر، تیرے رازوں کی کان اور تیرے نبیِ رحمت ہیں۔ تیری
سلطنت کی آنکھ کی پتلی ہیں۔ جن کا نور ساری مخلوق سے اوّل ہے۔
اور جن کا ظہور تمام جہانوں کے لیے رحمت ہے۔ جو حق کی روح
اور مخلوق پر اللہ کا احسان ہیں۔ عزت و عظمت کے تاج، اور بروزِ قیامت
تمام اُمتوں کے شفاعت فرمانے والے ہیں۔ قرآنِ کامل، رحمٰن کے خلیل،
اور اللہ تعالیٰ کے جو زبردست بدلہ لینے والا بادشاہ ہے، کے حبیب
جن کو روشن عقلی و نقلی دلائل دے کر بھیجا گیا ہے، تورات، زبور،
انجیل اور قرآن میں جن کی تعریف کی گئی ہے۔ جس میں انتہائی تعظیم و
توقیر کے ساتھ ان کی علامات و کوائف بیان ہوئے ہیں (اے غیب کی
خبریں دینے والے نبی، بےشک ہم نے تم کو حاضر، ناظر، بشارت
دینے والا اور خطرناک انجام سے آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور

اللہ کی اجازت سے اس کی طرف لوگوں کو بلانے والا اور روشن کرنے والا چراغ بنا کر، اور ایمان والوں کو خوشخبری سناؤ کہ بے شک ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔ جن کی تعظیم و تکریم اور بلند تر حق کے شان بلند کی گئی۔ (اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا)

یہ دونوں درود شریف کتاب "مسالک الحنفا" میں ذکر کرنے کے بعد مؤلف نے فرمایا، یہ دونوں درود شریف شیخ ابوالعباس احمد بن موسیٰ مسرعی قادری کے ہیں۔ اللہ ان کی برکت سے ہم کو نفع مند فرمائے۔ علامہ قسطلانی ؒ نے پہلے درود شریف کے متعلق فرمایا، اس سے مبارک کیفیت پیدا ہوتی ہے یہ کافی جامع، بلندی بخشنے والا اور نفع مند ہے اسی کا نام بُغْیَۃُ الْمَقَاصِدِ اِلٰی جَمِیْعِ الْمَقَاصِدِ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْمَفَاخِرِ وَالْمَحَامِدِ ہے۔ دوسرے درود شریف کا نام ہے الفتح المبین والقول المکین والعز الرصین فی الصلٰوۃ علٰی خیر العالمین محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ستاون وال درود شریف

سیدی محمد بن عراق قدس سرہٗ کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى لَوْحِ رَحْمَانِيَّتِكَ الَّذِيْ كَتَبْتَ فِيْهِ بِقَلَمِ رَحِيْمِيَّتِكَ وَمِدَادِ مَدَدِ رَحْمُوْنِيَّتِكَ (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عَرْشِ اِسْتِوَآءِ وَحْدَانِيَّتِكَ مِنْ حَيْثُ اِحَاطَةِ اَحَدِيَّةِ اُلُوْهِيَّتِكَ رَحْمَتِكَ الشَّامِلَةِ وَبَرَكَتِكَ الْكَامِلَةِ مِنْ حَيْثُ اِحَاطَةِ قَوْلِكَ (وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ) بَلْ صَلِّ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ، عَلٰى رَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اِنْسَانِ عَيْنِ الْكَمَالِ فِيْ حَضْرَةِ وَحْدَانِيَّتِكَ وَجَمْعِ جَمْعِ اَحَدِيَّتِكَ مِنْ حَيْثُ اِحَاطَةِ قَوْلِكَ (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا) فَكَانَ الْمُبَشِّرُ عَيْنَ الْمُبَشَّرِيَّةِ فَاَنِلْنَا مِنْ بَرَكَاتِهٖ، وَافْتَحِ اَللّٰهُمَّ اَقْفَالَ قُلُوْبِنَا بِمَفَاتِيْحِ حُبِّهٖ وَاكْحَلْ اَبْصَارَ بَصَائِرِنَا بِاِثْمِدِ نُوْرِهٖ وَطَهِّرْ اَسْرَارَ سَرَائِرِنَا بِمُشَاهَدَتِهٖ وَقُرْبِهٖ، حَتّٰى لَا نَرٰى فِي الْوُجُوْدِ اِلَّا اَنْتَ بِهٖ وَمِنْ نَوْمِ غَفْلَتِنَا نَنْتَبِهُ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

كَافِ كِفَايَتِكَ وَهَاءِ هِدَايَتِكَ وَيَاءِ يُمْنِكَ وَعَيْنِ عِصْمَتِكَ
وَصَادِ صِرَاطِكَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اَلَا اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نُوْرِكَ الْاَسْنٰى اَلْمُتَشَفِّعِ بِالْاَسْمَاءِ فِيْ حَضْرَةِ
الْاَسْمَاءِ، فَكَانَ عَيْنَ مَظَاهِرِهَا الْوُجُوْدِيَّةِ، مِنْ حَيْثُ
اِحَاطَةِ عِلْمِكَ وَعَيْنَ اَسْرَارِهَا الْجُوْدِيَّةِ، مِنْ
حَيْثُ اِحَاطَةِ كَرَمِكَ، وَعَيْنَ اِخْتِرَاعَاتِهَا الْكُلِّيَّةِ
الْكَوْنِيَّةِ، مِنْ حَيْثُ اِحَاطَةِ اِرَادَتِكَ وَعَيْنَ
مَقْدُوْرَاتِهَا الْجَبَرُوْتِيَّةِ، مِنْ حَيْثُ اِحَاطَةِ
قُدْرَتِكَ وَقَهْرِكَ، وَعَيْنَ اِنْشَاآتِهَا الرُّوْحَانِيَّةِ
مِنْ حَيْثُ اِحَاطَةِ سِعَةِ رَحْمَتِكَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
مِيْمِ مُلْكِكَ وَحَاءِ حِكْمَتِكَ وَمِيْمِ مَلَكُوْتِكَ وَدَالِ
دَيْمُوْمِيَّتِكَ صَلٰوةً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَتُحِيْطُ بِا
لْحَدِّ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْوَاحِدِ الثَّانِيْ، اَلْمَخْصُوْصِ
بِالسَّبْعِ الْمَثَانِيْ، اَلسِّرِّ السَّارِيْ فِيْ مَنَازِلِ الْاُفُقِ
الرَّحْمَانِيْ اَلْقَلَمِ الْجَارِيْ بِمِدَادِ الرَّبَّانِيْ، عَلٰى مَسْطُوْرِ
الْعَقْلِ الْاِنْسَانِيْ صَلٰوةً تَجَدَّدُ بِتَجَدُّدِ رَحْمَتِكَ
عَلَيْهِ، وَاَنْتِهَاءِ نُوْرِكَ وَسِرِّكَ اِلَيْهِ، يَا رَبَّ
الْعَالَمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَلِفِ اَحَدِيَّتِكَ وَحَاءِ
وَحْدَانِيَّتِكَ وَمِيْمِ مُلْكِكَ وَدَالِ دِيْنِكَ رَاءِ لَهٗ

اَلدِّيْنُ الْخَالِصُ) فَقَدْ اَخْلَصْتَ الْخَالِصَ فَاَضَفْتَهُ
اِلَيْكَ، فَصَلِّ رَبِّ عَلٰى مَنْ قَامَ اِلَيْكَ بِمَا اَضَفْتَ
عَلَى التَّحْقِيْقِ، اَقَامَ دِيْنَكَ وَبَلَّغَ رِسَالَتَكَ وَاَوْضَحَ
سَبِيْلَكَ وَاَدّٰى اَمَانَتَكَ، وَاَقَامَ الْبُرْهَانَ عَلٰى
وَحْدَانِيَّتِكَ وَاَثْبَتَ فِي الْقُلُوْبِ اَحَدِيَّتَكَ فَهُوَ
سِرُّكَ الْمَصُوْنُ بِهَيْبَتِكَ وَجَلَالَتِكَ، اَلْمُتَوَّجُ بِنُوْرِ
اَسْرَارِكَ وَجَمَالِكَ، بَلْ صَلِّ رَبِّ عَلَيْهِ عَلٰى
قَدْرِ مَقَامِهِ الْعَظِيْمِ لَدَيْكَ، وَعَلٰى قَدْرِ عِزَّتِهٖ
عَلَيْكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَوْضِعِ نَظَرِكَ وَمَظْهَرِ
خَزَائِنِ كَرَمِكَ وَمَجْلٰى عِزَّتِكَ وَمِفْتَاحِ
قُدْرَتِكَ، وَمَحَلِّ رَحْمَتِكَ وَمَجْدِ عَظَمَتِكَ
خُلَاصَتِكَ مِنْ كُنْهِ كَوْنِكَ وَصَفْوَتِكَ مِمَّنْ
خَصَّصْتَهُ بِاِصْطِفَائِكَ. اَلنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ، اَلرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ
الْاَبْطَحِيِّ الْقُرَشِيِّ اَحْمَدِ الْحَامِدِيْنَ فِيْ سُرَادِقَاتِ
جَلَالِكَ، وَمُحَمَّدِ الْمَحْمُوْدِيْنَ فِيْ بِسَاطِ جَمَالِكَ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَلِفِ اِبْدَاعِكَ وَبَاءِ بِدَايَةِ
اِخْتِرَاعِكَ، وَوَاوِ وُدِّكَ فِيْ اِنْشَائِكَ وَاَلِفِ
اِبْرَازِكَ بِمَخْلُوْقَاتِكَ وَلَامِ لُطْفِكَ فِيْ تَدْبِيْرَاتِكَ،
وَقَافِ اِحَاطَةِ قُدْرَتِكَ عَلٰى خَلْقِ اَرْضِكَ
وَسَمٰوٰتِكَ، وَسِيْنِ سِرِّكَ بَيْنَ جَمِيْعِ اَفْرَادِ
مُبْدَعَاتِكَ وَمِيْمِ مَمْلَكَتِكَ الْمُحِيْطَةِ بِمَعْلُوْمَاتِكَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سِرِّ وَجُوْدِكَ وَمَظْهَرِ جُوْدِكَ وَخِزَانَةِ مَوْجُوْدِكَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اِمَامِ حَضْرَةِ جَبَرُوْتِكَ الْمُصَلِّيْ فِيْ مِحْرَابِ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى لِوَحْدِيَّةِ جَمْعِهٖ اِنْجَمَعَ بِكَ فِيْ صَلٰوتِكَ فَجَمَعْتَهٗ عَلَيْكَ وَ خَصَّصْتَهٗ بِالنَّظَرِ اِلَيْكَ وَاَخْلَصْتَهٗ بِالسُّجُوْدِ بَيْنَ يَدَيْكَ وَجَعَلْتَ قُرَّةَ عَيْنِهٖ فِي الصَّلٰوةِ الْخَالِصَةِ لَدَيْكَ فَهُوَ الْمُخْتَصُّ بِاَبْكَارِ مَشَاهِدِكَ الْمُقْتَبِسُ لِلَوَامِعَاتِ لَمَحَاتِ نَفَحَاتِ مُشَاهَدَتِكَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى كَلِمَتِكَ الْعُلْيَا مِنْ حَيْثُ الْاِخْتِرَاعِ وَالْاِبْتِدَاعِ وَعُرْوَتِكَ الْوُثْقٰى مِنْ حَيْثُ تَتَابُعِ الْاِتِّبَاعِ، وَحَبْلِكَ الْمُعْتَصَمِ عِنْدَ الضِّيْقِ وَالْاِتِّسَاعِ، وَصِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيْمِ لِلْهِدَايَةِ وَالْاِتِّبَاعِ، الٓمٓ حٰمٓ اٰدَمَ حٰمٓ عٓسٓقٓ طٰسٓمٓ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ، وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا) اَحَوْنَ وَدُوْدُ طٰهٰ يٰسٓ قٓ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ)

وَاللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْمُتَعَلِّقِ بِصِفَاتِكَ الْمُسْتَغْرِقِ فِي مُشَاهَدَةِ ذَاتِكَ الْحَقِّ الْمُتَحَلِّيْ حَقِيْقَةَ الْحَقِّ، اَحَقُّ هُوَ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْ اِنَّهُ لَحَقٌّ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا) اَللّٰهُمَّ اِنَّا قَدْ عَجَزْنَا مِنْ حَيْثُ اِحَاطَةِ عُقُوْلِنَا وَغَايَةِ اَفْهَامِنَا وَمُنْتَهٰى اِرَادَتِنَا وَسَوَابِقِ هِمَمِنَا اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ مِنْ حَيْثُ هُوَ وَكَيْفَ نَقْدِرُ عَلٰى ذٰلِكَ وَقَدْ جَعَلْتَ كَلَامَكَ خُلُقَهٗ وَاَسْمَآءَكَ مَظْهَرَهٗ، وَمَنْشَاَ كَوْنِكَ مِنْهُ وَاَنْتَ مَلْجَؤُهٗ وَرُكْنُهٗ، وَمَلُوْكُ الْاَعْلٰى عِصَابَتُهٗ وَنُصْرَتُهٗ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ مِنْ حَيْثُ تَعَلُّقِ قُدْرَتِكَ بِمَصْنُوْعَاتِكَ وَتَحَقُّقِ اَسْمَآئِكَ بِاِرَادَتِكَ مِنْهُ اِبْتَدَاَتِ الْمَعْلُوْمَاتِ وَاِلَيْهِ جَعَلْتَ غَايَةَ الْغَايَاتِ وَبِهٖ اَقَمْتَ الْحُجَجَ عَلَى الْمَخْلُوْقَاتِ فَهُوَ اَمِيْنُكَ، خَازِنُ عِلْمِكَ حَامِلُ لِوَاۤءِ حَمْدِكَ، مَعْدِنُ سِرِّكَ مَظْهَرِ عِزِّكَ نُقْطَةُ دَآئِرَةِ مُلْكِكَ، وَمُحِيْطُهٗ وَمُرَكَّبُهٗ وَبَسِيْطُهٗ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْمُنْفَرِدِ بِالْمَشْهَدِ الْاَعْلٰى وَالْمَوْرِدِ الْاَحْلٰى وَالطَّوْرِ الْاَجْلٰى وَالنَّوْرِ الْاَسْنٰى الْمُخْتَصِّ فِيْ حَضْرَةِ الْاَسْمَآءِ بِالْمَقَامِ الْاَسْمٰى وَالنُّوْرِ الْاَبْهٰى وَالسِّرِّ الْاَحْمٰى، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَنْشَاۤءِ الْحَبِيْبِيَّةِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

الشَّجَرَةِ الْعَلَوِيَّةِ الثَّابِتِ اَصْلُهَا فِیْ مَعَادِنِ هَيْبَتِكَ،
السَّامِیْ فَرْعُهَا فِیْ سُرَادِقَاتِ عَظْمَتِكَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلَى الْمُزَّمِّلِ الْمُدَّثِّرِ الْمُنْذِرِ الْمُبَشِّرِ الْمُكَبِّرِ الْمُطَهِّرِ
الْعَطُوْفِ الْحَلِيْمِ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ
عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ
تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ
فِیْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ يُّوْقَدُ مِنْ
شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ
يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ، نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ،
يَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
مِشْكٰوةِ جِسْمِهٖ وَمِصْبَاحِ قَلْبِهٖ وَزُجَاجَةِ عَقْلِهٖ
وَكَوْكَبِ سِرِّهِ الْمُوْقَدِ مِنْ شَجَرَةِ نُوْرِهِ
الْمُفَاضِ عَلَيْهِ مِنْ نُوْرِ رَبِّهٖ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ بَلْ صَلِّ
عَلَى الضَّمِيْرِ الْبَارِزِ الْمَسْتُوْرِ فِی النُّوْرِ الثَّانِیْ الْاٰخِرِ
الْمَضْرُوْبِ بِهِ الْاَمْثَالُ فِیْ عَالَمِ الْمِثَالِ، اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مَنْ نَوَّرْتَ بِنُوْرِهٖ مَلَكُوْتَ سَمٰوٰتِكَ
وَاَرْضِكَ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةِ كَوْنِكَ فِيْهَا مِصْبَاحٌ
مِّنْ نُوْرِهِ الْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةِ اَجْسَامِ اَنْبِيَآئِكَ
وَمَلٰٓئِكَتِكَ وَرُسُلِكَ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ

دُرِّيٍّ تُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ اَصْلُهُ النُّوْرُ الَّذِيْ هُوَ الْفَاضُ
عَلَيْهِ مِنْ فَيْضِ اَسْمَائِكَ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ
لِنُوْرِهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّشَآءُ
مِنْ خَلْقِهٖ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَلِيْمٌ بِهٰذَا النُّوْرِ الْبَاهِرِ
الْمَسْتُوْرِ، اَلْبَاهِرِ الْمَشْهُوْرِ، الَّذِيْ بَهَرْتَ بِهٖ
كُلِّيَّةَ الْكَوْنَيْنِ وَطَرَّزْتَ بِهِ الثَّقَلَيْنِ وَزَيَّنْتَ
بِهٖ اَرْكَانَ عَرْشِكَ وَمَلَآئِكَةَ قُدْسِكَ وَاَدْنَيْتَهٗ
مِنْ حَضْرَةِ جَبَرُوْتِكَ وَجَعَلْتَهُ الْمُتَشَفِّعَ اِلَيْكَ
فِيْ مَلَآئِكَتِكَ وَاَنْبِيَائِكَ وَرُسُلِكَ فَهُوَ بَابُ الرِّضَا
وَالرَّسُوْلُ الْمُرْتَضٰى، حَقِيْقَةُ حَقِّكَ، وَصَفْوَتُكَ
مِنْ خَلْقِكَ، بِنُوْرِهٖ حَمَلْتَ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَبِسِرِّهٖ
رَفَعْتَ سَمٰوٰتِكَ وَبَسَطْتَ اَرْضَكَ فَهُوَ سَمَآءُ سَمَآئِكَ
وَغَيَابَةُ غُيُوْبِ اِحْسَانِكَ، وَمَظْهَرُ عِزِّكَ
وَسُلْطَانِكَ فَاَنْتَ الْعَلِيْمُ بِهٖ مِنْ حَيْثُ الْحَقِّ وَالْحَقِيْقَةِ.
فَصَلِّ رَبِّ عَلَيْهِ مِنْ حَيْثُ حَقِيْقَةِ عِلْمِكَ بِذٰلِكَ
وَتَحَقُّقِهٖ بِمَا هُنَالِكَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سِرَاجِ دِيْنِكَ
وَكَوْكَبِ يَقِيْنِكَ وَقَمَرِ تَوْحِيْدِكَ وَشَمْسِ مُشَاهَدَةِ
اِحْسَانِكَ فِيْ اِيْجَادِ اِنْسَانِكَ، صَلِّ رَبِّ عَلَيْهِ
صَلٰوةً تَصْعَدُ بِكَ مِنْكَ اِلَيْكَ وَتُعْرَفُ
فِي الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى اَنَّهَا خَالِصَةٌ لَدَيْكَ صَلٰوةً

مَبْلَغُهَا الْعِلْمُ الْمُحِيْطُ بِالْكُلِّ حَقِيْقَةُ الْكُلِّ تَتَجَدَّدُ بِكُلِّيَّةِ ذٰلِكَ الْكُلِّ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَقَامِ الْمُخْتَصِّ بِهٖ تَسْلِيْمًا مَبْلَغُهٗ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ، ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا مَنَحَ مِنَ الْفَتْحِ الَّذِيْ بِهٖ اَبْصَارُ بَصَائِرِنَا قَدْ نُتِحَتْ بِالصَّلٰوةِ عَلٰى اَشْرَفِ مَوْجُوْدٍ وَسَيِّدِ كُلِّ مَسُوْدٍ الَّذِيْ كَمَلَ بِهِ الْوُجُوْدُ وَ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهُ التَّوْفِيْقُ وَبِهٖ يُطْلَبُ كَمَالُ اِكْمَالِنَا عَلَى التَّحْقِيْقِ، اَللّٰهُمَّ بِجَاهِ صَاحِبِهِ الصِّدِّيْقِ وَبِالْفَارُوْقِ الْمُوْفِيْ التَّصْدِيْقِ وَبِذِي النُّوْرَيْنِ وَبِخَاتَمِ الْخَلَافَةِ اِبْنِ عَمِّهٖ عَلَى التَّحْقِيْقِ، اَللّٰهُمَّ اجْمَعْنَا بِكَ عَلَيْكَ اِلَيْكَ وَاَرْشِدْنَا اِلَيْهِ فِيْ حَضْرَةِ جَمْعِ الْجَمْعِ، حَيْثُ لَا فُرْقَةَ وَلَا مَنْعَ، اِنَّكَ اَنْتَ الْمَانِحُ الْفَاتِحُ، تَمْنَحُ مَا شِئْتَ مِنْ مَوَاهِبِ رَبَّانِيَّتِكَ، لِمَنْ شِئْتَ مِمَّنْ خَصَّصْتَهٗ رَهْبَانِيَّتِكَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اَنْ تَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَاَنْ تَجْعَلَنَا مِنْ اَهْلِ سُنَّتِهٖ وَلَا تُخَالِفْ بِنَا يَا مَوْلَانَا عَنْ مِلَّتِهٖ وَلَا عَنْ طَرِيْقَتِهٖ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ مُجِيْبٌ لِمَنْ دَعَا، اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ كَمَا مَنَنْتَ عَلَيْنَا بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَامْنُنْ عَلَيْنَا بِفَهْمِ الْكِتَابِ الَّذِيْ اُنْزِلَ اِلَيْهِ، لِاَنَّهٗ شِفَاءٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِلْعَالَمِيْنَ"۔

ترجمہ:

الٰہی درُود بھیج! اپنی رحمانیت کی اس تختی پر جس میں تُو نے اپنی رحیمیت کے قلم سے لکھا اور اپنی عظیم الشان مدد کی سیاہی پر (اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ تم اے محبُوب ان میں موجود ہو اور وہ ان کو عذاب دے) الٰہی! اپنی وحدانیت کے تختِ اقتدار پر وہاں تک درُود بھیج! جہاں تک تیری یکتا خُدائی کی وسعت پھیلی ہوئی ہے۔ اپنی رحمتِ شاملہ اور برکتِ کاملہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جہاں تک تیرے فرمان (اور اے محبُوب ہم نے تمہیں بس جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔) کا احاطہ ہے بلکہ اے رب العالمین! رحمۃ للعالمین پر درُود بھیج!، الٰہی ان پر درُود بھیج جو تیری بارگاہِ واحدانیت کی چشم کمال کی پتلی ہیں اور تیری وحدت کے کمالات کے جامع ہیں۔ جہاں تک تیرا یہ فرمان شامل ہے (اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) ہم نے تم کو حاضر وناظر اور (ماننے والوں کے لیے) خوشخبری سنانے والا، اور (منکرین کو بُرے انجام سے) آگاہ کرنے والا، اور بحکم الٰہی اللہ کی طرف بُلانے والا، اور روشن کرنے والا چراغ بنا کر بھیجا اور اہلِ ایمان کو اس بات کی خوشخبری سُنا دو، کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑا فضل تیار ہے) پس بشارت سُنانے والے، بذاتِ خود بشارت ہیں، پس ہم کو ان کی برکتیں نصیب فرما۔ اور الٰہی! ہمارے دلوں کے اقفال کو ان کی محبّت کی چابی سے کھول دے۔ اور ہمارے دل کی آنکھوں میں ان کے نور کا سُرمہ لگا دے۔ اور ہمارے اندرونی رازوں کو ان کے مشاہدہ

قرب سے پاک فرما دے۔ یہاں تک کہ ہم عالم وجود میں، ان کے واسطہ سے تیرے بغیر کسی کو نہ دیکھیں اور ہم خوابِ غفلت سے بیدار ہوں۔ الٰہی اپنی کفایت کے کاف، اپنی ہدایت کی ہا اپنی یُمن (برکت) کی یا، اپنی عصمت (حفاظت) کے عین، اپنے صراط (راستہ) کی صاد (صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ، صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ) پر درُود بھیج! الٰہی! اپنے اعلیٰ ترین نُور پر درُود بھیج! جن کی شفاعت بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہے۔ جو تیرے علم محیط کے مطابق تیری صفات وجودیہ کے ظہور کا منبع ہیں، اور تیری صفاتِ وجُودیہ کے بھیدوں کا تیرے کرم مُحیط سے سرچشمہ ہیں، اور تیرے ارادے کے مطابق تیری نت نئی اختراعات و مصنوعات والی صفاتِ کوہنہ کا مرکز ہیں، اور تیری قدرت و قہر بے پایاں کے مطابق مقدوراتِ جبرؤتیہ کا عین ہیں اور تیری وسیع رحمت کی بنا پر نت نئے احسانات کی عین رُوح ہیں۔ الٰہی اپنے مُلک کی میم، اپنی حکمت کی حا اور اپنے ملکوت کی میم اور اپنے دوام کی میم پر ایسا درُود بھیج جو سلسلۂ اعداد و شمار کو ختم کر دے اور حدود و ثغور کو مُحیط ہو، الٰہی ان پر درُود بھیج جو دوسرے نمبر پر یکتا ہیں۔ جن کو سبع مثانی کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ جو اُفقِ رحمت کی تمام منازل کی رُوحِ رواں جو مددِ ربانی کی روشنائی سے لکھنے والا قلم ہیں۔ ایسا درُود جو

تیرے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم پر تیری دم بدم رحمت کے نزول
کے ساتھ، اور ان کی طرف تیرے نور اور تیرے راز پہنچنے کے
ساتھ ساتھ ہر آن جاری وساری رہے۔ اے رب العالمین!
الٰہی! اپنی احدیت کے الف اور اپنی واحدانیت کی حا اپنے ملک
کی میم اور اپنے دین کی دال (اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ) پر درود
بھیج، یقیناً تُو نے ان کو ہر غیر سے ہٹا کر صرف اپنی طرف منسوب
فرمایا۔ تُو اے پروردگار! درود بھیج اُن پر جو تیری منسوب کردہ ہر
خُوبی وکمال کے ساتھ قائم ہُوئے تیرے دین کو حضوؐر نے
قائم فرمایا، تیرا پیغام پہنچایا، اور تیرا راستہ واضح فرمایا اور تیری
امانت ادا فرمائی، اور تیری توحید پر دلیل قائم فرمائی۔ اور دلوں
میں تیری احدیت کو ثبت فرمایا، پس وُہ تیرا ایسا راز ہیں، جو تیری
ہیبت وجلال کی وجہ سے محفوظ ہیں۔ جن کے سر پر، تیرے
نُور راز وجمال کا تاج ہے۔ بلکہ الٰہی ان پر ایسا درُود بھیج! جو تیری
بارگاہِ میں ان کے مقامِ برتر کے لائق ہو۔ اور ان کی اس عزّت
کے شایان ہو، جو ان کو تیرے ہاں حاصل ہے۔ الٰہی اُن پر درُود
بھیج، جن پر ہمیشہ تیری نظر رہتی ہے۔ اور ان پر جو تیرے کرم کے
خزانوں کے مظہر، اور تیری عزت کی تجلّی گاہ ہیں اور تیری قدرت
کی چابی اور تیری رحمت کا محل اور تیری عظمت کی بزرگی، اور تیری
حقیقتِ وجُودیہ کا خلاصہ ہیں اور جن کو تُو نے اپنے انتخاب سے
مخصوص فرمایا۔ ان میں منتخب ہیں۔ جو نبیٔ اُمّی رسول عربی، ابطحی،

(حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

قرشی ہیں۔ جو تیرے جلال کے پردوں میں سب سے بڑھ کر تیری تعریف
کرنے والے ہیں۔ اور جو تیری بساطِ جمال میں سب سے بڑھ کر
تعریف کیئے گئے ہیں۔ الٰہی ان پر درُود بھیج! جو تیرے ابداع
(نو پیدا کرنا) کا الف اور تیری مخلوق کی ابتداُ (بدایۃ) کی جاء
اور تیرے ارادوں میں تیری وُدّ (محبت) کی واؤ اور مخلوق
میں تیرے ابراز (ظہُور) کے الف، اور تیری تدبیروں میں لُطف
کے لام اور تیری زمینی و آسمانی مخلوق پر تیری قدرت کے احاطہ
کے قاف (قدرت) ہیں۔ اور تمام مخلوق میں تیرے سِرّ (راز)
کے سین ہیں۔ اور تیری اس مملکت کے میم ہیں جو تیری معلومات
کے احاطہ میں ہے۔ الٰہی اپنے وجود کے راز اور اپنی سخاوت
کے مظہر اور اپنے موجُودات کے خزانہ پر درُود بھیج! الٰہی اپنی
بارگاہِ باجبروت کے امام پر درُود بھیج! جو محراب قَابَ قَوْسَیْنِ
اَوْ اَدْنٰی میں نماز پڑھنے والے ہیں۔ یہی وہ انفرادیت ہے جس
میں وُہ نماز میں تیرے ساتھ جمع ہو گئے، تو تُو نے ان کو اپنے

ل نبی اُمّی حضور کا وصفی نامِ گرامی ہے اس کے دُو معنی ہیں۔

(۱) وہ جو دنیا میں آکر کسی مخلوق سے کچھ نہ پڑھے اور کچھ نہ سیکھے، بسا اوقات یہ لفظ اَن پڑھ کے مفہوم کے لیے بولا جاتا ہے مگر نبی کریم علیہ السلام کیلئے جب بولیں گے تو مطلب ہوگا وُہ جو کسی مخلوق کے شاگرد نہ ہوں، بلکہ براہِ راست یا بالواسطہ اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کریں۔ اس صُورت میں یہ لفظ سرکار کے کمالِ علم کی سب سے بڑی دلیل قرار پائے گا۔

(۲) یہ لفظ اُمّ القریٰ یعنی مکہ مکرمہ کی طرف منسوب ہوا اور مکی کا ہم مطلب ہو جائے جیسے پنجابی، سندھی وغیرہ، اس صُورت میں بھی لاعلمی سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوا۔ مترجم۔

آ گئے خصوصی سجدہ ریزی سے مُشرّف فرمایا۔ اور تُو نے اپنی بارگاہ کی خصوصی نماز کو آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنایا۔ پس تیری ذات کے نو بہ نو مشاہدے کے لیے حضور ہی مخصوص ہیں جو تیرے مشاہدے کی نورانی گھڑیوں کو حاصل کرنے والے ہیں۔ الٰہی ان پر دُرود بھیج جو تخلیق و آفرینش کے لحاظ سے تیرا بلند مرتبت کلمہ ہیں اور جو مسلسل اتباع کے لحاظ سے تیری مضبوط رسّی ہیں، اور جو تنگی اور فراخی میں تیری سہارا بننے والی رسی ہیں، اور راہنمائی و پیروی کے لیے تیری سیدھی راہ ہیں۔ الٓمٓ، حٰمٓ۔ آدم ح ق طٰسٓمٓ ر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ، تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا، سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ، ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ، وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ، لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارُ، وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا،

محمّد اللہ کے رسُول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اُن کے ساتھ والے کافروں پر بہت سخت، اور آپس میں بہت نرم ہیں۔ تم اُن کو رکوع کرتے، سجدہ کرتے دیکھیں گے، اللہ کا فضل اور رضاجوئی کرتے ہُوئے ان کے چہروں میں سجدوں کے نشان ہیں۔ اُن کی یہ مثال تو توراۃ میں مذکور ہے۔ اور انجیل میں ان کی مثال کھیتی کی سی ہے جس نے پودا پیدا کیا پھر اس کو پروان

چڑھایا، پھر وہ موٹا تازہ ہو گیا اور پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ زمیندار کو خوش کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ذریعے کافروں کے دل جلائے ان میں سے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کیے اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کی مغفرت ہو گی۔ اور ان کو عظیم الشان اجر ملے گا) بہت محبت کرنے والے، بہت صاف ستھرے (طٰہٰ) یا یٰسٓ۔ قٓ، نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ (قسم ہے قلم کی، اور جو کچھ لکھتے ہیں۔) الٰہی درود بھیج جو تیری صفات کا مظہر اور تیری ذات کے مشاہدے میں مستغرق ہیں جو ایسا حق ہیں جو حقیقۃ حق کے گرداگرد حلقہ بگوش ہیں۔ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِىْ وَرَبِّىْ اِنَّهٗ لَحَقٌّ۔ کیا وہ حق ہے؟ تم فرماؤ ہاں! میرے رب کی قسم، بے شک وہ حق ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔) الٰہی ہم اس بات سے عاجز ہیں کہ اپنی محدود عقلوں، انتہائی دانائیوں، انتہائی ارادوں اور اپنی سبقت کرنے والی ہمتوں سے، سرکار کی ذات اقدس پر ان کی شایانِ شان درود بھیج سکیں، اور ہم اس کام سے عہدہ برآ ہو بھی سکتے ہیں، جب کہ تُو نے اپنے کلام کو سرکار کا خُلق، اور اپنے اسماءِ قُدسیہ کو حضور کا مظہر اور اپنی مخلوق کے پیدا کرنے کا آپ کو سبب بنایا، اور تُو ہی اُن کا ٹھکانہ اور قوت ہے اور تیرا جہانِ بالا حضور کا دھڑا اور نصرت ہے۔ الٰہی حضور علیہ السلام پر

اس قدر درود بھیج جتنا تیری قدرت کو تیری مصنوعات سے تعلق ہے، اور جتنا تیرے اسمائے حسنیٰ کا تیرے ارادے سے ثبوت ہے۔ حضور ہی سے تیری معلومات کی ابتداءٗ ہوئی۔ اور انہی پر تمام غایتوں کی انتہاءٗ ہے، اور انہی سے تو نے اپنی تمام مخلوق پر اتمامِ حجت فرمائی ہے پس وہ تیرے امین، تیرے علم کے خزانچی اور تیرے لواءُ الحمد کو اٹھانے والے ہیں تیرے رازوں کی کان، تیری عزت کا مظہر، تیری حکومت کے دائرہ کے نقطہ، اس کے محیط اس کے مرکب اور اس کے بسیط ہیں۔ الٰہی ان پر درود بھیج جو بلند مرتبت مشاہدہ، شیریں گھاٹ، منوّر طور اور عظیم الشان نور کے ساتھ مختص ہیں۔ جو بارگاہِ اسماء میں مقامِ بلند۔ نورِ درخشاں اور رازِ محفوظ کے ساتھ منفرد ہیں۔ الٰہی! محبوب ترین اٹھان پر ہے۔ الٰہی بلند درخت پر درود بھیج! جس کی جڑ تیری بلند مرتبہ ہیبت کی کان میں ثابت ہے اور جس کی شاخیں، تیری عظمت کے سراپردوں میں موجود ہیں الٰہی ان پر درود بھیج! جو کمبل پوش (المزمل)، چادر پوش (المدثر) منکرین کو انجامِ بد سے آگاہ فرمانے (المنذر)، ماننے والوں کو بہتر انجام کی خوشخبری سنانے والے۔ (المبشر) تیری بڑائی بیان فرمانے والے (المکبر)، سب کو پاک فرمانے والے (المطہر) شفیق و بردبار (المعطوف الحلیم) ہیں۔ (لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ الخ) تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک ایسے عظیم الشان رسول آئے ہیں جن پر تمہاری تکلیف ناگوار ہے، تمہاری بھلائی کے بڑے

حریص ہیں، اہلِ ایمان پر شفیق و مہربان، پھر بھی اگر یہ لوگ رُوگردانی کریں، تو فرما دو کہ مجھے اللہ کافی ہے، میرا اسی پر بھروسہ ہے اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ نور ہے آسمان و زمین کا، اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے، جس میں چراغ ہو، چراغ شیشے میں ہو اور شیشہ ایسا ہو جیسے موتی کی طرح چمکتا ستارہ، ایسا چراغ جس کو روشن کیا جائے۔ زیتون کے بابرکت درخت (تیل) سے، جو شرقی ہو نہ مغربی جس کا تیل روشنی دے، خواہ اس کو آگ نہ لگے، روشنی پر روشنی، اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنے نور کی راہنمائی فرمائے۔ الٰہی درود بھیج! حضور کے طاقِ جسم، اور چراغِ قلب اور آئینۂ عقل اور ستارۂ رُوح پر جس کو روشن کیا گیا ہے۔ جن کو ان کے شجر نور سے روشن کیا گیا ہے، جس پر ان کے رب کے نور کا فیضان کیا گیا ہے درود بھیج! جو ضمیر باز اور نورِ ثانی میں پوشیدہ ہیں جن کی عالم مثال میں مثالیں بیان کی جاتی ہیں، الٰہی اُن پر درود بھیج! جن کے نور سے تُو نے اپنی آسمانوں اور زمین کی عظیم الشان سلطنت کو منوّر فرمایا۔ اُن کے نور کی مثال تیری کائنات کے طاق کی سی ہے، جس میں اس کے نور کا چراغ ہو، وہ چراغ تیرے انبیا کرام تیرے فرشتوں اور تیرے رسُولوں کے اجسام میں ہے۔ طاق ایسا جیسے چمکتا ستارہ، جس کو روشن کیا جاتا ہے ایسے درخت سے جس کی اصل وہ نور ہے۔ جس پر تیرے اسمائے قدسیہ کا فیضان ہوتا ہے۔ یہ ہے نور پر نور، اللہ تعالیٰ اپنے نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کی ہدایت

اپنی مخلوق میں سے چاہے عطا فرمائے۔ اور اللہ لوگوں کے لیے
مثالیں بیان فرماتا ہے۔ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ الٰہی! تو
اس نور کو صحیح طور پر جاننے والا ہے، جو ظاہر بھی ہے اور چھپا
ہوا بھی۔ چمکتا بھی اور مشہور بھی، جس سے تُو نے سب جہانوں کو
روشن کیا اور سجایا ہے، اور جس سے تُو نے اپنے عرش کے
پایوں اور اپنی بارگاہ کے فرشتوں کو مزین فرمایا اور جن کو تُو
نے اپنی بارگاہِ جلال کا قُرب عطا فرمایا۔ اور جن کو تُو نے اپنے
فرشتوں اپنے نبیوں اور رسُولوں میں، اپنے حضورِ مقبولِ شفاعت
شفیع بنایا۔ پس وہی بابِ رضا اور پسندیدہ رسُول ہیں۔ جو بڑے
حق کی حقیقت، اور تیری مخلوق میں سے برگزیدہ ہیں۔ اُنھی کے نُور
سے تُو نے عرش اُٹھانے والے فرشتوں کو یہ اعزاز بخشا، اور
انھی کے طفیل تُو نے اپنے آسمانوں کو بلند فرمایا اور زمین کو بچھایا۔
پس وہ تیرے آسمان کی بلند تر، اور تیرے پوشیدہ احسانات کی
گہرائی اور تیرے غلبہ و حکومت کا مظہر ہیں۔ پس حقیقۃً تو ہی ان کو
جانتا ہے۔ پس الٰہی! ان پر ایسا درُود بھیج جیسا تیرے علم میں
ان کا مقام ہے اور جس مقام پر وہ فی الواقع فائز ہیں۔ الٰہی درُود
بھیج اپنے دین کے چراغ، اپنے یقین کے تارے، اپنی توحید کے
چاند، اور آفرینشِ انسانی کے احسان کے مشاہدہ کے سُورج پر،
اپنے انسان کی ایجاد میں۔ اے پروردگار! ان پر ایسا درُود بھیج
جو قبولیت کی جانب، چڑھتا جائے تیری مدد سے، تیری طرف
سے، تیری ہی طرف اور ایسا درُود جس کا تعارف بزمِ بالا (ملائکہ)

میں اس طرح ہو کہ یہ درود شریف تیرے حضور خالص ہے، ایسا درود جس کا حاصل ایسا علم ہو جو سب کا احاطہ کر لے، جو ہر شے کی حقیقت ہو، اس کل کے کل ہونے کے ساتھ ساتھ نئی زندگی حاصل کرتا رہے۔
اور الٰہی ان پر ایسا سلام بھی جو ان کے مقام خاص سے ہو، جس کا ان کے حضور بھی یونہی خاص ہو، اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔
پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اس کشائش پر، جس سے ہمارے دل کی آنکھیں کھلیں کہ ہم درود و سلام بھیجیں ان پر، جو ہر موجود سے بزرگ اور ہر سردار کے سردار ہیں جن سے وجود کی تکمیل ہوئی۔ پس اللہ سبحانہ کی ہی توفیق، اور حقیقتہً ہمارے کمال کی تکمیل اسی سے طلب کی جا سکتی ہے۔ الٰہی صدقہ ان کے یار صدیق اور فاروق کا جو تصدیق سے وفا کرنے والے تھے اور صدقہ ذوالنورین کا اور صدقہ ان کے چچا زاد بھائی، آخری خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہم کا،
الٰہی ہم کو جمع فرما دے اپنی مہربانی سے، اپنی ذات پر، اپنے راستے کی طرف اور قیامت کے عظیم الشان دربار میں ہماری راہنمائی حضور کی طرف فرمانا، جہاں نہ جدائی ہو گی نہ کوئی رکاوٹ بیشک تو ہی عطا فرمانے والا مشکلات آسان فرمانے والا ہے۔ تو اپنی خدائی کی جو نعمتیں جسے چاہے عطا فرمائے۔ ان لوگوں میں سے جن کو تو نے اپنی لو لگائی۔ الٰہی ہمارا تجھ سے یہ سوال ہے کہ ہم کو سرکار کے گروہ میں اٹھانا اور ہم کو حضور کی سنت کا پیرو کار بنائے رکھنا اور الٰہی ہم کو آپ کی ملت اور راستے کا مخالف نہ بنانا، الٰہی تو ہی دعائیں سنتا اور مانگنے والوں یا ان کی جو حضور قلب سے کان

دھریں کی دعا قبول فرماتا ہے۔ الٰہی جیسے تُو نے مجھ پر یہ احسان فرمایا کہ میں سرکار پر درود وسلام عرض کروں، اسی طرح مجھ پر یہ احسان بھی فرما دیجئے کہ میں آپ کی لائی ہوئی کتاب کو سمجھ سکوں۔ کہ وہی اہلِ ایمان کے لیے شفا اور تمام جہانوں کے لیے رحمت ہے، اور اہلِ ایمان کی آخری دُعا یہی ہوگی، کہ سب تعریف اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے۔

اس درُود شریف کو کتاب "الکنز الاسرار" میں ذکر کرنے کے بعد اس کی فضیلت کے بیان میں مُصنّف نے فرمایا یہ دُرود شریف مُحبّ، قُطبِ کامل عارفِ باللہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ خادم سیّدی مُحمّد بن عراق کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان کے وجود سے نفع مند فرمائے۔ آمین۔ اس میں وُہ کچھ پیش کیا جس سے عقلیں دنگ رہ جائیں۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ وہ اکابر شہسوارانِ میدان میں سے ہیں۔ اس درُود شریف کی طویل تعریف و توصیف کے بعد مُصنّف فرماتے ہیں۔ میں نے اس درُود شریف کے ایک نسخہ پر لکھا دیکھا ہے۔ کہ شیخ، ولی، سیّدی عبدالعزیز المھدوی رضی اللہ عنہُ اس کا ورد فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ ان کے وظائف و اوراد میں سے تھا۔ کہا کہ بے شک یہ شیخ یعنی ابن عراق مشہور صُوفیاُ اور جید علمأ میں سے ایک ہیں۔ فرمایا کہ اس کے بعد مُصنّف نے ان حروف کی تشریح و توضیح کی جو قرآن کریم کی صورتوں کے شروع میں آتے ہیں (یعنی حروفِ مقطعات) پھر مُصنّف لکھتے ہیں کہ عارف باللہ سیدی احمد زروق رضی اللہ عنہُ نے اپنی کتاب "رد الحوادث والبدع" میں فرمایا کہ سیدی العلوی ابوالعباس احمد البدوی کا یہ قول (آحُوتٌ آدَمٌ حُتم) یا اس طرح کے دیگر اقوال ایسے حروف ہیں۔ جن سے مقصود کچھ اشارات ہوتے ہیں۔

جن کو صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو اس کے اہل ہیں۔ کسی دوسرے کو ان سے کوئی ضرر و نقصان نہیں پہنچتا۔

اٹھاونواں درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِہٖ عِلْمُکَ وَجَرٰی بِہٖ قَلَمُکَ وَ نَفَذَ بِہٖ حُکْمُکَ فِیْ خَلْقِکَ وَ اَجْرِ لُطْفَکَ فِیْ اُمُوْرِنَا وَالْمُسْلِمِیْنَ۔

الٰہی درود و سلام بھیج! ہمارے آقا محمد اور ان کے آل و اصحاب پر ان چیزوں کی تعداد کے برابر جن کو تیرا علم محیط ہے، اور جن پر تیرا قلم چلا ہے۔ اور تیری جس مخلوق پر تیرا حکم چلتا ہے اور الٰہی! ہمارے اور تمام اہل اسلام کے امور میں اپنا لطف جاری فرما دے۔

انسٹھواں درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ صَلٰوۃً تَتَفَاضَلُ عَلٰی کُلِّ صَلٰوۃٍ صَلَّاھَا الْمُصَلُّوْنَ مِنْ اَوَّلِ الدَّھْرِ اِلٰی اٰخِرِہٖ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ وَمِلْءَ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَھَی الْعِلْمِ۔

الٰہی! ہمارے آقا محمد پر، آپ کی آل اور آپ کے صحابہ کرام

پر ایسا درود بھیج! جو ہر اس درود سے بلند مرتبہ ہو، جیسے ابتدائے آفرینش سے لے کر آخر تک درود بھیجنے والوں نے آپ پر بھیجا ہو، ایسا درود جسے باقی درودوں پر ایسی فضیلت حاصل ہو جیسی اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر حاصل ہے اور جو میزان بھر اور علم کی انتہا کے برابر ہو"۔

یہ دونوں درود شریف کتاب مسالک الحنفا میں مذکور ہیں اور ان سے پہلے مصنف نے درود شریف کے یہ الفاظ بھی ذکر فرمائے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًا وَّ لِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّ اَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ۔ آخر تک جو میری کتاب افضل الصلوٰت میں اکیسویں نمبر پر مذکور ہے۔ میں نے اسے عظیم الشان فوائد کے ساتھ، امام غزالی علیہ الرحمہ کی کتاب احیاء علوم الدین سے نقل کیا ہے جو چاہے وہاں دیکھ لے۔ مسالک الحنفا میں علامہ قسطلانی فرماتے ہیں میں نے ان دو صیغوں کے ساتھ یہ درود شریف رئیس، ماہر، یگانہ روزگار فاضل عظیم ابوعبداللہ محمد بن محمد القوصی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے۔

ساٹھواں درود شریف

خیرالدین بن ظہیریہ کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتِمِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَحَبِيْبِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَقَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ وَشَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ، صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ الَّذِيْ تَمَيَّزَ بِهٖ

عَنْ جَمِيْعِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ، صَاحِبِ الْحَوْضِ الْكَوْثَرِ الَّذِيْ يَرِدُ مِنْهُ الْوَارِدُوْنَ، اَحْمَدَ اَبِي الْقَاسِمِ الْمُزَّمِّلِ الْمُدَّثِّرِ طٰهٰ يٰسٓ، اِنْسَانِ عَيْنِ الْعَالَمِ صَائِغِ خَاتَمِ الْوُجُوْدِ، رَضِيْعِ ثَدْيِ الْوَحْيِ، حَافِظِ سِرِّ الْاَزَلِ كَاشِفِ كُرَبِ الْمَكْرُوْبِيْنَ، تَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ، حَامِلِ لِوَاءِ الْعِزِّ مَالِكِ اَزِمَّةِ الْمَجْدِ الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ بِالْمُؤْمِنِيْنَ، وَاسِطَةِ عِقْدِ النُّبُوَّةِ، دُرَّةِ تَاجِ الرِّسَالَةِ قَائِدِ رَكْبِ الْوِلَايَةِ، اِمَامِ الْحَضْرَةِ مُقَدَّمِ عَسْكَرِ السَّادَةِ الْمُرْسَلِيْنَ مَنْ اَتَاهُ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ، مِنْ عِنْدِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، فَاَرْكَبَهُ الْبُرَاقَ وَخَرَقَ بِهِ السَّبْعَ الطِّبَاقَ، لِمُبَاشَرَةِ جَمَالِ الْجَلَالِ الْاَزَلِيِّ، وَمُعَاصَرَةِ كَمَالِ الْعِزِّ الْاَبَدِيِّ، وَزُفَّتْ عَلَيْهِ مُخَدَّرَاتُ اَنْبَاءِ الْكَوْنَيْنِ وَاَسْرَارُ الْمُلْكَيْنِ، وَاُمُوْرُ الدَّارَيْنِ، وَعُلُوْمُ الثَّقَلَيْنِ فِيْ مَجْلِسِ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى) وَاَتَتْهُ رُؤَسَاءُ الرُّسُلِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مُسَلِّمَةً عَلَيْهِ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى وَاَقْبَلَتْ مُلُوْكُ الْاَمْلَاكِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ تَسْعٰى بَيْنَ يَدَيْهِ، وَدُهِشَتْ لِجَمَالِهِ اَنْصَارُ سُكَّانِ الصَّفِيْحِ الْاَسْمٰى، وَخَشَعَتْ لِهَيْبَتِهِ اَعْنَاقُ اَهْلِ السُّرَادِقِ الْاَسْنٰى وَخَضَعَتْ لِعِزَّتِهِ رُؤُسُ اَصْحَابِ صَوَامِعِ النُّوْرِ وَشَخَصَتْ لِكَمَالِ مَجْدِهِ

اَعْيُنُ الْكَرُوْبِيِّيْنَ وَالرُّوْحَانِيِّيْنَ، وَوَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ صُفُوْفًا
مِّنَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَابْتَهَجَتْ حَظَائِرُ الْقُدُسِ بِزَجَلِ الْمُسَبِّحِيْنَ
وَاهْتَزَّ الْعَرْشُ وَالْكُرْسِيُّ طَرَبًا بِرُؤْيَتِهٖ وَتَزَيَّنَتِ
الْجِنَانُ وَالْحُوْرُ الْحِسَانُ فَرَحًا بِمَقْدَمِهٖ وَافْتَخَرَ الْعُلٰى
عَلَى الثَّرٰى بِمَا رَاٰهُ وَانْكَشَفَتْ لِعَيْنِ الْمُخْتَارِ الْاَسْرَارُ
وَرُفِعَتْ لِصَاحِبِ الْاَنْوَارِ الْاَسْتَارُ وَتَقَدَّمَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ
اِلٰى دَائِرَةٍ وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ وَقَالَ لَهٗ اَيُّهَا الْحَبِيْبُ
الْمُقَرَّبُ تَهَيَّأْ لِتَلَقِّي اللّٰهِ تَعَالٰى وَحْدَكَ خَالِيًا وَزَجَّهٗ
فِي النُّوْرِ وَعِنْدَ التَّنَاهِيْ يَقْصُرُ الْمُتَطَاوِلُ فَانْتَهٰى مَسْرَاهُ
اِلٰى مُسْتَوًى يَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ بِمَا يُوْحٰى عَلٰى
صَفَا اللَّوْحِ الْاَعْظَمِ وَسَارَ عَلٰى رَفْرَفِ النُّوْرِ اِلَى
الْاُفُقِ الْاَعْلٰى وَطَارَ بِجَنَاحِ الْاَشْوَاقِ اِلٰى مَقَامِ دَنَا فَتَدَلّٰى
وَاَنْزَلَهٗ فِيْ مُنِيْفِ الْكَرَمِ فِيْ رَوْضَةِ قَابَ قَوْسَيْنِ،
وَبَسَطَ لَهٗ فِرَاشَ الدُّنُوِّ فِرَاشَ اَوْ اَدْنٰى سَمِعَ
مِنْ جَنَابِ الرَّفِيْعِ الْاَعْلٰى، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، تَلَقَّاهُ الْحَبِيْبُ بِالْاِكْرَامِ، وَنَادَاهُ الْجَلِيْلُ
بِالسَّلَامِ، وَبَسَطَ مُنْقَبِضَ رَوْعَتِهٖ وَاٰنَسَ مُنْزَعِجَ
وَحْشَتِهٖ، نُوْجِيَ بِمُخَاطَبَاتٍ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى
كُوْشِفَ بِعِيَانٍ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى هَمَّ اَنْ يُّجِيْبَ
فَسَبَقَهُ الْقَدَرُ فَفَتَحَ فَمَهٗ فَقَطَرَتْ فِيْهِ قَطْرَةٌ مِّنْ
بَحْرِ الْعِلْمِ الْاَزَلِيِّ، فَعَلِمَ بِهَا عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ

ثُمَّ عَادَ اِلٰی معالیہٖ وَاَھْلِ عَوَالِیہٖ وَبَیْنَ یَدَیْہِ، صَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَیْہِ، شَادِیَتُنْ ھٰذَا اَعطَاوُنَا یَتَرَنَّمُ بِاَنَا سَیِّدِ عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْہِ تَاجُ شَرَفِہٖ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، طِرَازُ حُلَّتِہٖ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی نَادٰی مُنَادِیْ سُلْطَانِ عِزِّہٖ فِیْ طَبَقَاتِ الْاَکْوَانِ وَصَفْحَاتِ الْوُجُوْدِ بِلِسَانِ الْاَمْرِ بِالتَّشْرِیْفِ تَعْظِیْمًا لَہٗ وَتَکْرِیْمًا، اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا، اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ رُوْحَہُ الطَّاھِرَۃَ مِنَّا اَفْضَلَ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ اَجْزِہٖ عَنَّا اَفْضَلَ وَاَکْمَلَ مَا جَزَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ، اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ الْحَبِیْبِ مُحَمَّدٍ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی الْحَبِیْبِ مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ الْحَبِیْبَ مُحَمَّدًا، اَللّٰھُمَّ اَفِضْ عَلَیْنَا مِنْ فَائِضِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاحْشُرْنَا یَارَبَّنَا فِیْ زُمْرَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَجِرْنَا یَارَبَّنَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَھْوَالِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ بِبَرَکَاتِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَدْخِلْنَا وَوَالِدِیْنَا الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَارْزُقْنَا النَّظَرَ اِلٰی وَجْھِكَ الْکَرِیْمِ بِجَاہِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

ترجمہ: الٰہی درود بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ ختم کرنے والے، پروردگارِ عالم کے محبوب، دبروزِ قیامت

چمکتے ہاتھ پاؤں، اور نورانی پیشانی والوں کے قائد اور گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے ہیں۔ اس مقامِ محمود پر فائز ہونے والے ہیں، جس سے وہ پہلے پچھلوں سب سے ممتاز نظر آئیں گے، جو اس حوضِ کوثر کے مالک ہیں جس پر آنے والے سیراب ہوں گے۔ جن کا نامِ گرامی احمد ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ جو المزمّل المدثر، طٰہٰ اور یٰسٓ ہیں جو یتیمِ امام کی یتیمی، اور انگشتری وجود کے نگینہ ہیں، جو سینہ وحی سے دودھ پینے والے ہیں رازِ ازل کے امین اور مصیبت زدوں کے دکھ درد دور فرمانے والے ہیں۔ جو زبانِ قدم کے ترجمان، عزت و عظمت کے علمبردار، بزرگی کی باگ ڈور کے مالک، اور اہلِ ایمان شفقت و رحمت فرمانے والے ہیں، جو سلسلۂ نبوت کا واسطہ، تاجِ رسالہ کا موتی، اور قافلہ ولایت کے راہنما ہیں۔ جو مقربینِ بارگاہ خداوندی کے امام، حضرات انبیائے کرام کے لشکر کے پیشوا ہیں۔ وہ جن کی خدمت میں، رب العالمین کی طرف سے روح الامین حاضر ہوئے۔ پھر ان کو براق پر سوار کیا، اور ساتوں آسمان عبور کروائے۔ تاکہ وہ جلالِ ازلی کے جمال سے ہمکنار ہوں، اور اعزازِ ابدی کے کمال میں حاضر ہوں، اور دو جہان کے چھپے غیوب و رموز کو ان پر بے نقاب کیا جائے، اور جنوں انسانوں کے علوم اُن پر لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی[1] کی مجلس میں منکشف

---

[1] یقیناً حضور نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ (سورۃ النجم)

کیئے جائیں۔ اور جب حضور اُفق اعلیٰ پر پہنچے تو اولوالعزم رسُول صلی اللہ علیہم وسلم ان کی خدمت میں سلام کرتے ہُوئے حاضر ہُوئے۔

اور بڑے بڑے شہنشاہ ان کے سامنے ادب و احترام سے دوڑتے آئے۔ وہ جن کے حُسنِ جمال سے بلند آسمان کے بسنے والے ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے۔ جن کی ہیبت کے آگے نورانی پردوں کے پیچھے رہنے والوں (فرشتوں) کی گردنیں جھک گئیں۔ جن کی عزّت کے آگے کوہِ نُور کی بلند و بالا چوٹیوں پر فائز جلیل القدر ہستیوں کے سر جُھک گئے۔ جن کی کامل بزرگی کے آگے فرشتوں اور رُوحانیوں کی آنکھیں بھی کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اور مقرّب فرشتے جن کے حضور صَف بستہ کھڑے ہیں اور تسبیح کرنے والوں کے نغموں سے جنّت کی رونق دوبالا ہوگئی۔ جن کی شادیٔ دیدار سے عرش و کرسی جھوم جھوم گئے۔ اور جن کی تشریف آوری کی خُوشی میں جنّت اور خوب صُورت حُوروں کو سجایا گیا۔ اور جن کو دیکھ کر بلندی نے پستی پر فخر کیا۔ جن کی برگزیدہ آنکھ پر اسرار و رموز کھل گئے۔ نُور والوں کے لیے پردے اٹھا دیئے گئے جن کو لے کر رُوح الامین "وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ"[1] کے دائرے تک پہنچ گئے اور اُن سے عرض کیا اے حبیبِ مُقرّب، سب سے الگ تھلگ، تن تنہا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے تیار ہو جایئے اور سرکار کو عالمِ نُور میں مختصر وقت میں پھرایا اور منزل پر پہنچ کر مُسافر

---

[1] ہم میں سے ہر ایک کا ایک متعین مقام ہے۔

ٹھہرتا ہی ہے۔ پس ان کی سیر بھی ایک مقام ہموار پر ختم ہوئی جہاں
لوح پر قلم قدرت کے چلنے کی آواز آرہی تھی۔ اور آپ نوری رفرف
پر سوار ہو کر اُفق اعلیٰ (کائنات کے آخری کنارے) کی طرف
روانہ ہوئے اور شوق و ذوق کے بال و پر لگا کر مقامِ دنیٰ فَتَدَلّٰی
کی جانب محوِ پرواز ہوئے، اور اللہ تعالیٰ نے حضور کو قَابَ قَوسَین
کے باغ میں، عزت و عظمت کے مہمان خانے میں ٹھہرایا، اور
الدُّنُوّ (قرب) کا فرش بچھانے والے نے اُن کے لیے اَوْ اَدْنیٰ
کا فرش بچھایا۔ پھر سرکار نے بارگاہِ بلند و بالا سے سنا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ" ان سے دوست نے باعزت طور
پر ملاقات فرمائی اور خدائے بزرگ و برتر نے ان پر سلام بھیجا اور
ان کے دل و دماغ سے پریشانیاں دور فرمائیں اور ان کی تنہائیوں
کی بے قراریوں کو سکون و قرار بخشا، جن سے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ
مَآ اَوْحٰی کے سریلے خطابات سے نوازا گیا۔ جن کی آنکھوں کے
سامنے وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی" کے جلوے بے
نقاب کئے گئے، آپ نے جواب دینے کا ارادہ فرمایا لیکن
تقدیر نے آگے بڑھ کر ان کا منہ کھولا اور اس میں علم ازلی کے سمندر
کا ایک قطرہ ٹپکایا، جس سے آپ نے پہلوں پچھلوں سب کو جان
لیا۔ پھر حضور اپنے آثار اور اہلِ دنیا کی طرف اس حال میں تشریف
لائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ھٰذا عَطَآؤُ (یہ
ہماری عطا ہے) القرآن) اور عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْہِ (ہمارا وہ
بندہ جس پر ہم نے انعام فرمایا) کے نغمے زبان مبارک پر تھے۔ جن

کا تاج شرف محمد رسول اللہ ہے جن کے حُلّہ کی زینت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے، یہ آنکھ جھپکی، نہ بڑھی، طبقات عالم اور صفحات وجود میں جن کی حکومت قاہرہ کے منادی نے، عظمت و حرمت کے نلور پر باآواز بلند پکارا- اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے اس غیب کی خبریں دینے والے نبی، پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو"! الٰہی ہماری طرف سے اُن کی رُوح پاک پر افضل ترین درود و سلام بھیجیو! اور تُو نے کسی بھی نبی کو اس کی اُمّت کی طرف سے جو جزا دی ہے اس سے افضل اور کامل تر جزا ہماری طرف سے سرکار محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت فرماتا محمد کے رب، حبیب محمد پر ایسا درود و سلام بھیج جیسے تو حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت فرماتا ہے اے اللہ! ہم پر ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان کر دے اور اے ہمارے پروردگار ہم کو ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گروہ میں اٹھائیو! اور اے پروردگار! سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں کے صدقے عذاب قبر اور روز قیامت کی ہولناکیوں سے بچائیو! اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے عوض ہم کو اور ہمارے والدین کو جنت میں داخل فرمائیو! اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کے صدقے ہم کو اپنی ذات پاک کا دیدار نصیب فرمائیو! اے اللہ

حضور پر اور حضور کے آل واصحاب پر، اور آپ کی ازواجِ مطہرات پر۔ آپ کے مددگاروں اور پیروکاروں پر اور ان کے ہمراہ ہم پر درود وسلام بھیج، اے رب العالمین!

اس درود شریف کو امام قسطلانی نے کتاب "مسالک الحنفا" میں ذکر کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ میں نے یہ درود شریف شیخ خیر الدین ابن ابی السعود بن ظہیرۃ المکی رحمۃ اللہ کے خط سے نقل کیا ہے۔

اٹھاواں درود شریف

سیّدی ابوالحسن البکری کا

اَسْأَلُكَ اللّٰهُمَّ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مَلِكِ الْكَمَالَاتِ، وَقُطْبِ الْبِدَايَاتِ وَالنِّهَايَاتِ، وَسَيِّدِ اَهْلِ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ اَلِفِ الْاِمَامَةِ وَبَاءِ الْبَرَكَةِ، وَتَاءِ التَّمَامِ، وَثَاءِ ثَمْرَةِ الْعِزِّ وَجِيْمِ الْجَمَالِ وَحَاءِ الْحَقِّ وَخَاءِ الْخُلُوْدِ الدَّائِمِ وَدَالِ الدَّيْمُوْمَةِ الْاَبَدِيَّةِ وَذَالِ ذَمِّ الْاَغْيَارِ الشَّيْطَانِيَّةِ وَرَاءِ الرِّفْعَةِ الْقُطْبِيَّةِ وَزَاءِ الزِّيْنَةِ الْجَمَالِيَّةِ، وَسِيْنِ السُّمُوِّ اِلَى الْمَعَارِفِ الْعَلِيَّةِ وَشِيْنِ الشَّرَفِ الْاَكْبَرِ وَصَادِ الصِّدْقِ الْاَنْوَارِ، وَضَادِ الضَّوْءِ اللَّامِعِ الْاَزْهَرِ، وَطَاءِ طُلُوْعِ شَمْسِ الْعِزِّ وَالْمَعْرِفَةِ، وَظَاءِ الظُّهُوْرِ فِيْ مَرَاتِبِ الْعِزِّ الْمُشْرِقَةِ، وَعَيْنِ عِنَايَتِكَ الْاَزَلِيَّةِ الْاَبَدِيَّةِ وَعَيْنِ الْغُفْرَانِ

اُلْوَارِدِ مِنْ فَضْلِكَ وَرُتَبِ كَمَالِكَ وَفَنَاءٍ وَقَانِيْ قَهْرِ الْمُخَالِفِ
بِالْخَطِيْئَةِ الْقَوِيَّةِ وَكَانَ فِيْ كَمَالِكَ الْعَالِيْ وَلَامِ بَقَائِكَ
الْغَالِيْ، وَمِيْمِ مَبْدَءِ الْاَشْيَاءِ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا وَّ
نُوْنِ نِهَايَاتِهَا سِرًّا وَّعَلَنًا وَهَاءِ الْهُوِيَّةِ الْعُظْمٰى،
وَدَالِ وُرُوْدِ الْمَشْرَبِ الْاَسْنٰى، مَنْ لَّا نَظِيْرَ لَهٗ فِيْ
خَلْقِكَ وَلَا مُسَاوِيَ لَهٗ فِيْ حَضْرَةِ عِزِّكَ وَيَاءِ يُسْرِ
الذِّكْرِ بِبَرَكَتِكَ ثُمَّ بِبَرَكَتِهٖ عَيْنِ اَفْلَاكِ الْعِزِّ
وَسُلْطَانِ سُرَادِقَاتِ الْحِفْظِ وَرَئِيْسِ الْجِنَانِ، وَالشَّافِعِ
مِنَ النِّيْرَانِ، الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ الْاَوَّلِ الْاٰخِرِ الظَّاهِرِ
الْبَاطِنِ، الْحَبِيْبِ، الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ، الْمُهَيْمِنِ،
سَيِّدِ اَوْلِيَائِكَ الْعَارِفِيْنَ، وَمَلٰئِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ
وَالْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، مَنْ لَّاحَ جَمَالُهٗ فِي الْقِدَمِ
وَاَشْرَقَ نُوْرُهٗ اِلَى الْوُجُوْدِ بِلَا عَدَمٍ، سَيِّدِ الْاَسْرَارِ
الْمَلَكُوْتِ، وَالْعَالِمِ بِنِهَايَةِ الرَّغَبُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ،
مَنْ اَقَامَ الْحَقَّ وَاَذَلَّ الطَّاغُوْتِ، نُوْرِكَ الْاَتَمِّ،
وَفَضْلِكَ الْاَعَمِّ، قُطْبِ الْاَقْطَابِ، وَمَلَاذِ الْاَحْبَابِ،
اَلدَّاخِلِ عَلَيْكَ مِنَ الْبَابِ، بَابِ الْخَيْرَاتِ، وَمِفْتَاحِ
الْبَرَكَاتِ، شَمْسِ الْمَعَانِي الزَّاهِرَةِ، وَسَيِّدِ الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ، مَنْ لَّمْ يَغِبْ عَنْ حَضْرَتِكَ طَرْفَةَ
عَيْنٍ، وَلَمْ يَعْرِفْ غَيْرَكَ مِنَ الزَّمَانِ وَالْاَيْنِ،
سَيِّدِ الدَّالِّيْنَ عَلَيْكَ، الْمُوَصِّلِيْنَ اِلَيْكَ، نُوْرِ بَهْجَةِ

الْاَسْرَارِ، اَلْعَالِمِ بِكَشْفِ الْاَسْتَارِ، اَلسَّاتِرِ مِنْ وَصْفِكَ
الْغَفُوْرِ السَّتَّارِ، مَظْهَرِكَ التَّامِّ، وَعَيْنِ جُوْدِكَ الْعَامِّ،
سَيِّدِنَا الْاَكْمَلِ، وَنَبِيِّنَا الْاَفْضَلِ، خَيْرِ مَنْ سَبَقَ
وَلَحِقَ دَائِمِ النُّوْرِ، وَاضِحِ الظُّهُوْرِ، اَلْحُجَّةِ الْقَاطِعَةِ،
ذِي الْبَرَاهِيْنِ السَّاطِعَةِ، شَمْسِ الْعُلُوْمِ، وَقَمَرِ
جِلَاءِ الْغُمُوْمِ، سَيِّدِ الْاَطْفَالِ وَالْكُهُوْلِ، وَقُطْبِ
دَوَائِرِ الْعِزِّ الْمَقْبُوْلِ، مَنْ خَضَعَتْ لَهُ الرِّقَابُ،
وَذَلَّتْ لَهُ الْاَقْطَابُ، وَدَرَجَ الرُّسُلُ تَحْتَ لِوَائِهٖ.
وَنَالُوْا شَرَفَ كَمَالِهٖ وَاِيْوَائِهٖ، فَرْدِ الْاَفْرَادِ،
وَقُطْبِ الْاَقْطَابِ وَوَتَدِ الْاَوْتَادِ، اَلْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى،
خَيْرِ مَنِ اتَّقٰى، مَنْ قُرِبَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى،
وَلَاحَ مِنْ مَظْهَرِ النُّوْرِ الْاَسْنٰى، اِمَامِ حَضَرَاتِ الْكَامِلَةِ
وَسَيِّدِ اَهْلِ الرُّتَبِ الْفَاضِلَةِ، سِرَاجِ الْمِلَّةِ، وَكَنْزِ الذُّخْرِ
الْكَاشِفِ لِكُلِّ عِلَّةٍ، نِهَايَةِ اَعْمَالِ الْوَاصِلِيْنَ، وَغَايَةِ
رَغْبَةِ الرَّاغِبِيْنَ، مَنْ سَأَلَكَ بِهٖ اٰدَمُ فَنَجَا، وَكُلُّ
رُسُلِكَ اِلَيْهِ قَدِ الْتَجَا، اَلْحَبْلِ الْمُمْتَدِّ بَيْنَكَ وَبَيْنَ
خَلْقِكَ، سَعِيْدِ السُّعَدَاءِ، سَيِّدِ السَّادَاتِ، فَرْدِ الْوِسَاطَاتِ
وَالْكَمَالَاتِ وَالنِّهَايَاتِ، رَوْضِ الْعِلْمِ الْخَصِيْبِ، وَمَظْهَرِ سِرِّ
الْقَوْلِ الْمُصِيْبِ، مَنْ لَاحَ فِيْهِ وَعَلَيْهِ كَلَامُكَ الْقَدِيْمُ
وَظَهَرَ فِيْهِ نُوْرُ سِرِّكَ الْعَظِيْمِ، مَنْ فَضَّلْتَ تُرْبَتَهٗ،
عَلَى الْعَرْشِ، وَقَرَّبْتَهٗ مِنْ عِزِّكَ وَقُدْسِكَ وَهُوَ

نُوْرُكَ الْاَعْظَمُ، وَجَمَالُكَ الْاَكْرَمُ، وَكَمَالُكَ الْاَقْدَمُ، وَصِرَاطُكَ
الْاَقْوَمُ مَنْ اَقَمْتَ بِهٖ لِعَظَمَتِهٖ، وَشَرَّفْتَهٗ فِيْ ذٰلِكَ لِسِيَادَتِهٖ،
مَنْ اَفْرَدْتَهٗ فَانْفَرَدَ، وَوَحَّدْتَهٗ بِكَ فَتَوَحَّدَ، خَيْرِ الْاَوَا
ئِلِ وَالْاَوَاخِرِ، مُشْرِقِ الْبَوَاطِنِ وَالظَّوَاهِرِ الْمُفِيْضِ عَلَى
الْوَارِدِيْنَ اِلَيْكَ، اَلْمُمِدِّ لِلْوَاصِلِيْنَ اِلٰى حَضْرَتِكَ، مَنْ
مَلَاَ نُوْرُهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا وَاَحَاطَ بِعِلْمِ
الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ، وَتَحَقَّقَ بِحَقَائِقِ الْعِرْفَانِ وَالْيَقِيْنِ،
وَتَمَّ قَبْلَ مَظَاهِرِ التَّكْوِيْنِ، وَكَتَبْتَ اسْمَهٗ عَلٰى عَرْشِكَ
قَبْلَ ظُهُوْرِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ نِهَايَةِ الْاَمْدَادِ وَالْاَمْدَادِ
وَكِفَايَةِ الْاِسْعَادِ مَنِ اهْتَدَتْ بِهِ السَّائِرُوْنَ، وَاسْتَرْ
شَدَتْ بِهِ الْمُسْتَرْشِدُوْنَ مَنْ رَحِمْتَ بِهِ الْعَالَمَ
بِسَبَبِهٖ، وَاَعْلَيْتَ الصِّدِّيْقِيْنَ بِهٖ، لِشُهُوْدِ شَرِيْفِ رُتْبَتِهٖ
مَنْ حَقَّ الْحَقَّ وَاَبْطَلَ الْبَاطِلَ، وَشَقَقْتَ لَهٗ مِنِ اسْمِكَ
لِيَفْرُدَ عَنِ الْاَوَاخِرِ وَالْاَوَائِلِ، اَحْمَدِ هٰذَا الْعَالَمِ
الْكَبِيْرِ وَالصَّغِيْرِ، وَاَشْرَفِهٖ وَاَجَلِّهٖ فِيْ سَائِرِ
التَّقَادِيْرِ، سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ
كُلِّ مَحْمُوْدٍ مِّنْ خَلْقِكَ وَحَامِدٍ، وَاَجَلِّ مَنْ حَمِدَ
وَحُمِدَ وَجَمَعَ الْمَحَامِدَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ
وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ مَا دَامَ ذِكْرُكَ
وَمَا اَشْرَقَ عِزُّكَ وَمَا عَرَفَكَ عَارِفٌ، وَمَا وَقَفَ
بِبَابِكَ وَاقِفٌ، مَا نَطَقَ فَمٌ، وَخَطَّ قَلَمٌ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ

مِنَّا وَاعْفُ عَنَّا، وَاسْتَجِبْ لَنَا، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَلِمَنْ
اَحْبَبْنَا فِيْكَ، وَلِمَنْ اَحْبَبْنَاهُ مِنْ اَجْلِكَ وَلِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَكُنْ
لَهُمْ وَلَنَا وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ
الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، فَسُبْحَانَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ
شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ، دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ
وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ: الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ کمالات کے بادشاہ پر درود بھیج! جو ابتداؤں اور انتہاؤں کے مدار ہیں اہلِ زمین اور اہلِ آسمان کے سردار ہیں جو امامت کے الف ب[رکت] کی باء تمام (کمال) کی تاء، ثمرۂ عزت کی ثاء، جہان کی جیم، حق کی حاء، خلود (دوام) کی خاء، اور دوام کی دال ہیں۔ جو شیطانی اغیار کی مذمت کی ذال۔ رفعت قطبیہ کی راء، اور زینتِ جمال کی زاء، بلند ترین معرفتوں کے آسمان (سما) کی سین، بڑے شرف کی شین، صدق نور کی صاد، چمکتی دمکتی روشنی (ضو) کی ضاد، عزت و معرفت کے سورج کے طلوع کی طاء اور بلند ترین مراتبِ ظہور کی ظاء ہیں۔ وہ جو ازلی، ابدی عنایت کی عین، اور تیرے فضل و کرم اور مراتب کمال سے آنے والی مغفرت کی غین ہیں۔ اور اس قہرِ مخالف کی فاء اور قاف ہیں جو

شدید ترین خطاؤں پر نازل ہوتا ہے۔ جو تیرے بلند ترین کمال کے کاف۔ اور تیری دشوار تر ملاقات (لقاء) کے لام ہیں۔ جو اشیاء کی ظاہری و باطنی ابتداء (مبدأ) کی میم اور ان کی ظاہری و باطنی انتہاء (نہایۃ) کا نون ہیں۔

بقول علامہ اقبال مرحوم۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

اور ہویت عظمیٰ حقیقتِ کبریٰ ذات باری تعالیٰ کی ہا ہیں جو بلند ترین مذہب و مشرب کے وارد ہونے کی واؤ ہیں جن کی مثال تیری مخلوق میں کہیں نہیں اور جن کے برابر تیری بارگاہِ عزت میں کسی کی رسائی نہیں۔ جو تیری برکت سے "یُسّر ذکرہ" (یاد الٰہی کی آسانی) کی یا ہیں۔ پھر آسمان عز و افتخار کی برکت، اور حفظ و امان کے مضبوط صحاب اور رئیسِ جنت ہونے اور آتش دوزخ سے بچانے والے صاحبِ شفاعت ہیں۔ جو باب وجود کو کھولنے والے بھی ہیں اور بند کرنے والے بھی، جو اوّل ہیں، آخر ہیں، ظاہر ہیں باطن ہیں جو گرفت فرمانے والے، شفقت فرمانے والے، رحم فرمانے والے اور نگرانی فرمانے والے ہیں جو تیرے اولیائے عارفین، تیرے ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں۔ صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم۔ وہ جن کا جمالِ ظہورِ کائنات سے پہلے چمکا [illegible] کا نور ایسے وجود کی طرف [illegible] جس کا عدم نہیں۔ رازہائے کائنات کے سردا[illegible] [illegible] کی انتہا (رب العزت) کو جانتے

والے جنہوں نے حق کو قائم فرمایا اور شیطینت کو دبایا۔ وہ جو تیرے
نورِ کامل، اور فضل عام ہیں، وہ جو مراکزِ دین کے مرکز ہیں۔ دوستوں
کی پناہ گاہ۔ جو تیری بارگاہ میں دروازے سے ہو کر اندر آنے
والے ہیں، جو تمام بھلائیوں کا دروازہ، اور برکتوں کی چابی ہیں۔
چمکتے معانی کے سورج، اور دنیا و آخرت کے سردار ہیں، وہ جو
تیری بارگاہ سے پل بھر جدا نہ ہوئے اور زمان و مکاں میں کہیں
بھی کبھی تیرے غیر کو نہ جانا۔ تیری ذات پر رہنمائی کرنے والوں
اور تیری بارگاہ تک پہنچنے والوں کی رہنمائی کرنے والوں کے آقا،
وہ جو حقائق سے پردے اٹھانا جانتے ہیں۔ جو تیری صفات
مغفرت و پردہ داری کے مظہر، بخشنے والے اور عیب پوش ہیں۔
جو تیرے مظہر کامل، اور تیری عام جود و عطا کا منبع ہیں۔ ہمارے
کامل ترین آقا، اور ہمارے افضل ترین نور ہیں۔ وہ جو پہلے پچھلوں
سب میں بہتر ہیں۔ دائمی نور ہیں۔ جن کا ظہور واضح اور دلیل قطعی ہے۔
چمکتے دلائل والے۔ علوم کے سورج، غموں کے اندھیروں کو روشنی
بخشنے والے چاند۔ بچوں اور بڑوں کے آقا۔ عزت مقبول کے
دائروں کے مرکز، جن کے آگے گردنیں خم ہوئیں، جن کے آگے
اقطاب دبے، جن کے جھنڈے تلے تمام نبیوں کو اکٹھا کیا گیا۔ اور
انہوں نے آپ کے شرفِ کمال و بناد کو حاصل کیا۔ یکتاؤں میں
یکتا۔ قطبوں میں قطب۔ اوتادوں کے وتد، مضبوط سلسلہ ربط
سب سے بہتر تھی جن کو مقامِ قاب قوسین کا قرب عطا ہوا۔
وہ جو نورِ اعلیٰ کے مظہر سے فروزاں ہوئے۔ بارگاہ کاملہ کے پیشوا

بلند و بالا شان والوں کے آقا۔ مِلّت کے چراغ، ذخیرہ شدہ خزانہ، ہر بیماری کو دور فرمانے والے، واصلین کے اعمال کی انتہا، اور اہلِ ترغیب کی آخری رغبت، وہ جن کا واسطہ دے کر آدم علیہ السلام نے تجھ سے دُعا کی اور نجات پائی اور جن کی آرزو تیرے تمام رسولوں نے کیں۔ وہ جو تیرے اور تیری مخلوق کے درمیان دراز رستی ہیں نیک بختوں کے نیک بخت۔ آقاؤں کے آقا احاطہ کرنے میں، کمالات و نہایات میں یکتا۔ جو علم کا سرسبز باغ اور صحیح سچی بات کے مظہر ہیں۔ وہ جن کے باطن میں بھی اور ظاہر پر بھی تیرا کلام قدیم چمکا۔ اور جن کے وجود اقدس میں تیرے ذاتِ عظیم الصفات کا نور ظاہر ہوا۔ جن کی تربت انور کو تو نے عرش پر فضیلت بخشی، اور جن کو تو نے اپنی عزت وقدرت کے قریب کیا۔ وہی تیرے بڑے نور اور معزز جمال اور کمالِ قدیم اور راہِ مستقیم ہیں جن کی عظمت کی بنا پر تو نے ان کی قسم کھائی (وَلَعَمْرُکَ) اور اس سلسلہ میں جن کی بزرگی کے پیشِ نظر اُن کو شرف عطا فرمایا۔ جن کو تو نے یکتا بنایا پس وہ یکتا ہو گئے، اور تو نے اُن کو ایک کیا تو وہ ایک ہو گئے۔ پہلے پچھلوں سب سے بہتر، ظاہر و باطن کو چمکا دینے والے، تیری طرف آنے والوں کو فیضیاب فرمانے والے۔ پہنچنے کی تڑپ رکھنے والوں کو تیری بارگاہ تک کھینچ کر لانے والے۔ جن کو نور نے زمین آسمان اور اُن کے درمیان ہر جگہ کو بھر دیا، اور اولین و آخرین کے علم کا احاطہ کر لیا، اور حقائق عرفان ویقین سے متصف ہوئے۔ اور مظاہر کائنات سے پہلے تکمیل کے مراحل طے کئے۔

اور جن کا نامِ اقدس تُو نے اولین و آخرین کے ظہور سے پہلے اپنے عرش پر لکھا۔ روشنائیوں اور مدتوں کی انتہا، جو سعادت مندی کے لیے کافی ہیں جن کے ذریعہ بھٹکے ہوؤں نے راہ پائی اور راہنمائی حاصل کرنے والوں نے راہنمائی حاصل کی جن کے سبب سے تُو نے کائنات پر رحمت فرمائی، اور جن کے صدقے تُو نے سچوں کی شان بلند فرمائی، ان کے مرتبۂ بلند کے موجود ہونے کی وجہ سے۔ وہ جنہوں نے حق کو حق اور باطل کو باطل کر دکھایا۔ اور جن کا نامِ نامی تُو نے اپنے اسمِ گرامی سے مشتق فرمایا۔ تاکہ وہ پہلے پچھلے سب میں یکتا رہیں۔ اس بڑی اور چھوٹی کائنات میں سب سے بڑھ کر اللہ کی حمد و ثناء کرنے والے۔ اور ہر حیثیت سے، ہر ایک سے بڑھ کر بزرگ و برتر ہمارے آقا محمد اور محمد کی آل پر۔ جو تیری مخلوق میں ہر قابلِ تعریف و توصیف ہستی کے سردار ہیں۔ اور ہر تعریف و توصیف کرنے والے کے بھی۔ جو تعریف کرنے والے ہیں اور جن کی تعریف کی جاتی ہے۔ اور جنہوں نے تمام خوبیاں سمیٹ لی ہیں، جیسے تُو نے رحمت بھیجی، حضرت ابراہیم پر اور آلِ ابراہیم پر، بے شک تُو ہی ستودہ صفات بزرگ ہے۔ جب تک تیرا ذکر رہے اور تیری عزت چمکے، اور جب تک کوئی پہچاننے والا تجھے پہچانے۔ اور جب تک کوئی کھڑا ہونے والا تیرے دروازے پر کھڑا رہے۔ جب تک منہ بولے اور قلم لکھے۔ الٰہی ہماری طرف سے قبول فرما۔ اور ہم کو معاف فرما اور ہماری سن لے۔ الٰہی ہماری اور ہمارے والدین کی مغفرت فرما، اور جس نے تیری رضا کے لیے ہم سے محبت کی

اور جس سے ہم نے تیری رضا کی خاطر محبت کی۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی۔ الٰہی ان کو بخش دے۔ اور ان پر رحم فرما، اور اُن کا ہمارا اور تمام مسلمانوں کا ہو جا۔ الٰہی ہمارے آقا مُحمّد پر درود بھیج اور ان کی تمام آل اور ان کے تمام صحابہ کرام پر۔ تمہارا رب العزّت تمام خامیوں سے پاک ہے جو وہ منکرین بیان کر رہے ہیں۔ تمام رسولوں پر سلام ہو اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ پروردگار عالمیاں کے لیے۔ سو پاکی ہے اس کو جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔ جنتیوں کی پکار جنت میں یہ ہو گی کہ الٰہی! تجھے پاکی، اور ان کا ہدیہ و تحفہ وہاں ایک دوسرے کو سلام کرنا ہو گا۔ اور ان کی آخری صدا یہی ہو گی کہ سب تعریف اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

باسٹھواں درود شریف

یہ بھی انہی کا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی الذَّاتِ الْعُظْمٰی، مُکَمِّلَةِ اَهْلِ النُّوْرِ الْاَسْنٰی قُطْبِ دَآئِرَةِ الْعَالَمِیْنَ، وَاسِطَةِ عِقْدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ صَفْوَةِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَالدِّیْنِ، بُرْهَانِكَ الْقَاطِعِ وَنُوْرِكَ السَّاطِعِ، وَارِثِ الْخِلَافَةِ الْکُبْرٰی، وَاِمَامِ الدُّنْیَا وَالْاُخْرٰی، ذِی اللِّوَاءِ الْمَعْقُوْدِ وَالسِّرِّ الْمَشْهُوْدِ، وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ، وَالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ الْمَمْدُوْدِ، وَالْحَوْضِ

الْمَوْرُوْدِ، وَالْكَوْثَرِ الْجَارِيْ، وَالنُّوْرِ السَّارِيْ، مَلِكِ الْكَمَالَاتِ
وَسُلْطَانِ الْبِدَايَاتِ وَالنِّهَايَاتِ، اَحْمَدِ كُلِّ عَالَمٍ وَّمُحَمَّدِ
كُلِّ مَقَامٍ مِّنْ خَلْقِ اٰدَمَ، جَامِعِ الْقُرْاٰنِ الْمُتَّصِفِ بِصِفَاتِ
الْكَمَالِ فِيْ كُلِّ اٰنٍ وَّاَوَانٍ، اَلْبَرِّ الرَّحِيْمِ، اَلْمُهَيْمِنِ، اَلْجَبَّارِ،
اَلْعَزِيْزِ، اَلرَّؤُوْفِ، اَلسَّيِّدِ الْبَدْرِ، مَنْ اَتْمَمْتَ بِحَيَاتِهِ
الدَّائِمَةِ، وَعِزَّتِهِ الْقَائِمَةِ، اَلْفَاتِحِ، اَلْخَاتِمِ، اَلشَّافِعِ،
اَلْاَمِيْنِ عَلٰى اَسْرَارِكَ الْجَوَامِعِ، اَلْحَاشِرِ لِاَهْلِ
الْخَيْرِ لِلْجِنَانِ، وَلِاَهْلِ الشَّرِّ لِلنِّيْرَانِ، اَلَّذِيْ تَمَّ
فِيْهِ مَظْهَرُكَ بِكُلِّ زَمَانٍ، وَالْقَائِمِ مَقَامٍ بِكَمَالِ الْاِيْمَانِ
اَلْخَاتِمِ لِرُسُلِكَ الْكِرَامِ، اَلْمُحِيْطِ بِمَوَادِ الْاِنْعَامِ،
اَلرَّسُوْلِ لِلظَّوَاهِرِ بِالْجَمَالِ الْبَشَرِيِّ وَالْاِشْرَاقِ
الظُّهُوْرِيِّ وَلِلْبَوَاطِنِ بِالنُّوْرِ السَّنِيِّ وَالْعَيْشِ الْهَنِيِّ،
اَلشَّاهِدِ عَلٰى كُلِّ رَسُوْلٍ وَّالْمُبَلِّغِ لِنِهَايَةِ السُّؤَالِ، اَلَّذِيْ
شَهِدَكَ بِعَيْنِ رَاْسِهٖ وَخَصَّصْتَهٗ بِذَالِكَ تَمْيِيْزًا
لَّهٗ فِيْ حَضْرَةِ قُدْسِهٖ، اَلضَّحُوْكِ لِلُطْفِهٖ وَمَظْهَرِ
اِمْتِنَانِهٖ، اَلْعَالِيْ بِاِشْرَاقِ نُوْرِكَ عَلٰى صَفَحَاتِ
وَجْهِهٖ وَثَنَايَاهُ وَلِسَانِهٖ، اَلْعَاقِبِ لِرُسُلِ الْكِرَامِ
فِي الصُّوَرِ، اَلْمُتَقَدِّمِ عَلَيْهِمْ بِالْمَكَانَةِ وَالْمَكَانِ وَالْمُفَصَّلِ
وَفَوَاتِحِ وَخَوَاتِمِ السُّوَرِ، اَلْفَاتِحِ لِلْمُقْفَلَاتِ، اَلْقَائِمِ
بِحَلِّ الْمُعْضَلَاتِ، اَلْمُقَاتِلِ لِكُلِّ غَوِيٍّ وَّالْمُزِيْلِ
لِكُلِّ رَيْنٍ، اَلْقَيِّمِ اَلَّذِيْ تَمَّ بِهٖ كُلُّ ظُهُوْرٍ وَّجَمَعَ

كُلِّ نُوْرٍ، اَلْمَاحِيْ لِظَلَامِ الشِّرْكِ وَالشُّكُوْكِ وَالْاَوْهَامِ
اَلْمُوْصِلِ لِبَدَاءِ السَّلَامِ اَلْمُصْطَفٰى عَلٰى كُلِّ الْاَنَامِ، اَلْمُبَشِّرِ
بِلِقَاءِ الْمَلِكِ الْعَلَّامِ وَفَوَاتِحِ الْاِنْعَامِ وَخَوَاتِمِ
الْاِسْلَامِ مِنَ السَّلَامِ بِدَارِ السَّلَامِ اَلْمُتَوَكِّلِ
بِحَالِهٖ، اَلْمُظْهِرِ لِذٰلِكَ فِيْ مَقَالِهٖ لِئَلَّا يَأْلَفَ الْخَلْقُ
سِوَاكَ، فَلَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلَّا اِلَيْكَ، وَلَا يَعْتَمِدُوْنَ اِلَّا
عَلَيْكَ وَلَا يُؤَمِّلُوْنَ اِلَّا اِيَّاكَ اَلْمُتَمَتِّعِ بِقِنَاعِ بَهَاءِ نُوْرِكَ
فِيْ مَعَالِيْ مَعَالِمِ ظُهُوْرِكَ النَّبِيِّ الَّذِيْ اَنَابَتْهُ بِكَ
فَاَنَابَ عَنْكَ - اَلنَّذِيْرِ لِمَنْ عَصَاكَ بِتَخْوِيْفِهٖ بِكَ مِنْكَ
نَبِيِّ التَّوْبَةِ الَّتِيْ قَبِلْتَهَا مِنْ اُمَّتِهٖ بِلَا قَتْلٍ ظَاهِرٍ
لِلنُّفُوْسِ، مِنْ غَيْرِ مَشَقَّةٍ وَّلَا بُؤْسٍ، نَبِيِّ الرَّحْمَةِ
الَّذِيْ اَرْسَلْتَهٗ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَاِنْقَاذِ الْهَالِكِيْنَ
نَبِيِّ الْمَلَاحِمِ الْعُظْمٰى، وَمَوَاقِعِ الْخَيْرِ الْاَزْهٰى الَّذِيْ
هَدَيْتَ بِهٖ مَنْ كَانَ عَنْهُ اَعْمٰى وَفَتَحْتَ بِهٖ اٰذَانًا
صُمًّا وَّاَعْيُنًا عُمْيًا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا، سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ -
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ
عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؛

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ، دَعْوٰاهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

الٰہی! اس ذات بزرگ پر درود بھیج، جو برتر نور والوں کو مکمل کرنے والی ہے۔ دائرہ عالمین کی قطب، اور سلسلۂ انبیا و رسل کی لڑی کا واسطہ ہے۔ دنیا، آخرت اور دین کی برگزیدہ ترین ہستی۔ جو تیری قطعی دلیل اور روشن ترین نور ہے۔ جو خلافتِ کبریٰ کے وارث اور دنیا و آخرت کے امام ہیں جو لوائے حمد کے حامل، اور اس راز کے محرم ہیں، جس کا مشاہدہ کیا جائے گا۔ جو مقامِ محمود پر فائز اور سیدھی راہ دراز اور اس حوض کے رہبر ہیں، جس پر پیاسے پہنچیں گے۔ جو بہنے والے کوثر اور کائنات کے ذرے ذرے میں چمکتے دمکتے نور والے ہیں۔ جو کمالات کے بادشاہ اور ابتدا و انتہا کے شہنشاہ ہیں۔ تمام جہانوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے والے اور تخلیقِ آدم سے، ہر جگہ جن کی تعریف کی جاتی ہے۔ قرآن کو جمع کرنے والے، ہر گھڑی اور ہر وقت صفاتِ کمال سے موصوف، بہت نیک، بڑے مہربان، اُمت کے نگہبان، سب پر قابو پانے والے، غالب، شفقت و رحمت فرمانے والے، جو سرا در روشن ضمیر ہیں۔ جن کی دائمی زندگی اور قائم عزت کی تُو نے قسم کھائی، جو بابِ نبوت کے کھولنے والے بھی ہیں اور سلسلۂ نبوت کو ختم فرمانے والے بھی۔ شفاعت فرمانے اور تیرے تمام رازوں کے امین ہیں۔ وہ جو نیکوکاروں کو جنت کے لیے اور شریروں کو جہنم کے لیے جمع فرمانے والے ہیں۔ وہ جن کی ذات میں ہر وقت

تیری ذاتِ کامل کے انوار ظاہر ہوتے ہیں۔ اور وہ جنہوں نے ہر مقام پر کمال احسان فرمایا جو تیرے معزز رسُولوں کا سلسلہ ختم فرمانے والے اور تمام نعمتوں کو احاطہ کرنے والے ہیں۔ جو ظاہر کے لیے انسانی حُسن وجمال اور ظاہری چمک دمک والے رسُول ہیں اور باطن کے لیے اعلیٰ ترین نُور اور عالی مرتبت زندگی کا نمونہ ہیں۔ جو ہر رسُول پر گواہ اور ہر سوال کا مسکت جواب دینے والے ہیں۔ وہ جنہوں نے اپنی سَر کی آنکھوں سے تیرا مشاہدہ کیا اور جن کو تُو نے اپنی بارگاہ میں ایسی خصوصیات کے ساتھ نوازا، جو رب تعالیٰ کے لُطف واحسان کا مظہر ہیں جن کے چہرۂ انور پر دانتوں اور زبان پر تیرے انوار رقص کرتے ہیں۔ جو صورت کے لحاظ سے تمام انبیائے کرام کے آخر میں اور مرتبہ ومقام کے لحاظ سے سب سے اوّل ہیں، جو سورتوں کے مفصّل حروف ابتدائیہ، کلماتِ اختتامیہ۔ بندشوں کو کھولنے والے مُشکلات کو حل کرنے والے، ہر سَرکش سے بہت لڑنے والے اور ہر کمینہ کو مٹانے والے جو تقسیم فرمانے والے ہیں، جن سے ہر کمال کا ظہور تام ہوا۔ جنہوں نے ہر نور کو جمع فرمایا۔ وہ جو شرک وشکوک واوہام کو مٹانے والے اور دارالسلام (سلامتی کے گھر، جنت) تک پہنچانے والے ہیں۔ جو تمام انسانوں میں برگزیدہ ہے۔ بہت علم والے بادشاہ کی ملاقات ابتدائی انعام واکرام اور اسلام کے آخری جامع نظام کی سلامتی کے ساتھ، حصُولِ جنّت کی بشارت دینے والے ہیں وہ جو اپنے ہر حال میں توکّل کرنے والے اور اپنی گفتگو میں اس حقیقت کو برملا ظاہر فرمانے والے ہیں۔ تاکہ مخلوق سمجھے چھوڑ

کہ کسی سے رشتۂ الفت استوار نہ کرے۔ پس اب وہ (مسلمان) صرف تیری طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور تیرے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتے ہیں۔ اور ان کی آس تیرے سوا اور کچھ نہیں۔ وہ جو تیرے نُور کا چمک کا نقاب اوڑھے ہوئے ہیں تیرے ظہور کے بلند ترین مقام پر، وُہ جو تیرے بتانے سے غیب کی خبریں دینے والے ہیں، سو انھوں نے دنیا والوں کو تیری ذات وصفات کی خبریں دیں وہ جو تیرے نافرمانوں کو تیرا نام لے کر بُرے انجام سے خبردار کرنے والے ہیں۔ جو توبہ کے نبی ہیں۔ وہ جن کی اُمّت کی توبہ تُو نے جانوں کے قتل کئے بغیر قبول فرمائی۔ بلا مشقت و تکلیف، جو رحمت کے نبی ہیں، جن کو آپ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت اور ہلاک ہونے والوں کے لیے ذریعہ نجات بنا کر بھیجا۔ بڑی بڑی معرکہ آرائیوں اور عظیم بھلائیوں والے نبی، وہ جن کے سبب تُو نے اندھوں کو راستہ دکھایا، بہروں کو قوّتِ سماعت عطا فرمائی، اندھوں کو بینائی اور دلوں کو بصیرت عطا فرمائی۔ ہمارے آقا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم، الٰہی محمّد اور آلِ محمّد پر دُرود بھیج، جیسے تُو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر دُرُود بھیجا، اور محمّد و آلِ محمّد پر اسی طرح برکت نازل فرما، جیسے تُو نے ابراہیم آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تُو ستودہ صفات بُزرگ ہے۔ تمہارا ربّ عزّت والا ربّ اس سے پاک ہے جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں اور تمام رسُولوں پر سلام، اور سب تعریفیں اللہ پروردگار جہاں کے لیے۔ الٰہی تو پاک ہے اور تیری ہی تعریف ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے مُعافی کا خواستگار ہُوں، اور تیری طرف

متوجہ ہوتا ہوں۔ ان کی دُعا جنت میں یہ ہو گی کہ الٰہی تو پاک ہے۔ اور ہدیہ ان کا جنت میں سلام ہوگا۔ اور ان کی آخری دُعا یہی ہو گی کہ سب تعریفیں اللہ پروردگار جہاں کے لیے ہیں۔

یہ دونوں درُود شریف عارف باللہ سیدی ابوالحسن البکری صدیقی مصری رضی اللہ عنہُ کے ہیں۔ پہلے پر انہوں اپنی بہت بڑی کتاب "حقائق الکمالات" کو ختم کیا ہے۔ یہ کتاب اولیاء اللہ کے وظائف میں سب سے بزرگ، سب سے بڑی نفع بخش اور روشن تر ہے۔ تقریباً چالیس اوراق پر مشتمل ہے۔ عجیب وغریب اذکار سے شروع کی گئی ہے۔ سات مرتبہ بسم اللہ ذکر کی گئی ہے۔ اس کے بعد فاتحہ ہے۔ اس کی ہر آیت کو دوسری آیت سے کسی مناسب تر اور بلیغ دُعا ذکر کر کے جُدا کیا گیا ہے۔ ازاں بعد اللہ تعالیٰ کے اسمائے مُبارکہ ہیں۔ یہاں تک کہ آخری میں یوُں کہا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا رَحْمٰنَ اِلَّا اللّٰهُ۔ لَا رَحِیْمَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اسی ترتیب سے آخر تک، اور ہر اسم مُبارک کے بعد ایک ایسی جامع دُعا ہے جو حقائق ومعارف پر مشتمل ہے۔ فصیح الفاظ اور بلیغ معانی کے ساتھ، جو تعلیم سے حاصل نہیں ہو سکتے بلکہ خُدائے بزرگ وبرتر کی جانب سے فیضان ہے اور ہر دُعا کا خاتمہ مُصنّف نے ان الفاظ پر کیا ہے۔ یَا اللّٰهُ۔ یَا رَحْمٰنُ۔ یَا رَحِیْمُ۔ یہاں تک کہ یہ عظیم الشان جزُ عجیب وغریب شان کے ساتھ ظاہر ہوا۔ جو میرے علم میں کسی دوسرے میں نہیں، دوسرے درُود شریف کو مؤلف نے حزب الانوار پر ختم کیا ہے، جو حقائق الکمالات کے جز کی ایک تہائی کے برابر ہے۔

ترسیٹھواں درود شریف

الصلاۃ الوسطیٰ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی کا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَادِقُ الْوَعْدِ الْاَمِيْنُ، رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَاَبْرِرْ وَاَكْرِمْ وَاَنْعِمْ عَلَى الْعِزِّ الشَّامِخِ، وَالْمَجْدِ الْبَاذِخِ وَالنُّوْرِ الطَّامِحِ وَالْحَقِّ الْوَاضِحِ، جِيْمِ الْمَمْلَكَةِ وَحَاءِ الرَّحْمَةِ وَمِيْمِ الْعِلْمِ وَدَالِ الدَّلَالَةِ وَاَلِفِ الذَّاتِ وَحَاءِ الرَّحَمُوْتِ وَمِيْمِ الْمَلَكُوْتِ وَدَالِ الْهِدَايَةِ وَجِيْمِ الْجَبَرُوْتِ وَلَامِ الْاَلْطَافِ الْخَفِيَّةِ وَرَاءِ الرَّاْفَةِ الْحَقِيَّةِ وَنُوْنِ الْمِنَنِ وَعَيْنِ الْعِنَايَةِ وَكَافِ الْكِفَايَةِ وَيَاءِ السِّيَادَةِ وَسِيْنِ السَّعَادَةِ وَقَافِ الْقُرْبَةِ وَطَاءِ السَّلْطَنَةِ وَهَاءِ الْعُرْوَةِ وَوَاوِ الْوُثْقٰى وَصَادِ الْعِصْمَةِ وَعَلٰى اٰلِهٖ جَوَاهِرِ عِلْمِهِ الْعَزِيْزِ وَاَصْحَابِهٖ مَنْ اَصْبَحَ بِهِمُ الدِّيْنُ فِيْ حِرْزٍ حَرِيْزٍ، صَلَاتُكَ الْمُهَيْمِنَةُ بِعَظَمَةِ جَلَالِكَ، الْمُشْرِفَةُ بِجَلَالِ جَمَالِكَ، الْمُكَرَّمَةُ بِعَظِيْمِ نَوَالِكَ دَائِمَةً بِدَوَامِ مُلْكِكَ لَا انْتِهَاءَ لَهَا، سَامِيَةً بِسُمُوِّ نَعْتِكَ لَا انْقِضَاءَ لَهَا، صَلٰوةً

تَفَوُّقُ وَتَفَضُّلُ وَتَلِيْقُ بِمَجْدِ كَرَمِكَ وَعَظِيْمِ تَفْضِيْلِكَ
اَنْتَ لَهَا اَهْلٌ لَا يُبْلَغُ كُنْهُهَا وَلَا يُقَدَّرُ قَدْرُهَا كَمَا
يَنْبَغِيْ لِشَرَفِ نُبُوَّتِهٖ وَعَظِيْمِ قَدْرِهٖ وَكَمَا هُوَ لَهَا اَهْلٌ
صَلٰوةً تُفَرِّجُ عَنَّا بِهَا هُمُوْمَ حَوَادِثِ الْاِخْتِيَارِ وَ
تَمْحُوْ بِهَا عَنَّا ذُنُوْبَ وُجُوْدِنَا بِمَآءِ سَمَآءِ الْقُرْبَةِ حَيْثُ لَاحَيْثُ
وَلَا بَيْنَ وَلَا اَيْنَ وَلَا كَيْفَ وَلَا جِهَةَ وَلَا قَرَارَ وَتُغْنِيْنَا
بِهَا فِيْ غَيَاهِبِ غُيُوْبِ اَنْوَارِ اَحَدِيَّتِكَ فَلَا نَشْعُرُ
بِتَعَاقُبِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَتُحَوِّلُنَا بِهَا سَمَاحِ رِيَاحِ فُتُوْحِ
حَقَآئِقِ بَدِيْعِ جَمَالِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدِ الْمُخْتَارِ وَتُتْحِفُنَا بِهَا
اَسْرَارِ اَنْوَارِ بَيْنُوْنِيَّتِكَ فِيْ مِشْكٰوةِ الزُّجَاجَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ
فَتَتَضَاعَفُ اَنْوَارُنَا بِلَا امْتِرَآءٍ وَّلَا حَدٍّ وَّلَا انْحِصَارٍ
يَا رَبِّ يَا اَللّٰهُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا
اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ نَسْاَلُكَ بِدَقَآئِقِ مَعَانِي الْقُرْاٰنِ
الْعَظِيْمِ الْمُتَلَاطِمَةِ اَمْوَاجُهَا فِيْ بَحْرِ بَاطِنِ خَزَآئِنِ
عِلْمِكَ الْمَخْزُوْنِ بِاٰيَاتِهِ الْبَيِّنَاتِ الزَّاهِرَاتِ الْبَاهِرَاتِ
عَلٰى مَظْهَرِ اِنْسَانِ عَيْنِ سِرِّكَ الْمَصُوْنِ اَنْ تُذْهِبَ عَنَّا
ظَلَامَ الْفَقْدِ بِنُوْرِ اُنْسِ الْمَجْدِ وَاَنْ تَكْسُوْنَا مِنْ حُلَلِ
صِفَاتِ كَمَالِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نُوْرَ الْجَلَالَةِ وَاَنْ تَسْقِيَنَا مِنْ كَوْثَرِ مَعْرِفَتِهٖ رَحِيْقَ
تَسْلِيْمِ تَسْنِيْمِ شَرَابِ الرِّسَالَةِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْجُوْدِ
الْاَكْرَمِ وَالنُّوْرِ الْاَفْخَمِ وَالْعِزِّ الْاَعْظَمِ الْمَبْعُوْثِ بِالْفَضْلِ

الْاَقْوَامِ وَمِنَّتِهٖ اللّٰهِ عَلٰی کُلِّ فَصِیْحٍ وَّ اَعْجَمٍ، سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُطْبِ رَحَی النَّبِیِّیْنَ وَنُقْطَةِ دَائِرَةِ الْمُرْسَلِیْنَ الْمُخَاطَبِ فِی الْکِتَابِ الْمَکْنُوْنِ بِقَوْلِکَ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ وَّ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ الْمَوْصُوْفِ بِقَوْلِكَ الْکَرِیْمِ وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ، وَارْضَ عَنْ اَصْحَابِهٖ اَئِمَّةِ الْهُدٰی لِمَنِ اهْتَدٰی وَنُجُوْمُ الْاِقْتِدَاءِ لِمَنِ اقْتَدٰی مَا تَعَاقَبَتْ اَدْوَارُ الْاَنْوَارِ وَاَشْرَقَتْ اَنْوَارُ الْاَسْرَارِ بِالْاَسْرَارِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ،

شروع اللہ کے نام سے جو رحم فرمانے والا بہت مہربان ہے، برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت خُدائے بزرگ و برتر سے ہی مل سکتی ہے، اللہ کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں، جو واضح طور پر سچا بادشاہ ہے۔ مُحمد اللہ کے رسُول، وعدے کے سچے اور امانتدار ہیں۔ الٰہی ہم پر ایمان لائے جو تُو نے نازل فرمایا، اور ہم نے اس رُسول کی پیروی کی، سو ہم کو گواہوں کے ہمراہ لکھ لے۔ الٰہی درُود و سلام بھیج اور نیکی و عزت عطا فرما اور انعام فرما بلند تر عزت، برتر عظمت اور عظیم تر نُور پر۔ جو واضح حق ہیں۔ جو مملکت کی میم، رحمت کی حا، علم کی میم، دلالت کی دال، ذاتِ باری تعالیٰ کا الف بہت رحمتوں (رحموت) کی حا۔ بہت بڑے مُلک (ملکوت) کی میم، ہدایت کی دال، جبروت (قابو پانا) کی جیم۔ الطافِ خفیہ دپوشیدہ

مہربانیوں) کالام، حقیقی رافت (چین)، کی راُ، منن (احسانات) کا میم، عنایت کا عین، کفایت کا کاف، سیادت کی یار، سعادت کی سین، قربت کی قاف، سلطنت کی طا، عروہ کی ہار، وثقیٰ کی واؤ (عروہ وثقیٰ، مضبوط سہارا)، عصمت کی صاد ہیں۔ اور ان کی آل پر جو سر کار کے قابلِ صد تکریم علم کے موتی ہیں اور آپ کے صحابہ کرام پر جن کی وجہ سے، دین مضبوط حفاظت میں آگیا۔ وہ درود جو تیری عظمتِ جلال سے بابرکت ہو، جو تیری جلالتِ جمال سے مشرف ہو۔ جو تیری عظیم عطا سے قابلِ تکریم ہو، جو تیری دائمی حکومت سے دائمی ہو، جس کی کوئی انتہا نہ ہو، جو تیری برتری کے صدقہ، ایسا بلند مرتبت ہو، جو کبھی ختم نہ ہو، ایسا درود جو بلند تر، فاضل تر اور تیری بزرگی اور فضیلت عظمیٰ کے شرفِ نبوّت اور علو مرتبت کے مناسب ہو اور جیسے حضور اس کے مستحق ہیں، ایسا درود جس سے حوادثِ اختیار کے رنج و غم جاتے رہیں، اور جس کے ذریعے تو ہمارے وجود کے گناہوں کو آسمان قرب کے پانی سے دھو ڈالے، جہاں نہ جگہ ہے نہ درمیان ہے نہ کہاں ہے نہ کیسے، نہ جہت نہ ٹھہراؤ، اور جس سے تو ہم کو اپنے انوارِ توحید کے گھر سے انوار میں چھپا لے، پس ہم کو گردشِ شب و روز کی کوئی خبر نہ رہے اور جس کے ذریعے تو ہم کو اپنے نبی مختار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثال جمال کی حقیقتوں کو بے نقاب دیکھنے کی قوت ارزانی فرمائے۔ اور جس کے صدقے تو ہم کو ان زیتونی انوار کے رازوں کا تحفہ عطا فرمائے، جو آئینہ محمدیہ کے طاق میں محفوظ ہیں، جس سے ہمارے انوار، بغیر ختم ہوئے بے حد حساب

بڑھتے چلے جائیں۔ اے پروردگار! اے اللہ، اے سدا زندہ رہنے والے! اے قائم رہنے والے! اے ہیبت و بزرگی کے مالک اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم تجھ سے قرآن عظیم کی ان معنوں باریکیوں کا سوال کرتے ہیں، جن کی موجیں تیرے محفوظ خزانۂ علم میں موجزن ہیں۔ ان کی واضح نشانیوں کے ساتھ، جو چمک رہی ہیں۔ روشن ہیں اس ذات پاک پر جو تیرے محفوظ راز کی آنکھ کی پتلی کی مظہر ہے۔ کہ ہم سے اُلفتِ عظمت کے نُور کے صدقہ گمشدگی کے اندھیروں کو دُور فرما دے۔ اور ہم کو سیدنا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ کمال کے جوڑوں سے نُورِ جلالت کا لباس پہنا دے اور ہم کو ان کے نور معرفت سے سرخ رنگ کی تسلیمِ رسالت کی شربت پلا دے الٰہی ان پر درُود بھیج جو سراپا بخشش و سخاوت ہیں عظیم الشان نُور اور بہت بڑی عظمت ہیں۔ جن کو صاف سیدھی بات دے کر مبعوث فرمایا گیا اور جو ہر زبان دان اور گونگے کے لیے اللہ کا احسان ہیں۔ ہمارے آقا، ہمارے نبی اور ہمارے محبُوب مُحمّد صلی اللہ علیہ وسلم جو نبیوں کی چکی کی مرکزی کیل اور دائرہ رسُولوں کے نقطہ ہیں۔ جن کو لوحِ محفوظ میں لکھی گئی کتاب (قرآن کریم) میں ان الفاظ میں مخاطب بنایا گیا ہے۔ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ (اے محبُوب تم اپنے رب کے فضل و کرم سے مجنون نہیں۔) وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ۔ (اور بے شک تمہارے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے) جو تیرے اس قابلِ صد تکریم فرمان کے ساتھ موصوف ہیں۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ (اور بے شک

تمام اخلاق کے بلند ترین درجہ پر فائز ہو ، اور حضور کے ان صحابہ کرام
سے راضی ہو جیسے ، جو متلاشیان ہدایت کے لیے ، ہدایت کے
امام ہیں ۔ اور پیروی کرنے والوں کے لیے اس وقت تک لائق
اقتدا رستارے ہیں ، جب تک نور کا دور جاری ہے ، اور چھپے
رازوں کے انوار چمکتے رہیں گے ۔ اور تمام تر حمد و ثنا کے سزاوار
اللہ پروردگار عالمیان ہیں ۔

چونسٹھواں درود شریف ذاتیہ

یہ بھی انہی کا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى الطَّلْعَةِ الذَّاتِ
الْمُطَلْسَمِ وَالْغَيْثِ الْمُطَمْطَمِ وَالْكَمَالِ الْمُكَتَّمِ
لَاهُوْتِ الْجَمَالِ وَنَاسُوْتِ الْوِصَالِ وَطَلْعَةِ
الْحَقِّ ، هُوِيَّةِ اِنْسَانِ الْاَزَلِ فِيْ نَشْرِ مَنْ لَمْ يَزَلْ ،
مَنْ اَقَمْتَ بِهٖ نَوَاسِيْتِ الْفَرْقِ اِلٰى طُرُقِ الْحَقِّ
فَصَلِّ اَللّٰهُمَّ بِهٖ مِنْهُ فِيْهِ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ
تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

ترجمہ: الٰہی درود ، سلام اور برکت نازل فرما اس ذاتِ پاک کی
نورانیت پر جو کمالات عجیبہ کی جامع ہے ، رحمتوں کی موسلا
دھار بارش اور بہت پوشیدہ رکھا گیا کمال ہیں ، جو حسن ازل کا جمال
اور [illegible] کو اپنے خالق سے ملانے کا واسطہ ہیں جو حق کی
[illegible] وہ ایسے انسان کے لیے (بھی) حقیقت ہیں ۔

جو خدائے لم یزل کے خالق ہونے (کے عقیدے) میں پھسلنے والا ہے۔ جن کی بدولت تو نے حق کی طرف جانے والے مختلف راستوں کو سیدھا کیا۔ پس الٰہی ان کے ذریعے ان کی طرف سے، ان کی ذات میں، ان پر درود اور بکثرت سلام نازل فرما۔ اور تمام تعریفوں کا سزاوار اللہ رب العالمین ہے۔

پینسٹھواں درود شریف

(صلوٰۃ السر) یہ بھی انہی کا ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی الْاَوَّلِ فِی الْاِیْجَادِ وَالْجُوْدِ وَالْوُجُوْدِ۔ اَلْفَاتِحِ لِکُلِّ شَاھِدٍ حَضْرَتَیِ الشَّاھِدِ وَالْمَشْھُوْدِ، اَلسِّرِّ الْبَاطِنِ وَالنُّوْرِ الظَّاھِرِ الَّذِیْ ھُوَ عَیْنُ الْمَقْصُوْدِ جَائِزِ قَصَبِ السَّبْقِ فِیْ عَالَمِ الْخَلْقِ۔ اَلْمَخْصُوْصِ بِالْاَوَّلِیَّۃِ۔ اَلرُّوْحِ الْاَقْدَسِ الْعَلِیِّ وَالنُّوْرِ الْاَکْمَلِ الْبَھِیِّ، اَلْقَائِمِ بِکَمَالِ الْعُبُوْدِیَّۃِ فِیْ حَضْرَۃِ الْمَعْبُوْدِ الَّذِیْ اُفِیْضَ عَلٰی رُوْحِیْ مِنْ حَضْرَۃِ رُوْحَانِیَّتِہٖ وَاتَّصَلَتْ بِمِشْکَاۃِ قَلْبِیْ اَشِعَّۃُ نُوْرَانِیَّتِہٖ۔ فَھُوَ الرَّسُوْلُ الْاَعْظَمُ وَالنَّبِیُّ الْاَکْرَمُ وَالْوَلِیُّ الْمُقَرَّبُ الْمَسْعُوْدُ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ خَزَائِنِ اَسْرَارِہٖ وَمَعَارِفِ اَنْوَارِہٖ، وَمَطَالِعِ اَقْمَارِہٖ، کُنُوْزِ الْحَقَائِقِ وَھُدَاۃِ الْخَلَائِقِ، نُجُوْمِ الْھُدٰی لِمَنِ اھْتَدٰی وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَحَسْبُنَا

اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

اللہ تعالیٰ درُود بھیجے ان پر جو وجود اور جود و عطا میں اوّل ہیں۔ جو شاہد و مشہود دونوں کے حضور حاضر ہونے والوں میں پہلے ہیں۔ جو باطنی راز اور ظاہری نور ہیں۔ جو عین مقصود ہیں۔ وہ جو تمام دنیا میں ہر کمال کے لحاظ سے سب پر سبقت لے جانے والے ہیں۔ جو اوّل ہونے کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جو پاک رُوح، بلند مرتبت، اور کامل ترین چمکتا نُور ہیں۔ جو اپنے اس معبود کی بارگاہ میں عبودیت کاملہ کے مرتبہ پر فائز ہیں، جس کی بارگاہ کی رُوحانیت سے میں رُوحانی طور پر فیضیاب ہو رہا ہوں اور جن کی نُورانی شعاعیں میرے طاقِ قلب میں پیوست ہو چکی ہیں۔ پس وہی رسُولِ اعظم اور نبی اکرم ہیں۔ جو قریبی مددگار، اور باعثِ سعادت ہیں، اور ان کی آل اور اُن کے صحابہ کرام پر جو سرکار کے اسرار کے خزانے۔ حضور کے انوار کے معارف، اور چاندوں کے مطلع ہیں۔ حقیقتوں کے خزانے مخلوق کے ہادی، اور طالبانِ ہدایت کے لیے ہدایت کے ستارے ہیں۔ اور الٰہی ان پر بہت بہت سلام بھیجو! اور اللہ پاک ہے، اور میں مُشرکوں میں سے نہیں۔ اور ہم کو اللہ کافی ہے اور بہترین کارساز ہے اور ہم بُرائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت بس خدائے بزرگ و برتر سے مل سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے

آقا محمد اور آپ کی آل اور صحابہ کرام، سب پر درود بھیجے، تمہارا پروردگار جو عزت وعظمت کا مالک ہے، ان خرافات سے پاک ہے جو یہ منکرین بیان کرتے ہیں اور رسولوں پر سلام ہو، اور تمام ترحمد وثنا کا سزاوار اللہ تعالیٰ پروردگار عالمیاں ہے۔

چھیاسٹھواں درود شریف

یہ بھی انہی کا ہے

اَسْئَلُكَ اللّٰهُمَّ فِيْمَا سَأَلْتُكَ وَاَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ فِيْ قُبُوْلِهٖ بِمُقَدَّمَةِ الْوُجُوْدِ الْاَوَّلِ وَرُوْحِ الْحَيَاةِ الْاَفْضَلِ وَنُوْرِ الْعِلْمِ الْاَكْمَلِ وَبِسَاطِ الرَّحْمَةِ فِي الْاَزَلِ وَسَمَاءِ الْخُلُقِ الْاَجَلِّ السَّابِقِ بِالرُّوْحِ وَالْفَضْلِ وَالْخَاتِمِ بِالصُّوْرَةِ وَالْبَعْثِ وَالنُّوْرِ بِالْهِدَايَةِ وَالْبَيَانِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى وَالرَّسُوْلِ الْمُجْتَبٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

ترجمہ: الٰہی! میں نے جو کچھ تجھ سے مانگا ہے اس میں یہ سوال بھی ہے۔ اور اس کی قبولیت میں تیرے حضور اس ذات اقدس کا وسیلہ پکڑتا ہوں جو وجود اوّل کا مقدمہ اور حیاتِ افضل کی رُوح ہیں۔ جو کامل تر علم کا نور اور ازل میں بساطِ رحمت ہیں اور بزرگ ترین اخلاق کے آسمان ہیں جو رُوح اور فضل وشرف میں سب سے اوّل، اور

صورت ظہور میں سب سے آخر ہیں جو ہدایت و بیان کے نور ہیں۔ محمد مصطفیٰ، رسولِ برگزیدہ، اللہ تعالیٰ تاقیامت حضور پر اُن کی آل پر اور اُن کے صحابہ کرام پر بہت بہت درود و سلام بھیجے اور سب تعریف اللہ پروردگارِ جہاں کے لیے۔

سترسٹھواں درود شریف

درودِ وصل۔ یہ بھی انہی کا ہے۔

اَللّٰھُمَّ بِکَ تَوَسَّلْتُ وَاِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَمِنْکَ سَأَلْتُ وَفِیْکَ لَا فِیْ اَحَدٍ سِوَاکَ رَغِبْتُ، لَا اَسْأَلُ سِوَاکَ وَلَا اَطْلُبُ مِنْکَ اِلَّا اِیَّاکَ، اَللّٰھُمَّ وَاَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ فِیْ قُبُوْلِ ذٰلِکَ بِالْوَسِیْلَۃِ الْعُظْمٰی وَالْفَضِیْلَۃِ الْکُبْرٰی وَالْحَبِیْبِ الْاَدْنٰی، وَالْوَلِیِّ الْمَوْلٰی، وَالصَّفِیِّ الْمُصْطَفٰی وَالنَّبِیِّ الْمُجْتَبٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِہٖ اَسْأَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلَیْہِ صَلَاۃً اَبَدِیَّۃً سَرْمَدِیَّۃً اَزَلِیَّۃً لَاھُوْتِیَّۃً قَیُّوْمِیَّۃً دَائِمَۃً دَیْمُوْمِیَّۃً رَبَّانِیَّۃً بِحَیْثُ اَشْھَدُنِیْ فِیْ ذٰلِکَ کُلِّہٖ عَیْنَ الْاَغْیَارِ کَمَا تَسْتَھْلِکُنِیْ فِیْ مَعَارِفِ ذَاتِہٖ فَاَنْتَ وَلِیُّ ذٰلِکَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

الٰہی تیرا ہی وسیلہ پکڑتا ہوں تیری ہی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تجھی

سے مانگتا ہوں اور تیری ہی ذات میں، تیرے سوا کسی میں نہیں، میں رغبت رکھتا ہوں۔ میں تیرے سوا کسی سے نہیں مانگتا۔ اور تجھ سے بس تجھی کو مانگتا ہوں اور اس دعا کی قبولیت میں تیری طرف بہت بڑا وسیلہ پکڑتا ہوں جو بڑی فضیلت ہے جو تیرا قریب تر حبیب اور سچا دوست ہے۔ جو پاکیزہ تر، برگزیدہ تر، غیب کی خبریں رکھنے اور دینے والا نبی، منتخب محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور میں انہی کے وسیلہ سے تیرے حضور یہ عرض کرتا ہوں کہ ان پر ایسا درود بھیج، جو دائمی ہو یعنی ازلی، ابدی اور سرمدی ہو۔ الٰہی قیوحی ربانی بغیر اختتام وانقطاع کے ہو، بایں طور کہ میں ان سب میں اپنے آپ کو اس طرح حاضر کر سکوں جیسے غیر کی آنکھ، جیسے تو مجھے ان کے معارف ذات میں فنا ہی کر دے۔ تو ہی اس کا مالک ہے۔ بدی سے پھرنے اور نیکی کرنے کی طاقت خدائے بزرگ و برتر کے بغیر کسی کو نہیں۔

اٹھواں درود شریف

یہ بھی انہی کا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَرْشِ اِسْتِوَآءِ تَجَلِّیَاتِکَ وَکُنْہِ ھُوِیَّۃِ تَنَزُّلَاتِکَ النُّوْرِ الْاَنْھَرِ وَالسِّرِّ الْاَبْھَرِ وَالْفَرْدِ الْجَامِعِ وَالْوِتْرِ الْوَاسِعِ، صَلٰوۃً اُشَاھِدُ بِھَا عَجَائِبَ الْمَلَکُوْتِ وَاسْتَجْلِیْ بِھَا عَرَائِسَ الْجَبَرُوْتِ

وَاسْتَمْطَرْ بِهِمَا غُيُوْثَ الرَّحَمُوْتِ وَاسْتَأْمَنْ بِهِمَا عَنْ عَلَاقَةِ نَاسُوْتِ الْبَهَمُوْتِ يَالَاهُوْتَ كُلِّ نَاسُوْتٍ۔ يَا اَللّٰهُ۔"

الٰہی ہمارے آقا محمدّ اور ہمارے آقا محمدؐ کی آل پر درود بھیجئے۔ جو تیرے تسلطِ تجلیات کے عرش، اور تیرے نزولِ حقیقت کی اصل ہیں جو یکتا نور اور راز برتر ہیں۔ جو یکتا ئے جامع صفات اور یگانہٴ واسع ہیں۔ ایسا درود جس سے میں تمام کائنات کے عجائبات کا مشاہدہ کروں، اور جس سے تیرے عظیم الشان حسین مناظر کا نظارہ کروں۔ اور جس سے میں جلیل القدر رحمتوں کے مینہ سے سیرابی حاصل کروں۔ اور جس کے ذریعہ میں اس دنیا کے شور وغل سے چھٹکارا حاصل کروں۔ اے ہر فرد بشر کے خدا، اے اللہ۔

یہ چھ عدد درود شریف شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ کے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی برکتوں سے ہمیں نفع دے۔ الصلوٰۃ الوسطیٰ اور الصلوٰۃ الذاتیہ میں نے فاضل، عارف، الشیخ احمد بن سلیمان کی شرح سے نقل کئے ہیں۔ جو مولانا بزرگوار استاد شیخ خالد نقشبندی کے خلیفہ تھے جو مشہور طریقہ نقشبندیہ کے مجدد تھے۔ میں نے دوسرے نسخوں سے ملا کر بھی ان کی تصحیح کی ہے۔ جو مجموعہ اوراد کے حواشی پر تحریر تھے۔ باقی درود شریف میں نے مجموعہ مذکورہ سے نقل کئے ہیں جسے استاد شیخ احمد آفندی بہاؤالدین نے جمع کیا ہے، جو قسطنطنیہ (استنبول) میں طریقہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت تھے۔ اس مجموعہ میں انہوں نے شیخ اکبر کا الصلوٰۃ الفیضیۃ الکبریٰ اور الصلوٰۃ الاکبریۃ بھی ذکر کیا ہے جو درودِ نور کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دونوں درود شریف میری کتاب "افضل الصلوات" میں مذکور ہیں۔

اس مجموعہ میں سیدی محمد البکری کا وہ درود جو کتاب "افضل الصلوٰت" میں انچاسویں نمبر پر لکھا ہوا ہے، کچھ اضافہ کے ساتھ شیخ اکبر کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ بعد ازاں اس میں یہ الفاظ بھی آخر میں لکھے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّیَ وَتُسَلِّمَ بِاَفْضَلِ تَحِیَّاتٍ۔ آخر تک۔ خدا جانے یہ ان دو میں سے کن صاحب کا ہے۔ ان کے اور دیگر کئی حضرات کے مرتب کردہ کئی درود شریف ہیں جن کو میں یہاں نقل نہیں کر سکا۔ ویسے یہ دعاؤں، درودوں اور اوراد کا ایک نفیس مجموعہ ہے۔ جو تین اجزا پر مشتمل ہے اللہ تعالیٰ مرتب کو جزائے خیر دے۔ اور سیدی محی الدین رضی اللہ عنہ کے کہنے پر میں نے یہ درود شریف اپنی اس کتاب میں ۸۰ نمبر پر درج کیا ہے، اور اس کے ساتھ میں نے یہ چھ درود شریف اس لیے ذکر نہ کئے کہ مجھے ان کا علم پہلے نہ تھا۔ اب ہوا ہے۔ جب کہ کتاب طبع ہو چکی تھی۔ لہٰذا یہاں ذکر کر دیئے۔ اور بات آسان ہے۔ جاننا چاہیئے کہ سیدی علی وفا کا وہ مجموعہ درود جس کا ذکر اس کتاب میں چوالیسویں نمبر پر کیا گیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس درود شریف کو صلوٰۃ الوسطیٰ پر جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ ختم کیا گیا ہے۔ سو میں نے صلوٰۃ الوسطیٰ کو حذف کر دیا۔ کیونکہ میرے نزدیک سیدی علی وفا کا مجموعہ قابلِ ترجیح تھا۔ شارح مذکور شیخ احمد بن سلیمان رحمہ اللہ نے صلاۃ ذاتیہ مذکور کی شرح میں کہا ہے بعض اہلِ علم نے سیدی مرشد کامل سید مصطفےٰ حسینی صدیقی کے واسطہ سے سیدی عارف شیخ عبد الغنی نابلسی سے یہ بات نقل کی ہے کہ ان کلمات سے درود شریف پڑھنے کا ثواب، دلائل الخیرات شریف پڑھنے کے برابر ہے اور اسی درود شریف کے وسیلہ سے، اس کے مؤلف قطبُ الفخر، سیدی شیخ اکبر رحمہ اللہ اہلِ عرفان کے مقامات تک پہنچے۔ اسی کے سبب زمانے کے غوث بنے۔ اسی سے ان کے لیے دنیا کی چکی گھومی۔ اسی سے

ان کو بزرگی اور مدد ملی۔ پھر فرماتے ہیں میں شرح مذکور سے ماہ ربیع الاول شریف ۱۲۶۸ھ کو، دارالخلافہ میں فارغ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے، خیانت کرنے والوں کے مکر وفریب اور حاسدین کے شر سے محفوظ ومامون رکھے۔ اور یونہی مسلمانوں کے تمام شہروں کو۔ اور اس شرح کے فوائد میں سے ایک وہ ہے جسے مصنف نے کتاب صلاۃ الوسطیٰ میں منقول شیخ اکبر کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد ذکر کیا ہے کہ یہاں تک کہ میں دیکھی آنکھوں سرکار رسالتِ مآب کی زیارت سے مشرف ہوں محض دلیل وبرہان سے نہیں"۔ یعنی فرمایا کہ ذاتِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی جامعیت وتعارف پر قرآن وحدیث میں جو دلائل وعلامات مذکور ہیں ان کی روشنی میں نہیں اور نہ ہی خواب میں آپ کے دیدار سے مشرف ہوتا ہوں کہ یہ مقام تو بہت بھائیوں کو حاصل ہے بلکہ میں سرکار کے دیدار سے بحالتِ بیداری مشرف ہوتا ہوں۔ جیسے سیدی احمد الرفاعی قدس سرہٗ اس دولت سے مالا مال ہوئے اور حضور علیہ السلام نے ان کو جنت میں تخت پر بٹھایا۔ سرکار والا تبار کی خدمت میں بوقتِ دیدار یہ اشعار نذر گزارے۔

سید احمد الرفاعی قدس سرہٗ کو بیداری میں دیدارِ مصطفےٰ

فِیْ حَالَۃِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُھَا   تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ فَھِیَ نَائِبَتِیْ

وَھٰذِہٖ نَوْبَۃُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ   فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تَحْظٰی بِھَا شَفَتِیْ

جب دور ہوتا تھا تو اپنی روح کو خدمتِ اقدس میں بھیج دیتا تھا، جو میری نائب بن کر زمین بوسی کر لیتی تھی، اور اب کی بار تو جسم حاضر ہے، اپنا دایاں ہاتھ بڑھائیں اور میرے ہونٹوں کو دست بوسی کی سعادت

سے بہرہ ور فرمائیں"۔

چنانچہ مصطفٰے علیہ السلام نے قبر شریف سے اپنا دایاں دستِ مبارک آگے کر دیا جسے سید احمد صاحب نے چوم لیا اور شرف و سیادت حاصل کر لی۔ اللہ ان سے راضی ہو اور ان کی برکتوں سے ہم کو نفع دے۔ اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد شیخ احمد بن سلیمان فرماتے ہیں اس ناچیز سے بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا میں سیر و سیاحت

شیخ احمد بن سلیمان اور دیدارِ مصطفٰے

کی غرض سے مدینہ منورہ سے باہر چلا گیا۔ میں نے دُور جنگل میں ایک تن تنہا شخص کو دیکھا۔ میرا دل اس کی طرف کھچنے لگا، اور میرے عقل و فکر اس کی طرف مائل ہو گئے۔ اور زیادہ نورانیت اور دہشت کی وجہ سے میں اس کا پورا پورا نقشہ نہیں کھینچ سکتا۔ سو میں نے دل میں یہ پختہ ارادہ کر لیا کہ اب حضور سے سفر و حضر میں کسی صورت جدا نہ ہوں گا۔ جب میں قریب پہنچا تو عرض کیا، مجھے اپنی ہمراہی میں لے لیجیئے۔ اس پر حضور مسکرائے اور فرمایا دوست بہتیرے ہیں۔ اب مجھے محبت کے سبب بہت غم محسوس ہوا۔ پس میں اس خیال سے کہ اب ہمیشہ سرکار کے ہمراہ رہوں گا پیچھے پیچھے ہو لیا مگر آپ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ تاہم قلب و نظر پر ابھی تک چھائے ہوئے ہیں۔ اسی لیے بعض حضرات نے فرمایا کہ اگر پل بھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری نظروں سے پوشیدہ ہو جائیں تو ہم اپنے آپ کو مسلمان نہ جانیں پس حضور کی ذات میں فنا ہونا فنا فی اللہ کی تمہید ہے۔ یہی وجہ تھی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی جدائی پر شکوہ سنج ہو جایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ضروریاتِ انسانی کے پیشِ نظر جو عارضی جدائی ہوتی ان کے لیے وہ قابلِ برداشت نہیں ہوتی تھی۔ یہ سب کچھ شدت محبت اور فنا فی الرسول کی بنا پر تھا۔ یہاں تک کہ اگر محبوب کی آواز غیبی طور پر بھی محب کے کانوں تک پہنچ جائے تو وہ فوراً لبیک کہے گا۔

اس درود شریف کے مرتب (ابن العربی، قدس سرہٗ) بھی ایسے ہی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں فانی تھے۔ محمّدی تھے کیونکہ جو شخص مقامِ محمّدی پر فائز ہوگا۔ وہ ہمیشہ بارگاہ بلند مرتبت کی طرف رواں دواں رہتا ہے سو اس کا سفر ختم نہیں ہوتا (نہ زندگی میں، نہ مرنے کے بعد) الخ شارح مذکور کا کلام ختم ہوا۔ اس سلسلہ میں شافی کا تفصیلی کلام عنقریب آرہا ہے۔ دیدارِ رسول، بیداری اور خواب میں" کے عنوان سے انشاءاللہ تعالیٰ۔

اُنہتّرواں درود شریف

سیّدی محمّد بن ابو الحسن البکری کا

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ؕ (امرات) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تَوْحِيْدًا ذَاتِيًّا صَمَدَانِيًّا مُهَيْمِنًا عَلَى الْبَوَاطِنِ وَالظَّوَاهِرِ. أَزَلِيًّا أَبَدِيًّا مُسْتَوْلِيًا عَلَى الْأَوَائِلِ وَالْأَوَاخِرِ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تَوْحِيْدًا وَصْفِيًّا كَشْفِيًّا سَارِيًا بِمَشَارِقِ الْكَمَالِ الْبَاهِرِ. غَيْبِيًّا عَيْنِيًّا جَارِيًا بِمَنَافِذِ النُّوْرِ السَّافِرِ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تَوْحِيْدًا اِسْمِيًّا حَالِيًا أَدْوَاتِ الْأَوْتَارِ وَالْمَنَابِرِ جَالِيًا طَوَالِعَ الْأَسْرَارِ فِي الدَّوَائِرِ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ تَوْحِيْدًا ذَاتِيًّا تَنَزَّلَ بِالْأَوْقَاتِ فِي الْأَشْفَاعِ. وَتَنَقَّلَ فِي أَفْرَادِ الْأَعْدَادِ فِي الْفُرْقَانِ وَالْاِجْتِمَاعِ. سُلْطَا

لَاهُوْتِيَّتِهٖ تِهَامَۃٌ۔ نَامُوْسُ نَاسُوْتِيَّتِهٖ يَسْلُبُ الْعُقُوْلَ وَالْاَبْصَارَ۔
تَنْطَوِيْ تَحْتَ بَرَازِخِ اَحَدِيَّتِهٖ اَسْرَارُ التَّفْصِيْلِ وَالْاِ
جْمَالِ۔ وَتَنْزَوِيْ فِيْ ظِلِّ وَاحِدِيَّتِهٖ اَدْوَارُ الْاِنْفِصَالِ
وَالْاِتِّصَالِ اِسْتَوَتْ بِهٖ عُرُوْشُ الصِّفَاتِ عَلٰى قَوَائِمِ
الْاَسْمَاءِ وَحِيْتَ فُرُشُ الْقَوَابِلِ بِسُوْرِ الظُّهُوْرِ الْاَحْمٰى۔
وَاسْتَدَارَ عَلٰى حَقَائِقِ الْمَلَكُوْتِ۔ وَاسْتَنَارَ بِبَوَاهِرِ
اَضْوَاءِ الْجَبَرُوْتِ۔ مِنْ نُقْطَتِهٖ اِسْتَمَدَّ كُلُّ عَالَمٍ۔
وَمِنْ طَلْعَتِهٖ اَزْهَرَتْ كَوَاكِبُ آدَمَ اَمَدَّ بِلَطَائِفِ
الْجَمْعِيَّاتِ طَوَائِفَ الْاَكْوَانِ۔ وَاسْتَضَاءَ فِيْ اَصْدَافِ
الْاَوْصَافِ بِلَوَامِعِ الرَّحْمٰنِ۔ رَجَعَتْ اِلَيْهِ اَوَامِرُ
الرَّغَبُوْتِ۔ غَيْبًا وَطُهُوْرًا۔ وَهَمَعَتْ مِنْهُ مَوَاطِرُ
الرَّحَمُوْتِ۔ مَطْوِيًّا وَمَنْشُوْرًا۔ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ سُوَرِهِ الْمَتْلُوَّةِ
بِلِسَانِ الْبَيَانِ عَنْ حَضْرَةِ الْقِدَمِ۔ وَسِتْرِهِ الْمَجْلُوَّةِ
فِيْهَا عَرَائِسُ الْحَقَائِقِ وَالْحِكَمِ۔ نَزِّلْ صَلَاةً وَصِلَتَكَ
السُّبُوْحِيَّةَ مِنْ عَرْشِ اِسْمِكَ الْاَعْظَمِ عَلٰى وَاجِدِ
عَوَالِمِ تَجَلِّيَاتِكَ الْقُدُّوْسِيَّةِ الْاَكْرَمِ نُوْرًا فِيْ
الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ۔ صَمَدَانِيِّ الْوِجْهَةِ بِكَ اِلَيْكَ
فِي الْمَآرِبِ وَالْمَطَالِبِ۔ رُوْحِ نُقُوْشِ سِرِّكَ الْمُحِيْطِ
الْجَامِعِ۔ رُوْحِ هَيَاكِلِ اَمْرِكَ اللَّدُنِّيِّ الْوَاسِعِ۔ لِسَانِ
اِحْسَانِكَ فِي الْاَزَلِ الْمُفِيْضِ لِكُلِّ مَا شِئْتَ۔ خِزَانَةِ
رُتْبَةِ الْاَبَدِ الْمُمِدَّةِ لِكُلِّ مَا اَرَدْتَ۔ الْاَوَّلِ الْقَابِلِ

لِأَنْوَاعِ تَعَيُّنَاتِكَ الْعَلِيَّةِ عَلَى اخْتِلَافِ شُؤُونِهَا۔ الْآخِرِ
الْخَاتِمِ عَلَى كُمُونِ إِمْدَادَاتِكَ الزَّكِيَّةِ فِي ظُهُورِهَا
وَبُطُونِهَا۔ الْعَبْدِ الْقَائِمِ بِسِرِّ الْغَيْبِ وَالْإِحَاطَةِ
بِغَايَاتِ الْوُصُولِ۔ النَّاظِرِ بِعَيْنِ الذَّاتِ إِلَى عَيْنِ
الذَّاتِ وَلَا كَيْفَ وَلَا مِثْلَ فَاتِحَةِ كُتُبِ الْهِبَاتِ وَالصِّفَاتِ
وَالْآيَاتِ الْبَيِّنَاتِ۔ سِرِّ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ الدَّائِمَاتِ۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى هٰذَا الْحَبِيبِ الْمَحْبُوبِ۔ الَّذِي عِنْدَهُ
الْمَطْلُوبُ۔ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ (ویکررھا من قوله اللھم
صل عشر مرات ثم یقول) وَسَلِّمْ بِاسْمِكَ
الْمُمِدِّ الْقَيُّومِيِّ عَلَيْهِ مِنْكَ مَعَكَ۔ وَاجْعَلْنَا بِهِ فِي
حَضْرَةِ الْقُدْسِ الرَّبَّانِيِّ مِمَّنْ تَبِعَهُ فَاتَّبَعَكَ۔
اَللّٰهُمَّ كَذٰلِكَ۔ فِي كُلِّ ذٰلِكَ۔ مَادَامَ لَكَ كُلُّ مَا كَانَ
وَكُلُّ مَا يَكُونُ۔ وَبَقِيَ تَعَيُّنُ أَحَدِيَّتِكَ فِي الظُّهُورِ
وَالْبُطُونِ۔ وَأَشْرَقَ جَمَالُ شُهُودِكَ عَلَى عَوَالِمِ
أَمْرِكَ فِي الْحَرَكَةِ وَالسُّكُونِ۔ وَأَنْفَقْتَ مِنْ خَزَائِنِ
مَوَاهِبِكَ مَا شِئْتَ مِنْ سِرِّكَ الْمَصُونِ۔ وَبَطَنَ
عَنْ إِدْرَاكِ كُلِّ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ مَا كَتَمْتَ مِنْ أَمْرِكَ
الْمَكْنُونِ۔ آمِينَ آمِينَ آمِينَ آمِينَ آمِينَ آمِينَ
آمِينَ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ
فِيهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ دس مرتبہ۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اس کی ذات یکتا ہے بے نیاز ہے ظاہر و باطن پر نگران ہے۔ ازلی ہے (جس کی ابتدا نہیں) ابدی ہے (جس کی انتہا نہیں) پہلوں پچھلوں پر غالب ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں صفات میں یکتا ہے۔ اس کی صفات واضح اور روشن کمال کی تجلی گاہوں میں جاری ہیں اس کی توحید ذاتی و عینی ہے جو چلتی روشنی کے سوراخوں میں ساری ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں، جس کا نام بھی یکتا ہے جو وتر کے نشانات اور دائروں میں شامل ہے۔ دائروں میں رازوں کے چمکنے کے مقامات پر چمکنے والا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اس کی ذات یکتا ہے اس کی یکتائی آثار و علامات کے ذریعہ جوڑوں میں ظاہر ہوئی اور اجتماعی و انفرادی اعداد و شمار کے افراد میں منتقل ہوئی۔ اس کی ہوئیت کا اقتدار مضبوط ہے۔ اس کا نظام قدرت فکر و نظر کو حیرت زدہ کر دیتا ہے۔ اجمال و تفصیل کے راز اس کی یکتائی کے پردوں میں لپٹے ہوئے ہیں اور وصل و فصل کے دائرے اس کی وحدانیت کے سائے میں گوشہ نشین ہیں۔ اس کے اوصاف حمیدہ کے عرش آسمان کے پائے پر قائم ہیں اس کے سامنے کے فرش اس کے ظہور کی مضبوط دیواروں سے گھیرے ہوئے ہیں۔ اور حقائق کائنات کے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں۔

اور اس کی صفات قاہرہ کے چمکتے ہوئے انوار سے جگمگا رہے ہیں
اُسی کے نقطہ (مرکز) سے تمام جہان پھیلے۔ اُسی کی چمک سے آدم
کا ستارہ چمکا۔ اسی نے خوبصورت ہریالیوں سے دنیا کا کونہ کونہ بھر دیا۔
صفات کی سیپیوں میں رحمٰن کی کرنیں چمکنے لگیں۔ رغبت کے حکم پاکیزہ بارش
بن کر اس کی طرف لوٹتے ہیں۔ جن سے تیز اور چار سو پھیلنے والی بارش
برستی ہے۔ الٰہی! بارگاہِ قدیمی سے، بیان کی زبان سے پڑھی جانے
والی اس کی سورت کے حق ہونے کا صدقہ، اور اس کے ان پر دول
کے طفیل جن میں حقیقتوں اور حکمتوں کی دلہنیں آراستہ ہیں، اپنے
وصل کا پاکیزہ درود، اپنے اسمِ اعظم کے عرش سے، اس (محبوب)
پر نازل فرما، جو تیری پاکیزہ تجلیات کی ایک معزز دنیا ہے جو مشرقوں
اور مغربوں کو روشنی بخشنے والے ہیں۔ جو مطالب و مقاصد میں تیری
عطا سے بے نیاز ذات والے ہیں۔ تیرے جامع اور ہر سو پھیلے
ہوئے راز کے نقوش کی تختی ہیں۔ تیرے وسیع امر لدنی کی صورتوں
کی روح ہیں۔ ازل میں تیرے احسان کی زبان، جو تیری مشیت کے
مطابق فیضان کرنے والی ہے۔ تو جیسے کے لیے چاہے۔ دائمی طیل
خزانہ، تیری گوناگوں شانوں والے تعینات عالیہ کی اقسام کا پہلا
مقابل۔ تیری ظاہری اور باطنی پاکیزہ امدادوں کے خزانوں پر آخری
مُہر۔ ایسے بندے ہیں جو غیب کی سیر کرنے اور وصل کی آخری
سرحدوں کے احاطہ کرنے والے ہیں۔ جو بغیر مثال و کیفیت کے
اپنی ذاتی آنکھ سے ذاتِ باری تعالیٰ کو دیکھنے والے ہیں، فات
صفات اور واضح دلائل کی کتابوں کا دیباچہ ہیں۔ ہمیشہ رہنے والی

نیکیوں کا راز ہیں۔ الٰہی اس پیارے محبوب پر درود بھیج جن کے پاس مطلوب و مقصود ہے۔ جو تیرے بندے، نبی اور رسول ہیں، ہمارے آقا و مولیٰ محمد اور آپ کی آل اور اصحاب پر، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ھٰذَا الْحَبِیْبِ الْمَحْبُوْبِ الَّذِیْ عِنْدَہٗ الْمَطْلُوْبُ عَبْدِكَ وَ نَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ، سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ"۔ دس مرتبہ پڑھے اور پھر کہے اور حضور پر سلام نازل فرما! اپنے مدد کرنے والے، قوت والے نام سے، تیری طرف سے تیرے ساتھ اور اس کے صدقہ سے ہمیں بھی اپنی پاک زبانی بارگاہ میں ان لوگوں کے ساتھ شامل فرمائے، جو حضور کے پیروکار ہو کر تیرے اطاعت شعار ہوئے۔ الٰہی! ایسا ہی ہو، ہر ایسے کام میں۔ جب تک تیرا رہے جو ہو چکا اور جو ہوگا۔ اور جب تک تیری یکتائی کا تعین ظاہر و باطن میں باقی ہے اور جب تک تیرے ظہور کا جمال حرکت و سکون میں، تیری کائنات بِامر پر چمکتا رہے، اور جب تک تو اپنے محفوظ رازوں کی بخشش کے خزانوں سے اپنی مرضی سے خرچ فرماتا رہے، اور جب تک تیری ہر مخلوق سے پوشیدہ رہیں وہ بھید جو تو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے"۔ آمین، آمین، آمین، آمین، آمین، آمین، آمین۔ (الٰہی یہ دعا قبول فرما) دَعْوٰھُمْ فِیْھَا سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ وَتَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ - اہل جنت کی جنت میں پکار ہوگی "یا اللہ تو پاک ہے" اور مجرا ہوگا "سلام" اور ان کی آخری پکار ہوگی کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو سب

جہانوں کا پالنے والا ہے"۔

سترّواں درود شریف

یہ بھی انہی کا ہے

یَا اَللّٰہُ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ مُدَّنَا بِمَدَدِ مُحَمَّدٍ اَشْرَفِ اَنْبِیَائِکَ۔ وَتَاجِ اَوْلِیَائِکَ۔ وَسِرِّ اَهْلِ وَفَائِکَ الْبَشِیْرِ النَّذِیْرِ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ۔ الرَّسُوْلِ الْکَرِیْمِ۔ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ۔ دَعْوَۃِ اَبِیْهِ اِبْرَاهِیْمَ۔ وَبُشْرٰی اَخِیْهِ عِیْسٰی۔ وَالْمَنْعُوْتِ بِاِسْمِهٖ فِیْ تَوْرَاۃِ مُوْسٰی۔ الصَّادِقِ الْاَمِیْنِ الْحَقِّ الْمُبِیْنِ۔ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ۔ ذِی الْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی وَالْعِصْمَۃِ۔ اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ۔ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ۔ نُوْرِکَ السَّاطِعِ۔ سَیْفِ حُجَّتِکَ الدَّامِغِ الْقَاطِعِ۔ صَاحِبِ الشَّفَاعَۃِ الْعُظْمٰی۔ وَالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ۔ وَالْوَسِیْلَۃِ فِی الْمَحَلِّ الْاَسْمٰی۔ وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ۔ الشَّاهِدِ الشَّهِیْدِ۔ لِلْاَنْبِیَاءِ وَعَلَی الْاُمَمِ خَیْرِ دَلِیْلٍ۔ اَلْهَادِیْ بِنُوْرِکَ الْمَجِیْدِ۔ اِلٰی اَشْرَفِ سَبِیْلٍ۔ مَنِ اسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ فَهَمَعَ۔ وَانْشَقَّ لِهَیْبَتِهٖ قَمَرُ السَّمَاءِ ثُمَّ اجْتَمَعَ۔ وَعَادَلَهٗ

نُوْرِ الشَّمْسِ الْمُشْرِقَةِ بَعْدَ الْاُفُوْلِ وَرَجَعَ۔
وَانْفَجَرَ الْمَاءُ الْمُنْهَمِرُ مِنْ اَصَابِعِهٖ
وَهَمَعَ۔ وَسَجَدَ الْبَعِيْرُ لِهَيْبَتِهٖ۔ وَسَكَنَ
ثَبِيْرُ بِرَكْضَتِهٖ۔ وَحَنَّ الْجِذْعُ حَنِيْنَ
الْعِشَارِ لِفُرْقَتِهٖ۔ وَاَيَّدْتَهُ بِرُوْحِ
قُدْسِكَ۔ وَحَقَّقْتَهُ بِحَقَائِقِ مَعْرِفَتِكَ
وَاُنْسِكَ۔ الصَّادِعِ بِالْحَقِّ۔ النَّاطِقِ بِالصِّدْقِ۔
الْمَنْصُوْرِ بِالرُّعْبِ۔ الْمَمْلُوْءِ قَلْبُهُ مِنَ الْحِكْمَةِ
وَالْاِيْمَانِ وَالْعِرْفَانِ وَالْحُبِّ۔ مَنْ
رَفَعْتَ ذِكْرَهُ مَعَ ذِكْرِكَ۔ وَاَقَمْتَهُ
فِيْ مِحْرَابِ الْعُبُوْدِيَّةِ وَالرِّسَالَةِ
مُطِيْعًا لِاَمْرِكَ۔ مُعْتَرِفًا لَكَ
بِعَظِيْمِ قَدْرِكَ۔ وَاَقْسَمْتَ بِهٖ فِيْ كِتَابِكَ۔
وَفَضَّلْتَهُ بِمَا فَضَّلْتَهُ عَلَيْهِ مِنْ اَنْوَاعِ خِطَابِكَ
وَخَلَقْتَ نُوْرَ ذَاتِهٖ مِنْ نُوْرِ ذَاتِكَ الْعُظْمٰى
وَرَجَعْتَ بِهٖ فِيْ غَيْهَبِ لَاهُوْتِ سِرِّكَ
الْاَسْمٰى۔ وَثَبَّتَّ لَهُ فِي الْخِلَافَةِ عَنْكَ حَيْثُ
اَنْتَ قَدَمًا۔ وَنَشَرْتَ لَهُ بِوِرَاثَةِ اِسْمِكَ
الْبَاطِنِ وَالظَّاهِرِ فِي الْكَوْنَيْنِ عَلَمًا۔ وَحَقَّقْتَهُ
بِكَ فِيْ مَظَاهِرِ (وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ رَمٰى)۔ وَجَعَلْتَ بَيْعَتَهُ عَيْنَ بَيْعَتِكَ۔ وَاَنْطَقْتَ

لِسَانِهٖ بِحُجَّتِكَ ـ اُفُقِ اَنْوَارِكَ ـ وَبَحْرِ اَسْرَارِكَ
قَائِدِ جُيُوْشِ الْهِدَايَةِ اِلَيْكَ ـ سَيِّدِنَا
وَسَيِّدِ كُلِّ مَنْ اَرْشَدَ بِكَ عَلَيْكَ حَبِيْبِكَ
الْاَكْرَمِ ـ وَرَسُوْلِكَ الْاَعْظَمِ ـ مُحَمَّدِكَ
الْمَحْمُوْدِ فِيْ ذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ ـ مَنْ
خَلَقْتَ الْوُجُوْدَ لِاَجْلِ ذَاتِهٖ ـ وَعَمَّرْتَ
الْاَكْوَانَ بِبَرَكَاتِهٖ ـ صَلِّ وَسَلِّمْ
عَلَيْهِ كَمَا يَلِيْقُ بِجَلَالِ الُوهِيَّتِكَ ـ
وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا يُنَاسِبُ
عَظَمَةَ سُلْطَانِكَ وَرُبُوْبِيَّتِكَ ـ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ مِنْ
حَيْثُ ذَاتُكَ وَصَلِّ وَسَلِّمْ مِنْ حَيْثُ اَسْمَاؤُكَ
وَصِفَاتُكَ ـ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ مَا اَحَاطَ
بِهٖ عِلْمُكَ ـ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ قَدْرَ مَا جَرٰى بِهٖ قَلَمُكَ
وَحُكْمُكَ ـ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ بَاطِنًا وَظَاهِرًا ـ وَصَلِّ
وَسَلِّمْ عَلَيْهِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا ـ وَعَلٰی اِخْوَانِهٖ مِنْ سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ ـ وَعِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ ـ وَ
كُلِّ الصَّحَابَةِ وَالْقَرَابَةِ اَجْمَعِيْنَ ـ وَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ ـ اَبِيْ
بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلَی التَّابِعِيْنَ ـ
وَتَابِعِيْهِمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ ـ وَصَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ
وَعَلٰی وَالِدِيْنَا وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ـ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَ
الْمُؤْمِنَاتِ ـ اِنَّكَ قَرِيْبٌ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ ـ اٰمِيْنَ ـ

ترجمہ:- اے اللہ! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! اے اللہ! اے رحمٰن! اے رحیم! اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اے ہمیشہ قائم رہنے والے! اے بلندتر! اے برتر! اے دبدبہ و عزت والے! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے ہماری مدد فرما! جو تیرے نبیوں میں بزرگ تر اور تیرے اولیا کے تاج اور تیرے وفاداروں کی روح ہیں۔ بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے ہیں۔ روشن چراغ اور معزز رسول ہیں نہایت شفیق و مہربان۔ اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور اپنے بھائی عیسیٰ کی بشارت ہیں جو اپنے نام سے موسیٰ کی تورات میں مذکور ہیں۔ جو انتہائی سچے اور امانت دار ہیں۔ کھلا ہوا حق ہیں۔ نبیٔ رحمت مضبوط رشتے اور عصمت والے ہیں۔ پرہیزگاروں کے امام اور گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے۔ تیرا چمکتا نور، تیری چمکتی محبت کی شمشیر براں شفاعتِ عظمیٰ اور سیراب کرنے والے حوض کے مالک ہیں، مقام بلند اور مقام محمود کے وسیلہ ہیں۔ شاہد و شہید (خالق و خلق کی گواہی دینے والے) ہیں۔ انبیائے کرام کے حق میں اور منکر قوموں کے خلاف (حق کی) بہترین دلیل۔ جو تیرے بزرگ نور کے ذریعے رہنمائی فرمانے والے ہیں بزرگ تر راستہ کی طرف۔ جن کے رخِ انور کا واسطہ دے کر بارش کی دعا مانگی جائے تو سیرابی ہو جن کی ہیبت سے آسمان کا چاند ٹکڑے ہوا۔ اور پھر مل گیا جن کی خاطر چمکتے سورج کی روشنی مدھم ہونے کے بعد لوٹ آئی جن کی انگلیوں سے پانی

کے چشمے پھوٹ نکلے۔ جن کی ہیبت کو اونٹ نے سجدہ کیا۔
کوہ شبیر جن کی ٹھوکر سے ٹھہر گیا (جن کے عشق میں) سوکھی لکڑی اس طرح رونے لگی جیسے اونٹنی اپنے بچے کو گم کر کے روئے۔ اپنی پاکیزہ رُوح سے تُو نے جن کی مدد فرمائی۔ جن کو تُو نے اپنی معرفت (پہچان) اور محبّت کے حقائق سے رُوشناس فرمایا۔ حق کی آواز بلند کرنے والے۔ سچی بات کہنے والے۔ رُعب سے جن کی مدد کی گئی جن کے دل کو حکمت ایمان عرفان اور مُحبّت سے بھر دیا گیا جن کا ذکر تُو نے اپنے ذکر کے ساتھ بلند فرمایا جن کو تُو نے اپنی بندگی اور رسالت کے محراب میں۔ اپنے حکم کا تابع بنا کر کھڑا کیا۔ جو تیرے عظمتِ مقام کا اعتراف کرنے والے ہیں جن کی قسمیں تُو نے اپنی کتاب میں کھائیں۔ اور جن کو تُو نے قسم قسم کے خطابات سے نوازا جن کا ذاتی نُور تُو نے اپنے ذاتی نور سے پیدا فرمایا اپنے برتر اسرارِ خُداوندی کے اندھیروں میں جن کے آئینہ حُسن سے ریزہ کاری کی۔ اپنی تمام مخلوق میں، اپنی خلافت کے مقام پر ان کے قدم جما دیئے اور اپنے اسمِ پاک (الظاھر، الباطن کا وارث بنا کر، دونوں جہانوں میں اُن کا جھنڈا لہرا دیا۔ اپنی مدد سے دشمن سے مقابلے کے وقت ان کی حقانیت کو اس طرح واضح فرمایا وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ جب محبُوب تُو نے کنکر پھینکے، وہ تم نے نہیں پھینکے بلکہ اللہ نے پھینکے" تو نے جن کی بیعت کو عین اپنی بیعت قرار دیا۔ ان کی زبان مُبارک سے اپنی دلیل بیان فرمائی۔ تیرے انوار کا اُفق، تیرے رازدں کا سمندر تیری طرف رہنمائی کرنے والے لشکروں کے قائد۔ ہمارے آقا اور تیری

مدد سے تیری طرف رہنمائی کرنے والے ہر رہنما کے آقا، تیرے معزز محبوب اور رسولِ اعظم، تیرے محمد، جو ذات و صفات کے لحاظ سے مستحق تعریف ہیں جن کی خاطر تو نے کائنات پیدا کی جن کی برکتوں سے تو نے دُنیا بسائی۔ ان پر وہ درود و سلام نازل فرما جو تیری الوہیت کے جلال کے شایانِ شان ہو، اور اپنی عظیم سلطنت و ربوبیت کے مناسب ان پر درود و سلام بھیج۔ اور ان پر اپنی ذات کی حیثیت کے مطابق درود و سلام نازل فرما۔ اور اُن پر اپنے اسماء و صفات کے مطابق درود و سلام نازل فرما۔ اور ان پر اپنی معلومات کی تعداد کے برابر درود و سلام بھیج۔ اور ان پر اپنے قلم اور حکم کے چلنے کے برابر درود و سلام بھیج۔ ان پر باطنی و ظاہری طور پر درود و سلام بھیج۔ اور ان پر اول و آخر درود و سلام بھیج۔ اور حضور کے باقی برادران گرامی قدر حضرات انبیائے کرام رسولان ذی احتشام پر درود و سلام بھیج اور مقرب فرشتوں پر نیکو کار بندوں پر، تمام صحابہ کرام پر اور اہلِ قرابت پر، اور خلفائے راشدین پر، یعنی ابوبکر صدیق۔ عمر فاروقِ اعظم۔ عثمان غنی۔ علی المرتضیٰ حسن و حسین اور تابعین اور جنہوں نے نیکی و خلوص کے ساتھ ان (تابعین) کی پیروی کی۔ اور ان کے ساتھ ساتھ ہم پر ہمارے ماں باپ پر۔ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر، اہل ایمان مردوں اور عورتوں پر، درود و سلام نازل فرما بے شک تو قریب ہے دعائیں سننے اور قبول کرنے والا ہے۔ آمین (ایسا ہی ہو)"۔

یہ دونوں درود شریف سیدی محمد بن ابوالحسن البکری کے ہیں پہلے کا ذکر صاحب "کنوز الاسرار" نے کیا ہے۔ اور اس کی فضیلت کی تشریح کرتے ہوئے کہا ہے۔

سیدی شیخ عبدالرحمٰن بن حمیدہ نے کتاب "الحدائق" میں کہا ہے اس درود شریف کا حسن و جمال جو ہمارے سامنے آیا ہے اس کی ایک جھلک یہ ہے۔

ریہ جلیل القدر وظائف میں سے ہے جنہیں حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے ولی اور عارف ابو عبداللہ محمد بن ابوالحسن البکری مصری رحمۃ اللہ کی زبان پر جاری فرمایا۔ اللہ ان سے (اپنے بندوں کو) نفع عطا فرمائے کیونکہ یہ درود شریف بہترین اذکار میں سے ہے الخ۔ اور کتاب کنوز الاسرار کے پہلے باب میں فرمایا "اللہ شیخ البکری کا بھلا کرے کہ وہ اپنے جلیل القدر، خوبصورت، مانع اور بھری ہوئی خوبیوں اور معارف کے جامع درود شریف میں فرماتے ہیں جنہیں ہم نے اپنی کتاب کنوز الاسرار میں بھی لکھ دیا ہے۔

رہا دوسرا درود شریف تو یہ ان کے مجموعہ اوراد سے لیا گیا ہے جس کا نام ہے "حزب الانوار" میں نے وہیں سے نقل کیا ہے اور کتاب افضل الصلوٰت میں اسے چوتھے نمبر پر نقل کیا ہے۔

اکہتر واں درود شریف

سیّدی احمد الصباغ الاسکندری

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاةً زَاكِيَةً تُبَلِّغُهُ الدَّرَجَةَ وَالْوَسِيْلَةَ وَصَلِّ

عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہٗ اَحَدٌ مِنْ خَلْقِكَ وَحَیْثُمَا ذِکْرُ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَلَامَكَ الَّذِیْ سَلَّمْتَ عَلَیْهِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَلَآئِکَتِكَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی اَنْبِیَآئِكَ الْمُطَهَّرِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَاَهْلِ الْاَرْضِیْنَ وَخُصَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَفْضَلِ الصَّلٰوۃِ وَاَشْرَفِ التَّسْلِیْمِ۔

ترجمہ: "اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بمقدار اپنی اس مخلوق کے جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجا۔ اور درود بھیج ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بمقدار اپنی اس مخلوق کے جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نہیں بھیجا۔ اور ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج جیسا کہ تو نے ہمیں اُن (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ اور ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایسا پاکیزہ، ستھرا درود بھیج جو انہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) وہاں (مقام) محمود اور (مقام) وسیلہ تک پہنچا دے۔ اور درود بھیج ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جہاں تیری مخلوق میں سے کسی ایک نے بھی ان (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یاد کیا یا جہاں (اے) اللہ (تو) ذکر کیا گیا۔ اے اللہ ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر وہ سلام بھیج جو تو نے ان (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بھیجا۔ اے اللہ درود بھیج اپنے مقرب فرشتوں پر اور اپنے پاکیزہ نبیوں پر اور زمین و آسمان کے اپنے نیکوکار بندوں پر۔ اور اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برتر و بالا صلوٰۃ و سلام سے مخصوص فرما۔"

یہ درود شریف سیدی شیخ احمد صباغ سکندری رضی اللہ عنہ کا وہ ہے جسے میں نے ان کے اوراد سے نقل کیا ہے۔

بہتّرواں درودشریف

سیّدی محمّد زین العابدین بن محمّد البکری کا جسے انھوں نے اپنے اوراد میں لکھا ہے

یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی نَبِیِّکَ الْاَکْرَمِ۔ وَرَسُوْلِکَ الْاَعْظَمِ۔ نُوْرِکَ الْبَدِیْعِ وَسِرِّکَ الرَّفِیْعِ۔ وَحَبِیْبِکَ الشَّفِیْعِ۔ وَاسِطَۃِ عِقْدِ النَّبِیِّیْنَ وَقِبْلَۃِ اَوْلِیَائِکَ وَاَصْفِیَائِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ رُوْحِ اَرْوَاحِ الْمَوْجُوْدَاتِ۔ وَلَوْحِ الْاَسْرَارِ النَّقُوْشِ بِاَنْوَارِ التَّجَلِّیَاتِ النَّاطِقِ بِکَ عَنْکَ اَزَلًا وَّاَبَدًا۔ لِسَانِ حُجَّتِکَ الَّذِیْ اَبْدٰی مِنَ الْحَقِّ طَرَائِقَ قِدَدًا مَظْهَرِ جَمَالِکَ الْمُطْلَقِ۔ وَبَرْقِ اُفُقِ اَسْرَارِکَ الَّذِیْ لَاحَ وَاَشْرَقَ۔ اَحْمَدِ مَنْ حَمِدَکَ وَحَمِدْتَہٗ مُحَمَّدِکَ الَّذِیْ لِحَمْدِہٖ لَکَ وَحَمْدِکَ لَہٗ اِصْطَفَیْتَہٗ وَاَخْتَرْتَہٗ مِنْ بِدَایَتِہٖ مَرْمٰی اَبْصَارِ السُّبَّاقِ۔ وَغَایَتُہٗ لَا یُدْرِکُ لَہَا حَدٌّ وَّلَا یُرَامُ لَہَا لَحَاقٌ خَلِیْفَتِکَ مِنْ حَیْثُ اَنْتَ عَلٰی کَافَّۃِ مَخْلُوْقَاتِکَ۔ وَمُخْتَارِکَ اَنْتَ لِحِفْظِ اَمَانَتِکَ عَلٰی جُمْلَۃِ بَرِیَّاتِکَ۔ اَلْهَادِیْ بِکَ اِلَیْکَ۔ وَالْمُرْشِدِ بِفَضْلِکَ عَلَیْکَ۔ بَدْرِ هَالَۃِ النُّبُوَّۃِ وَالرِّسَالَۃِ۔ وَشَمْسِ بُرُوْجِ الْعِزَّۃِ بِکَ وَالْجَلَالَۃِ۔ مَنْ اَخَذْتَ الْمِیْثَاقَ مِنْ اَنْبِیَائِکَ عَلٰی تَصْدِیْقِہٖ

وَنُصْرَتِهٖ۔ وَاَقَرَّ كُلٌّ مِّنْهُمْ بِذٰلِكَ وَقَرَّرَهٗ وَبَيَّنَهٗ لِاُمَّتِهٖ۔
مَنْ شَرَحْتَ صَدْرَهٗ۔ وَمَلَأْتَهٗ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا وَوَضَعْتَ
وِزْرَهٗ۔ الَّذِيْ اَنْقَضَ ظَهْرَهٗ۔ وَاَبْدَلْتَهٗ رَحْمَةً وَّغُفْرَانًا۔
وَرَفَعْتَ ذِكْرَهٗ مَعَ ذِكْرِكَ۔ وَاَقَمْتَهٗ فِيْ مِحْرَابِ الْعُبُوْدِيَّةِ
لَكَ مُطِيْعًا لِاَمْرِكَ۔ نَاطِقًا بِحَمْدِكَ وَمَدْحِكَ وَشُكْرِكَ
حَبِيْبِكَ الْمُخْتَصِّ مَنْ مَتَّعْتَ بِمَعْرِفَتِكَ وَخِطَابِكَ وَجَمَالِكَ
اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ مَّنْ مَّتَّعْتَ بِمَعْرِفَتِكَ
وَخِطَابِكَ وَجَمَالِكَ مِنْهُ الْقَلْبَ وَالسَّمْعَ وَالْبَصَرَ۔ سَيِّدِنَا
وَسَيِّدِ الْعَالَمِيْنَ۔ وَعَلٰى اٰلِهِ الْاَكْرَمِيْنَ۔ وَصَحْبِهٖ
وَالتَّابِعِيْنَ۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ
سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

ترجمہ: اے اللہ! اے رحم فرمانے والے، مہربان! اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، قائم رہنے والے! اے زمین و آسمان کو بغیر کسی مثال سابق کے پیدا فرمانے والے! اے بزرگی و عزت کے مالک! اپنے معزز نبی پر درود و سلام نازل فرما۔ جو تیرے عظمت والے رسول ہیں۔ تیرے اولین نور اور بلند مرتبہ راز ہیں شفاعت فرمانے والے حبیب ہیں۔ سلسلۂ انبیاء کی لڑی اور تیرے مقرب اولیاء و اصفیاء کا قبلہ ہیں۔ موجودات کی روحوں کی روح اور ان رازوں کی تختی ہیں جو تجلیات کے انوار سے لکھے گئے ہیں۔ تیری عنایت سے ابتدائے آفرینش سے آخر تک تیری بات کرنے والے ہیں۔ تیری اس محبت کی زبان ہیں، جس نے حق کے دشوار و پوشیدہ راستے کھول دیئے۔

تیرے جلال مطلق کے مظہر اور تیرے اسرار کے اُفق کی چمکتی دمکتی بجلی جنہوں نے تیری تعریف فرمائی اور جن کی تو نے تعریف فرمائی۔ ان سب سے بڑھ کر تیری حمد و ثنا کرنے والے جو تیرے تعریف کیے ہوئے (محمدؐ) ہیں کہ انھوں نے جو تیری تعریف کی اور تو نے جو ان کی تعریف فرمائی اسی کی وجہ سے تو نے ان کو چنا اور پسند فرمایا۔ جن کی ابتداء آگے بڑھنے والوں کی آنکھوں کا نشانہ ہے، اور جن کی انتہا کی حد کسی کو معلوم نہیں اور جس سے ملنے کا ارادہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔ تیری تمام مخلوق پر تیرے نائب۔ جن کو تو نے اپنی تمام مخلوق پر اپنی امانت کی حفاظت کے لیے چن لیا۔ تیرے کرم سے تیری طرف رہنمائی فرمانے والے۔ تیرے فضل سے تیری ذات کی راہ دکھانے والے ہالۂ نبوت و رسالت کے چودھویں کے چاند۔ تیری عزت و جلالت کے بُرجوں کے سورج۔ جن کی تصدیق اور مدد کرنے کا تو نے اپنے نبیوں سے پختہ وعدہ لیا۔ سب نے اس کا اقرار کیا۔ اور اللہ نے اس تمام واقعہ کو حضور کی اُمت پر واضح طور پر بیان فرما دیا۔ جن کا سینہ تو نے کھول دیا۔ اور اسے ایمان و حکمت سے پُر کر دیا۔ اور تو نے اُن سے وہ بوجھ اتار دیا جس نے حضور کی کمر توڑ رکھی تھی۔ اور بدلے میں رحمت و مغفرت عطا فرما دی اور جن کا ذکر تو نے اپنے ذکر کے ساتھ بلند فرمایا۔ جن کو تو نے اپنے محراب عبودیت میں قائم فرمایا۔ تیرے حکم کے بندے۔ تیری حمد، مدح اور شکر کی بات کرنے والے۔ تیرے حبیب کو تیری عطا اور ان نعمتوں سے مخصوص کیا گیا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں نہ کسی

انسان کے دل میں کھٹکیں جن کے دل کو تو نے اپنی معرفت جن کے کانوں کو اپنی بات اور آنکھ کو اپنے حُسن وجمال سے نوازا۔ ہمارے اور تمام جہانوں کے آقا پر اور حضور کی قابلِ صد عزت و تکریم آل پاک پر اور تمام صحابہ کرام پر اور تابعین پر، اپنے پالنے والے عزت والے پروردگار کی پاکی بولو! ان تمام خرافات سے جو منکرین بیان کرتے ہیں۔ تمام رسُولوں پر سلام ہو، اور تمام حمد و ثنا اللہ تعالیٰ پروردگارِ عالم کے لیے۔"

تہتّرواں درود شریف

بھی انہی کا ہے

اَشْهَدُكَ وَكَفٰى بِكَ شَهِيْدًا يَا اِلٰهَ الْعَالَمِيْنَ۔ وَاَشْهَدُ مَلٰٓئِكَتَكَ وَرُسُلَكَ وَحَمَلَةَ عَرْشِكَ وَسُكَّانَ سَمٰوٰتِكَ وَالْاَرْضِيْنَ۔ مِنْ كُلِّ مَا ذَرَاْتَ مِنَ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ۔ اَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ تَجْبُرُ الْكَسِيْرَ۔ وَتُغْنِي الْفَقِيْرَ۔ وَتَرْحَمُ الضَّعِيْفَ۔ وَتُغِيْثُ اللَّهِيْفَ۔ وَتَضَعُ وَتَرْفَعُ۔ وَتَصِلُ وَتَقْطَعُ۔ وَتُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْكَ۔ وَتُعِزُّ مَنْ تَذَلَّلَ بَيْنَ يَدَيْكَ۔ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَحَبِيْبُكَ وَخَلِيْلُكَ عَرْشُ اَحَدِيَّتِكَ الْاَوْسَعُ۔ اَلْقَائِمُ بِسِرِّ الْخِلَافَةِ عِنْدَكَ فِي الْمَقَامِ الْاَبْدَعِ الْاَرْفَعِ۔ مَنِ اسْتَنَارَ بِاَنْوَارِ التَّجَلِّيَاتِ الصَّمَدَانِيَّةِ وُجُوْدُهٗ۔ وَاسْتَدَارَ عَلٰى دَائِرِ

اَلتَّعَيُّنَاتِ الرَّبَّانِيَّةِ عُهُوْدُهٗ - اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ مِنْ حَيْثُ اَنْتَ وَمِنْ حَيْثُ اَسْمَاؤُكَ وَصِفَاتُكَ - صَلٰوةً وَّسَلَامًا تُوَازِيْهِمَا هِبَاتُكَ وَبَرَكَاتُكَ - وَعَلٰى آلِهِ الْكِرَامِ - وَصَحْبِهِ الْعِظَامِ - وَذُرِّيَّاتِهِ الْفِخَامِ -

ترجمۃ: میں تجھے گواہ بناتا ہوں - اور تیری گواہی کافی ہے اے معبود کائنات!
اور میں تیرے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں، اور تیرے رسولوں کو، اور تیرا عرش اٹھانے والوں کو، اور تیرے آسمانوں اور تیری زمینوں میں بسنے والوں کو اور جتنی مخلوق تو نے پیدا فرمائی، سب کو، کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ تو ہی اللہ ہے، اکیلا، تیرا شریک کوئی نہیں۔ ٹوٹے ہوؤں کو جوڑتا ہے۔ فقیروں کو غنی کرتا ہے۔ کمزوروں پر رحم فرماتا اور مصیبت زدوں کی فریاد رسی فرماتا ہے۔ تو ہی پست کرتا ہے، تو ہی بلند فرماتا ہے جوڑتا اور جدا کرتا ہے۔ تو پناہ دیتا ہے، تیرے خلاف کسی کو کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ جو تیرے آگے ذلیل ہو جائے تو اسے عزت بخشتا ہے، اور بے شک محمد تیرے بندے اور رسول ہیں، تیرے حبیب اور خلیل ہیں۔ تیری یکتائی کا عرش وسیع تر، تیری خلافت کا راز لیے بلند تر مقام پر فائز جن کا وجود صمدانی انوار کی تجلیات سے روشن ہوا اور تعینات ربانیہ کے دائروں پر جس کے زمانے پھرتے رہے۔ الٰہی تو جہاں بھی ہے، اور تیرے اسماء جہاں بھی ہیں۔ تیری صفات جہاں بھی ہیں ان پر درود و سلام بھیج، اتنا درود و سلام جو تیری بخششوں اور برکتوں کے برابر ہو، اور ان کی آل کرام اور صحابہ عظام پر۔

یہ درود شریف سیدی زین العابدین بن محمد البکری بزرگوار کے ہیں جن کا

ذکر پہلے ہو چکا ہے جنہیں انھوں نے اپنے اوراد میں ذکر فرمایا ہے، میں نے وہیں سے نقل کئے ہیں۔ یہ بہت بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہو اور ان کے پہلے بزرگوں سے اور ان کے پیروکاروں سے، اور ان سے ہم کو نفع دے۔

چوہترواں درود شریف

سیدی علی بن احمد انصاری کا

يَا مَوْلَايَ يَا قَرِيْبُ يَا مُجِيْبُ أَسْأَلُكَ أَنْ تُرْسِلَ بِعُوْثَ غُيُوْثِ سَلَامِكَ وَصَلَاتِكَ وَنُعُوْتَ هُبُوْبِ نَسَمَاتِ نَفَحَاتِكَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ۔ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ۔ وَزِنَةَ مَخْلُوْقَاتِكَ وَمِلْءَ أَرْضِكَ وَسَمٰوَاتِكَ۔ عَلٰى أَفْضَلِ مَصْنُوْعَاتِكَ۔ وَأَجَلِّ مَظَاهِرِ تَجَلِّيَاتِكَ۔ وَأَكْمَلِ مُتَخَلِّقٍ بِحَقَائِقِ أَسْمَائِكَ وَصِفَاتِكَ۔ وَأَعْظَمِ مُتَحَقِّقٍ بِدَقَائِقِ مُشَاهَدَاتِ ذَاتِكَ۔ أَشْرَفِ نَوْعِ الْإِنْسَانِ۔ وَإِنْسَانِ عُيُوْنِ الْأَعْيَانِ۔ وَالْمُتَخَلِّصِ مِنْ خَالِصَةِ خُلَاصَةِ وَلَدِ عَدْنَانَ۔ الْمَمْنُوْحِ بِبَدِيْعِ الْآيَاتِ۔ وَالْمَخْصُوْصِ بِعُمُوْمِ الرِّسَالَةِ وَغَرَائِبِ الْمُعْجِزَاتِ۔ السِّرِّ الْجَامِعِ الْفُرْقَانِيِّ۔ وَالْمَخْصُوْصِ بِمَوَاهِبِ الْقُرْبِ مِنَ النَّوْعِ الْإِنْسَانِيِّ۔ مَوْرِدِ الْحَقَائِقِ الْأَزَلِيَّةِ وَمَصْدَرِهَا۔ وَجَامِعِ جَوَامِعِ مُفْرَدَاتِهَا وَمِنْبَرِهَا۔ وَخَطِيْبِهَا وَمُرْشِدِهَا إِذَا حَضَرَ فِيْ حَظَائِرِهَا۔ بَيْتِ اللّٰهِ الْمَعْمُوْرِ الَّذِيْ

اتَّخَذَهُ اللّٰهُ لِنَفْسِهٖ۔ وَجَعَلَهُ نَاظِمًا لِحَقَائِقِ قُدْسِهٖ۔ مَدَّةَ مِدَادِ نُقْطَةِ الْاَکْوَانِ۔ وَمَنْبَعِ یَنَابِیْعِ الْحِکَمِ وَالْعِرْفَانِ۔ مَنْ خَتَمَتْ بِهِ الْاَنْبِیَاءُ۔ وَزَانَتْ عُلُوْمَهُ لِلْاَصْفِیَاءِ مُحَمَّدِ الَّذِیْ جَاهَدَ فِیْكَ حَقَّ الْجِهَادِ حَتّٰی اَتَاهُ الْیَقِیْنُ۔ صَلَوَاتٍ وَالتَّسْلِیْمَاتِ تَتَجَدَّدُ مَعَ التَّضْعِیْفِ اَبَدًا فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَحِیْنٍ۔ مَعَ ذِکْرِ الذَّاکِرِیْنَ وَسَهْوِ الْغَافِلِیْنَ وَلَمْحِ النَّاظِرِیْنَ۔ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَالتَّابِعِیْنَ وَالْعُلَمَاءِ الْعَامِلِیْنَ وَالْاَوْلِیَاءِ الصَّالِحِیْنَ وَالْاَئِمَّةِ الْمُرْشِدِیْنَ۔ وَمَنْ قَامَ بِصِفَةِ الْاِسْلَامِ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

ترجمہ: اے میرے مولیٰ، اے قریب اور قبول کرنے والے! میرا تجھ سے سوال ہے کہ تو اپنے سلام و درود کی بارشیں نازل فرما اور اپنی خوشبو دار نعمتوں کے جھونکے بھیج! اپنی معلومات کی تعداد کے برابر اور اپنے کلموں کی سیاہی کے برابر اور اپنی تمام مخلوق کی خوبصورتی اور زمین و آسمان بھر، ان پر جو تیری مصنوعات میں سب سے افضل اور تجلیات کے مظاہر میں سے بزرگتر ہیں، اور تیرے اسما و صفات کے حقائق سے موصوف ہونے والوں میں کامل تر ہیں، اور تیری ذات کے مشاہدات کی باریکیوں سے سب سے بڑھ کر موصوف ہیں۔ نوعِ انسانی میں بزرگ تر اور تمام ذاتوں کی آنکھوں کی پتلی ہیں۔ اور عدنان کی اولاد میں سے چیدہ چیدہ میں سے چیدہ، جن کو عجیب و

غریب معجزات سے نوازا گیا۔ جن کو رسالتِ عامہ اور معجزاتِ باہرہ سے نوازا گیا۔ قرآن کے رازوں کو صیح کرنے والا راز۔ نوعِ انسانی میں سے عنایات قرب نے مخصوص ازلی حقیقتوں کا گھاٹ و منبع اور ان کے تمام منفردات کا جامع اور منبر، اور ان کا خطیب و مرشد جب ان کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ اللہ کا بیت المعمور (آباد گھر) جسے اس نے اپنے لیے بنایا، اور اپنے قدسی حقائق کو لڑی میں پرونے والا کیا۔ جہاں تک عالم کون کے نقطوں کا سلسلہ دراز ہے اور جو حکمت و عرفان کے سورتوں کا منبع ہے۔ جس سے تو نے سلسلہ انبیا کو ختم کیا اور صاف دل لوگوں کو آپ کے علوم کا وارث بنایا۔ یعنی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جنہوں نے تیری رضا کے لیے ایسی کدو کاوش فرمائی جس کا حق تھا۔ یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا۔ ایسے درود و سلام جو ہمیشہ اور ہر وقت چند در چند پیدا ہوتے اور بڑھتے رہیں۔ ذکر کرنے والوں کے ذکر کے ساتھ اور غافلوں کی بھول کے ساتھ اور دیکھنے والوں کے دیکھنے کے ساتھ۔ اور ان کی آل، صحابہ کرام، تابعین اور باعمل علماء پر اور نیک اولیا پر، اور ہدایت دینے والے اماموں پر۔ اور جو بھی اسلام کی صفت سے تاقیامت موصوف ہو۔ تمام رسولوں پر سلام ہو اور اللہ پروردگار جہاں کے لیے حمد و ثنا۔"

یہ درود شریف سیدی علی بن احمد انصاری کا ہے جسے انھوں نے اپنے وظائف الحصن الحصین میں ذکر کیا ہے میں نے اسے وہیں سے نقل کیا ہے۔

پچھتّرواں درود شریف
سیّدی ابو سلمہ خلوتی کا

نَسْأَلُكَ اَللّٰهُمَّ اَنْ تُصَلِّيَ تَسْلِيْمَ عَلٰى نُوْرِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا۔ وَسِرِّ اَسْرَارِ الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَمَا حَوَاهُمَا۔ اَلْمَنْعُوْتِ بِالْحَقِّ۔ وَالْمُصْطَفٰى مِنَ الْخَلْقِ۔ مَظْهَرِ جُلْوَةِ الْاَسْمَا۔ وَمِرْاٰةِ وَجْهِ الْمُسَمّٰى۔ حَامِلِ لِوَاءِ الْاَمَانَةِ۔ اَلْمَوْصُوْفِ بِالصِّدْقِ وَالصِّيَانَةِ۔ حَبِيْبِكَ الْمُجْتَبٰى۔ وَرَسُوْلِكَ الْمُنْبَا۔ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الْقَائِمِ بِحَمْدِكَ اَبَدًا۔ وَالْمَحْمُوْدِ بِمَدْحِكَ سَرْمَدًا۔ وَاَنْ تُدْخِلَنَا مِنْ بَابِهٖ يَا وَاحِدُ يَا اَحَدُ اِلٰى حَضْرَةِ الْهِدَايَةِ وَالْاِهْتِدَا۔ وَنَسْأَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ وَتُسَلِّمَ عَلٰى اُنْمُوْذَجِ الْحَقَائِقِ الْعَلِيَّةِ۔ وَمَجْلَى التَّعَيُّنَاتِ النَّبَوِيَّةِ۔ وَمُحْتَدِ الْمَوْجُوْدَاتِ الْاِمْكَانِيَّةِ۔ وَرُوْحِ الْاَرْوَاحِ الْاَكْوَانِيَّةِ۔ وَجَوْهَرِ الطَّبِيْعَةِ الْكُلِّيَّةِ الْعُنْصُرِيَّةِ۔ مَظْهَرِ اللَّاهُوْتِ الْغَيْبِيْ۔ وَسِرِّ النَّاسُوْتِ الْعَيْنِيْ۔ حَامِلِ اللِّوَاءِ۔ وَالْقَائِمِ بِجَمِيْعِ الْاَدَاءِ۔ صَلٰوةً يَسْتَحِقُّهَا عَظِيْمُ شَانِهٖ وَمَا حَوٰى۔ وَاَنْ تُدْخِلَنَا مِنْ بَابِهٖ اِلٰى حَضْرَتِكَ يَا سَامِعَ السِّرِّ وَالنَّجْوٰى۔ وَنَسْأَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ وَتُسَلِّمَ عَلٰى نُقْطَةِ بِيْكَارِ دَائِرَةِ

الاکوان۔ ومجلی حقائق ودقائق الازمان۔ المتحلق
والمتحقق بجمیع کلمات القرآن۔ والمخاطب بجمیع
معانی العرفان۔ العلیم بحقیقۃ ما کان وما یکون
من الاکوان۔ علی ممر الدھور والازمان۔ حامل
لواء رحمۃ الرحمٰن۔ والمخصوص بشفاعۃ فصل
القضاء للانس والجان من یقول انا لھا فیکرم
من اللہ بالمطلوب والایمان۔ وان تدخلنا من بابہ
الی حضرتک یا رحیم یا رحمٰن۔ واسألک ان
تصلی وتسلم علی ممد الارواح۔ ومفیض النور
علی الاشباح۔ وھادی المضلین الی طرق الفلاح۔
حادی حضرۃ ابی الارواح۔ وحامی حومۃ
ام الاشباح۔ فمثل نورہ کمشکاۃ فیھا مصباح۔
حامل لواء الفتح من الفتاح۔ المخصوص بالکوثر
والنحر والقدح۔ وان تدخلنا من بابہ
الی حضرۃ العیان والکفاح۔ ونسألک ان تصلی
وتسلم علی من تشرفت بہ المکان والامکان۔
وقمع بہ اھل الشک والشرک والکفر والطغیان۔
الھادی الی صراطک فی السر والاعلان۔ الموعود
بالمقام المحمود دون الانام من الانس والجان۔
حامل لواء الانس۔ المحلول بحضرۃ القدس۔
من الدیان۔ اللھم آتہ الوسیلۃ والفضیلۃ

وَالدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ
الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَهُ وَاَوْرِدْنَا حَوْضَهُ وَاسْقِنَا
مِنْ يَدِهٖ شُرْبَةً هَنِيْئَةً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا
وَاَدْخِلْنَا مِنْ بَابِهٖ اِلٰى حَضْرَتِكَ بِمَنِّكَ وَكَرَمِكَ
يَا مَنَّانُ ۔

ترجمہ: ہم آپ سے سوال کرتے ہیں، الٰہی! کہ آپ درود وسلام بھیجیں اُن
پر جو زمین وآسمان اور دونوں کے درمیان والی تمام کائنات کو
منوّر کرنے والے ہیں۔ اور جو زمین وآسمان اور جو ان میں ہے سب کے
رازوں کے راز ہیں جن کی تعریف سچی ہے جو مخلوق سے برگزیدہ ہیں
تمام اسمأ کے مظہر، اور مُسمّٰی (ذات باری تعالیٰ) کی ذات کا آئینہ۔ امانت
کے علمبردار، سچائی اور سچاؤ کی صفت سے موصوف۔ تیرے برگزیدہ محبوب
اور تیرے پڑھائے ہوئے رُسول۔ ہمارے آقا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم
جو تیری حمد وثنا کو ہمیشہ قائم رکھنے والے۔ اور تیری حمد سے ہمیشہ جن
کی حمد وثنا ہوتی رہے گی۔ اور (ہماری یہ بھی دُعا ہے) کہ اے خُدائے
یکتا کہ آپ ہم کو رشد وہدایت کی بارگاہ تک آپ کے دروازے
سے داخل فرمائیو! اور ہم یہ بھی سوال کرتے ہیں کہ آپ درُود وسلام
بھیجیں ان پر جو حقائق بالا کا نمونہ اور تعیناتِ ثبوتیہ کی تجلی گاہ ہیں امکانی
ہیولوں کے محمّد (ستودہ) اور کون ومکان کی رُوحوں کی رُوح ہیں۔
اور طبیعتِ کُلیہ عنصریہ کے جوہر، عالم لاہوت، غیبی کے مظہر، اور نظر
آنے والے عالم انسانی کے راز، (لواءُ الحمد) کے پرچم بردار، تمام
نعمتوں کے ساتھ قائم، ایجاد ووجود ان کی عظمتِ قدر وشان کے

لائق ہو، ہمارا سوال ہے کہ آپ ان پر درُود و سلام نازل فرمائیں جو دنیا کے دائرہ کے مرکزی نقطہ ہیں۔ زمانوں کے حقائق و دقائق کی جلوہ گاہ۔ جن کی ذات قرآن کے تمام احکام و اوصاف سے مزین و مظہر ہے۔ جن سے علم و عرفان کے تمام حقائق پر گفتگو کی گئی۔ دنیا میں جو ہوا اور جو ہوگا، سب کی حقیقت کو جاننے والے۔ جتنے زمانے اور عرصے گزر جائیں۔ رحمٰن کی رحمت کے علمبردار جنوں اور انسانوں کے درمیان فیصلہ کی شفاعت کرنے کے لیے جن کو مخصوص کیا گیا، جو فرمائیں گے آنا لَھَا (اس شفاعت عظمیٰ کے لیے میں ہی ہوں) اور پھر اللہ کی طرف سے آپ کا مقصد پورا کر کے اور آپ کی شفاعت قبول فرما کر آپ کی عزت افزائی کی جائے گی۔ اور اے رحمٰن! اور رحیم! ہم کو اپنی بارگاہِ اقدس میں آپ کے دروازے سے داخل فرمانا۔ اور میرا یہ بھی سوال ہے کہ تو درُود و سلام نازل فرما! ان پر جو رُوحوں کی مدد فرمانے والے ہیں، اور جو جسموں پر نوُر کا فیضان فرمانے والے ہیں۔ اور جو گمراہوں کو کامیابی کی راہ دکھانے والے ہیں رُوحوں کے باپ کی بارگاہ کے واقف کار، اور جسموں کی ماں کی بارگاہ کی حمایت کرنے والے ہیں تو ان کے نوُر کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو، اس میں چراغ، فتح دینے والے رب کی طرف سے فتح کا عَلَم لہرانے والے جن کو خاص کیا گیا۔ کوثر سے قربانی سے اور کامیابی سے۔ اور یہ کہ ہم کو ان کے دروازے سے حضور و ظہور کی بارگاہ میں داخل فرمانا۔ اور ہمارا سوال ہے کہ درُود و سلام بھیج ان پر جن سے مکان و امکان دونوں کو بندگی ملی اور جن کے ہاتھوں اہل شرک و کفر

اور تنگ اور سرکشی کے مریضوں کا قلع قمع ہوا۔ جو ظاہر و باطن تیرے
راستے کی راہنمائی فرمانے والے ہیں اور جن سے مقامِ محمود کا وعدہ
فرمایا گیا جو نہ کسی جن سے ہوا نہ انسان سے۔ جن کو بارگاہ قدس تک
اللہ کی طرف سے اٹھا کر لے جایا گیا۔ الٰہی ان کو مقامِ وسیلہ
فضیلت اور بلند و بالا مقام عطا فرما اور اس مقامِ محمود پر ان کو فائز فرما
جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو حضور کے حوض پر لانا۔
اور ان کے دستِ کرم سے ایسا شربت پلانا جو خوشگوار ہو، جس کے
بعد ہم کبھی پیاسے نہ ہوں اور اپنی بارگاہ اقدس میں، ہم کو حضور کے
دروازے سے داخل فرمانا، اپنے فضل و کرم سے۔ اے بہت
احسان فرمانے والے"۔

یہ درود شریف سیدی ابو سلمہ خلوتی کا ہے جسے انھوں نے اپنے مختلف اوراد
میں ذکر کیا ہے میں نے سب کو جمع کر لیا ہے اور یہ درود شریف جیسا کہ تم دیکھ
رہے ہو فضیلت والے درودوں میں سے ہے۔

چھہتّرواں درود شریف
سیدی محمدؒ کا ہے
جو غوث اللہ کے نام سے پہچانے جاتے ہیں

اَسْأَلُكَ اللّٰهُمَّ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مَنْ خَصَّصَ وَعَمَّمَ۔
وَاَوْضَحَ وَاَبْهَمَ۔ فَهُوَ الْحَقُّ وَالرُّوْحُ وَالنُّوْرُ وَالسِّرُّ
مِنْ حَيْثُ الْاِبْدَاعُ وَالْاِخْتِرَاعُ وَالْكَشْفُ وَالْاِنْتِقَالُ

اَحْمَدُ اَمْرِكَ وَ مُحَمَّدُ خَلْقِكَ وَاَسْعَدُ كَوْنِكَ وَالْمَجْمُوْعُ مِنْ ذٰلِكَ صَلٰوةٌ ذَاتِيَّةٌ خَاصَّةٌ بِهٖ عَامَّةٌ فِيْ جَمِيْعِ الْوُجُوْهِ الْغَرْزِيَّةِ وَالْوَسْمِيَّةِ۔ وَ جَمِيْعِ مَرَاتِبِهِ الْعَقْلِيَّةِ وَالْعِلْمِيَّةِ۔ صَلٰوةٌ مُتَّصِلَةٌ لَا يُمْكِنُ اِنْفِصَالُهَا بِسَبَبٍ وَلَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ بَلْ تَسْتَحِيْلُ عَقْلًا وَعَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهِ الْاَئِمَّةِ الْجَوَامِعِ وَالْغَرَائِزِ الْمَوَانِعِ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الدَّائِمَانِ فِي الْوُجُوْدِ۔ عَلٰى فَاتِحِ حَضْرَةِ الشُّهُوْدِ۔ وَمَانِحِ مَدَدِ الْوُدُوْدِ۔ نُوْرِكَ الْمَسْعُوْدِ۔ وَضِيَاءِ اُفُقِكَ فِي الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ۔ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ۔ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْجُنُوْدِ۔ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَهْلِ الْمَوَاجِيْدِ وَالْجُوْدِ۔ اِلٰهَ الْحَقِّ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

ترجمہ: الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ درود بھیج ان پر جنہوں نے تخصیص کی اور تعمیم کی اور وضاحت کی اور ابہام رکھا وہی ہیں۔ روح ہیں، نور ہیں، چراغ ہیں جب سے کائنات کی ابتدا تخلیق ہوئی ظہور ہُوا۔ اور (عدم سے وجود کی طرف) انتقال ہوا۔ جو تیرے حکم کے احمد (سب سے بڑھ کر تیری تعریف کرنے والے)

اور تیری مخلوق کے محمد (تعریف کئے گئے) ہیں اور تیری کائنات
میں نیک بخت ترین۔ اور ان تمام کمالات کا مجموعہ، ایسا درود جو
خاص ان کی ذات کے لیے ہو، اور جو عام ہو ان تمام تختیوں میں
جن میں حروف و اسمائ لکھے ہیں اور حضور کے تمام مراتب عقلیہ و علمیہ پر۔
ایسا متصل درود جس کا ٹوٹنا کسی واسطہ یا عدم واسطہ سے ممکن نہ ہو۔
بلکہ عقلاً محال ہو۔ اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ کرام پر، جو ذخیر
کے (اصل اور جمع کرنے والے تھے۔ اور جو وسیع خزانے تھے اور
سلام بھیج بکثرت سلام۔ اور سب تعریفیں اللہ پروردگارِ عالم کے لیے
اور کائنات میں دائمی درود و سلام، ان پر جو بارگاہِ شہادت کے
کھولنے والے اور محبت کی مدد فرمانے والے ہیں۔ تیرا سعادت مند
نور، اور بروز قیامت (جس کا وعدہ ہے) تیرے اُفق کی روشنی۔ وہی
لوگوں کے جمع کرنے کا دن ہوگا، اور وہی حاضری کا دن ہوگا۔
ہمارے آقا محمد پر، جو لشکروں کے قائد ہیں اور حضور کی آل و اصحاب
پر جو بزرگوں اور سخاوت والے تھے اے معبودِ برحق! مجھے ان میں
شامل فرما دے۔ اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔ اور
سب تعریفیں اللہ پروردگار عالم کے لیے"۔

یہ درود شریف سیدی محمد المعروف غوث اللہ کے دو درودوں کا مجموعہ
ہیں۔ پہلے درود شریف سے انھوں نے اپنا مجموعہ اوراد "حزب الازل والا بد"
ختم کیا ہے اور درود شریف جس کی ابتدا ہوتی ہے۔ "والصلوۃ والسلام
الدا ئمان الخ" کے الفاظ سے انھوں نے اپنا مخصوص وظیفہ ختم کیا ہے، میں
نے انھیں وہیں سے نقل کیا ہے۔

ستتّرواں درود شریف

سیّدی ابو العباس احمد بن موسیٰ المسرعی ؒ کا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ۔ رَبَّنَا
اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ
الشّٰهِدِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَاَبِرَّ وَاَكْرِمْ۔
وَاَعِزَّ وَاَعْظِمْ۔ عَلَى الْعِزِّ الشَّامِخِ۔ وَالْمَجْدِ الْبَاذِخِ۔
وَالنُّوْرِ الطَّامِحِ۔ وَالْحَقِّ الْوَاضِحِ۔ مِيْمِ الْمَمْلَكَةِ وَحَاءِ
الرَّحْمَةِ۔ وَمِيْمِ الْعِلْمِ وَدَالِ الدَّلَالَةِ اَلِفِ الْجَبَرُوْتِ
وَحَاءِ الرَّحَمُوْتِ۔ وَمِيْمِ الْمَلَكُوْتِ۔ وَدَالِ الْهِدَايَةِ۔
وَلَامِ الْاَلْطَافِ الْخَفِيَّةِ۔ وَنُوْنِ الْمِنَنِ الْوَافِيَةِ
وَعَيْنِ الْعِنَايَةِ وَكَافِ الْكِفَايَةِ۔ وَيَاءِ السِّيَادَةِ۔
وَسِيْنِ السَّعَادَةِ وَقَافِ الْقُرْبَةِ وَطَاءِ السَّلْطَنَةِ
وَهَاءِ الْعُرْوَةِ وَصَادِ الْعِصْمَةِ وَعَلٰى اٰلِهٖ جَوَاهِرِ
عِلْمِهِ الْعَزِيْزِ۔ وَاَصْحَابِهٖ مَنْ اَصْبَحَ الدِّيْنُ
بِهِمْ فِيْ حِرْزٍ حَرِيْزٍ۔ صَلٰوتُكَ الْمُهَيْمِنَةُ بِعَظَمَةِ
جَلَالِكَ۔ الْمُشَرَّفَةُ بِجَلَالِ جَمَالِكَ۔ الْمُكَرَّمَةُ بِعَظِيْمِ
نَوَالِكَ۔ دَائِمَةٌ بِدَوَامِ مُلْكِكَ لَا انْتِهَاءَ لَهَا سَامِيَةٌ
بِسُمُوِّ رِفْعَتِكَ لَا انْقِضَاءَ لَهَا صَلٰوةٌ تَفُوْقُ وَتَفْضُلُ

وَتَلِيْقُ بِمَجْدِ كَرَمِكَ وَعَظِيْمِ فَضْلِكَ اَنْتَ لَهَا اَهْلٌ
لَا يُبْلَغُ كُنْهُهَا وَلَا يُقْدَرُ قَدْرُهَا كَمَا يَنْبَغِيْ بِشَرَفِ
نُبُوَّتِهٖ وَعَظِيْمِ قَدْرِهٖ هُوَ لَهَا اَهْلٌ صَلٰوةً تَفُوْقُ
بِهَا عَنَّا هُمُوْمَ حَوَادِثِ عَوَارِضِ الْاِخْتِيَارِ۔ وَتَمْحُوْ بِهَا
ذُنُوْبَ وُجُوْدِنَا بِمَاءِ سَمَاءِ الْقُرْبَةِ حَيْثُ لَا بَيْنَ وَلَا اَيْنَ
وَلَا جِهَةَ وَلَا قَرَارَ۔ وَتُغَيِّبُنَا بِهَا عَنَّا فِيْ غَيَاهِبِ
غُيُوْبِ اَنْوَارِ اَحَدِيَّتِكَ فَلَا نَشْعُرُ بِتَعَاقُبِ اللَّيْلِ
وَالنَّهَارِ۔ وَتُخَوِّلُنَا بِهَا سَمَاحَ رَبَاحِ فُتُوْحِ وُضُوْحِ حَقَائِقِ
بَدَائِعِ جَمَالِ نَبِيِّكَ الْمُخْتَارِ۔ وَتُمَتِّعُنَا بِهَا اَسْرَارَ
اَنْوَارِ رُبُوْبِيَّتِكَ فِيْ مِشْكٰوةِ الزُّجَاجَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ
فَتَتَضَاعَفُ اَنْوَارُنَا بِلَا اَمَدٍ وَلَا حَدٍّ وَلَا انْحِصَارٍ
يَا رَبِّ يَا اَللّٰهُ يَا رَبِّ يَا اَللّٰهُ يَا رَبِّ يَا اَللّٰهُ يَا حَيُّ
يَا قَيُّوْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ
وَالْاِكْرَامِ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ يَا اَرْحَمَ
الرّٰحِمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ نَسْئَلُكَ بِدَقَائِقِ
مَعَانِيْ عُلُوْمِ الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ الْمُتَلَاطِمِ اَمْوَاجُهَا
فِيْ بَحْرِ خَزَائِنِ عِلْمِكَ الْمَخْزُوْنِ۔ وَبِاٰيَاتِهِ الْبَيِّنَاتِ
الزَّاهِرَاتِ الْبَاهِرَاتِ عَلٰى مَظْهَرِ الشَّانِ عَيْنِ
سِرِّكَ الْمَصُوْنِ۔ اَنْ تُذْهِبَ عَنَّا ظَلَامَ وَطِيْسِ
الْفَقْدِ بِنُوْرِ اُنْسِ الْوَجْدِ وَاَنْ تَكْسُوْنَا مِنْ حُلَلِ
صِفَاتِ كَمَالِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِنُورِ الْجَلَالَةِ۔ وَاَنْ تَسْقِيَنَا مِنْ كَوْثَرِ مَعْرِفَتِهِ الْمُتْرَعِ بِرَحِيقِ التَّسْنِيمِ وَشَرَابِ الرِّسَالَةِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عَبْدِكَ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَحَبِيبِنَا وَشَفِيعِنَا الْمَبْعُوثِ بِالْقِيلِ الْاَقْوَمِ۔ وَمِنَّةِ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ فَصِيحٍ وَاَعْجَمَ۔ قُطْبِ رَحَى النَّبِيِّينَ وَنُقْطَةِ دَائِرَةِ الْمُرْسَلِينَ۔ الْمُخَاطَبِ فِي الْكِتَابِ الْمَكْنُونِ۔ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ۔ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ۔ اَلْمَوْصُوفِ بِقَوْلِكَ الْكَرِيمِ۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ"۔

اللہ کے نام سے شروع جو رحم فرمانے والا مہربان ہے۔ اور بدی سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق صرف اللہ بزرگ و برتر کی عنایت سے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ وہ ایسا بادشاہ ہے جو واضح حق ہے۔ الٰہی! ہم اس پر ایمان لائے جو تُو نے اتارا اور ہم نے اس رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی۔ سو ہمیں گواہوں کے ساتھ لکھ لے۔ الٰہی درود و سلام بھیج! نیکی کرا در عزت و عظمت بخش، بلند تر عزت پر، عظیم المرتبت پر، چمکنے والا نور، اور روشن حق پر، مملکت کی میم، رحمت کی حا، علم کی میم، دلالت کی دال، جبروت کے الف رحموت کی حا، ملکوت کی میم، ہدایت کی دال، (الطاف خفیہ) پوشیدہ مہربانیوں کی لام، منن وافیہ (کامل احسانات) کے نون، عنایات کے عین، کفایت کے کاف، سیادت کی یا۔ سعادت کی سین، قربت کے قاف، سلطنت کے طا۔ عروہ کی ہا۔ عصمت کے صاد اور آپ کی آل پر، جو آپ کے زبردست علم

کے موتی ہیں اور آپ کے صحابہ کرام پر جن کی وجہ سے دین مضبوط پناہ گاہ میں محفوظ ہو گیا۔ تیرا ایسا دُرود با برکت، جو تیری عظمت جلال سے ملا ہوا ہو۔ جو تیرے جمال بارُعب سے مشترف ہو، جو تیری عظیم عطا سے مُعزز ہو، جو تیری دائمی حکومت کے ساتھ ساتھ دائمی ہو جس کی کوئی انتہا نہ ہو، تیری بلندی کے ساتھ بلند تر ہو جس کا خاتمہ نہ ہو۔ ایسا درود جو فائق و فاضل اور تیرے بُزرگ کرم اور بڑے فضل کے لائق ہو۔ وہ تیرے ہی شایانِ شان ہے۔ جس کی حقیقت تک پہنچا نہ جا سکے اور جس کا نہ اندازہ لگایا جا سکے۔ جیسا کہ ان کے شرف نبوت عظمت شان کے لیے چاہیے وہی اس کے مستحق ہیں۔ ایسا دُرود شریف جس کے ذریعے تو ہم سے دُور فرما دے وہ غم والم جو ہمارے خود اختیاری عوارضات و حادثات کا نتیجہ ہیں اور ایسا دُرود جس سے تو ہمارے گناہوں کو نیست و نابُود کر دے۔ قربت و عبادت کے آسمان کے پانی سے۔ جہاں نہ انقطاع ہے نہ جگہ ہے نہ جہت ہے اور نہ ٹھہراؤ۔ اور جس سے تو ہم کو اپنی احدیت (یکتائی) کے تہ بستہ انوار کی پہنائیوں میں ایسا ڈبو دے کہ ہم کو شب و روز کے آنے جانے کی خبر تک نہ ہو اور جس سے تُو ہمارے لیے اپنے برگزیدہ نبی کے لاجواب حُسن و جمال کے کامل ظہور کی نعمت سے مالا مال فرمائے اور جس سے تو ہمیں عطا فرمائے۔ اپنے انوارِ ربوبیت کے انوار، جو آئینۂ محمدی کے طاق میں ہیں جس سے ہمارے انوار بھی اتنے بڑھ جائیں، جن کا نہ ٹھکانہ، نہ حد نہ شمار۔ اے پروردگار! اے اللہ! اے پروردگار! اے اللہ! اے پروردگار! اے اللہ!

اے ہمیشہ زندہ، اے ہمیشہ قائم رہنے والے! اے بزرگی و عزّت والے! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں قرآن عظیم کے علوم کے باریک معانی کا صدقہ، جن کے سمندر تیرے علمی خزانوں میں موجزن ہیں۔ اور اس کی واضح آیات کا صدقہ، جو تازہ کلیاں ہیں، تیرے محفوظ راز کے سرچشمہ پر کہ تو ہم سے دُور کر دے گم گشتگی کے اندھیروں کو سیاہی، کامیابی کے اُنس کی روشنی سے۔ اور تو ہمارے آقا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ کمال کے حُلے، نُورِ جلالت کے ساتھ، ہمیں پہنادے، اور یہ کہ تو ہم کو سیراب فرما دے حضور کے معرفت کے جاری وساری کوثر سے، چشمہ تسنیم کے سُرخ شراب سے اور شربتِ رسالت سے الٰہی! اپنے بندے اور ہمارے آقا ومولا، ہمارے نبی اور حبیب اور ہماری شفاعت فرمانے والے، جو سیدھی اور صاف بات کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے اور جو اللہ کا احسان ہیں ہر اچھی بات کرنے والے اور گونگے پر، جو نبیوں کی چکّی کا قطر، اور رسُولوں کے دائرہ کا مرکزی نقطہ ہیں جن سے محفوظ کتاب میں یہ خطاب کیا گیا ہے۔ "کہ حبیب آپ اپنے رب کی نعمت سے دیوانے نہیں"۔ اور بے شک آپ کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر وصلہ ہے۔ اور جن کی تعریف تیرے اس قول سے کی گئی ہے "کہ حبیب! آپ بڑے اخلاق کے مالک ہیں"۔

اٹھتروّاں درود شریف

بھی اُنھی کا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
وَاَفْلِحْ وَاَنْجِحْ - وَاَتِمَّ وَاَصْلِحْ - وَزَكِّ وَاَرْبِحْ - وَاَوْفِ
وَاَرْجِحْ - اَفْضَلَ الصَّلَوَاتِ - وَاَجْزَلَ الْمِنَنِ وَالتَّحِيَّاتِ
عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
فَلَقِ صُبْحِ الْوَحْدَانِيَّةِ - وَطَلْعَةِ شَمْسِ الْاَسْرَارِ
الرَّبَّانِيَّةِ - وَبَهْجَةِ قَمَرِ الْحَقَائِقِ الصَّمَدَانِيَّةِ - وَعَرُوْسِ
حَضْرَةِ الْحَضَرَاتِ الرَّحْمَانِيَّةِ - نُوْرِ كُلِّ رَسُوْلٍ وَسَنَاهُ -
يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ - سِرِّ كُلِّ نَبِيٍّ وَهُدَاهُ -
ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ - جَوْهَرِ عَقْلِ كُلِّ وَلِيٍّ
وَضِيَاهُ - سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ
وَسَلِّمْ - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَلٰى ذَاتِهٖ
فِي الذَّوَاتِ مُقَدَّسَةً بِسَرَائِرِ قُدْسِكَ - رَائِقَةً
بِرَقَائِقِ اُنْسِكَ - وَعَلَى اسْمِهٖ فِي الْاَسْمَاءِ - مَوْسُوْمَةً
بِصِفَاتِكَ وَاَسْمَائِكَ - وَعَلٰى جَسَدِهٖ فِي الْاَجْسَادِ مَنُوْطَةً
بِنَعْمَائِكَ وَاٰلَائِكَ - وَعَلٰى قَلْبِهٖ فِي الْقُلُوْبِ مُرَوَّقَةً
بِالْعِلْمِ وَالْيَقِيْنِ وَالْعِرْفَانِ - وَعَلٰى رُوْحِهٖ فِي
الْاَرْوَاحِ مُحَيَّرَةً بِالتَّوْفِيْقِ وَالرَّوْحِ وَالرَّيْحَانِ -

وَعَلٰى قَبْرِهٖ فِي الْقُبُوْرِ مُتَمَتِّعَةً بِالْفَوْزِ وَالْقُبُوْلِ وَالرِّضْوَانِ۔
صَلٰوةً تَتَضَاعَفُ اَعْدَادُهَا۔ بِالْفَضْلِ وَالْمِنَنِ
وَالْاِحْسَانِ۔ وَتَتَرَادَفُ اَمْدَادُهَا۔ بِالْجُوْدِ وَالْكَرَمِ
وَالْاِمْتِنَانِ۔ لَاغَايَةَ لَهَا وَلَا اَمَدَ لَهَا شَرِيْفَةً عَنِ
الْمَكَانِ وَالزَّمَانِ۔ صَلٰوتِكَ الْمُنَزَّهَةَ عَنِ الْحُدُوْثِ
وَالْفُتُوْرِ وَالنُّقْصَانِ۔ وَاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ
عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَاحَنَّانُ يَامَنَّانُ يَارَحْمٰنُ۔ وَعَلٰى
آلِهٖ مَصَابِيْحِ طُرُقِ الْهِدَايَةِ بِسَعَادَةِ الدَّارَيْنِ۔
وَمَفَاتِيْحِ كُنُوْزِ الْحَقَائِقِ لِذَخَائِرِ الْكَوْنَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ
نُجُوْمِ ظُلَمِ لَيْلِ الْجَهَالَةِ۔ اَمَنَةِ الْاُمَّةِ مِنَ الشَّكِّ
وَالشِّرْكِ وَالضَّلَالَةِ۔ صَلٰوةً تُصَفِّيْنَا بِهَا مِنْ كَدَرِ
شَوْبِ الطَّبِيْعَةِ الْاٰدَمِيَّةِ بِالتَّخَلُّقِ وَالتَّحَقُّقِ۔ وَتَطْمِسُ
بِهَا اٰثَارَ وُجُوْدِ الْغَيْرِيَّةِ مِنَّا فِيْ غَيْبِ غَيْبِ الْهُوِيَّةِ
فَيَبْقَى الْكُلُّ لِلْحَقِّ فِي الْحَقِّ بِالْحَقِّ۔ وَتُرَقِّيْنَا بِهَا فِيْ مَعَارِجِ
شُهُوْدِ وُجُوْدِ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْ
اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ۔ يَارَبِّ يَااَللّٰهُ
يَااَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ يَابَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
يَااَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ
مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ نَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ اَنْ تَمْنَحَنَا
بِفَضْلِكَ الْعَظِيْمِ اَنْوَارَ عُلُوْمِ الرَّقَائِقِ الْمُحَمَّدِيَّةِ۔
بِدَقِيْقِ اِشَارَاتِ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ

اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا۔) وَتَخُصَّصَنَا بِکَرَمِکَ مِنْ حَضْرَۃِ
الرَّحْمَۃِ الشَّامِلَۃِ وَالنِّعْمَۃِ۔ الْکَامِلَۃِ النَّبَوِیَّۃِ بِاِنَابَۃِ
الْفَتْحِ الْقَرِیْبِ وَالْفَتْحِ الْمُبِیْنِ وَالْفَتْحِ الْمُطْلَقِ تَتَوَّجِ
الْمَوَاھِبِ الْاَحْمَدِیَّۃِ۔ بِمُحَاتِ لَحَظَاتِ خِطَابِ اَلْیَوْمَ
اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ
لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ وَتُبَجِّحَنَا مِنْ اَرْفَعِ الْمَخَادِعِ
اَعْلٰی شَرَفِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰی۔ وَاَجَلِّ مَرَاتِبِ
الْقُطْبِیَّۃِ الْکُبْرٰی۔ وَاَکْمَلِ الْاَخْلَاقِ الْعُلْیَۃِ
الْعُظْمٰی۔ فِیْ مَقَامِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ بِوَاسِطَۃِ
اَحْمَدِکَ الْمَخْصُوْصِ بِثَبَاتِ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی
یَا ذَا الْکَرَمِ الْعَظِیْمِ۔ وَالْعَطَاءِ الْجَسِیْمِ وَالْفَضْلِ
الْعَمِیْمِ۔ بِحُرْمَۃِ ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ
عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ صَلَاتَکَ وَسَلَامَکَ
فِیْ طَیِّ عِلْمِکَ الْاَزَلِیِّ۔ وَسَابِقِ حِکْمَتِکَ الْاَبَدِیِّ۔ صَلٰوۃً
لَا یَضْبِطُھَا الْعَدُّ۔ وَلَا یَحْصُرُھَا الْحَدُّ۔ وَلَا تَکْتَنِفُھَا
الْعِبَارَۃُ۔ وَلَا تَحْوِیْھَا الْاِشَارَۃُ۔ سَطَعَ فَجْرُھَا
بِحَظِّہِ الْاَنْفُسِ۔ عَلٰی اَفْرَادِ الْفُحُوْلِ۔ فَاَبْھَتَ وَاَبْھَرَ۔
وَلَمَعَ نُوْرُھَا بِفَیْضِہِ الْاَقْدَسِ۔ عَلٰی ذَوِی الْعُقُوْلِ
فَاَدْھَشَ وَحَیَّرَ۔ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَحَبِیْبِنَا
وَشَفِیْعِنَا مُحَمَّدِ النُّوْرِ الْاَزْھَرِ مَجْلٰی تَجَلِّی
الذَّاتِ الْاَحَدِیَّۃِ فِیْ حَقَائِقِ الصِّفَاتِ الْوَاحِدِیَّۃِ۔

سِرِّ سَرَائِرِ اللَّاهُوْتِ ۔ فِيْ مَشَارِقِ أَنْوَارِ الْجَبَرُوْتِ ۔
الْمُنَزَّلِ عَلَيْهِ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ ۔ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۔
تَبْيِيْنًا لَهٗ وَتَمْكِيْنًا وَتَعْظِيْمًا وَتَبْيِيْنًا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ ۔ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ
صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۔

اللہ کے نام سے شروع جو رحم فرمانے والا مہربان ہے۔ الٰہی!
درود وسلام بھیج! اور کامیابی و کامرانی عطا فرما، اور مکمل اور درست
فرما دے اور پاک فرما اور نفع دے اور پورا پورا دے۔ اور
زیادہ عطا فرما! افضل تر درود، اور عظیم تر احسانات و تحائف
اپنے بندے نبی اور رسول، ہمارے آقا محمد پر جو وحدانیت کی
صبح کی پہلی کرن ہیں۔ اسرار ربانی کے چمکتے سورج اور صمدانی حقائق
کے دمکتے ہوئے چاند ہیں۔ بارگاہ رحمانی کے دولہا اور ہر رسول
کے نور اور چمک۔ یٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ ۔ کا مصداق ہیں۔
یٰسٓ کا معنی ہے یا سید الخلق (قرطبی) ہر نبی کا راز اور ہدایت
یہ غالب و حکمت والے (خدا) کے مقررہ اصول ہیں۔ ولی کے
عقل کا جوہر (اصل)، اور روشنی رب مہربان کی طرف سے اہل جنت
سے جو بات ہوگی وہ ہوگی سَلٰمٌ ۔ الٰہی دُرود بھیج! اپنے
نبی، ہمارے آقا محمد پر، نبیوں میں اور حضور کے آل و اصحاب پر
اور سلام بھیجی، الٰہی افضل ترین درود نازل فرما! آپ کی ذات
پر۔ ذاتوں میں جو تیری پاکیزگی سے پاکیزہ ہے۔ تیری محبت کی

زمیوں سے نرم ہے۔ اور ناموں میں آپ کے نام پر۔ جو تیرے اوصاف واسما سے موصوف وموسوم ہے۔ اور جسموں میں آپ کے جسم پر، جو تیری نعمتوں اور برکتوں سے جڑا ہوا ہے اور دلوں میں، حضور کے دل پر جو علم، یقین اور عرفان سے مالا مال ہے اور رُوحوں میں آپ کی رُوح پر، جسے توفیق، سکون اور راحت سے نوازا گیا ہے۔ اور قبروں میں آپ کی قبر پر، جسے کامیابی قبولیت اور رضا کا ضامن بنایا گیا ہے ایسا درود جس کی تعداد فضل و احسان کے ساتھ بڑھتی رہے اور جس کا شمار، سخاوت، کرم اور احسان سے مسلسل جاری رہے۔ جس کی نہ حد ہو نہ انتہا، جو زمان و مکان سے بالاتر ہو۔ تیرا ایسا درود جو حدوث، خرابی اور کمی سے پاک ہو۔ اور حضور کو اپنے قریب تر مقام پر، قیامت کے دن فائز فرمانا۔ اے بہت مہربان! اے بہت احسان فرمانے والے۔ اے بہت رحم فرمانے والے! اور حضور کی آل پر جو دونوں جہاں کی نیک بختی کی راہ ہدایت کے روشن چراغ ہیں اور دو جہان کے حقائق کے خزانوں کی چابیاں ہیں۔ اور آپ کے صحابہ کرام پر، جو جہالت کی اندھیری رات کے ستارے ہیں جو اُمت میں محفوظ تر ہیں شک سے، شرک سے، گمراہی سے، ایسا درود جس کے ذریعے ہمیں صاف فرما دے، انسانی طبیعت سے متعلق گندگی و بوسیدگی اور باطل پرستی سے۔ اور جس سے تو ہویت کی اتحاد گہرائیوں میں، ہم سے غیریت کے آثار مٹا دے۔ کہ سب کچھ حق کے لیے، حق میں، حق کے ساتھ باقی رہے۔ اور جس سے تو ہمیں ترقی عطا فرمائے کہ جس

سے ہم تیری کائنات کے وجود کے مشاہدے کی سیڑھیوں پر چڑھ سکیں، (تیرے فرمان کے مطابق، کہ ہم ان کو اپنی نشانیاں عنقریب کائنات کے کونے کونے میں دکھائیں گے، اور خود ان کی جانوں میں یہاں تک کہ ان کے لیے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہ (سب جو قرآن نے بیان کیا ہے) حق ہے": اے پروردگار! اے اللہ! اے سب سے بڑھ کر کرم فرمانے والے! اے زمین و آسمان کے نور پیدا کرنے والے! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔ تُو پاک ہے بے شک میں ہی اپنے اوپر زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں۔ ہم تجھ سے تیرے بڑے فضل کا صدقہ یہ سوال کرتے ہیں کہ تُو اپنے عظیم فضل سے عنایت فرما، محمدی علوم کی باریکیوں، باریک اشارات سے اپنے فرمان کے مطابق کہ "حبیب! اللہ نے آپ کو وہ سب کچھ لکھا دیا، جو آپ نہ جانتے تھے"؛ اور اپنے خاص کرم سے نبی علیہ السلام کی کامل و شامل رحمت کی بارگاہ میں خصوصی مقام عطا فرما قریبی فتح اور واضح فتح اور مطلق فتح، احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشی ہوئی فتوحات ان پاکیزہ لمحات میں جب ارشاد ہو رہا تھا "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور دین کے طور پر "اسلام" تمہارے لیے پسند فرمایا" تو ہمیں بلند تر محل عطا فرما۔ عزت و عظمت کا بلند ترین مقام۔ اور بڑی قطبیت کا بزرگ تر درجہ۔ اور بلند مرتبہ، اعلیٰ اخلاق، مقامِ قاب قوسین او ادنیٰ تیں اپنے احمد کے واسطہ سے۔ جن کو اس وصفِ خاص سے نوازا گیا۔

"کہ نہ آنکھ جھپکی، نہ حد سے آگے بڑھی"! اے بڑے کرم والے! اور بڑی عطا والے! عام فضل والے! اس نبی کریم کی عزت کا واسطہ۔ الٰہی حضور پر اور آپ کی آل اور صحابہ کرام پر درود و سلام نازل فرما! اپنے ازلی علم اور اپنے پہلے حکمِ ابدی میں لپیٹ کر۔ ایسا درود جو اعداد و شمار میں نہ آسکے۔ اور کوئی حد جس کا احاطہ نہ کر سکے۔ عبارت جس کو نہ لکھ سکے۔ اور اشارہ جسے بتا نہ سکے جس کی صبح، اس کے نفیس تر حصہ سے چمک اُٹھے۔ نرمردوں پر۔ اور جس کی روشنی چمک دمک اُٹھے حضور کے فیضِ پاکیزہ سے۔ تمام عقلمندوں پر، کہ سب کو دہشت زدہ اور حیرت زدہ کر دے۔ ہمارے آقا، ہمارے نبی، ہمارے حبیب، ہماری شفاعت فرمانے والے محمّد پر جو چمکتا نور ہیں، ذاتِ احدیت (اللہ تعالیٰ) کی تجلی گاہ ہیں۔ صفاتِ توحید کے حقائق میں۔ عالمِ لاہوت کے رازوں کے راز۔ عالمِ جبروت کے انوار کی جائے تجلی۔ جن پر قرآن عظیم میں نازل کیا گیا۔ جو حکمت بھری نصیحت ہے، حضور کے لیے توضیح کرتے ہوئے حوصلہ دیتے ہوئے۔ آپ عظمت کے اظہار اور ثابت قدمی کے لیے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (اللہ کے نام سے شروع جو رحم فرمانے والا مہربان ہے) بے شک ہم نے آپ کو فتح عطا فرما دی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہاری خاطر تمہارے پہلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دے۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دے اور تمہیں سیدھی راہ چلاتا رہے اور اللہ تمہاری ٹھوس مدد فرمائے۔

اُناسی واں درود شریف

بھی اُنہی کا ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا
اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ
مَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ
رُّسُلِہٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ
الْمَصِیْرُ۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا لَہَا مَا کَسَبَتْ۔
وَعَلَیْہَا مَا اکْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا
رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا
وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔ اٰمِیْن
یٰٓاَیُّہَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَاَہْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَۃٍ
مُّزْجٰۃٍ فَاَوْفِ لَنَا الْکَیْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا اِنَّ اللّٰہَ یَجْزِی
الْمُتَصَدِّقِیْنَ۔ ہُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْہُدٰی وَدِیْنِ
الْحَقِّ لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا۔
اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ۔ وَاَتْحِفْ وَاَنْعِمْ۔ وَامْنَحْ
وَاَکْرِمْ۔ وَاَجْزِلْ وَاَعْظِمْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ وَاَزْکٰی
سَلَامِکَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا یَتَنَزَّلَانِ مِنْ اُفُقِ
کُنْہِ بَاطِنِ الذَّاتِ۔ اِلٰی فَلَکِ سَمَآءِ مَظَاہِرِ
الْاَسْمَآءِ وَالصِّفَاتِ۔ وَیَرْتَقِیَانِ مِنْ سِدْرَۃِ مُنْتَہٰی

الْعَارِفِيْنَ - اِلٰى مَرْكَزِ جَلَاوِلِ النُّوْرِ الْمُبِيْنِ - عَلٰى
مَوْلَانَا وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ
عِلْمِ يَقِيْنِ الْعُلَمَاءِ الرَّبَّانِيِّيْنَ وَعَيْنِ يَقِيْنِ الْخُلَفَاءِ
الصِّدِّيْقِيْنَ وَحَقِّ يَقِيْنِ الْاَنْبِيَاءِ الْمُكَرَّمِيْنَ - اَلَّذِيْ
تَاهَتْ فِيْ اَنْوَارِ جَلَالِهٖ اُوْلُو الْعَزْمِ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ -
وَتَحَيَّرَتْ فِيْ دَرْكِ حَقَائِقِهٖ عُظَمَاءُ الْمَلَائِكَةِ
الْمُهَيَّمِيْنَ - اَلْمُنَزَّلِ عَلَيْهِ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ بِلِسَانٍ
عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ - لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ
فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ
وَاَدْنٰى سَلَامِكَ وَاَنْمٰى بَرَكَاتِكَ - وَاَزْكٰى تَحِيَّاتِكَ -
وَرَاْفَتَكَ وَرَحْمَتَكَ عَلَى النُّوْرِ الْاَكْمَلِ الْاَعْلٰى - وَالْكَمَالِ
الْاَنْوَارِ الْاَبْهٰى - مَهْبَطِ تَجَلِّيَاتِ الْكَمَالَاتِ الْاُلُوْهِيَّةِ -
وَمَوَاقِعِ نُجُوْمِ الْاَسْرَارِ الْجَمَالِيَّةِ وَالْجَلَالِيَّةِ -
اللَّطِيْفِ بِلَطَائِفِ شَمَائِلِ فَضَائِلِ مَكَارِمِ الْبَرِّ الْكَرِيْمِ -
الرَّءُوْفِ بِرَاْفَتِهٖ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ
رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ - صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ وَرَحْمَتُهٗ
وَبَرَكَاتُهٗ وَرَاْفَتُهٗ وَتَحِيَّتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ وَرِضْوَانُهٗ
عَلٰى مَوْلَانَا وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْاَوَّلِ الْاٰخِرِ الظَّاهِرِ

اَبَاطِنِ الْعَزِيْزِ بِعِزِّ عَظَمَةِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ بِعَظَمَةِ
عِزَّةِ اللّٰهِ الْقُدُّوْسِ بِسُبُحَاتِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَحْمُوْدِ
بِمَحَامِدِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَحْدَانِيْ بِتَوْحِيْدِ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْفَرْدَانِيْ بِمَنَارِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
الرَّبَّانِيْ بِتَدْبِيْرِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ صَلٰوةً
عَبِيْرَةَ النَّدِّ سَاطِعَةَ الْاَنْوَارِ مُعَطَّرَةَ الْوُجُوْدِ
بِرَوَائِحِ الْجُوْدِ الْاِلٰهِيِّ الْاَحْمَدِيْ۔ وَالسِّرِّ الْقُدْسِيْ
الْمُحَمَّدِيِّ۔ فِيْ عَوَالِمِ شُهُوْدِ اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ
شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ) لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا انْتِهَا۔
وَلَا اَمَدَ لَهَا وَلَا انْقِضَاءَ صَلٰوتَكَ الَّتِيْ صَلَّيْتَ
عَلَيْهِ دَوَامَكَ وَصَلِّ يَا رَبِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ
وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُؤْمِنِ الْمُهَيْمِنِ
الْاَمِيْنِ الْمُطَاعِ الْحَقِّ الْمُبِيْنِ رَحْمَةِ الْعَالَمِيْنَ
وَقَدَمِ صِدْقِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقَائِدِ الْغُرِّ
الْمُحَجَّلِيْنَ غِبْطَةِ الْحَقِّ وَعُمْدَةِ الْخَلْقِ۔ الْاِسْمِ
الْاَعْظَمِ۔ وَالسِّرِّ الْاَرْحَمِ صَلٰوةً جَلَّتْ عَنِ
الْحَصْرِ وَالْعَدِّ۔ وَتَعَالَتْ عَنِ الدَّرْكِ وَالْحَدِّ۔
صَلٰوتَكَ التَّامَّةَ الَّتِيْ لَا تَتَنَاهٰى تَدُوْمُ بِدَوَامِ
مُلْكِكَ الَّذِيْ لَا يُضَاهٰى۔ كَمَا يَلِيْقُ بِجُوْدِ كَرَمِكَ
وَكَرَمِ جُوْدِكَ يَا جَوَّادُ يَا كَرِيْمُ وَسَلِّمْ
تَسْلِيْمًا تُسَلِّمُنَا بِهٖ مِنْ خُرُوْجِ دَسَادِسِ

الصُّدُوْرِ۔ بِنَفَحَاتِ بَرَكَاتِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔ وَتُخَلِّصُنَا بِهٖ مِنْ ثِقَلِ
اَوْزَارِنَا بِجُوْدِ غُفْرَانِ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْ
اَنْقَضَ ظَهْرَكَ۔ وَتَرْفَعُنَا بِهٖ عِنْدَكَ يَا رَفِيْعَ الدَّرَجَاتِ
دَرَجَاتٍ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ وَتَمْسَخُنَا بَرْدَ الرِّضَا
وَالتَّسْلِيْمِ۔ بِسَكِيْنَةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ
الْعَظِيْمِ۔ مُبَارَكًا بِبَرَكَاتِ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ كَثِيْرًا تَكَاثُرَ خَيْرُهٗ۔
بِتَكْثِيْرِ لَهُمْ مَا يَشَاؤُوْنَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ۔
وَتَرَادَفَ بِرُّهٗ۔ بِمَزِيْدِ لَهُمْ مَا يَشَاؤُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا
مَزِيْدٌ وَعَلٰى آلِهٖ ثَمَرَةِ شَجَرَةِ النُّبُوَّةِ۔ وَمَعْدِنِ
سِرِّ الْوِلَايَةِ وَمَنْبَعِ عَيْنِ الْفُتُوَّةِ۔ سُحُبِ سَمَاءِ
مَكَارِمِهِ الْعَمِيْمَةِ۔ الْمُتَحَقِّقِيْنَ بِحَقَائِقِ اَخْلَاقِهِ
الْعَظِيْمَةِ۔ وَاَصْحَابِهٖ ضَوْءِ شَمْسِ صَبَاحِ الْاِهْتِدَاءِ۔
الْاَئِمَّةِ الْمُهْتَدِيْنَ بِنُوْرِ قَمَرِ الْهُدٰى۔ صَلَاةً وَسَلَامًا
يُبَلِّغَانِ قَائِلَهُمَا اَعْلَى الدَّرَجَاتِ بِخُلُوْصِ مَحَبَّتِهٖ
اَهْلِ اللّٰهِ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ وَيُنِيْلَانِهٖ زُلْفٰى اَجَلِّ
مَرَاتِبِ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ بِمَنِّ وَنُرِيْدُ اَنْ
نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ
اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ فِيْ۔ الْمَكَانَةِ الْعُلْيَا۔
وَالْغَايَةِ الْقُصْوٰى۔ فَوْقَ عَرْشِ الْاِسْتِوَاءِ۔ بِتَرَاكُمِ

اَنْوَارِ تَمْكِيْنِ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ۔ يَارَبِّ يَا اللّٰهُ يَا بَاسِطُ يَا رَحِيْمُ يَا وَدُوْدُ۔ اَسْئَلُكَ عَوَاطِفَ الْكَرَمِ وَفَوَاتِحَ الْجُوْدِ۔ اَقِلْ عَثَرَاتِنَا مِنْ كَثَائِفِ ذُنُوْبِ وُجُوْدِنَا الْمُظْلِمَةِ بِالْبُعْدِ مِنْكَ وَاغْفِرْ لَنَا بِنُوْرِ قُرْبِكَ وَنَعِّمْنَا بِصَفَاءِ وُدِّكَ وَطَهِّرْنَا مِنْ حَدَثِ الْجَهْلِ بِالْعِلْمِ الْاِلٰهِيِّ۔ وَاَتْحِفْنَا بِالْقُرْبِ الرَّبَّانِيِّ وَالْوَصْلِ الْمَعْنَوِيِّ۔ كَمَنِ اصْطَفَيْتَهُ حَتّٰى اَحْبَبْتَهُ فَكُنْتَ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَلِسَانَهُ الَّذِيْ يَنْطِقُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاَعْطِنَا مَالَاعَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ مِمَّا اَعْدَدْتَ لِعِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ۔ الْاَئِمَّةِ الْمَرْضِيِّيْنَ۔ اُولِي الْاِسْتِقَامَةِ فِي الْمُسْتَوَى الْاَزْهٰى وَالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ وَنَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِحُبِّكَ لِحَبِيْبِكَ لَكَ وَبِدُنُوِّهٖ مِنْكَ وَبَدَلِيَّتِكَ لَهٗ وَبِالسَّبَبِ الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ اَنْ تُصَلِّيَ وَتُسَلِّمَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ صَلٰوةً وَسَلَامًا خَصَصْتَهُ بِهِمَا لِخُصُوْصِيَّتِهٖ بِمَا اسْتَاثَرْتَ لَهٗ عِنْدَكَ فِيْ عَالَمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لِمُخَاطَبَتِكَ اِيَّاهُ بِقَوْلِكَ مَاخَلَقْتُ خَلْقًا اَحَبَّ وَلَا اَكْرَمَ عَلَيَّ

مِنْكَ وَآتِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالشَّرَفَ الْاَعْلٰى
وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ
الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔
يَا اَللّٰهُ يَا بَرُّ يَا لَطِيْفُ يَا كَافِيْ يَا حَفِيْظُ يَا وَاسِعَ
الْعَطَاءِ وَمُسْبِغَ النِّعَمِ نَسْئَلُكَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الْعَظِيْمِ۔
الْمُبْرَزَةِ الْجَامِعَةِ مِنْ نُوْرِ كَمَالِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْطَفٰى عِنَايَتِكَ اَنْ تُجِيْدَ
ذَوَاتَنَا بِذَاتِهِ الْمُقَدَّسَةِ بِجَلَاوَتِكَ۔ وَتُحَقِّقَ
صِفَاتَنَا بِصِفَاتِهِ الْمُشَرَّفَةِ بِمَحَبَّتِكَ۔ وَتُبَدِّلَ
اَخْلَاقَنَا بِاَخْلَاقِهِ الْمُعَظَّمَةِ بِكَرَامَتِكَ۔ فَيَكُوْنَ
عِوَضًا لَنَا عَنَّا فَنَحْيَا حَيَاتَهُ الطَّيِّبَةَ النَّقِيَّةَ وَنَمُوْتَ
مِيْتَتَهُ السَّوِيَّةَ الْمَرْضِيَّةَ۔ وَاَنْ تَجْعَلَهُ فِي الْقَبْرِ
لَنَا سِرَاجًا مُنِيْرًا وَبَهْجَةً۔ وَعِنْدَ اللِّقَاءِ عُدَّةً
وَبُرْهَانًا وَحُجَّةً۔ وَاَنْ تَحْشُرَنَا مَعَهُ فِي زُمْرَتِهِ۔
مَعَ آلِهِ وَخَاصَّتِهِ۔ مُزَيَّنِيْنَ بِزِيْنَتِهِ اِيْمَانٍ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَعَهُ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ مَوْكِبِ الْعِزِّ لِعَرَائِسِ
السُّعَدَاءِ۔ اَهْلِ السَّعَادَةِ غَدًا۔ مُحَمَّدٌ
رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى
الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُوْنَ۔

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ"

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو رحم فرمانے والا، مہربان ہے۔ یہ رسُولِ پاک اس پر ایمان لا چکے، جو ان کے پالنے والے کی طرف سے، ان پر نازل فرمایا گیا۔ اور تمام مسلمان بھی، سب اللہ پر، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسُولوں پر ایمان لائے۔ کہ ہم اللہ کے کسی رسُول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔ اور اُنھوں نے کہا، ہم نے سُنا اور مانا۔ الٰہی تجھ سے بخشش چاہتے ہیں، اور تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔ اللہ جس کو بھی تکلیف دیتا ہے۔ اس کی طاقت کے مطابق ہی دیتا ہے۔ جو کسی نے نیکی کے سوا اپنے لیے، اور جو کوئی بُرائی کمائے سو اس کا انجام اُسی پر، اے ہمارے پالنے والے! اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہمیں نہ پکڑنا اور اے ہمارے پالنے والے! ہم پر اس طرح بوجھ نہ ڈالنا جیسے تُو نے ہم سے پہلوں پر ڈالا۔ اے ہمارے پالنے والے! اور ہم سے نہ اٹھوانا وہ جس کی ہم میں طاقت نہیں اور ہم کو معاف فرما دے اور ہم کو بخش دے۔

اور ہم پر رحم فرما دے۔ تو ہی ہمارا آقا ہے۔ تو کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ لے غالب (خدا) ایسا ہی کرو۔ ہمیں اور ہمارے متعلقین کو تکلیف پہنچی ہے، اور ہم کھوٹی پونجی لائے ہیں۔ سو تو ہم کو پورا پورا ناپ دے۔ اور ہم پر صدقہ فرما! بے شک اللہ صدقہ کرنے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے اور وہی تو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے دنیا کے ہر نظامِ زندگی پر غالب کر دے۔ اور اس کی گواہی کے لیے اللہ کافی ہے۔ الٰہی! درود و سلام بھیج! اور تحفہ و انعام عنایت فرما۔ اور عطا فرما اور عزت افزائی فرما! اور اپنا بہت اور بڑا درود اور مکمل سلام نازل فرما! ایسا درود و سلام جو ذات باطن کی حقیقت کے افق سے، ان پر نازل ہو۔ جو تیرے اسماء و صفات کے مظاہر کا مرکزی آسمان ہے۔ اور یہ درود و سلام عارفین کے سدرۃ المنتہیٰ سے بلند ہوتے ہوتے نورِ مبین کے مرکزِ جلال تک پہنچ جائیں۔ ہمارے آقا و مولا محمد پر، جو تیرے بندے نبی اور رسول ہیں۔ جو علمائے زبان کا علم و یقین، اور سچے خلفا کا عین الیقین۔ اور معزز نبیوں کے حق الیقین ہیں۔ جن کے انوار جلال میں اولوالعزم رسول حیران ہوئے۔ اور جن کی حقیقتوں کے معلوم کرنے میں بڑے بڑے نگران فرشتے سرگردان رہے۔ جن پر قرآن عظیم میں واضح عربی زبان میں یہ ارشاد گرامی نازل فرمایا گیا۔ اللہ نے یقیناً بڑا احسان فرمایا۔ ایمان والوں پہ، جب ان میں، انھی میں سے رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اُن کی آیتیں پڑھتے

اور ان کو پاک کرتے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلم کھلا گمراہی میں تھے"۔ الٰہی اپنا افضل ترین درود، اور کامل تر سلام، اور مکمل تر برکتیں اور پاکیزہ تر رحمتیں اُن پر نازل فرما، جو کامل تر اور بالاتر نور ہیں اور چمکتا، روشن کمال ہیں کمالات الٰہیہ کی تجلیات کا مقام نزول راز ہائے جمال و کمال کے ستاروں کے گرنے کا موقع ہیں۔ جو لطیف ہیں اچھی عادات اور خوبیوں کے ساتھ نیک، سخی، شفقت فرمانے والے قرآن کو اس ارشاد کے مطابق۔ تمہارے پاس وہ رسول تشریف لے آئے جو تمہی میں سے ہیں، تمہاری تکالیف ان پر شاق گزرتی ہیں۔ ان کو تمہاری بھلائی کی حرص ہے اور ایمان والوں کے ساتھ شفیق و مہربان ہیں" اللہ کی رحمتیں اور سلام اور برکتیں۔ اس کی شفقت، اس کے بخشنے۔ اور بخشش اور رضامندی ہمارے آقا و مولیٰ محمد پر، جو اول و آخر ہیں۔ ظاہر و باطن ہیں۔ جو خدا داد عزت والے ہیں۔ خدائے بزرگ نے آپ کو بزرگی دی۔ خدائے پاک کی عظمت سے۔ جو پاک ہے۔ سُبحان اللہ کی تسبیحوں سے۔ جو الحمدللہ کی تعریف سے تعریف کئے گئے ہیں جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی توحید سے یکتا ہیں جو اللہ اکبر کے مینار سے منفرد ہیں جو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ کی تدبیر سے ربانی (اللہ والے) ہیں۔ ایسا درود جو بے مثال ہو، جس کی روشنیاں چمکدار ہوں جس کا وجود خدائی سخاوت کی خوشبوؤں سے مہک رہا ہو۔ یہی خدائی سخاوت احمدی ہے۔ یہی پاکیزہ رازِ محمدی ہے۔ کائنات ظاہری میں، جب اللہ کوئی کام کرنا چاہے

تو بس اتنا فرماتا ہے کہ ہو جا، سو وُہ ہو جاتا ہے" جس کی نہ حد ہو نہ انتہا، نہ مسافت نہ خاتمہ۔ یہ ہے تیرا دُرود جو تُو نے حضور پر بھیجا۔ اپنی ہمیشگی کے ساتھ اور اے پروردگار! دُرود و سلام نازل فرما اپنے بندے اپنے نبی اور رُسول ہمارے آقا محمد پر، جو ایمان والے نگران۔ امین۔ واجب اطاعت (مطاع) واضح حق۔ کائنات کے لیے رحمت۔ اہلِ ایمان کے لیے سچائی کا قدم۔ چمکتے چہروں اور دمکتے ہاتھ پاؤں والوں کے قائد۔ جن پر حق کو ناز اور مخلوق کو اعتماد ہے۔ اسمِ اعظم۔ نیک تر، مہربان تر ہیں۔ ایسا دُرود جو اعداد و شمار سے بڑھ کر ہو۔ حدُود و قیوُد سے بالاتر ہو۔ اپنا مکمل دُرود جس کی حد نہ ہو۔ جو تیری نہ ختم ہونے والی حکومت کے ساتھ ساتھ لافانی ہو، جیسا کہ تیرے جُودِ کرم اور کرمِ جود کے لائق ہو۔ اے بڑے سخی، اے کریم اور خُوب خُوب سلام نازل فرما! ایسا سلام جس سے تُو ہم کو سینوں کے وسوسوں سے بچا لے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تیری ان برکتوں کے جھونکوں کا صدقہ۔ کیا ہم نے تمہارے لیے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا؟" اور تُو ہم کو ہمارے گناہوں کے بوجھوں سے چھٹکارا دے اپنی بخشش و کرم سے" اور ہم نے تم سے وہ بُوجھ اُتار دیا جس نے تمہاری کمر توڑ دی تھی۔ اور اے درجے بلند فرمانے والے! اپنے ہاں ہمارے درجے بلند فرما" اور ہم نے محبوب تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔" اور ہمیں تسلیم و رضا کی چادر اوڑھا دے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" کے سکون سے۔ (ہمیں نہ بُرائی سے بچنے کی طاقت

ہے نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے، مگر اللہ کی مدد سے جو بلند تر اور برتر ہے"۔ ایسا درُود و سلام جسے برکت ملی ہو تیرے اس فرمان سے بڑا بابرکت ہے جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے، اور وُہ جو چاہے کرے"۔ زیادہ درود و سلام جس کی بھلائی زیادہ ہو۔ تیرے اس فرمان سے کہ "لَهُم مَّا يَشَاءُونَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ" ان کے لیے وہ سب کچھ ہو گا جو وہ چاہیں گے اور یہی بڑا فضل ہے۔ اور جس کی بھلائی تیرے اس فرمان کے برابر ہو۔ کہ ان کے لیے اس (جنت) میں وہ سب کچھ ہو گا۔ جس کی انہیں خواہش ہو گی۔ اور ہمارے پاس اور بھی بہت کچھ ہے"۔ اور حضور کی آل پر جو نبوّت کے درخت کا پھل ہیں۔ اور ولایت کے راز کی کان ہے۔ اور جوانمردی کے چشمے کا منبع ہے۔ آپ کی عام خوبیُوں کے آسمان کامل ہے۔ جو جو حضورؐ کے خلق عظیم کی حقیقتوں سے متصف ہے۔ اور حضور کے صحابہ کرام پر جو صبح ہدایت کی روشنی کے سُورج ہیں۔ ہدایت کے چاند سے ہدایت پانے والے۔ ایسا درُود و سلام جو پڑھنے والے کو اعلیٰ ترین درجات تک پہنچائیں اللہ کے خاص مقرب بندوں کے خلوص کا صدقہ اور اللہ کے مخلص ولیوں کے اعلیٰ درجوں کے قریب کر دے۔ اس احسان کا صدقہ "ہم نے ارادہ کیا کہ ان لوگوں پر احسان کریں جن کو زمین میں دبا دیا گیا تھا۔ اور ان کو امام (قائد) اور اُنہی کو (زمین کا) وارث بنائیں"۔ مقام بلند میں۔ اور آخری حد میں۔ استواء (غلبہ) کے عرش کے اُوپر۔ عزت و اقتدار کے تہہ بہ تہہ انوار کے صدقہ نے کہ فرمایا: "بے شک آج سے تو

ہمارے ہاں عزت و امانت کا مستحق ہے"۔ اے پروردگار! اے اللہ
اے کشادگی فرمانے والے! اے رحم و محبت فرمانے والے! میں
تجھ سے سوال کرتا ہوں نزولِ فضل و کرم کا۔ ہماری لغزشیں معاف
فرما دے۔ یعنی ہمارے تاریک وجود کے گناہوں کا گرد و غبار صاف
کر دے۔ جو تیری دُوری کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے اور اپنے
نُورِ قربت سے ہمیں بخش دے اور اپنی صاف ستھری مُحبّت کا
ہم پر انعام فرما دے اور ہم کو جہالت کی گندگی سے، علمِ الٰہی کے
ذریعہ پاک کر دے اور ہم کو قربِ ربانی اور وصلِ معنوی عطا فرما۔
اس آدمی کی طرح جسے تُو نے چُن لیا۔ یہاں تک کہ اُسے اپنا محبوب
بنا لیا۔ پھر تو ہی اس کا کان بن گیا جس سے وہ سُنتا ہے اور اس
کی آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کی زبان جس سے وہ بولتا
ہے اور اس کا ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں جس سے
وہ چلتا ہے۔ اور ہم کو وہ دے جو کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہو، کسی
کان نے سنا نہ ہو اور کسی انسان کے دل میں کھٹکا نہ ہو۔ جو تُو نے
اپنے نیک بندوں کے لیے اور پسندیدہ اماموں کے لیے تیار
کر رکھا ہے۔ جو ہر میدانِ عمل میں استقامت کے پیکر ہیں۔ الٰہی ہم
سے قبول فرما، بے شک تُو ہی سُننے جاننے والا ہے۔ الٰہی!
ہمارا آپ سے سوال ہے اور ہم تیری طرف وسیلہ پکڑتے ہیں! اس
مُحبّت کا جو تجھے اپنے حبیب سے ہے اور جو تیرے حبیب کو
تجھ سے ہے اور اس قُرب کا جو اِن کو تجھ سے ہے اور اس
قُرب کا جو تجھے ان سے ہے اور اس تعلق کا جو تیرے اور تیرے

محبوب میں ہے کہ ان پر اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر وہ درود و سلام نازل فرما جن سے تُو نے حضور کو خاص فرمایا اس وجہ سے کہ تُو نے سرکار کو اپنے حضور ہر دوسرے پر ترجیح دی۔ باطنی و ظاہری دُنیا میں (عالم الغیب والشہادۃ) کہ تُو نے سرکار سے فرمایا کہ میں نے کوئی مخلوق تجھ سے بڑھ کر عزت والی، اور تجھ سے زیادہ محبوب پیدا نہیں کی اور حضور کو مقامِ وسیلہ اور فضیلت عطا فرما۔ بڑی بزرگی اور بلند مرتبہ اور ان کو اُس مقام پر فائز فرما، جہاں ساری مخلوق ان کی تعریف و توصیف کرے، جس کا تُو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! اے تمام جہانوں کے پالنے والے! اے اللہ! اے بھلائی والے! اے لُطف فرمانے والے! اے کفایت فرمانے والے! اے حفاظت فرمانے والے! اے وسیع عطا والے! بہت نعمتوں والے! تیری ذات منوّر کا صدقہ، تجھ سے سوال ہے، تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے اور نورِ کمال سیدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے جامع ہے۔ (سوال) تیری عنایت کا ہے کہ تُو ہماری ذات کو اپنے جلال کا صدقہ، حضور کی ذات سے متحد کر دے، اور اپنی محبت کا صدقہ! ہماری صفات کو حضور کی پاکیزہ صفات کے رنگ میں رنگ دے۔ اور اپنے کرم سے ہمارے اخلاق کو حضور کے اخلاق عظیمہ سے بدل دے۔ یہ ہمارا معاوضہ ہو جائے کہ ہم حضور کی حیاتِ طیبہ کی سی سُتھری زندگی بسر کریں اور صاف سُتھری عُمدہ موت مریں اور قبر میں حضور کا وجود مُبارک ہمارے لیے روشن چراغ اور باعث

مُسرت ہو۔ اور پیشی کے وقت ہماری پُونجی، برہان اور صحبت ہو۔
اور ہم حضورؐ کے گروہ میں، آپ کی آل اور خواص کے ساتھ اُنھیں زینتِ
ایمان سے مزیّن ہوں۔ اور وہ جو حضور پر ایمان لائے ان کا نُور ان کے
آگے آگے اور دائیں چلتا ہوگا۔ کہیں گے اے ہمارے پالنے
والے، ہمارے لیے ہمارا نُور مکمل فرما دے اور ہمیں بخش دے۔
بے شک تُو ہر چیز پر قادر ہے"۔ عزت کے مقام پر، نیک
بخت داہنوں کے لیے۔ جو کل سعادت مند ہوں گے "محمد اللہ
کے رُسول ہیں۔ اور جو آپ کے ساتھ ہیں، کافروں پر بڑے
سخت، آپس میں بڑے نرم۔ تم ان کو دیکھو گے رکوع و سجود میں
اللہ کا فضل اور اس کی رضا طلب کرتے ہُوئے ان کے چہروں
پر سجدوں کے نشان ہی ان کی علامت ہے ان کی یہی مثال تورات
میں بیان کی گئی ہے اور ان کی جو مثال انجیل میں بیان ہوئی ہے۔
کھیتی جس نے اپنی انگوری نکالی۔ پھر اس کو طاقت دی، پھر وہ
مضبوط ہوئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی۔ کسان کو
خوش کرتی ہے تاکہ ان سے کافروں کا دل جلے۔ اللہ نے ان میں
سے جو ایمان والے اور اچھے کام کرنے والے ہیں ان سے بخشش
اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔ تمہارا پروردگار پاک ہے عزت
والا پروردگار، اس سے جو یہ (منکرین) بیان کرتے ہیں رُسولوں
پر سلام ہو اور اللہ پروردگارِ عالم کے لیے سب تعریف"۔
یہ تین دُرود شریف کتاب "مسلک الحنفاء" میں ذکر کیے گئے ہیں۔
اور مصنف کا کہنا ہے کہ یہ شیخ ابوالعباس احمد بن مُوسٰی مسرعی صُوفی قادری

کا درود شریف ہے اللہ ان کی برکتوں سے ہمیں فائدہ دے۔ پہلے درود شریف کا نام ہے "وسیلۃ الطالب لنیل المطالب وتحفۃ العارف فی الصلوٰۃ علی النبی الکریم الرؤف الرحیم" صلی اللہ علیہ وسلم۔

دوسرے کا نام ہے "الفتوحات القدسیۃ والمواھب الوافیۃ فی الصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد خیر البریۃ" صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

تیسرے کا نام ہے "الدرر الانور والیاقوت الابھر فی الصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد نور اللہ الازھر" صلی اللہ علیہ وسلم۔

شیخ ابو العباس مذکور کے دو درود شریف نمبر پچین اور چھپن اس کتاب میں گزر چکے ہیں۔ کاتب کی غلطی سے یہ تینوں درود شریف وہاں نہ لکھے جا سکے۔ کتاب شائع ہونے کے بعد پتہ چلا۔ اس لیے ہم نے ان کو یہاں لکھ دیا۔ خیر اس میں کوئی حرج نہیں۔

اسیّ واں درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ السَّادَاتِ۔ وَمُرَادِ الْاِرَادَاتِ۔ مُحَمَّدٍ حَبِیْبِکَ الْمُکَرَّمِ بِالْکَرَامَاتِ۔ وَالْمُؤَیَّدِ بِالنَّصْرِ وَالسَّعَادَاتِ السِّرِّ الْقَاھِرِ وَالنُّوْرِ الْبَاطِنِ الْجَامِعِ لِجَمِیْعِ الْحَضَرَاتِ۔ صَاحِبِ الْحَمْدِ الَّذِیْ

هُوَ مِفْتَاحُ اَقْفَالِ الْاَعْطِيَةِ الْاِلٰهِيَّاتِ - اَلْاَوَّلِ فِي
الْاِيْجَادِ وَالْوُجُوْدِ وَمَنْ بِهٖ خَتَمَ اللّٰهُ النُّبُوَّةَ وَالرِّسَالَةَ
نُوْرِ عَيْنِ الْعِنَايَاتِ - وَسَيِّدِ اَهْلِ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ -
اَلْفَتَّاحِ لِكُلِّ شَاهِدِ حَضْرَةِ الْمَشَاهِدِ وَالْكَمَالَاتِ
اَلَّذِيْ اُسْرِيَ بِجِسْمِهِ الشَّرِيْفِ وَرُوْحِهِ
الْاَقْدَسِ الْعَالِيْ اِلٰى اَعْلَى الْمَقَامَاتِ - وَخَاطَبَهٗ
رَبُّهٗ وَاَكْرَمَهٗ بِالتَّحِيَّاتِ النُّوْرِ الْاَكْمَلِ وَالسِّرَاجِ
الْمُنِيْرِ الْاَزْهَرِ الْقَائِمِ بِكَمَالِ الْعُبُوْدِيَّةِ
فِيْ حَضْرَةِ الْمَعْبُوْدِ مَعَ الْعِبَادَاتِ - صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ مَنِ اقْتَدٰى
اِلَى اللّٰهِ وَصَارَ مِنْ اَهْلِ الْهِدَايَاتِ - صَلٰوةً وَ
سَلَامًا لَا يَبْلُغُ حَصْرَ عَدَدِهِمَا اَهْلُ الْاَرْضِ
وَالسَّمٰوٰتِ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى
السَّيِّدِ الْاَعْظَمِ مُحَمَّدٍ الْحَبِيْبِ الشَّفِيْعِ
الْبَرِّ الرَّؤُفِ الرَّحِيْمِ الصَّادِقِ الْاَمِيْنِ السَّابِقِ
اِلَى الْخَلْقِ نُوْرُهٗ - وَالرَّحْمَةِ اِلَى الْعَالَمِ ظُهُوْرُهٗ -
عَدَدَ مَنْ مَضٰى مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِيَ - وَمَنْ
سَعِدَ مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِيَ - صَلٰوةً تَسْتَغْرِقُ
الْعَدَّ - وَتُحِيْطُ بِالْحَدِّ - صَلٰوةً لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا
اِنْتِهَاءَ - وَلَا اَمَدَ لَهَا وَلَا انْقِضَاءَ - صَلٰوتَكَ الَّتِيْ
صَلَّيْتَ عَلَيْهِ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِكَ بَاقِيَةً

بِلَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ كَذٰلِكَ ـ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ وَآخِرْ يَا رَبِّ خَفِيَّ لُطْفِكَ الْجَمِيْلِ فِيْ اَمْرِيْ وَالْمُسْلِمِيْنَ "۔

ترجمہ: الٰہی! آقاؤں کے آقا، مُرادوں کی مُراد۔ محمد پر درود بھیج! اپنے حبیب پر جو عزتوں سے نوازے گئے۔ جن کی مدد اور نیک بختیوں سے مدد کی گئی۔ ظاہری راز، باطنی نُور۔ تمام بارگاہوں کو جمع کرنے والے۔ الحمد والے، جو تمام معالاتِ الٰہیہ کے پردوں کے تالوں کی چابی ہیں۔ جو ایجاد و وجود میں اوّل ہیں۔ جن کے ذریعے اللہ نے نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم فرمایا۔ عنایتوں کی آنکھوں کا نُور، زمین و آسمان والوں کے سردار۔ بارگاہِ مشاہدتِ کمالات کے ہر مشاہدہ کرنے والے کے لیے راستہ کھولنے والے جن کو جسمِ پاک اور رُوحِ اقدس کے ساتھ اعلیٰ مقامات کی سیر کروائی گئی۔ جن سے پروردگار نے کلام کیا اور تحائف سے نوازا۔ نورِ اکمل اور چمکتا دمکتا چراغ، جو اپنے معبود کی بارگاہ میں کامل عبادات بجالانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی آل اور اُن کے صحابہ کرام پر درود و سلام بھیجے۔ جن کی پیروی کرنے والے اللہ کی راہ پا گئے اور ہدایت پانے والوں میں سے ہو گئے۔ ایسا دُرود و سلام جن کی تعداد کو زمین والے نہ پا سکیں نہ آسمانوں والے۔ الٰہی دُرود و سلام اور برکت نازل فرما، بڑے آقا محمد پر جو حبیب ہیں۔ شفاعت فرمانے والے ہیں۔ نیک تر، شفیق، مہربان بہت سچے امانت دار، جن کا نُور مخلوق میں سب سے اوّل ہے۔ جن کا ظاہر

ہونا کائنات کے لیے رحمت ہے تیری گزشتہ اور آئندہ مخلوق کی تعداد کے برابر۔ نیک بخت ہوں یا خواہ بدبخت۔ ایسا درود جو گنتی کی حدود تک پہنچ جائے اور حدود کا احاطہ کرلے۔ ایسا درود جس کی حد و انتہا نہ ہو۔ نہ مدت، نہ اختتام۔ تیرا وہ درود جو تو نے حضور پر بھیجا، ایسا درود جو تیرے دوام کے ساتھ دائمی اور تیری بقا کے ساتھ باقی ہو۔ کہ تیرے علم میں جس کی انتہا نہ ہو۔ اور آپ کے آل واصحاب پر بھی اسی طرح۔ اس پر اللہ کا شکر اور اس کی ثنا۔ اور اے پروردگار! اپنا پوشیدہ لطف وکرم میرے معاملہ میں بھی اور تمام مسلمانوں کے معاملہ میں بھی جاری وساری فرما دے۔"

اکیاسی واں درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ خَلْقِ اللّٰهِ۔ عَدَدَ مَا كَانَ وَعَدَدَ مَا يَكُوْنُ وَعَدَدَ مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَاَنْبِيَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَحَمَلَةِ عَرْشِهٖ وَجَمِيْعِ خَلْقِهٖ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَعَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِيْمِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ وَرَضِيَ اللّٰهُ

عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَجْمَعِیْنَ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ وَضِعْفَ ذٰلِکَ وَاَضْعَافَ اَضْعَافِ ذٰلِکَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ مِنْ اَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَاَھْلِ الْاَرْضِ مِنْ اَوَّلِ الدُّنْیَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَاَضْعَافِھِمْ صَلٰوۃً تَزِیْدُ وَتَدُوْمُ وَتَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْمُصَلِّیْنَ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اے اللہ! ہمارے آقا محمد پر، جو اللہ کی تمام مخلوق میں سے افضل ہیں، درُود بھیج! جو ہو گیا اس کی اور جو ہو گا اس کی تعداد کے برابر، اور جو اللہ کے علم میں ہونے والا ہے اس کے برابر۔ اللہ کی رحمتیں اور اس کا سلام، اس کے فرشتوں، نبیوں، رسُولوں اس کا عرش اٹھانے والوں اور اس کی تمام مخلوق کا درُود و سلام ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل واصحاب پر افضل درُود و سلام رحمتیں اور برکتیں۔ الٰہی! ہمارے آقا محمد پر درُود بھیج جو تیرے بندے، نبی اور رسُول ہیں جو نبی اُمّی ہیں۔ اور ان کی آل واصحاب پر اور سلام بھی۔ اور اللہ تعالیٰ، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام سے راضی ہو، اپنی معلومات کی تعداد کے برابر ایسا درُود جو اللہ کی دائمی حکومت کے ساتھ دائمی ہو، اور اس سے چند در چند۔ اے اللہ! ہمارے آقا محمد پر درود بھیج اور حضور کی آل واصحاب پر اور سلام بھیج! اتنی تعداد کے برابر

جو زمین و آسمان والوں نے پہلے دن سے قیامت تک بھیجا ہے اور بھیجا ہے اور ان سے دوگنا چوگنا اور اس سے دوگنا چوگنا۔ ایسا درود جو بڑھتا رہے ہمیشہ ہو اور درود پڑھنے والوں کے درود سے اسی طرح بڑھ کر ہو جیسے اللہ کی فضیلت اس کی تمام مخلوق پر۔"

بیاسی واں درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَ سَیِّدِ الْاٰخِرِیْنَ۔ وَسَیِّدِ الْعِبَادِ وَسَیِّدِ الزَّاھِدِیْنَ وَسَیِّدِ الرَّاکِعِیْنَ وَالسَّاجِدِیْنَ۔ وَسَیِّدِ الطَّائِفِیْنَ وَالْعَاکِفِیْنَ۔ وَسَیِّدِ الْقَائِمِیْنَ وَالصَّائِمِیْنَ وَسَیِّدِ الطَّالِبِیْنَ وَالْوَاصِلِیْنَ وَسَیِّدِ الْاَبْرَارِ وَالْمُتَّقِیْنَ۔ وَسَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔ وَسَیِّدِ الْمَلٰئِکَۃِ وَالْمُقَرَّبِیْنَ۔ وَسَیِّدِ خَلْقِ اللّٰہِ اَجْمَعِیْنَ۔ صَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاٰلِ بَیْتِہٖ مَا اِتَّصَلَتْ عَیْنٌ بِنَظَرٍ۔ وَاُذُنٌ بِخَبَرٍ۔

الٰہی! ہمارے آقا محمد پر درود بھیج، جو پہلوں پچھلوں کے سردار ہیں۔ عبادت گزاروں اور زاہدوں کے سردار ہیں، رکوع و سجود کرنے والوں کے سردار ہیں طواف و اعتکاف کرنے والوں

کے سردار ہیں۔ قیام کرنے والوں اور روزے داروں کے آقا ہیں۔ طالبین و واصلین کے سردار ہیں نیکوں اور پرہیزگاروں کے سردار نبیوں اور رسولوں کے سردار، مقرب فرشتوں کے آقا اللہ کی تمام مخلوق کے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر درود و سلام نازل فرمائے۔ اور ان کی آل اور ان کے صحابہ کرام پر، ان کی بیویوں اور پیروکاروں پر، اور مددگاروں اور گھر والوں پر جب تک آنکھیں یقین دیکھنے اور کان حق سننے میں مصروف ہیں"۔

تراسی واں درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ مِلْءَ الْمِيْزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضٰى وَعَدَدَ النِّعَمِ وَزِنَةَ الْعَرْشِ۔

"الٰہی درود بھیج ہمارے آقا محمد پر اور ان کی آل اور صحابہ پر، اور سلام بھی، میزان بھر، اور علم کی انتہا کے برابر، اور رضا کے برابر اور بالوں کی تعداد کے برابر اور عرش کے وزن کے برابر"۔

چوراسی واں درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً طَيِّبَةً مُّبَارَكَةً تُسَكِّنُ بِهَا قَلْبِىْ مِنْ طَلَبٍ

الرِّزْقِ وَخَوْفِ الْخَلْقِ ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رُوْحَ جَسَدِ الْکَوْنَیْنِ ۔ عَدَدَ مَا کَانَ وَعَدَدَ مَا یَکُوْنُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ حَیَاۃِ الدَّارَیْنِ ۔ عَدَدَ مَا یَکُوْنُ ۔"

ترجمہ:۔ الٰہی ہمارے آقا محمد پر درود بھیج ایسا درود جو پاک ہو، برکت والا جس سے میرے دل کو سکون ہو۔ طلبِ رزق سے، مخلوق کے ڈر سے۔ اے دو جہان کے جسم کی رُوح، اللہ آپ پر درود بھیجے، جو ہوا اور جو ہو گا اس کی تعداد کے برابر اور اے دو جہان کی زندگی کی روشنی! آپ پر سلام ہو۔ جو ہوا اور جو ہو گا اس کی تعداد کے برابر۔

پچاسی واں دُرود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الْقُرْآنِ حَرْفًا حَرْفًا وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ کُلِّ حَرْفٍ اَلْفًا اَلْفًا وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ کُلِّ اَلْفٍ ضِعْفًا ضِعْفًا ۔"

ترجمہ:۔ الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، قرآن کے ایک ایک حرف کی تعداد کے برابر درود و سلام بھیج اور ہمارے آقا محمد پر ہر حرف کے بدلے ہزار ہزار درود و سلام بھیج۔ اور ہمارے آقا محمد پر ہر ہزار کی جگہ دوگنا دوگنا درود و سلام بھیج۔

چھیاسی واں دُرود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّلْءَ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّلْءَ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّلْءَ مَا بَيْنَهُمَا اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا اَحْصٰى كِتَابُكَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ مِنْ اَوَّلِ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

ترجمہ: الٰہی ہمارے آقا محمد پر، سات آسمانوں کے برابر دُرود و سلام بھیج! الٰہی! ہمارے آقا مُحمد پر سات زمینوں کے برابر دُرود و سلام بھیج! الٰہی! ہمارے آقا محمد پر ان دونوں کے بیچ والی فضا کے برابر دُرود و سلام بھیج! الٰہی! ہمارے آقا مُحمد پر ان اعداد و شمار کے برابر دُرود و سلام بھیج! جو تیری کتاب (قرآن یا لوح محفوظ) میں لکھے ہیں۔ الٰہی! ہمارے آقا محمدؐ، اپنے بندے اپنے نبی اور اپنے رسُول پر دُرود و سلام بھیج! جو نبیٔ اُمّی ہیں۔ اور حضور کی آل اور صحابہ کرام پر جب بھی ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں اور جب بھی غافل تیرے ذکر سے غفلت کریں۔ ابتدائے آفرینش سے

لے کر قیامت تک"۔

ستاسی واں دُرود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ عَدَدَ الثَّرٰی الْبَرِّیْ وَالْوَرٰی وَعَدَدَ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ وَمَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ عَدَدَ الرِّمَالِ ذَرَّۃً ذَرَّۃً۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّۃٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ"۔

ترجمہ: الٰہی ہمارے آقا محمدؐ اور آپ کی آل اور صحابہ کرام پر دُرود و سلام بھیج! مٹی، خشکی اور کائنات کی تعداد کے برابر، جو ہو چکا اور جو ہوگا اور قیامت تک اللہ کے علم میں جو ہونے والا ہے اس کی تعداد کے برابر، الٰہی! ہمارے آقا محمدؐ اور آپ کی آل اور صحابہ کرام پر دُرود و سلام بھیج! ریت کے ایک ایک ذرہ کے برابر، الٰہی! ہمارے آقا محمدؐ اور آپ کی آل و اصحاب پر ایک ایک ذرہ کے بدلے لاکھوں مرتبہ درود و سلام بھیج۔

اٹھاسی واں دُرود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النُّوْرِ الْکَامِلِ

وَعَلٰی سَیِّدِنَا جِبْرِیْلَ الْمُطَوَّقِ بِالنُّوْرِ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یَا قَرِیْبُ یَا مُجِیْبُ یَا سَمِیْعَ الدُّعَا یَا لَطِیْفًا بِمَا یَشَاءُ۔ نَوِّرِ اَللّٰھُمَّ عَلَیْنَا قُلُوْبَنَا وَقُبُوْرَنَا وَاَبْصَارَنَا وَبَصَائِرَنَا بِرَحْمَةٍ مِنْكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

ترجمہ: الٰہی ہمارے آقا محمد نورِ کامل پر درود و سلام بھیج اور ہمارے سردار جبریل علیہ السلام پر جن کو رب العالمین کے رسول کے نور سے طاقت دی گئی۔ دیا جن کی گردن میں رسول رب العالمین کے نور کا طوق ڈالا گیا ہے) اے قریب! اسے قبول فرمانے والے! اے دعا سننے والے! اسے جس پر چاہے لطف فرمانے والے! الٰہی ہم پر ہمارے دل روشن فرما دے، اور ہماری قبریں اور ہماری آنکھیں اور اپنی رحمت سے ہم کو صابر بنا دے! اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے!

نواسی واں درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً لَاحِقَةً بِنُوْرِہٖ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً مَقْرُوْنَةً بِذِکْرِہٖ وَمُذَکِّرِہٖ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً مُنَوِّرَۃً لِقَبْرِہٖ بِاَکْمَلِ تَنْوِیْرِہٖ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً شَارِحَةً لِصَدْرِہٖ مُوْجِبَةً لِسُرُوْرِہٖ۔ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ صَلٰوۃً بِعَدَدِ النُّوْرِ وَظُهُوْرِہٖ۔

الٰہی! ہمارے آقا محمد پر ایسا درود بھیج! جو آپ کے نور سے ملا ہوا ہو۔ اے اللہ! ہمارے آقا محمد پر ایسا درود بھیج! جو حضور کے ذکر و مذکور سے ملا ہوا ہو۔ اے اللہ! ہمارے آقا محمد پر درود بھیج! جو دوسروں کو کامل تر نورہ سے منور کر دے۔ الٰہی ہمارے آقا محمد پر ایسا درود بھیج! جو آپ کا سینہ کھول دے آپ کی خوشی کا سبب ہو۔ اور درود بھیج! حضور کے تمام بھائیوں یعنی انبیاؑ و اولیاؑ پر، ایسا درود جو حضور کے نور اور اس کے ظہور کے برابر ہو"۔

یہ دس درود شریف وہ ہیں جن کو علامہ قسطلانی نے اپنی کتاب مسالک الحنفاؑ میں ذکر کیا ہے اور ان کی نسبت کسی کی طرف نہیں کی۔ اور انہوں نے ان الفاظ کے متعلق اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ۔ الخ۔ الٰہی درود بھیج ہمارے آقا محمد پر سات آسمانوں کے برابر۔ آخر تک"۔ فرمایا کہ یہ بعض نیک لوگوں کا قول ہے اور ان کی بڑی فضیلت بیان کی ہے۔ اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النُّوْرِ الْکَامِلِ۔ آخر تک، کے الفاظ کے متعلق فرمایا کہ بعض علماؑ نے فرمایا ہے کہ یہ درود شریف آشوب چشم کے لیے بڑا مفید ہے اور نزع کی تکلیف اس سے آسان ہو جاتی ہے۔ اور اسی بنا پر بعض نیک لوگوں نے اس کا تجربہ کیا ہے جیسا کہ بعض بزرگوں کا قول سے معلوم ہوتا ہے۔

نوّے واں درود شریف

ابن ابی حجلہ کا، یہ طاعون سے بچنے کے لیے مفید ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَعْصِمُنَا بِھَا مِنَ الْاَھْوَالِ

وَالْآفَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ"۔
الٰہی محمدؐ اور محمدؐ کی آل پر ایسا درود بھیج! جس کے ذریعے تو ہمیں ہولناکیوں اور آفتوں سے بچائے اور جس کے ذریعے تو ہمیں تمام برائیوں سے پاک فرما دے"۔

ابن ابی حجلہ نے ابن خطیب ببرود سے نقل کیا کہ انہیں ایک نیک آدمی نے بتایا کہ نبی علیہ السلام پر بکثرت درود پڑھنا، طاعون سے بچاتا ہے۔ ابن ابی حجلہ کہتے ہیں میں نے یہ بات پلے باندھ لی اور میں ہر وقت یہ پڑھنے لگا پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ علاقہ میں جب کثرت سے طاعون پھیل گیا تو ایک بزرگ کو خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت ہوئی، انہوں نے صورتِ حال سرکار کے سامنے بیان کی تو حضور نے یہ دعا پڑھنے کا حکم فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنَ الطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ وَعَظِيْمِ الْبَلَآءِ فِي النَّفْسِ وَالْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ تین مرتبہ۔ (الٰہی ہم آپ سے طعن۔ طاعون اور جان، مال، اہل و اولاد کی بڑی آزمائش سے پناہ مانگتے ہیں) مِمَّا نَخَافُ وَنَحْذَرُ۔ جس چیز سے ہم کو خوف و ڈر ہے۔ پھر تین مرتبہ اللہ اکبر۔ عَدَدَ ذُنُوْبِنَا حَتّٰى تُغْفَرَ۔ ہمارے گناہوں کے برابر، یہاں تک کہ تو ہم کو بخش دے"۔ پھر تین مرتبہ اکبر وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ (اور اللہ درود و سلام بھیجے محمدؐ اور حضور کی آل پر") اللہ اکبر تین مرتبہ۔ اَللّٰهُمَّ تَشَفَّعْتَ بِنَبِيِّكَ فِيْنَا مَهَّلْتَنَا وَعَمَرْتَ بِنَا مَنَازِلَنَا فَلَا تُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ (اے اللہ! تو نے اپنا نبی ہمارے اندر شفیع بنا کر بھیجا۔ پھر تو نے ہم کو مہلت دی اور ہمارے گھر ہم سے بسائے۔

سو ہمارے گناہوں کے سبب ہم کو ہلاک نہ فرمانا۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔

اکیانواں دُرود شریف

سیّدی شیخ خالد نقشبندی رضی اللہ عنہ کا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ دَاءٍ وَّدَوَاءٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ کَثِیْرًا۔

ترجمہ: الٰہی! ہمارے آقا محمد اور ہمارے آقا محمد کی آل پر درود بھیج! ہر ہر بیماری اور ہر ہر دوا کی تعداد کے برابر اور آپ پر اور ان پر بکثرت برکت اور سلام نازل فرما۔

یہ درود شریف مولانا عارف باللہ سیدی شیخ خالد نقشبندی رضی اللہ عنہ مجدد طریقہ نقشبندیہ کا ہے جو ملک شام میں مدفون ہیں۔ (علماء نے) ذکر کیا ہے کہ یہ درود شریف اب بھی طاعون سے بچاؤ کے لیے تریاقِ مجرب ہے اور آپ کا فرمان ہے کہ زمانہ طاعون میں ہر فرض نماز کے بعد اسے تین مرتبہ پڑھا جائے اور آخری مرتبہ پڑھا جانے والا لفظ کَثِیْرًا کا دو مرتبہ تکرار کرے۔ اور ان الفاظ پر ختم کرے وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَآلِ کُلٍّ وَّصَحْبِ کُلٍّ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اور درود وسلام نازل فرما تمام نبیوں اور رسولوں پر اور سب کی تمام آل اور سب کے تمام صحابہ کرام پر اور تمام تعریف اللہ، پروردگارِ جہان کے لیے۔

بانواں درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا بِقَدْرِ عَظَمَۃِ ذَاتِکَ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَّحِیْنٍ۔

الٰہی ہمارے آقا محمدؐ پر درود اور خوب سلام بھیج! جو تیرے بندے تیرے نبی۔ تیرے رسول نبی اُمّی ہیں۔ اور ان کی آل اور اصحاب پر، ہر وقت و آن اپنی عظمتِ ذات کی مقدار کے برابر۔"

شیخ عبداللہ ہاروشی مغربی نے اپنی کتاب کنوز الاسرار فی الصلوٰۃ۔ علی النبی المختار" میں ان الفاظ کی فضیلت میں کہا ہے کہ میرے دل میں خیال تھا کہ یہ درود شریف ایک لاکھ کے برابر ہے۔ میں نے اس کی فضیلت پر اپنے ایک بھائی سے مذاکرہ کیا اور میں نے اس سے کہا کہ کہا جاتا ہے یہ درود شریف ایک لاکھ درودوں کے برابر ہے۔ تو وہ بولے کہ یہ کم ہے اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ تم نے جو کہا اپنی ذات کی عظمت کے لحاظ سے کہا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات کی عظمت کی کوئی حد نہیں، لہٰذا اس درود شریف پر ملنے والا اجر و ثواب انشاءاللہ بے حد حساب ہوگا پس میں نے بھی اسی قول کی طرف رجوع کر لیا۔ اور اسی کو بہتر پایا۔ اور کوئی شک نہیں کہ یہ کامل درودوں میں سے ہے۔

ترانواں درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا

الْاَرْضِيْنَ وَالسَّمٰوٰتِ عَدَدَ مَا فِيْ عِلْمِكَ وَعَدَدَ جَوَاهِرِ اَفْرَادِ كُرَّةِ الْعَالَمِ وَاَضْعَافَ ذٰلِكَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

الٰہی ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل پر اتنا درود بھیج جو زمینوں آسمانوں کا ہم وزن ہو جو تیرے علم میں ہے، اس کی تعداد کے برابر۔ اور کرۂ عالم کے ذروں کے برابر۔ اور اس سے کئی گنا زیادہ، بے شک تو ستودہ بزرگ ہے۔"

اسے صاحب کنوز الاسرار نے ذکر کیا ہے اور اس کی فضیلت میں یہ بات نقل کی ہے کہ میرے معتمد علیہ شخص نے ہمارے پیشوا عیاشی سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ اس درود شریف میں بڑا راز ہے اور بڑا اجر ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ پڑھنے کی توفیق دے اس کو ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے۔

چورانواں درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَشْرَفِ مَوْجُوْدٍ۔ وَاَفْضَلِ مَوْلُوْدٍ۔ وَاَكْرَمِ مَخْصُوْصٍ مَحْمُوْدٍ سَيِّدِ سَادَاتِ بَرِيَّاتِكَ وَمَنْ لَّهُ التَّفْضِيْلُ عَلٰى جُمْلَةِ مَخْلُوْقَاتِكَ۔ صَلٰوةً تُنَاسِبُ مَقَامَهُ الْعَالِيْ وَمِقْدَارَهٗ۔ وَتَعُمُّ اَهْلَهٗ وَاَزْوَاجَهٗ وَاَوْلِيَاءَ وَاَنْصَارَهٗ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰى جُمْلَةِ رُسُلِكَ وَاَنْبِيَائِكَ۔ وَزُمَرِ مَلٰئِكَتِكَ وَاَصْفِيَائِكَ۔ صَلٰوةً تَعُمُّ بَرَكَاتُهَا الْمُطِيْعِيْنَ مِنْ

اَهْلٌ اَنْ صِلَكَ وَسَمَائِكَ ۔

الٰہی درود بھیج ان پر جو موجودات میں بزرگ تر ہیں، اور پیدا ہونے والوں میں افضل تر ہیں اور خواص میں معزز تر اور ستودہ ہیں تیری مخلوق کے سرداروں کے سردار۔ جن کو تیری تمام مخلوق پر فضیلت حاصل ہے۔ ایسا درود جو ان کے مقام بلند اور شان والا کے مناسب ہو، جو ان کی آل۔ بیویوں۔ اولیاء اور مددگاروں کو عام ہو۔ الٰہی ان پر اور اور اپنے تمام انبیاء و رسل پر درود بھیج! اور زمرۂ ملائکہ اور اپنے برگزیدہ بندوں پر ایسا درود جس کی برکتیں تیری زمین اور تیرے آسمانوں کے تمام اطاعت شعاروں کو عام ہوں"۔

یہ درود شریف کنوز الاسرار میں ذکر کیا گیا ہے مصنف کا کہنا ہے کہ یہ کامل درودوں میں سے ہے ہاں مجھے ان کے فضائل کا علم نہیں ہو سکا ہاں اس کی بزرگی مقام پر خود اس کے الفاظ دلیل ہیں۔

پچانواں درود شریف

یہ کمال درود شریف ہے کتاب افضل الصلوات میں مذکور نہیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ كَمَالًا نِهَايَةَ لِكَمَالِكَ وَعَدَدَ كَمَالِهٖ "

الٰہی! درود و سلام و برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل پر جیسے تیرے کمال کی حد نہیں اور ان کے کمال کے برابر"

اس کو بھی صاحب کنوز الاسرار نے ذکر کیا ہے اور اس کی فضیلت بیان

کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ فائدہ ہمارے بزرگوار عیاشی نے ہمیں عطا فرمایا اور میں نے ان کے بیاض سے اسے نقل کیا ہے جس کی عبارت یہ ہے۔ سیدی علی سموکی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے یہ درود شریف ایک مرتبہ پڑھا اسے پانچ لاکھ کے برابر ثواب ملے گا اور یہ اس کے لیے جہنم کے بچاؤ کا فدیہ ہوگا اور اللہ کا فضل وسیع ہے اور جو بات مشہور ہے اور پھیلی ہوئی ہے شیخ شریف حسن ابو عبداللہ محمد بن علی المعروف یہ ابن بسون رضی اللہ کے متعلق وہ یہ ہے کہ انہوں نے خواب میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حضور نے ان کو یہ مذکورہ درود شریف بتایا اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ درود شریف دس ہزار کے برابر ہے۔ شیخ عارف مولانا عبداللہ بن علی طاہر حسنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے اس سلسلہ میں کچھ شک گزرا، پھر میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں نے حضور سے مذکورہ تعداد کے متعلق سوال کیا تو حضور نے فرمایا ایسا ہی ہے۔ ہمارے شیخ عیاشی نے فرمایا۔ میں نے اس مذکورہ درود شریف کے تحت خوش خط لکھی ہوئی یہ عبارت دیکھی ہے۔ میں نے سیدنا شیخ الاسلام، خاتمۃ الاعلام مولانا محمد ابی بکر دلائی کو کہتے سنا ہے۔ کہ یہ ایک درود شریف دس ہزار کے برابر ہے یہ بات انہوں نے بالمشافہ فرمائی۔ اور ہمارے شیخ استاذ میرے آقا محمد ابو عنانی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ یہ ایک درود شریف چھ ہزار کے برابر ہے۔ پھر جب (استاذ ابو عنانی) نے مولانا محمد ابو بکر دلائی سے اس سلسلہ میں بات کی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا نہیں میں نے کہا تھا ایک درود شریف دس ہزار کے برابر ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ درود سات سو مرتبہ بھیجا تو وہ اس کا فدیہ ہو جائے گا پس اللہ کے اس فضل پر میرا تعجب اور بڑھ گیا۔

اور یہ بھی فرمایا کہ اس کا فائدہ عام ہے اور یہ بھی کہ ایک ہزار اکتالیس کے برابر آپ نے مجھے یہ بھی بتایا اللہ اس سے فائدہ دے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ایک ہزار بار پڑھنا فدیہ ہے میں نے ایسا ہی امام سیدی عبدالرحمٰن ثعالبی رحمۃ اللہ کی تفسیر میں لکھا دیکھا ہے یہ کہا اور اپنے ہاتھ سے لکھا اللہ کے بندہ ناچیز محمد بن عبداللہ البکری نے ابتداء ماہ صفر سن فلاں اور فقیہ حافظ ابو عبداللہ سیدی محمد بن احمد القسطنطینی الحسنی سے پوچھا گیا کہ درود مذکور کا جو ثواب سیدی محمد بن علی بن زیتون اور سیدی محمد بن ابوبکر دلائی نے بیان فرمایا ہے اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ یہ درُود شریف ستر ہزار کے برابر ہے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ حدیث شیخ مقری نے ہی ذکر کیا ہے کسی اور نے اسے ذکر نہیں کیا۔ اس سلسلہ میں مصر کے بعض علماء نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو حضور سے اس روایت کے بارے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا مقری نے سچ کہا ہے۔ لیکن اسم گرامی کے بعد) النَّبِیِّ الْکَامِلِ کے لفظ بڑھا کر" کنوزالاسرار کی عبارت ختم ہوئی۔

میں نے اس درُود شریف سے متعلق اپنی کتاب افضل الصلوٰت میں ایک عظیم فائدہ ذکر کیا ہے۔ میں نے سیدی احمد الدردیر کے درود شریف کی شرح جو عارف صاوی نے لکھی ہے کا حوالہ دینے کے بعد لکھا ہے کہ اس درود شریف کا نام کمالیہ بھی ہے اور یہ بزرگ ترین الفاظ میں سے ہے اور یہ ستر ہزار کے برابر ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک لاکھ کے برابر ہے اور امام المحدثین عبداللہ بن سالم بصری مکی نے شیخ کامل سالم بن احمد شماع حلبی کے حالات میں ان کا یہ قول نقل کیا ہے جسے میں نے دیکھا ہے عبارت یہ ہے "اس درُود شریف کی نسبت خضر علیہ السلام کی طرف ہے اور مشہور ہے کہ یہ مرض نسیان (بھول جانا) کو زائل کرتا ہے۔

میں یہ بات اپنے شیخ یکتا جو قابل اعتماد ہیں۔ شیخ ابوطاہر بن ولی اللہ، عارف

ملا ابراہیم کورانی، مدنی، شافعی سے سُن کر بیان کر رہا ہوں اور وہ ابو محمد شیخ حسن متوفی سے اور وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے شیخ علی شبراملسی نے خبر دی جو نابینا تھے کریں نماز جمعہ سے پہلے شہاب الدین خفاجی مصنف نسیم الریاض شرح شفا للقاضی العیاض کے پاس حاضر ہوتا تھا میرے لیے ایک کرسی لائی جاتی تھی جس پر میں بیٹھا کرتا تھا اور علامہ شہاب الدین خفاجی میرے سامنے بیٹھتے اور اپنے اشکالات پوچھتے۔ میں ان کے جوابات دیتا اور جن کتابوں میں جوابات ہوتے ان کا ذکر بھی سند کے ساتھ کر دیتا۔ پھر اسی طرح آئندہ جمعہ کے دن بھی (علامہ خفاجی) کے گھر حاضر ہوتے۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ حضرت آپ نابینا ہیں اور خفاجی کی آنکھیں صحیح سالم ہیں (پھر وہ آپ سے استفادہ کرتے ہیں)، فرمایا ہاں خفاجی بھول جاتے ہیں اور میں بھولتا نہیں۔ عرض کیا گیا اس کا سبب؟ فرمایا میرا ایک شریک درس تھا، میں اس کے ہمراہ برابر برابر ہر علم حاصل کرتا تھا۔ اس اثنا میں اس نے مجھے بتائے بغیر علم رمل حاصل کر لیا۔ مجھے پتہ چلا تو میں بہت پریشان ہوا میں اپنے مرشد کے پاس حاضر ہوا۔ اور انہیں تمام بات بتا دی اور مطالبہ کیا کہ مجھے بھی یہ علم پڑھائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ تم اسے مکمل طور پر حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ اس کا نتیجہ دیکھ کر ہی حاصل ہوتا ہے اور تیری نظر نہیں۔ اس سے میرا دل ٹوٹ گیا۔ اور میں حیران و پریشان رہ گیا اور اس پریشانی کی وجہ سے میں نے دو دن تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ ایک آدمی میرے پاس آکر بیٹھا اور کہنے لگا علی! کوئی بات نہیں۔ میں نے اسے تمام بات بتا دی۔ اس نے کہا یہ علم نہ دنیا کے لحاظ سے قابلِ تعریف ہے۔ نہ دین کے لحاظ سے، لہٰذا اس سے اپنی اُمیدیں وابستہ مت کرو۔ میں تجھے اس شرط کے ساتھ ایک فائدہ پہنچانا چاہتا ہوں کہ اس سے لاتعلق ہو جاؤ۔ اور وعدہ کرو کہ اس کا ارادہ دل سے نکال دو گے۔ میں نے کہا مجھے اس فائدے

کا نتیجہ بتاؤ تاکہ تم سے معاہدہ کروں تو اس نے مجھے نسیان (بھول) کے خاتمہ کے لیے یہ درود شریف سنایا تم اسے مغرب وعشا کے درمیان پڑھو، کوئی تعداد مقرر نہیں۔ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ کَمَا لَا نِھَایَۃَ لِکَمَالِکَ وَعَدَدَ کَمَالِہٖ۔

"الٰہی ہمارے آقا محمد اور حضور کی آل پر درود بھیج جیسا کہ تیرے کمال کی حد نہیں اور حضور کے کمال کے برابر۔"

عبارت تمام حروف کے ساتھ ختم ہوئی "افضل الصلوات" کی عبارت ختم ہوئی۔

چھیانواں درود شریف

سیدی زین الدین عمر بن بیبرس الخالدی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَسَائِرِ عِتْرَتِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَاَتْبَاعِہِ الْاَکْرَمِیْنَ وَاَھْلِ طَاعَتِکَ اَجْمَعِیْنَ وَالتَّابِعِیْنَ وَتَابِعِ التَّابِعِیْنَ لَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ وَتَحَنَّنْ وَتَرَحَّمْ وَتَعَطَّفْ وَتَلَطَّفْ وَتَکَرَّمْ دَائِمًا بِدَوَامِکَ کَمَا صَلَّیْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَکْتَ وَتَحَنَّنْتَ وَتَرَحَّمْتَ وَتَعَطَّفْتَ وَتَلَطَّفْتَ وَتَکَرَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ کُلَّمَا ذَکَرَکَ ذَاکِرٌ وَّغَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ غَافِلٌ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِکَ کَائِنٌ اَوْقَدْ

كَانَ صَلَاةً مَيْمُوْنَةً زَكِيَّةً هَنِيَّةً رَضِيَّةً مَبْسُوطَةً مُبَارَكَةً مَرْفُوْعَةً مَرْضِيَّةً هَنِيَّةً جَلِيْلَةً عَظِيْمَةً عَالِيَةً نَامِيَةً طَيِّبَةً طَاهِرَةً مَقْبُوْلَةً كَرِيْمَةً صَافِيَةً صَلَاةً لَاغَايَةَ لَهَا وَلَا اِنْتِهَاءَ وَلَا اَمَدَ لَهَا وَلَا انْقِضَاءَ عَدَدَ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ وَمَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ مِنْ اَوَّلِ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْ صَحَابَتِهِ اَجْمَعِيْنَ اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ خَصَّهُ اللّٰهُ بِالشَّفَاعَةِ الْعُظْمٰى يَوْمَ الدِّيْنِ اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَفْضَلَ عِبَادِ اللّٰهِ اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ عَلَى اللّٰهِ اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ وَاَزْوَاجِكَ وَذُرِّيَّتِكَ وَاَتْبَاعِكَ اَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ السُّلْطَانِ الْكَامِلِ الْمُخْتَارِ النُّوْرِ الْمُبِيْنِ بَحْرِ اَنْوَارِكَ - وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ - وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ - وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ

الْمُلَذِّذِ بِمُشَاهَدَتِكَ۔ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِيَائِكَ۔ خُلَاصَةِ
خَاصَّةِ عَيْنِ أَعْيَانِ خَلِيْقَتِكَ۔ اَلطَّاهِرِ الْمُطَهَّرِ مِيْمِ الْمَعْرِفَةِ
وَحَاءِ الرَّحْمَةِ وَمِيْمِ الْمُلْكِ وَدَالِ الدَّوَامِ السَّيِّدِ الْكَامِلِ
الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ نُوْرِ الْأَنْوَارِ۔ وَمَعْدَنِ الْأَسْرَارِ۔ وَ
سَيِّدِ الْأَبْرَارِ۔ وَصَاحِبِ التَّاجِ وَالْوَقَارِ۔ شَفِيْعِ أُمَّتِهٖ
مِنَ النَّارِ۔ وَسَائِقِهِمْ لِدَارِ الْقَرَارِ صَلَاةً دَائِمَةً
بِدَوَامِكَ۔ بَاقِيَةً بِبَقَائِكَ. دَائِمًا أَبَدًا بِدَوَامِ مُلْكِ اللّٰهِ
صَلَاةً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا صَلَاةً تُسْعِدُنَا
بِهَا سَعَادَةً لَا شَقَاوَةَ بَعْدَهَا وَتُغْنِيْنَا بِهَا غِنًى لَا فَاقَةَ
بَعْدَهٗ صَلَاةً تَحُلُّ بِهَا الْعُقَدَ وَتُفَرِّجُ بِهَا الْكُرَبَ
وَتُذْهِبُ بِهَا عَنَّا كُلَّ هَمٍّ وَغَمٍّ وَسُوْءٍ وَحُزْنٍ صَلَاةً
تَرْفَعُ لَنَا بِهَا الدَّرَجَاتِ وَتَمْحُو السَّيِّئَاتِ وَتُضَاعِفُ
الْحَسَنَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَعْلَى الْمَقَامَاتِ بِجِوَارِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْمُعْجِزَاتِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِنَفُوْزَ بِبَرَكَتِهٖ بِلَذِيْذِ الْمُشَاهَدَةِ وَالْمُنَاجَاةِ مَعَ الَّذِيْنَ
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِيْنَ صَلَاةً تَزِيْدُ وَتَنْمُوْ وَتَفُوْقُ وَتَعْلُوْ وَتَسْمُوْ
صَلَاةَ كُلِّ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ صَلَاةً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ
وَتُحِيْطُ الْحَدَّ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهٖ
الْغَافِلُوْنَ صَلَاتَكَ الَّتِيْ صَلَّيْتَ عَلَيْهِ صَلَاةً لَا غَايَةَ
لَهَا وَلَا مُنْتَهٰى لَهَا وَلَا أَمَدَ لَهَا وَلَا انْقِضَاءَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ

صَحْبِهٖ كَذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ ـ اَللّٰهُمَّ بَلِّغْهُ فِيْ
نَفْسِهِ الزَّكِيَّةِ الطَّاهِرَةِ وَفِيْ اُمَّتِهٖ وَفِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَفِيْ
صَحَابَتِهٖ فَوْقَ مَا يُؤَمِّلُهُ مِنْكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ بِفَضْلِكَ
الْعَظِيْمِ يَا ذَا الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ بِزِيَادَاتٍ كُلِّهَاتٍ لَا يُدْرِكُهَا
اَحَدٌ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَطَّلِعُ عَلَيْهَا اَحَدٌ سِوَاكَ ـ وَلَا يَعْلَمُهَا
اَحَدٌ غَيْرُكَ وَلَا يَقْدِرُ عَلَيْهَا اَحَدٌ اِلَّا اَنْتَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ـ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ بَلَّغَ الرِّسَالَةَ
وَاَدَّى الْاَمَانَةَ وَكَشَفَ الْغُمَّةَ وَنَصَحَ الْاُمَّةَ وَدَلَّ الْبَرَكَةَ
وَاَقَامَ الْحُجَّةَ وَاَظْهَرَ اللّٰهُ بِبَرَكَتِهِ النِّعْمَةَ وَجَعَلَهُ
عَيْنَ الرَّحْمَةِ جَاهَدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَبِيْلِكَ
لَا اَعْرَضَ وَلَا اَدْبَرَ وَعَبَدَكَ حَتّٰى اَتَاهُ الْيَقِيْنُ ـ اَللّٰهُمَّ
اٰتِهٖ نِهَايَةَ مَا يَسْاَلُهُ السَّائِلُوْنَ وَمَا يَرْغَبُ بِهِ الرَّاغِبُوْنَ
اَفْضَلَ وَاَطْيَبَ وَاَزْكٰى وَاَنْمٰى وَاَعْلٰى وَاَقْرَبَ وَاَكْمَلَ
مَا اَعْطَيْتَ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَجْمَعِيْنَ وَارْضَ عَنْ صَحَابَتِهٖ
اَجْمَعِيْنَ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ سُبْحَانَ
رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ـ

ترجمہ: اے اللہ! درود بھیج، اپنے بندے اور رسول، ہمارے آقا محمد نبی اُمّی پر، آپ کی آل پر، آپ کے صحابہ پر، آپ کی بیویوں اور اولاد پر اور آپ کی تمام پاکیزہ عترت پر، آپ کے تمام معزز پیروکاروں پر، اور اپنے تمام اطاعت گذاروں پر، تابعین و تبع تابعین پر جو تا قیامت

نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے ہیں اور سلام و برکت، اور رحم و کرم، مہربانی و کرم نوازی فرما اور ایسا لطف و عنایت فرما، جو تیرے دوام کے ساتھ دائمی ہو، جیسے تو نے درود و سلام، لطف و کرم مہربانی و کرم نوازی فرمائی ابراھیم اور آلِ ابراہیم پر۔ تمام کائنات میں بے شک تو ستودہ بزرگ ہے۔ جب تک ذکر کرنے والا تیرا ذکر کرتا رہے اور جب تک غافل تیرے ذکر سے غفلت برتتا رہے۔ جو تیرے علم میں ہو گیا۔ یا ہونے والا ہے اس کے برابر ایسا درود جو بابرکت، صاف، پسندیدہ، مفصّل، مُبارک، بلند مرتبہ، جلیل القدر، عظیم، برتر، مکمل، صاف ستھرا، مقبول، کریم، صاف ہو۔ ایسا درود جس کی ابتدا ہو نہ انتہا۔ نہ معیاد نہ اختتام۔ جنہوں نے آپ پر درود پڑھا اور جنہوں نے نہ پڑھا۔ ابتدائے آفرینش سے قیامِ قیامت تک۔ ان سب کے برابر، اور اللہ آپ کے تمام صحابہ کرام سے راضی ہو۔ درود و سلام آپ پر اے رسُولوں اور نبیوں کے آقا۔ اور آپ پر سلام! اے پہلوں پچھلوں کے سردار! درود و سلام آپ پر۔ اے ساری مخلوق سے بہتر! درود و سلام آپ پر اے پروردگار کائنات کے حبیب! درود و سلام آپ پر، اے وہ جن کو اللہ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ درود و سلام آپ پر، اے وہ جن کو اللہ نے قیامت کے دن شفاعتِ عظمیٰ سے مخصوص فرمایا درود و سلام آپ پر اے اللہ کے بندوں میں افضل! درود و سلام آپ پر اے اللہ کی بارگاہ میں ساری مخلوق سے معزز تر! درود و سلام آپ پر، اے ہمارے آقا! یا رسول اللہ! درود و سلام آپ پر، آپ کی آل پر، آپ کے صحابہ پر، آپ کی بیویوں پر اور اولاد پر۔ اور آپ کے پیروکاروں

سب پر۔ والحمد للہ رب العالمین۔ سب تعریف اللہ رب العالمین کے
لیے۔ الٰہی! درُود وسلام وبرکت نازل فرما، ہمارے آقا اپنے بندے
رسُول، نبیٔ اُمّی محمّد پر، جو شہنشاہِ کامل، مختار، نورِ مبین ہیں تیرے
انوار کا سمندر، تیرے رازوں کی کان، اور تیری حُجت کی زبان ہیں،
تیری مملکت کے دُولہا، اور تیری رحمت کا خزانہ ہیں، تیری بارگاہ
کے امام اور تیرے مشاہدۂ ذات سے لذّت حاصل کرنے والے ہیں تیرے
نورِ پُرنُور کا ظہورِ اوّل۔ تیری مخلوق کی برگزیدہ وچیدہ ہستیوں میں سے خاص
الخاص اور پاک وصاف ہیں۔ معرفت کی میم۔ رحمت کی حا۔ ملک کی میم
اور دوام کی دال ہیں۔ سیّد کامل۔ پردۂ عدم کو چاک کرنے والے،
سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے اور نوروں کے نُور ہیں، رازوں کی
کان، نیکوکاروں کے سردار، تاج ووقار کے مالک، اُمت کو آتشِ جہنم
سے بچانے والے سفارشی، دارِ سکون کی طرف ان کے قائد ہیں، ایسا
دُرود جو تیرے دوام کے ساتھ دائمی اور تیری بقا کے ساتھ باقی ہو، اللہ
کی حکومتِ ابدی کے ساتھ ساتھ دائمی ہو۔ ایسا درُود جو تیری اور ان
کی رضا کا باعث ہو، اور جس کے ذریعے تو ہم سے راضی ہو۔ ایسا دُرود
جس سے ہم ایسی نیک بختی پائیں جس کے بعد بدبختی نہ ہو، ایسا درُود جس
سے ہم ایسی غنا حاصل کریں جس کے بعد محتاجی نہ ہو۔ ایسا درُود جس
سے گرہیں کھلیں، مشکلیں حل ہوں اور ہم سے ہر طرح کا رنج والم دُور
ہو، ایسا درُود جس سے درجے بلند ہوں، برائیاں ختم ہوں، نیکیاں بڑھیں
اور ہم کو اعلیٰ مقامات پر پہنچائے۔ سیّدنا محمّد صاحبِ معجزات صلی
اللہ علیہ وسلم کے قریب۔ تاکہ ہم آپ کی برکت سے مشاہدہ ومناجات

کے مقامات پر، ان لوگوں کے ہمراہ پہنچ سکیں، جن پر تُو نے انعام فرمایا، یعنی انبیاؑ، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ ایسا دُرود جو زائد ہو، بڑھتا رہے، اور بلند و برتر ہو، ہر دُرود شریف بھیجنے والے کے دُرود سے۔ تمام دُرود بھیجنے والوں کے برابر۔ ایسا دُرود جو اعداد و شمار سے بڑھ جائے، اور حد کا احاطہ کر لے۔ جب کبھی ان کا ذکر کریں ذکر کرنے والے۔ اور جس قدر غافل ان کے ذکر سے غفلت برتیں۔ تیرا وہ دُرود جو تُو نے ان پر بھیجا۔ ایسا دُرود جس کی حد و انتہا نہ ہو۔ نہ مُدّت نہ اختتام۔ اور اسی طرح آپ کی آل و اصحاب پر۔ اللہ کا شکر ہے۔ الٰہی اس دُرود کو آپ کی ذات طیب و طاہر تک آپ کی اُمّت اور آپ کے آل و اصحاب پر اُمید سے بڑھ کر پہنچا۔ اپنے بڑے فضل سے۔ اپنے بڑے فضل سے۔ کئی زیادتیوں کے ساتھ، جن تک تیرے سوا کسی کی پہنچ نہیں۔ جن پر تیرے سوا کوئی اطلاع نہیں رکھتا۔ اور جن کو تیرے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جن پر تیرے سوا کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ تُو بہت برکت والا اور بلند تر ہے اے صاحبِ جلال و کرم! اے اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام پہنچا دیا۔ امامت ادا کر دی تکلیف دُور کی اور اُمّت کی خیر خواہی فرمائی۔ برکت پھیلائی۔ حُجّت قائم کی اور ان کی برکت سے اللہ نے نعمتیں ظاہر فرمائیں ان کو رحمت کا سرچشمہ بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے راستے میں جہاد کیا۔ منہ موڑا نہ پیٹھ دکھائی۔ آخر دم تک تیری عبادت پر کاربند رہے۔ الٰہی سب سے بڑی چیز جو مانگنے والے تجھ سے مانگیں، آپ کو وہ عطا فرما جس میں رغبت والے رغبت رکھیں وہ عطا فرما۔ فاضل تر، صاف تر، پاکیزہ تر مزید تر، برتر، قریب تر۔ اور جو تُو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو دیا اس سب سے کامل تر۔ ان کے

تمام صحابہ کرام سے خوش رہیو۔ اور ان تابعین سے جو نیکی میں ان کے پیروکار ہوئے۔ تا قیامت پاکی تیرے رب کو جو عزت و غلبہ کا مالک ہے، ان کے بیان سے تمام رسولوں پر سلام اور تمام تعریف اللہ رب العالمین کے لیے۔"

یہ درود شریف سیدی شیخ ابوالمکارم زین الدین عمر بن بلوس خالدی شاذلی کا ہے۔ اور میں نے اسے ان کے بیاض سے نقل کیا ہے۔

ستانواں ۹۷ درود شریف

ابی المواہب الشاذلی کا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ صَلٰوةً تَشْرَحُ بِهَا صَدْرِيْ وَتُيَسِّرُ بِهَا اَمْرِيْ وَتَجْبُرُ بِهَا كَسْرِيْ وَتُغْنِيْ بِهَا فَقْرِيْ وَتُنَوِّرُ بِهَا قَبْرِيْ وَتَحِلُّ بِهَا الْعُقْدَةَ مِنْ لِّسَانِيْ۔

ترجمہ: اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا و مولیٰ محمد نبی اُمی پر اور آپ کی آل صحابہ کرام، بیویوں اور اولاد پر، ایسا درود جس سے میرا سینہ کھل جائے۔ میرا کام آسان ہو جائے۔ ٹوٹا ہوا دل جڑ جائے۔ میری غریبی دُور ہو۔ میری قبر روشن ہو، اور میری زبان کی بندش کھل جائے۔"

یہ فضیلت والا درود شریف سیدی محمد صفی الدین ابوالمواہب الشاذلی التونسی رضی اللہ عنہ کا ہے جسے انھوں نے "حزب الفرد انیہ" میں نقل کیا ہے۔ جب

ہیں اس کتاب میں ان کے دس درود ذکر کر چکا تو اس کے بعد مجھے اس کی خبر ہوئی۔ وہ دس درود میں نے امام قسطلانی کی کتاب "مسالک الحنفا" کے حوالہ سے پینتالیسویں درود شریف سے پچپن تک ذکر کیے ہیں۔ میں نے کتاب مذکور "حزب الفردانیہ" میں وہ درود دیکھا جس کی نسبت میں ترجیحاً سیدی علی وفا کی طرف کر چکا ہوں، جس کا نمبر تینتالیسواں ہے۔ الحزب میں اس درود شریف کی ابتدا میں ایسے کلمات ذکر نہیں کیے۔ جو عموماً درود شریف کا مفہوم دیتے ہیں، بلکہ اس کی ابتدا اس طرح ہے۔ الٰہی! میرا سوال ہے کہ جو تجھ سے مانگوں، اور جس کی رغبت ہو عطا ہو۔ اپنے فضل سے۔ صدقہ نور اول کا، پاکیزہ تر راز کا، جو کامل تر ہیں۔ مؤلف برابر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ان اوصافِ عالیہ فاضلہ سے تعریف و توصیف کر رہے ہیں، تا آنکہ فرماتے ہیں "جو تیرے غیب کامل کے منبع اور تیری تمام سلطنت میں خلیفۂ مطلق ہیں۔ اے اللہ ان پر ایسا درود بھیج جس کے ذریعے مجھے سرکار کی معرفت حاصل ہو۔ آخر تک"۔ اس کتاب حزب الفردانیہ کی شرح مؤلف کے شاگرد شیخ عبدالقادر بن سعید بن علی بن احمد طیبی مواہبی وفائی شاذلی نے لکھی ہے۔ اس شرح سے ان کی فراغت ذی القعدہ ۸۳۳ھ میں ہوئی۔ اس کے خطبہ میں کتاب اور اس کے مؤلف کی بڑی مدح و توصیف کرنے کے بعد، جو ان کی شایانِ شان ہے، کہتے ہیں، اس حزب کی مثل اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ میں نے خود اس کے مؤلف رحمہ اللہ سے سُنا کہ حزب الفردانیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر میرا یہ درود ایسا ہے جس کی مثال نہیں گزری۔ شارح نے کہا جو کوئی میری بات کا انکار کرے، وہ راہنمائے طریقت شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ کے زمانے سے آج تک کے عارفین کے کلام کو کھنگالے، اس جیسا درود شریف نہ پائے گا"۔ بظاہر اس درود شریف سے مراد سیدی علی وفا کا وہی درود شریف ہے۔ جس کا ذکر اس سے پہلے کیا گیا ہے۔ یہ درود شریف مراد نہیں۔ اگرچہ اس کی فضیلت بھی کچھ کم نہیں۔

نسبت کی تحقیق کے لیے درود شریف ۴۳ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ جو سیدی ابوالمواہب کا ہے۔ جیسا کہ مسالک الحنفا میں لکھا ہے، سیدی علی وفا کا نہیں جیسا کہ تحفۃ الرضاع میں لکھ دیا گیا۔ واللہ اعلم

اٹھانواں درود شریف

شیخ صدر الدین القونوی کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مَلٰٓئِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَحَمَلَۃِ عَرْشِکَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَنْبِیَآئِکَ الْمُرْسَلِیْنَ وَاَهْلِ طَاعَتِکَ اَجْمَعِیْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَاَهْلِ الْاَرَضِیْنَ وَاخْصُصِ اَللّٰهُمَّ مِنْ بَیْنِهِمْ نَبِیَّکَ مُحَمَّدًا عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاَصْفِیَآءَکَ اٰدَمَ شِیْثَ وَاِدْرِیْسَ وَنُوْحًا وَاِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالْخِضْرَ وَاِلْیَاسَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ خُصُوْصًا اِبْنَتَهٗ فَاطِمَۃَ وَعَلِیًّا وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَالْاِمَامَ مُحَمَّدًا الْمَهْدِیَّ وَخَاتَمَ اَمْرِنَا وَکَامِلَ عَصْرِنَا وَصَحْبَهٗ وَالصَّفْوَۃَ مِنْ اُمَّتِهٖ وَالْکَامِلِیْنَ وَالْمُکَمَّلِیْنَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ بِاَفْضَلِ الصَّلَوَاتِ وَاَطْیَبِ التَّحِیَّاتِ وَاَزْکَی التَّسْلِیْمِ۔ اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ سَلَامَ عَبْدِکَ الْمِسْکِیْنِ اِلٰی نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاِلٰی سَآئِرِ مَنْ ذَکَرْتُ مِنْ عِبَادِکَ الْمُخْلَصِیْنَ مُجْمَلًا وَمُفَصَّلًا فَعَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ مِنْکَ فِیْ هٰذِهِ اللَّحْظَۃِ مِنْ هٰذَا الْمِسْکِیْنِ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَاَطْیَبُ التَّحِیَّاتِ وَاَزْکَی التَّسْلِیْمِ۔

ترجمہ: الٰہی درود بھیج اپنے مقرب فرشتوں پر۔ اپنے عرش اٹھانے والے پاکوں پر۔ اپنے بھیجے گئے نبیوں پر اور اپنے تمام اطاعت گذاروں پر، خواہ آسمانوں والے ہوں یا زمینوں والے۔ اور اے اللہ ان میں سے خاص کر اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے ، صفیا آدم ، شیث ، ادریس ، نوح ، ابراہیم ، موسیٰ ، عیسیٰ ، خضر ، الیاس ، اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین وسلم خصوصاً آپ کی بیٹی فاطمہ پر۔ حضرت علی پر اور حسن و حسین پر ، امام محمد مہدی پر۔ ایسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو ہمارے معاملات کی تکمیل فرمانے والے اور ہمارے زمانے کی تکمیل فرمانے والے ہیں۔ آپ کے صحابہ پر آپ کی اُمت کے اصفیا اور آپ کی اولاد میں سے کاملین مکملین۔ فاضل تر درود اور کامل تر سلام۔ الٰہی ! اپنے اس مسکین بندے کا سلام پہنچا دے۔ اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک۔ اور جو تیرے دوسرے مخلص بندے ہیں ، جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ ان تک۔ اجمالاً بھی تفصیلاً بھی۔ پس آپ پر بھی اور ان سب پر بھی ، تیری طرف سے ، ہر لمحہ اس مسکین کی طرف سے۔ فاضل تر درود ، پاکیزہ تر تحائف ، اور پاک تر سلام ہوتے

یہ درود شریف شیخ شمس الدین المعروف خطیب وزیری مالکی نے اپنے وظائف حزب الفتح کے آخر میں دعا سے پہلے ذکر کیا ہے۔ اور کہا کہ یہ درود شریف شیخ صدر الدین کا ہے۔ شاید صدر الدین قونوی مراد ہوں ، اور ان کا کہنا تھا کہ یہ انہیں غیب سے تلقین ہوا ہے۔ اس کی برکت کا تجربہ کیا گیا ہے۔ الخ ،،

ننانواں درود شریف

(۱) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً اَلرِّضَا وَارْضَ عَنْ اَصْحَابِہٖ بِرِضَاءِ الرِّضَا۔

(۲) اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَرِیْمِ الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّھَاتِ۔

(۳) اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ صَلٰوۃً تَلِیْقُ بِجَمَالِہٖ وَجَلَالِہٖ وَکَمَالِہٖ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَذِقْنَا بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ لَذَّۃَ وِصَالِہٖ۔

(۴) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَائِھَا وَعَافِیَۃِ الْاَبْدَانِ وَشِفَائِھَا وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَضِیَائِھَا وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

(۵) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ مَا فِی السَّمٰوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَاَجْرِیَا رَبِّ لُطْفَکَ الْخَفِیَّ فِیْ اُمُوْرِنَا وَالْمُسْلِمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ۔

(۶) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً اَھْلِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرَضِیْنَ عَلَیْہِ اَجْرِ یَارَبِّ لُطْفَکَ الْخَفِیَّ فِیْ اَمْرِیْ وَالْمُسْلِمِیْنَ۔

(۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الطَّاهِرِ الْمُطَهَّرِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔

(۱۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ذِی الْمُعْجِزَاتِ الْبَاهِرَةِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ذِی الْمَنَاقِبِ الْفَاخِرَةِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّخَلِّقْنَا بِاَخْلَاقِهِ الطَّاهِرَةِ۔

(۱۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَعْطِهِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ذِی الْمَقَامَاتِ الْجَلِیْلَةِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّخَلِّقْنَا بِاَخْلَاقِهِ الْجَمِیْلَةِ۔

(۱۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّهَبْ لَنَا قَلْبًا شَکُوْرًا وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاجْعَلْ سَعْیَنَا مَشْکُوْرًا وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّلَقِّنَا نَضْرَةً

وَسُرُوْرًا وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰتِ عَلَيْنَا مِنْكَ بَهْجَةً وَّنُوْرًا وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّهَبْ لَنَا سِرًّا بِالْاَسْرَارِ مَسْرُوْرًا۔

(۱۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الصَّادِقِ الْاَمِيْنِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِيْ جَاءَ بِالْحَقِّ الْمُبِيْنِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِيْ اَرْسَلْتَهٗ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِمْ وَصَحْبِهِمْ اَجْمَعِيْنَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِمُ الْغَافِلُوْنَ۔

(۱۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى سَائِرِ اَنْبِيَائِكَ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى مَلٰٓئِكَتِكَ وَاَوْلِيَائِكَ مِنْ اَهْلِ اَرْضِكَ وَسَمَائِكَ عَدَدَ مَا كَانَ وَعَدَدَ مَا يَكُوْنُ وَعَدَدَ مَا يَكُوْنُ وَعَدَدَ مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ اَبَدَ الْاٰبِدِيْنَ وَدَهْرَ الدَّاهِرِيْنَ وَاجْعَلْنَا بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِمْ مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ الْاٰمِنِيْنَ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔

ترجمہ: (۱) الٰہی ہمارے آقا محمد پر رضا والا درود بھیج اور ان کے صحابہ سے مکمل طور پر راضی رہنا۔

(۲) الٰہی درود و سلام و برکت نازل فرما، ہمارے آقا محمد پر، جن کے آباء بھی کریم اور مائیں بھی کریم۔

(۳) الٰہی درود و سلام و برکت نازل فرما ہمارے آقا محمدؐ اور آپ کی آل پر۔ ایسا درود جو آپ کے جمال، جلال و کمال کے لائق ہو، اور درود و سلام و برکت نازل فرما ہمارے آقا محمدؐ اور آپ کی آل پر اور ہمیں درود و سلام کے صدقے آپ کی لذت وصال نصیب فرما۔

(۴) اے اللہ درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمدؐ، جو دلوں کے طبیب و دوا ہیں۔ بدنوں کی عافیت اور شفا ہیں، آنکھوں کا نور و ضیا ہیں۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر۔

(۵) اے اللہ درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمدؐ جو نبی اُمّی ہیں، اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ زمین و آسمان اور ان کے درمیان ہر چیز کی تعداد کے برابر۔ اور پروردگار! ہمارے اور تمام مسلمانوں کے معاملات میں اپنا پوشیدہ لطف جاری فرما۔

(۶) الٰہی! ہمارے آقا محمدؐ پر زمین و آسمان والوں کا درود و سلام بھیج اور اے رب میرے اور تمام مسلمانوں کے معاملات میں اپنا پوشیدہ لطف جاری فرما دے۔

(۷) الٰہی ہمارے آقا محمدؐ پر درود بھیج اور ہمارے آقا محمدؐ کی آل پر، اور ہمارے آقا محمدؐ پر برکت نازل فرما اور ہمارے آقا محمدؐ کی آل پر، جیسے تو نے رحمت و برکت اتاری سیدنا ابراہیم اور سیدنا ابراہیم کی آل پر تمام جہانوں میں۔ بے شک تو سراہا گیا بزرگ ہے۔

(۸) الٰہی درود و سلام و برکت نازل فرما ہمارے آقا محمدؐ اور آپ کی بیویوں پر جو اہل ایمان کی مائیں ہیں، اور آپ کی آل و اصحاب پر۔

(۹) اے اللہ درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمدؐ نبی اُمّی پر جو پاک اور پاک

کرنے والے ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر۔

(۱۰) الٰہی درُود وسلام وبرکت نازل فرما، ہمارے آقا مُحمّد پر جو قابلِ فخر فضائل کے مالک ہیں۔ اور درُود وسلام وبرکت نازل فرما ہمارے آقا مُحمّد پر دنیا و آخرت میں۔ اور درُود وسلام وبرکت نازل فرما ہمارے آقا محمّد پر اور ہم کو ان کے پاکیزہ اخلاق سے موصوف فرما۔

اے اللہ! درُود وسلام وبرکت نازل فرما ہمارے آقا محمّد پر جو روشن معجزات کے مالک ہیں۔ اور درود وسلام وبرکت نازل فرما ہمارے آقا مُحمّد پر جو قابلِ فخر محاسن والے ہیں اور درود وسلام وبرکت فرما ہمارے آقا مُحمّد پر دنیا و آخرت میں۔ اور درُود وسلام وبرکت نازل فرما ہمارے آقا محمّد پر اور ہمیں ان کے پاکیزہ اخلاق سے متصف فرما۔

(۱۱) الٰہی درُود وسلام وبرکت نازل فرما۔ ہمارے آقا مُحمّد پر اور آپ کو مقام وسیلہ وفضیلت عطا فرما۔ اور درُود وسلام وبرکت نازل فرما ہمارے آقا مُحمّد پر، جو بلند ترین مقامات کے مالک ہیں۔ اور درود وسلام وبرکت نازل فرما، ہمارے آقا مُحمّد پر اور ہمیں ان کے اخلاقِ جلیلہ سے مزیّن فرما۔

(۱۲) اے اللہ! درُود وسلام وبرکت نازل فرما ہمارے آقا مُحمّد پر اور ہم کو شکر گزار دل عطا فرما۔ اور درُود وسلام وبرکت نازل فرما ہمارے آقا مُحمّد اور ہماری کوشش بار آور فرما اور درُود وسلام وبرکت نازل فرما۔ ہمارے آقا مُحمّد پر اور ہمیں تروتازگی کے ساتھ شرف ملاقات بخش! اور درُود وسلام وبرکت نازل فرما، ہمارے آقا مُحمّد پر اور ہم پر اپنی طرف سے محبّت ونور ڈال دے اور درُود وسلام برکت نازل فرما۔

ہمارے آقا محمد پر اور ہمیں خوشی خوشی پوشیدہ راز بخش دے۔

۱۳۹) اے اللہ درود وسلام نازل فرما، ہمارے آقا محمد پر جو صادق وامین (سچے اور امانتدار) ہیں اور درود وسلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو واضح حق لے کر آئے۔ اور درود وسلام نازل فرما ہمارے آقا محمد پر جن کو تو نے، تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ اور درود وسلام بھیج ہمارے آقا محمد پر اور تمام نبیوں، رسولوں پر، اور ان کی تمام آل و اصحاب پر۔ جب ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں۔ اور جب غافل ان کے ذکر سے غفلت برتیں۔

۱۴۰) اے اللہ! درود وسلام و برکت بھیج ہمارے آقا محمد پر، اور اپنے باقی انبیا پر، اور درود وسلام و برکت بھیج، ہمارے آقا محمد پر، اور اپنے فرشتوں اور اپنے اولیا پر جو تیری زمین اور تیرے آسمانوں میں رہنے والے ہیں جو ہوا اس کے برابر اور جو ہوگا، اور جو تیرے علم میں ہونے والا ہے اس کے برابر۔ ہمیشہ ہمیشہ، جب تک زمانہ ہے۔ ان پر درود بھیجنے کے صدقے ہم کو ان امن والوں سے ملا دے۔ اے پروردگار عالمیان۔"

یہ ہیں وہ چودہ[۱۴] درود فضیلت والے درود، جن کو عارف باللہ شیخ سیدی احمد دردیر خلوتی مصری نے عارفین کے وظائف میں سے منتخب کیا اور اپنے مشہور اوراد کے مقدمہ میں جو حروف تہجی کی ترتیب پر مترتب ہیں، ذکر کیا۔ ان کے چند مختار درود میں نے اپنی کتاب "افضل الصلوٰت علی سید السادات" میں ذکر کیے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو درود میں نے وہاں ذکر نہیں کئے۔ جب کہ وہ بھی بڑی فضیلت کے حامل تھے میں نے ان کو جمع کر کے ایک درود بنا لیا۔ اب میں ان کے فضائل ذکر کرتا ہوں۔

ان درودوں کے فضائل

یہ فضائل عارف شیخ احمد صاوی کی شرح سے منقول ہیں، جو مؤلف رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے۔ پہلے کے بارے میں فرمایا یہ صیغۂ رضائیہ ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ جو کوئی اسے ستر بار پڑھے۔ اس کی دعا قبول ہوگی۔ دوسرے کے بارے میں فرمایا۔ یہ صیغہ کرم الاصول ہے۔ اس کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے۔ کہ پڑھنے والے کو مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ الخ۔

تیسرے کے بارے میں فرمایا۔ یہ صیغہ وصال ہے اور یہی اس کا نام ہے کیونکہ جو کوئی اس پر ہمیشہ عمل پیرا رہے اسے اللہ تعالٰی اپنے حبیب سے ملا دیتا ہے اور یہی مقصود ہے۔ الخ۔

چوتھے درود شریف کے بارے میں فرمایا۔ یہ ظاہر و باطن طلب کرنے کا صیغہ ہے۔ کسی بھی بیماری پر دو ہزار بار پڑھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ چار سو بار پڑھے اللہ تعالٰی شفا دے گا۔ الخ،، میں نے ہوں میں نے اسے اضافہ و قوت ارواح کے لیے بہترین پایا۔ بدنوں کی صحت و شفا کے لیے مجرب ہے۔ اس میں جو بلاغت و حسن ہے وہ ظاہر ہے۔ الخ۔

پانچویں کے بارے میں فرمایا یہ لطف خفی کا صیغہ ہے جو اسے کثرت سے پڑھے دنیا و آخرت کا عام لطف پائے گا۔ یہ اور اس کے بعد والد سیدی عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ کا ہے۔

چھٹے کے بارے میں فرمایا۔ یہ اور لطف کا صیغہ ہے۔ بعض نے بیداری میں یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے لیا ہے الخ

ساتویں کے بارے میں فرمایا یہ صیغہ ابراہیمی ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوا ہے۔ بعض نے کہا جو اسے ایک ہزار بار پڑھے، اپنے رب کو خواب میں دیکھے گا۔ الخ۔

آٹھویں کے بارے میں فرمایا، یہ اُمہات المؤمنین کا صیغہ ہے۔ اس کی بڑی فضیلت ہے۔ الخ۔

نویں کے بارے میں فرمایا، یہ طاہر و مطہر صیغہ ہے۔ جو اس کا پڑھنا لازم کرلے، اسے طہارت نصیب ہوگی۔ الخ۔

دسویں کے بارے میں فرمایا، یہ صیغہ چار درودوں پر مشتمل ہے۔ اس کی بڑی فضیلت ہے۔ اسے قابلِ فخر فضائل والا درود کہا جاتا ہے۔ الخ۔

گیارہویں کے بارے میں فرمایا، یہ وسیلہ و فضیلت کا صیغہ ہے۔ اس میں تین درود ہیں، باقی تین کے متعلق کوئی مخصوص فضیلت ذکر نہیں کی۔ سب کے آخر میں فرمایا، وہ صیغے مکمل ہوئے جن کو مؤلف نے دوسروں کے کلام سے جمع کیا تھا۔ یہ تیس صیغے ہیں، ان کو خاص کر جمع اس لیے کیا کہ یہ ان کا ورد تھے۔ جو انہوں نے شیوخ العارفین سے سند و اجازت کے ساتھ حاصل کیے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو جمع کر کے اس طرح شائع کیا گیا، گویا یہ آپ کی تصنیف ہے۔ الخ۔ مذکورہ صیغوں کے بہت سے فضائل میں نے "افضل الصلوٰت" میں ذکر کیے ہیں۔ کچھ میں نے عارف صاوی اور کچھ اور حضرات سے نقل کیے ہیں۔

سوواں درود شریف

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَزَوْجَتِہٖ مُنْتَہٰی مَرْضَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَرِضَایَتِہٖ۔

ترجمہ:۔ اللہ درود بھیجے ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل و اصحاب پر اور بیویوں پر، جتنی اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا ہے"۔

یہ درود شریف اس کتاب کے جامع یوسف بن اسماعیل نبہانی کا ہے۔ اللہ اس کو معاف کرے۔ اسے میں نے اپنی کتاب "صَلَوَاتُ الثَّنَاءِ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ" میں ذکر کیا ہے۔ کیونکہ اس مختصر درود شریف میں مکرر درود شریف آتا ہے۔ اور جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اختصار کے باوجود بڑا بلیغ ہے۔ جمع کا مطلب بھی بڑا خوب صورت اور ترتیب بھی خوبصورت تر۔

درود شریف نمبر ایک سو ایک

سیدی الشیخ یحیی الرملی القادری کا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَّاَزْكٰی سَلَامٍ وَّاَنْمٰی بَرَكَاتٍ عَدَدَ سُوَرِ الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَاٰيَاتِهٖ وَكَلِمَاتِهٖ وَحُرُوْفِهٖ وَنُقَطِهٖ وَتَفْصِيْلِهٖ وَجُمَلِهٖ وَجُزْئِيَّاتِهٖ وَكُلِّيَّاتِهٖ وَشَكْلِهٖ وَهَمْزِهٖ وَحَرَكَاتِهٖ وَسَكَنَاتِهٖ وَمُعْجَمِهٖ وَمُهْمَلِهٖ وَمُفَصَّلِهٖ وَمُجْمَلِهٖ وَمَنْطُوْقِهٖ وَمَفْهُوْمِهٖ وَمُحْكَمِهٖ وَمُتَشَابِهِهٖ وَخَاصِّهٖ وَعَامِّهٖ وَنَاسِخِهٖ وَمَنْسُوْخِهٖ وَاِشَارَاتِهٖ وَاَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ وَعِبَرِهٖ وَوَعْدِهٖ وَوَعِيْدِهٖ وَقَصَصِهٖ وَاَمْثَالِهٖ وَعَدَدَ مَا اَحْصٰی وَمِلْءَ مَا اَحْصٰی وَعَدَدَ الْاَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ وَمَنْ رَوَاهَا وَالْوَنَا. اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَّاَزْكٰی سَلَامٍ وَّاَنْمٰی بَرَكَاتٍ عَدَدَ الدَّقَائِقِ وَالدَّرَجِ وَالسَّاعَاتِ وَاللَّيَالِیْ وَالْاَيَّامِ وَالْجُمَعِ وَالشُّهُوْرِ

وَالنَّبِيِّيْنَ وَالْاَزْمَانِ وَالدُّهُوْرِ وَالْاَعْصَارِ۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى
اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ
وَاَزْكٰى سَلَامٍ وَاَنْمٰى بَرَكَاتٍ عَدَدَ الْحَرَكَاتِ
وَالسَّكَنَاتِ وَالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّاٰتِ وَتَخَلُّلِ الْمَنْسُوْجَاتِ
وَمَضْغِ الْاَفْوَاهِ وَرَمْشِ الْاَبْصَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
وَبَارِكْ وَكَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَحَبِيْبِنَا وَقُرَّةِ
اَعْيُنِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ
وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَاَزْكٰى سَلَامٍ
وَاَيْمَنَ بَرَكَةٍ عَدَدَ الْاَنْفَاسِ وَالْخَوَاطِرِ وَالْحُرُوْفِ
وَالنُّقَطِ وَالْكَلِمَاتِ وَحَرَكَاتِهٖ وَعَدَدَ الْهَوَاجِسِ
وَالسَّيِّاٰتِ وَتَعَاقُبِ الْوَسَاوِسِ وَالْاَوْهَامِ وَالشُّكُوْكِ
وَالظُّنُوْنِ وَتَرَادُفِ الْاَفْكَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
وَبَارِكْ وَكَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَحَبِيْبِنَا وَقُرَّةِ
اَعْيُنِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ
وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَاَزْكٰى
سَلَامٍ وَاَنْمٰى بَرَكَةٍ عَدَدَ الْاَشْبَاحِ وَالْاَرْوَاحِ
وَالْاَجْسَامِ وَالْجَوَاهِرِ وَالْعُقُوْلِ وَالْعُلُوْمِ وَعَدَدَ

مَا يَقَعُ فِي رُؤْيَا الْمَنَامَاتِ وَالْخَيَالِ مِنْ أَوَّلِ الْخَلْقِ إِلَى آخِرِهِمْ وَتَعَاقُبِ الدَّلَائِلِ وَالْأَحْبَابِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ أَفْضَلَ صَلَاةٍ وَأَزْكَى سَلَامٍ وَأَنْمَى بَرَكَاتٍ عَدَدَ الْمَلَائِكَةِ وَالْحُورِ الْعِينِ وَالْوِلْدَانِ وَالْإِنْسِ وَالْجَانِّ وَخَلْقِ الْبَحْرِ وَالْأَنْعَامِ وَالدَّوَابِّ وَالْوُحُوشِ وَالْأَطْيَابِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ أَفْضَلَ صَلَاةٍ وَأَزْكَى سَلَامٍ وَأَنْمَى بَرَكَاتٍ عَدَدَ الرُّؤُوسِ وَالْوُجُوهِ وَالْآذَانِ وَالْعُيُونِ وَالْأُنُوفِ وَالشِّفَاهِ وَالْأَفْوَاهِ وَالصُّدُورِ وَالْأَيْدِي وَالْأَرْجُلِ وَالْأَصَابِعِ وَالْأَظْفَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ أَفْضَلَ صَلَاةٍ وَأَزْكَى سَلَامٍ وَأَنْمَى بَرَكَاتٍ عَدَدَ الْقُلُوبِ وَالْأَضْلَاعِ وَالْعِظَامِ وَالْأَظْلَافِ وَالْأَصْوَافِ وَالْأَشْبَاهِ وَالشُّعُورِ وَالْأَوْبَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ

وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ
وَذُرِّيَّاتِهٖ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَّاَزْكٰى سَلَامٍ وَّاَنْمٰى
بَرَكَاتٍ عَدَدَ الْجُسُوْمِ وَالْاَعْضَاءِ وَالْبُطُوْنِ وَمَا
حَوَتْ وَعَدَدَ الْعُرُوْقِ وَالْمَسَامِ وَالْاَلْسُنِ وَالْاَسْنَانِ
وَالْاَسْمَاعِ وَالْاَبْصَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ
وَكَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ
وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ
وَذُرِّيَّاتِهٖ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَّاَزْكٰى سَلَامٍ وَّاَنْمٰى بَرَكَاتٍ
عَدَدَ الزُّرُوْعِ وَالنَّبَاتِ وَالْاَوْرَاقِ وَالْاَغْصَانِ
وَالْاَشْجَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ
عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ
النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ
وَذُرِّيَّاتِهٖ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَّاَزْكٰى سَلَامٍ وَّاَنْمٰى بَرَكَاتٍ
عَدَدَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَالْبُذُوْرِ وَالزُّهُوْرِ وَالْفَوَاكِهِ
وَالثِّمَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَفْضَلَ
صَلٰوةٍ وَّاَزْكٰى سَلَامٍ وَّاَنْمٰى بَرَكَاتٍ عَدَدَ
الرَّمْلِ وَالْحَصٰى وَالتُّرَابِ وَالزُّلَفِ وَالْمَعَادِنِ وَالْاَحْجَارِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ

الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَفْضَلَ
صَلٰوةٍ وَّاَزْكٰى سَلَامٍ وَّاَنْمٰى بَرَكَاتٍ عَدَدَ السَّمَاءِ
وَدَوَرَانِ الْفَلَكِ وَمَرِّ السَّحَابِ وَهُبُوْبِ الرِّيَاحِ
وَلَمْعِ الْبَرْقِ وَاَصْوَاتِ الرَّعْدِ وَقَطْرِ الْاَمْطَارِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ
مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ
الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ
اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَّاَزْكٰى سَلَامٍ وَّاَنْمٰى بَرَكَاتٍ عَدَدِ
مَكَايِيْلِ الْمِيَاهِ وَمَثَاقِيْلِ الْجِبَالِ وَالْاَجْسَادِ وَعَدَدَ
اَمْوَاجِ الْبِحَارِ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ
النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ
اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَّاَزْكٰى سَلَامٍ وَّاَنْمٰى بَرَكَاتٍ عَدَدَ
مَا خَلَقْتَ وَمَا اَنْتَ خَالِقٌ وَّمِلْءَ مَا خَلَقْتَ وَمَا اَنْتَ خَالِقٌ
وَعَدَدَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ وَّعَدَدَ مَا جَرٰى بِهٖ قَلَمُكَ
وَنَفَذَ بِهٖ حُكْمُكَ وَاَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ وَمَا لَا تُدْرِكُهُ
الْاَفْهَامُ وَالْاَفْكَارُ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ
وَكَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ
وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ
وَذُرِّيَّاتِهٖ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَّاَزْكٰى سَلَامٍ وَّاَنْمٰى
بَرَكَاتٍ عَدَدَ مَا صَلّٰى عَلَيْهِ الْمُصَلُّوْنَ مِنْ اَهْلِ

السَّمٰوَاتِ وَاَهْلِ الْاَرَضِيْنَ مِنْ اَوَّلِ الدَّهْرِ اِلٰى اٰخِرِهٖ
فِيْ كُلِّ زَمَانٍ وَاَوَانٍ وَوَقْتٍ وَشَهْرٍ وَجُمُعَةٍ وَيَوْمٍ وَلَيْلَةٍ
وَسَاعَةٍ وَلَحْظَةٍ وَنَفْسٍ وَطَرْفَةٍ وَسَاعَةٍ وَنَسَمَةٍ وَعَدَدَ
الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ كَذٰلِكَ فِي الْمَسَاءِ وَالصَّبَاحِ وَالْعَشِيِّ
وَالْاِبْكَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ عَلٰى
سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ
النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ
اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَاَزْكٰى سَلَامٍ وَاَنْمٰى بَرَكَاتٍ
زِنَةَ الْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ وَالسَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا بَيْنَهُمَا وَزِنَةَ الْجِبَالِ وَالتِّلَالِ وَالرِّمَالِ وَالتِّلَالِ
وَالْاَجْسَادِ وَالسَّحَابِ وَالْاَنْهَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
وَبَارِكْ وَكَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ
وَاَزْكٰى سَلَامٍ وَاَنْمٰى بَرَكَاتٍ مِلْءَ الْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ
وَالسَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ الْخَلَاءِ وَالْمَلَاءِ
وَالْعَوَالِمِ وَمِلْءَ الْاٰفَاقِ وَالْاَقْطَابِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ
عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ
وَاَزْكٰى سَلَامٍ وَاَنْمٰى بَرَكَاتٍ عَدَدَ مَا فِيْ عِلْمِكَ

وَمِلْءَ مَا فِيْ عِلْمِكَ وَزِنَةَ مَا فِيْ عِلْمِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ
وَمُنْتَهٰى رَحْمَتِكَ وَمَبْلَغَ رِضَاكَ حَتّٰى تَرْضٰى وَاِذَا رَضِيْتَ
وَعَدَدَ مَا ذَكَرَكَ خَلْقُكَ وَعَدَدَ مَا هُمْ ذَاكِرُوْكَ
وَعَدَدَ مَا سَبَّحُوْكَ وَحَمَّدُوْكَ وَكَبَّرُوْكَ وَوَحَّدُوْكَ
وَهَلَّلُوْكَ وَاسْتَغْفَرُوْكَ وَعَدَدَ مَا هُمْ مُسَبِّحُوْكَ وَ
حَامِدُوْكَ وَمُكَبِّرُوْكَ وَمُوَحِّدُوْكَ وَمُهَلِّلُوْكَ
وَمُسْتَغْفِرُوْكَ عَلٰى مَمَرِّ الدُّهُوْرِ وَالْاَعْصَارِ۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ
عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَفْضَلَ
صَلٰوةٍ وَاَزْكٰى سَلَامٍ وَاَنْمٰى بَرَكَاتٍ عَدَدَ
مَا خَلَقْتَ مِنَ الطُّيُوْرِ وَالْبَهَائِمِ وَالْوُحُوْشِ وَالْاَنْعَامِ
وَالْاَبْقَارِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ
عَلَى السَّيِّدِ الْكَامِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ حَاءِ الرَّحْمَةِ وَمِيْمِ
الْمُلْكِ وَدَالِ الدَّوَامِ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدَنِ اَسْرَارِكَ
وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ
وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَعَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ وَصَفِيِّكَ السَّابِقِ
لِلْخَلْقِ نُوْرُهٗ الرَّحْمَةِ لِلْعَالَمِيْنَ ظُهُوْرُهٗ الْمُصْطَفَى الْمُجْتَبٰى
الْمُنْتَقٰى الْمُرْتَضَى الْمُخْتَارِ۔ عَيْنِ الْعِنَايَةِ وَزَيْنِ الْقِيَامَةِ
وَاِمَامِ الْحَضْرَةِ اَمِيْنِ الْمَمْلَكَةِ وَكَنْزِ الْحَقِيْقَةِ وَ
شَمْسِ الشَّرِيْعَةِ وَكَاشِفِ الْغُمَّةِ وَجَالِي الظُّلْمَةِ وَنَاصِرِ

الْمِلَّةِ وَنَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَشَفِيْعِ الْاُمَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ
النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ
اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَّاَزْكٰى سَلَامٍ وَّاَنْمٰى بَرَكَاتٍ عَدَدَ
هٰذَا كُلِّهٖ اَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً مَّضْرُوْبًا فِيْ اَمْثَالِهٖ وَاَمْثَالِ
وَاَمْثَالِهٖ لَا يَنْقُصُ عَدَدُهَا وَلَا يَنْقَطِعُ مَدَدُهَا حَتّٰى
تَسْتَغْرِقَ الْعَدَّ وَتُحِيْطُ بِالْحَدِّ اَبَدَ الْاٰبِدِيْنَ وَدَهْرِ
الدَّاهِرِيْنَ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرَضُوْنَ وَالْعَرْشُ
وَالْكُرْسِيُّ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ وَمَا دَامَ مُلْكُ اللّٰهِ
الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ
وَكَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَّاَزْكٰى
سَلَامٍ وَّاَنْمٰى بَرَكَاتٍ وَّاجْزِهٖ عَنَّا يَا رَبِّ
مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا
عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَاٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ
وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ
الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَصَلِّ يَا رَبِّ وَسَلِّمْ
كَذٰلِكَ كُلِّهٖ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهِ الْاَكْرَمِيْنَ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ
وَعَلٰى اٰلِ كُلٍّ وَعَلَى الْقَرَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ الْبَرَرَةِ -

الْاَخْيَابِ۔ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ تَسْبِيْحًا يَلِيْقُ بِمَجْدِهٖ وَجَلَالِهٖ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا كَافِيًا عَلٰى جَمِيْعِ نِعَمِهٖ وَاِفْضَالِهٖ۔ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَلْمُنْفَرِدُ عُلُوِّهٖ وَكَمَالِهٖ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ الْمُتَعَاظِمُ فِيْ كِبْرِيَائِهٖ وَجَلَالِهٖ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ عِنْدَ كُلِّ هَمٍّ وَغَمٍّ وَكَرْبٍ وَضِيْقٍ وَعِنْدَ كُلِّ حَادِثٍ يَحْدُثُ لِلْعَبْدِ فِيْ جَمِيْعِ اَحْوَالِهٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ وَضِيَاءِ النَّهَارِ وَفِيْ اِقْبَالِ مِنْهُمَا وَاِدْبَارِهٖ عَدَدَ ذٰلِكَ وَمِثْلَ ذٰلِكَ وَاَضْعَافَ اَضْعَافِ ذٰلِكَ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ اَوْ بَزَغَ بَدْرٌ اَوْ هَبَّتْ رِيْحٌ اَوْ سَحَّ غَمَامٌ اَوْ سَجَعَ طَيْرٌ اَوْ اَقْبَلَ لَيْلٌ اَوْ اَشْرَقَ نَهَارٌ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَبْرَارِ۔ وَزَيْنِ الْمُرْسَلِيْنَ الْاَخْيَارِ۔ وَاَكْرَمِ مَنْ اَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَاَشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ۔ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا۔

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لیے جس نے ہم سے غم دور فرمایا بے شک ہمارا پروردگار بخشنے والا قدردان ہے۔ الٰہی درود و سلام و برکت کرم نازل فرما ہمارے آقا و مولا محمد پر جو تیرے بندے نبی اور رسول ہیں، نبی اُمّی اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ اور بیویوں اور اولاد پر، فاضل تر درود اور صاف تر سلام اور کثیر برکتیں، قرآن کریم کی

سورتوں کے برابر، اس کی آیتوں، کلمات حروف اور نقطوں کے
برابر۔ اس کی تفصیل اور اجمال کے برابر۔ اس کی جزئیات وکلیات
کے برابر۔ اس کی شکل، ہمزوں اور حرکات وسکنات کے برابر۔ اس
کے منقوط وغیر منقوط حروف کے برابر۔ اس کے مفصل ومحمل کے برابر۔
اس کے بول اور مفہوم کے برابر۔ محکم ومتشابہ کے برابر، اس کے خاص و
عام، ناسخ ومنسوخ اور اشارات کے برابر، اس کے امر ونہی اور
عبر کے برابر، اس کے وعد، وعید، قصص (واقعات) اور مثالوں
کے برابر۔ اعداد وشمار کے برابر اور جو حدیثیں بیان ہوئیں ان کے
برابر۔ الٰہی! درود وسلام، برکت اور کرم فرما ان کے برابر اور
آثار کے برابر۔ الٰہی! درود وسلام، برکت اور کرم فرما ہمارے آقا و
مولا محمد پر جو تیرے بندے نبی اور رسول ہیں، نبی امی ہیں اور ان
کی آل اور صحابہ کرام، بیویوں اور اولاد پر افضل درود اور پاکیزہ
تر سلام پے در پے برکتیں۔ حرکتوں، سکونوں، نیکیوں اور برائیوں
کے برابر اور بنی ہوئی چیزوں کے سوراخوں کے برابر، مونہوں کے
چبانے کے برابر، آنکھوں کے جھپکنے کے برابر، الٰہی درود وسلام و
برکت اور کرم نازل فرما۔ ہمارے آقا ومولا، ہمارے حبیب اور
ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک محمد پر جو تیرے بندے رسول اور نبی امی
اور عربی رسول ہیں اور ان کی آل واصحاب پر، ان کی بیویوں اور
اولاد پر، اور ان کے اہل خانہ پر افضل درود اور پاکیزہ تر سلام
اور گراں قدر برکتیں، سانسوں، دلوں، حروف، نقطوں، کلمات
اور حرکات کے برابر، رنیتوں پے در پے آنے والے وسوسو

دھوں، شکوک وظنون اور افکار کے برابر۔ الٰہی درود وسلام برکت اور کرم نازل فرما۔ ہمارے آقا و مولیٰ حبیب آنکھوں کی ٹھنڈک محمدؐ پر، جو تیرے بندے رسول، نبی اُمّی، رسولِ عربی ہیں۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر، بیویوں اور اولاد اور گھر والوں پر۔ افضل درود پاکیزہ تر سلام، فزوں تر برکتیں۔ اجسام وارواح کے برابر جواہر، عقول اور علوم کے برابر، ابتدا سے آخر تک مخلوق کے خواب وخیال میں جو آتا ہے اس کے برابر۔ پے در پے ملنے والے دلائل اور ان کی خبروں کے برابر، الٰہی! درود وسلام برکت اور کرم نازل فرما۔ ہمارے آقا و مولا، اپنے بندے، نبی اور رسول پر جو اُمّی نبی ہیں اور آپ کی آل اور صحابہ کرام پر، بیویوں اور اولاد پر افضل درود اور پاکیزہ تر سلام اور روز افزوں برکتیں، فرشتوں کے برابر اور موٹی آنکھوں والی حوروں کے برابر، غلمان کے برابر۔ انسانوں۔ جنوں، سمندری مخلوق، جانوروں، چوپائیوں، وحشیوں اور پرندوں کے برابر، الٰہی! درود وسلام اور برکت وکرم نازل فرما ہمارے آقا و مولا محمد پر جو تیرے بندے نبی اور رسول ہیں اُمّی نبی پر اور حضورؐ کی آل واصحاب بیویوں اور اولاد پر، افضل درود اور پاکیزہ تر سلام اور فزوں تر برکتیں۔ سروں چہروں، کانوں، آنکھوں ناکوں ہونٹوں، مونہوں، سینوں، ہاتھوں، پاؤں، انگلیوں اور ناخنوں کے برابر، الٰہی! درود وسلام اور برکت وکرم فرما ہمارے آقا و مولا محمدؐ پر جو تیرے بندے نبی، رسول اور نبیؐ اُمّی ہیں اور حضور کی آل واصحاب پر، بیویوں اور اولاد پر افضل درود پاکیزہ تر

سلام اور فزوں تر برکتیں، دلوں، پسلیوں، ہڈیوں، کھروں، اون گھاس پات بالوں اور ریشم کے برابر، الٰہی! درود وسلام اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ محمد پر، جو تیرے بندے نبی، رسول، نبی اُمّی ہیں اور آپ کی آلِ واصحاب پر بیویوں اور اولاد پر افضل درود پاکیزہ تر سلام او ماقزوں برکتیں، جسموں، اعضاء، پیٹوں اور جو ان میں ہے ان سب کے برابر، اور رگوں، مساموں زبانوں دانتوں، کانوں اور آنکھوں کے برابر۔ الٰہی! درود وسلام وکرم نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ محمد پر، جو تیرے بندے نبی، رسول اور نبی اُمّی ہیں اور حضور کی آل واصحاب پر، بیویوں اور اولاد پر، افضل درود پاکیزہ تر سلام فزوں تر برکتیں، کھیتی، گھاس، پتوں، ٹہنیوں اور درختوں کے برابر۔ الٰہی درود وسلام اور برکت و کرم نازل فرما ہمارے آقا و مولا محمد پر جو تیرے بندے نبی رسول اور نبی امی ہیں اور حضور کی ال واصحاب پر، اور حضور کی بیویوں اور اولاد پر افضل درود اور پاکیزہ تر سلام اور فزوں تر برکتیں، دانوں گٹھلیوں، بیجوں، کلیوں اور پھل فروٹ کے برابر۔ الٰہی! درود وسلام اور برکت نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ محمد پر، جو تیرے بندے نبی، رسول اور نبی اُمّی ہیں اور آپ کے آل واصحاب بیویوں اور اولاد پر، افضل درود، پاکیزہ تر سلام اور فزوں تر برکتیں ریت اور کنکریوں کے برابر، مٹی، معدنیات اور پتھروں کے برابر، الٰہی! درود وسلام، برکت وکرم نازل فرما! ہمارے آقا و مولیٰ محمد پر، جو تیرے بندے نبی اور رسول اور نبی اُمّی ہیں، اور آپ

کے آل واصحاب پر، بیویوں اور اولاد پر افضل درود اور پاکیزہ ترسلام فزوں تر برکتیں، آسمانوں کے برابر گردشِ افلاک کے برابر بادلوں اور ہواؤں کے چلنے، بجلی کے چمکنے، گرج کی آواز اور بارش کے قطروں کے برابر۔ الٰہی! درود وسلام و برکت وکرم نازل فرما۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمدؐ پر جو تیرے بندے نبی، رسول اور نبی اُمّی ہیں۔ اور آپ کی آل واصحاب بیویوں اور اولاد پر افضل درود پاکیزہ ترسلام اور فزوں تر برکتیں نازل فرما۔ پانیوں کے قطرے، پہاڑوں اور جسموں کے ذرّوں کے برابر۔ اور سمندروں کی لہروں اور موجوں کے برابر، الٰہی درود وسلام برکت وکرم نازل فرما ہمارے آقا و مولیٰ محمدؐ پر جو تیرے بندے نبی رسول اور نبی امی ہیں اور حضور کی آل واصحاب ازواج واولاد پر افضل دُرود پاکیزہ ترسلام، فزوں تر برکتیں، جو کچھ تُو نے پیدا کیا یا جو کچھ پیدا کرے گا اس کے برابر برابر اور جو ہوا یا ہوگا اس کے برابر اور تیرے قلم کے چلنے کے برابر۔ جو تیرے حکم نافذ ہوئے اور جن کو تیرا علم محیط ہے۔ اور جن کو علم وشعور سمجھنے سے قاصر ہے اس کے برابر۔ الٰہی درود وسلام برکت وکرم نازل فرما ہمارے آقا و مولا محمدؐ پر جو تیرے بندے نبی رسول اور نبیٔ اُمّی ہیں۔ اور حضورؐ کے آل واصحاب ازواجِ واولاد پر افضل درود پاکیزہ ترسلام فزوں تر برکتیں نازل فرما زمینوں وآسمانوں والوں نے ابتدائے آفرینش سے آخر تک، ہر زمانہ وآن میں وقت ومہینہ میں، ہر جمعہ میں، رات ودن میں، ساعت ولمحہ، ہر سانس وچشم زدن ہر گھڑی درود وسلام تیرے محبوب پر بھیجا اس کے برابر

اور حضور پر صبح و شام، سوتے وقت اور تڑکے درود شریف پڑھنے
والوں کے برابر۔ الٰہی! درود و سلام برکت و کرم نازل فرما ہمارے
آقا و مولیٰ اپنے بندے نبی اور رسول نبیِ اُمّی پر، اور آپ کی آل و
اصحاب پر، ازواج و اولاد پر، افضل درود، پاکیزہ تر سلام اور
فزوں تر برکتیں، عرش و کرسی آسمانوں اور زمین اور جو ان کے درمیان
ہے اور پہاڑوں، ٹیلوں، ریت کے ذروں، ملکوں، جسموں، سمندروں
اور نہروں کے برابر، الٰہی درود و سلام برکت اور کرم نازل فرما ہمارے
آقا و مولیٰ محمد جو تیرے بندے نبی رسول اور نبیِ اُمّی ہیں اور آپ کی
آل و اصحاب پر، بیویوں اور بچوں پر، افضل درود اور پاکیزہ تر سلام۔
اور فزوں تر برکتیں، عرش، کرسی، آسمانوں زمین اور جو ان کے درمیان
ہے ان سب کے برابر۔ خلاء (جو خالی نظر آتی ہے) ملاء (جو پُر نظر آتی
ہے) کائنات، آفاق و اقطار کے برابر۔ الٰہی درود و سلام برکت اور
کرم نازل فرما۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمد پر، جو تیرے بندے نبی، رسول
اور نبیِ اُمّی ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر بیویوں اور اولاد پر،
افضل تر درود، پاکیزہ تر سلام اور فزوں تر برکتیں، جو تیرے علم میں
ہے اس کے برابر اور تیرے علم بھر اور تیرے علم کے وزن بھر،
تیرے کلموں کی سیاہی کے برابر، تیری رحمت کی حد کے برابر، تیری
رضا کی رسائی کے برابر، یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے اور جب تو
راضی ہو جائے اور تیری مخلوق نے تیرا جو ذکر کیا، اس کے برابر، اور
جتنا ذکر کریں گے اور جتنا ذکر کریں گے اس کے برابر اور جو انھوں
نے تیری تسبیح، تحمید اور تکبیر کی اور جس قدر انھوں نے تیری توحید کا

اعلان وقرار کیا اور جتنی مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہا اور جتنی مرتبہ انہوں نے تجھ سے مغفرت طلب کی اور جتنی تیری تسبیح کریں گے اور تیری حمد کریں اور تیری تکبیر کریں گے اور تیری توحید کا اقرار کریں گے اور جس قدر تیری تہلیل (لا الٰہ الا اللہ کہنا) کریں گے۔ اور جتنے زمانے وہ تجھ سے مغفرت کریں گے اس سب کے برابر۔ الٰہی درود وسلام، برکت اور کرم نازل فرما ہمارے آقا و مولا محمد پر، جو تیرے بندے، نبی رسول اور نبی اُمی ہیں، اور آپ کی آل واصحاب پر، بیویوں اور اولاد پر، افضل درود، پاکیزہ تر سلام اور فزوں تر برکتیں، جو تو نے پرندے، حیوانات، وحشی جانور، چوپائے اور گائیں پیدا کیں ان کے برابر، الٰہی درود وسلام برکت وکرم نازل فرما سردارِ کامل، فاتح، خاتم، رحمت کی حا، ملک کی میم، دوام کی دال پر، جو تیرے انوار کا سمندر، تیرے اسرار کی کان، تیری حکومت کا دولہا، اور تیری حجت کی زبان ہے۔ تیری بارگاہ کے امام، تیرے ملک کی شان، تیری مخلوق کے خاصوں کا خاص اور تیرا وہ برگزیدہ رسول، جس کا نور تمام مخلوق سے پہلے ہے۔ جن کا ظہور تمام کائنات کے لیے رحمت ہے۔ مصطفےٰ، مجتبیٰ (برگزیدہ) پاکیزہ، پسندیدہ چنے ہوئے، عین عنایت، قیامت کی رونق، امام بارگاہ، امین سلطنت، حقیقت کا خزانہ، شریعت کا سورج، تاریکیوں کو دور کرنے والا، اندھیروں کو روشنی بخشنے والا، ملت کے مددگار نبی رحمت شفیع امت، ہمارے آقا و مولا محمد جو تیرے بندے نبی اور رسول ہیں، نبی اُمی ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر، بیویوں اور اولاد پر افضل درود، پاکیزہ تر سلام اور فزوں تر برکتیں ان سب کی

تعداد کے برابر۔ ان کو کئی گنا بڑھا چڑھا کر اور ان سب کے مجموعہ کو اتنے اور سے ضرب دے کر تمام مجموعہ کے برابر ایک بھی کم نہ ہو۔ سیاہی ختم نہ ہو۔ یہاں تک کہ تمام اعداد و شمار اس میں سما جائیں اور تمام حدود کا احاطہ ہو جائے ہمیشہ ہمیشہ، زمانہ بھر جب تک زمینیں اور آسمان ہیں عرش و کرسی، جنت و دوزخ اور اللہ واحد و قہار کی حکومت رہے۔
الٰہی درود و سلام برکت و کرم نازل فرما ہمارے آقا و مولا محمد پر، جو تیرے بندے نبی، رسول اور نبی اُمّی ہیں اور آپ کی آل و اصحاب اور بیویوں اور اولاد پر، افضل درود اور پاکیزہ تر سلام اور فزوں تر برکتیں، اور اے اللہ! حضور کو ہماری طرف سے وہ جزائے خیر عطا فرما جس کے آپ مستحق ہیں اور اس سے افضل جزا جو تو نے کسی قوم کی طرف سے اس کے نبی کو عطا فرمائی ہے۔ اور کسی رسول کو اس کی اُمت کی طرف سے عطا فرمائی اور حضور کو کسی وسیلہ، فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور قیامت کے دن حضور کو اپنے قریب تر مقام پر فائز فرما، اور اے پروردگار! اسی طرح درود و سلام نازل فرما۔ حضور کے تمام معزز بھائیوں یعنی نبیوں اور رسولوں پر اور ابوبکر، عمر و عثمان و علی پر اور سب کی آل اور سب کے صحابہ اور سب کے قرابتداروں پر، اور نیکوکار، بہترین تابعین پر اور ایسی حمد و پاکی خدا کے لیے جو اس کی بزرگی و عظمت کے شایانِ شان ہے اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہے ایسی تعریفیں جو کثیر ہوں، پاکیزہ ہوں بابرکت ہوں، کافی ہوں اس کی تمام نعمتوں اور فضلوں پر عبادت کے لائق کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے، جو ایک ہے کوئی اس کے

برابر نہیں، جو اپنی بلندی اور کمال میں یکتا ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ جو اپنی بڑائی اور دبدبے میں اپنے آپ سے بڑھ کر ہے۔ نیکی کی طاقت اور بُرائی سے بچاؤ اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ جو بلند تر عظیم تر ہے۔ ہر پریشانی غم اور تکلیف اور تنگی کے وقت اور بندے کو تمام حالات میں نت نئے حادثے پیش آتے وقت، اور میں خدائے برتر سے معافی چاہتا ہوں، ہر ایسے گناہ سے، جسے میں نے رات کی تاریکی، دن کے اُجالے اور دونوں کے آتے جاتے وقت میں کیا ہے۔ اسی تعداد کے برابر۔ اور اس جتنی اور تعداد کے برابر، اور اس سے دگنی چوگنی تعداد کے برابر جب تک سُورج طلوع ہوتا رہے۔ اور چاند چمکتا رہے ہوا چلتی رہے اور بادل چھاتا رہے پرندے چہچہاتے رہیں رات آتی رہے دن چمکتا رہے اور اللہ تعالیٰ دُرود بھیجے نیکوں کے سردار برگزیدہ رسُولوں کی زینت پر اور ان تمام میں معزز ترین پر جن پر رات اندھیرا کرے اور دن روشنی، اور آپ کی آل و اصحاب پر اور بہت بہت سلام"۔

یہ دُرود شریف سیدی شیخ یحییٰ بن عبدالرحمٰن رملی شافعی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور یہ کامل تر اور فاضل تر جامع تر اور شامل تر دُرودوں میں سے ہے حالانکہ یہ نادر الوجود ہے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے تین نسخے ... اس کے مقدمہ میں مصنف نے اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا "اللہ کے نام سے شروع، جو رحم فرمانے والا، نہایت مہربان ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ افضل درود اور مکمل سلام ہمارے آقا و مولیٰ مُحمّد پر، جو تمام نبیوں میں برگزیدہ اور آخری نبی ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر حمد و

درود وسلام کے بعد، بندہ فقیر یحییٰ بن عبدالرحمٰن رملی شافعی قادری اللہ اس کو اور اس کے والدین کو، اس کے مشائخ اور تمام مسلمانوں کو بخش دے، عرض گذار ہے کہ یہ بابرکت درود عربی نبی پر، جو بطحا کے باسی ہیں۔ ہاشمی، قریشی، اُمّی ہیں۔ سردار کامل، فاتح (جن سے سلسلہ نبوت شروع ہوا) خاتم (جن پر سلسلہ نبوت ختم ہوا) پروردگار عالم کے حبیب گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے، اس اُمّت کے قائد ہیں جن کے چہرے اور ہاتھ پاؤں (اعضائے وضو) قیامت کو چمکتے ہوں گے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ اللہ آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر اولاد وازواج سب پر درود وسلام نازل فرمائے، اور ان پر بھی جو نیکی کے ساتھ قیامت تک ان کی پیروی کرتے رہیں گے۔ میں نے اس کو جمع کیا چہرۂ انور کے انوار کی چمک وتروتازگی کی محبت میں اور سرکار کی رضا کے لیے اور حضور کی عظمت بارگاہ پناہ میں دنیا وآخرت میں قرب کا وسیلہ بنانے کے لیے اور میں نے اس کو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ میرے علم میں اس سے پہلے ایسا نہیں کیا گیا نہ کسی نے پہلے کیا نہ بعد میں اور یہ سب اس کی عام مدد اور بڑے فضل سے ہوا۔ کہ حضور ہی کے پاس ہر پیاسے کی پیاس بجھتی ہے۔ خواص و عام اور جن وانسان کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ قیامت کے دن تم میں سے میرے قریب تر وہ ہوگا جو تم میں سے سب سے بڑھ کر مجھ پر درود بھیجے گا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک حدیث میں مختصر لفظوں میں بڑی تعداد کی طرف اشارہ کیا ہے: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ اور اس کے علاوہ مفہوم میں ملتی جلتی حدیثیں، اور بہت سے پہلے پچھلوں بزرگوں سے، یہ اور اس کی ہم معنی تسبیحات وغیرہ منقول ہیں جب اللہ نے مجھ پر اپنے فضل وکرم سے اس درود شریف سے احسان فرمایا۔ تو ایک نیک آدمی نے یہ درود شریف پڑھا اور سو گیا خواب میں دیکھا گیا ہے کہ گویا کوئی کہنے

والا کہہ رہا ہے کہ اس درُود شریف کا ثواب اللہ ہی شمار کرسکتا ہے۔ ہمیں تو اس نے تھکا دیا ہے یہ واقعہ بیت المقدس کے مضافات میں موضع جلجولیا میں پیش آیا۔ اور اسے روایت کیا ہے سیدی شیخ استاذ، امام، عارف باللہ تعالیٰ سالکوں کے مربی، مریدوں کے مسلک، اپنے دور کے یکتا، اپنے دور کے یکتا، اپنے زمانے کے چیدہ، قطب، ولی شیخ محمد مغربی اللہ ان کو معاف فرمائے اور ان پر رحم فرمائے اور ان سے محبت فرمائے اور ان کی برکتیں ہم پر اور تمام مسلمانوں پر لوٹائے حالانکہ اس وقت تک یہ درُود شریف مکمل نہیں ہوا تھا جب میں نے اللہ کے فضل سے اس کو مکمل کرلیا تو اس کا نام رکھا۔

اس لیے کہ اگر کیمیا عقلاً جائز ہے تو کیمیا گر کو، دینا۔ کی غریبی سے نجات دیتا ہے۔ اور یہ درود شریف دنیا و آخرت کی غریبی سے نجات دیتا ہے۔ دیکھو آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی حقیقت کو کہ جس نے (باقی فرائض ادا کرنے کے بعد) اپنی تمام عبادت مجھ پر درُود وسلام پڑھنا ٹھہرا لی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام دنیوی و اُخروی حاجات خود پوری فرمائے گا۔ یا جیسا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یُونہی وہ حدیث جو حضرت اُبی نے کعب سے روایت کی ہے، جس کا ذکر آرہا ہے پھر مجھے مصر کی طرف سفر کرنا پڑا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کثرت سے مُسکراتے دیکھا اور کافی وقت میں حضور کے پاس بیٹھا رہا۔ یہ مُبارک خواب ماہ شوال جمعہ کی رات ۱۲۸۵ھ کو میں نے دیکھا ہے۔ پھر میں نے اسی سال حج کیا اور سرکار کی برکت سے میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ اور حضور کے زیر سایہ دہیں میں نے یہ درُود شریف لکھا اور ایک عرصے تک میں نے اسے چھپائے رکھا پھر مجھے حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی تو حضور فرماتے ہیں تُو نے ہم پر درُود پڑھنا چھوڑ دیا ہے؟ یا بھول گیا ہے؟ یا اس

سے ملتی جلتی بات فرمائی۔ میں نے عرض کیا حضور! کیا آپ کو درود پہنچتا ہے؟ یا اس سے ملتے جلتے الفاظ میں نے کہے فرمایا ہاں! پھر فرمایا میں عنقریب اسمِ اعظم کے ذریعے تیرے لیے دعا کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ جس درود شریف کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے وہ یہی درود شریف ہے جو کوئی اس کا اہتمام کرے گا۔ اس کی برکت سے بہت بھلائی دیکھے گا۔ پھر یہ سب کچھ ظاہر ہوا، الحمد للہ! یہ اس کا احسان ہے اور لوگوں میں بہت مقبول ہوا اور مجھے امید ہے کہ اللہ اس کو اس طرح شہرت بخشے گا۔ جیسے زمین کے کونے کونے میں سورج مشہور ہے۔ دعا ہے کہ اسے اپنی رضا کا ذریعہ بنائے۔ ان کی برکت سے جن کے لیے میں نے اسے جمع کیا ہے اور جو اسے ہمیشہ پڑھے اس پر بند دروازے کھول دے۔ اور اسے جنت میں بلند ترین محلات میں جگہ دے اور خواب میں آقاؤں کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بکثرت زیارت ہوتی رہے۔ کیوں نہیں جب ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں تمام وقت (نوافل کا) آپ پر درود پڑھنے کے لیے صرف کروں گا۔ تو حضور نے فرمایا: اِذًا تُکْفٰی ھَمَّکَ وَیُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ۔ تیری تمام پریشانیوں کے لیے یہی کافی ہوگا۔ اور تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ آخر تک حدیث۔ اور نبی علیہ السلام پر درود و سلام جو بڑے بڑے اجر برکتیں اور قبولیت ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ اور یہ ہر حال میں ہے اور جب تک زمانہ باقی ہے ہر وقت ہے۔ پھر کسی ایسے شخص پر جسے عقلِ سلیم اور فہمِ مستقیم عطا ہوا ہے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ یہ درود شریف کائنات ارضی و سماوی کی تمام کلیات و جزئیات پر مشتمل ہے اور تمام گزشتہ درودوں کی تفصیلات و مجملات پر حاوی ہے خصوصاً میرا یہ قول کہ دو گنا چوگنا، جب کہ اسے اسی جیسے سے ضرب دی جائے تاکہ اس قول کی حقیقت واضح ہو جائے کہ اس کے اجر و ثواب کا شمار اللہ کے سوا کوئی نہیں

کرسکتا۔ اور علم حساب کے ماہر پر یہ راز کھل جائے گا اور اللہ کی قدرت و عظمت کے آگے سر تسلیم خم کیے بغیر اور اپنی عاجزی کا اعتراف کیے بغیر چارہ ہی کیا ہے؟ میں یہ نہیں کہتا کہ میں ایسی چیز لایا ہوں جس کی مثل باقی نہیں لاسکے یا ان کے علم میں یہ وسعت نہیں۔ بلکہ میں تو ان کے غالب فائق اور مکمل نور امداد سے روشنی حاصل کرنے والا ہوں اور ان کے ٹھنڈے میٹھے صاف چشمہ فیض سے چند قطرے حاصل کرنے والا ہوں۔ میں نے ان کے عمدہ جڑے ہوئے اور بکھرے ہوئے موتی جمع کر لیے ہیں۔ اُمید ہے۔ کہ ان کے لکھے ہوئے اسمائے گرامی اللہ

ان کی برکتوں سے ہم کو دنیا و آخرت میں نفع دے بے شک وہ بڑا سخی کرم فرمانے والا اور کثیر نعمت والا ہے اور میں نے اس درود شریف کو "الباقیات الصلحت" ختم کیا۔ دو فائدوں کے لیے ایک یہ کہ اس میں پہلے اعداد شمار بھی خواہ منفصل ہوں خواہ مجمل جمع ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالےٰ میرا اور جو شخص اس کو بہتر طریقہ سے پڑھے گا ان کا بھی خاتمہ بالخیر فرمائے گا، بے شک وہ قریب ہے اور دعائیں سننے والا ہے اور مدینہ منورہ اللہ اس کے مقیم پر افضل درود و سلام بھیجے میں اس درود شریف کے لکھنے سے پیر کی رات ۱۲ شوال ۱۲۸۹ھ کو میں فارغ ہوا۔

مؤلف کا کلام ختم ہوا۔ مؤلف کے شیخ محمد مغربی ہیں سلسلہ قادریہ کے شیخ شہر جلبجولیا ہیں جن کا ذکر قطب میں پہلے گزر چکا ہے۔ کتاب "الانس الجلیل فی تاریخ القدس الخلیل" کے مصنف نے ولی شہیر کبیر سیدی علی بن علیل جو لوگوں میں علیم کے نام سے مشہور ہیں کے حالات میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانہ میں میری نظر میں ہمارے آقا و مولیٰ شیخ۔ اللہ کے ولی عبادت گذاروں کے پیشوا، زاہدوں کے امام، وجود اور بندوں کی برکت شمس الدین ابو عون محمد مغربی قادری شافعی ہیں جو جلبجولیا میں تشریف فرما ہیں مملکت اسلامیہ میں مشائخ قادریہ کے پیشوا اللہ

ان کے وجود سے مسلمانوں کو نفع پہنچائے۔ رملی رملہ فلسطین کی طرف منسوب ہے۔ جو یافا اور بیت المقدس کے درمیان ہے۔

ایک سو دوسرا درود شریف

حاجت برآوری اور غم دور کرنے کے لیے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ صَلٰوۃً اَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِیْنَ عَلَیْہِ اَجْرِ یَا مَوْلَانَا لُطْفَکَ الْخَفِیَّ فِیْ اَمْرِیْ وَاَرِنِیْ سِرَّ جَمِیْلِ صُنْعِکَ فِیْمَا اُمِّلُہٗ مِنْکَ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ:۔ الٰہی ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل پر درود بھیج جتنا آسمان و زمین والوں نے آپ پر بھیجا اور اے ہمارے آقا اپنا پوشیدہ لطف و کرم میرے معاملہ میں جاری فرما دے اور مجھے اپنے خوبصورت کام کا راز دکھا دے جن جن باتوں میں مجھے تجھ سے امید ہے اے پروردگار عالم! اس کو کنوز الاسرار میں ذکر کیا ہے اور مصنف نے اس کی فضیلت میں کہا ہے کہ کہا گیا ہے جو شخص اس کو ایک ہزار مرتبہ پڑھے، اللہ اس کی تکلیف ختم کر دے گا اور اس کی حاجت پوری فرمائے گا خواہ کیسی ہی ہو۔ جس شخص نے مجھے یہ بات بتائی اس نے یہ بھی بتایا کہ جو کوئی یہ باب کا نام اَلسَّرِیْعُ ایک ہزار مرتبہ پڑھے یعنی یَا سَرِیْعُ کہے اسے بھی مذکورہ بالا فائدہ ہوگا۔ فرمایا کہ جو دونوں پر عمل کرے تو کیا ہی کہنے الخ بعض حضرات نے اس درود کو سید عبداللہ علی کی طرف بایں الفاظ منسوب کیا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی

آلِہٖ صَلٰوۃَ اَھْلِ الْاَرْضِیْنَ وَ اٰجِرْ یَا رَبِّ بِلُطْفِكَ الْخَفِیِّ فِیْ اَمْرِیْ وَ الْمُسْلِمِیْنَ اور کہا کہ حضور علیہ السلام نے یہ درود شریف ان کو بالمشافہ بتایا تھا اللہ ان سے راضی ہو۔

ایک سو تیسرا درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَا اتَّصَلَتِ الْعُیُوْنُ بِالنَّظْرِ وَ تَزَخْرَفَتِ الْاَرْضُوْنَ بِالْمَطَرِ وَحَجَّ حَاجٌّ وَّ اعْتَمَرَ، وَلَبّٰی وَحَلَقَ وَنَحَرَ، وَطَافَ بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ وَقَبَّلَ الْحَجَرَ۔

ترجمہ: الٰہی! ہمارے آقا محمدؐ اور ہمارے مولا محمدؐ کی آل پر درود بھیج جب تک آنکھوں کا نظر سے تعلق ہے اور زمین بارش سے خوبصورت ہے۔ اور جب تک حاجی حج و عمرہ کرتے رہیں تلبیہ (لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ الخ کہنا) پڑھتے رہیں۔ پرانے (بے سِلے) کپڑے پہنتے رہیں اور قربانی کرتے رہیں۔ اور پرانے گھر (خانہ کعبہ) کا طواف کرتے رہیں اور حجرِ اسود (سیاہ پتھر) کو چومتے رہیں۔

اس کو شرح کنوز الاسرار میں ذکر کیا ہے اور اس کی فضیلت کی شرح میں مصنف نے کہا ہے کہ ہمارے شیخ عیاشی اللہ ان کی حفاظت فرمائے۔ نے فرمایا میں نے ایک ولی کے مزار کے گنبد میں ایک رقعہ دیکھا تھا جس میں یہ عبارت لکھی تھی۔ فقیہ علامہ سیدی قاسم الرضاع کے مطابق یہ درود شریف ایک مرتبہ پڑھنا پانچ لاکھ کے برابر ہے۔

ایک سو چوتھا درود شریف
دکھ درد دُور کرنے کے لیے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْفَاتِحِ الطَّیِّبِ الطَّاھِرِ رَحْمَۃِ اللّٰہِ لِلْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا۔

ترجمہ: الٰہی! ہمارے آقا محمد پر درود اور خوب سلام بھیج۔ جو ہر مشکل کو حل کرنے والے، پاک صاف اور جہان والوں پر اللہ کی رحمت ہیں اور آپ کی صاف ستھری آل پر"۔

یہ درود شریف کنوز الاسرار میں مذکور ہے، اور مصنف نے اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ یہ مشکلات و مصائب کے دور کرنے کے لیے اور مرض کوڑھ کے لیے مجرب، ہے جیسا کہ سیدی شیخ احمد ولد شیخ سیدی ابوالمحاسن یوسف الفاسی، اللہ ان سے نفع دے کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔

ایک سو پانچواں درود شریف شیخ محمد بن رافعی کا

اَللّٰھُمَّ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِجَاہِ مُحَمَّدٍ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ صَلٰوۃَ الرِّضَا فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ تَعْظِیْمًا لِحَقِّہٖ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی سِوَاکَ وَاَصْلِحْ لِیْ شَانِیْ کُلَّہٗ وَنِیْ آخر عدد معلومات المصلی یختم بقولہ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃُ تَعْظِیْمًا لِحَقِّکَ یَا مُحَمَّدُ۔

ترجمہ: اے اللہ! یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ، درود و سلام بھیج اُن پر اور اُن کی آل پر۔ رضا والا درود، ہر لمحہ، اپنی معلومات کے برابر۔ آپ کے حق کی عظمت کے لیے اور مجھے اپنے سوا کسی کے حوالے نہ کرنا اور میرا تمام حال سنوار دے۔ آخر میں پڑھنے والا یہ الفاظ بولے۔ هٰذِهِ الصَّلَاةُ تَعْظِيْمًا لِحَقِّكَ يَا مُحَمَّدُ۔

جامع ازہر کے نیک دل عالم شیخ سلمان الخانی نے یہ ذکر کیا کہ انہوں نے جامع ازہر میں بحالتِ خواب ایک عظیم روشنی دیکھی، جب اس کے بارے میں دریافت کیا تو کہا گیا، کہ یہ روشنی شیخ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر پڑھے گئے درود کے الفاظ کی روشنی ہے۔ الخ۔

شیخ محمد نافعی میرے بعض مشائخ کے شیخ ہیں۔ علمائے شام کے شیخ اور جامعہ ازہر کے بڑے علماء میں سے ہیں۔

ایک سو چھٹا درود شریف

سیّدی مصطفٰے البکری کا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ ۨالَّذِىْ تَشَرَّفَتْ بِهٖ جَمِيْعُ الْاَكْوَانِ۔ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ ۨالَّذِىْ اَظْهَرْتَ بِهٖ مَعَالِمَ الْعِرْفَانِ۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ ۨالَّذِىْ اَوْضَحَ دَقَائِقَ الْقُرْاٰنِ۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَيْنِ الْاَعْيَانِ۔ وَالسَّبَبِ فِىْ وُجُوْدِ كُلِّ اِنْسَانٍ۔ وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ ۨالَّذِىْ [illegible]

الشَّرِيْعَةِ لِلْعَالَمِيْنَ - وَاَوْضَحَ اَفْعَالَ الطَّرِيْقَةِ لِلسَّالِكِيْنَ - وَرَمَزَ فِيْ عُلُوْمِ الْحَقِيْقَةِ لِلْعَارِفِيْنَ - فَصَلِّ وَسَلِّمِ اَللّٰهُمَّ عَلَيْهِ صَلٰوةً تَلِيْقُ بِجَنَابِهِ الشَّرِيْفِ - وَمَقَامِهِ الْمُنِيْفِ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا دَائِمًا يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الَّذِيْ زَيَّنَ مَعَاصِمَ الْقُلُوْبِ - وَاَظْهَرَ سَرَائِرَ الْغُيُوْبِ - بَابِ كُلِّ طَالِبٍ وَدَلِيْلِ كُلِّ مَحْجُوْبٍ - فَصَلِّ وَسَلِّمِ اَللّٰهُمَّ عَلَيْهِ مَا طَلَعَتْ شَمْسُ الْاَكْوَانِ عَلَى الْوُجُوْدِ - وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مَنْ اَنَامَ عَلَيْنَا بِاَمْدَادِهٖ سَحَائِبَ الْجُوْدِ - يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُدْنِيْ بَعِيْدَنَا اِلَى الْحَضَرَاتِ الرَّبَّانِيَّةِ - وَتُذْهِبُ بِقَرِيْبِنَا اِلٰى مَا لَا نِهَايَةَ لَهٗ مِنَ الْمَقَامَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ - وَصَلِّ اَللّٰهُمَّ عَلَيْهِ صَلٰوةً تَنْشَرِحُ بِهَا الصُّدُوْرُ - وَتَهُوْنُ بِهَا الْاُمُوْرُ - وَتَنْكَشِفُ بِهَا السُّتُوْرُ - وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ آمِيْنَ -

ترجمہ: الٰہی دُرود و سلام و برکت نازل فرما، ہمارے آقا محمّد پر جن کے دم قدم سے تمام کائنات کو بزرگی ملی، اور ہمارے آقا محمّد پر درُود و سلام اور برکت نازل فرما، جن کے ذریعے تُو نے معرفت کے نشان ظاہر فرمائے۔ اور ہمارے آقا محمّد پر درُود و سلام اور برکت نازل فرما، جنہوں نے قرآن کی باریکیاں واضح کیں۔ اور

درود و سلام و برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد پر جو موجودات کی اصل ہیں اور ہر انسان کے وجود کا سبب ہیں۔ اور درود و سلام و برکت نازل فرما۔ ہمارے آقا محمد پر، جنہوں نے دنیا جہان کے لیے ارکان شرع کو مضبوط کیا اور ضرورت مندوں کے لیے طریقت کے افعال کو واضح فرمایا۔ اور عارفین کے لیے علوم حقیقت میں رمزیں مقرر فرمائیں۔ سوائے اللہ! حضور پر درود و سلام نازل فرما، جو آپ کی بارگاہِ بلند مرتبت اور مقام مقدس کے لائق ہو۔ اور ہمیشہ الٰہی ان پر سلام نازل فرما۔ اے اللہ! اے رحمٰن! اے رحیم! الٰہی درود و سلام و برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد پر، جنہوں نے دلوں کی بستیاں سجائیں اور چھپے راز ظاہر فرمائے۔ ہر طالب کا دروازہ اور ہر پوشیدہ حقیقت کی دلیل۔ سو الٰہی ان پر اس وقت تک درود و سلام بھیجیو، جب تک کائنات کا سورج دنیا پر چمک رہا ہے۔

اور ان پر درود و سلام و برکت نازل فرما جنہوں نے ہم پر اپنی مدد سے جود و عطا کی بارشیں کیں۔ اے اللہ! اے رحمٰن! اے رحیم۔ الٰہی ہمارے آقا محمد پر ایسا درود بھیج! جو ہمارے آقا کو بارگاہِ ربانی میں مزید قرب عطا کرے اور ہمارے قریب کو ان مقاماتِ احسان پر فائز کرے جن کی کوئی انتہا نہیں اور الٰہی! ان پر درود و سلام بھیج جن سے سینے کھل جائیں۔ اور کام آسان ہو جائیں اور پردے اُٹھ جائیں۔ اور روزِ جزا تک ان پر بکثرت سلام نازل فرما۔

الٰہی! ایسا ہی ہو۔

ایک سو ساتواں درود شریف

یہ بھی انہی کا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَنِ انْفَتَحَتْ بِہٖ وَجُوْدُ الْخَلَائِقِ طُرًّا۔ وَخَتَمْتَ بِہٖ عِقْدَ النُّبُوَّۃِ الْعُرًّا۔ وَجَعَلْتَہٗ اَعْلَی النَّبِیِّیْنَ فَضْلًا وَاَعْظَمَھُمْ اَجْرًا۔ وَخَلَقْتَ جَمِیْعَ الْاَنْوَارِ مِنْ نُّوْرِہٖ وَتَزَادَتْ رُتْبَتُہٗ بِذٰلِکَ قَدْرًا۔ صَلٰوۃً وَسَلَامًا دَائِمَیْنِ لَا یَنْقَضِیَانِ بِتِلْکَ الْحَضْرَۃِ الْعَلِیَّۃِ عَدَدَ اَفْرَادِ اَنْوَاعِ الْبَرِیَّۃِ۔ مَا ظَھَرَ فِی الْوُجُوْدِ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ۔ وَمَا تَحَرَّکَ وَمَا سَکَنَ۔ وَعَدَدَ مَا لَکَ فِیْ خَلْقِکَ مِنْ اِفْضَالٍ وَّمَنَنٍ۔ وَعَدَدَ کُلِّ عَدَدٍ وَقَعَ وَسَیَقَعُ فِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ اِنْ اُرِیْدَتْ اِحَاطَتُہٗ لَا یُحْصٰی اَوْ جَمْعُ اَنْوَاعِ جُمَلِہٖ وَاَفْرَادِہٖ بِعَدٍّ لَا یُسْتَقْصٰی۔ اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ بِھِمَا صُدُوْرَنَا وَیَسِّرْ بِھِمَا اُمُوْرَنَا۔ وَاَخْرِجْنَا بِھِمَا مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ وَّعُسْرٍ۔ اِلٰی کُلِّ فَرَجٍ وَّیُسْرٍ۔ وَقَرِّبْنَا بِھِمَا قُرْبَۃً نَصِیْرُ بِھَا لَدَیْکَ مِنْ اَعْلَی الْمُقَرَّبِیْنَ۔ وَاکْتُبْنَا عِنْدَکَ مِنَ الْمَحْبُوْبِیْنَ۔ وَاَبْعِدْنَا مِنْ دِیْوَانِ الْبُعَدَاءِ وَالْمَطْرُوْدِیْنَ۔ وَبَارِکْ اَللّٰھُمَّ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ وَالْحَمْدُ

لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

الٰہی! درود و سلام و برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد پر، جن سے تُو نے ساری مخلوق کی ابتداء فرمائی۔ اور جن سے تُو نے نبوت کا نورانی سلسلہ ختم فرمایا اور جن کو فضل و کرم میں تمام نبیوں سے اعلیٰ اور اجر و صلہ کے لحاظ عظیم تر کیا اور تمام انوار کو ان کے نور سے پیدا فرما کر ان کا رتبہ بڑھایا۔ ایسا درود و سلام جو ہمیشہ ہو اور ان کی بارگاہ عظمت پناہ کے لائق ہو خشکی کی انواع کے افراد کے برابر۔ جو ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں۔ جو متحرک ہیں اور جو ساکن۔ اور مخلوق میں جو فضل و احسان تُو نے فرمایا اس کے برابر۔ جو اعداد و شمار زمین و آسمان میں ہو چکے اور جو ہوں گے۔ کہ جن کا احاطہ کرنا چاہیں تو نہ ہو سکے یا تمام انواع و افراد کے برابر جن کا شمار نہ ہو سکے۔ ان کے برابر۔ الٰہی اس سے ہمارے سینے کھول دے اور ہمارے کام آسان فرما دے اور ہم کو ہر تنگی اور مشکل سے نکال دے ہر کشادگی و آسانی کی طرف اور اس کے وسیلہ سے ہم کو اپنی اعلیٰ ترین قربت عطا فرما اور اپنے مقبولوں میں لکھ دے، اور دوریوں اور دھتکارے ہوؤں کے دفتر سے ہمارا نام دور رکھ اور الٰہی حضور پر اور آپ کے آل و اصحاب سب پر برکت نازل فرما اور سب تعریف اللہ پروردگار عالم کے لیے۔

یہ دونوں درود شریف سیدی مصطفےٰ البکری کے ہیں۔ پہلے پر انہوں نے سحری کے وظائف ختم کیے ہیں اور دوسرا شیخ محمد نافلاتی مفتی بیت المقدس کی تالیف الدرر الاعلیٰ کی شرح کے آخر میں، میں نے لکھی دیکھی ہے جو شرح سے الگ ہے اور اس کے اوپر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے "یہ درود شریف سیدی شیخ مصطفےٰ البکری

کا ہے جو لوحِ محفوظ سے نقل کیا گیا ہے۔ میں نے اسے ہر بار ستر دلائل کی مقدار پڑھا ہے الخ۔ بلفظہ" اور آپ مشہور اولیا کبار میں سے ہیں۔ رضی اللہ عنہ (اللہ ان سے راضی ہو) اور سلسلہ عالیہ خلوتیہ کے شیخ طریقت ہیں، جو آپ کی وجہ سے دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکا ہے اور نبی علیہ السلام پر درود وسلام کے موضوع پر مختلف اسالیب میں آپ کی متعدد کتابیں موجود ہیں۔ جن میں نئے نئے اسلوب اختیار کئے گئے ہیں۔ بہت مفید ہیں۔ ان میں سے ایک الصلوات الجامعة بفضائل الخلفاء الاربعة ہے اس میں لکھا ہے۔ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الْقَائِلِ اَبُوْبَكْرٍ كَذَا" الٰہی! محمد پر درود بھیج جنہوں نے فرمایا ابوبکر ایسے ہیں ویسے ہیں) اور اس کے آگے کچھ فضائل مذکور ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حضرت صدیق اکبر کے متعلق منقول ہیں، یونہی حضرت عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے متعلق۔ اور ان میں سے ایک کتاب ہے الدر الفائق فی الصلوٰة علیٰ اشرف الخلائق۔ اسے انہوں نے حروف معجمہ کی ترتیب پر مرتب کیا ہے، اس میں پہلا درود ہے۔ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الْقَائِمِ بِالْوَفَا" الٰہی! درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد اور ہمارے آقا محمد کی آل پر جو وفا پر قائم ہیں"! اسی طرح باقی ان میں سے ایک کتاب ہے "الصلوٰت البریة الصلوٰة علیٰ خیر البریة" یہ بھی حروف معجمہ کے لحاظ سے مرتب ہے۔ اس کے شروع میں فرماتے ہیں "جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا بڑے وسیلوں میں سے ایک ہے اور پچھلوں کو پہلوں سے ملانے والا دروازہ ہے اور ایسا پھل دار باغ ہے جس کے آگے نہ کوئی پہریدار ہے اور نہ رکاوٹ اور اس راہ پر چلنے والے والوں کا مضبوط سہارا ہے اور حضور کی بارگاہِ عالی کی طرف میلان رکھنے والے کے لیے بڑا وسیلہ ہے تو میں نے اس

میٹھے اور گہرے بڑے اور عظیم الشان سمندر میں داخل ہونے کے لیے اللہ سے
استخارہ کیا۔ اور مجھے نبی علیہ السلام پر لکھے جانے والے اس درود شریف کا
نام الصلاۃ السریہ فی الصلاۃ علی خیر البریہ کی اجازت مل گئی۔
اس سے پہلے میں نے ایک درود شریف لکھا تھا جس کا نام میں نے الدر الفائق
فی الصلاۃ علی اشرف الخلائق رکھا تھا لیکن اس کا حجم کم تھا۔ اغلاط سے مبرا صفحات
تین سو سے زائد۔ میں نے چاہا کہ ایک ہزار ہو جائیں تاکہ ہمارے لیے ذخیرہ و وسیلہ
ہو جائے جس سے ہمیں قرب و محبت حاصل ہو کیونکہ صحیح احادیث جو ہم تک نبی صادق
مصدوق علیہ السلام کی ذات سے پہنچی ہیں۔ ان میں یہ بھی ہے کہ جس نے حضور علیہ السلام
پر ہزار بار درود بھیجا اللہ نے اس کا جسم آگ پر حرام کر دیا۔" آپ کے درودوں میں
سے وہ سات درود شریف بھی ہیں جن کا میں نے سید مرتضٰے شارح الاحیا کی عبارت
کے حوالہ سے اس کتاب کے حوالہ سے ذکر کیا ہے میں نے ان کا مطالعہ کیا ہے۔
الفاظ عجیب و غریب اور مفہوم دقیق، سمجھنے میں مشکل لہٰذا اس کتاب میں میں نے
ان کو نقل کرنا مناسب نہ سمجھا۔ درود مشیشیہ پر اس کی چند شرحیں بھی ہیں یونہی سیدی
محمد البکری الکبیر کے جمع کیے ہوئے وہ درود شریف جو انہوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے تھے۔ (خواب میں) اور جن کی ابتدا ان الفاظ
سے ہوتی ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نُوْرِكَ الْاَسْنٰی الخ ان کی بھی آپ نے شرح فرمائی۔
اور ان کے مشہور درود شریف موسومہ بہ الصلوات البکریہ کی شرح بھی لکھی ہے
جس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِنُوْرِ
ھٰذِہٖ اٰیَتِكَ الْاَعْظَمِ اور سیدی شیخ محی الدین ابن العربی کے الصلوۃ الاکبریہ
کی شرح بھی آپ نے لکھی ہے جس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔ اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَکْمَلِ مَخْلُوْقَاتِكَ الخ اور یہ تینوں درود

شریف میری کتاب افضل الصلوٰت میں مذکور ہیں ان کے علاوہ اور بھی درود شریف آپ کے لکھے ہوئے ہیں خلاصہ یہ کہ آپ اللہ کے بڑے اولیا اور نبی علیہ السلام کے سچے خدام میں سے تھے اللہ ان سے راضی ہو۔

ایک سو آٹھواں درود شریف

شہاب احمد بن مصطفےٰ الاسکندری کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اِخْوَانِهٖ وَآلِهٖ صَلٰوةً وَسَلَامًا نَقْرَعُ بِهِمَا اَبْوَابَ جِنَانِكَ وَنَسْتَجْلِبُ بِهِمَا اَسْبَابَ رِضْوَانِكَ وَنُؤَدِّيْ بِهِمَا بَعْضَ حَقِّهٖ عَلَيْنَا بِفَضْلِكَ وَاِحْسَانِكَ آمِيْنَ۔

ترجمہ: الٰہی درود وسلام بھیج اپنے نبی، حبیب، ہمارے آقا محمد اور آپ کے بھائیوں پر اور حضور کی آل پر، ایسے درود وسلام جن سے ہم تیری جنت کے دروازے کھٹکھٹائیں اور جن سے ہم تیری رضا کے اسباب حاصل کریں۔ اور جن کی بدولت ہم حضور کے کچھ حقوق جو ہم پر ہیں ادا کرسکیں اپنے فضل واحسان سے۔ الٰہی! ہماری دعا قبول فرما۔

سیدی محمد مرتضےٰ نے شرح الاحیاء میں فرمایا کہ ہمارے بعض شیوخ کے شیخ شہاب احمد بن مصطفےٰ اسکندری، المعروف بہ صباغ نے اپنی اجازت میں فرمایا جس مرید نے گناہ کرکے اپنے نفس پر زیادتی کی ہے اس کے لیئے بخشش کا قریب تر راستہ استغفار ہے پھر نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام۔ میں نے یہ

درود شریف اور اس کے خواص جو میرے دل میں ڈالے گئے محض اللہ تعالیٰ کے احسان اور نبی علیہ السلام کی برکت سے حاصل کئے ہیں اور میں نے یہ درود شریف حضور کی خدمت اقدس میں پیش کر کے اس پر عمل کی اجازت طلب کی، تو حضور مسکرائے اور درود شریف یہ ہے جو مذکور ہوا۔

۱۰۹ ایک سو نواں درود شریف

سیدی مصطفیٰ زبیدی کا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِكُلِّ صَلٰوةٍ تُحِبُّ اَنْ يُّصَلّٰى بِهَا عَلَيْهِ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ يُحِبُّ اَنْ يُّصَلّٰى بِهٖ عَلَيْهِ۔ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِكُلِّ سَلَامٍ تُحِبُّ اَنْ يُّسَلَّمَ بِهٖ عَلَيْهِ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ يُحِبُّ اَنْ يُّسَلَّمَ بِهٖ عَلَيْهِ صَلٰوةً وَّسَلَامًا دَائِمَيْنِ بِدَوَامِكَ عَدَدَ مَا عَلِمْتَ وَزِنَةَ مَا عَلِمْتَ وَمِلْءَ مَا عَلِمْتَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ وَاَضْعَافَ اَضْعَافِ ذٰلِكَ۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ كَذٰلِكَ عَلٰى ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ ذٰلِكَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاِخْوَانِهٖ۔

ترجمہ: الٰہی ہمارے آقا محمد پر ہر ایسا درود بھیج! جو ان پر تو بھیجنا چاہتا ہے ہر ایسے وقت جو تو ان پر بھیجنا چاہے۔ الٰہی! ہمارے آقا محمد پر، ہر ایسا سلام بھیج جو تو ان پر بھیجنا چاہتا ہے ہر ایسے وقت جب تو ان پر سلام بھیجنا چاہے ایسے درود و سلام جو تیری ہمیشگی کے ساتھ

ہمیشہ جواں تیرے علم کے برابر اور تیرے علم بھر اور تیرے کلمات کی سیاہی کے برابر، اور اس سے دونا دون۔ الہٰی تیری ہی تعریف اور تیرا ہی شکر یونہی، اسی پر، اس سب میں، اور حضور کی آل اور صحابہ اور بھائیوں نبیوں پر۔

سید مرتضےٰ نے شرح الاحیاء میں لکھا ہے کہ یہ درود شریف ماہ رجب کی ایک رات شاللہ کو مجھے اس وقت الہام کیا گیا جب میں حرم کے مقام حارۃ الداودیہ میں تھا اور مجھے یہ بشارت دی گئی کہ اس کو سو مرتبہ پڑھنے سے وہ ملک محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ سب اس درود شریف کی برکت ہے۔

ایک سو دسواں درود شریف ۱۱۰

تقی الدین حنبلی کا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَنَا عَلَی اللّٰہِ بَابًا مَّشْھُوْدًا وَّعَنْ اَعْدَائِہٖ حِجَابًا مَّسْدُوْدًا وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

ترجمہ:۔ الہی! ہمارے آقا محمد پر ایسا درود بھیج، جو ہمارے لیے اللہ کے ہاں حاضری کا کھلا دروازہ ہو جائے اور حضور کے دشمنوں پر بند پردہ اور حضور کے آل و اصحاب پر بھی درود و سلام ہو۔

ایک سو گیارہواں درود شریف (یہ بھی انہی کا ہے) ۱۱۱

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ الْمَکْتُوْبِ مِنْ

نورِ وجہِکَ الاَعْلَی الْمُؤَبَّدِ۔ اَلدَّائِمِ الْبَاقِیْ الْمُخَلَّدِ فِیْ قَلْبِ نَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ مُحَمَّدٍ۔ وَاَسْاَلُکَ بِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ الْوَاحِدِ بِوَحْدَۃِ الْاَحَدِ۔ الْمُتَعَالِیْ عَنْ وَحْدَۃِ الْکَمِّ وَالْعَدَدِ۔ الْمُقَدَّسِ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ۔ وَبِحَقِّ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ، اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سِرِّ حَیَاۃِ الْوُجُوْدِ۔ وَالسَّبَبِ الْاَعْظَمِ لِکُلِّ مَوْجُوْدٍ۔ صَلٰوۃً تُثَبِّتُ فِیْ قَلْبِیْ الْاِیْمَانَ وَتُحَفِّظُنِیْ الْقُرْآنَ وَتُفَھِّمُنِیْ مِنْہُ الْاٰیَاتِ۔ وَتَفْتَحُ لِیْ بِھَا نُوْرَ الْجَنَّاتِ۔ وَنُوْرَ النَّعِیْمِ۔ وَنُوْرَ النَّظَرِ اِلٰی وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ۔ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

ترجمہ: الٰہی! میں آپ سے آپ کے بڑے نام کے ذریعے سوال کرتا ہوں جسے آپ کی بلند ذات کے نور سے لکھا گیا ہے، جو دائمی ہے اور ہمیشہ رہنے والوں میں ہمیشہ باقی ہے تیرے نبی و رسول محمد کے دل میں، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے بڑے نام کے ذریعے جو ایک کی یکتائی سے ایک ہے۔ مقدار اور گنتی کی اکائی سے بلند تر ہے۔ ہر ایک سے پاک اور بوسیلہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قل ھو احد اللہ الصمد، لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔ کہ تو ہمارے آقا محمد پر درود و سلام نازل فرما۔ جو وجود ہونے کی زندگی کا راز ہیں۔ ہر موجود کے لیے بڑا سبب ہیں۔ ایسا درود جو میرے دل میں ایمان پیدا کرے اور مجھے قرآن زبانی یاد کروا دے۔

اور مجھے قرآن کا مفہوم سمجھا دے اور جس سے تو میرے لیے نیکیوں
اور نعمتوں کا نور کھول دے اور اپنی ذات کو دیکھنے والا نور کھول
دے، اور آپ کی آل اور صحابہ کرام پر"۔

یہ دونوں درود شریف سیدی عارف باللہ شیخ محمد تقی الدین دمشقی حنبلی کتاب عقیدۃ الغیب کے مؤلف ہیں۔ جو ابو شعر و شعیر کے نام سے مشہور ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ یہ ان کے مجموعہ جواہر انوار حیاۃ القلوب فی الصلاۃ والسلام علی افضل محبوب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے پہلا درود شریف سیدی علامہ سید محمد عابدین نے اپنے اس مجموعہ میں ذکر کیا ہے، جو ان کو ہمارے شیخ علامہ شاکر العقاد کے افادات کے ذریعے پہنچا ہے فرمایا کہ ان فوائد میں سے یہ درود شریف بھی ہے جو عارف باللہ شیخ محمد المعروف ابو شعر حنبلی مؤلف عقیدۃ الغیب کا لکھا ہوا ہے۔ اور دوسرا یعنی اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ آخر تک، تو اس کے فوائد پر میں نے ایک مستقل رسالہ دیکھا ہے۔ جس کے مصنف نے اس کا نام اسم اعظم رکھا ہے۔ مجھے مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا، شائد اس کے مصنف اس درود شریف کے مصنف شیخ تقی الدین خود ہیں۔ مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ عظیم الشان رسالہ ہے جن میں اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے خواص و فوائد و تصرفات ذکر کیے جائیں گے۔ جن کو صاحب عقیدۃ الغیب نے ذکر کیا ہے، اور رجال الغیب قدس سرہم کے طریقے ذکر ہوں گے اور اس میں بڑے عجیب غریب اسرار مذکور ہیں ان میں سے ایک یہ کہ جب تم اسے ہر روز سو مرتبہ پڑھو تو اولیا میں شامل ہو جاؤ گے اور اگر ہر روز ایک ہزار بار پڑھو تو تمہیں غیب سے رزق ملے گا۔ ایک یہ کہ اگر ہفتہ کی رات کسی ظالم کی تباہی کے لیے اسے ہزار بار پڑھو تو اس کی عجیب ہلاکت دیکھو گے۔ ایک یہ کہ راہزنی کا خاتمہ، اپنے بائیں پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی لیکر

اس پر سات بار پڑھو اور دشمن کی طرف فضا میں لے پھینک دو تو اسی وقت ان پر ہلاکت پڑے گی۔ ان میں سے ایک یہ کہ گمشدہ چیز یا بھاگنے والے، یا چوری شدہ مال، چھینا ہوا سامان، امانت قرض وغیرہ وصول کرنے کے لیے ہر روز سات مرتبہ پڑھو اور نیت یہ ہو کہ اس کا ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضور کی آل، صحابہ کرام، احباب رجال الغیب تو بہ کرنے والوں اور ان کے رئیس کو پہنچایا جائے گا پھر تم غریبوں مسکینوں اور یتیموں کو کوئی چیز اس وقت کھلاؤ جب تمہاری مراد پوری ہو جائے بندوں کے پروردگار کا شکر ادا کرتے ہوئے حضور علیہ السلام آپ کی آل و صحابہ، اولیاء اللہ اور دوستوں کی طرف سے، تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تم اپنی مراد پا لو گے ایک یہ کہ کسی بیماری کا مریض ہو لوبان پر پڑھ کر اس کا دھواں مریض پر پھونک دو۔ اللہ کے حکم سے تندرست ہو جائے گا۔ ان میں سے ایک یہ کہ درد سر ہو بخار ہو، آشوب چشم ہو، آنکھوں میں درد ہو، آدھے سر کو درد ہو، عرق گلاب پر سات مرتبہ اس کو پڑھو اور ہر مرتبہ ساتھ سورہ فاتحہ بھی پڑھ کر بیمار کے سر پر اس کی مالش کرو، اللہ کے حکم سے اسی وقت شفا ہوگی ایک یہ کہ جب فاتحہ کے ساتھ تم نے اس کو سات مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر لیا اور بیمار کو پلا دیا تو اللہ کے حکم سے شفایاب ہوگا۔ یونہی اگر عورت یا حیوان کا دودھ نہیں تو جاری ابلتے چشمے سے پانی لے کر اس پر سات مرتبہ فاتحہ کے ساتھ یہ درود شریف پڑھ کر اس بیمار کو پلائیں۔ اور اس پر چھڑکاؤ بھی کریں۔ اللہ کے حکم سے شفایاب ہوگا اور دودھ دینے لگے گا۔ ایک یہ کہ یہ پانی اس بیمار کو پلائے جس کے بیٹھنے کی جگہ نکلی ہوئی ہے یا اس میں تکلیف ہے یا پیشاب بند ہو گیا اور بچے کی پیدائش میں تکلیف ہوتی ہے ان سب کے لیے فاتحہ کے ساتھ سات مرتبہ یہ درود شریف پڑھ کر دم کریں۔ ان شاء اللہ تکلیف دور ہو جائے گی۔ بہا بر ہے کہ بتی پر پڑھیں، تیل پہ پڑھیں پانی پر

پڑھیں یا سُرمہ یا مرہم وغیرہ پر ایک یہ کہ بیمار رومال پر پڑھ کر اسے سر پر باندھ لے اس سے زمینی عوارض ختم ہو جائیں گے اور طبیعت شفایاب ہو گی اور رُوح و طبیعت کو سکون ہو گا۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ سوتے وقت پی لے غلط قسم کے خواب، گھبراہٹ، بھول، سانس میں تنگی، پسینے میں درد، ہوائیں، پیٹ کے درد ٹونے ٹوٹکے، دل کی دھڑکن سب کے لیے مفید ہے ان میں سے ایک یہ کہ جب اسے لکھ کر دوکان میں رکھے تو اس میں رونق و حُسن ظاہر ہو گا دل اس کی طرف کھچے آئیں گے، تجارت نفع اور برکت بڑھے گی۔ ایک یہ کہ جس خیر و برکت کی نظر سے اسے پڑھو یا برکت کے لیے اس میں رغبت بڑھے گی چمک اور حسن و جمال اس پر ظاہر ہوں گے۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ کہ جب تم خواب میں حضور علیہ السلام یا خضر علیہ السلام کی زیارت کرنا چاہو اور کسی چیز کو معلوم کرنا چاہو یا کوئی ایسا علم حاصل کرنا چاہو جس سے دنیا یا آخرت میں فائدہ ہو تو سوتے وقت اسے ایک سو مرتبہ پڑھ لو، باوضو و قبلہ رُخ ہو کر اور سر کے پاس کوئی خوشبو ہو مثلاً عرق گلاب، گلاب کے پھول یا ایسی ہی کوئی چیز، اب نبی علیہ السلام کی روحانیت تم پر تمہاری استعداد کے مطابق جیسے تم چاہو ظاہر ہو گی۔ جوں جوں تمہاری قوت قوی ہوتی جائے گی۔ عالم ملکوت میں محض عالم خیال میں رُوحانی سلطنت کی خوشی بڑھتی جائے گی اور تم سینوں کے عجیب و غریب علوم بیان کرنے لگو گے جن کو تم سے نہ سمجھ سکے۔ جب خالص کی رضا کے لیے تم نے چالیس دن تک یہ عمل کیا تو تمہارے دل سے حکمت کے چشمے زبان پر جاری ہوں گے اور تم اہلِ کشف میں سے ہو جاؤ گے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوضات سے انوار قبولیت میں رنگے جاؤ گے اور جو اسرار و رموز آنکھوں سے اوجھل ہیں وہ متشکل ہو کر تمہارے سامنے آجائیں۔ پس اپنا بھید چھپاؤ، تمہارا حکم چلے گا اور رازوں کی کرید

نہ کرو، ورنہ آزادوں کے دفتر سے تمہارا نام مٹا دیا جائے گا اور جو آپڑے اس پر راضی رہو یہ بہت مفید ہے۔ اگر تیرے لیے پردہ اٹھا لیا جائے تو معلوم ہو کہ تو نے وہی اختیار کیا جو ہونے والا تھا۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے بھاگے ہوئے کا لوٹ آنا جسے دورے پڑتے ہوں، مشکلات حل کرنے کے لیے، جادو زدہ کو دور کرنے، قیدی کو رہائی دلانے، پریشان حال کو خوشحال کرنے، مغموم کو مسرور کرنے۔ قرض دار جس پر کوئی ناراض ہو، دھتکارا ہوا ہو، فالج زدہ ہو، بیمار ہو، بخار میں مبتلا ہو، دیگر عوارض پیش ہوں۔ حاملہ ہو، تو ایک اوقیہ (چالیس درہم تقریباً دس تولہ چاندی) زیتون کا تیل لو اسے سفید شیشی میں ڈال کر مٹکے کے پیندے میں لٹکا کر قبلہ کی جانب دیوار کے سامنے رکھ دو اور لوبان کی دھونی سلگاؤ کہ اولیاء اللہ اور نیکوں کا عنبر بھی۔ اور تمام دھونیوں کا بادشاہ، اور جب اس کو تو یہ جامع دھونی ہو جائے گی اور مشکلات حل کرنے والے بادشاہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے روحوں کی قبولیت جلد ہو گی، پھر دو رکعت نفل پڑھ کر اس کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کو ہدیہ کر، اور آپ کی آل و اصحاب سب کو، اس کے ساتھ اسم اعظم کو بھی ایک ہزار بار ملا لے۔ ان دھونیوں کے درمیان قبلہ رخ ہو کر بیٹھ جا، اور جس زیتون پر تو نے پڑھا ہے وہ تیرے سامنے ہو، اور اپنا ہاتھ اس پر رکھ لے۔ جب سب پڑھ لے تو دو رکعتوں پہ خاتمہ کر اور اس کا ثواب اللہ کی طرف سے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم اور حضور کی آل و اصحاب کی خدمت میں ہدیہ کرنے کی نیت کر، اس کے بعد زیتوں پر سے ہاتھ اٹھا لے، فرشتے تمہارے منہ سے (یہ کلمات) لیں گے۔ پھر حاجت مند اسے استعمال کرے کھانے میں بھی اور بطور تیل بھی تین دن یا اس سے زیادہ۔ اللہ کے حکم سے بڑا فائدہ ہو گا۔

ایک سو بارہواں درود شریف ۱۱۲

سیدی ابو العباس تجانی کا اس کا نام جوہرۃ الکمال ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَیْنِ الرَّحْمَۃِ الرَّبَّانِیَّۃِ وَالْیَاقُوْتَۃِ الْمُتَحَقِّقَۃِ الْحَائِطَۃِ بِمَرْکَزِ الْفُھُوْمِ وَالْمَعَانِیْ ۔ وَنُوْرِ الْاَکْوَانِ الْمُتَکَوِّنَۃِ الْاٰدَمِیِّ صَاحِبِ الْحَقِّ الرَّبَّانِیْ ۔ الْبَرْقِ الْاَسْطَعِ بِمُزُوْنِ الْاَرْبَاحِ الْمَالِئَۃِ لِکُلِّ مُتَعَرِّضٍ مِّنَ الْبُحُوْرِ وَالْاَوَانِیْ وَنُوْرِکَ اللَّامِعِ الَّذِیْ مَلَاْتَ بِہٖ کَوْنَکَ الْحَائِطِ بِاَمْکِنَۃِ الْمَکَانِ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَیْنِ الْحَقِّ الَّتِیْ تَتَجَلّٰی مِنْھَا عُرُوْشُ الْحَقَائِقِ عَیْنِ الْمَعَارِفِ الْاَقْوَمِ صِرَاطِکَ التَّامِّ الْاَقْوَمِ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی طَلْعَۃِ الْحَقِّ بِالْحَقِّ الْکَنْزِ الْاَعْظَمِ ۔ اِفَاضَتِکَ مِنْکَ اِلَیْکَ اِحَاطَۃِ النُّوْرِ الْمُطَلْسَمِ ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ صَلٰوۃً تُعَرِّفُنَا بِھَا اِیَّاہُ ۔

ترجمہ: الٰہی درود وسلام بھیج رحمتِ ربانی کے سرچشمہ پر اور اس یاقوت پر جو فہم ومعانی کی مرکزی دیوار میں آویزاں ہے اور حق ربانی کے سزاوار انسان کی کائنات کا نور ہے اور ان تیز ہواؤں کی چمکتی بجلی پر جو سمندروں کے پانیوں سے بھری ہوئی ہے اور اپنے اس چمکتے نور پر جس سے تو نے کائنات کا کونہ کونہ بھر رکھا ہے۔ الٰہی حق کے سرچشمہ پر درود وسلام بھیج! جس سے حقائق کے عرش چمک

رہے ہیں۔ قدیمی معارف کا سرچشمہ۔ تیرا مکمل سیدھا راستہ۔ الٰہی اس پر درود و سلام بھیج جو حق کے ساتھ حق کی چمک ہے۔ بڑا خزانہ ہے تجھ سے تیری طرف فیض لینے کا۔ بحر نور ہے۔ حضور پر اللہ ایسا درود بھیجے جس سے ہمیں حضور کی معرفت حاصل ہو اور آپ کی آل پر۔

۱۱۳
ایک سو تیرہواں درود شریف

یہ بھی انہی کا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا يَنْبَغِيْ لَنَا اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: الٰہی! ہمارے آقا و مولا محمد نبی پر درود و سلام بھیج تیری جتنی مخلوق نے حضور پر درود بھیجا اس کے برابر، اور درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جیسے ہمیں ان پر درود بھیجنا چاہیئے اور ہمارے آقا محمد نبی پر درود بھیج، جیسا تو نے ہم کو حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

۱۱۴
ایک سو چودہواں درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ صَلٰوةً تَعْدِلُ جَمِيْعَ صَلَوَاتِ اَهْلِ مَحَبَّتِكَ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

وَعَلٰی اٰلِہٖ سَلَامًا یَعْدِلُ سَلَامَھُمْ“

ترجمہ:۔ ”الٰہی ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل پر ایسا درود بھیج، جو تیرے تمام محبت کرنے والوں کے درود کے برابر ہو، اور ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل پر ایسا سلام بھیج جو ان کے سلام کے برابر ہو“

یہ تینوں درود شریف بڑے مشہور ولی جناب سیدی ابو العباس احمد تیجانی مغربی کے ہیں جو مقام فاس میں مدفون ہیں۔ پہلے کا نام ہے، جوہرۃ الکمال، جیسا کہ ان کے شاگرد علی بن حرازم کی کتاب جواہر المعانی میں لکھا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ یہ درود شریف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیداری میں ان کو خود لکھوایا تھا اور یہ کہ حضور علیہ السلام نے اس کے چند خواص بھی بیان فرمائے تھے ان میں سے ایک یہ کہ جو آدمی سات یا اس سے زیادہ مرتبہ پڑھے اس کے پاس حضور علیہ السلام اور چار خلفاء راشدین کی روحیں حاضر ہوتی ہیں، جب تک پڑھتا ہے، ایک یہ کہ جو شخص لازمی طور پر سات مرتبہ سے زیادہ اس کو پڑھے حضور علیہ السلام اس سے خصوصی محبت فرماتے ہیں اور جب تک ولی نہ بن جائے مرے گا نہیں۔ اور شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے اسے باوضو ہو کر سوتے وقت پاک بستر پر سات مرتبہ پڑھا اس کو نبی علیہ السلام کی زیارت ہوگی۔ دوسرے درود شریف کا نام ہے ”رفع الاعمال“ کا درود اور آپ نے دوسرے اور تیسرے درود کی بھی بہت فضیلت بیان کی ہے۔

تنبیہہ:۔ پہلے درود کی اصل عبارت یوں ہے عین المعارف الاقوم صراطک التام الاسقم اور بے شک یہ لفظ بدلا ہوا ہے کیونکہ اس میں خرابی ظاہر ہے۔ اسی لیے میں نے لفظ اقوم کو مؤخر کر دیا ہے اور اس کو اقدم کی جگہ رکھا ہے اور یہی صحیح ہے اور اس کی جگہ میں نے لفظ اعلم رکھ دیا ہے کہ معارف سے مناسب تر یہی ہے۔ واللہ اعلم۔

ایک سو پندرہواں درود شریف ۱۱۵

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُقْطَةِ دَائِرَةِ الْوُجُوْدِ۔ وَحِيْطَةِ اَفْلَاكِ مَرَائِي الشُّهُوْدِ۔ اَلِفِ الذَّاتِ السَّارِيْ سِرُّهَا فِيْ كُلِّ ذَرَّةٍ۔ حَاءِ حَيَاةِ الْعَالَمِ الَّذِيْ جَعَلَ مِنْهُ مَبْدَاهُ وَاِلَيْهِ مَقَرَّهُ۔ مِيْمِ مُلْكِكَ الَّذِيْ لَا يُضَاهٰى۔ وَدَالِ دَيْمُوْمِيَّتِكَ الَّتِيْ لَا تَتَنَاهٰى۔ مَنْ اَظْهَرْتَهُ مِنْ حَضْرَةِ الْحُبِّ فَكَانَ مِنَصَّةً لِتَجَلِّيَاتِ ذَاتِكَ۔ وَاَبْرَزْتَهُ بِكَ مِنْ نُوْرِكَ فَكَانَ مِرْاٰةً لِجَمَالِكَ الْبَاهِرِ فِيْ حَضْرَةِ اَسْمَائِكَ وَصِفَاتِكَ۔ شَمْسِ الْكَمَالِ الْمُشْرِقِ نُوْرُهَا عَلٰى جَمِيْعِ الْعَوَالِمِ الَّذِيْ كَوَّنْتَ مِنْهُ جَمِيْعَ الْكَوْنَاتِ فَكُلٌّ مِنْهَا بِهٖ قَائِمٌ۔ مَنْ اَجْلَسْتَهُ عَلٰى بِسَاطِ قُرْبِكَ وَخَصَّصْتَهُ بِاَنْ كَانَ مِفْتَاحَ خِزَانَةِ حُبِّكَ لِمَحْبُوْبِ الْاَعْظَمِ۔ السِّرِّ الظَّاهِرِ الْمُكَتَّمِ۔ الْوَاسِطَةِ بَيْنَكَ وَبَيْنَ عِبَادِكَ وَالسُّلَّمِ الَّذِيْ لَا يُرْتَقٰى اِلَّا بِهٖ فِيْ مَشَاهِدِ كَمَالَاتِكَ۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ يَنَابِيْعِ الْحَقَائِقِ۔ وَاَصْحَابِهٖ مَفَاتِيْحِ الْهُدٰى لِكُلِّ الْخَلَائِقِ۔ صَلٰوةً مِنْكَ عَلَيْهِ۔ مَقْبُوْلَةً بِكَ مِنَّا لَدَيْهِ۔ تَلِيْقُ بِذَاتِهٖ تَغْمِسُنَا بِهَا فِيْ اَنْوَارِ تَجَلِّيَاتِهٖ تُطَهِّرُ بِهَا قُلُوْبَنَا وَتُقَدِّسُ بِهَا اَسْرَارَنَا وَتُرَقِّيْ بِهَا اَرْوَاحَنَا

وَتَعُمُّ بَرَکَاتُہُمَا عَلَیْنَا وَمَشَایِخِنَا وَوَالِدِیْنَا وَاِخْوَانِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ۔ مَقْرُوْنَۃٌ بِسَلَامٍ مِّنْکَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ مَضْرُوْبَۃٌ بِاَلْفِ اَلْفِ صَلَاۃٍ وَّتَسْلِیْمٍ عَلَی السَّیِّدِ الْاَمِیْنِ۔ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ وَلَکَ الْحَمْدُ مِنْکَ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَّحِیْنٍ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

الٰہی ہمارے آقا محمدؐ پر جو دائرہ وجود کا نقطہ ہیں، رحمت نازل فرما۔

ترجمہ: جو شہود کے زینوں کے آسمانوں کا دائرہ ہیں۔ ذاتِ باری دسرائیت کرنے والی، جس کا بھید ہر ذرّے میں جاری وساری ہے۔ دنیا کی زندگی جس سے اللہ نے کائنات کی ابتدا کی اور جن کی طرف دنیا کا ٹھہراؤ ہے تیری بے مثل مملکت کی میم اور تیرے دوام کی دال جس کی حد نہیں، جن کو تُو نے بارگاہِ محبّت سے ظاہر کیا، پس وہ تیری تجلیات کا مرکز ہیں۔ جن کو تو نے اپنے نور سے ظاہر کیا تو وہ تیری بارگاہ اسماوصفات کے روشن جمال کا آئینہ بن گئے۔ ہر کمال کا سورج جس کی روشنی تمام دنیا پر چمک رہی ہے جس سے تُو نے تمام موجودات کو وجود بخشا۔ سو سب کا قیام انہی سے ہے جن کو تُو نے اپنے قُرب کے فرش پر بٹھایا۔ اور جن کو تُو نے خصوصی طور پر اپنی محبّت کے خزانوں کی کنجی بنایا۔ بڑے محبُوب، ظاہری راز جنہیں پوشیدہ کیا گیا۔ تیرے اور تیرے بندوں کے درمیان واسطہ اور سیڑھی کہ اسی کے ذریعے تیرے مشاہدات تک رسائی ہو سکتی ہے اور حضور کی آل پر جو حقیقتوں کے چشمے ہیں اور ان کے صحابہ کرام پر جو تمام مخلوق کے لیے ہدایت کے چراغ ہیں تیری

طرف سے ان پر مقبول درود، اور تیرے کرم سے ہماری طرف سے بھی مقبول۔ جو حضور کی ذات کے لائق ہو۔ جس کے صدقے تو ہم کو ان کی تجلیات کے انوار میں غرق کر دے۔ جس سے تو ہمارے دل پاک کر ہمارے باطن کو ستھرا کر دے۔ اور ہماری روحوں کو ترقی اور ہم پر اپنی برکتیں عام فرما دے۔ (ہم پر بھی) اور ہمارے مشائخ، والدین، بھائیوں اہلِ ایمان واسلام پر بھی، جو تا قیامت تیری سلامتی سے ملی ہوئی ہوں۔ جن کو ہزار در ہزار سے ضرب دی، اور سلام سے ملی ہو، آقا امانت دار پر۔ اور آپ کی آل واصحاب پر، اور سب تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ تیری طرف سے۔ ہر ہر وقت، اور سب تعریفیں اللہ پروردگارِ عالمیان کے لیے "

یہ درود بڑے استاذ، سیدی شیخ محمد بن عبدالکریم سمان کا ہے۔ اللہ ان سے ہمیں بہرہ مند فرمائے۔ دنیا و آخرت میں اس کا نام "النحفۃ المحمدیۃ فی الصلوٰۃ علیٰ خیر البریۃ" ہے یہ بزرگ ترین اور افضل ترین درودوں میں سے ہے۔

(۱۱۶) ایک سو سولہواں درود شریف

سیدی محمد عثمان امیر غنی کا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً اَنَالُ بِبَرَکَتِھَا التَّسْلِیْمَ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً اُدْرِكُ بِبَرَکَتِھَا الْاِخْلَاصَ فِیْ سَائِرِ الْاَعْمَالِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ

عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُصْلِحُ لِی بِبَرَکَتِہَا الْاَقْوَالَ وَ
الْاَفْعَالَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
صَلٰوۃً اُحْفَظُ بِہَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً اُعْصَمُ بِہَا مِنْ جَمِیْعِ
الشَّھَوَاتِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
صَلٰوۃً اُعَاذُ بِہٖ مِنْ کُلِّ الْغَفَلَاتِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا سَیِّدِی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
سَیِّدِی یَا نَبِیَّ اللّٰہِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی یَا صَفِیَّ
اللّٰہِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی یَا صَفْوَۃَ اللّٰہِ۔
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی یَا عَبْدَ اللّٰہِ۔
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی یَا مَحْبُوْبَ الْحَضَرَاتِ
الْاُلُوْھِیَّۃِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی یَا یَعْسُوْبَ
الْحَظَائِرِ الرَّبَّانِیَّۃِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی
یَا مَطْلُوْبَ النَّظَرَاتِ الْخَفِیَّۃِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا سَیِّدِی یَا رَئِیْسَ دِیْوَانِ الْکِبْرِیَاءِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی یَا فَرِیْدَ الْاَصْفِیَاءِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی یَا اِمَامَ اَھْلِ بِسَاطِ الْقُرْبِ۔ اَلصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی یَا ذَا الْجَمَالِ الْمَحْبُوْبِ
لِاَھْلِ الْحُبِّ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِی
یَا جَبَلَ قَافِ عَظَمَۃِ التَّجَلِّیَاتِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ

يَا سَيِّدِي يَا بَحْرَ مُحِيطِ اَسْرَارِ الصِّفَاتِ - اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِدَادًا وَّسَلَامًا يَكُوْنَانِ بِقَدْرِ عَظَمَةِ الذَّاتِ - وَآلِكَ
وَصَحْبِكَ وَالزَّوْجَاتِ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ
عَلٰى جَمَالِ حَضَرَاتِكَ وَجَمِيْلِ مَصْنُوْعَاتِكَ - وَمِرْآةِ ذَاتِكَ
وَمَجْلٰى صِفَاتِكَ - قِبْلَةِ تَجَلِّيَاتِكَ - وَوِجْهَةِ عَطِيَّاتِكَ - وَمِنْحَةِ
هِبَاتِكَ وَعَظِيْمِ مَمْلَكَتِكَ اِنْسَانِ عَيْنِ مُكَوَّنَاتِكَ - وَفَرِيْدِ
جَلِيْلِ مَخْلُوْقَاتِكَ الْمُصَفّٰى الْمُصْطَفٰى - الْمُوَفّٰى ذِي الْوَفَا -
وَالْمُنَقّٰى وَالْمُنْتَقٰى - وَالْمُرْتَقِي الْمُرْتَقٰى - وَالْحَبِيْبِ الْمُجْتَبٰى -
وَسِيْلَةِ آدَمَ وَالْخَلِيْلِ - وَاسِطَةِ مُوْسٰى وَنُوْحٍ الْجَلِيْلِ
وَمَمَدِّ عِيْسٰى وَدَاوٗدَ خَلِيْفَتِكَ الْجَمِيْلِ - الْفَيَّاضِ عَلٰى
كُلِّ نَبِيٍّ وَّرَسُوْلٍ - الْوَاهِبِ لِكُلِّ وَلِيٍّ فَاضِلٍ وَّمَفْضُوْلٍ -
خِزَانَةِ عَطَاءِ مَلَائِكَتِكَ الْكِرَامِ - وَوَلِيِّ خِزَانَتِكَ
لِكُلِّ الْكَائِنَاتِ بِلَا كَلَامٍ - اَللّٰهُمَّ امْلَاْ سُوَيْدَاءَنَا مِنْ
سَنَاهُ - وَقُلُوْبَنَا مِنْ نُعْمَاهُ وَاَهِّلْنَا لِمُجَالَسَتِهٖ
فِيْ كُلِّ دِيْوَانٍ - وَاَلْحِقْنَا بِجَلَالَتِهٖ فِيْ كُلِّ مَشْهَدٍ
يَنَالُهٗ اِنْسَانٌ - اِنَّكَ وَلِيُّ الْعَطَاءِ وَالْاِمْتِنَانِ - آمِيْن
يَا مُعْطِيْ يَا وَهَّابُ يَا حَنَّانُ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ
عَلٰى مَوْعِدِنَا الْمُوَافِيْ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ
عَلٰى طَبِيْبِنَا الشَّافِيْ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ
عَلٰى مَوْعِدِنَا الْوَافِيْ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى

خِلِّنَا اَلْوَافِي - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى غِيَاثِنَا
الْكَافِي - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى بَحْرِ الْعَظَمَةِ
الرَّبَّانِيَّةِ - وَبَرِّ الْاَسْرَارِ الْاُلُوْهِيَّةِ - بَاطِنِ الْعُلُوْمِ
الْقُرْاٰنِيَّةِ - وَظَاهِرِ الْاَنْوَارِ الْوُجُوْدِيَّةِ - قُطْبِ
كَثِيْبِ الزِّيَارَاتِ فِي الْجِنَانِ - وَغَوْثِ حَضْرَةِ الْوَسِيْلَةِ
وَالْاِحْسَانِ - السَّارِيْ سِرُّهٗ فِيْ جَمِيْعِ الْاَعْيَانِ -
وَالْفَائِضِ نُوْرُهٗ عَلٰى سَائِرِ الْاَكْوَانِ - مُحَمَّدِكَ
الْمَحْمُوْدِ وَصَفِيِّكَ يَا رَحْمٰنُ - اَللّٰهُمَّ صِفْنَا بِصِفَاتِهٖ - وَ
اجْعَلْنَا مِنْ اِخْوَانِهٖ - وَصَدِّرْنَا فِيْ جَانِبِهٖ - وَعَلٰى
اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ صَلَاةً وَسَلَامًا
يَدُوْمَانِ بِدَوَامِ عَطَايِهٖ - اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ
الْغَمِّ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ فَارْحَمْنِيْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْنِيْ
بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ - ثَلاثًا - اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ
وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ
فِيْ هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ
وَرَسُوْلُكَ فَاِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ
مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ
اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِّيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّيْنِيْهِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ - ثَلاثًا - اَللّٰهُمَّ

اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الصِّحَّۃَ وَالْعِفَّۃَ وَالْاَمَانَۃَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَا بِالْقَدَرِ (ثلاثا)، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ثَوَابَ صَلٰوتِیْ لِمَحْبُوْدِکَ الْمُتَّقِیْ۔ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَھْلِ الْوَرْتِقَا۔ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ عَمِلْتُ سُوْءً وَظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ (ثلاثا)

الٰہی دُرود و برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد پر، ایسا دُرود بھیج جس کی برکت سے میں تمام حالات میں سلامتی پاؤں۔ الٰہی دُرود و سلام اور برکت نازل فرما۔ ہمارے آقا محمد پر، ایسا درود جس کی برکت سے میں تمام اعمال میں اخلاص حاصل کروں۔ الٰہی دُرود و سلام اور برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد پر، ایسا درود جس کی برکت سے میری باتیں اور عمل درست ہو جائیں۔ الٰہی دُرود و سلام اور برکت نازل فرما، ہمارے آقا محمد پر ایسا درود جس کی برکت سے میں تمام برائیوں سے محفوظ ہو جاؤں۔ الٰہی درود و سلام اور برکت نازل فرما۔ ہمارے آقا محمد پر، ایسا دُرود جس کی برکت سے میں تمام شہوتوں سے بچ جاؤں۔ الٰہی دُرود و سلام اور برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد پر، ایسا درود جس کی وجہ سے میں تمام غفلتوں سے محفوظ ہو جاؤں۔ درود و سلام آپ پر اے اللہ کے رسُول اے میرے آقا! درود و سلام آپ پر، اے میرے آقا اے اللہ کے نبی۔ درود و سلام آپ پر اے میرے آقا اے اللہ کے حبیب! درود و سلام آپ پر اے میرے آقا اے اللہ کے برگزیدہ! دُرود و سلام

آپ پر اے میرے آقا اے اللہ کے چُنے ہوئے درُود و سلام آپ پر اے میرے آقا اے اللہ کے بندے۔ درُود و سلام آپ پر اے میرے آقا، اے بارگاہِ الٰہی کے محبوب، درود و سلام آپ پر اے میرے آقا، اے اللہ کی جنتوں کی شہد کی مکھیوں کے بادشاہ؟۔ درُود و سلام آپ پر اے میرے آقا، اے چھپی نظروں کے مذوب! درُود و سلام اے میرے آقا، اے ایوانِ کبریائی کے قائد! درُود و سلام آپ اے میرے آقا اے برگزیدہ ہستیوں کے یکتا! درُود و سلام آپ پر اے میرے آقا، اے اہل مجلس قرُب کے امام، درود و سلام آپ پر اے میرے آقا اے اہل محبت کے محبُوب جمال والے! درود و سلام آپ پر اے میرے آقا، اے عظمتِ تجلیات کے کوہِ قاف! درُود و سلام آپ پر اے میرے آقا، اے اسرار صفاتِ کے بحرِ محیط! درُود و سلام آپ پر اے میرے آقا، اے اللہ کے رسُول، آپ پر وہ درُود و سلام بھیجے جو عظمتِ ذات کے برابر ہوں، اور آپ کی آل و اصحاب اور بیویوں پر، الٰہی درُود و سلام و برکت نازل فرما، اپنی بارگاہوں کے حُسن پر، اور اپنی مصنوعات میں سے جو خوبصُورت تر ہیں اُن پر، جو تیری ذات کا آئینہ ہیں اور تیری صفات کی تجلّی گاہ، تیری تجلیات کا قبلہ، تیری عظمتوں کا چہرہ، اور تیری بخششوں کا مغز اور تیری مملکت میں سب سے بڑا، تیرے رازدل کی آنکھ کی پتلی اور تیری بڑی مخلوق کا گوہر یکتا، صاف ستھرا، برگزیدہ، جس سے دفا کی گئی، وفا والا، ستھرا کھرا، ترقی والا، جس کو ترقی دی گئی۔ محبوب، منتخب آدم و خلیل کا وسیلہ مُوسیٰ و نوحِ جلیل کا واسطہ، عیسیٰ و داؤد کا مددگار، تیرا خوبصُورت

خلیفہ، ہر نبی و رسول پر فیضان کرنے والا۔ ہر فضیلت والے اور جس پر فضیلت دی گئی، ولی پر عنایت کرنے والے۔ تیرے معزز فرشتوں کی عطا کا خزانہ، اور بغیر کسی چوں وچرا ساری کائنات کے لیے تیرے خزانوں کا مختار۔ الٰہی حضور کی روشنی سے ہماری پتلی کو روشنی بخش اور آپ کی نعمتوں سے ہمارے دلوں کو پُر کر دے اور ہر بارگاہ میں حضور کی مجلس کا ہمیں اہل بنا دے۔ اور حضور کی جلالت کا صدقہ، ہم کو ہر اس شہادت گاہ سے ملا دے جسے کوئی انسان پائے۔ تو ہی عطا و احسان کا مالک ہے۔ آمین! اے عطا فرمانے والے بخشنے اور کرم فرمانے والے، الٰہی درود و سلام اور برکت نازل فرما، ہمارے محبوب پاک پر، الٰہی درود و سلام و برکت نازل فرما ہمارے مقام وعدہ وفا پر۔ الٰہی درود و سلام اور برکت نازل فرما ہمارے وفادار محبوب پر الٰہی درود و سلام و برکت نازل فرما، عظمتِ ربانی کے سمندر پر اور خدائی رازوں کی خشکی پر، علومِ قرآنی کے باطن اور انوارِ وجودی کے ظاہر پر۔ جنتوں میں ہونے والی ملاقاتوں کی مرکزی شخصیت۔ بارگاہِ وسیلہ و احسان کے غوث (فریادرس) جن کی روح تمام موجودات میں ساری اور جن کا نور تمام دوستوں پر فیض رساں ہے۔ تیرے محمد (جن کی بار بار بکثرت تعریف کی جائے) محمود۔ ستودہ (لے بہت مہربان تیرے ستودہ)۔ الٰہی حضور کی صفائی کا صدقہ ہمیں بھی صاف کر دے، اور ہمیں حضور کے سچے دوستوں میں شامل فرما دے۔ اور ہم کو حضور کی چراگاہ کے درمیان جگہ عطا فرما۔ اور حضور کے بعد آپ کی آل اور صحابہ پر ایسا درود و سلام، جو حضور کی عطا جب تک ہے۔

باقی رہیں، اے اللہ! پریشانی دور فرمانے والے! غم ختم کرنیوالے بے بسوں کی دُعائیں سُننے والے۔ دنیا و آخرت کے رحمان و رحیم! توہی مجھ پر رحم فرماتا ہے تو مجھ پر وہ رحم فرما۔ جس سے میں غیروں کے ترس کا مُحتاج نہ رہوں۔ یہ تین مرتبہ پڑھے۔ اے اللہ! زمین و آسمان کے مالک۔ ظاہر و پوشیدہ کو جاننے والے۔ میں اس زندگی میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ تُو اکیلا ہی معبود برحق ہے تیرا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ مُحمّد تیرے بندے اور رسُول ہیں۔ الٰہی! اگر تُو نے مجھے میرے نفس کے حوالے کر دیا۔ تو خرابی کے قریب اور بہتری سے دُور کر دیا۔ اور مجھے تو بس تیری ہی رحمت کا آسرا ہے لہٰذا میرے ساتھ وعدہ فرما، کہ قیامت کے دن تُو اُسے پورا فرمائے گا بے شک تُو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ تین مرتبہ۔ الٰہی! میں تجھ سے صحت، خیریت، امانت، اچھے اخلاق تقدیر پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہُوں۔ تین بار۔ الٰہی! میرے درُود کا ثواب ان کے لیے کر دے جو تیرے ستودہ ہیں ستھرے ہیں اور حضور پر اور حضور کی ترقی پانے والی آل پر سلام نازل فرما۔ الٰہی! تُو پاک ہے اور تعریف کا مستحق۔ وہ گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اور تیری طرف رجُوع کرتا ہُوں، میں نے بُرا کیا، اور اپنی جان پر ظلم کیا۔ تو تُو مجھے بخش دے کہ تیرے سوا گناہ بخشنے والا کوئی نہیں، تین مرتبہ"۔

یہ دُرود شریف سیدی عثمان میرغنی حنفی مُحمّدی حسنی حسینی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جسے میں نے ان کی کتاب فتح الرسول و مفتاح بابہ للدخول لمن

ارادالیہ الوصول" سے نقل کیا ہے، درود وسلام کے موضوع پر یہ بہت عمدہ اور مفید کتاب ہے اس کے خطبہ میں فرماتے ہیں جان لو کہ حضور علیہ السلام کا قُرب حاصل کرنے کا قریب تر راستہ درود وسلام ہے. تو میں نے چاہا کہ جو درود وسلام حضورؐ کے صحابہ وتابعین اور ان کے پیروکار نیک بندوں نے آپ پر پڑھے، ان کو جمع کر دُوں. تو میرے کانوں میں کچھ اس قسم کی آواز آئی، جس میں اشارہ تھا کہ جب زیارت ہو گی تو آرزو پوری جائے گی. جب میں مدینہ طیبہ، اللہ اس کی مٹی کو پاک رکھے پہنچا تو میں نے اس کے علاوہ تین درُود شریف اور لکھے. پھر میں نے اس مجموعے کا ارادہ کر لیا، اس ترتیب پر جسے ابھی ذکر کر آیا ہُوں، پھر میں حجرہ (حضرت عائشہ کا حجرہ یعنی روضہ اقدس) میں داخل ہوا اور مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے" کھڑا ہو گیا تو میں نے اپنا مقصود باآواز بلند عرض کر دیا اور میں نے خطبہ پڑھنا شروع کر دیا اور اپنے اس قول تک پہنچ گیا" میں نے اس کا نام رکھا اور پردے کے نیچے رات بھر چھوڑے رکھا اور میں نے حضور سے اس کی قبولیت کا سوال کیا، اور فاطمہ زہرا اور حضور کے دونوں ساتھیوں (صدّیق وعُمر) رضی اللہ عنہم، سے بھی قبولیت کا سوال کیا۔ لوگوں کی قبولیت کا بھی (کہ لوگوں میں مقبول ہو) اور لوگوں کی طرف سے قبول ہونے کا، سو حضور نے قبول فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اس درُود سے راز کھلیں گے اور حضور کا قُرب دو جہانوں میں حاصل ہو گا، اور حضور نے وہ کچھ فرمایا جس کے سمجھنے کی تاب سامعین میں نہیں۔ اور میں نے اس کو حضورؐ کے سامنے جنت کی کیاری میں لکھا. سو اعتماد و اعتبار کے لیے تمہارے لیے یہی کافی ہے. سو بھائیو! اگر اللہ کے بندے اور اولاد عدنان کے سردار (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دوست بننا چاہتے ہو، تو اس کی طرف دوڑو، میں نے اس کے سات باب اور ہر باب کی پانچ فصلیں مقرر کی ہیں. پہلی فصل درُود شریف کی فضیلت کے بیان میں۔

دوسری فصل ان درُودوں کے بیان میں، جو حضورؐ نے خود اپنی ذاتِ کاملہ پر پڑھے۔ تیسری فصل ان درُودوں کے بیان میں، جو صحابہ کرام اور تابعین نے حضورؐ پر پڑھے۔ چوتھی فصل ان درُودوں کے بیان میں، جو بعض عارفوں نے آپ پر پڑھے۔ پانچویں فصل ان درودوں کے بیان میں جو مصنف کی زبان پر ماثورہ دُعاؤں کے ساتھ جاری ہوئے۔

ایک سو ستھواں ۱۱۷ درُود شریف یاقوتیہ

سیّدی شیخ محمّد الفاسی شاذلی کا

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مَنْ جَعَلْتَہٗ سَبَبًا لِاِنْشِقَاقِ اَسْرَارِکَ الْجَبَرُوْتِیَّۃِ۔ وَانْفِلَاقِ اَنْوَارِکَ الرَّحْمَانِیَّۃِ۔ فَصَارَ نَائِبًا عَنِ الْحَضْرَۃِ الرَّبَّانِیَّۃِ۔ وَخَلِیْفَۃَ اَسْرَارِکَ الذَّاتِیَّۃِ فَھُوَ یَاقُوْتَۃُ اَحَدِیَّتِہٖ ذَاتِکَ الصَّمَدِیَّۃِ۔ وَعَیْنُ مَظْھَرِ صِفَاتِکَ الْاَزَلِیَّۃِ۔ فَبِکَ مِنْکَ۔ صَارَ حِجَابًا عَنْکَ۔ وَسِرًّا مِنْ اَسْرَارِ غَیْبِکَ حُجِبْتَ بِہٖ عَنْ کَثِیْرٍ مِنْ خَلْقِکَ۔ فَھُوَ الْکَنْزُ الْمُطَلْسَمُ۔ وَالْبَحْرُ الزَّاخِرُ الْمُطَمْطَمُ۔ فَنَسْئَلُکَ اَللّٰھُمَّ بِجَاھِہٖ لَدَیْکَ۔ وَبِکَرَامَتِہٖ عَلَیْکَ۔ اَنْ تُعَمِّرَ قَوَالِبَنَا بِاَفْعَالِہٖ۔ وَاَسْمَاعَنَا بِاَقْوَالِہٖ۔ وَقُلُوْبَنَا بِاَنْوَارِہٖ۔ وَاَرْوَاحَنَا بِاَسْرَارِہٖ۔

وَاَشْبَاحَنَا بِاَحْوَالِهٖ ۔ وَسَرَائِرَنَا بِمُعَامَلَتِهٖ ۔ وَبَوَاطِنَنَا
بِمُشَاهَدَتِهٖ ۔ وَاَبْصَارَنَا بِاَنْوَارِ مُحَيَّا جَمَالِهٖ ۔ وَخَوَاتِمَ
اَعْمَالِنَا فِيْ مَرْضَاتِهٖ ۔ حَتّٰى نَشْهَدَكَ بِهٖ وَهُوَ بِكَ
فَاَكُوْنَ نَائِبًا عَنِ الْحَضْرَتَيْنِ بِالْحَضْرَتَيْنِ وَاَدُلَّ
بِهِمَا عَلَيْهِمَا وَنَسْئَلُكَ اَللّٰهُمَّ اَنْ نُصَلِّيَ وَنُسَلِّمَ
عَلَيْهِ صَلٰوةً وَّتَسْلِيْمًا يَلِيْقَانِ بِجَنَابِهٖ وَعَظِيْمِ
قَدْرِهٖ وَتَجْمَعَنِيْ بِهِمَا عَلَيْهِ ۔ وَتُقَرِّبَنِيْ بِخَالِصِ
وُدِّهِمَا لَدَيْهِ ۔ وَتَنْفَحَنِيْ بِسَبَبِهِمَا نَفْحَةَ الْاَنْقِيَاءِ ۔
وَتَمْنَحَنِيْ مِنْهُمَا مِنْحَةَ الْاَصْفِيَاءِ ۔ لِاَنَّهُ السِّرُّ
الْمَصُوْنُ ۔ وَالْجَوْهَرُ الْفَرْدُ الْمَكْنُوْنُ ۔ فَهُوَ الْيَاقُوْتَةُ
الْمُنْطَوِيَةُ عَلَيْهَا اَصْدَافُ مَكْنُوْنَاتِكَ ۔ وَالْغَيْهُوْبَةُ
الْمُنْتَخَبُ مِنْهَا اَصْنَافُ مَعْلُوْمَاتِكَ ۔ فَكَانَ غَيْبًا
مِنْ غَيْبِكَ وَبَدَلًا مِنْ سِرِّ رُبُوْبِيَّتِكَ حَتّٰى صَارَ
بِذٰلِكَ مَظْهَرًا نَسْتَدِلُّ بِهٖ عَلَيْكَ وَكَيْفَ لَا يَكُوْنُ
كَذٰلِكَ ۔ وَقَدْ اَخْبَرْتَنَا بِذٰلِكَ ۔ فِيْ مُحْكَمِ كِتَابِكَ بِقَوْلِكَ
اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۔ فَقَدْ زَالَ
عَنَّا بِذٰلِكَ الرَّيْبُ وَحَصَلَ الْاِنْتِبَاهُ ۔ وَاجْعَلِ
اَللّٰهُمَّ دَلَالَتَنَا عَلَيْكَ بِهٖ وَمُعَامَلَتَنَا مَعَكَ مِنْ اَنْوَارِ
مُتَابَعَتِهٖ ۔ وَارْضَ اَللّٰهُمَّ عَلٰى مَنْ جَعَلْتَهُمْ مَحَلًّا
لِلْاِقْتِدَاءِ ۔ وَصَيَّرْتَ قُلُوْبَهُمْ مَصَابِيْحَ الْهُدٰى ۔
الْمُطَهَّرِيْنَ مِنْ رِقِّ الْاَغْيَارِ ۔ وَشَوَائِبِ الْاَكْدَارِ

مَنْ بَدَتْ مِنْ قُلُوْبِهِمْ دُرَرُ الْمَعَانِيْ - فَجُعِلَتْ قَلَائِدَ التَّحْقِيْقِ لِاَهْلِ الْمَبَانِيْ - وَاخْتَرْتَهُمْ فِيْ سَابِقِ الْاَقْتِدَارِ - اَنَّهُمْ مِنْ اَصْحَابِ نَبِيِّكَ الْمُخْتَارِ - وَرَضِيْتَهُمْ لِاَنْصَارِ دِيْنِكَ فَهُمْ اَلسَّادَةُ الْاَخْيَارُ - وَضَاعِفِ اَللّٰهُمَّ مَزِيْدَ رِضْوَانِكَ عَلَيْهِمْ مَعَ الْاٰلِ وَالْعَشِيْرَةِ وَالْمُقْتَفِيْنَ لِلْاٰثَارِ - وَاغْفِرِ اللّٰهُمَّ ذُنُوْبَنَا وَوَالِدِيْنَا وَمَشَايِخِنَا وَاِخْوَانِنَا فِي اللّٰهِ وَجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ - وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ - الْمُطِيْعِيْنَ مِنْهُمْ وَاَهْلِ الْاَوْزَارِ"

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے تمام فرشتے اس غیب بتانے والے (نبی) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو! اور خوب خوب سلام۔ الٰہی! درود و سلام بھیج ان پر، جن کو تُو نے اپنے جبروتی رازوں کے فاش کرنے اور اپنے رحمانی انوار کے ظہور کا سبب بنایا، پھر وُہ بارگاہِ خداوندی کے نائب اور تیرے اسرار ذاتی کے خلیفہ ہو گئے۔ سو وہ تیری بے مثال اور بے نیاز ذات کی یکتائی کا یاقوت اور تیری ازلی صفات کے ظہور کا سرچشمہ ہیں۔ تیری ذات میں تیری طرف سے تیرا پردہ اور تیرے پوشیدہ رازوں کا راز ہیں، جن کو تُو نے اپنی اکثر مخلوق سے پردے میں رکھا۔ پس وُہ قیمتی چھپا خزانہ اور موجزن سمندر ہیں۔ پس الٰہی ہم تجھ سے حضور کے اس مرتبہ کے، جو تیری بارگاہ میں آپ کو حاصل ہے۔

اور اس عزت کے جو تیرے حضور ان کی ہے، کے وسیلہ سے،
سوال کرتے ہیں کہ ہماری باتوں کو حضور کے افعال سے اور ہمارے
کانوں کو حضور کے اقوال سے اور ہمارے دلوں کو حضور کے انوار
سے اور ہماری رُوحوں کو حضور کے اسرار سے اور ہمارے جسموں
کو آپ کے احوال سے اور ہمارے سینوں کو آپ کے معاملات
سے اور ہمارے باطنوں کو آپ کے مشاہدے سے اور ہماری
آنکھوں کو آپ کے نورِ جمال سے اور ہمارے اعمال کا خاتمہ آپ
کی رضا سے آباد رکھ تاکہ حضور کے ذریعے ہم تجھے دیکھیں اس حال
میں کہ حضور تیرے ساتھ ہوں دونوں بارگاہوں کے نائب ہوں دونوں
کے ساتھ ہوں، اور دونوں سے دونوں پر رہنمائی فرمائیں۔ اور الٰہی
ہمارا تجھ سے سوال ہے کہ حضور پر ایسا درود وسلام بھیج جو حضور کی
بارگاہ بلند مرتبت میں ملیں اور ان کے صدقے میں ہمیں بھی وہاں موجود ہوں۔
اور اس خالص مُحبّت کے صدقے جو دُرود وسلام سے حضور کو ہے،
مجھے بھی قُرب حاصل ہو، اور ان کی وجہ سے مجھے بھی نیکوں کی ہوا
میسر ہو، اور اس کے وسیلہ سے مجھے بھی پاکیزہ لوگوں کا حصّہ ملے۔
کہ یہی محفوظ راز ہے اور یہی بے مثال چھُپا موتی ہے اور تیری کائنات
کی سیپیوں میں لپٹا ہوا یہی تو یاقوت ہے اور وہ گہرا سمندر جس سے
تیری معلومات کی مختلف قسمیں چُنی گئیں پس وہ تیرے سے غیب اور
تیرے رازِ رُبوبیت کا بدلہ، یہاں تک کہ اس سے وُہ تیری ذات
پر دلالت کرنے والا مظہر بن گیا، اور ایسا کیوں نہ ہو، جب کہ اس
کی خبر خود تُو نے اپنی محکم کتاب میں ہم کو دی اس فرمان سے اِنَّ

اَلَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ۔ بے شک جو لوگ تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ بعینہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں"! اس سے ہمارا شک ختم ہوا اور ہم بیدار ہو گئے۔ الٰہی! حضور کے طفیل اپنی ذات کی ہم کو رہنمائی فرما اور حضور کے انوارِ اطاعت کے صدقے ہم سے معاملہ فرما اور الٰہی! ان سے راضی ہو، جن کو تُو نے قابل اقتداء بنایا اور جن کے دل تُو نے ہدایت کے چراغ بنائے۔ جو غیروں کی غلامی سے پاک اور میل کے دھبوں سے مصفّا ہیں جن کے دلوں میں معنی کے موتی چمکتے ہیں جن کو علم و فن کے بانیوں کے لیے تحقیق کے ہار بنایا گیا۔ اور جن کو تُو نے اپنے دین کا مددگار بنایا بے شک وہ تیر نبیِ مختار کے دوستوں میں سے ہیں، اور جن کو تُو نے اپنے دین کا مددگار بنایا۔ یہی نیک سردار ہیں۔ الٰہی ان پر اپنی مزید رضا دونی چونی فرما دے۔ آل اور خاندان کے ساتھ اور ان کے نقوشِ قدم تلاش کرنے والوں کے ساتھ۔ الٰہی! ہمارے والدین، ہمارے مشائخ اور خُدا کی رضا کے لیے بننے والے ہمارے بھائیوں کو بخش دے اور تمام ایماندار مردوں اور عورتوں کو، مسلمان مردوں اور عورتوں کو نیکوں اور بدوں کو"۔

یہ دُرود دیا قوتیہ ہمارے شیخ، استاذِ کبیر۔ عارفِ شہیر۔ سیدی شیخ محمد فاسی شاذلی کا ہے، جو آج کل حرمین شریفین میں آئے ہوئے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ان کے عالم، فاضل، کامل خلیفہ، سیدی۔ سید محمد مُبارک مغربی جو آج کل دمشق شام میں ہیں نے مجھے بتایا کہ میں نے شیخ سے سُنا کہ اس دُرود شریف کی تالیف کے بعد انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، حضور شہادت

کی انگلی سے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں، یہ محفوظ راز ہے پھر حضور نے یہ درود شریف حاضرینِ مجلس کے سامنے پیش فرمایا پھر مجھے اس کی قبولیت سے نوازا گیا، اور القطب نے فرمایا، جو شخص صبح و شام یہ درود شریف تین تین مرتبہ پڑھے اس کو حضور علیہ السلام کا دیدار بیداری اور نیند میں، حسی اور معنوی طور پر بکثرت حاصل ہوگا۔ استاذ فرماتے ہیں، کہ ایک بھائی سات دن تک گوشہ نشینی کی حالت میں یہ درود شریف مسلسل پڑھتے رہے اور اس وقت تک باہر نہ آئے جب تک بیداری میں حضور علیہ السلام کی زیارت نہ کر لی۔ پھر سرکار سے علوم و اسرار حاصل کیے الخ میں کہتا ہوں میں نے خود شیخ رضی اللہ عنہ سے مصر میں ۱۳۰۸ھ ... میں ملاقات کی اور ان سے طریقہ شاذلیہ حاصل کیا۔ اس وقت میں جامعہ ازہر مصر میں طالب علم تھا۔ میں آپ کی مجلس اور حلقۂ ذکر میں حاضر ہوا۔ اور مجھے آپ کی برکت حاصل ہوئی۔ خدا کا شکر ہے۔

ایک سو اٹھارہواں درود شریف ۱۱۸

سیدی عبداللہ بن عمر باعلوی کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَهَبُ لَنَا بِهَا اَكْمَلَ الْمُرَادِ وَفَوْقَ الْمُرَادِ۔ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا وَدَارِ الْمَعَادِ۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَدَدَ مَا عَلِمْتَ وَزِنَةَ مَا عَلِمْتَ وَمِلْءَ مَا عَلِمْتَ۔

ترجمہ: الٰہی! درود و سلام نازل فرما ہمارے آقا محمد پر، ایسا درود

جس کے عوض تو ہم کو کامل تر مُراد بخش دے اور مُراد سے اُوپر۔ دنیا و آخرت میں، اور حضور کی آل و اصحاب پر، اور برکت و سلام اپنی معلومات کے برابر، اور میری معلومات کے برابر، اور اپنی معلوماتِ بھر"

اس درُود شریف کو میرے مشائخ کے شیخ، امام، علّامہ، شام کے محدث سیدی شیخ عبدالرحمٰن الکزبری رحمۃ اللہ نے اپنی سندات کے مجموعہ میں ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا کہ مجھے اس کی اجازت ہمارے شیخ شریف عبداللہ بن عمر باعلوی حضرمی حسینی نے دی۔ ان سے میری ملاقات مکہ مکرمہ میں ہوئی ۱۲۰۶ھ میں ہوئی۔ آپ روضہ اقدس کے پاس مواجہہ شریف کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے فرمانے لگے یہ درُود شریف مجھے سرکار نے الہام کیا ہے۔

ایک سو اُنیسواں درُود شریف ۱۱۹

سیدی شیخ حسن ابو حلاوہ الغزنی کا

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ اِلْحَبِیْبِ الْمَحْبُوْبِ شَافِی الْعِلَلِ وَمُفَرِّجِ الْکُرُوْبِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ"

الٰہی! درُود و سلام بھیج، ہمارے آقا محمد پر، جو حبیب و محبوب ہیں۔ بیماریوں سے شفا بخشنے والے، تکلیفیں دُور فرمانے والے، اور آپ کی آل و اصحاب پر"

یہ درود شریف تکلیفیں دُور کرنے کے لیے مجرب ہے، مجھے سیدی ولی سچے عقیدے والے شیخ ابو حسن حلاوہ الغزنی نے یہ درُود شریف بتایا اور اس

کی اجازت دی، اس وقت آپ کا وطن بیت المقدس تھا۔ یہ ۶۳۰ھ کی بات ہے۔
میں نے ان سے اپنے رنج والم کی شکایت کی تھی۔ تو جتنا اللہ نے چاہا میں نے
اس کو پڑھا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے میرا درد وغم دور فرما دیا۔ اور
میری آرزو و تمنا سے بڑھ کر اللہ کے فضل وکرم اور نبی علیہ السلام پر ان بابرکت
الفاظ سے درود وسلام کی برکت سے ملا۔ اس تاریخ سے ایک سال بعد شیخ
انتقال فرما گئے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان کی برکتوں سے ہم کو فیضیاب
فرمائے۔

ایک سو بیسواں (۱۲۰) درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الطَّاهِرِ
الزَّكِيِّ صَلٰوةً تَحُلُّ بِهَا الْعُقَدُ وَتَفُكُّ بِهَا
الْكُرَبُ۔

الٰہی! ہمارے آقا محمد پر، جو نبیِ اُمّی، پاک اور صاف ہیں، ایسا
درود بھیج، جس سے گرہیں کھل جائیں اور مشکلات حل ہو جائیں۔

اس درود شریف کو شیخ شہاب الدین احمد بن عبد اللطیف الشرجی الزبیدی
مؤلف مختصر البخاری نے اپنی کتاب "الصلات والعوائد" میں ذکر کیا ہے
اور ایک نیک آدمی کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ جو شخص کسی مصیبت میں گرفتار ہو
اور یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔۔۔
۔۔۔۔۔ آخر تک اور اسے بار بار پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو دفع
فرما دے گا۔ الخ۔

(۱۲۱) ایک سو اکیسواں درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ قَدْرَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَاَغْنِنَا وَاحْفَظْنَا وَوَفِّقْنَا لِمَا تَرْضَاہُ۔ وَاصْرِفْ عَنَّا السُّوْءَ وَارْضَ عَنِ الْحَسَنَیْنِ رَیْحَانَتَیْ خَیْرِ الْاَنَامِ۔ وَعَنْ سَائِرِ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْکِرَامِ۔ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ دَارَ السَّلَامِ۔ یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اللّٰہُ۔

ترجمہ: الٰہی! درود وسلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، اور حضور کی آل پر، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ کی مقدار، اور ہمیں غنی فرما دے اور ہماری حفاظت فرما اور ہمیں ان باتوں کی توفیق دے جو تجھے پسند ہیں۔ اور ہم سے بُرائی ہٹا دے اور حسنین سے راضی ہو، جو خیرالانام کے پھول ہیں اور حضور علیہ السلام کی تمام آل واصحاب سے جو معزز ہیں اور ہم کو جنت میں داخل فرما جو محفوظ مقام ہے۔ اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اے اللہ!

میں نے یہ درود شریف عارف باللہ سیدی ابن عطاء اللہ اسکندری کی کتاب "مفتاح الفلاح ومصباح الارواح" کے آخری ورق پر لکھا دیکھا ہے۔ یہ ورق کتاب سے باہر نکلا ہوا تھا۔ اس کے بعد یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی "یہ درود شریف ہر مقصد کے لیے سو سے ہزار بار تک پڑھے اور نبی کریم علیہ السلام کے دیدار کے لیے ایک ہزار بار اگر توفیق ہو تو ہر روز ایک ہزار

بار پڑھے۔ اللہ اس کو کامل غنی کر دے گا اور تمام مخلوق اس سے محبت کرے گی۔ تکلیفیں اور بلائیں دور ہوں گی۔ اس کے فضائل بیان سے باہر ہیں۔ عبارت ختم ہوئی۔

(۱۲۲)
ایک سو بائیسواں درود شریف

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِحَبِیْبِکَ الْمُصْطَفٰی عِنْدَکَ یَا حَبِیْبَنَا یَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ الْمَوْلَی الْعَظِیْمِ یَا نِعْمَ الرَّسُوْلُ الطَّاھِرُ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیْنَا بِجَاھِہٖ عِنْدَکَ۔ اَللّٰھُمَّ وَاجْعَلْنَا مِنْ خَیْرِ الْمُصَلِّیْنَ وَالْمُسَلِّمِیْنَ عَلَیْہِ وَمِنْ خَیْرِ الْمُقَرَّبِیْنَ مِنْہُ وَالْوَارِدِیْنَ عَلَیْہِ وَمِنْ اَخْیَارِ الْمُحِبِّیْنَ فِیْہِ وَالْمَحْبُوْبِیْنَ لَدَیْہِ وَفَرِّحْنَا بِہٖ فِیْ عَرَصَاتِ الْقِیَامَۃِ وَاجْعَلْہُ لَنَا دَلِیْلًا اِلٰی جَنَّۃِ النَّعِیْمِ بِلَا مُؤْنَۃٍ وَّلَا مَشَقَّۃٍ وَّلَا مُنَاقَشَۃِ الْحِسَابِ وَاجْعَلْہُ مُقْبِلًا عَلَیْنَا وَلَا تَجْعَلْہُ غَاضِبًا عَلَیْنَا وَاغْفِرْ لَنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْمَیِّتِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔"

ترجمہ: الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے برگزیدہ محبوب کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے ہمارے محبوب اے محمد،

بے شک ہم آپ کو وسیلہ بناتے ہیں، آپ کے رب کی طرف، تو بڑے آقا کریم کے حضور ہماری سفارش کیجیے۔ اے بہترین رسول الٰہی! ہمارے بارے میں حضور کی سفارش اس عظمت کے صدقے مقبول فرمالے۔ جو تیرے حضور سرکار کو حاصل ہے۔ الٰہی! ہم کو حضور علیہ السلام پر بہترین درود و سلام پڑھنے والے بنا دے۔ اور حضور کا بہترین قرب حاصل کرنے والے اور حاضری دینے والے کر دے اور بہترین محبت کرنے والے اور حضور کی بارگاہ میں بہترین محبوب کر دے، اور حضور کے صدقے میدانِ محشر میں ہمیں خوشیاں منانے والوں میں کر دے اور سرکار کو نعمتوں بھرے جنتوں کی طرف ہمارا رہنما بنا دے۔ بلا محنت و مشقت، بغیر کرید حساب کے اور سرکار کی توجہ ہم پر فرما دینا۔ اور حضور کو ہم پر ناراض نہ فرمانا۔ ہم کو بھی اور تمام زندہ و وفات یافتہ مسلمانوں کو بھی بخش دے اور ہماری آخری آواز یہی ہے کہ تمام تعریفیں اللہ پروردگار عالمین کے لیے ہیں۔"

یہ دعا حضور علیہ السلام پر درود اور آپ کو وسیلہ بنانے پر مشتمل ہے اس کو دلائل الخیرات کے مصنف نے ذکر کیا ہے اور شارح نے کہا کہ اس جیسی دعا امام ترمذی نے بھی نقل کی ہے اور اس کو حسن صحیح غریب کہا ہے امام نسائی۔ ابن ماجہ۔ طبرانی نے بھی بیان کی ہے۔ طبرانی نے اس سے پہلے ایک قصہ لکھا ہے۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی اسے نقل کیا ہے اور حاکم نے اس کو شرط بخاری و مسلم پر صحیح قرار دیا ہے۔ بیہقی نے بھی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے اس کو نقل کیا ہے اور صحیح

قرار دیا ہے۔ نسائی کے الفاظ یہ ہیں۔ ایک نابینا شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دُعا فرمائیں کہ بینائی ٹھیک کر دے، فرمایا، میں تجھے اِسی حال پر چھوڑ دُوں؟ عرض کیا، یا رسول اللہ! بینائی نہ ہونے کی وجہ سے سخت پریشان ہُوں، فرمایا جاؤ وضو کر کے دو۲ رکعت نفل پڑھو پھر کہو۔ اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ اِلٰى رَبِّيْ بِكَ اَنْ يَكْشِفَ لِيْ عَنْ بَصَرِيْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيْ نَفْسِيْ "الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد نبی رحمت کے وسیلہ سے، اے محمد! بے شک میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری آنکھ سے پردہ کھول دے۔ اے اللہ حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما" دُعا مانگ کر فارغ ہوا تو اللہ نے آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا، اور مُصنّف نے جو الفاظ نقل کیے میں ابنِ ثابت نے بھی اپنی کتاب "الکفایہ" میں معمولی تبدیلی سے یہی نقل کیے ہیں۔ اور مُصنّف کے نزدیک لفظ زائد بھی ہیں اور ابن ثابت نے اس روایت کو نبی علیہ السلام کی زیارت کے بیان میں نقل کیا ہے، اور کہا کہ نبی علیہ السلام اور آپ کے دونوں ساتھیوں پر سلام عرض کر کے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پلٹ آئے۔ کثرت سے دُعا کرے اور حضور علیہ السلام کی شفاعت طلب کرے مثلاً... الٰہی! میں آپ سے سوال کرتا اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہُوں آگے تمام عبارت وہی ہے جو مذکور ہوئی پھر یہ الفاظ ہیں وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ شارح دلائل کی عبارت ختم ہوئی۔

(۱۲۳) ایک سو تیئیسواں درود شریف

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِکَ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِکَ"

الٰہی! درود بھیج ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل، صحابہ، ازواج، اولاد اور گھر والوں پر اپنی معلومات کے برابر۔ ایسا درود جو تیری حکومت کے ساتھ دائمی ہو"

میں نے یہ درود شریف علامہ شیخ محمد صالح رئیس زبیری زمزمی مکی شافعی رحمۃ اللہ کے فتاوی میں دیکھا ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ علامہ سیدی الصغیر ابن میار من نے کہا کہ جس نے ایک مرتبہ یہ درود شریف پڑھا گویا اس نے چالیس مرتبہ دلائل الخیرات پڑھی"۔ زبیری کی عبارت ختم ہوئی۔ پھر میں نے یہی بات کتاب کنوز الاسرار میں دیکھی، اس کی عبارت یہ ہے جو مجھے شیخ عیاش (اللہ ان کی حفاظت فرمائے) نے عطا کی یہ درود شریف قابل اعتماد لوگوں نے شیخ سیدی صغیر بن میار رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اللہ ان سے ہمیں نفع دے لوگوں کا کہنا ہے کہ جس نے اسے ایک مرتبہ پڑھا گویا اس نے چالیس مرتبہ دلائل الخیرات پڑھی۔ اس کے الفاظ قریب قریب اس طرح ہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ"۔ الٰہی! ہمارے آقا محمد پر، علم خدا کی تعداد کے برابر درود بھیج۔ ایسا درود جو حکومتِ الٰہیہ کے دوام کے ساتھ

دائمی ہو۔

ایک سو چوبیسواں درود شریف (۱۲۴)

سیدی شیخ عبدالطیف بن موسیٰ بن عجیل یمنی کا

اَللّٰھُمَّ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یَا رَبِّ یَا اَللّٰہُ یَا رَبِّ یَا اَللّٰہُ یَا رَبِّ یَا اَللّٰہُ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اَسْئَلُکَ اَللّٰھُمَّ اَنْ تَجْعَلَ لِیْ فِیْ ھٰذِہِ السَّاعَۃِ وَفِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ وَوَقْتٍ وَنَفَسٍ وَلَمْحَۃٍ وَلَحْظَۃٍ وَخَطْرَۃٍ وَطَرْفَۃٍ یَطْرِفُ بِھَا اَھْلُ السَّمٰوَاتِ وَاَھْلُ الْاَرْضِ وَکُلِّ شَیْئٍ ھُوَ فِیْ عِلْمِکَ کَائِنٌ اَوْ قَدْ کَانَ اَسْئَلُکَ اَللّٰھُمَّ اَنْ تَجْعَلَ لِیْ فِیْ مُدَّۃِ حَیَاتِیْ وَبَعْدَ مَمَاتِیْ اَضْعَافَ اَضْعَافِ ذٰلِکَ اَلْفَ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَسَلَامٍ مَضْرُوْبَیْنِ فِیْ مِثْلِ ذٰلِکَ وَاَمْثَالِ ذٰلِکَ عَلٰی عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلَادِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْھَارِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَمَوَالِیْہِ وَخُدَّامِہٖ وَمُحِبِّیْہِ اِلٰھِیْ

اِجْعَلْ كُلَّ صَلٰوةٍ مِنْ ذٰلِكَ تَفُوْقُ وَتَفْضُلُ صَلٰوةَ
الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوَاتِ وَاَهْلِ الْاَرْضِيْنَ
اَجْمَعِيْنَ كَفَضْلِهِ الَّذِيْ فَضَّلْتَهُ عَلٰى كَافَّةِ خَلْقِكَ
يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ
النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ
وَاَشْيَاعِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَمَوَالِيْهِ وَخُدَّامِهٖ
وَمُحِبِّيْهِ اَفْضَلَ الصَّلَوَاتِ ۔ وَعَدَدَ الْمَعْلُوْمَاتِ ۔
وَعَدَدَ الْحُرُوْفِ وَالْكَلِمَاتِ ۔ وَعَدَدَ السُّكُوْنِ وَالْحَرَكَاتِ ۔
صَلٰوةً تَمْلَاُ الْاَرْضِيْنَ وَالسَّمٰوَاتِ ۔ وَمِلْءَ مَا
بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ الْمِيْزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ
الرِّضَا وَزِنَةَ الْكُرْسِيِّ وَالْعَرْشِ وَعَدَدَ الْحُجُبِ
وَالسُّرَادِقَاتِ ۔ وَعَدَدَ الْاَسْمَاءِ الْحُسْنٰى ۔
وَالصِّفَاتِ الْعُلْيَا ۔ رَبِّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ ۔
يَا وَلِيَّ الْحَسَنَاتِ يَا رَفِيْعَ الدَّرَجَاتِ ۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ
وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كُلَّمَا ذَكَرَكَ
وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ وَسَهَا عَنْ ذِكْرِكَ

وَذَكَرَهُ الْغَافِلُوْنَ وَعَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ
وَعَدَدَ مَا اَحْصَاهُ الْمُحْصُوْنَ وَعَدَدَ مَا تَكَلَّمَ بِهِ
الْمُتَكَلِّمُوْنَ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ
وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَالرَّسُوْلِ
الْعَرَبِيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ
وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ صَلٰوةً اَنْتَ لَهَا اَهْلٌ -
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَبِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ
وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا تُحِبُّ اَنْتَ وَتَرْضٰى - اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ وَعَلٰى
اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ
وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا يَنْبَغِيْ لِشَرَفِ نُبُوَّتِهٖ وَعَظِيْمِ
قَدْرِهٖ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ
وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَالرَّسُوْلِ
الْعَرَبِيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ
وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًا
وَلِحَقِّهٖ اَدَاءً - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ
وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ

وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ حَرْفٍ جَرٰى بِهِ الْقَلَمُ وَبِعَدَدِ مَا عُلِمَ وَمَا يُعْلَمُ وَاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ

اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - اَللّٰهُمَّ وَتَرَحَّمْ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ - اَللّٰهُمَّ وَتَحَنَّنْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ
وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ
عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِيْمًا ، لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ
الْبَرِّ الرَّحِيْمِ وَمَلٰٓئِكَتِهِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ
وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَمَا سَبَّحَ
لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَّا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ
وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الشَّاهِدِ الْبَشِيْرِ الدَّاعِيْ

إِلَيْكَ بِاِذْنِكَ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ وَعَلَيْهِ
السَّلَامُ ۔ در کل یوم ثلاث مرات ودر یوم الجمعہ مائۃ مرۃ۔
صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَلٰئِكَتِهٖ وَاَنْبِيَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَ
جَمِيْعِ خَلْقِهٖ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ
السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ
وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ
الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ عَبْدِكَ
وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَفَاتِحِ الْبِرِّ
وَمُعَلِّمِ الْحِكْمَةِ وَرَسُوْلِ الْهُدٰى وَالرَّحْمَةِ ۔ اَللّٰهُمَّ
دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ وَبَارِئَ الْمَسْمُوْكَاتِ وَخَالِقَ الْمَخْلُوْقَاتِ
اجْعَلْ شَرَائِفَ صَلَوَاتِكَ وَنَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ وَرَافَةَ
تَحَنُّنِكَ وَفَضَائِلَ اٰلَائِكَ وَاَزْكٰى تَحِيَّاتِكَ وَاَوْفٰى سَلَامِكَ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ
السَّيِّدِ الْكَامِلِ وَالْفَاتِحِ الْخَاتِمِ وَالْاَوَّلِ الْاٰخِرِ
الظَّاهِرِ الْبَاطِنِ وَالْمَاحِي الْجَامِعِ الدَّافِعِ
لِجَيْشَاتِ الْاَبَاطِيْلِ ۔ وَالنُّوْرِ الْهَادِيْ مِنَ الْاَضَالِيْلِ
اَمِيْنِكَ الْمَامُوْنِ ۔ وَخَازِنِ عِلْمِكَ الْمَخْزُوْنِ ۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي
الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اِسْمِهٖ فِي الْاَسْمَاءِ وَعَلٰى جَسَدِهٖ
فِي الْاَجْسَادِ وَعَلٰى رُوْحِهٖ فِي الْاَرْوَاحِ وَعَلٰى
قَبْرِهٖ فِي الْقُبُوْرِ صَلٰوةً تَتَضَاعَفُ اَعْدَادُهَا

وَبِتَرَادُفِ اِمْدَادِهَا صَلَوٰتُكَ الَّتِيْ صَلَّيْتَ
عَلَيْهِ بِدَوَامِكَ - وَصَلِّ يَا رَبِّ وَسَلِّمْ عَلٰى جَسَدِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَذٰلِكَ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَ
اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ
وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَمُحِبِّيْهِ
وَاُمَّتِهٖ . وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى وَالرَّسُوْلِ الْمُجْتَبٰى وَالْحَبِيْبِ الْمُعْتَبَرِ
وَالْمُقَدَّمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالْمُشَفَّعِ فِى الْمَحْشَرِ
صَاحِبِ اللِّوَاءِ الْمَعْقُوْدِ - وَالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ - الْمُسَمّٰى
بِالْكَوْثَرِ - الَّذِىْ خَتَمْتَ بِهِ الرِّسَالَةَ وَالدَّلَالَةَ
وَالْبِشَارَةَ وَالنِّذَارَةَ وَالنُّبُوَّةَ وَالسِّرَّةَ
وَاَسْرَيْتَ بِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى - اِلَى السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى - اِلٰى
سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى - اِلٰى قَابِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى -
وَاَرَيْتَهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى - وَاَنَلْتَهُ الْغَايَةَ
الْقُصْوٰى - وَاَكْرَمْتَهُ بِالْمُكَالَمَةِ وَالْمُشَاهَدَةِ
وَالْمُعَايَنَةِ بِالنَّظَرِ وَخَصَّصْتَهُ بِالْحُبِّ وَالْقُرْبِ

وَالتَّمْكِيْنِ۔ وَاَرْسَلْتَهٗ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔ وَخَاطَبْتَهٗ وَوَصَفْتَهٗ بِقَوْلِكَ الْكَرِيْمِ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ تکرار عشر ۱۰

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَمَوَالِيْهِ وَخُدَّامِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَاُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا اَجْمَعِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ (ثلاثا) وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ وَاَتَمَّ سَلَامِكَ وَاَنْمٰى بَرَكَاتِكَ صَلٰوةً تَسْتَغْرِقُ الْاَمْدَادَ۔ وَتُحِيْطُ بِالْاٰحَادِ۔ صَلٰوةً لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا اَمَدَ لَهَا وَلَا انْقِضَاءَ لَهَا صَلٰوةً مُتَّصِلَةً اَبَدِيَّةً سَرْمَدِيَّةً تَدُوْمُ بِدَوَامِ مُلْكِكَ يَا دَائِمُ يَا كَرِيْمُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ۔ وَصَلِّ يَا رَبِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ۔ وَعَلٰى اَبَوَيْهِ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَعَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔ وَاٰلِ كُلٍّ مِّنْهُمْ وَاَوْلَادِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَصَحْبِهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔ وَصَلِّ يَا رَبِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ۔ وَعَلٰى اُولِى الْعَزْمِ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ وَعَلَى الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ۔ وَصَلِّ يَارَبِّ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَعَلٰى حَمَلَةِ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ وَعِزْرَائِيْلَ وَعَلٰى جَمِيْعِ مَلَائِكَةِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِيْنَ۔ وَصَلِّ يَارَبِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَالطَّاهِرِيْنَ۔ وَعَلَى الصَّالِحِيْنَ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُمْ وَالْمُسْلِمِيْنَ۔ وَصَلِّ يَارَبِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ۔ وَسَيِّدِ الْاُمَّةِ وَكَاشِفِ الْغُمَّةِ۔ وَجَلَاءِ الظُّلْمَةِ۔ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ۔ وَعَدَدَ السَّحَابِ وَالْقَطْرِ۔ وَعَدَدَ ذَرَّاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ وَعَدَدَ الثِّمَارِ وَوَرَقِ الْاَشْجَارِ وَعَدَدَ مَا اَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَاَشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ۔ وَعَدَدَ نَعْمَائِكَ وَاِنْضَالِكَ وَاٰلَائِكَ وَعَدَدَ كَلِمَاتِكَ الْمُبَارَكَاتِ الطَّيِّبَاتِ۔ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا

بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاِحَنِ وَالْمِحَنِ وَالْاَهْوَالِ وَالْبَلِيَّاتِ۔
وَتُسَلِّمُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْفِتَنِ وَالْاَسْقَامِ وَالْاَمْرَاضِ
وَالْاٰفَاتِ وَالْعَاهَاتِ۔ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ
الْعُيُوْبِ وَالسَّيِّئَاتِ۔ وَتَغْفِرُلَنَا بِهَا جَمِيْعِ
الذُّنُوْبِ وَتَمْحُوْبِهَا عَنَّا الْخَطِيْئَاتِ۔ وَتَقْضِي لَنَا بِهَا
جَمِيْعَ مَا نَطْلُبُ مِنَ الْحَاجَاتِ۔ وَتَرْفَعُنَا بِهَا
عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ۔ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى
الْغَايَاتِ۔ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ
الْمَمَاتِ۔ يَا رَبِّ يَا اَللّٰهُ يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ۔ رَبَّنَا
تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ اَللّٰهُمَّ وَتَقَبَّلْ
شَفَاعَةَ نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْكُبْرٰى۔ وَبَلِّغْهُ
بِنَظْرِكَ اِلَيْهِ نِهَايَةِ الْبُشْرٰى۔ وَارْفَعْ
دَرَجَتَهُ الْعُلْيَا۔ وَآتِهِ سُؤْلَهُ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى۔
كَمَا آتَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى۔ وَاَعْطِهِ اَفْضَلَ
مَا سَاَلَكَ لِنَفْسِهِ وَاَفْضَلَ مَا سَاَلَكَ لَهُ اَحَدٌ
مِنْ خَلْقِكَ وَاَفْضَلَ مَا اَنْتَ مَسْئُوْلٌ لَهُ اِلٰى يَوْمِ
الْقِيَامَةِ۔ اَللّٰهُمَّ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا يَغْبِطُهُ
فِيْهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَآتِهِ الْوَسِيْلَةَ
وَالْفَضِيْلَةَ وَالشَّرَفَ الْاَعْلٰى وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ
وَالْمَنْزِلَةِ الشَّامِخَةَ الْعَالِيَةَ الْمُنِيْفَةَ وَاجْزِهِ
عَنَّا يَا رَبِّ مَا هُوَ اَهْلُهُ وَاجْزِهِ عَنَّا اَفْضَلَ

مَاجَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ ـ وَزِدْ فِيْ دَرَجَتِهٖ وَشَرَفِهٖ وَرِفْعَتِهٖ ـ اَللّٰهُمَّ وَاَحْيِنَا مُتَمَسِّكِيْنَ بِسُنَّتِهٖ وَمَحَبَّتِهٖ وَاجْعَلْنَا مِنْ خِيَارِ اُمَّتِهٖ ـ وَاسْتُرْنَا بِذَيْلِ حُرْمَتِهٖ ـ وَاَمِتْنَا عَلٰى دِيْنِهٖ وَمِلَّتِهٖ ـ وَاحْشُرْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ زُمْرَتِهٖ ـ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِهٖ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهٖ ـ مَعَ اَهْلِهٖ وَخَاصَّتِهٖ ـ وَاجْمَعْنَا بِهٖ وَبِهِمْ فِيْ مَقْعَدِ الصِّدْقِ عِنْدَكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ يَاحَنَّانُ يَامَنَّانُ يَا رَحْمٰنُ (ثلاثا) ـ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بِحُرْمَةِ هٰذَا النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ـ وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ ـ صَلِّ اللّٰهُمَّ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ ـ وَاَهْلِبَيْتِهٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضَا نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ الَّتِيْ لَاتَنْفَدُ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ـ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ عَدَدَ مَا عُلِمَ وَمِلْءَ مَا عُلِمَ وَاسْتَغْفِرُكَ اللّٰهُمَّ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ يَا غَفُوْرُ يَاتَوَّابُ وَاَعُوْذُ بِعِلْمِكَ مِنْ جَهْلِيْ وَ بِغِنَاكَ مِنْ فَقْرِيْ وَبِعِزِّكَ مِنْ ذُلِّيْ وَبِحَوْلِكَ

وَتَوَفِّيكَ مِنْ عَجْزِيْ وَضَعْفِيْ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى
اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ
ای من النقصان بعد الزیادۃ - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ
مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُبِكَ
مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى
نَفْسِكَ - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ
وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ وَالْاَدْوَاءِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ
الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ وَشَمَاتَةِ الْعِبَادِ وَالْحُسَّادِ
وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ
وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَ
قَهْرِ الرِّجَالِ - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ
وَخَوَاتِمَهٗ وَجَوَامِعَهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَظَاهِرَهٗ
وَبَاطِنَهٗ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ - اٰمِيْنَ -
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ
عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَرَسُوْلُكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ عَبْدُكَ
وَنَبِيُّكَ وَرَسُوْلُكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَزُوْغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا
اللّٰهُ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا

مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

سب تعریفیں اللہ کے لیے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر، سب تعریفیں اللہ کے لیے۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے، سب تعریفیں اللہ کے لیے۔ اے پروردگار! اے اللہ! اے پروردگار! اے اللہ! اے زندہ! اے قائم رہنے والے! اے زندہ! اے قائم رہنے والے! اے جلال و عزت والے۔ اے جلال و عزت والے۔ اے جلال و عزت والے! اے آسمانوں اور زمین کو نو پیدا کرنے والے! الٰہی! میرا تجھ سے سوال ہے کہ تو میرے لیے اس ساعت اور ہر ساعت و وقت، ہر سانس و لمحہ، لحظہ، قدم اور آسمانوں و زمینوں والے جو آنکھیں جھپکتے ہیں اور جو کچھ تیرے علم میں ہونے والا ہے اور جو کچھ ہو چکا ہے الٰہی! میرا تجھ سے سوال ہے کہ اس سب کی تعداد کے برابر میری زندگی اور مرنے کے بعد آٹھ آٹھ گنا اور اس سے ہزاروں گنا بڑھا چڑھا کر درود و سلام جن کو اتنے ہی مزید اعداد و شمار میں ضرب دی جائے اور کئی گنا ہو کر تیرے بندے، نبی، رسول اور ہمارے آقا محمد نبی اُمی رسول عربی پر ہو، اور آپ کی آل، صحابہ، اولاد بیویوں اور بچیوں اور گھر والوں، آپ کے سسرال والوں، پیروکاروں، غلاموں، خادموں اور دوستوں پر ہو۔ الٰہی! ان میں سے ہر درود و سلام اس درود سے افضل ہو جو زمینوں اور آسمانوں والے سب مل کر آپ پر پڑھتے ہیں، اسی طرح جس طرح تیرا دیا ہو۔

فضل وکرم تمام مخلوق سے بڑھ کر ہے جو تُو نے آپ کو عطا فرمایا۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے! الٰہی! ہماری طرف سے قبول فرما بے شک تُو سُنتا جانتا ہے الٰہی! درُود وسلام بھیج اپنے بندے نبی اور رسول پر، جو ہمارے سردار ہیں محمّد صلی اللہ علیہ وسلم، جو نبیِ اُمّی اور رسولِ عربی ہیں اور آپ کی آل وصحابہ پر، اولاد، ازواج اور بچّوں پر۔ آپ کے سُسرال، مددگاروں پیر وکاروں پر، آپ کے دوستوں، خادموں اور محبت کرنے والوں پر، افضل درُود، معلومات کی تعداد کے برابر۔ حروف اور کتابوں کی تعداد کے برابر، سکُون وحرکات کے برابر۔ ایسا درُود جو زمینوں اور آسمانوں کو بھر دے۔ اوران دو کے درمیان جو فضا ہے اس کو بھر دے۔ میزان کے برابر، علم کی انتہا، رضا کی حد کرسی وعرش کے وزن کے برابر، بے حدول اور سراپردول کے برابر۔ اسمائے حُسنیٰ کے برابر۔ صفات عالیہ کے برابر، اے پروردگار مجھ سے تقبل فرما۔ اے دعائیں قبول کرنے والے! اور بھلائیوں کے مالک! اور درجے بلند فرمانے والے۔ الٰہی دُرود وسلام بھیج ہمارے آقا محمّد پر، جو نبیِ اُمّی ہیں، رسولِ عربی ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر، اولاد و ازواج اور بچیوں پر اور نبی علیہ السلام کے گھر والوں پر، جب تک ذکر کرنے والے تیرا اور ان کا ذکر کرتے رہیں اور جب تک تیرے اور حضور علیہ السلام کے ذکر کرنے سے ذکر کرنے والے غافل ہوں اور ذکر کرنے والوں کے ذکر کے برابر، اور حساب کرنے والوں کے حساب کے برابر، اور کلام کرنے والوں کے کلام کے برابر، الٰہی! درُود وسلام بھیج اپنے بندے اپنے نبی اور اپنے رسُول ہمارے آقا محمّد پر جو نبیِ

اُمّی اور رسُول عربی ہیں اور آپ کی آل واصحاب، اولاد وازواج پر اور آپ کے اہلِ خانہ پر، ایسا درُود جو تیرے شایانِ شان ہو، الٰہی درُود و سلام بھیج اپنے بندے نبی اور رسُول پر، جو ہمارے آقا محمّد ہیں۔ نبی اُمّی اور رسول عربی، اور آپ کی آل وصحابہ اولاد وازواج پر گھر والوں پر ایسا درُود جو آپ کے شایانِ شان ہو۔ الٰہی درود وسلام بھیج اپنے بندے اپنے نبی اپنے رسول سیدنا محمّد پر جو نبی اُمّی اور رسُولِ عَربی ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر اولاد وازواج پر، آپ کے گھر والوں پر۔ جیسے تُو چاہے اور پسند فرمائے۔ الٰہی! درود وسلام نازل فرما، اپنے بندے نبی اور رسُول ہمارے آقا محمّد پر، جو نبی اُمّی اور رسولِ عربی ہیں۔ اور آپ کی آل و اصحاب، اولاد وازواج پر اور اہلِ خانہ پر، جو آپ کے مرتبہ نبوت اور بلند درجہ کے شایان ہو۔ الٰہی درود وسلام نازل فرما اپنے بندے نبی اور رسُول ہمارے آقا محمد پر، جو نبی اُمّی اور رسول عربی ہیں، اور آپ کی آل و اصحاب، ازدواج واولاد پر اور اہلِ خانہ پر، ایسا درُود جس میں تیری رضا بھی ہو اور آپ کا حق بھی ادا ہو، اے اللہ درُود وسلام بھیج اپنے بندے اپنے نبی اور اپنے رسُول پر۔ ہمارے آقا محمّد نبی اُمّی اور رسول عربی پر، اور آپ کی آل، اصحاب، اولاد وازواج پر اور اہلِ خانہ پر، ہر اس حرف کے بدلے جس پر قلم جاری ہوا، اور عدد معلوم کے برابر، اور جو آگے معلوم ہو گا۔ اس کا اور قیامت کے دن آپ کو اپنے قریب ٹھہرانا۔ ہمارے پروردگار ہماری طرف سے قبول فرما۔ بے شک تُو سُننے جاننے والا ہے۔ الٰہی درُود و سلام بھیج ہمارے آقا محمّد، نبیِ اُمّی پر اور آپ کی ازواج مطہرات مسلمانوں کی ماؤں پر اور آپ کی اولاد اور اہل بیت پر۔ جیسے تُو نے درود بھیجا ابراہیم

علیہ السلام اور آل ابراہیم پر۔ بے شک تو سراہا گیا بزرگ ہے، الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر اور ہمارے آقا محمد کی آل پر۔ جیسے تو نے درود بھیجا ابراہیم پر جہانوں میں، بے شک تو سراہا گیا بزرگ ہے۔ الٰہی ہمارے آقا محمد پر درود بھیج جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور ہمارے آقا محمد کی آل پر جیسے تو نے درود بھیجا ابراہیم اور آل ابراہیم پر، اور برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد اور ہمارے آقا محمد کی آل پر۔ جیسے تو نے برکت فرمائی ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر، بے تو سراہا گیا بزرگ ہے۔ الٰہی! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جو تیرے بندے اور نبی نبی اُمّی ہیں اور ہمارے آقا محمد کی آل اور حضور کی بیویوں اور اولاد پر، جیسے تو نے درود بھیجا ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر، اور ہمارے آقا محمد پر برکت نازل فرما جو نبی اُمّی ہیں اور ہمارے آقا محمد کی آل پر اور بیویوں اور اولاد پر، جیسے تو نے برکت بھیجی ابراہیم اور آل ابراہیم علیہ وعلیہم السلام پر، جہانوں میں۔ بے شک تو سراہا گیا بزرگ ہے۔ الٰہی درود بھیج ہمارے آقا محمد پر اور ہمارے آقا محمد کی آل پر، جیسے تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر درود بھیجا۔ بے شک تو سراہا گیا بزرگ ہے۔ الٰہی برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد پر اور ہمارے آقا محمد کی آل پر۔ جیسے تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر بے شک تو سراہا گیا بزرگ ہے، الٰہی ہمارے آقا محمد پر رحم فرما اور ہمارے آقا محمد کی آل پر، جیسے تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحم فرمایا۔ بے شک تو سراہا گیا بزرگ ہے۔ الٰہی ہمارے آقا محمد اور ہمارے آقا محمد کی آل پر، اس طرح مہربانی فرما جیسے تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر مہربانی فرمائی بے شک تو سراہا گیا بزرگ ہے۔ الٰہی! ہمارے آقا محمد اور ہمارے آقا

محمد کی آل پر اس طرح سلام بھیج جیسے تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر سلام بھیجا بے شک تو سراہا گیا بزرگ ہے۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اس غیب بتانے والے نبی، پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! ان پر درود بھیجو، اور خوب سلام ۔ اے اللہ میں حاضر ہوں اور دوہری نیک بختی تیرے ہاتھ ہے۔ خدائے نیکوکار مہربان اور مقرب فرشتوں اور نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور تمام نیک بندوں اور اے پروردگار! جو جو چیز تیری پاکی بولتی ہے، ان سب کی درودیں محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والے، رسولوں کے آقا، پرہیزگاروں کے [illegible] ں کے پالنے والے کے رسول ہیں۔ حاضر و ناظر و شاہد، بشارت دینے والے، تیرے حکم سے تیری طرف جانے والے سیدھے راستے کی دعوت دینے والے، اور روشنی عطا فرمانے والے روشن چراغ ہیں۔ اور حضور پر سلام ہو" ہر دن تین بار اور جمعہ کے دن سو بار" اللہ کی رحمتیں (درودیں) اس کے فرشتوں کی، اس کے نبیوں اس کے رسولوں کی، اور اس کی تمام مخلوق کی، ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، حضور اور حضور علیہ السلام کی آل پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں، الٰہی رحمتیں اور برکتیں ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما جو تمام رسولوں کے سردار، پرہیزگاروں کے امام، نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والے، تیرے بندے اور رسول ہیں۔ نیکی کے امام اور رہنما نیکی کا دروازہ کھولنے والے اور حکمت کے معلم ہیں۔ ہدایت و رحمت کے رسول۔ اے اللہ! پوشیدہ چیزوں کو چھپانے والے! مضبوط آسمانوں کو پیدا کرنے والے، تمام مخلوق کے پیدا کرنے والے، اپنی بزرگتر رحمتیں

اور دائمی برکتیں، اور شفقت بھرے تحائف اور فاضل ترنعمتیں اور پاکیزہ تر نوازشات اور مکمل تر سلامتی نازل فرما ہمارے آقا محمد پر جو تیرے بندے تیرے نبی اور رسول ہیں، کامل سردار۔ کھولنے والے (فاتح)، سلسلۂ نبوت کو ختم فرمانے والے، اوّل، آخر، ظاہر، باطن، برائیاں مٹانے والے (ماحی)، جمع کرنے والے، دور کرنے والے، باطل خیالات کو، نور اور راہنما گمراہوں سے تیرے قابلِ اعتماد امانت دار اور تیرے خزانۂ علمی کے خزانچی، الٰہی درود و سلام بھیج اپنے نبی، ہمارے آقا محمد پر نبیوں میں سے، اور اُمتوں میں سے حضور کی اُمت پر اور حضور کے آباؤ اجداد پر اجداد میں سے، اور ارواح میں سے حضور کی روح پر، اور قبروں میں سے حضور کی قبر پر، ایسا درود جس کی تعداد بڑھتی رہے اور جس کی مدد متواتر ہو۔ تیرا وہ درود جو ہمیشہ سے تو اُن پر درود بھیج رہا ہے۔ اور الٰہی ! یونہی درود و سلام بھیج حضور کی آل واصحاب، ازواج واولاد پر، حضور کے اہلِ خانہ پر، الٰہی درود و سلام بھیج اپنے بندے، اپنے نبی، اپنے رسول، ہمارے آقا محمد پر اور آپ کی آل واصحاب، اولا[illegible] وازواج اور اہل خانہ اور نسل پر اور حضور کے مددگاروں، حضور کے رنگ میں رنگے ہوؤں، پیروکاروں، تابعداروں، آپ سے محبت کرنے والوں اور آپ کی اُمت پر، اور ان سب کے ساتھ ہم پر بھی۔ اے پروردگار ہماری طرف سے قبول فرما بے شک تو سننے اور جاننے والا ہے۔ اور اے اللہ ! درود و سلام بھیج اپنے بندے اپنے نبی اپنے رسول، ہمارے آقا نبی محمد برگزیدہ اور رسولِ چیدہ پر جو قابلِ اعتماد دوست، قیامت میں سب سے پہلے

اور بروز حشر شفاعت کرنے والے، خوبصورت، جھنڈے والے اور سیراب
کرنے والے حوض کے مالک ہیں۔ جس حوض کا نام کوثر ہے۔ جس (محبوب)
پر تو نے رسالت رہنمائی، بشارت، تنبیہ، نبوت، بہادری ختم کر دی۔
اور جن کو تو نے ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کروائی۔
وہاں سے بلند آسمانوں، سدرۃ المنتہیٰ اور دو کمانوں کی مقدار یا اس
سے بھی قریب تر قرب عطا فرمایا اور ان کو تو نے بڑی بڑی نشانیاں
دکھائیں اور کائنات کی آخری حد تک پہنچایا جن کو تو نے باہمی گفتگو،
مشاہدہ اور نظر کا معائنہ عطا فرمایا اور جن کو تو نے محبت، قربت،
اور قدرت سے مخصوص فرمایا اور جن کو تو نے تمام جہانوں کے لیے
رحمت بنا کر بھیجا اور جن سے تو نے خطاب کیا اور اپنے معزز کلام سے
ان کی یہ صفت بیان فرمائی کہ محبوب تم اخلاق کے بڑے مقام پر فائز ہو۔
اس لفظ کو دس بار دہرائیے۔ الٰہی! درود و سلام بھیج آپ پر آپ کی
آل، صحابہ کرام، اولاد، ازواج، اہل خانہ سسرال، مددگاروں، حضور
کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگنے والوں، پیروکاروں، حضور کے دوستوں
اور محبت کرنے والوں پر، حضور کی امت پر، اور ہم سب پر۔ اے
سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے، اے تمام جہانوں کو پالنے والے
تین بار۔ اور درود و سلام بھیج اپنے بندے، اپنے نبی اور اپنے رسول
ہمارے آقا محمد پر، جو نبیوں کے خاتم ہیں۔ اپنا افضل درود اور مکمل سلام
اور فزوں تر برکتیں، ایسا درود جو سیاہیوں کو ختم اور اکائیوں کا احاطہ
کرے۔ ایسا درود جس کی حد نہ ہو، جس کی مدت نہ ہو، جو ختم نہ ہو
ایسا درود جو ہمیشگی سے ملا ہو بسرمدی ہو، اور تیری حکومت کے

ساتھ دائمی ہو۔ اے قائم! اے کریم! اے رحمٰن! اے رحیم! اور اے پروردگار درود وسلام بھیج اپنے بندے اپنے نبی اور اپنے رسول ہمارے آقا محمد پر، جو آخری نبی ہیں اور آپ کے آل واصحاب پر، اور حضور کے گھر والوں پر، جو ظاہراً و باطناً صاف ستھرے ہیں، اور حضور کے آبا ابراہیم واسماعیل علیہما السلام پر اور حضور کے تمام بھائیوں نبیوں رسولوں پر، اور ان سب کی آل واولاد پر۔ جو ظاہر و باطن صاف ستھرے تھے اور تمام اولوالعزم رسولوں پر، اور صدیقوں شہیدوں صالحین پر اور اے پروردگار درود بھیج اپنے بندے اپنے نبی اپنے رسول، ہمارے آقا محمد پر، جو آخری نبی ہیں اور آپ کی آل واصحاب اور گھر والوں پر جو پاکیزہ وستھرے ہیں اور تیرے عرش کے اٹھانے والوں اور مقرب فرشتوں پر، اور جبریل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام پر، اور زمین وآسمان کے تمام فرشتوں پر۔ اور اے پروردگار! درود وسلام بھیج اپنے بندے اپنے نبی اور اپنے رسول۔ ہمارے آقا محمد پر، جو خاتم النبیین ہیں اور حضور کی آل۔ صحابہ اور گھر والوں پر جو صاف وپاکیزہ تھے اور جنوں، انسانوں میں جو نیک اہل ایمان واہلِ اسلام ہیں۔ اور اے پروردگار درود وسلام نازل فرما اپنے بندے اپنے نبی اور اپنے رسول، ہمارے آقا محمد نبی رحمت پر، اُمت کے سردار پر، غم دُور فرمانے والے پر، اندھیرے میں روشنی کرنے والے پر، جفت وطاق کی تعداد کے برابر، بادل وبارش کے برابر، خشکی وسمندر کے ذرّوں کے برابر، درختوں کے پھلوں اور پتوں کے برابر اور جن پر رات اندھیرا کرتی اور دن روشنی پھیلاتا۔

ہے ان کے برابر، تیرے فضل اور تیری نعمتوں کے برابر، تیرے بابرکت پاکیزہ کلمات کے برابر، ایسا درود جس کے ذریعے تو ہم کو تمام ڈر، خوف اور ہولناکیوں اور مصیبتوں سے بچا لے۔ اور جن کے طفیل تو ہمیں تمام فتنوں، تکلیفوں، بیماریوں، آفتوں اور ہلاکتوں سے محفوظ فرمائے۔ اور جس کے سبب تو ہم کو تمام عیبوں اور برائیوں سے پاک کر دے۔ اور جس کے صدقہ تو ہمارے تمام گناہ بخش دے اور تمام خطائیں مٹا دے اور جس سے تو ہماری مطلوبہ حاجتیں پوری فرما دے اور جس سے تو اپنے حضور ہمارے درجات بلند فرما دے۔ اور جس کے ذریعے تو ہم کو آخری منزل پر پہنچا دے یعنی زندگی اور مرنے کے بعد تمام بھلائیاں۔ اے پروردگار! اے اللہ! اے دعائیں قبول کرنے والے۔ اے ہمارے پروردگار ہم سے قبول فرما بے شک تو سننے جاننے والا ہے۔ اے اللہ اپنے نبی ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرما اور اپنی نظرِ کرم سے اسے انتہائی خوشی کا پیغام بنا دے اور اس کا بلند درجہ اور بلند فرما۔ اور دنیا و آخرت میں حضور جو مانگیں عطا فرما دے۔ جیسے تو نے ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کو عطا فرمایا اور حضور نے جو کچھ تجھ سے اپنے لیے مانگا اس سے زیادہ عطا فرما اور حضور کے لیے تیری مخلوق میں سے جو کسی نے مانگا اس سے بھی افضل اور حضور کے لیے قیامت تک جو تجھ سے مانگا جائے گا۔ اس سے زائد عطا فرما۔ اے اللہ حضور کو اس مقام حمد و ثنا پر فائز فرما۔ جس پر پہلے پچھلے سب رشک کریں اور حضور کو مقام وسیلہ و فضیلت عطا فرما اور بلند تر مقام اور رفیع تر درجہ اور عزت و عظمت و شرافت کی منزلت،

اور ہماری طرف سے اے رب! حضور کو وہ جزائے خیر عطا فرما جس کے آپ مستحق ہیں اور کسی نبی کو اس کی اُمّت کی طرف سے جو تُو نے جزا دی ہے ہماری طرف سے سرکار کو اس سے افضل ترجزا عطا فرما، اور حضورؐ کے درجہ، شرف اور بلندی میں اضافہ فرما۔ الٰہی! ہم کو اس طرح زندہ رکھیو کہ حضور کی مُحبّت اور سُنّت ہمارے ہاتھ میں ہو۔ اور ہم کو حضورؐ کی اُمّت کے نیکو کاروں میں رکھیو! اور حضور کے دامن رحمت میں ہم کو چھپا لینا اور حضور کے دین اور آپ کی ملّت پر ہم کو موت دینا اور قیامت کے دن ہم کو حضور کے گروہ میں اٹھانا۔ اور حضور کے حوض سے ہم کو سیراب فرمانا۔ اور حضور کی شفاعت سے ہم کو جنت میں داخل فرمانا۔ حضورؐ کی آل اور خواص کے ساتھ، اور ہم کو سرکار کے ساتھ اور اُن سب کے ہمراہ اپنے حضور سچائی کے مقام پر جمع فرمانا ان لوگوں کے ہمراہ جن پر تُو نے انعام فرمایا یعنی انبیائے کرام، صدیقین، شہدا اور صالحین۔ اے رحم فرمانے والے، احسان فرمانے والے، مہربان! (تین مرتبہ) اے ہمارے پروردگار ہماری طرف سے قبول فرما بیشک تو سنتا جانتا ہے اس نبی اُمّی اور رسول عربی کے صدقے۔ درُود بھیج اے اللہ! حضور پر اور آپ کی آل، صحابہ، اولاد، بیویوں تجول اور اہلِ خانہ پر، اور سلام اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر، اپنی ذات کی رضا کے برابر، اپنے عرش کے وزن کے برابر اور تیرے ان کلمات کو لکھنے والی سیاہی کے برابر جو ختم نہ ہو گی۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے اللہ کو پاکی، سب تعریفوں کا مستحق اللہ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، اور نیکی پر

عمل کرنے، برائی پر رکنے کی طاقت، خدائے برتر و عظیم کی مدد کے بغیر نہیں معلومات کی تعداد اور معلومات کے وزن کے برابر، اور معلومات کے برابر۔ اور اے اللہ میں تجھ سے بخشش چاہتا اور تیری طرف تائب ہوتا ہوں۔ اے بخشنے والے! اے بہت توجہ فرمانے والے اور تیرے علم کی مدد سے میں اپنی جاہلیت سے پناہ چاہتا ہوں اور تیرے غنا سے اپنے فقر اور تیری عزت سے اپنی ذلت اور تیری طاقت و قوت سے اپنی عاجزی و کمزوری کی پناہ چاہتا ہوں اور ضعف و کمزوری کی عمر کی طرف لوٹنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زیادہ سے کم ہونے کی تجھ سے پناہ۔ اے اللہ! میں تیری معافی سے تیرے عذاب کی اور تیری رضا سے تیری ناراضی کی پناہ مانگتا ہوں اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں ہوں تیری اس طرح تعریف نہیں کرسکتا جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔ الٰہی میں تجھ سے بُرے اخلاق، خواہشات اور بیماریوں سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے مانگتا ہوں قرض کے غلبہ، کینوں کے غلبہ۔ بندوں اور حاسدوں کی ہنسی سے، اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں غم و الم، عجز و سستی۔ بزدلی اور بخل سے۔ اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں قرض کے بوجھ اور لوگوں کے دباؤ سے، الٰہی تجھ سے سوال ہے ابتدائی اور انتہائی بھلائیوں کا سب کے مجموعہ کا، پہلی پچھلیوں کا، ظاہری و باطنی کا، اور جنت کے اعلیٰ درجات کا، الٰہی میری دعا قبول ہو، الٰہی میں تجھ سے وہ بھلائی مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے بندے نبی اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس برائی سے جس سے تیرے بندے،

نبی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی تجھی سے مدد مانگی جاتی ہے۔
اور تجھی پر پہنچانا ہے نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی ہم میں کوئی طاقت
نہیں، سوائے بزرگ و برتر کی مدد کے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے
ہمیں اس کی راہ دکھائی اگر اللہ ہماری دستگیری نہ کرتا تو ہم سیدھی
راہ پر کبھی نہ چل سکتے۔ الٰہی ہدایت کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کرنا، اور
ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما بے شک تو بہت بخشنے والا ہے"
تمہارے رب کو پاکی سزاوار، عزت والا رب۔ اس سے جو منکر بیان
کرتے ہیں۔ رسولوں پر سلام اور تمام ثنا و ستائش کا سزاوار اللہ پروردگار
عالمیان"

اس فضیلت والے درود شریف کو کتاب مسالک الحنفا میں ذکر کیا۔ مؤلف نے
اس سے پہلے یہ عبارت لکھی ہے "میرے پاس شیخ عالم، یکتا شہاب الدین، امام مدرسہ
العینیۃ۔ اللہ ان سے نفع دے کتاب جس کا نام "الکبریت الاحمر فی الصلوۃ
علی من انزل علیہ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ" مصنف شیخ عبد اللطیف
بن موسیٰ بن عجیل یمنی اللہ ان کی برکت سے ہمیں مستفید فرمائے لے کر آئے اس کا مضمون
بسم اللہ شریف کے بعد یوں شروع ہوتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ
عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ آخر تک۔

(۱۲۵) ایک سو پچیسواں درود شریف
شیخ محمد عقیلہ کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ بِمَظَاهِرِ ذَاتِكَ وَصِفَاتِكَ عَلٰی مَجْمَعِ

الْحَقَائِقِ الْإِلٰهِيَّةِ وَعَرْشِ الْأَسْمَاءِ الْحَقِيَّةِ وَالْخَلْقِيَّةِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ الْإِمَامِ الْمُبِيْنِ الْمُحْصٰى فِيْهِ كُلُّ شَيْءٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عَبْدِكَ نُقْطَةِ تَرْكِيْبِ حُرُوْفِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رَسُوْلِكَ مَظْهَرِ التَّعَيُّنَاتِ وَمَبْدَاءِ الْمُبْدَعَاتِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى صَفِيِّكَ مَنْشَاءِ التَّصْوِيْرِ وَالتَّكْوِيْنِ وَالتَّدْبِيْرِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى حَبِيْبِكَ الْقَلَمِ الْأَعْلٰى وَالطَّرِيْقِ الْأَجْلٰى وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى خَلِيْلِكَ الرَّتْقِ الْمَفْتُوْقِ مِنْهُ جَمِيْعُ الْعَوَالِمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ أَصْلِ الْحُرُوْفِ الْعَالِيَةِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى أَوَّلِ تَعَيُّنٍ لَكَ فِي الْمُبْدَعَاتِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الرُّوْحِ أَبِي الْأَرْوَاحِ وَسَيِّدِ الْأَشْبَاحِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَبْدَاءِ الْمَحَبَّةِ الْإِلٰهِيَّةِ وَمَنْشَاءِ الْمَعْرِفَةِ الذَّاتِيَّةِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى الْعَقْلِ الْأَوَّلِ النُّوْرِ الْأَكْمَلِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْإِنْسَانِ الْكَامِلِ وَالْخَلِيْفَةِ الْعَادِلِ وَعَلٰى

آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْوَاسِطَةِ الْاَعْظَمِ وَ
الرَّسُوْلِ الْاَفْخَمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلَى الْفَيْضِ الْاِلٰهِيِّ وَالْمُمِدِّ الرَّبَّانِيِّ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ
وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الرُّوْحِ الْقُدُسِيِّ وَعَلٰى آلِهٖ
وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْمُسْتَوَى الرَّحْمَانِيِّ
وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَجْمَعِ الْفُيُوْضَاتِ
وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
رَئِيْسِ اَهْلِ الْيَمِيْنِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْمَبْدَاءِ الْفَيَّاضِ مِنْ حَضْرَتِهٖ
اِلٰى اَهْلِ عِنَايَتِهٖ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى وَاهِبِ الْخُصُوْصِيَّاتِ لِاَهْلِ وِلَايَتِهٖ
وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلَى الْكَثِيْبِ الَّذِيْ مِنْهُ وُجُوْدُ كُلِّ مَوْجُوْدٍ وَعَلٰى
آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
قَابَ قَوْسَيِ الْاَسْمَاءِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ بِكَمَالِكَ وَجَمَالِكَ عَلٰى اَشْرَفِ
الْمَوْجُوْدَاتِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَجْمَعِ مَظَاهِرِ الذَّاتِ
وَالْاَسْمَاءِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِيْ مَظْهَرِ الْعَظَمَةِ
وَالْكِبْرِيَاءِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ

صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَظْهَرِ الْكَنْزِيَّةِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَظَاهِرِ الْاُلُوْهِيَّةِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَظَاهِرِ الرُّبُوْبِيَّةِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَظَاهِرِ اللَّاهُوْتِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَظَاهِرِ الْجَبَرُوْتِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَظَاهِرِ الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَظَاهِرِ الْقَبْضَةِ الْيُمْنٰى فِي الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْيَا وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَظَاهِرِ الْقَبْضَةِ الْيُسْرٰى فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ الْاَفْعَالِ الْحَقِّيَّةِ وَالْخَلْقِيَّةِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ قُوَى الْاَسْمَاءِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا لَمْ يَظْهَرْ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ

مَظَاهِرِ الْاُنْسِيَّةِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَظَاهِرِ الْهُوِيَّةِ وَعَلٰى
اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ
مَظَاهِرِ الْاَحَدِيَّةِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَظَاهِرِ الْوَاحِدِيَّةِ وَعَلٰى
اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
بِعَدَدِ اِتِّصَالِ كُلِّ اُمَمٍ اِلٰى مَوْجُوْدٍ وَمَعْدُوْمٍ وَعَلٰى
اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
بِعَدَدِ مَا يَتَكَوَّنُ مِنْ اَنْفَاسِ اَهْلِ النَّعِيْمِ اَوْ مَا
يَكُوْنُ مِنْ مَطَالِبِهِمْ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الرُّؤْيَةِ الْكُبْرٰى وَالْوَا سِطَةِ
الْعُظْمٰى فِي الدُّنْيَا وَالْاُخْرٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمَخْصُوْصِ بِالْعِزِّ
[illegible] وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمَخْصُوْصِ بِالشَّفَاعَةِ
[illegible] وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمَخْصُوْصِ بِالنِّيَابَةِ الْعُظْمٰى
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمَخْصُوْصِ الْخِلَافَةِ الْكُبْرٰى
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النُّوْرِ الَّذِيْ [illegible] سِرُّهٗ فِيْ

جَمِیْعِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ ڹ الْجَوْھَرِ السَّارِیْ
اِلٰی کُلِّ حَضْرَۃٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ دَائِرَۃِ الرَّحْمَۃِ الْاَوَّلِیَّۃِ
وَالْھِدَایَۃِ الْحَقِیْقِیَّۃِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ جَامِعِ السُّبُلِ
الْجَمَالِیَّۃِ وَالْجَلَالِیَّۃِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَابِقِ الْخَلْقِ
فِیْ مِضْمَارِ الْقُرْبَۃِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ مِحْرَابِ
حَضْرَۃِ الْحَقِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ زِمَامِ
طَاعَۃِ الرَّبِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدَمِ
الْعِنَایَۃِ وَالتَّوْفِیْقِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ یَمِیْنِ
التَّشْرِیْعِ وَالتَّعْلِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَجْہِ الْوِلَایَۃِ
وَالتَّعْرِیْفِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ رُوْحِ التَّوْحِیْدِ
التَّفْرِیْدِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قُطْبِ الْمُشَاهَدَةِ وَالتَّنْعِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَالَبِ الْمَعَانِیْ وَالْمَعْنَوِیَّاتِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَیْنِ الْعِنَایَةِ الْاِلٰهِیَّةِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ شَکْلِ التَّحْمِیْدِ وَالتَّمْجِیْدِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صُوْرَةِ التَّکْبِیْرِ وَالتَّنْزِیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ هُیُوْلَی التَّخْلِیْقِ وَالتَّقْطِیْرِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَادَّةِ الْاِبْدَاعِ وَالتَّکْوِیْنِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْاَعَزِّ الْاَبْهٰی وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْاَبْلَجِ الَّذِیْ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْجَامِعِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِمْ ظَاهِرِ الْخَلْقِ وَبَاطِنِ الْحَقِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اَلْقَافِ الْمُحِیْطِ بِکُلِّ مَوْجُوْدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْعَقْلِ الْاَکْمَلِ وَالْعِلْمِ الْاَفْضَلِ وَعَلٰی اٰلِهٖ

وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ
الْوِلَایَۃِ وَالْعِنَایَۃِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْبَھَاءِ وَالسَّنَا
وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الصِّفَاتِ الْحُسْنٰی وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ
وَسَلِّمْ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ
لِوَاءِ الْحَمْدِ وَالثَّنَا وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ
الْوَسِیْلَۃِ وَالْفَضِیْلَۃِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الدَّرَجَاتِ
الْعَالِیَۃِ وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ
وَسَلِّمْ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
صَاحِبِ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَۃِ الْعُظْمٰی وَعَلٰی آلِہٖ
وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْخَاتَمِ وَالْعَلَامَۃِ وَعَلٰی آلِہٖ
وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
الْمُتَقَلِّدِ بِاِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ وَعَلٰی
آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
الْمُنْطَقِ بِمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ
وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
الْمُدَّثِّرِ بِمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّۃً لِّلنَّاسِ وَعَلٰی آلِہٖ

وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ
الْمُزَّمِّلِ بِقُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ
جَمِیْعًا وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمُتَرَدِّیْ بِوَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ
رَبُّكَ فَتَرْضٰی وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمُتَطَیْلِسِ بِلَعَمْرُكَ
اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ
وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اَوَّلِ خَلِیْفَةٍ لَّهٗ فِیْ عَالَمِ الْعَنَاصِرِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَ
صَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی
اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّعَلَی الْوُرَثَاءِ وَالتَّابِعِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ
وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلَی الْاَوْلِیَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ
وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ
عَلَی الشُّهَدَاءِ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ
وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَی
الْمَحْبُوْبِیْنَ وَالْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَی الْمَلٰٓئِكَةِ
الْاَوْحُوْتِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ

صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَی الْمَلَائِکَةِ النَّاسُوْتِیِّیْنَ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَی الْمَلَائِکَةِ الرَّحْمَانِیِّیْنَ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَی الْمَلَائِکَةِ الْجَبَرُوْتِیِّیْنَ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اِمَامِ الثَّقَلَیْنِ وَسَیِّدِ الْفَرِیْقَیْنِ۔
وَرُوْحِ الطَّرِیْقَیْنِ حَقِیْقَةِ الْحَقَائِقِ وَاِنْسَانِ عَیْنِ
الْخَلَائِقِ۔ اَللّٰهُمَّ وَاجْعَلْنَا بِفَضْلِكَ لَهٗ مِنَ
التَّابِعِیْنَ وَاِلٰی سُنَّتِهٖ وَطَرِیْقَتِهٖ مِنَ الْمُقْتَفِیْنَ
وَعَلٰی حَوْضِهٖ مِنَ الْوَارِدِیْنَ وَاِلٰی قَدَمِهٖ مِنَ
الْوَاصِلِیْنَ وَبِحُبِّكَ وَحُبِّهٖ مِنَ الْمَشْغُوْلِیْنَ وَاِلٰی
طَلَبِكَ قَاصِدِیْنَ وَفِیْمَا عِنْدَكَ رَاغِبِیْنَ وَاِلَیْكَ
مُتَوَجِّهِیْنَ وَعَلٰی مَا یُرْضِیْكَ مُقِیْمِیْنَ وَعَمَّنْ سِوَاكَ
مُنْقَطِعِیْنَ وَبِكَ مُتَوَلِّعِیْنَ وَفِیْ كُلِّ شَیْءٍ وَقَبْلَهٗ
لَكَ شَاهِدِیْنَ وَبِمَا اَعْطَیْتَنَا رَاضِیْنَ وَفِیْ جَمَالِكَ
مُسْتَغْرِقِیْنَ وَفِیْ كَمَالِكَ مُسْتَهْلِكِیْنَ وَبِجَمَالِكَ
عَارِفِیْنَ وَبِكُلِّ نَاطِقٍ لَكَ سَامِعِیْنَ وَبِكُلِّ مُبْصَرٍ لَكَ
مُبْصِرِیْنَ اِجْعَلْنَا اَللّٰهُمَّ مِمَّنْ وَسِعَكَ فِیْ كُلِّ
مَظْهَرٍ لَكَ فَلَمْ یُنْكِرْكَ فِیْ شَیْءٍ صَدَرَ عَنْكَ
یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ صَلِّ عَلٰی قُرَّةِ

عَنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ وَتَقَبَّلْنَا بِجَاهِهٖ آمِيْنَ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

الٰہی درود و سلام بھیج اپنی ذات و صفات کے مظاہر کے ساتھ اُن پر جو الٰہی حقیقتوں کا مجمع اور اسمائے حقی و خلقی کا عرش ہیں اور آپ کی آل اور صحابہ پر۔ الٰہی درود و سلام بھیج اپنے نبی واضح کرنے والے امام (امامِ مبین) پر، جن میں ہر چیز کا شمار کر رکھا ہے اور آپ کی آل و اصحاب پر، الٰہی درود و سلام بھیج اپنے بندے جو حروفِ موجودات کی ترکیب کا نقطہ ہیں۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درود و سلام بھیج اپنے رسول پر، جو تعینات کا مظہر اور مخلوقات کا مبدا ہیں۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر، یا اللہ! درود و سلام بھیج اپنے صفی پر، جن سے صورتیں تخلیق اور گردش دوراں بنائی گئی۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! اپنے حبیب پر درود و سلام بھیج جو بلند مرتبہ قلم اور روشن تر راستہ ہے اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام نازل فرما اپنے خلیل پر جو واصل تھے جن سے تمام کائنات کو تخلیق کیا گیا اور آپ کی آل و اصحاب پر، الٰہی! درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو بلند کناروں کی اصل ہیں اور حضور کی آل و صحابہ پر، الٰہی! درود و سلام بھیج جو مخلوقات میں تیرا پہلا تعین ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام نازل فرما اس رُوح پر جو ارواح کا باپ اور صورتوں کا سردار ہے اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درود و سلام بھیج اُن پر جو محبتِ الٰہی کا نقطۂ آغاز اور معرفت ذات کا منشا ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام

بھیج عقلِ اوّل اور نورِ اکمل پر اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی! درود و
سلام بھیج انسان کامل اور خلیفہ عادل پر، اور آپ کی آل واصحاب پر۔
الٰہی! درود و سلام بھیج بڑے وسیلہ اور عظیم المرتبت رسول پر، اور آپ
کی آل واصحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام نازل فرما فیضِ خداوندی اور مبدأ
ربانی پر اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام بھیج پاکیزہ روح
پر اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام نازل فرما مستویٰ رحمانی
پر اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام بھیج مجمع فیضان پر، اور
آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام بھیج دائیں طرف والوں کے
سردار پر۔ اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام بھیج اُن پر جو
اپنی بارگاہ سے اہلِ عنایت کے لیے فیض کا اُبلتا ہوا چشمہ ہیں۔ اور آپ کی
آل واصحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام بھیج ان پر جو اپنے دوستوں کو خصوصی
انعامات سے نوازنے والے ہیں، اور ان کی آل واصحاب پر۔ الٰہی (رحمت)
کے اس ٹیلے پر درود و سلام بھیج جس سے ہر موجود کو وجود ملا ہے۔ اور
آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام بھیج آسمان کی دو کمانوں کی
مقدار اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی! اپنے کمال و جمال سے درود و
سلام بھیج اُن پر جو تمام موجودات میں بزرگ تر ہیں اور ان کی آل واصحاب پر۔
الٰہی! درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو تمام مظاہر ذات اسماء کا
مجمع ہیں اور آپ کی آل و صحابہ پر۔ الٰہی ہمارے آقا محمد پر درود و سلام
بھیج، جو بلند و بڑائی کا مظہر ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی! درود و
سلام بھیج جو دولتمندی کا مظہر ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی! درود و
سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، مظاہر ربوبیت کے برابر اور آپ کی آل و

اصحاب پر۔ الٰہی! درُود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر مظاہر ربوبیت کی تعداد کے برابر۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درُود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر "مظاہر لاہوت" کے برابر۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درُود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر "مظاہر جبروت" کی تعداد کے برابر۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درُود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر "ملک و ملکوت" کے مظاہر کے برابر۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درُود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، اس پاکیزہ بابرکت دائیں مٹھی کے مظاہر کے برابر، جس کا اظہار دُنیا و آخرت میں ہوگا۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درُود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، بائیں مُٹھی کے برابر دُنیا و آخرت میں۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر، الٰہی! درُود و سلام بھیج! ہمارے آقا محمد پر حقی اور خلقی کاموں کے برابر، اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درُود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، اسما کی ان قوتوں کے برابر، جو ظاہر ہو چکی ہیں اور جو ظاہر نہیں ہوئیں۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درُود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر آنی مظاہر کے برابر، اور آپ کی آل و اصحاب پر الٰہی! درُود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر مظاہر ہویت کے برابر، اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درُود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، مظاہر یکتائی کے برابر، اور آپ کی آل و اصحاب پر، الٰہی درُود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، مظاہر احدیت کے برابر اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درُود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، ہر اسم کے اپنے مسمّٰے موجود یا معدوم سے ربط کے برابر۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درُود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر اہلِ جنت کے سانسوں اور ان کے

مقاصد کے برابر۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو دُنیا و آخرت میں حق کی بڑی نشانی اور عظیم الشان واسطہ ہیں۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر، الٰہی! درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو معراج ذاتی سے مختص کیے گئے اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام نازل فرما ہمارے آقا محمد پر جن کو دیدار و کلام سے خاص کیا گیا اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام نازل فرما ہمارے آقا محمد پر، جو نیابتِ عظمیٰ سے مخصوص کیے گئے۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر جو خلافتِ کُبریٰ سے مخصوص کیے گئے اور آپ کی آل و اصحاب پر، الٰہی! درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو نورِ ذاتی ہیں جن کی نورانیت تمام اسمأ و صفات میں جاری و ساری ہے، اور آپ کی آل و صحاب پر۔ الٰہی! درود و سلام نازل فرما ہمارے آقا محمد پر، جو ہر بارگاہ کے قیمتی جوہر ہیں۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو رحمتِ خداوندی اور ہدایت حقی کا دائرہ ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درود و سلام بھیج! ہمارے آقا محمد پر، جو جلال و جمال کی تمام راہوں کے جامع ہیں۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درود و سلام بھیج، ہمارے آقا محمد پر، جو میدانِ قربت میں سب سے آگے ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو بارگاہِ خداوندی کے محراب کے امام ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر۔ جو عنایت و توفیق کا قدم ہیں اور آپ کی آل و صحاب پر۔ الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو شریعت و تعلیم کا منبع ہیں۔ اور آپ کی

آل واصحاب پر۔ الٰہی! درود وسلام بھیج ہمارے آقا محمدؐ پر، جو ولایت و معرفت کا ذریعہ ہیں۔ اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی درُود وسلام بھیج ہمارے آقا محمدؐ پر جو توحید و یکتائی کی رُوح ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درُود وسلام بھیج ہمارے آقا محمدؐ پر، جو مشاہدہ و تفہیم کے قُطب ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر، الٰہی درود وسلام بھیج ہمارے آقا محمدؐ پر، جو معنی و معنویات کا قالب ہیں۔ اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی درُود وسلام نازل فرما ہمارے آقا محمدؐ پر، جو عنایتِ خداوندی کا چشمہ ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی درُود وسلام نازل فرما ہمارے آقا مُحمدؐ پر، جو حمد و بزرگی کی شکل ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر، الٰہی درُود وسلام نازل فرما ہمارے آقا محمدؐ پر، جو تکبیر و تنویر کی صُورت ہیں۔ اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی درود وسلام نازل فرما ہمارے آقا مُحمدؐ پر، جو خُلق ایجاد کے ہیولیٰ (مادہ) ہیں۔ اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی درُود وسلام نازل فرما ہمارے آقا مُحمدؐ پر اور آپ کی آل واصحاب پر۔ جو آغازِ تکوین کا مادہ ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی درُود وسلام نازل فرما ہمارے آقا مُحمدؐ پر، اور آپ کی آل واصحاب پر۔ جو سب سے زیادہ عزت و درشتی والے ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی درُود وسلام بھیج ہمارے آقا محمدؐ پر جو نُوری چہرے والے ہیں جن کے چہرے کے وسیلہ سے بارش مانگی جاتی ہے اور آپ کی آل واصحاب پر، الٰہی درُود وسلام بھیج جمع کرنے والے الف پر اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درُود وسلام بھیج آلمؐ پر مخلوق کے ظاہر اور حق کے باطن پر، اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی درُود وسلام نازل

فرما اس قاف پر جو تمام موجودات کا احاطہ کرنے والا ہے۔ اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی درود وسلام نازل فرما ہمارے آقا محمد پر جو کامل تر عقل اور افضل تر علم والے ہیں۔ اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی درود وسلام نازل فرما ہمارے آقا محمد پر، جو ولایت وعنایت کے مالک ہیں۔ اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی درود وسلام نازل فرما جو چمک دمک والے ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی درود وسلام بھیج ہمارے آقا محمد پر جو بہترین صفات کے مالک ہیں۔ اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی! ہمارے آقا محمد پر درود وسلام بھیج جو لواء الحمد اور تعریف کے مالک ہیں۔ اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی ہمارے آقا محمد پر درود بھیج جو وسیلہ وفضیلہ کے مالک ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی درود وسلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو بلند درجہ اور مقام محمود کے مالک ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی! ہمارے آقا محمد پر درود وسلام بھیج جو حوض اور بڑی شفاعت کے مالک ہیں۔ اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی ہمارے آقا محمد پر درود وسلام بھیج، جو خاتم (انگوٹھی) اور علامت والے ہیں اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی درود وسلام بھیج ہمارے آقا محمد پر جن کے گلے میں یہ ہار آویزاں ہے۔ "بے شک وہ لوگ جو (محبوب) تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو بس اللہ کی بیعت کرتے ہیں" اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی ہمارے آقا محمد پر درود وسلام بھیج جن کے متعلق یہ فرمایا گیا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ "ہم نے تمہیں اے محبوب نہ بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔ اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الٰہی ہمارے

آقا محمد پر درود و سلام بھیج، جن پر "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ"
ہم نے تمام لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا۔ کی چادر اڑھا کر بھیجا، اور
آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی ہمارے آقا محمد پر درود و سلام نازل فرما
جو "قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا"
کی کملی اوڑھائی اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے
آقا محمد پر جن کو "وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" کا جامہ
پہنایا گیا اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درود و سلام نازل فرما ہمارے
آقا محمد پر درود نازل فرما عناصر میں اپنے پہلے خلیفہ پر۔ اور آپ کی آل و اصحاب
پر۔ الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر اور تمام نبیوں رسولوں پر
اور ان کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر
اور حضور کے دوستوں اور پیروکاروں پر، اور آپ کی آل و اصحاب پر،
الٰہی ہمارے آقا محمد پر درود و سلام بھیج اور اولیاء و صالحین پر اور آپ
کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، اور شہیدوں
صدیقوں پر اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درود و سلام نازل فرما
ہمارے آقا محمد پر، اور محبوبوں اور مقربین پر، آپ کی آل و اصحاب پر۔
الٰہی ہمارے آقا محمد پر درود و سلام بھیج اور علم والے فرشتوں پر، اور
حضور کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر اور لاہوتی
فرشتوں پر اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے
آقا محمد پر اور ناسوتی فرشتوں پر، اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ الٰہی درود و
سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر اور رحمانی فرشتوں پر۔ اور آپ کی آل و اصحاب
پر۔ الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر اور جبروتی فرشتوں پر اور

آپ کی آل واصحاب پر۔ الہٰی درود وسلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو جنوں انسانوں کے امام اور دونوں جماعتوں کے سردار ہیں۔ دونوں راستوں کی روح حقیقتوں کی حقیقت اور مخلوق کی آنکھ کی پتلی ہیں۔ الہٰی! اپنے فضل سے ہم کو سرکار کا پیرو کار بنا دے اور آپ کے طور طریقوں پر چلنے والا اور آپ کے حوض پر سیراب ہونے والا بنا دے، اور آپ کے قدموں تک پہنچا دے۔ اور اپنی اور حضور کی محبت میں مشغول فرما دے اور اپنی طلب کا اماد کرنے والا۔ اور اپنی بارگاہ کی رغبت رکھنے والا۔ اور اپنی طرف توجہ کرنے والا، اور اپنی رضامندی کے کاموں پر عمل کرنے والا۔ اور اپنے ماسوا سے ہٹنے والا، اور اپنی ذات میں مشغول۔ ہر چیز میں اور ہر چیز سے پہلے تیری گواہی دینے والا، اور تیری عطا پر راضی اور اپنے جمال میں مصروف۔ اور اپنے کمال میں فانی تیری صفات کا عارف، اور جو تیری بات کرے اسے سننے والا، اور جو تجھے دکھانیوالا ہو اس کو دیکھنے والا۔ الہٰی! ہم کو ان میں سے کر دے جو تیرے مظہر ہیں تیری وسعت کے قائل ہیں، سو جو چیز تجھ سے صادر ہوئی اس میں تیرے وجود کا انکار نہیں کرتے" اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! اے جہاں کی پرورش فرمانے والے! درود بھیج ان پر جو تیرے نیک بندوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور ان کی عظمت کے صدقے قبول فرما۔ الہٰی! ایسا ہی ہو۔ پاک ہے تمہارا رب، عزت والا پروردگار، اس سے جو منکرین، بیان کرتے ہیں۔ اور سلام ہو تمام رسولوں پر، اور سب تعریفیں اللہ پروردگار جہان کے لیے"

یہ درود ہیں سیدی شیخ محمد بن احمد المعروف عقیلہ حنفی مکی رحمۃ اللہ کے۔ ان کا

نام ہے "النفحات الزکیۃ" شروع میں بسم اللہ کے بعد مصنف فرماتے ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ اٰخِرًا وَّظَاھِرًا وَّبَاطِنًا اَحْمَدُہٗ بِحَمْدِہٖ نَفْسَہٗ فَھُوَ الْمُنَزَّہُ عَنْ حَمْدِ غَیْرِہٖ وَاَشْکُرُہٗ بِہٖ تِلْکَ حَقِیْقَۃُ اَھْلِ شُکْرِہٖ وَاُصَلِّیْ عَلٰی اَوَّلِ مُتَعَیِّنٍ لَہٗ مِنْ غَیْبِ کَنْزِیَّتِہٖ اَلْاَلِیْفِ اَلْجَامِعِ لِشَتَاتِ کُلِّ مَوْجُوْدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَھْلِ اَلْکَرَمِ اَلْجُوْدِ مِنْ کَرَمِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔"

"سب تعریف اللہ کے لیے اول و آخر، ظاہر و باطن، میں اس کی وُہ تعریف پیش کرتا ہوں جو اس نے اپنی فرمائی ہے۔ کہ وہ غیر کی تعریف سے پاک ہے اور اسی پر میں اس کا شکر کرتا ہوں، اور یہی اس کے شکر گزاروں کی حقیقت ہے اور میں دُرود بھیجتا ہوں اُن پر جو اس کے غیبی خزانے کے پہلے تعیّن ہیں۔ وہ الف (الفت پیدا کرنے والے) جو تمام متفرق مخلوق کو جوڑنے والے ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر جو سرکار کے کرم سے جُود و کرم والے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

بعد اس حمد و ثنا کے یہ دُرود شریف ہیں نبی علیہ السلام پر، جن کو میں نے اس بارگاہِ کرم میں ہدیۃً نذر کیا ہے اور مجھے حضور علیہ السلام کے کرم سے اُمید قبول ہے۔ اور جو محبّت کے ساتھ ان کو پڑھے گا اللہ ان کو اجر عطا فرمائے گا۔ اور اللہ اس کو حضور کی پیروی نصیب فرمائے گا بے شک اللہ جو چاہے کرے اور وُہ قبولیت کے لائق تر ہے۔ نیکی کمانے اور بُرائی سے بچنے کی طاقت صرف اللہ بزرگ و برتر کی تائید سے مل سکتی ہے۔ پھر اس کے بعد یہ دُرود شریف گزشتہ ترتیب کے مطابق نقل فرمایا۔ آپ اکابر اولیاء و صُوفیا میں سے تھے۔ یہ بات المرادی نے اپنی تاریخ "سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر" میں لکھی ہے۔ اور آپ کی بہت تعریف کی ہے۔ اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ نے شام، رُوم اور عراق

کا سفر کیا اور بے شمار مخلوق نے اُن سے اخذ فیض کیا۔ اور جب آپ دمشق میں تشریف لائے تو وہاں حلقہ درس و ذکر فرمایا، پھر اپنے شہر مکہ تشریف لے گئے اور وہیں ۱۰۱۱ھ میں وفات پائی، اللہ ان پر رحم فرمائے۔

ایک سو چھبیسواں (۱۲۶) درود شریف

محمد بن علی محلی شارح قصیدۂ تائیہ للسبکی کا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ اَفْضَلَ صَلَاۃٍ وَسَلَامٍ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَآلِھِمْ وَصَحْبِھِمْ اَجْمَعِیْنَ وَسَائِرِ الصَّالِحِیْنَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ کُلَّمَا ذَکَرَکَ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ الْغَافِلُوْنَ صَلَاۃً وَسَلَامًا دَائِمَیْنِ بِدَوَامِکَ بَاقِیَیْنِ بِبَقَائِکَ لَا مُنْتَھٰی لَھُمَا دُوْنَ عِلْمِکَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

الٰہی درود و سلام نازل فرما ہمارے آقا محمد پر، جو تیرے بندے نبی اور رسول، نبی اُمّی ہیں اور تمام نبیوں اور رسولوں پر، اور ان کے تمام آل واصحاب پر، اور تمام نیکو کاروں پر، اپنی معلومات اور کلمات کے برابر۔ جب بھی ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں۔ اور جب بھی غافل تیرے ذکر سے غفلت برتیں۔ ایسا درود و سلام جو تیرے دوام کے ساتھ دائمی اور تیری بقا کے ساتھ باقی ہو، جن کی تیرے علم کے سوا کوئی حد نہ ہو۔

بے شک تو ہر ممکن پر قدرت رکھتا ہے۔

اس درود شریف کو شیخ امام ابوعبداللہ جلال الدین محمد بن علی المحلی السنہوری الشافعی الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ تائیہ، مصنفہ امام بہاؤالدین السبکی، کی اپنی شرح کے آخر میں ذکر کیا ہے فرمایا کہ میں نے توجہ مرتکز کی اور خوب کثرت سے کی، اسی اثنا میں ایک رات میں ذکر کرتے کرتے سو گیا خواب میں دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بلند مکان پر کھڑا ہوں، میں نے اس کی ایک کھڑکی سے دیکھا تو کوئی شخص دوڑتا ہوا نظر آیا۔ وہ مجھ سے نیچے کی طرف آکر کھڑا ہو گیا، اس کا لباس سفید اور اجلا ہے۔ اس کے سر پر نہایت خوبصورت اور بڑا فانوس ہے۔ میں نے اس شخص سے کہا، آپ کیا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا مجھے یہ درود چاہیے جسے تم پڑھ رہے ہو۔ میں اسے لے کر اس محل پر چلا جاؤں گا یا اس سے ملتے جلتے الفاظ کہے میں بیدار ہو گیا تو دیکھا کہ میری زبان پر یہ درود جاری ہے، اور اس کو ہمارے بہت سے لوگوں نے نقل کیا، اور ان کا بیان ہے کہ ہم نے اس کی برکت محسوس کی ہے درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ اَفْضَلَ صَلَاةٍ وَسَلَامٍ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

آخر تک جو اوپر نقل ہوا۔ میں نے اسے شیخ الرفاعی کی مذکور شرح سے نقل کیا۔

ایک سو ستائیسواں درود شریف

ابوالمعتمر کے وظائف سے

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ عَدَدَ مَا خَلَقَ وَعَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَزِنَةَ مَا خَلَقَ وَزِنَةَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَمِلْءَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَمِلْءَ سَمٰوَاتِهٖ وَمِلْءَ

اَرْضِهٖ وَمِثْلَ ذٰلِكَ اَضْعَافَ ذٰلِكَ وَعَدَدَ خَلْقِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَمُنْتَهٰى رَحْمَتِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ وَمَبْلَغَ رِضَاهُ حَتّٰى يَرْضٰى وَاِذَا رَضِيَ وَعَدَدَ مَا ذَكَرَهٗ بِهٖ خَلْقُهٗ فِيْ جَمِيْعِ مَا مَضٰى وَعَدَدَ مَا هُمْ ذَاكِرُوْهُ فِيْمَا بَقِيَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ وَشَهْرٍ وَجُمُعَةٍ وَيَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَسَاعَةٍ مِنَ السَّاعَاتِ وَشَمٍّ وَنَفَسٍ مِنَ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَبَدِ الْاٰبَادِ اَبَدِ الدُّنْيَا وَاَبَدِ الْاٰخِرَةِ وَاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ لَا يَنْقَطِعُ اَوَّلُهٗ وَلَا يَنْفَدُ اٰخِرُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاَضْعَافَ ذٰلِكَ ـ

ترجمہ: پاکی اللہ کو اور سب تعریف اللہ کے لیے، اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی طاقت اللہ کی تائید کے بغیر نہیں جو بلند تر اور عظیم تر ہے جو اس نے پیدا کیا اور پیدا کرے گا اس کے برابر۔ جو اس نے پیدا کیا اور پیدا کرے گا اس کے وزن کے برابر۔ جو اس نے پیدا کیا اور پیدا کرے گا اس کے مساوی زمینوں آسمانوں بھر اس کی مثل اور اس کے کئی گنا، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر۔ اس کے عرش کے وزن کے برابر۔ اس کی ذات کی رضا کے برابر۔ اس کی رحمت کی انتہا کے برابر۔ اس کے کلموں کی سیاہی کے برابر اور اس کی رضا کی حد کے برابر، یہاں تک کہ راضی ہو جائے اور جب وہ راضی ہو اور اس کی مخلوق نے گزرے زمانہ میں جتنا اس کا ذکر کیا اس کے برابر اور جب تک آئندہ زمانوں میں وہ اس کا ذکر کریں

گے اس کی تعداد کے برابر جتنے سال ہوں مہینے ہوں۔ ہفتے (جمعے) ہوں۔ رات دن ہوں۔ ساعتوں میں جتنی ساعتیں ہوں جس قدر سانس لیے گئے یا رہتی دُنیا تک اور رہتی آخرت تک جو سانس لیے جائیں گے۔ ہمیشہ ہمیشہ اور اس سے زیادہ۔ جن کی ابتدا و انتہا نہ ہو، تب تک۔ الٰہی ہمارے آقا محمد اور ہمارے آقا محمد کی آل پر، اس جتنا اور اس سے دُونا چونا، دُرود بھیج"۔

یہ درود شریف اصل میں ابوالمعتمر کے وظائف میں سے ہے۔ جس پر سید مرتضیٰ زبیدی شارح الاحیاء نے ان الفاظ کا اضافہ فرمایا ہے۔" اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" تاکہ درود شریف پڑھنے والے کو مذکورہ تعداد میں درود شریف کا ثواب حاصل ہو، اور باقی تمام تسبیحات کا بھی۔ دُونا دُون۔ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے کہ اس کی فضیلت میں یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ یونس بن عبید نے خواب میں ایک شخص دیکھا، جو رومی علاقہ میں شہید ہو چکا تھا، پوچھا وہاں (اگلے جہان) تم کو کون سا افضل عمل دیکھا؟ اس نے کہا میں نے اللہ کی بارگاہ میں تسبیحات ابوالمعتمر کو بہت شان میں دیکھا ہے"۔ شارح زبیدی نے اس کے بعد فرمایا اس روایت کو اسی طرح کتاب "القوت" کے مؤلف نے لکھا ہے اور اس پر اتنا اضافہ کیا۔ معتمر بن سلیمان نے کہا میں نے عبدالملک بن خالد کو اس کے مرنے کے بعد دیکھا میں نے کہا کیسے ہو؟ کہا ٹھیک ہوں۔ میں نے کہا گنہگار کے لیے کوئی اُمید ہے؟ فرمایا ابوالمعتمر کی تسبیحات تلاش کرے کہ وہ بہترین چیز ہے۔ ابوالمعتمر کا اصل نام سلیمان بن طرخان تیمی ہے۔ ابن سعد نے کہا کہ سلیمان قابلِ اعتماد اور کثرت سے احادیث بیان کرنے والا تھا۔ اور محنت کرنے والے عبادت گذاروں میں سے تھا۔ عشاء کے وضو سے تمام رات نماز پڑھا کرتا تھا۔ شعبہ نے کہا میں نے اس سے بڑا صوفی نہیں دیکھا جو نبی علیہ السلام کی حدیث بیان کرتا، تو رنگ متغیر ہو جاتا۔ محمد بن عبدالاعلیٰ نے کہا، ابوالمعتمر بن سلیمان

نے کہا، اگر تم میرے خاندان سے نہ ہوتے تو میں اپنے باپ کی یہ روایت تمہیں نہ سُناتا۔ چالیس سال تک یہ عمل رہا کہ ایک دن روزہ ایک دن افطار اور عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے۔ (۲) ۲۴۳ھ، ۹۰ سال کی عمر میں بصرہ میں فوت ہوئے۔ ایک جماعت نے ان سے روایت کی۔

ایک سو اٹھائیسواں (۱۲۸) درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ۔ وَجَرٰى بِهٖ قَلَمُكَ۔ وَنَفَذَ بِهٖ حُكْمُكَ اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ بِيَدِهٖ خَزَائِنُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ يَّقُوْلُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُوْنُ اَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تُعَافِيَنِيْ مِنَ الدَّيْنِ وَتُغْنِيَنِيْ مِنَ الْفَقْرِ وَاَنْ تَرْزُقَنِيْ رِزْقًا حَلَالًا وَّاسِعًا مُّبَارَكًا فِيْهِ وَصَلِّ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ۔

ترجمہ: الٰہی درود و سلام نازل فرما ہمارے آقا محمد پر، جو تیرے بندے اور رسول ہیں، نبیٔ رحمت ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر تیرے علمی احاطہ میں جتنی مخلوق ہے اس کے برابر، اور جتنی مرتبہ تیرا قلم چلا ہے اس کے برابر۔ اور جو تیرا حکم نافذ ہوا اس کے برابر۔ اے اللہ، جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کے خزانے ہیں، اور جس شے سے فرمائے ہو جا (وہ ہو

وہ ہو جاتی ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارے آقا محمد پر درود بھیج۔ اور مجھے قرض سے محفوظ فرما۔ اور غریبی سے بچا کر غنی فرما، اور حلال، زیادہ اور برکت والا رزق عطا فرما اور درود و سلام بھیج، اے اللہ! ہمارے آقا محمد پر اور آپ کی آل پر"۔

یہ درود شریف میں نے امام علامہ شیخ محمد البدیری الدمیاطی المشہور بہ ابن المیت کی کتاب "تقریب الوسیلہ للطالبین فی الصلاۃ والسلام علی سید الاولین والآخرین" کے شروع میں لکھا دیکھا ہے۔ (یہ بزرگ) شیخ حنفی اور سید مصطفیٰ البکری کے مرشد تھے یہ درود شریف اس کتاب کا حصہ نہیں۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ جو شخص دس مرتبہ یہ درود شریف پڑھے دین میں ترقی اور رزق میں برکت ہو گی آخر تک۔ بہتر یہ ہے کہ ہر روز دس مرتبہ صبح و شام پڑھے۔

(۱۲۹)
ایک سو انتیسواں درود شریف
مؤلف کا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً کَامِلَۃً دَائِمَۃً یُشَارِکُ فِیْھَا الْاَزَلُ الْاَبَدَ وَلَا یُشَارِکُہٗ فِیْھَا مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ اَحَدٌ۔ صَلٰوۃً لَا تُحْصَرُ فَتُعَدَّ وَلَا تُحْصَرُ نُتُعَدَّ۔ صَلٰوۃً نِھَایَتُہٗ اَعْلٰی دَرَجَاتِ الْمُقَرَّبِیْنَ لَا تَصِلُ اِلٰی بِدَایَتِھَا فِی الْاَزَلِ وَلَا بِدَایَۃَ۔ وَلَمْ تَزَلْ دَائِمَۃَ التَّرَقِّیْ فِیْ کُلِّ لَحْظَۃٍ وَلَنْ تَزَالَ کَذٰلِکَ فَلَیْسَ لَھَا نِھَایَۃٌ۔ وَعَلٰی آلِہِ الْاَقْرَبِیْنَ۔ وَاُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ وَصَحْبِہٖ

نُجُوْمِ الْمُهْتَدِيْنَ - وَرُجُوْمِ الْمُعْتَدِيْنَ - وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ -

(۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَاَنْمَاهَا - وَاَدْوَمَهَا وَاَعَمَّهَا - صَلٰوةً تُعَادِلُ جَمِيْعَ الصَّلَوَاتِ - اَلَّتِيْ صَلَّيْتَهَا وَتُصَلِّيْهَا عَلَيْهِ فِي الْاَزَلِ وَالْاَبَدِ وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَتُمَاثِلُ جَمِيْعَ مَا صَلّٰى وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ جَمِيْعُ خَلْقِكَ كَالْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلٰئِكَ - صَلٰوةً تَفُوْقُ الْحَدَّ وَالْعَدَّ فَلَا يَبْلُغُ حَدَّهَا وَعَدَّهَا جَمِيْعُ الْاَلْفَاظِ وَالْاَعْدَادِ - تَجْعَلُنِيْ بِهَا مِنْ اَسْعَدِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلْفَائِزِيْنَ بِرِضَاكَ وَرِضْوَانِهٖ فِي الْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ - وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَقْرِبَائِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ جَمِيْعِ جِهَاتِهٖ - وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ تَشَرَّفُوْا بِرُؤْيَةِ ذَاتِهِ الشَّرِيْفَةِ وَمُشَاهَدَةِ مُعْجِزَاتِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا -

(۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ صَلَّيْتَهَا اَوْ تُصَلِّيْهَا عَلٰى اَحَدٍ مِنْ عِبَادِكَ الْاَبْرَارِ وَالْمُقَرَّبِيْنَ - تَكُوْنُ صَلٰوتُكَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِهٖ مَعَ كَمَالِهَا بِالنِّسْبَةِ اِلَيْهَا كَالذَّرَّةِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى جَمِيْعِ الْعَالَمِيْنَ - وَعَلٰى اِخْوَانِهِ الْاَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ تَقَدَّمُوْهُ فِي الزَّمَانِ - تَقَدُّمَ الْاُمَرَاءِ عَلَى السُّلْطَانِ - وَاَصْحَابِهٖ نُجُوْمِ الْهُدٰى - وَاَئِمَّةِ

اُمَّتِہٖ وَمِنْ بِہِمْ اُقْتَدِیْ ۔ وَسَلِّمِ اللّٰھُمَّ عَلَیْہِ وَ عَلَیْہِمْ تَسْلِیْمًا کَذٰلِکَ ۔ فَالْکُلُّ مَمْلُوْکٌ وَاَنْتَ وَحْدَکَ الْمَالِکُ ۔

(۴) اَللّٰھُمَّ صَلِّ اَفْضَلَ صَلٰوۃٍ وَاَکْمَلَھَا ۔ وَاَدْوَمَھَا وَاَشْمَلَھَا ۔ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ الَّذِیْ خَصَّصْتَہٗ بِالسِّیَادَۃِ الْعَامَّۃِ فَھُوَ سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ عَلَی الْاِطْلَاقِ ۔ وَرَسُوْلِکَ الَّذِیْ بَعَثْتَہٗ بِاَحْسَنِ الشَّمَائِلِ وَاَوْضَحِ الدَّلَائِلِ لِیُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ ۔ صَلٰوۃً تُنَاسِبُ مَا بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ مِنَ الْقُرْبِ الَّذِیْ مَا فَازَ بِہٖ اَحَدٌ ۔ وَتُشَاکِلُ مَالَدَیْکُمَا مِنَ الْحُبِّ الَّذِیْ انْفَرَدَ بِہٖ فِی الْاَزَلِ وَالْاَبَدِ ۔ صَلٰوۃً لَا یُعَدُّھَا وَلَا یَحُدُّھَا قَلَمٌ وَلَا لِسَانٌ ۔ وَلَا یَصِفُھَا وَلَا یُعَبِّرُ فَھْمًا مَلَکٌ وَلَا اِنْسَانٌ ۔ صَلٰوۃً تَسُوْدُ کَافَّۃَ الصَّلَوَاتِ ۔ کَسِیَادَتِہٖ عَلٰی کَافَّۃِ الْمَخْلُوْقَاتِ ۔ صَلٰوۃً یَشْمَلُنِیْ نُوْرُھَا مِنْ جَمِیْعِ جِھَاتِیْ ۔ فِیْ جَمِیْعِ اَوْقَاتِیْ ۔ وَیُلَازِمُ جَمِیْعَ ذَرَّاتِیْ ۔ فِیْ حَیَاتِیْ وَبَعْدَ مَمَاتِیْ ۔ وَعَلٰی اٰلِہِ الْاَطْھَارِ ۔ وَاَصْحَابِہِ الْاَخْیَارِ ۔ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ۔

(۵) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ صَلٰوۃً لَا صَلٰوۃَ اَفْضَلُ مِنْھَا لَدَیْکَ وَلَدَیْہِ ۔ وَلَا صَلٰوۃَ اَحَبُّ مِنْھَا اِلَیْکَ وَاِلَیْہِ ۔

وَلَا صَلَاۃً اَنْفَعُ مِنْهَا لَهٗ وَلِكُلِّ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ۔ صَلَاةً تَجْمَعُ مَا فِيْ جَمِيْعِ الصَّلَوَاتِ۔ مِنَ الْفَضَائِلِ وَالْكَمَالَاتِ۔ بِجَمِيْعِ الْاَعْدَادِ وَالْمُضَاعَفَاتِ۔ مَعَ جَمِيْعِ التَّقْدِيْرَاتِ وَالْاِعْتِبَارَاتِ۔ الْمَطْلُوْبَةِ لَهٗ مِنْ جَمِيْعِ الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ مِنْ اَهْلِ الْاَرَضِيْنَ وَالسَّمٰوَاتِ۔ فِيْ كُلِّ لَحْظَةٍ زِنَةَ جَمِيْعِ الْمَخْلُوْقَاتِ۔ وَمِلْءَ جَمِيْعِ الْعَوَالِمِ مِنْ كُلِّ الْجِهَاتِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ۔ وَكُلِّ مَنْ دَخَلَ اِلٰى دِيْنِكَ الْمُبِيْنِ مِنْ بَابِهٖ۔ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا۔

(۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ وَخَيْرِ خَلْقِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ صَلَاةً وَسَلَامًا دَائِمَيْنِ يَمْلَاٰنِ بِكَمَالِهِمَا دَائِرَةَ الْاِمْكَانِ۔ وَيَنْفَرِدَانِ بِجَمْعِهِمَا كُلَّ مَا يَقْتَضِيْهِ الْكَرَمُ الْاِلٰهِيُّ مِنْ اَنْوَاعِ الْحُسْنِ وَالْاِحْسَانِ۔ وَيَجْمَعَانِ فَضَائِلَ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيْمَاتِ الَّتِيْ اَرَدْتَهَا لَهٗ اَوْ لِسِوَاهُ فِي الْمَاضِيْ وَالْحَالِ وَالْاِسْتِقْبَالِ۔ وَلَا يَشِذُّ عَنْهُمَا خَيْرٌ قَدَّرْتَهٗ لِاَحَدٍ فِي الدَّارَيْنِ مِنْ مَحَاسِنِ الصِّفَاتِ وَالْاَسْمَاءِ وَالْاَفْعَالِ۔ تُطَهِّرُنِيْ بِهِمَا مِنْ كُلِّ مَا لَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ مِنْ اَفْعَالٍ اَوْ اَقْوَالٍ اَوْ نِيَّاتٍ۔ وَتَكْفِيْنِيْ كُلَّ ضُرٍّ وَتُوَلِّيْنِيْ كُلَّ خَيْرٍ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ وَاَنْفَعَھَا۔ وَاَشْمَلَھَا وَاَوْسَعَھَا۔ وَاَجْمَلَھَا وَاَجْمَعَھَا۔ وَاَحْسَنَھَا وَاَبْدَعَھَا۔ وَاَنْوَارَھَا وَاَسْطَعَھَا۔ وَاَکْمَلَھَا وَاَرْفَعَھَا۔ وَاَعْلَاھَا مَکَانَۃً لَّدَیْکَ۔ وَاَحَبَّھَا مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہِ اِلَیْکَ۔ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ۔ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ فِیْمَا کَانَ بِغَیْرِ بِدَایَتِہٖ۔ وَفِیْمَا یَکُوْنُ بِغَیْرِ نِھَایَتِہٖ۔ لَوْ قُسِمَتْ جَمِیْعُ الْعَوَالِمِ اِلٰی اَصْغَرِ اَجْزَائِھَا لَنَفِدَتْ قَبْلَ نَفَادِھَا۔ وَمَا بَلَغَتْ عُشْرَ مِعْشَارِ اَعْدَادِھَا۔ تَتَوَالٰی عَلَیْہِ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ مُسْتَکْمِلَۃً فَضْلَھَا۔ مَضْرُوْبَۃً فِیْ مَجْمُوْعِ مَا قَبْلَھَا۔ حَتّٰی تُصَاحِبَ سَوَابِقَ الْاٰبَادَ۔ وَتَعْجَزَ عَنْ لُحُوْقِھَا جَمِیْعُ الْاَعْدَادِ۔ تَفْضُلَ جَمِیْعَ الصَّلَوَاتِ۔ کَفَضْلِہٖ عَلٰی جَمِیْعِ الْمَخْلُوْقَاتِ مَشْفُوْعَۃً بِسَلَامٍ مِّثْلِکَ یُمَاثِلُھَا۔ لَا تَفْضُلُہٗ وَلَا یَفْضُلُھَا۔ صَلَاۃً وَّسَلَامًا یَصْدُرَانِ مِنْ فَیْضِ فَضْلِکَ الَّذِیْ لَا یَنْفَدُ وَیَتَوَارَدَانِ عَلٰی اَحَبِّ عَبِیْدِکَ اِلَیْکَ اَبِی الْقَاسِمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ وَکُلِّ مَنْ دَخَلَ تَحْتَ حِیْطَۃِ دِیْنِہِ الْمُبِیْنِ۔

ترجمہ: (۱) الٰہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر جو کامل و دائم ہو جس میں ازل و ابد شریک ہوں۔ جس درود میں میں حضور کے ساتھ اللہ کی مخلوق میں سے کوئی اور شریک نہ ہو۔ وہ درود جس کی خبر نہ دی جا سکے اگر محدود ہو جائے، اور جس کی حد بندی نہ ہو سکے کہ شمار ہو۔ ایسا درود جو متقربین

کے اعلیٰ ترین درجے کی آخری حد تک پہنچی ہوئی ہو جس کی ابتدا کو ازل و ابد تک کوئی نہ پہنچ سکے۔ اور حضور کی آل پر جو سب سے بڑھ کر قریب ہیں۔ اور اہلِ ایمان کی ماؤں پر، اور حضور کے صحابہ پر جو راہ چلنے والوں کے لیے ستارے ہیں۔ اور حد سے گزرنے والوں کے لیے پھٹکار۔ اور اُن پر جو نیکی کے ساتھ تاقیامت ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔"

(۲) الٰہی درود بھیج ہمارے آقا محمد پر، فاضل تر اور کامل تر درود۔ دائم تر اور عام تر۔ ایسا درود جو ان تمام درودوں کے برابر ہو۔ جو تُو نے ازل میں اُن پر بھیجے یا ابد کو بھیجے گا یا ان دو کے درمیانی مدت میں نہ بھیجے گا۔ اور اس تمام درود کے برابر جو تیری تمام مخلوق جِن، انسان اور تمام فرشتوں نے سرکار پر بھیجا۔ ایسا درود جو حد و شمار سے بالا ہو، جس کے حد و شمار کو تمام الفاظ و شمار نہ پہنچ سکیں۔ جس کے ذریعے تُو مجھے ان لوگوں میں سے کر دے جو تمام مسلمانوں میں زیادہ نیک بخت ہوں، جو تیری اور تیرے محبوب کی رضا سے دنیا و آخرت میں کامیاب ہوں۔ اور حضور کی آل، ازواج اور آپ کے مسلمان رشتہ داروں پر جن کا حضور سے کسی طرح کا بھی رشتہ ہو۔ اور آپ کے صحابہ کرام پر جو حضور کی ذاتِ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے اور جنہوں نے سرکار کے معجزات آنکھوں سے دیکھے اور خوب خوب نازل فرما۔"

(۳) الٰہی ہمارے آقا محمد پر درود و سلام بھیج، اور آپ کی آل پر اس سے افضل درود جو تُو نے اپنے نیک اور مقرب بندوں پر بھیجا یا بھیجے گا کہ جو تُو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی آل پر بھیجا، اپنے کمال کے باوجود، اس سے ایسے وہ نسبت ہو جو ایک ذرے کو تمام کائنات سے ہے۔

اور سرکار کے بھائیوں یعنی انبیائے کرام پر جو آپ سے پہلے زمانہ میں گزر گئے جیسے بادشاہ سے پہلے اُمرا گزرتے ہیں اور آپ کے صحابہ کرام پر جو ہدایت کے ستارے اور آپ کی اُمت کے آئمہ اور لائق اقتدا ہیں۔ الٰہی یونہی حضور علیہ السلام اور ان سب پر بہت بہت سلام نازل فرما۔ یہ سب تیرے مملوک ہیں، تو تنہا ان کا مالک ہے۔"

(۴) الٰہی افضل تر، کامل تر، دائم تر، اور شامل تر درود و سلام، بھیج، ہمارے آقا محمد پر، جو تیرے ایسے بندے ہیں، جن کو تو نے سیادتِ عامہ سے مخصوص فرمایا۔ پس وہ مطلقاً تمام جہانوں کے سردار ہیں۔ اور تیرے وہ رسول جن کو تو نے بہترین اخلاق اور واضح ترین دلائل دے کر مبعوث فرمایا تاکہ وہ اخلاق حسنہ کو درجۂ کمال تک پہنچائیں۔ ایسا درود جو تیرے اور ان کے درمیان پائے جانے والے قرب کے مناسب ہو، جس قرب سے کوئی دوسرا نوازا نہیں گیا اور ایسا درود جو تیرے اور تیرے حبیب کے درمیان پائی جانے والی ازلی ابدی محبت کے شایانِ شان ہو۔ ایسا درود و سلام جس کے حد و شمار سے زبان و قلم قاصر ہوں۔ جس کے انسان و فرشتہ بیان کرنے سے عاجز ہو، ایسا درود جو تمام درودوں کا سردار ہو، جیسے حضور علیہ السلام تمام مخلوق کے سردار ہیں، ایسا درود جس کی روشنی مجھے ہر طرف سے، ہر وقت اپنی جلوہ سامانیوں سے منور کرتی رہے اور زندگی و موت (ہر حال میں) میرے ذرّے ذرّے کو لازمی طور پر چمکاتی رہے اور حضور کی آلِ پاک اور بہترین صحابہ کرام پر، اور بہت بہت سلام نازل فرما۔

(۵) الٰہی ہمارے آقا محمد پر درود بھیج جو تیرے بندے نبی اور رسول ہیں ایسا

درود جس سے بڑھ کر تیرے اور ان کے نزدیک کوئی دُرود نہ ہو اور جس سے محبوب تر کوئی درود تیرے اور ان کے نزدیک نہ ہو، اور ایسا درُود جس سے بڑھ کر نفع مند کوئی درُود حضور کے لیے ہو نہ پڑھنے والے کے لیے ایسا درُود جو تمام درُودوں کے فضائل اور نیکیاں اپنے اندر سمیٹ لے۔ تمام اعداد و شمار اور اُن سے دُونا دُون۔ تمام تقادیر و اعتبارات کے ساتھ جو زمینوں اور آسمانوں کے درُود پڑھنے والوں مطلوب ہیں لحظہ بہ لحظہ تمام مخلوق کے وزن کے برابر۔ تمام جہانوں کی تمام جنتوں کے برابر، اور آپ کی آل ازواجِ مطہرات اور صحابہ کرام پر، اور ہر اُس آدمی پر، جو حضورؐ کے دروازے سے تیرے دینِ متین میں داخل ہوا، اور بہت بہت سلام بھیج۔

(۶) الٰہی درُود و سلام بھیج ہمارے آقا محمدؐ پر، جو تیرے بندے نبی، رسُول اور بہترین مخلوق ہیں نبیٔ اُمّی ہیں اور آپ کی آل و اصحاب پر ایسا درُود سلام جو دائمی ہو جن کے کمال سے دائرہ امکان پُر جائے اور کرمِ خُداوندی کے مطابق حسن و احسان کی تمام اقسام سے جو ممتاز و مختص ہوں اور ایسے درود و سلام جو درود و سلام کی ان تمام فضیلتوں کے جامع ہوں، جو تُو حضور کے لیے یا کسی اور کے لیے ماضی، حال یا استقبال میں چاہے اور جن سے کوئی ایسی خُوبی رہ نہ جائے جو تُو نے دو جہانوں میں کسی کی قسمت میں لکھی ہے۔ وہ خُوبی صفات سے متعلق ہو، اسمأ سے یا افعال سے جس کے صدقے تُو مجھے ان تمام افعال، اقوال اور نیات سے صاف کر دے جو تیرے ناپسندیدہ ہیں اور جو ہر تنگی میں مجھے کفایت کریں، اور زندگی میں یا مرنے کے بعد ہر خیر و خوبی مجھے عطا کریں۔

النبی اپنا افضل، مفید تر، شامل تر، وسیع تر، خوبصورت تر، جامع تر، بہتر جدید تر، روشن تر، واضح تر، کامل تر اور بلند تر اور وہ جو تیری بارگاہ میں عزیز تر ہو، اور جو ہر لحاظ سے تیری بارگاہ میں محبوب تر ہو وہ درود نازل فرما۔ اپنی معلومات، اپنے کلمات کی سیاہی اور جو کچھ بغیر ابتداء کے ہو چکا اور جو بغیر انتہا کے ہو گا۔ اس سب کے برابر، کہ اگر تمام دنیا کو سب سے چھوٹے جز تک تقسیم کیا جائے تو ختم ہو جائے مگر درود شریف ختم نہ ہو۔ اور اس کے دسویں حصہ کو بھی نہ پہنچے۔ یہ درود شریف ہر لمحہ اپنی پوری فضیلت کے ساتھ آپ پر نازل ہوتا رہے اور اس تعداد کو تمام گزشتہ تعداد میں ضرب دے کر جو حاصل ضرب نکلے، یہاں تک کہ وہ گزشتہ زمانوں سے مل جائے اور اعداد و شمار اس سے عاجز آ جائیں۔ وہ درود جو تمام درودوں پر ایسی فضیلت حاصل کرے جیسی تمام مخلوق پر حضور علیہ السلام کو حاصل ہے۔ ایسا درود جو تیری طرف سے آنے والے سلام کے ساتھ مل جائے۔ اور دوگنا ہو جائے۔ نہ یہ اس سے بڑھے نہ وہ اس سے، ایسے درود و سلام جو تیرے اس فیض و کرم سے نکلیں، جو کبھی ختم نہ ہوں، اور پے در پے نازل ہوئی تیرے محبوب تر بندے ابوالقاسم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل و اصحاب سب پر اور جو بھی آپ کے دین مبین کے دائرے میں داخل ہو اس پر۔"

یہ درود شریف سات درودوں پر مشتمل ہے پہلا درود شریف میری کتاب "انوار المحمدیہ من المواھب اللدنیہ" کے خطبہ میں ہے۔ دوسرا درود شریف میری کتاب "حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین" کے خطبہ میں ہے تیسرا درود شریف میری کتاب "افضل الصلوٰت علی سید السادات" کے خطبہ میں ہے۔ چوتھا درود

ریف میری کتاب "وسائل الوصول الی شمائل الرسول" صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں ہے۔ پانچواں درود شریف میری کتاب "صلوٰت الثنا علیٰ سید الانبیا" کے خطبہ میں ہے۔ چھٹا درود شریف میری کتاب "الفضائل المحمدیہ" کے خطبہ میں ہے۔ ساتواں درود شریف میری اس کتاب "سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علیٰ سید الکونین" صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں ہے اور جیساکہ آپ دیکھ رہے ہیں سب کے سب کامل تر اور بلیغ تر عبارات پر مشتمل درود ہیں۔

ایک سو تیسواں درود شریف

"اَللّٰھُمَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ صَلَوٰتِ اللّٰہِ وَتَسْلِیْمَاتِہٖ وَ تَحِیَّاتِہٖ وَبَرَکَاتِہٖ فِیْ کُلِّ لَحْظَۃٍ مَا یُمَاثِلُ فَضْلَکَ الْعَظِیْمَ۔ وَیُعَادِلُ قَدْرَکَ الْفَخِیْمَ۔ وَیَجْمَعُ لَکَ فَضَائِلَ جَمِیْعِ اَنْوَاعِ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ۔"

ترجمہ: آپ پر یا رسول اللہ! اللہ کی اتنی درودیں (رحمتیں) سلامتیاں، تحائف اور برکتیں لحہ بہ لحہ نازل ہوں، جو تیرے بڑے فضل کے برابر ہوں اور تیری عظمتِ شان کے مساوی ہوں۔ اور تمام اقسام کے درود و سلام کے فضائل کا مجموعہ آپ کو نصیب ہو۔"

یہ درود شریف میں نے اپنی کتاب "صلوات الثنا علیٰ سید الانبیا" صلی اللہ علیہ وسلم میں ذکر کیا ہے۔ تاکہ معجزات خطابیہ کے تمام الفاظ کے بعد اس کو بار بار پڑھا جائے۔ میں نے ایک دفعہ صرف یہی درود شریف پڑھا تھا، جس کی بہت اچھی

تاثیر میں نے پائی، اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے جانے والے درودوں میں سے جامع تر درود شریف ہے۔

تنبیہات

پہلی تنبیہ ان الفاظ کے بیان میں، جن سے ایسا مفہوم پیدا ہوتا ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جائز نہیں۔ علامہ ابن عابدین شامی نے "الدر المختار" پر اپنے حاشیہ "رد المحتار" شامی کی بحث الحظر والاباحۃ میں فرمایا۔ "دیکھنا چاہیئے کہ جس طرح دعا میں دوسرے مُشتبہ الفاظ سے پرہیز کرنا چاہیئے یہ لفظ بھی نہ بولے کہ تیرے تختِ سلطنت کا صدقہ" کہ یہ متشابہ لفظ ہے اور متشابہ وہ لفظ ہوتا ہے جس کا اطلاق قرآن و سُنّت کی رُو سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہو جیسا کہ اس قسم کے دُرود شریف جو منقول ہیں مثلاً اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ عِلْمِكَ وَحِلْمِكَ وَمُنْتَھٰی رَحْمَتِكَ وَعَدَدَ کَلِمَاتِكَ وَعَدَدَ کَمَالِ اللّٰہِ" کہ اس سے ایک صفت کے متعدد ہونے کا وہم ہوتا ہے یا صفاتِ علم وغیرہ کے محدود ہونے کا گمان ہوتا ہے خصوصاً یہ کہنا کہ تیرے احاطۂ علم میں جو کچھ ہے اس کے برابر، تیرے سُننے میں جو آتا ہے اس کے برابر یا تیرے کلمات کے برابر" کیونکہ اس کے علم، رحمت اور کلمات کی کوئی حد نہیں۔ اور لفظ عدد وغیرہ سے اس کے خلاف وہم پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے دلائل الخیرات کی شرح (مطالع الخیرات) مصنفہ علامہ الفاسی میں اس موضوع پر ایک بحث دیکھی ہے۔ جس میں علامہ الفاسی فرماتے ہیں "علماء نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ جس شخص کو وہم نہ ہو وہ موہوم لفظ درود شریف میں استعمال کر سکتا ہے۔ یا نہیں یا ایسا لفظ موہوم جس کی آسانی سے تاویل ہو سکتی ہے جس کا موقع محل واضح اور طریق استعمال صحیح معنی میں خاص کر رہا ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے، حضور علیہ السلام پر دُرود شریف کی کیفیات سے

بحث کی ہے اور اس کو افضل کیفیت قرار دیا ہے۔ ان میں سے شیخ عفیف الدین الیافعی۔ اشرف البارزی اور البا القطان ہیں، جس سے یہ بات ان کے شاگرد المقدسی نے نقل کی ہے"۔

امام ابن عابدین شامی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ ہمارے آئمہ کا اس بارے میں جو قول ہے اس کا متقضیٰ یہی ہے کہ جب تک اس قسم کے الفاظ حضور علیہ السلام سے ثابت نہ ہوں، استعمال نہ کئے جائیں، جیسا کہ فقیہ (شامی) کا مذہب مختار ہے۔ غور کیجیے۔ واللہ اعلم۔ عبارت ختم ہوئی۔ میں نے اس بحث پر محقق فاضل شیخ محمد بخیت المطیعی کا جو مصر کی جامعہ ازہر کے علماٗ میں سے تھے، ایک رسالہ دیکھا، جس کا نام انہوں نے الدساسی البھیة فی جواز الصلاة علی خیر البریة بالصیغة الکمالیة رکھا ہے جس سے میں نے آنے والی عبارت حاصل کی۔ اللہ ان کی حفاظت فرمائے، نے ابن عابدین کی مذکورہ عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا پہلے ضروری ہے کہ آپ کو متشابہ کا معنیٰ معلوم ہو تاکہ اس کی جزئیات پر حکم لگا سکیں پس ہم کہتے ہیں کہ لغت میں متشابہ کا مطلب ہے، چیز کا اس کا گڈمڈ ہو جانا کہ ذہن امتیاز نہ کر سکے، اسی لیے جس چیز تک انسان نہ پہنچ سکے اس کو متشابہ کہتے ہیں۔ اور نامعلوم کو بھی متشابہ کہتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا"۔ گائے ہم پر مشتبہ ہو گئی"۔ اکثر محققین کے نزدیک جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے نقل کیا ہے، عرف شرعی میں متشابہ کا معنیٰ ہے مجمل اور مؤول کے درمیان قدر مشترک"، امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں مجمل اور مشترک اس بات میں مشترک ہیں کہ لفظ کی دلالت اپنے کسی ایک معنیٰ پر راجح نہیں ہوتی۔ پس مجمل تو نہ راجح ہوتا ہے نہ مرجوع۔ مؤول راجح تو نہیں ہو سکتا لیکن مرجوع ہو سکتا ہے بغیر کسی مخصوص دلیل کے اسی قدر مشترک کو متشابہ کہتے ہیں کیونکہ دونوں قسموں میں سمجھنے

کا مفہوم موجود ہے۔ اور ہم بیان کر آئے ہیں کہ اسی کو متشابہ کہتے ہیں یا تو اس لیے کہ وہ چیز معلوم نہیں ہو سکتی، کیونکہ اس کے متعلق ذہن میں نفی جس طرح آتی ہے اسی طرح اثبات بھی آ رہا ہے، یا اس چیز سے کہ جس چیز میں شبہ آ جائے وہ معلوم نہیں ہو سکتی، پس متشابہ کا لفظ نامعلوم پر بولا گیا جیسا کہ سبب کا نام مسبّب پر بول دیا جاتا ہے، پھر متشابہ کبھی تو ایسا ہوتا ہے جو مخلوق کو بغیر تعلیم الٰہی بالکل معلوم نہیں ہو سکتا، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص ذاتی علم ہے جیسا کہ بعض سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات، کئی اقوال میں سے ایک قول راجح کے مطابق اور کبھی متشابہ ایسا ہوتا ہے، جس کا یقینی مفہوم سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ کیونکہ جو معنی لفظ سے سمجھ میں آ رہا ہے، وہ مراد لینا (عقلاً و شرعاً) محال ہے۔ سو لازم ہوا کہ صحیح معنی مراد لیا جائے۔ لیکن اس خاص معنیٰ پر کوئی قرینہ موجود نہیں، اسی آخری صورت کو متشکل بھی کہتے ہیں جیسے فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

اَمَرْنَا مُتْرَفِیْهَا فَفَسَقُوْا فِیْهَا۔ ترجمہ: ہم نے بستیوں میں رہنے والے مالداروں کو حکم دیا تو انہوں نے بستیوں میں جرائم کیے۔

کیونکہ اس کا حقیقی معنیٰ مراد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ۔ ترجمہ: بے شک اللہ بیہودہ باتوں کا حکم نہیں دیتا۔

یونہی اللہ نے کافروں کے اس قول کا کہ:

وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهٖ۔ ترجمہ: اللہ نے ہم کو اس کا حکم دیا ہے۔

مذکورہ آیت میں، رد فرمایا ہے تو لازم ہوا کہ پہلی آیت کو اس کے حقیقی معنیٰ سے، مجازی غیر معین معنیٰ کی طرف پھیر دیا جائے ہمارے مذکورہ نظریہ کی تائید متشابہ آیتوں

کے متعلق سلف کے مسلک کو ترجیح دیتے ہوئے امام رازی نے جو استدلال کیا ہے اس سے بھی ہوتی ہے (سلف آیاتِ متشابہات میں تاویل نہیں کرتے تھے اور معنیٰ مُرادی کو خُدا کے سپرد کرتے تھے۔ اس عقیدہ کے ساتھ کہ اللہ ہر عیب سے پاک ہے لہٰذا ظاہری معنی سے بھی پاک ہے جو اللہ کی شایانِ شان نہیں) امام رازی کے قول کا خلاصہ یہ ہے "جب لفظ کا راجح معنی ہو، پھر اس سے قوی تر دلیل سے معلوم ہو کہ ظاہری معنیٰ مُراد نہیں، تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کی مُراد اس حقیقت کا کوئی مجازی معنیٰ ہے اور مجازی معنوں میں کثرت ہے اور کسی ایک معنی کو ترجیح صرف لغوی مُرجح سے ہی ہو سکتی ہے۔ اور اس سے صرف ظنِ ضعیف کا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے الخ اور سلف کے مذہب کو یوں بھی ترجیح دی جا سکتی ہے کہ جب لفظ کو حقیقی معنی سے پھیر دیا گیا اور مجازی معنیٰ ایک نہیں متعدد ہو سکتے ہیں تو پھر کسی ایک معنیٰ کو اللہ کی مُراد قرار دینا اور دوسرے معنی کو رَد کرنا حالانکہ ممکن وہ معنی مُراد نہ ہو، اللہ تعالیٰ پر بڑی جرأت وجسارت کی بات ہے۔ پس ادب یہ ہے کہ لفظ کو معنی محال سے ہٹا دیا جائے اور مرادی معنی کیا ہے؟ اس کو سُپردِ خُدا کر دیا جائے۔ جیسا کہ ظاہر ہے تمہارے سامنے ہم نے جو وضاحت کی ہے۔ اسی کے پیشِ نظر علماء نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق متشابہ الفاظ استعمال کرنا جائز نہیں۔ اور اگر ایسے الفاظ نصِ قطعی میں آجائیں تو ان کی مناسب تاویل لازم ہے اور (یہاں) نصِ قطعی سے ان کی مُراد وہ ہے جو (قرآن کے ساتھ) حدیثِ صحیح کو (بھی) شامل ہو، جسے اُمّت نے نقل کیا اور قبول کیا اور بغیر انکار کے اس پر عمل کیا۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے تمام اچھے اور مقدس نام اس پر بولے جا سکتے ہیں اور اس پر قریب قریب اجماع و اتفاق ہے۔ حالانکہ بعض اسمائے حُسنیٰ متشابہ قسم کے ہیں۔ مثلاً صبوری، روایات و احادیث جو اس سلسلہ میں آتی ہیں اگرچہ صحیح ہیں اور اُمّت نے ان کو قبول کیا ہے اور بغیر انکار ان پر عمل کیا ہے لیکن متواتر تو قطعاً نہیں، اور بلاشبہ

مذکورہ درود شریف بھی اسی قبیل سے ہے یہ بات کہ یہ منقول وماثور اور بغیر انکار اُمّت کا معمول بہ ہے۔ سواس کے متعلق سیدی مصطفےٰ البکری نے اپنی کتاب المنھل العذب میں فرمایا "پھر نبی کریم علیہ السلام پر سَو مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اور جو الفاظ پڑھے جائز ہیں، ہاں اگر ان الفاظ سے پڑھے تو زیادہ بہتر ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ عَدَدَ كَمَالِ اللّٰهِ كَمَا يَلِيْقُ بِكَمَالِهٖ ۔ الٰہی درود وسلام وبرکت نازل فرما، ہمارے آقا محمدؐ پر اور آپ کی آل پر کمال الٰہی کی تعداد کے برابر جیسے اس کے کمال کے لائق ہے" ہم کو اس کی اجازت ہمارے مرحوم شیخ، ہمیشہ اللہ کی رحمت میں غوطہ زن رہیں، جب تک الحی القیوم جلوہ گر ہے اور جب تک اپنے جمال سے پردہ اٹھائے رکھے شیخ ابوالمواہب حنبلی یعلی رحمۃ اللہ، وہ اپنے والد شیخ عبدالباقی کی تصدیق کے ذمہ دار ہیں۔ ہم کو انھوں نے اپنے مشائخ اور اپنے والد کی تحریر کی اجازت دی ہے۔ ان کے والد نے اپنی تحریر میں اپنے بعض مشائخ کی یہ بات نقل کی ہے کہ وہ یہ درود شریف ایک بار پڑھنا چودہ ہزار کے برابر ہے" الخ۔ اور یہ کچھ شک نہیں کہ سید بکری رضی اللہ عنہ بڑے آئمہ حنفیہ میں سے ہیں اور انھوں نے اپنے زمانہ کے بہت سے لوگوں کو یہ تلقین کی ہے جنھوں نے آپ سے یہ نعمت حاصل کی، اور لوگوں نے بغیر انکار اپنا معمول بنایا ہے۔ سید بکری نے اپنے شیخ ابوالمواہب سے اسے حاصل کیا جو حنبلی مسلک کے آئمہ میں سے تھے میں نے اس درود شریف کو ان کے والد کی بیاض میں ذکر کیا ہے جیسا کہ تمہیں اس میں نظر آسکتا ہے۔ اور کسی نے اس پر بُرا نہیں منایا (یونہی) اس کو سید بکری نے شیخ الاسلام الحنفی نے حاصل کیا، جو اکابر آئمہ شافعیہ میں سے تھے انھوں نے اسے اپنا معمول بنایا اور اپنے دور کے بہت لوگوں کو بھی بلا انکار اس کی تلقین فرمائی شیخ الاسلام حنفی سے یہ درود شریف ابوالبرکات سیدی احمد دادیر نے حاصل کیا۔

ان کی برکتیں عام ہوں۔ آپ اکابر آئمہ مالکیہ میں سے تھے انہوں نے آگے بکثرت لوگوں کو اس کی اجازت دی اور اپنے دور میں علماء کرام کے سامنے اس پر عمل کیا اور کسی نے انکار نہ کیا۔

امام سمرقندی نے اپنے کتاب "تنبیہ الغافلین" میں فرمایا۔ ہم سے قابل اعتماد شخص نے اپنی سند کے ساتھ ضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اسرافیل علیہ السلام حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ فرماؤ، "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ عَدَدَ مَا عَلِمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَزِنَةَ مَا عَلِمَ اللّٰهُ تَعَالٰی" اللہ پاک ہے اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے، اور اللہ بلند تر عظیم تر کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اللہ کے علم کی تعداد اور اللہ کی معلومات کے وزن کے برابر" الخ۔ اور وہ تمام الفاظ جن سے دلائل الخیرات کے درود شریف بنتے ہیں، وہ اکثر ان الفاظ مذکورہ پر مشتمل ہیں۔ حالانکہ اکثر لوگ اور خصوصاً علماء باعمل جو اس پر عمل پیرا ہیں۔ شمار سے باہر ہیں۔ اور بے شک کہ ان مذکورہ آئمہ کرام کا درود و ذکر کے مذکورہ بالا الفاظ پر متوجہ ہونا اور ان کو ہر آنے والے زمانہ میں یکے بعد دیگرے نسلاً بعد نسلٍ اپنا معمول بنایا، تمام دنیا کے لوگوں کا خواہ پہلے ہوں خواہ پچھلے، علماء کی موجودگی میں ان پر عمل کرنا۔ حالانکہ علماء کو بدعتوں سے روکنے کی بہت حرص رہتی ہے اور کسی سے ان کے خلاف کوئی بات منقول نہ ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ تمام الفاظ دراصل حضور علیہ السلام سے ثابت ہیں اور امت نے ان کو قبول کیا ہے پس اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ یہ متشابہ ہیں تاویل کے ساتھ اور محال معنی سے لفظ کو پھیر کر صحیح معنی میں استعمال کرنا جائز ہو جائے گا اسی لیے سیدی علی وفا رضی اللہ عنہ (میں نے ان علی وفا کا نام نہیں سنا اور بے شک یہ بزرگ مشہور علی وفا بن محمد وفا شاذلی کے علاوہ ہیں کیونکہ

وہ سید بکری سے کئی سو سال پہلے گزرے ہیں اللہ ان سب سے راضی ہو) نے المنح الالٰہیۃ کی شرح میں سید بکری کے قول "پھر کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ عَدَدَ کَمَالِ اللّٰہِ وَکَمَا یَلِیْقُ بِکَمَالِہٖ۔ کے تحت لکھا ہے یعنی اپنی رحمت نازل فرما اور جو کچھ اس کے ساتھ ہے مذکورہ ہستیوں پر، ایسی رحمت جس کی حد نہ ہو، جیسے تیرے کمال کی حد نہیں۔ الخ" اور السنجاعی نے سیدی احمد زروق کے وظیفہ پر لکھی گئی اپنی شرح میں اُن کے قول اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِہٖ عِلْمُکَ" کے تحت فرمایا یعنی تمام مخلوق کے برابر، یا جو کچھ لوح محفوظ میں ہے، اور ابن تلمسانی اس طرف گئے ہیں کہ جس نے یُوں کہا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ خَلْقِ اللّٰہِ" اس کو اسی تعداد میں اجر ملے گا۔ الخ۔ حاصل یہ کہ عَدَدَ کَمَالِ اللّٰہِ۔ جیسے کلمات کو ایسے مجازی معنوں پر محمول کیا جائے جن کو مُراد لینا درست ہو کہ ایسے الفاظ منقول ہیں اور اُمت نے ان کو قبول کیا ہے اور حقیقی معنےٰ محال ہیں پس ایسے الفاظ کا استعمال نہ مکروہ تحریمیہ ہے نہ مکروہ تنزیہیہ بلکہ ان میں بہت ثواب ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے گزشتہ بیان سے تم سمجھ گئے ہو کہ ایک متشابہ وہ ہوتا ہے جس کا معنیٰ بالکل معلوم نہ ہو سکے اور جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے مخصوص کر لیا ہے۔ اور مذکورہ الفاظ اس قبیل سے بالکل نہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔ یا وہ کہ جس کا حقیقی معنےٰ معلوم تو ہے لیکن لفظ بول کر اس حقیقی معنےٰ کو مُراد لینا محال ہے۔ پس لفظ کو ایسے مجازی معنےٰ پر محمول کیا جائے گا جسے مُراد لینا صحیح ہو، انتہائی خیال جو پیدا ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ مذکورہ الفاظ اسی قبیل سے ہیں اور یہ بات ہرگز قابلِ قبول نہیں کہ مثلاً کمالِ خداوندی کی تعداد کے برابر" جیسے الفاظ متشابہ ہیں۔ کیونکہ اگر یہ فرض کر بھی لیا جائے۔

کہ معنی حقیقی محال ہے لیکن معنی مجازی مُراد لینے کا قرینہ تو موجود ہے اور وہ قرینہ بدلے جانے والے الفاظ میں موجود ہے اور یہ کوئی الگ دلیل نہیں اور جب قرینہ موجود ہے تو معنی مجازی کو ترجیح ہو گی، اور تمہیں معلوم ہے کہ متشابہ کا کوئی معنی راجح نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اس کا حوالہ گزرا ہے۔ لہٰذا جس لفظ کی بحث ہو رہی ہے وہ محکم ہے اور لفظ قرینے کے ساتھ اپنے مجازی معنی میں استعمال ہو سکتا ہے۔ اور یہ منع نہیں۔

سوال: کمال کی تعداد اور اپنی معلومات کے برابر۔ جیسے الفاظ میں مجازی معنی کا قرینہ کیا ہے۔؟

جواب: میں کہتا ہوں جب کمال اور علم کی نسبت اللہ سُبحانہ وتعالیٰ کی طرف ہو گی تو یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ عدد سے مُراد غیر متناہی کثرت ہے کیونکہ اللہ کے علم و کمال کا جن چیزوں سے تعلق ہے ان کی کوئی حد نہیں پس یہ نسبت واضح لفظی قرینہ ہو گیا اس بات پر کہ مُراد کثرت میں مبالغہ پیدا کرنا ہے۔

پھر فرمایا کہ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ لفظ عدد کا ایک لفظی مفہوم ہے اور اسی مفہوم کے اعتبار سے تمام مراتب اعداد پر بولا جاتا ہے جن کی کوئی حد نہیں۔ پس یہ کسی حد کا ہرگز تقاضا نہیں کرتا اور نہ کسی متعین اعداد و شمار کا۔ اور اسی مفہوم کے اعتبار سے مذکورہ بالا کلمات میں استعمال ہوا ہے۔ پس یہ ہرگز متشابہ الفاظ میں سے نہیں ہاں اس کے مراتب میں جو اس مفہوم میں اسی طرح داخل ہیں جیسے دس، بیس اور ہر مرتبہ بھی عدد کہلاتا ہے کیونکہ وہ عدد کے مفہوم کلی میں داخل ہے اور اس کے افراد میں سے ایک فرد ہے، ان مراتب میں سے ہر مرتبہ احاطہ شمار اور انتہا چاہتا ہے اور ہر مرتبہ و درجہ کو خاص لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے مثلاً دس کا لفظ ہمیں سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ عدد، حد و شمار چاہتا ہے۔ حالانکہ عقلاً ایسا نہیں۔ پھر فرمایا۔

علاوہ ازیں علامہ ابن عابدین نے ان الفاظ کے ساتھ درود و سلام پڑھنے کو قطعًا

منع نہیں فرمایا، جن کا حضور علیہ السلام سے ثبوت ملتا ہے مثلاً صیغہ کمال یونہی وہ صیغے جو دلائل الخیرات میں لکھے ہیں، یا وظائف کی دیگر کتابوں میں لکھے ہوئے درود شریف جو زمین کے کونے کونے میں علماء میں بغیر انکار کے مشہور و معمول بہا ہیں۔ کیونکہ علامہ مذکور رحمہ اللہ نے اپنے کلام میں منع سے مستثنیٰ فرمایا ہے ان الفاظ کو جو حضور علیہ السلام سے ثابت ہیں۔ یا الفاظ کمال جو ثابت ہیں۔ جیسا کہ عبارت گزر چکی ہے۔ جیسے قرآن عظیم میں علم کا اطلاق معلوم پر ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے :۔

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ ۚ — ترجمہ:۔ وہ اللہ کے علم یعنی معلوم میں سے کسی کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

جیسا کہ امام رازی کی تفسیر کبیر میں ہے۔ لہٰذا اس قسم کے درود شریف میں بھی کوئی کراہت نہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ عَدَدَ عِلْمِهٖ ۚ — ترجمہ:۔ الٰہی درود و سلام و برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل پر ان کے علم کے برابر۔

کیونکہ نص میں علم بمعنی معلوم آچکا ہے اور جائز ہونے کے لیے کسی خاص عبارت کا نص میں آنا شرط نہیں بلکہ اس نوع کے ثبوت کے لیے نص کا آنا کافی ہے اور اگر کسی لفظ کا معنی مجازی میں قرینہ کے ساتھ استعمال ہونا بھی ثبوت نص پر موقوف ہو، کہ خاص ہو گی تو لفظ بولنا صحیح ہو گا ورنہ نہیں، تو دین میں بہت تنگی پیدا ہو جائے گی اور معاملہ پیچیدہ ہو جائے گا۔ حالانکہ تنگی و پیچیدگی قرآن کی رو سے، ہم سے دور کر دی گئی ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے :۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۚ — ترجمہ:۔ اللہ نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی۔

حدیث شریف میں آیا ہے " دین آسان ہے، اس میں تنگی نہیں " اسی طرح فرمایا " دین سے جو مقابلہ کرے گا، دین اس پر غالب رہے گا۔

حاصل کلام اس سلسلہ میں یہ ہے کہ درود کمال وغیرہ کے حقیقی جواز میں کوئی شبہ نہیں۔ جن کا استعمال ہوتا آیا ہے اور قوم کے وظائف میں متواتر نقل ہوتے رہے ہیں، جن کو قابل اعتماد لوگوں نے نقل کیا ہے اور جن پر پہلے پچھلے علماء و صلحاء کا عمل رہا ہے۔ خواہ ہم یہ بھی بالفرض تسلیم کرلیں کہ یہ الفاظ متشابہ ہیں جن کا استعمال کرنا ثبوت شرعی پر موقوف ہے تو ہم قطعاً کہیں گے کہ ثبوت شرعی موجود ہے اور اس سلسلہ میں شک کرنا ہمیں اس بات کی طرف لے جائے گا کہ آئمہ نے جو احکام فقہیہ نقل کیے ہیں جن کے دلائل کا ہمیں کوئی علم نہیں، ہم ان پر اعتماد نہ کریں۔

علاوہ ازیں ہم یہ بھی نہیں مانتے کہ لفظ عدد کمالہٖ وغیرہ متشابہات میں سے ہیں جن کا استعمال کرنا ثبوت شرعی پر موقوف ہے۔ اولاً اس لیے کہ لفظ عدد کا مفہوم ان تمام مراتب کو شامل ہے جن کی کوئی حد ہے نہ شمار۔ ثانیاً ہم عدد کو مجازی طور پر غیر متناہی کثرت پر محمول کرتے ہیں، اور قرینہ لفظی اس کو ترجیح دے رہا ہے یہ معنی مرجوح نہیں۔ سو میں نے جو تم کو دیا اُسے لو، اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ اور اپنے دل سے پوچھو، اگرچہ فتنہ پرور تجھے کچھ بتاتا رہے، بے شک حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی۔ اور الفاظ کمال سے نبی علیہ السلام پر زیادہ سے زیادہ درود وسلام بھیجتے رہو، کیا عجب کہ کامل وصول پاؤ۔ اور دربار رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رب سبحانہٗ تعالیٰ کے حضور حاضری نصیب ہو: مکمل ہوئی وہ نقل جو رسالہ مذکورہ سے میں نے حاصل کی۔

جب کہ علامہ ابن عابدین شامی نے علامہ فاسی کی شرح دلائل (مطالع المسرات) سے پوری عبارت نقل نہیں کی تو میں نے چاہا کہ وہ بھی اور اس مسئلہ سے متعلق ان کی باقی عبارات یہاں نقل کردوں۔ علامہ فاسی نے صاحب دلائل الخیرات کے قول

وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ترجمہ: اور درود بھیج محمد پر جو تو نے پیدا
خَلَقْتَ وَمَا تَخْلُقُ وَعَدَدَ مَا کیا یا پیدا کرے گا اس کے برابر، اور
اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ وَاَضْعَافَ تیری معلومات اور اس سے کئی گنا
ذٰلِكَ قَالَ اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ زیادہ۔ فرمایا۔ جس کا احاطہ تیرے
مِمَّا خَلَقْتَهٗ وَاَبْرَزْتَهٗ لِلْوُجُوْدِ علم نے کیا جو تو نے پیدا کیا اور جسے
اَوْ مِنَ الْمَخْلُوْقَاتِ الْمَذْكُوْرَةِ تو نے عالم وجود میں ظاہر کیا یعنی
اَوِ الْمُرَادُ مَا فِي اللَّوْحِ مخلوقاتِ مذکورہ یا اللہ کا وہ علم
الْمَحْفُوْظِ مِنْ عِلْمِهٖ تَعَالٰی" ہے جو لوح محفوظ میں ہے۔

ہوسکتا ہے طلب میں مبالغہ پیدا کرنے کے لیے یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہو، اس کو خاص کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی اور عبارت اپنے عموم پر اس لیے نہ رہ سکی کہ عمومی معنی مراد لینا بہت دشوار ہے۔ کیونکہ جو کچھ اللہ کے احاطہ علمی میں ہے اس کے لیے اعداد شمار ممکن نہیں۔ پس اس میں تخصیص ضروری ہے تاکہ امکان عقلی کے قاعدے پر رہے اور یہاں تخصیص کرنے والا عقل ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں:۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ۔ ترجمہ: اللہ ہر شے کو پیدا کرنے والا ہے۔

بے شک عقل اس آیت کو خاص کر رہی ہے۔ کیونکہ ہم واضح طور جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات یا صفات کا خالق نہیں۔ پس یہاں سے مراد ان دو کے سوا ہے۔ علما کا اس میں اختلاف ہے کہ لفظ موہوم کو آیا وہ شخص استعمال کرسکتا ہے جس کو وہم نہیں اور جس کے نزدیک ایسے لفظ کا صحیح معنی مراد ہے یا آسانی سے اس کی صحیح تاویل ہو سکتی ہے جس کا صحیح محمل واضح ہے یا اس میں تخصیص کرکے صحیح معنی میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یا نہیں؟ علما کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پر درود وسلام بھیجنے کے کئی راستے اختیار کئے ہیں۔ جو مصنف کے اس قول سے ملتے جلتے الفاظ پر مشتمل ہیں عَدَدَ عِلْمِكَ وَعَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ۔ اور علماء نے کہا ہے کہ یہ افضل کیفیات میں سے ہے۔ ان علماء میں شیخ عفیف الدین الیافعی الشرف البارزی۔ بہاء ابن العطار شامل ہیں یہ بات ان کے شاگرد المقدسی رحمہ اللہ نے (العطار) سے نقل کی ہے" اللہ کی ان پر رحمت ہو اور اللہ ان سے راضی ہو۔"

پھر علامہ فاسی نے ایک صفحہ بعد دلائل الخیرات کے قول عَلَيْهِمْ صَلٰوةً تَفُوْقُ وَتَفْضُلُ صَلٰوةَ الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْهِمْ مِّنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ كَفَضْلِكَ عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِكَ۔ کے تحت فرمایا اللہ کے درود کا ان سب کے درود پر ایسا ہی مرتبہ ہوگا جیسے اللہ کا درجہ سب پر۔ کیونکہ دونوں فصلوں میں فضیلت کی نسبت وہی ہوگی جو دو فاعلوں کی فضیلت میں ہے اور درحقیقت ان دو میں کوئی نسبت ہے ہی نہیں۔ پھر بندوں کا درود بھی دراصل اللہ سبحانہ کا ہی فعل اور اس کا پیدا کردہ ہے یہاں حقیقی تشبیہ مراد نہیں کیونکہ یہ تو ہے ہی محال کہ حادث کی حادث (مخلوق) پر ایسی فضیلت ہو۔ جیسے قدیم کو حادث پر ہے یہاں صرف فضیلت میں مبالغہ پیدا کرنا مراد ہے اور دونوں مراتب میں جو حد درجہ مکمل فرق ہے اس کا تصور سامنے لانا ہے۔ اکہ کہا بھی ہے یا کچھ اور اس سے تقریباً ایک ورق پہلے مصنف کے قول صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ۔ کے تحت فرمایا۔

امام سیوطی نے اپنی کتاب الدر النثیر فی تلخیص نہایۃ ابن الاثیر میں اس کا مطلب لکھا ہے " مذکورہ چیزوں کی تعداد کے برابر" اور یہ بھی کہا گیا ہے " کہ کثرت میں جو ان اشیاء کے برابر ہو خواہ ناپ میں خواہ وزن میں یا تعداد میں یا ان سے مشابہ ذرائع اندازہ وشمار اور ان مثالوں سے مقصد واضح

کرنا مقصود ہوتا ہے ورنہ کلام ناپ تول میں شامل نہیں بلکہ شمار سے تعلق رکھتا ہے۔
اور امداد ایسے ہی مصدر ہے جیسے مدد یعنی جس سے زیادتی اور اضافہ کیا جائے۔
امام خطابی نے کہا یہ مدد کی طرح مصدر ہے کہا جاتا ہے مَدَدْتُ الشَّیْئَ اَمُدُّہٗ مَدَّۃً وَمَدًّا "میں نے شے کو کھینچا اور لمبا کیا کھینچا۔ سلمہ نے فراء سے روایت نقل کی ہے کہ الحارثی نے کہا یَجْتَمِعُوْنَ المدمدا" بنابریں اس کا معنی ہوگا، ناپ کا آلہ، معیار۔ فرمایا کہ اللہ کے کلمات بے انتہا ہیں جن کو اعداد و شمار میں محدود نہیں کیا جاسکتا لیکن مصنف نے ایسے مثال محض اظہار کثرت کے لیے بیان کر دی ہے۔
یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد ثواب و اجر ہے اور کلمات اللہ سے مراد بھی ان کا اجر و ثواب ہے کلمات اللہ کی وضاحت میں امام فخرالدین رازی نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک ان سے مراد وہ الفاظ ہیں جو علم خداوندی کے متعلقات پر دلالت کرتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ یہی کلمات اللہ کے حکم اور عجائب پر دلالت کرتے ہیں۔
الفاسی رحمہ اللہ کا کلام ختم ہوا۔ اس کتاب کا جامع فقیر یوسف النبھانی اللہ اس کو معاف فرمائے، کہتا ہے کہ جو کچھ

دونوں نظروں میں تطبیق

علامہ ابن عابدین نے فرمایا، کہ آئمہ مذہب کے کلام کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جہاں جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو الفاظ منقول ہیں وہ جائز ہیں اور جو سرکار سے منقول نہیں۔ وہ منع ہیں، جیسا کہ فقیہ شامی کا مذہب مختار ہے اور جو جائز قرار دیا گیا ہے، ان دو میں تطبیق یہ ہے کہ جن الفاظ میں سخت فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے وہ منع ہیں۔
مثلاً یہ کہنا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِقَدْرِ عَظْمَۃِ ذَاتِکَ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَّحِیْنٍ، الٰہی ہمارے آقا محمد پر درود بھیج ہر ہر وقت میں اپنی ذات کی عظمت کے برابر، اور یوں کہنا کہ ذات باری تعالیٰ کی عظمت کے برابر"

اور یوں کہنا کہ اللہ کے کمال کے برابر۔ اور یُوں کہنا کہ ایسا درود جو نزا مد ہو، اوپر ہو اور فاضل ہو، اس درود پر جو درود پڑھنے والی تمام مخلوق آپ پر پڑھتی ہے جس طرح تجھے اپنی تمام مخلوق پر فضیلت ہے۔" یا اس سے ملتے جلتے الفاظ، جن سے سخت ترین ابہام پیدا ہو سکتا ہے اور جواز اس کے علاوہ دوسری صورتوں میں ہے۔ جہاں اس قسم کا ابہام پیدا نہ ہو مثلاً یُوں کہے الٰہی دُرود بھیج ہمارے آقا محمد پہ برابر اس کے جو اللہ کے علم میں ہے یا معلومات خداوندی کے برابر۔ اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔ بے شک ان الفاظ کو مخلوق خداوندی پر محمول کیا جائے گا، اور مخلوق کتنی ہی زیادہ ہو اس کی حد ہے۔ علاوہ ازیں ایسے الفاظ سے مراد حقیقی محدود تعداد نہیں ہوتی، کہ یہ کہا جائے کہ معلوماتِ خداوندی تو غیر محدود ہیں۔ بلکہ محض کثرت مراد ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم کا تعلق قدیم و حادث دونوں سے ہوتا ہے۔ مزید براں مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ کے الفاظ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ پاک میں بھی آئے ہیں تسبیح کے ان الفاظ میں جو آپ نے ام المومنین سیدہ جویریہ سلام اللہ علیہا کو تعلیم فرمائے تھے۔

وہ الفاظ یہ ہیں

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ	ترجمہ: پاکی و تعریف اللہ کے لیے، اس کی
عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ	مخلوق کی تعداد کے برابر، اس کی ذات
وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ	کی رضا، اس کے عرش کے وزن اور
کَلِمَاتِہٖ۔	اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔

لہٰذا اس قسم کے الفاظ جو حضور علیہ السلام سے منقول ہیں، ان کو استعمال کرنا بالاتفاق جائز ہے۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ اس قسم کے الفاظ جن میں سخت ابہام پایا جاتا ہے، ان کے مولفین سے غلبہ حال کے وقت نکلے ہیں، یہاں تک کہ ان کو اس بات کا احساس تک نہ ہو سکا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف شدید ابہام والے الفاظ ان کی طرف سے منسوب ہو رہے ہیں۔ ورنہ

وہ حضرات گرامی اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ ادب کرنے والے تھے اور ان کو زیادہ پہچان تھی اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کن کن الفاظ و معانی کی نسبت کرنا جائز ہے اور کن کن کی نسبت کرنا منع ہے اور جو لفظ یا مفہوم اللہ کی شایانِ شان نہ ہو اس سے بہت پرہیز کرتے تھے۔ بایں ہمہ ان بزرگوں کے مقاصدِ صحیحہ کا اعتبار کیا جاتا ہے، ظاہری عبارات کا نہیں۔ (بشرطیکہ ظاہری عبارات صریحاً غلط نہ ہوں۔ مترجم)

اسلاف کا مقصد

ایسے الفاظ سے درود و سلام پڑھنے سے ان حضرات کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ درود شریف کامل ترین درجہ کا ہو۔ جس کی مقدار اور حد و غایت کا اندازہ نہ لگایا جا سکے۔ جب اس پر انہوں نے غور کیا۔ تو انہوں نے اللہ کی ذات و صفات کے سوا کوئی ذات یا صفت ایسی نظر نہ آئی جو غیر محدود ہوتی اور جس کے اوصاف و کمالات لامحدود ہوتے، یہ خدا ہی ہے جو تمام صفاتِ کمال سے موصوف ہے، پس ان حضرات کا حضور علیہ السلام پر ان اوصاف سے متصف درود و سلام ان بلیغ کلمات سے بھیجنا، عظمت حق سبحانہٗ و تعالیٰ کو متضمن ہے۔ اب جو کوئی ان بزرگوں کی پیروی کرتے ہوئے اس مقصد کی خاطر اس نیت سے ان الفاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے جو ان سے منقول ہیں تو بہت اچھا ہے۔ اور جس شخص کے خیال میں یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ و تقدیس میں خلل انداز ہوتے ہیں، تو اُسے ان سے بچنا چاہیے اور ایسے الفاظ سے درود و سلام بھیجنا چاہیے جن میں یہ احتمال نہ ہو۔ اللہ سچ فرماتا ہے اور صحیح رہنمائی فرماتا ہے۔ یہ ہے وہ تفصیل جو اللہ تعالیٰ نے میرے ناقص ذہن پر روشن فرمائی اور مجھے اس کے صحیح ہونے کی اُمید ہے بشکر و ثنا کا سزاوار اللہ تعالیٰ پروردگار عالمیان ہے۔

دوسری تنبیہ

(درود و سلام) کے جو الفاظ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ان کا اور دوسروں کے ثواب پر کلام کہ اجر و ثواب

کن الفاظ کا زیادہ ہے؟

جان لیجیے کہ جن درودوں کو میں نے اس باب میں ذکر کیا ہے، ان میں سے کچھ تو حضور علیہ السلام سے منقول ہیں اور کچھ سرکار سے منقول نہیں بلکہ کچھ وہ ہیں جو بعض صحابہ کرام یا بعد والے اولیائے کرام و علمائے عظام سے منقول ہیں۔ حافظ سخاوی نے "القول البدیع" میں حافظ ابن مسدی سے نقل کیا ہے کہ نبی علیہ السلام پر درود وسلام کی کیفیت سے متعلق بکثرت احادیث نقل کی گئی ہیں، صحابہ کرام اور بعد کے بزرگوں میں سے ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ اس مسئلہ میں الفاظ کا نص میں وارد ہونا کوئی ضروری نہیں، بلکہ جس کو اللہ نے قوت بیان عطا فرمائی ہے اور وہ فصیح وبلیغ الفاظ سے صاف سیدھا مفہوم ادا کرتا ہے، جس سے شرف و کمالِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی وضاحت ہوتی ہے تو اس کی گنجائش ہے ان بزرگوں کی دلیل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے۔

"اَحسِنُوا الصَّلٰوۃَ عَلٰی نَبِیِّکُمْ — ترجمہ: اپنے نبی پر بہترین درود بھیجا کرو۔
فَاِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّ — تم نہیں جانتے کہ شاید وہ آپ پر
ذٰلِکَ یُعْرَضُ عَلَیْہِ — پیش کیا جا رہا ہو" الخ

دلائل الخیرات کی شرح (مطالع المسرات) میں علامہ فاسی نے فرمایا، الخطاب نے کہا قاضی ابوبکر ابن العربی نے عجیب وغریب معارضہ قائم فرمایا ہے، فرمایا کہ جس شخص کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

"مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً — ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک بار درود
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ — بھیجا، اللہ اس پر اس کے عوض دس
بِھَا عَشْرًا۔ — رحمتیں نازل فرماتا ہے"

اس شخص کے لیے نہیں جس نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے" یہ اجر صرف اس شخص کے لیے ہے جو صریحاً آپ پر درود وسلام بھیجے جیسا کہ ہماری وضاحت سے معلوم

ہو گیا" الخ فرمایا کہ علامہ سخاوی نے خاتمہ میں کئی خواب ذکر کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ مذکور سے ثواب حاصل ہوتا ہے یہ بات اور دوسری بہت سی باتیں اس کتاب کے باب اللطائف میں گزر چکی ہیں۔ فرمایا "شرح الوغلیسیۃ" مؤلفہ شیخ زروق میں ہے ابن العربی نے کہا درود وسلام کے جو الفاظ حضور علیہ السلام سے منقول ہیں وہی جائز ہیں۔ ابن العربی کی رائے کو شیخ تقی الدین سبکی نے اختیار کرتے ہوئے کہا کہ بہترین درود شریف جو نبی علیہ السلام پر پڑھا جائے وہ ہے جو تشہد میں آپ سے مروی ہے، جس نے اسے پڑھ لیا، اس نے یقیناً حضور علیہ السلام پر درود پڑھ لیا اور اس کے لیے یقیناً وہ اجر وثواب لکھ دیا گیا، جو درود شریف کے بارے میں احادیث میں آیا ہے۔ اور جو شخص دوسرے الفاظ سے درود شریف پڑھتا ہے اسے شک رہتا ہے کہ مطلوبہ درود شریف پڑھا گیا یا نہیں؟ کیونکہ صحابہ کرام نے کہا تھا" ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟" تو سرکار نے فرمایا اَللّٰھُمَّ صَلِّ الخ کہو تو ان کی طرف سے اپنے اُوپر اس کو آپ نے درود قرار دیا تھا۔ الخ۔ امام نووی وغیرہ نے دعاؤں اور اذکار میں ان الفاظ وکلمات کو لازم قرار دیا ہے جو حضور علیہ السلام سے منقول ہیں۔ نووی فرماتے ہیں اسی طرح حضور علیہ السلام پر درود شریف بھیجنے کا اولیٰ وافضل طریقہ یہی ہے۔ الخ۔ دوسرے علمائے کرام نے اس مسئلہ میں وسعت سے کام لیا ہے، کیونکہ جن صُورتوں میں درود شریف پڑھنے کا حکم ہے ان کے متعلق روایتیں مختلف ہیں، اور الفاظ میں کمی بیشی ہے۔ نبوت۔ اُمیت۔ عبُودیت۔ رسالت اور حضور علیہ السلام کے دیگر اوصافِ حمیدہ میں یونہی حضور علیہ السلام کے ہمراہ جن حضرات کا ذکر ہے ان میں بھی اختلاف ہے۔ کہیں آل۔ کہیں ذریت، کہیں اولاد۔ یُونہی صحابہ کرام اور سلف نے حضور علیہ السلام سے درُود وسلام کے جو الفاظ نقل کیے ہیں اُن میں بھی اختلاف ہے۔ اسی طرح مجتہدین وفقہائے کرام اور محدثین وغیرہ بزرگوں نے اپنی تصانیف میں متفرق طور پر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

کے الفاظ استعمال کیے ہیں، یُونہی مروجہ بہت سی کیفیات جو حدّ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اس بات کی دلیل ہیں کہ اس مسئلہ میں کافی گنجائش ہے۔ علامہ نووی نے کہا اس میں اختلاف ہے کہ کن الفاظ مُبارکہ سے حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنا افضل ہے؟ اس سلسلہ میں بہت سے اقوال ہیں، شیخ مجدالدین شیرازی نے کہا اس میں دلیل ہے کہ اس مسئلہ میں کافی گنجائش ہے یعنی لفظی کمی بیشی ہوسکتی ہے، رہا افضل و اکمل کا سوال، سو یہ بات ہمیں نبی علیہ السلام نے بتائی نہیں"۔ شرح الدلائل کی عبارت ختم ہوئی کتاب "نُزول الابرار" کے مُصنّف نے فرمایا "بعض بزرگوں نے فرمایا اطاعت جذبۂ مُحبّت کے ساتھ اگرچہ کم ہو اس اطاعت سے افضل ہے جو بغیر جذبۂ مُحبّت کے ہو خواہ کتنی زیادہ ہو" کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ ترجمہ: تم فرماؤ، اگر تمہیں اللہ سے مُحبّت ہے تو میری غلامی اختیار کرو، اللہ تم سے مُحبّت فرمائے گا"۔

اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب اللہ کا یہ حکم سُنا کہ "ایمان والو اس غیب کی خبریں دینے والے (نبی) پر درود بھیجو اور خوب خوب سلام"۔ کمال فصاحت و بلاغت کے باوجود اپنی طرف سے درود و سلام پڑھ لینے کو کافی نہ سمجھا، حالانکہ وہ اس مقام بلند و بالا پر فائز تھے کہ بعد میں آنے والا کوئی بزرگ ان کا ہمسر نہیں ہوسکتا۔ اور انہوں نے حضور علیہ السلام سے دُرود پڑھنے کا طریقہ پوچھا۔ اس سلسلہ میں تقریباً بیس روایات آئی ہیں پس اللہ سے مُحبّت کرنے والا اور اپنے نبی کی سُنّت کا پیروکار اس سے کبھی جزوی یا کُلّی انحراف کر کے ان کلمات کی طرف کبھی رُخ نہیں کرسکتا جن کو تابعین کی جماعت اور بعد والوں نے گھڑا ہے، جو کسی صحابی کی شان کو نہیں پہنچ سکتے جنہوں نے درُود شریف کا طریقہ خود نبی علیہ السلام سے سیکھا۔ ہاں دُرود شریف پڑھنے

والاجن الفاظ محبت واحترام سے درود پڑھے بلاشبہ عظیم اجر و ثواب سے بہرہ ور ہو گا۔ پھر فرمایا بعض لوگوں نے اس مسئلہ میں وسعت پیدا کی ہے یہاں تک کہ روح البیان میں کہا درود شریف کی چار ہزار قسمیں ہیں اور ایک روایت میں بارہ ہزار بھی آیا ہے۔ جیسا کہ شیخ سعدالدین حموی سے نقل کیا گیا ہے۔ ان میں سے ہر قسم مشرق و مغرب کی کسی جماعت کی پسندیدہ ہے۔ رابطہ مناسب کے لحاظ سے اور سب نے ان میں خواص و فوائد سمجھے ہیں۔ الخ" پھر کتاب فتح الربانی کی یہ عبارت نقل کی۔ جب کوئی شخص کہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ ترجمہ: الٰہی درود و سلام نازل فرما محمد وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَاۃً یَتَصَدَّقُ اور آل محمد پر ایسا درود جس پر مطلق صحیح عَلَیْھَا مُطْلَقُ الْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَۃِ حدیثیں صادق آئیں جس کے پڑھنے والا یَسْتَحِقُّ فَاعِلُھَا مَا وَرَدَ مِنَ اس ثواب کا حقدار ہو جائے جو مطلق الْاِثَابَۃِ عَلٰی مُطْلَقِ الصَّلٰوۃِ۔ درود کے بارے میں آیا ہے۔

اس کے لیے یہ شرط نہیں کہ پڑھنے والا وہی درود پڑھے جو نبی کریم علیہ السلام سے ثابت ہو بلکہ اعتبار اس بات کا ہے کہ جس درود کے پڑھنے کا حکم ہے وہ اس پر صادق آئے۔ اگرچہ جس درود کی تعلیم کی گئی ہے وہ کامل تر، مکمل تر اور افضل تر ہے۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ باقی درود شریف اس اجر و ثواب میں شامل نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درود پڑھنے والے کے لیے بیان فرمایا ہے اور جس کی سرکار نے ترغیب دی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ ترغیبات مطلقہ درود مطلق پر وارد ہیں اور مذکورہ درود اس کے افراد میں سے ایک فرد ہے اور صفات میں سے صفت ہے اور اس بات میں کوئی مانع نہیں کہ جو شخص ان درودوں میں سے کوئی ایک پڑھ لے جو حضور علیہ السلام نے بطورِ تعلیم بیان فرمائے۔ اللہ اس کے لیے زیادہ اجر و ثواب لکھ دے بہ نسبت اس کے جس نے غیر منقول درود پڑھا۔ لیکن یہ زائد ثواب اس سے مانع تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ دوسرے درود پڑھنے والوں

کو اصل اجر و ثواب عطا فرمائے جس پر درود شریف کا نام صادق آتا ہے جیسے مثلاً صورت مسئولہ عنہا۔ نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے :۔

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ الخ ترجمہ :۔ جو مجھ پر ایک درود بھیجے اللہ اس پر دس درود بھیجے گا۔

نسائی نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے اس پر دس درود اور دس سلام بھیجے جاتے ہیں۔

امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے :۔

اَوْلَى النَّاسِ بِيْ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً۔ ترجمہ: تمام لوگوں میں سے میرے قریب وہ ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا۔

اور کچھ شک نہیں کہ جس درود شریف کا یہاں سوال درپیش ہے اس کو پڑھنے والے پر بھی یہ بات صادق آتی ہے کہ وہ درود پڑھنے والا ہے۔ لہٰذا وہ بھی اللہ تعالیٰ کے مذکورہ درود کا مستحق ہوگا۔ اس کی خطائیں معاف اور درجات بلند ہوں گے اور قیامت کے دن نبی علیہ السلام کے نزدیک تر ہوگا۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے ہم کو خبر دی ہے کہ ان فضائل کا مستحق وہ شخص ہے جو مطلق درود بھیجے اس میں یہ قید نہیں کہ درود وہی ہو جو حضور علیہ السلام نے خود ہمیں سکھایا ہے۔

سوال : آیت اور احادیث میں جو مطلق درود کا حکم آیا ہے وہ مجمل ہے لہٰذا بیان پر موقوف ہے۔ یونہی جو درود شریف نبی علیہ السلام سے منقول ہے اس کا اجر و ثواب مطلق درود شریف سے زیادہ ہے۔ لہٰذا غیر منقول درود شریف پڑھنا جائز نہیں۔؟

جواب : منقول درود شریف مجمل نہیں لہٰذا بیان کی ضرورت نہیں (۲) مذکورہ

درود شریف (منقول) کے اولیٰ و افضل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلق درود شریف اس کا مستحق، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ منقول درود و سلام پڑھنے والا زیادہ ثواب پائے گا۔ دو وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ وہ زیادہ جامع ہیں۔ دوسرے یہ کہ مصطفےٰ کریم علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات میں برکت زیادہ ہے الخ"

مذکورہ عبارت کے بعد فرمایا :-

جن کلمات سے درود شریف پڑھا جائے باعث اجر ہے

مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام پر درود شریف جن الفاظ سے پڑھا جائے ماثورہ ہوں یا غیر ماثورہ، پڑھنے والا اس اجر و ثواب کا حقدار ہے، جس کا صحیح حدیثوں میں وعدہ کیا گیا ہے۔ سو جس شخص نے مثلاً کتاب "دلائل الخیرات" اور کتاب "شفاء السقام" وغیرہ کو پڑھا، جن میں آئمہ دین نے درود و سلام کے مختلف کلمات جمع فرمائے ہیں، وہ اس اجر کا مستحق ہو گا۔ ہاں ان بعض کلمات سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ جو نصوص شرعیہ میں بھی نہیں اور جن سے ابہام پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً بعض لوگ کہہ دیتے ہیں قِنْدِیلَ عَرْشِ اللّٰہِ ۔ بہرحال وہ کتاب جس میں مؤلف ان کلمات کو درود شریف میں لائے جو کتاب اللہ یا صحیح یا حسن یا ضعیف حدیثوں میں آئے ہیں ہاں موضوع روایات میں نہ ہوں، تو ایسا درود شریف پڑھنا باعث اجر مذکور ہے۔ اس پر قطعاً کوئی طعن نہیں۔ بہرحال زیادہ ثواب اسی پر ہے جو صحیح حدیث سے ثابت ہو پھر حسن، ضعیف وغیرہ سے درجہ بدرجہ۔ اس کتاب کا مؤلف فقیر یوسف نبھانی، اللہ اس کو معاف فرمائے، عرض کرتا ہے۔

بعض علما کا اعتراض

میں نے بعض علماء سے درود شریف کے ان الفاظ پر اعتراض سنا ہے، جو ہمارے سادات صوفیا کرام نے مرتب کیے ہیں، یہ کہہ کر کہ بھلا کوئی انسان درود و سلام کے ان الفاظ کو کیسے چھوڑ دے جو نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے ثابت ہیں، اور ان کلمات سے درود بھیجیں جن کو دوسرے لوگوں نے مرتب کیا ہے؟ میں نے ان سے کہا، بلاشبہ وہ درود و سلام جن کے الفاظ

اس کا جواب

حضور علیہ السلام سے ثابت ہیں وہی دوسرے درودوں سے افضل ہے۔ لیکن یہ درود شریف جو بعض صحابہ کرام مثلاً سیدنا علی، وابن مسعود رضی اللہ عنہما یا بعض تابعین مثلاً حضرت زین العابدین یا بعد کے اولیاء عارفین یا علماء عاملین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہیں اور ان میں کچھ زائد الفاظ بھی ہیں، جو حضور علیہ السلام سے منقول نہیں اور ان میں زیادہ تعظیم و تعریف و توقیر پائی جاتی ہے اور زیادہ اوصافِ حمیدہ پائے جاتے ہیں، جو حضور علیہ السلام سے منقولہ درود میں موجود نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے سخت حیا اور تواضع کی بنا پر ان کلمات میں اپنے اوصافِ جمیلہ ذکر نہیں فرمائے بلکہ درودِ ابراہیمی میں بھی حضور علیہ السلام پر پڑھا جانے والا درود مشبّہ اور ابراہیم علیہ السلام پر پڑھا جانے والا درود مشبّہ بہ قرار دیا گیا ہے، (حالانکہ اکثر مشبّہ بہ افضل ہوتا ہے) اور یہ بھی اللہ بہتر جانتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی تواضع و انکساری اور اپنے جدِ امجد ابراہیم علیہ السلام سے حسنِ سلوک ہے اور آنجناب کی دعا کو حق ثابت کرنا ہے جو آپ نے مانگی تھی:

وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ۔ ترجمہ: "اور میرے لیے پیچھے آنے والوں میں سچی زبان بنا دے"۔

رہ گئے صحابہ کرام یا ان کے بعد آنے والے بزرگ، تو ان حضرات نے جن الفاظ سے حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھا ہے ان کو حضور کی عظمت و ثنا سے خالی نہیں چھوڑا، جب وہ حضور علیہ السلام پر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے الفاظ سے درود بھیجتے ہیں۔ تو اس سے بھی ان کا مقصود حضور کی تعظیم اور ساتھ ہی یہ ظاہر کرتا ہوتا ہے کہ سرکار اللہ تعالیٰ کی اس رحمت کے محتاج ہیں جو حضور علیہ السلام کے مقامِ اعلیٰ کے لائق ہے۔

ورنہ حضور علیہ السلام ہمارے درود وسلام کے قطعاً محتاج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سرکار پر طرح طرح کے کمالات کا وہ فیضان کر دیا ہے جس کی کوئی حد نہیں اور اس میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ وترقی ہوتی جا رہی ہے اب جو لوگ اپنے درود شریف کے الفاظ میں جو صراحتاً حضور علیہ السلام کی صفت وثنا کرتے ہیں۔ بے مقصد نہیں بلکہ اس سے حصولِ مقصد اور زیادہ یقینی ہو جاتا ہے۔ اب میں اس معترض سے کہتا ہوں۔

معترض سے گزارش

کہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ حضور علیہ السلام کی تعریف وتعظیم میں مزید ثواب ہے جو محض درود شریف پڑھنے میں نہیں۔

اب دیکھنا ہے کہ اس اضافی ثواب کے مقابلہ میں منقول درود میں بھی کوئی مزید ثواب ہے، یا نہیں اس کا جواب قطعاً ناممکن ہے کیونکہ دونوں باتوں کا احتمال ہے۔ پس ہم حضور علیہ السلام پر ماثورہ درود وسلام بھی بھیجیں گے اور غیر ماثورہ بھی، کیونکہ ہر ایک میں وہ خوبی و فضیلت ہے جو دوسرے میں نہیں۔

غیر ماثورہ کلمات سے درود شریف پڑھنے کے فوائد

علماء واولیاء سے منقول الفاظ سے حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے میں ایک فائدہ یہ ہے کہ درود پڑھنے والے کو حضور علیہ السلام کی صفت وثنا سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ سرکار کے اوصافِ جلیلہ کا ذکر اور نئے نئے اسلوب سامنے آتے رہتے ہیں جن سے طبیعت اکتاتی نہیں اور یہ چیز اس کے لیے حضور علیہ السلام پر زیادہ درود شریف پڑھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے توصیف وثنا زیادہ ہوتی ہے۔ زیادہ تکرار کی وجہ سے نئے نئے مفہوم ذہن نشین ہوتے رہتے ہیں جس سے حضور علیہ السلام کی محبت وشوق میں اضافہ ہوتا ہے، اور بڑے شرعی فوائد حاصل کرنے کے لیے یہ شرط ہے۔ علاوہ ازیں ان بزرگانِ دین نے فرمایا ہے کہ ان الفاظ میں سے اکثر وہ ہیں جو حضور علیہ السلام نے ان کو بیداری میں بتائے مثلاً سیدی محمد البکری کے

الفاظ سیدی احمد بن ادریس کے صیغے۔ سیدی احمد تیجانی وغیرہم کے کلمات۔ اور بعض بزرگوں نے یہ کلمات نیند کے دوران حضور سے روایت کیے اور معلوم ہے کہ جس نے حضور علیہ السلام کو نیند (خواب) میں دیکھا گویا بیداری میں دیکھا۔ اور بسا اوقات، بعض کلمات کے متعلق انہوں نے ثواب کی جو مقدار بیان کی ہے مثلاً ایک ہزار یا دس ہزار یا ایک لاکھ گنا، اسے انہوں نے حضور علیہ السلام سے، ان حالات میں بحالتِ خواب یا بیداری بھی بیان کیا ہے بلکہ بعض نے اس کی تصریح کی ہے اور بسا اوقات دوسرے ذرائع سے انہوں نے اس کی اطلاع پائی۔ جیسا کہ شیخ عبداللہ ہاشمی نے کتاب کنوز الاسرار میں عارف شعرانی سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں شیخ سیدی عبدالوہاب شعرانی نے کتاب الطبقات الوسطیٰ میں اپنے شیخ نورالدین (اللہ ان سے فائدہ دے) کے بارے میں لکھا ہے۔ میں نے انہیں وفات کے ساٹھ دن بعد خواب میں دیکھا، مجھے فرماتے ہیں "مجھے شیخ سیدی عبداللہ عبدوسی کا مرتب کیا ہوا درود بتاؤ۔ کیونکہ آخرت میں، میں نے اس ایک کا اجر دوسرے دس ہزار کے برابر پایا ہے، اور دنیا میں مجھ سے یہ رہ گیا ہے"۔ میں سمجھ گیا کہ شیخ مجھے وہ درود پڑھنے کی تعلیم دے رہے ہیں۔ خود نہیں پڑھ سکے"۔ شعرانی کی بات اور کنوز الاسرار کی عبارت ختم ہوئی"۔ سیدی عبداللہ عبدوسی کا درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ اَبَدًا وَّ اَنْمٰی بَرَكَاتِكَ سَرْمَدًا ۔ آخر تک۔ یہ درود میری کتاب "افضل الصلوٰت" میں تیسویں نمبر پر، غزالی یا جیلانی کی طرف منسوب کر کے ذکر کی گئی ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے بڑے درود شریف میں اسے ذکر کیا ہے صحیح یہ ہے کہ یہ درود عبدوسی کا ہے۔ جیسا کہ شعرانی نے فرمایا اور یہ شیخ صاوی کا قول جسے غزالی نے عبدوسی سے نقل کیا ہے۔ جیسا کہ میں نے یہ بات ذکر کر دی ہے، تحریف ہے۔ اس درود شریف کا زیادہ ثواب والا ہونا میری اس بات کی تائید ہے جو میں پہلے عرض کر چکا ہوں یعنی بہت احترام سے حضور علیہ السلام کی تعظیم و ثنا۔ کیونکہ یہ کلمات حضور علیہ السلام کی ثنا میں بلیغ تر

اور خوب صورت تر ہیں۔ اور ان بزرگوں کے فضیلت والے کلمات میں سے وہ بھی ہیں جن میں اوصاف بلیغہ، اور کثرتِ اولاد کو عمدہ، اعلیٰ اور نرالی عبارات سے مبالغہ سے بیان کیا جائے۔ جیسا اللہ نے اس کے دل میں ڈالا ہے۔ اس بارے میں ان کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان ہے جو اُم المومنین جویریہ رضی اللہ عنہ سے امام ترمذی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ ترجمہ: پاکی اللہ کو، اس کی مخلوق کی تعداد
وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ اس کی ذات کی رضا۔ اس کے عرش
وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ۔ کے وزن اور اس کے کلمات کی
سیاہی کے برابر"

جب تمہیں یہ معلوم ہو گیا، تو اب یہ بھی معلوم ہوگا کہ ان بزرگوں کے کلمات سے حضور علیہ السلام پر جو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس میں کتنا اجر و ثواب اور کس قدر فوائد ہیں۔ کئی وجوہ سے۔ اور اگرچہ ان کلمات سے حضور علیہ السلام پر درود بھیجنا جو آپ سے منقول ہیں زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے بہ نسبت دوسرے الفاظ کے جو غیر منقول ہیں۔ یہ تفصیل، ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ناقص ذہن پر واضح فرمائی، اور سب تعریف اللہ تعالیٰ پروردگار عالمیان کے لیے ہے۔ جو کچھ میں نے ذکر کیا سب کا سب معترض کے جواب میں نہیں، بلکہ اس کے جواب سے زیادہ میں نے کلام کو طول دیا ہے۔ تاکہ زیادہ وضاحت ہو جائے، اللہ ہی احسان فرمانے والا ہے۔

تیسری تنبیہ

سوال: اس بارے میں کہ اذکار و درود کے سلسلہ میں جو متعین تعداد آئی ہے کیا حصولِ ثواب کے لیے یہ شرط ہے؟ یا نہیں؟ درود شریف کے کچھ کلمات کے ساتھ ذکر ہوتا ہے کہ جو کوئی ان کلمات کو خاص تعداد میں پڑھے گا، اس کے لیے اتنا

اتنا ثواب ہے۔ یونہی بعض اوراد کے بارے میں آیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مقررہ تعداد سے کم یا زیادہ پڑھنے والا اس اجر و ثواب کا مستحق ہوگا یا نہیں جس کا وعدہ متعین تعداد پر دیا گیا ہے۔ یا اُسے کم اجر ملے گا یا زیادہ یا بالکل نہیں؟ کیونکہ اس نے تعداد مذکورہ میں غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔

جواب اس کا جواب وہ ہے جو امام ابن حجر ہیتمی نے اپنی کتاب "التحفہ شرح المنہاج" میں "باب شروط الصلوٰۃ" میں "تنبیہ" کے عنوان سے دیا ہے۔

فرمایا "متاخرین میں اس بات پر بہت اختلاف پڑ گیا کہ جس آدمی نے روایات میں آنے والی تعداد میں اضافہ کر دیا مثلاً ۳۴ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھ لیا، القرافی نے کہا مکروہ ہے کیونکہ یہ بے ادبی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ دوا، جب مقدار میں اضافہ کر دیا تو بیماری بن جائے گی۔ نیز یہ چابی ہے جب اس کے دندانوں میں زیادتی ہوگی۔ تو تالا نہیں کھلے گا۔ دوسروں نے کہا کہ زیادتی کی صورت میں مخصوص اجر و ثواب حاصل ہوگا۔ زین عراقی کے کلام کا مقتضیٰ بھی اسی قول کی ترجیح ہے۔ کیونکہ اصل پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے، تو اپنی طرف سے زیادہ پڑھنے سے ثواب کیسے ضائع ہو جائے گا؟ ابن العماد نے بھی اسی پر اعتماد کیا ہے، بلکہ زور دیا ہے کہتے ہیں اس صورت میں ثواب نہ ہونے کا عقیدہ رکھنا جائز نہیں، کیونکہ یہ کہنا بلا دلیل ہے، بلکہ دلیل اس کا رد کرتی ہے۔ اور وہ اللہ کا یہ قول:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ ترجمہ: "جو ایک نیکی لائے اس کے لیے اس کی دس گنا اجر ہے"

یہ عام ہے۔ القرافی کو اس مخصوص عدد کا راز معلوم نہیں ہوسکا یعنی ۳۳ بار سبحان اللہ کہنا، ۳۳ بار الحمدللہ پڑھنا اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہنا یعنی ایک عدد بڑھا کر تاکہ سَو پورے ہو جائیں۔ اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کل نام ۹۹ ہیں۔ یہ یا تو ذاتی ہیں جیسے اللہ یا جلالی ہیں جیسے کبیر یا جمالی ہیں جیسے محسن۔ پس پہلے نام کے لیے

سبحان اللہ ہے جو تنزیہہ ذات کے لیے ہے۔ دوسرے کے لیے اللہ اکبر ہے تیسر
کے لیے الحمد للہ ہے۔ کیونکہ یہ نعمتوں کا تقاضا کرتا ہے۔ تیسرے میں اللہ اکبر یا لا الٰہ
الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ ۔ آخر تک، کا اضافہ کیا گیا، اس لیے
کہ کہا گیا ہے کہ سو نام، اسم اعظم سے مکمل ہوتے ہیں، جو اسمائے جلالیہ میں داخل ہے۔ یہ بھی
کہا گیا ہے کہ یہ دوسری بات نقل کے لحاظ سے زیادہ صحیح ہے۔ پھر اس قول کے قائل نے
ایسا اشکال پیش کر دیا جو حقیقت میں اشکال نہیں، بلکہ اس میں ثبوتِ مدعٰی کی دلیل ہے وہ
اشکال یہ کہ روایات میں اس تعداد سے کم و بیش کا ذکر بھی ہے۔

اشکال

پچیس ۲۵، گیارہ ۱۱، دس ۱۰، تین ۳، اکہتر ۷۱، ستر ۷۰ تسبیح میں۔ اور پچیس ۲۵!
اور ایک سو پچیس ۱۲۵۔ اور دس تہلیل میں، اور اس کا تقاضا ہے کہ تعداد
کو تعبدی نہ مانا جائے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مذکورہ تعداد میں سے کسی ایک کو اپنا
لینا امر تعبدی ہے۔ کیونکہ ہر تعداد شریعت میں وارد ہے۔ جب کہ ہماری گفتگو ان کلمات
کے بارے میں ہے، جو شریعت میں ثابت نہیں۔ پھر شرح مسلم کی گفتگو سے یہ مفہوم ملتا ہے
کہ جب دو روایتوں میں اختلاف ہو جائے تو ان میں تطبیق کرنی چاہیئے۔ مثلاً سو کو تکبیر
یا لا الٰہ الا اللہ سے ختم کرنا، پس بہتر ہے کہ دونوں پر ختم کر لیا جائے۔
اس میں احتیاط بھی ہے اور ممکن حد تک منقول پر عمل بھی، اس کی مثال دعائے تشہد میں۔
ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا کے الفاظ ہیں، ایک روایت میں لفظ كَبِيْرًا
با موحدہ کے ساتھ آتا ہے اور ایک روایت میں كَثِيْرًا ثا مثلثہ کے ساتھ بہتر
یہی ہے کہ دونوں کو جمع کر لیا جائے العز بن جماعۃ نے اس کا رد کیا ہے جس کا
رد میں نے اپنے حاشیہ الضیاح، بحث دعائے یوم عرفہ میں لکھا ہے۔ بعض علماء نے
اس بات کو ترجیح دی ہے کہ پڑھنے والا اگر یہ نیت کر لے کہ واقعہ میں جہاں تک حضور علیہ
السلام سے منقول ہے اس کی تعمیل کر رہا ہوں اور اس کے بعد جو کچھ ہے اپنی طرف

سے اضافہ کر رہا ہوں۔ تو دونوں کا ثواب ملے گا ورنہ نہیں۔ ویسے اس سے بہتر ایک اور تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر اضافہ کسی قسم کے شک کی وجہ سے کر رہا ہے یا اضافے کو عبادت سمجھ رہا ہے تو جائز نہیں کیونکہ درحقیقت وہ شارع علیہ السلام کی غلطی کا ازالہ کر رہا ہے جو جائز نہیں" تحفہ کی عبارت ختم ہوئی۔

کتاب "افضل الصلوٰت" کا تریسٹھواں درود یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ صَلٰوۃً کَامِلَۃً وَّسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا" آخر تک، اسے ہاروشی نے اپنی کتاب کنوز الاسرار میں ان الفاظ سے ذکر کیا ہے عَلٰی نَبِیٍّ تَنْحَلُّ بِہِ الْعُقَدُ۔ نہ لفظ محمد ذکر کیا نہ یہ الفاظ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ۔ اور کہا کہ یہ درود شریف عارف باللہ سیدی ابراہیم تازی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ اور مغرب میں درود نازیہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کامل درودوں میں سے ہے۔ مشہور و معروف اور تمام لوگوں میں معمول و متداول ہے کہ جو شخص اسے چار ہزار مرتبہ پڑھ لے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے تو پوری ہوگی خواہ کوئی بھی حاجت ہو۔ اور اس کا تجربہ کیا جا چکا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس نے جب بھی اسے پڑھا اس کے پاس اللہ کے ہاں سے کشائش ضرور آئی۔ میں نے یہ درود شریف اپنی کتاب (افضل الصلوٰت) میں خزینۃ الاسرار مؤلفہ شیخ محمد حقی نازلی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے درود نازیہ کے نام سے ذکر کیا ہے۔ یہ ناریہ کی جگہ تحریف ہے۔ اور لفظ محمد کو انہوں نے لیا لفظ نبی کو نہیں لیا۔ میں نے وہاں جیسے دیکھا نقل کر دیا۔ صحیح وہی ہے جو میں نے یہاں نقل کر دیا ہے۔ لیکن اپنا دل تو اس طرف مائل ہے کہ لفظ محمد بھی ہو اور لفظ نبی بھی ہو یوں کہے سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الَّذِیْ تَنْحَلُّ بِہِ الْعُقَدُ یا صرف یہ کہے۔ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الَّذِیْ تَنْحَلُّ بِہِ الْعُقَدُ۔

تتمہ

صحیح احادیث میں درُود شریف کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ کی شرح میں

پہلی بحث لفظ اَللّٰھُمَّ کے مفہوم کے بیان میں

یہ کلمہ دُعا میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے،

اس کا معنٰی ہے یااللہ "اے اللہ" میم حرف ندا (یا) کے عوض ہے، پس یُوں نہیں کہہ سکتے اَللّٰھُمَّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ مثلاً ہاں یوں کہہ سکتے ہیں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ اس پر حرف ندا نادر ہی آتا ہے۔ ندا کے وقت خاص طور پر اس کی ہمزہ کو قطعی مانا گیا ہے اس کا لام پُر کر کے پڑھا جاتا ہے اور اس پر معرفہ (معرف باللام) ہونے کے باوجود حرف ندا داخل ہو جاتا ہے۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ کے متعلق آیا ہے کہ وہ یُوں کہا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ مُجْتَمِعُ الدُّعَاءِ اے اللہ دعاؤں کو جمع فرمانے والے!

حضرت نضر بن شمیل سے منقول ہے کہ جس نے کہا اَللّٰھُمَّ تو اس نے اللہ سے، اس کے تمام ناموں کے ساتھ سوال کر لیا۔" ابو رجا عطاردی سے مروی ہے کہ اَللّٰھُمَّ کی میم میں اللہ کے ناموں میں سے ننانوے نام موجود ہیں۔

دوسری بحث صلوٰۃ کا معنیٰ

امام راغب نے کہا لغت میں صلوٰۃ کے معنٰے ہیں دُعا۔ تبریک۔ بڑائی بیان کرنا جب اللہ کی طرف منسوب ہو تو اس کا معنٰے ہے پاک کرنا (تزکیہ)، فرشتوں کی طرف منسوب ہو تو استغفار۔ (بخشش چاہنا) لوگوں کی طرف سے صلاۃ کا معنٰے ہے

دُعاء" الماوردی نے کہا یہ لفظ کئی معنوں میں مشترک ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ اللہ کی طرف نسبت ہو تو رحمت۔ فرشتوں کی طرف سے استغفار۔ اہلِ ایمان کی طرف سے ہو تو دُعا۔ امام زمخشری نے فرمایا۔ صلاۃ کا معنٰی ہے رحمت و رافت۔ اسی سے ہے لوگوں کا قول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ۔ کہ اللہ آپ پر رحمت و رافت فرمائے۔ حافظ سخاوی نے کہا تمام اقوال میں بہتر قول ابوالعالیہ کا قول ہے جو پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ کا اپنے نبی علیہ السلام پر درود کا معنٰی ہے سرکار کی عظمت و تعریف بیان کرنا۔ فرشتوں وغیرہ کے درود کا معنٰی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کو طلب کرنا اور طلب سے مُراد اصل صلوٰۃ طلب کرنا نہیں بلکہ اس میں اضافہ طلب کرنا ہے۔ قاضی عیاض نے بکر قشیری کا قول نقل کیا ہے کہ صلاۃ جب اللہ کی طرف سے نبی علیہ السلام پر ہو تو اس کا مطلب ہے زیادہ شرف و کرامت سے مشرف فرمانا، اور نبی علیہ السلام کے علاوہ دوسروں پر صلاۃ کا معنی ہے رحمت کرنا۔ اس تقریر سے نبی علیہ السلام اور باقی اہلِ اسلام میں فرق ظاہر ہو گا۔ اللہ فرماتا ہے :۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۔	ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے تمام فرشتے اس غیب کی خبریں دینے والے (نبی) پر درود بھیجتے ہیں"۔
هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ ۔	ترجمہ: وہی تو ہے جو تم پر صلاۃ بھیجتا ہے۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ جو درود حضور علیہ السلام کی شان کے لائق ہے اس کا درجہ دوسروں کی بہ نسبت بہت بلند و برتر ہے۔ الحلیمی نے شعب الایمان میں کہا عربی زبان میں صلاۃ کا معنٰی ہے تعظیم متعین و مشہور صلاۃ (نماز) کو صلاۃ کا نام اس لیے دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں نمازی جھکتا ہے یعنی کمر کو ٹیڑھا کرتا ہے، کیونکہ جب چھوٹا

بڑے کو دیکھ کر جھکتا ہے تو عادتاً اس کو تعظیم و تکریم ہی سمجھا جاتا ہے پھر لوگوں نے نماز میں ہونے والی قرأت کو بھی صلاۃ کا نام دے دیا جب کہ عموماً قیام، قعود، و سجود وغیرہ میں رب کی تعظیم ہے، پھر علماء نے اس میں وسعت پیدا کر دی اور دعا کو بھی صلاۃ کہنے لگے۔ کہ اس میں بھی جس سے دعا کی جائے اس کی تعظیم ہوتی ہے اور اس کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ اس میں اس چیز کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ جس کے حصول کی دعا مانگی جائے۔ کیونکہ وہی چیز مانگی جاتی ہے، جس کی خواہش ہو مثلاً اللہ کا فضل اور اس کی نظر کرم۔ پس اللہ کے لیے صلوٰت کا معنی وہ اذکار ہیں، جن میں اس ذات کی تعظیم کا اظہار ہو، اور اس کی جلالتِ شان کا اعتراف ہو۔ اور بلند مرتبت ہونے کا اعلان ہو۔ ان تمام باتوں کا حقیقی حقدار اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے سوا یہ استحقاقِ ذاتی کسی اور کو حاصل نہیں۔ پھر جب ہم کہتے ہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو اس سے ہماری مراد ہوتی ہے۔ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بڑائی عطا فرما، ان کا ذکر بلند کر۔ ان کے دین کو غلبہ دے کر، اور ان کی شریعت کو محفوظ و نافذ فرما کر، اور آخرت میں اُمت (بلکہ تمام اُمت کے لیے) ان کی شفاعت قبول فرما کر، اور اجرِ عظیم عطا فرما کر، اور ثواب دے کر۔ اور مقامِ محمود پر فائز کر کے پہلوں پچھلوں سب پر ان کی فضیلت آشکارا کر کے۔ اور تمام مقربین پر جو موجود ہوں گے ان کو مقدم فرما کر، فرمایا کہ یہ تمام کمالات اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو (ہماری دعا کے بغیر ہی) عطا فرما دیئے ہیں، لیکن ان میں سے ہر کمال میں کئی درجات و مراتب ہیں، تو ممکن ہے کہ جب کوئی اُمتی سرکار پر درود بھیجتا ہے اور اس کی یہ دعا قبول ہو جاتی ہے تو نبی علیہ السلام کے ان تمام کمالات و فضائل میں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے، ترقی و اضافہ کر دیا جائے۔ لہٰذا یہ درود شریف بھی ان اعمال میں شامل ہو گیا جن سے مقصود حضور علیہ السلام کا حق ادا کرنا ہے (جتنا ہو جائے) اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو گا۔ یہ دلیل ہو جائے

گی کہ جب ہم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَاۃً مِّنْکَ عَلَیْہِ۔
الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی طرف سے درود بھیج، کہتے ہیں تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے۔
ہم ایسی چیز نہیں پہنچا سکتے جس سے حضور کی شانِ عظیم اور مرتبہ بلند ہو جائے، یہ صرف اللہ
کے ہاتھ میں ہے۔ ہماری حضور پر "صلاۃ" بس ان کے لیے دعا مانگنا ہے کہ ایسا ہو جائے
اور اللہ سے طلب کرنا ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی
ایک اور وجہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ کہا جائے اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ، صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ جیسے کہا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ
اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوٰتٌ ان پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں"
مِّنْ رَّبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌ۔

اس کا معنیٰ ہو گا آپ پر ہونی چاہیئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر رحمت ہے، جیسے
کہا جاتا ہے "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ" یعنی اللہ کی رحمت ہوئی یا اللہ کی طرف سے رحمت
آپ پر رحمت ہونی چاہیئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے سامنے تمنا کا مطلب ہے سوال
دیکھتے نہیں کہ کہا جاتا ہے غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ وَرَحِمَکَ۔ یہ (دعا اصل) اَللّٰھُمَّ
اَرْحَمْہُ (الٰہی اس پر رحم فرما) کے قائم مقام ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ الحلیمی کا کلام ختم ہوا۔
حافظ سخاوی نے اس کو نقل کرنے کے بعد فرمایا، "ان کا قول کہ حضور علیہ السلام پر درود بھیجنے
کا مطلب حضور کی تعظیم بجالانا ہے"۔ ہمارے شیخ حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام
پر "اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ" کا عطف کرنا غلط نہیں۔ کیونکہ ان کی تعظیم
کی دعا مانگنا منع نہیں کہ ہر ایک کی تعظیم اس کے مرتبے کے مطابق ہوتی ہے اور ابو العالیہ
کا گزشتہ قول زیادہ واضح ہے۔ کہ اس سے یہ مفہوم حاصل ہوتا ہے کہ ایک ہی لفظ

کو اللہ، فرشتوں اور اہلِ ایمان جنہیں درود وسلام بھیجنے کا حکم ہوا ہے تینوں کے لیے ایک ہی معنی میں استعمال کرنا جائز ہے۔ صلاۃ کا معنی اگرچہ رحمت ہے لیکن اس بات میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ کہ

تنبیہ! آیا نبی علیہ السلام کے لیے لفظ رحمت سے دعا مانگنا جائز ہے؟ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں، قاضی عیاض نے فرمایا "ان احادیث میں نبی علیہ السلام پر رحمت کا ذکر نہیں آیا، ہاں بعض غریب حدیثوں میں آتا ہے، فرمایا کہ ہمارے شیوخ نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ آیا نبی علیہ السلام کے لیے رحمت کی دعا مانگنا جائز ہے؟ بعض اس طرف گئے ہیں کہ نا جائز ہے یہی مذہب مختار ہے ابوعمر بن عبدالبر کا، دوسروں نے اسے جائز قرار دیا ہے اور یہی مذہب ہے ابو محمد بن ابوزید کا۔ اکثریت (نا جائز کہنے والوں) کی دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے اوپر درود پڑھنے کی تعلیم دی ہے اس میں رحمت کا ذکر نہیں، اور مذہب مختار یہی ہے کہ رحمت کا ذکر نہ کیا جائے۔ الخ" ابن حجر نے الدر المنضود میں فرمایا۔ جان لیجیے کہ حافظ ابن عبدالبر اس طرف گئے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے لیے رحمت کی دعا مانگنا منع ہے۔ باقی علماء نے ان کا رد کیا ہے، کیونکہ صحیح حدیثوں میں اس کا ثبوت ہے جن میں سے صحیح تر حدیث تشہد ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، ایک دلیل اس اعرابی کا قول ہے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا الٰہی مجھ پر اور محمد پر رحم فرما۔ اور حضور علیہ السلام نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔ یونہی حضور علیہ السلام کا فرمان اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ اَللّٰهُمَّ اَرْجُوْ رَحْمَتَكَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ،

امام شافعی کے رسالہ کے خطبہ میں ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَرَحِمَ وَ

کرّم و نعّم - امام شافعی کے کلام کا مقتضیٰ ایسا ہی ہے جیسے حدیث تشہد کہ اس میں جائز ہے کہ لفظ صلاۃ وسلام کو ملایا جائے ورنہ تشہد جائز نہیں اس بات کو سب نے اختیار کیا ہے۔ بلکہ قاضی عیاض نے الاکمال میں جمہور کا مسلک یہی نقل کیا ہے۔ القرطبی نے کہا یہی صحیح ہے اور امام غزالی نے ایک کو ذکر کرنا ناجائز قرار دیا ہے، فرمایا محض رحمت بھیجنا جائز نہیں۔ اللہ کا فرمان اس پر دلیل ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔

ترجمہ: رسول کو اس طرح (عامیانہ پن سے) مت پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

صلاۃ کا معنی اگرچہ رحمت ہے، مگر حضور علیہ السلام اس سلسلہ میں دوسرے نبیوں کی طرح خصوصی تعظیم وتکریم سے نوازے گئے ہیں، اور ان کا بلند مرتبہ دوسروں سے ممتاز کیا گیا ہے۔ اللہ کی ان پر صلاۃ وسلام ہو، کہ صلاۃ ان کے حق میں محض رحمت کے معنی میں نہیں بلکہ خاص معنی مراد ہے۔ ہاں اعرابی کا ظاہری قول جو گذر چکا کہ الٰہی مجھ پر اور محمد پر رحم فرما، اور حضور علیہ السلام کا تائید فرمانا، حضور علیہ السلام کے لیے رحمت کی دعا مانگنے کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔ اگرچہ اس کے ساتھ درود وسلام کو نہ ملایا جائے یہ وجہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ حضور علیہ السلام کی تائید خاص ہے لہٰذا اس عام پر مقدم ہے۔ جو آیت کریمہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ الخ میں ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جن لوگوں نے حضور علیہ السلام کے لیے صرف رحمت کی دعا کو منع کیا ہے ان کا مطلب یہ لیا جائے کہ وہ رحمت جو باقی لوگوں کے لیے حاصل ہے ویسی ہی رحمت کا سوال حضور علیہ السلام کے لیے کرنا منع ہے۔ یا وہ رحمت جو بالا و برتر درجہ کی نہ ہو۔

سوال

حضور علیہ السلام کے لیے نزولِ رحمت کی دعا مانگی جاتی ہے حالانکہ آپ تو خود سراپا رحمت ہیں؟

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ کیونکہ حضور

جواب علیہ السلام کا رحمۃ للعالمین ہونا بھی تو اللہ کی ایک رحمت ہے اس کے علاوہ اللہ کی سرکار پر اور بھی کئی رحمتیں ہیں لہٰذا جب اللہ سے حضور علیہ السلام کے لیے رحمت مانگی جاتی ہے تو دراصل دوسری قسم کی رحمتوں کا سوال ہوتا ہے۔

الدرالمنضود کی عبادت ختم ہوئی میں نے اس کے حاشیہ میں یہ عبارت لکھی دیکھی ہے۔

ہمارے شیخ مولف رحمہ اللہ نے شرح العباب میں فرمایا، الزرکشی نے الخادم میں کہا ہے کہ علامہ ابن عبدالبر، ابوالقاسم انصاری شارح الارشاد اور قاضی عیاض نے جمہور کا جو مسلک نقل کیا ہے اس کے مطابق تو تنہا حضور علیہ السلام کے حق میں رحمت کی دعا مانگنا منع ہے۔ ان حضرات پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اعرابی کا یہ قول نقل کیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا ترجمہ: الٰہی مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا۔ پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرمانا۔

تو حضور علیہ السلام نے اس سے فرمایا:۔

لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا۔ ترجمہ: تُو نے وسیع کو تنگ و محدود کر دیا ہے۔

لیکن حضور علیہ السلام نے اپنے متعلق اس کی دعائے رحمت پر انکار نہیں فرمایا پھر اس مذکورہ قول کا رد کیا کہ رَحْمَتُ عَلَيْهِ (میں نے حضور پر رحمت بھیجی) نہیں کہنا چاہیے۔ فرمایا کہ لفظ رحمت صلاۃ کے معنی کو متضمن ہے تو جس طرح لفظ صلاۃ متعدی ہو سکتا ہے اسی طرح لفظ رحمت بھی متعدی ہو سکتا ہے اور اس سوال کا کہ ترحمت میں تکلف کا معنی پایا جاتا ہے یہ جواب دیا کہ اس میں یا اس جیسے دوسرے الفاظ میں جو آتا ہے

مثلاً تکبر یہ تصنع یا تکلف کے لیے نہیں آتا بلکہ تخصیص و تعین کے لیے آتا ہے یا یہ بالکل زائد ہے جیسے قَرَّ بِالْمَکَانِ اور اِسْتَقَرَّ بِالْمَکَانِ دکہ دونوں کا معنی ہے مکان میں ٹھہرنا۔ جاگزین ہونا) الزرکشی کا قول ختم ہوا۔

العزیزی نے شرح جامع صغیر میں کہا العلقمی نے کہا ہمارے شیخ کا کہنا ہے کہ حافظ ابن عبدالبر نے کہا کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ جب نبی علیہ السلام کا ذکر کرے تو یہ کہے رَحِمَهُ اللّٰهُ "اللہ حضور پر رحم فرمائے"؛ کیونکہ حضور علیہ السلام نے یہ تو فرمایا ہے۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یہ نہیں فرمایا مَنْ تَرَحَّمَ یا مَنْ دَعَا لِیْ کہ جس نے میرے لیے رحم مانگا یا دعا مانگی؛ صلاۃ کا معنی اگرچہ رحمت ہوتا ہے مگر حضور علیہ السلام کی عظمت کے پیشِ نظر آپ کے لیے خصوصی طور پر یہ لفظ استعمال ہوا ہے بخلاف دوسروں کے کہ ان کے لیے دعا کا لفظ آتا ہے، پس اس کو چھوڑ کر کسی اور لفظ کی طرف عدول نہیں کیا جاسکتا اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ ترجمہ: رسول کی دعا (بلانا) آپس میں ایسے مت کرو جیسے تمہاری ایک دوسرے کی دعا (بلانا)

الارشاد کے شارح ابوالقاسم انصاری نے کہا یہ دعا صلاۃ کی صورت میں تو جائز ہے تنہا جائز نہیں۔ احناف کی کتابوں میں سے ذخیرہ میں محمد بکر کے حوالہ سے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس میں نقص کا احتمال ہے کیونکہ عام طور پر رحمت کی دُعا قابلِ ملامت کام کرنے والے کے لیے مانگی جاتی ہے۔ رہا اعرابی کا قول اور صحیحین میں اس کی حدیث :

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا الٰہی مجھ پر اور محمد پر رحم فرما۔

ازالہ شبہ سو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس میں حضور علیہ السلام کے لیے پہلے کے تابع کر کے دعا مانگی گئی ہے (براہِ راست نہیں) رہا ابوداؤد

کی حدیث میں حضور علیہ السلام کا یہ فرمان جو دو سجدوں میں آپ فرمایا کرتے تھے :۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ یا اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔

ہمارے شیخ نے فرمایا : حافظ ابن عبدالبر پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ حدیث تو شریعت کی تشریح اور امت کی تعلیم کے لیے رکھی گئی ہے کہ ایسے مقام پر وہ کس طرح دعا مانگا کریں۔ نیز اس میں حضور علیہ السلام کی اپنے رب کے حضور کسر نفسی و عاجزی کا اظہار ہے۔ رہ گئے ہم، تو ہم صرف اس لفظ صلوٰۃ سے ہی حضور کے لیے دعا مانگیں گے جس کا ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ اسی میں آپ کی شایانِ شان تعظیم و تکریم اور شوکت کا اظہار ہے اور یہی آپ کی بارگاہ عظمت پناہ کے لائق ہے۔ ابوبکر بن العربی اور ہمارے اصحاب میں سے الصیدلانی نے اس مسئلہ میں حافظ ابن عبدالبر کی موافقت کی ہے اسے الرافعی نے شرح میں نقل کیا ہے اور نووی نے الاذکار میں اس کی تائید کی۔ العزیزی کی عبارت ختم ہوئی۔

تیسری بحث نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی و اشتقاق

ابن القیم نے کہا

حضور علیہ السلام کے تمام ناموں میں سے مشہور ترین نام یہی ہے اور اصل میں اسم ہے جو احمد سے منقول ہے اور محبوب کی تعریف، محبت اور جلالت و عظمت پر مشتمل ہے یہی حمد کی حقیقت ہے۔ اس کی بنا مُفَعَّلٌ کے وزن پر ہے جیسے مُعَظَّمٌ، مُحَبَّبٌ، مُوَدَّدٌ، مُبَجَّلٌ وغیرہ۔ یہ وزن دراصل اظہار کثرت کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ اگر اس سے اسم فاعل مشتق ہو تو اس کا معنی ہوگا وہ ذات جس سے فعل کثرت سے صادر ہو۔ یکے بعد دیگرے یعنی بار بار۔ جیسے مُعَلِّمٌ۔ مُفَهِّمٌ۔ مُبَیِّنٌ۔ مُخَلِّصٌ۔ مُفَرِّحٌ۔ (بکثرت و تکرار (۱) پڑھانے والا۔ (۲) سمجھانے والا۔ (۳) بیان کرنے والا۔ (۴) چھٹکارا دینے والا یا نکھارنے والا۔ (۵) خوش کرنے والا۔)

اور اگر اس سے اسم مفعول مشتق ہو، تو معنٰے ہو گا جس پر بکثرت اور بار بار فعل واقع ہو۔ یا وہ ذات جو یکے بعد دیگرے حمد وثنا کی مستحق ہو کہا جاتا ہے (محمّد) اس کی بار بار تعریف کی گئی۔ وہ (محمّد) یعنی بار بار تعریف کا مستحق ہے جیسے کہا جاتا ہے (فھو معلم) اسے سکھایا گیا وہ (معلّم) یعنی سکھایا ہوا ہے۔ یہ علم بھی ہے اور صفت بھی۔ حضور علیہ السلام پر جب بولا جائے گا تو اس میں دونوں باتیں جمع ہوں گی اگرچہ بہتیرے دوسرے لوگوں کا بھی یہ نام رکھا جاتا ہے، مگر وہاں صرف علم ہوتا ہے یہی حال ہے اللہ تعالیٰ کے ناموں کا۔ اور اس کی کتاب اور اس کے نبی علیہ السلام کے ناموں کا۔ کہ یہ سب علم ہیں اور ایسے اوصاف پر دلالت کرتے ہیں جو ان تینوں کی ذات میں پائے جاتے ہیں اور ان میں وصف کے خلاف نہیں بخلاف باقی مخلوق کے ناموں کے۔ پس وہ اللہ "اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ اَلْغَفَّارُ" ہے۔ یہ نام جن معنوں پر دلالت کرتے ہیں وہ اللہ کی صفتیں ہیں۔ یونہی "القرآن الفرقان الکتاب المبین" قرآن کے نام بھی ہیں اور اس کی صفات پر دلالت بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح نبی علیہ السلام کے نام "محمد واحمد والماحی" جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے جو حدیث نبی علیہ السلام سے روایت کی ہے اس میں ہے:

قال ان لی اسماءً انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذین یمحو اللہ بی الکفر۔

میں محمّد ہوں، میں احمد ہوں۔ میں وہ محو کرنے والا ہوں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے۔"

سو نبی کریم علیہ السلام نے یہ اسماء ذکر فرمائے خواص خصوصی فضیلت کو واضح کر رہے ہیں۔ جو اللہ نے حضور کو عطا فرمائی، اور ان الفاظ کے معانی کی طرف اشارہ فرمایا، وہ اگر بے معنی علم ہوتے تو حضور علیہ السلام کی مدح پر دلالت نہ کرتے۔ (تب ان کا ذکر فضول ہوتا۔ معاذ اللہ) اسی لیے تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا ہے:

وشق لہ من اسمہٖ لیجلّہٗ فذو العرش محمود وھذا محمد

ترجمہ: "اللہ نے حضور علیہ السلام کا نام اپنے نام سے مشتق کیا تاکہ اسے بزرگی بخشے۔ اب عرش والا تو محمود ہے اور یہ محمّد ہیں"۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی تو حضور علیہ السلام کا یہ نام (محمّد) اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ نام مبارک اپنے مسمّیٰ یعنی حمد پر مشتمل ہے۔ پس حضور علیہ السلام اللہ کے ہاں بھی محمود ہیں۔ فرشتوں کے ہاں بھی اپنے بھائیوں یعنی تمام رسولوں کے ہاں بھی محمود (قابلِ ستائش) ہیں اور تمام اہلِ زمین کے نزدیک بھی محمود ہیں۔ اگرچہ بعض زمین والوں نے سرکار کا انکار کیا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کی ذات بابرکات میں جو صفات پائی جاتی ہیں، ہر عقل مند کے نزدیک قابلِ تعریف ہیں۔ اگرچہ کوئی شخص غرور، عناد یا جہالت کی بناء پر حضور علیہ السلام کے لیے ان کا انکار کرتے پھرے۔ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ سرکار ان اوصاف سے متصف ہیں تو مصروف تعریف و توصیف ہو جائے۔ کیونکہ وہ اس شخص کی تعریف تو کرتا ہے۔ جو ان صفات سے متصف ہے ہاں حضور علیہ السلام میں ان صفات کا ہونا اسے معلوم نہیں تو حقیقت میں وہ حضور علیہ السلام ہی کا ثنا گو ہوا۔ حضور علیہ السلام صفتِ حمد سے اس طرح مختص ہیں کہ کسی اور میں یہ مفہوم جمع نہیں۔ آپ محمّد ہیں، احمد ہیں۔ آپ کی اُمت (الحمادون) ہے جو رنج و راحت میں اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ اُمت کی نماز (۹) حمد سے شروع ہوتی ہے۔ آپ کا خطبہ حمد سے شروع ہوتا ہے آپ کی کتاب حمد سے شروع ہوتی ہے۔ اللہ کے ہاں لوح محفوظ میں ایسا ہی ہے حضور علیہ السلام کے خلفاء اور صحابہ کرام نے قرآن مجید لکھا تو ابتداء حمد سے کی۔ حضور علیہ السلام کے ہاتھ میں قیامت کے دن لواء الحمد (حمد کا پرچم) ہو گا اور جب شفاعت کے لیے اپنے رب کے حضور سجدہ کریں گے اور اس سلسلہ میں آپ کو اجازت ہو گی تو ایسے کلمات سے اللہ کی حمد و ثنا کریں گے جو اسی وقت اللہ آپ پر کھولے گا "وہی مقام محمود" کے مالک ہیں جس پر پہلے پچھلے سب حضور پر رشک کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔

ترجمہ: اور رات کا کچھ وقت اس کی عبادت میں جاگ کر گذارو یہ تمہارے لیے زائد نماز ہے۔ عنقریب تمہیں تمہارا پروردگار مقامِ محمود پر فائز کرے گا۔"

جب آپ اس مقام پر فائز ہوں گے تو میدانِ محشر والے سب حضور کی حمد و ثنا کریں گے۔ کیا مسلمان کیا کافر۔ کیا پہلے کیا پچھلے۔ پس حضور علیہ السلام محمود (لائق حمد) ہیں، کہ انہی کے ذریعے زمین ہدایت، ایمان، علمِ مفید اور نیک عمل سے پُر ہوئی۔ انہی سے دل کھلے اور اہلِ زمین سے اندھیرے کافور ہوئے۔ آپ ہی نے ان کو شیطان کے چنگل سے آزاد کیا یعنی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ اس کا انکار کرنا۔ اس سے بے خبر ہونا۔ یہاں تک کہ اس سے آپ کے غلاموں نے دنیا و آخرت کا شرف پایا کہ آپ کی رسالت نے زمین والوں کو وہ سب کچھ دیا جس کی انہیں ضرورت تھی۔ کیونکہ وہ بُت پرستوں، صلیب پرستوں، آتش پرستوں، ستارہ پرستوں اور خدا کے غضب زدہ لوگوں میں بھٹک رہے تھے۔ جن پر بار بار اللہ کا غضب نازل ہوا۔ سرگرداں تھے، نہ رب کو پہچانیں جس کی بندگی کر سکیں اور نہ آدابِ بندگی ہی جانیں۔ لوگ ایک دوسرے کو کھا رہے تھے۔ جسے کوئی چیز پسند آ جاتی اسی کی طرف بلاتا جو اس کی مخالفت کرتا اس سے لڑتا۔ زمین پر قدم بھر جگہ نورِ رسالت سے منور نہ تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین عربوں اور عجمیوں کو دیکھا، تو دینِ صحیح کے چند بچے کھچے آثار کو چھوڑ کر سبھی پر ناراض ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمام ملکوں اور بندوں کو سیراب کیا، آپ سے اندھیروں کو ختم کیا اور مری ہوئی مخلوق کو زندگی بخشی۔ گمراہی سے ہدایت اور جہالت کی جگہ علم بخشا۔ ملت کو کثرت اور ذِلت کے بعد عزت عطا کی۔ غربت کی جگہ خوشحالی دی۔ حضور علیہ السلام کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بینائی، بہرے کانوں اور غلاف چڑھے ہوؤں کو شنوائی نصیب ہوئی لوگوں کو ان کے رب اور معبود کی وہ پہچان کرائی جو آخری درجہ کی معرفت وہ حاصل کر سکتے تھے۔ اس کی ذات، صفات اور افعال کے ذکر میں، ابتدا فرمائی۔ بار بار بات دُہرائی۔ اختصار اور طوالت دونوں سے کام لیا۔ یہاں تک کہ ایماندار

بندوں کے دلوں میں رب سبحانہٗ وتعالیٰ کی معرفت روشن تر ہو گئی اور اس سے شک وشبہ کا بادل چھٹ گیا۔ جیسے چودہویں کے چاند سے بادل چھٹ جاتا ہے۔ اور اس معرفت وپہچان میں اپنی امت کو نہ اپنے سے پہلے کسی آنے والے کا محتاج رکھا اور نہ بعد میں آنے والے کا۔ بلکہ ان کی کافی شافی رہنمائی فرمادی اور اس مسئلہ میں گفتگو کرنے والے ہر آدمی کو ان سے بے پرواہ کر دیا۔

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ: کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی، جو ان پر پڑھی جاتی ہے بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے یقین والوں کے لیے"

ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں حضور علیہ السلام کی یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ایک صحابی کے ہاتھ میں تورات کا ایک ٹکڑا دیکھا تو فرمایا۔ کسی قوم کے گمراہ ہونے کے لیے یہ کافی ہے جو کتاب ان کے نبی پر نازل ہوئی ہے اس کی جگہ کسی اور کی پیروی کریں اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ: کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی، جو ان پر پڑھی جاتی ہے بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے یقین والوں کے لیے۔

اور حضور علیہ السلام نے ان کو وہ راستے بتائے جو ان کو ان کے رب اس کی رضا، اور اس کے مقام عظمت تک پہنچائیں۔ پس کوئی نیکی حکم دیئے بغیر نہ چھوڑی اور کوئی برائی منع کیے بغیر نہ چھوڑی جیسا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا" جو چیز تمہیں جنت کے قریب کرے میں نے اسی کا تمہیں حکم دیا ہے اور جو چیز تمہیں آگ (جہنم) کے قریب کرے میں نے اسی سے تمہیں روکا ہے"

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں فوت ہوئے کہ آسمان میں کوئی پرندہ بھی اگر اپنے پر ہلاتا ہے تو ہمیں اس سے کسی چیز کا علم یاد آجاتا ہے اور حضور علیہ السلام نے ان کو ان کے رب کے حضور پیشی کا حال تک بتا دیا، اور مکمل

بتا دیا کہ بات کھول دی اور واضح کر دی۔ بندوں کو فائدہ دینے والا اور ان کو ان کے رب کے قریب کرنے والا جو بھی علم تھا اس کا دروازہ کھول دیا اور جو مشکل تھی۔ اسے وضاحت سے بیان کر دیا۔ یہاں تک کہ گمراہ دلوں کو ہدایت دی، اور بیمار دلوں کو اس سے شفا عطا کی، اور ان کے صدقے جاہلوں کی فریاد رسی فرمائی۔ تو پھر ان سے بڑھ کر کون سا انسان نام محمد سے موسوم ہونے کا زیادہ حقدار ہے؟ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ ان کو امت کی طرف سے بڑی سے بڑی جزا عطا فرمائے۔ دو قولوں میں سے صحیح تر قول یہ ہے کہ فرمان باری :

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ ترجمہ: حبیب ہم نے تمہیں جہاں والوں کے لیے محض رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

رحمۃ للعالمین کا مفہوم

اپنے عموم پر ہے۔ اس تقدیر پر اس میں دو وجہیں ہیں۔ اول یہ کہ تمام جہانوں کو عمومی طور پر حضور علیہ السلام کی رسالت سے فائدہ ہوا ہے۔ حضور کے غلاموں کو اس طرح کہ انہوں نے آپ کے صدقے دنیا و آخرت کی عزت پائی۔ آپ کے دشمنوں اور لڑنے والوں کو یوں کہ ان کو جلد قتل کروا دیا۔ اور ان کی موت ان کی زندگی سے ان کے حق میں زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ زندگی ان کے اخروی عذاب میں شدت کا باعث ہے کہ بدبختی ان کا مقدر ہو چکی ہے پس کفر میں طویل زندگی بسر کرنے سے جلدی مر جانا ان کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ رہے آپ سے معاہدہ کرنے والے، تو وہ دنیا میں آپ کے زیر سایہ، آپ کے وعدے اور ذمے داری میں زندہ رہے اور حضور سے لڑنے والوں کی بہ نسبت کم تر جرائم میں ملوث ہوئے۔ رہے منافق، تو محض زبانی اظہار ایمان سے ان کو جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ مل گیا اور میراث وغیرہ میں ان پر مسلمانوں کے احکام جاری ہوئے اور رہ گئے دور دراز بسنے والی قومیں، تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو بھیج کر عام عذاب سے اہل زمین کو بچا لیا۔ پس حضور علیہ السلام کی رسالت سے تمام جہانوں کو فائدہ پہنچا۔

دوسرے یہ کہ حضور علیہ السلام ہر ایک کے لیے رحمت ہیں۔ لیکن مسلمانوں نے اس رحمت کو قبول کیا اور دنیا و آخرت میں اس سے نفع مند ہوئے۔ رہے کافر تو ان کے رد کرنے سے ان کے حق میں رحمت ہونے سے یہ خارج تو نہیں ہو گئی لیکن انہوں نے خود ہی اسے قبول نہ کیا۔

جیسے کہا جائے کہ اس بیماری کی یہ دوا ہے۔ اب اگر مریض اس دوا کو استعمال ہی نہ کرے، تو یہ دوا ہونے سے خارج تو نہیں ہوگی اور جن وجوہات کی بنا پر حضور علیہ السلام کی تعریف کی جاتی ہے۔ ان میں سے ایک وجہ وہ اخلاقِ کریمانہ اور عادات پسندیدہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو پیدا فرمایا کہ جس آدمی نے آپ کے اچھے اخلاق اور بہترین عادات کو دیکھا اسے یقین ہو گیا کہ آپ ہی مخلوق میں بہترین اخلاق اور حسین ترین عادات کے مالک ہیں، نبی علیہ السلام تمام مخلوق میں سب سے بڑے عالم، سب سے بڑے امانت دار، سب سے بڑے سچی بات کہنے والے، سب سے بڑے برداشت والے، سب سے زیادہ جود وسخا والے، سب سے بڑے بوجھ اٹھانے والے، بڑے معاف کرنے والے، اور بڑے بخشنے والے ہیں، سخت ترین جہالت کے مظاہرے پر بھی زیادہ برداشت کا ہی اظہار فرماتے۔ جیسا کہ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت سے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ:

تورات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اس طرح تھی محمد میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے ان کا نام (متوکل) رکھا ہے۔ نہ ترش رو، نہ سخت دل، نہ بازاروں میں شور مچانے والے۔ نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے۔ بلکہ معاف فرماتے اور بخش دیتے ہیں۔ اور جب تک میں ان کے ذریعے بگڑے دین کو صحیح حال میں قائم نہ کر لوں، اندھی آنکھوں کو بینا نہ کر دوں، بہرے کانوں کو سننے والا اور پردوں میں لپٹے دلوں کو منور نہ کر دوں، ان کو موت نہ دوں گا یہاں تک کہ لوگ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه) کا اقرار کریں۔

اور حضور علیہ السلام سب سے بڑھ کر مخلوق پر رحم وشفقت فرمانے والے ہیں اور دین و دنیا میں مخلوق کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والے ہیں۔ اللہ کی مخلوق میں فصیح تر اور کثیر معانی کو مختصر ترین مدلل الفاظ سے تعبیر فرمانے والے ہیں مقامات صبر میں سب سے بڑھ کر ڈٹ جانے والے، میدانِ جنگ میں سب سے بڑھ کر سچ بولنے اور سب سے بڑھ کر عہد و ذمہ پورا کرنے والے ہیں نیکی کا بدلہ سب سے بڑھ چڑھ کر دینے والے، بہت انکساری کرنے والے، اپنی ذات پر دوسروں کو سب سے بڑھ کر ترجیح دینے والے۔ ساری مخلوق سے بڑھ کر اپنے ساتھیوں کی حمایت کرنے والے اور بچانے والے جس چیز کا حکم ملا اس پر سب

مخلوق سے بڑھ کر قائم رہنے والے اور جیز سے منع کیا گیا اسے سب سے زیادہ چھوڑنے والے مخلوق میں سب سے زیادہ رحم کے رشتوں کو جوڑنے والے ہیں۔ حضرت علی رض نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی دل، سچی زبان، نرم لہجہ، بود و باش میں سب سے بڑے کریم ہیں۔ جو اچانک دیکھ لیتا ڈر جاتا اور جو جان پہچان کر کے گھل مل جاتا محبت کرنے لگتا۔ سرکار کی صفت بیان کرنے والا کہتا میں نے ان جیسا نہ ان سے پہلے کوئی دیکھا نہ ان کے بعد (اجود للناس) سے مراد ہے نیک دلی اور بہت نیکی اور یہ کہ سخاوت کا گویا چشمہ تھا جو سرکار کے سینہ سے پھوٹتا تھا اور ہر اچھی عادت اس میں موجود تھی اور ہر نیکی یہاں جیسا کہ بعض اہل علم نے کہا کہ دنیا بھر میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں سینۂ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نیکی جمع ہو۔ اللہ نے تمام خیر و خوبی جمع کر کے سرکار کے سینۂ مبارک میں ودیعت فرما دی۔ اور یہ جو فرمایا کہ سرکار تمام مخلوق سے بڑھ کر سچ بولنے والے تھے سو یہ وہ خوبی ہے۔ جس کا اقرار حضور سے لڑنے والے دشمنوں نے بھی کیا ہے۔ اس سلسلہ میں تمام دوستوں نے جو شہادت آپ کے حق میں دی اسے تو چھوڑ دو، کسی دشمن کو بھی کسی ایک جھوٹ کا تجربہ کبھی نہ ہوا۔ روئے زمین کے اہل کتاب اور مشرکوں نے حضور علیہ السلام سے طرح طرح کی جنگیں لڑیں اور عمر بھر کبھی کسی نے چھوٹے بڑے ایک جھوٹ کا بھی آپ کو طعنہ نہیں دیا۔ حضرت مسور بن مخرمہ کہتے ہیں میں نے اپنے ماموں ابوجہل سے کہا ماموں جان! کیا آپ محمد کے اعلانِ نبوت سے پہلے کبھی ان کو جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے۔ اس نے کہا بخدا، میرے بھتیجے! محمد ہمارے ہاں جوانی میں امین کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ اب بڑھاپے میں کب جھوٹ بول سکتے ہیں؟ میں نے کہا ماموں جان! پھر تم ان کی پیروی کیوں نہیں کرتے؟ اس نے کہا میرے بھانجے! بنی ہاشم اور ہم میں بزرگی کا جھگڑا ہے۔ انہوں نے کھانا کھلایا اور ہم نے کھلایا انہوں نے پلایا اور ہم نے پلایا انہوں نے پناہ دی اور ہم نے پناہ دی جب ہم نے گھٹنے ٹیک دیئے اور اس طرح ان کے گردی ہو گئے جیسے میرا گھوڑا میرا گردی ہے۔ تو انہوں نے کہا نبی ہم میں سے ہیں اب ہم ان کے آگے یہ دعویٰ کیسے پیش کر سکتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا :۔

إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَإِ الْمُرْسَلِينَ ۝

ترجمہ: ان کی باتیں آپ کو پریشان کرتی ہیں، دراصل وہ تمہیں نہیں جھٹلا رہے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور یقیناً تم سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا ہے تو انہوں نے جھٹلانے پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ ہماری مدد ان کو آن پہنچی اور اللہ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور تمہارے پاس تو نبیوں کی باتیں آچکی ہیں۔"

اور یہ جو فرمایا الا لینھم عریکۃ) ، اس کا مطلب ہے آپ نرم مزاج ہیں لوگوں سے قریب رہتے ہیں، جو دعوت دے اس کی دعوت قبول فرماتے ہیں۔ جو آپ سے اپنی حاجت مانگے اس کی حاجت پوری فرماتے ہیں۔ جو آپ کے ارادے سے آئے اس کی دل جوئی فرماتے ہیں۔ نہ محروم کرتے ہیں، نہ ہی نامراد کر کے واپس کرتے ہیں۔ جب صحابہ کرام آپ سے کسی بات کا اظہار کرتے ہیں تو آپ ان کی موافقت کرتے ہیں اور ان کے مشورے کے بغیر کسی بات پر اڑ نہیں جاتے بلکہ ان سے صلاح و مشورہ لیتے ہیں۔ آپ ان کے نیکو کاروں کی بات قبول فرماتے اور بدکاروں کو معاف فرماتے تھے یہ جو فرمایا ما یا آلرمھم عشرۃ اچھی بسر کرنے والے ، اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے جس ساتھی کے ساتھ گذر بسر فرماتے بہترین گذر بسر فرماتے ، چہرۂ اقدس پر ملال نہیں لاتے تھے بات میں سختی نہیں فرماتے تھے اور اس سے چہرۂ مبارک پھیرا نہیں کرتے تھے۔ زبان کی لغزشوں پر گرفت نہیں فرماتے تھے۔ بدتمیزی سے کوئی بات ہو جاتی اس پر مواخذہ نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کے خاندان والوں سے انتہائی احسان فرماتے اور ان کا بھاری بوجھ اٹھاتے۔ پس حضور کی گذر بسر ان کی تمام تکالیف و مظالم برداشت کرنا تھا۔ ان میں سے کسی پر نہ غصہ ہوتے ، نہ ملامت کرتے نہ اس سے کوئی ایسی بات فرماتے جو اسے ناپسند ہو (بشرطیکہ شریعت کا تقاضا نہ ہو) جو آپ سے گھل مل جاتا وہ آپ

کی قربت و توجہ سے متاثر ہو کر کہتا ہوں آپ کا سب سے بڑھ کر محبوب ہوں کہ آپ اس کے مسئلہ کا اہتمام فرماتے۔ اس کی خیر خواہی کرتے۔ اس پر احسان فرماتے اور اس کی سختی کو برداشت فرماتے تو اس گذر بسر سے بڑھ کر کریمانہ کون سی زندگی ہے۔؟

امام حسین رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے اپنے ہم نشینوں کے ساتھ نبی علیہ السلام کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا، ہمیشہ ہنس مکھ، آسان عادت، نرم پہلو۔ نہ ترش رو نہ عیب گو۔ سخت طبع، نہ شور مچانے والے، نہ فحش گو، نہ بے جا تعریف کرنے والے، جس کی خواہش نہ ہوتی اس سے بے توجہ آپ کا امیدوار کبھی مایوس ہوتا نہ نامراد۔ تین باتوں سے اجتناب فرماتے۔ نہ کسی کی برائی کرتے، نہ عیب لگاتے، نہ اس کی چھپی باتوں کی ٹوہ میں لگتے" وہی بات کرتے جس کے ثواب کی امید ہو۔ جب بات فرماتے ہم نشین اس طرح گردنیں جھکا لیتے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں جب آپ خاموش ہو جاتے تب وہ بات کرتے۔ باہمی گفتگو میں جلد بازی نہ کرتے کوئی آدمی آپ کے سامنے بات کرتا سب خاموش ہو جاتے یہاں تک کہ وہ بات سے فارغ ہو جاتا (صحابہ کرام) کی گفتگو آپ کے حضور ایسے ہوتی جیسے پہلی بار گفتگو کرنے والے کی۔ آپ بھی اس بات پر ہنستے جس پہ دوسرے ہنستے اور جس پر باقی لوگ خوش ہوتے آپ بھی خوش ہوتے۔ کوئی اجنبی شخص بدتمیزی سے بات کرتا یا کچھ مانگتا تو آپ کے ساتھی اسے ہٹانے کی کوشش کرتے فرمایا کرتے جب کسی حاجتمند کو دیکھو تو عطا کرو۔ صرف اس تعریف کو قبول فرماتے جو احسان کے بدلے میں کرے۔ جب تک کوئی بات ختم نہ کر لے، بات نہ کاٹتے۔ پھر ٹوکنا ہوتا تو یا منع کر کے ٹوکتے یا اٹھ کھڑے ہوتے۔

یہ جو فرمایا کہ جو شخص آپ کو اچانک دیکھتا ڈر جاتا، مرعوب ہو جاتا اور جان پہچان کے بعد جو آپ سے گھل مل جاتا، پیار کرنے لگتا" یہ حضور علیہ السلام کے دو وصف ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ سچے اور پرخلوص بندوں کو موصوف فرماتا ہے۔ یعنی رعب اور محبت۔ آپ پر رعب و محبت دونوں کا نزول ہوتا۔ لہٰذا جو دیکھتا مرعوب ہو جاتا اور آپ کی بڑائی سے ڈرنے لگتا، اور اس کا دل آپ کے جاہ و جلال سے بھر جاتا۔ خواہ وہ دشمن ہی کیوں نہ ہوتا، اور جب آپ سے گھل

مل جاتا، اور اُٹھنے بیٹھنے لگتا، تو سب مخلوق سے بڑھ کر آپ سے محبت کرنے لگتا۔ یہ ہے آپ کا مرتبہ عظیم، پسندیدہ، اور قابل تعظیم و تکریم۔ یہی کمالِ محبت ہے کہ اس کا تعلق محبت و رعب دونوں سے ہوتا ہے۔ پس رعب کے بغیر محبت و عظمت ناقص، اور ہیبت و تعظیم بھی محبت کے بغیر، جیسے قادر و ظالم کے لیے نقص ہے۔ کمال یہ ہے کہ محبت و مودت اور جاہ و جلال جمع ہوں۔ اور یہ کمال صرف اس وقت حاصل ہوتا ہے۔ جب محبوب میں صفات کمال ہوں جن کی بنا پر وہ عظمت و محبت کا مستحق ہو۔ اور جب کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں یہ صفاتِ کمال ہر ایک سے بڑھ کر موجود ہیں تو اس کا حق ہے کہ اس کی تعظیم و بڑائی بیان کی جائے اس سے ڈرا جائے اور اس سے محبت کی جائے۔ دل کے ایک ایک جز کے ساتھ اور اس میں کسی کو اس کا شریک نہ کیا جائے کہ یہی وہ شرک ہے جسے اللہ تعالیٰ انہیں بخشے گا کہ کوئی شخص اس خصوصی محبت میں اللہ اور اس کی مخلوق میں برابری کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ

ترجمہ: لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو اللہ کو چھوڑ کر دوسرے شریک اختیار کر لیتے ہیں ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے اور جو ایمان والے ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

تو اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ جو کوئی اللہ کے سوا کسی اور سے ایسی محبت کرے جیسی اللہ سے کرنی چاہیے تو اس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرا لیا۔ جہنمی لوگ جہنم میں اپنے معبودوں سے کہیں گے۔

تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

ترجمہ: خدا کی قسم ہم ہی کھلی گمراہی میں تھے، جب تمہیں پروردگارِ عالمیان کے برابر ٹھہراتے تھے۔"

ان کا بتوں کو اللہ کے برابر ٹھہرانا یہ نہ تھا کہ انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ یا ان کو اور ان کے باپ دادا کو پیدا کیا ہے بلکہ انہوں نے اللہ کے برابر اپنے معبودوں کو پروردگارِ عالمیان کے ساتھ اس محبت میں برابر کر لیا تھا، جو اللہ سے کرتے تھے۔ کیونکہ حقیقتِ عبادت محبت و ذلت

ہی تو ہے۔ یہی وہ جاہ و عزت ہے جس سے اللہ نے اپنے اس قول سے اپنی ذات کو متصف فرمایا ہے :-

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝	ترجمہ: تیرے پروردگار کا نام بڑی برکت والا ہے (جو پروردگار) جلال و عزت والا ہے "

دو قولوں میں صحیح تر یہ ہے کہ جلال کا معنیٰ ہے تعظیم اور اکرام کا معنیٰ ہے محبت یہی مفہوم بندے کے اس قول کا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۔

اسی لیے مسند امام احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

أَلِظُّوا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام	ترجمہ: اس کو لازمی طور پر اپنا لو"

مسند ابو یعلیٰ الموصلی میں بعض صحابہ کرام سے ہے کہ انہوں نے اللہ کا اسم اعظم معلوم کرنا چاہا تو خواب میں دیکھا کہ آسمان کے ستاروں میں لکھا ہے

انسان کی ہر محبت و تعظیم، اللہ کی محبت و تعظیم کے تابع کر کے ماننا ہی جائز ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، کہ یہ دراصل بھیجنے والے کی تعظیم و محبت کی تکمیل ہے۔ بے شک حضور کی امت جو آپ سے محبت کرتی ہے، محض اس لیے کہ اللہ آپ سے محبت کرتا ہے اور امتی آپ کی تعظیم و تکریم اسی لیے کرتے ہیں کہ اللہ ان کی تعظیم و تکریم فرماتا ہے۔ چونکہ اللہ کی محبت کی وجہ سے ہے لہٰذا اللہ ہی کی محبت ہے یونہی علماء کی عزت اہل ایمان اور صحابہ کرام کی عزت و تکریم، اللہ اور رسول کی محبت کے تابع ہے۔ مقصد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رعب و محبت کا فیضان کیا۔ اور ہر مخلص ایمان والے نے اس سے حصہ لیا۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

امام حسن بصری رحمۃ اللہ نے فرمایا۔ مومن میٹھا سا اور رعب والا ہوتا ہے" یعنی محبت کرتا اور جلال و رعب ڈالتا ہے کہ اللہ نے اس کو ایمان کا لباس پہنایا ہے جس کا یہی تقاضا ہے۔ اسی لیے

صحابہ کرام کے دلوں میں جتنی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی، کسی کے دل میں اتنی محبت کسی کی نہیں ہوسکتی، نہ ہی ایسی ہیبت وعظمت۔ حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں اسلام لانے سے پہلے کوئی شخص مجھے حضور علیہ السلام سے زیادہ بُرا نہ لگتا تھا، پھر جب ایمان لایا تو میری نظر میں حضور علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی محبوب و معظم نہ رہا۔ فرمایا کہ اگر میں تمہارے سامنے حضور علیہ السلام کی صفت کرنا چاہوں تو نہیں کر سکوں گا کیونکہ میں حضور علیہ السلام کے جاہ و جلال کی وجہ سے کبھی آپ کو آنکھ بھر کر دیکھ ہی نہ سکا۔ عروہ بن مسعود (حدیبیہ میں کفار مکہ کے سفیر) نے قریش سے کہا تھا اے قوم! خدا کی قسم میں قیصر و کسریٰ اور دیگر بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں، مگر میں نے نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم و تکریم کرتے ہوں جتنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم تعظیم کے پیش نظر وہ نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے نہیں اور جب کوئی کھنگار بھی تھوکتا ہے تو ان میں سے کسی کے ہاتھ ہی پڑتا ہے۔ جسے وہ اپنے منہ اور سینے پر مل لیتا ہے، اور جب وہ (نبی) وضو کرتا ہے تو اس کے استعمال شدہ پانی پر لڑتے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں"۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اوصاف سے متصف ہیں جو بار بار اور بتکرار حمد و ثنا کے مقتضی ہیں، تو آپ کا نام محمد رکھا گیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ ایسا نام ہے جو اپنے مسمّٰی، اور معنیٰ کے مطابق ہے۔ اور لفظ احمد و محمد میں فرق دو طرح سے ہے۔ اوّل یہ کہ محمد کا مطلب ہے

جس کی یکے بعد دیگرے تعریف کی جائے" یہ دلالت کرتا ہے۔

کہ آپ کی حمد کرنے والوں کی حمد بہت زیادہ ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ اسباب حمد و ثنا آپ کی ذات میں بہت زیادہ ہیں اور احمد، حمد سے اسم تفضیل ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے۔ کہ جس حمد و ثنا کے آپ حقدار ہیں، وہ اس سے افضل ہے، جس کے دوسرے مستحق ہیں پس محمد میں حمد زیادہ ہوتی ہے کمیت (مقدار) کے لحاظ سے اور احمد میں حمد زیادہ ہوتی ہے کیفیت (مرتبہ) کے لحاظ سے۔ پس کسی انسان کی جو تعریف ہو سکتی ہے۔ آپ کی سب سے زیادہ اور سب سے اعلیٰ حمد و ثنا کی جاتی ہے۔ دوم یہ کہ محمد وہ ہے جو جس کی بتکرار تعریف کی جائے جیسا کہ گزر چکا ہے اور احمد وہ ہے جس نے اپنے رب کی تمام حمد و ثنا

کرنے والوں سے افضل حمد و ثنا کی ہو تو ایک نام پاک یعنی محمد نے بتایا کہ آپ قابل صفت و ثنا ہیں اور دوسرے نام پاک یعنی احمد نے بتایا کہ آپ سب سے زیادہ اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے والے ہیں یہی قیاس و قانون بھی ہے۔ کیونکہ بصریوں کی ایک جماعت کے نزدیک اسم تفضیل اور افعلِ تعجب صرف فاعل کے فعل سے بنتے، مفعول کے فعل سے نہیں بنتے (یعنی فاعلیت کے معنے کے لیے آتے ہیں مفعولیت کے لیے نہیں آتے) دوسروں نے ان سے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ اسم تفضیل و تعجب کو فاعل اور مفعول دونوں کے فعلوں سے بنتے ہیں۔ (یعنی فاعلیت اور مفعولیت، دونوں کے لیے آتے ہیں) مقصد یہ کہ حضور علیہ السلام کے نام محمد اور احمد اس لیے رکھے گئے ہیں کہ آپ کی حمد سب سے زیادہ اور سب سے افضل کی جاتی ہے۔ پس دونوں مبارک نام اسم مفعول کے معنے میں ہیں، اور یہی مذہب مختار ہے اور حضور کی مدح میں یہ بات بلیغ تر اور اس کا مفہوم کامل تر ہے۔ اور اگر اس سے فاعلیت کا معنیٰ مراد لیا جائے تو آپ کا اسم گرامی حماد ہوگا یعنی بہت تعریف کرنے والا۔ جیسے آپ کا اسم گرامی محمد ہے یعنی جس کی بہت تعریف کی جائے۔ تو بے شک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے بڑھ کر اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے والے ہیں۔ لہٰذا اگر آپ کا نام نامی فاعل کے معنےٰ میں ہو تو بہتر ہوگا کہ نام نامی حماد ہو۔ جیسے آپ کی اُمت کا ہے۔ نیز یہ دونوں پاکیزہ نام سرکار کے اخلاقِ حسنہ اور اوصافِ حمیدہ سے مشتق ہیں۔ جن کی بنا پر ہی آپ اسم گرامی محمد و احمد سے موسوم ہونے کے مستحق ٹھہرے، کہ حضور ہی کی ذات گرامی ہے جس کی دنیا اور آخرت والے، آسمان والے اور زمین والے سبھی تعریف کرتے ہیں پس آپ اپنے کثیر اوصافِ محمودہ کہ جن کے شمار سے شمار کرنے والوں کے اسماء عدد ختم ہو جائیں، کی وجہ ہی حمد کے ایسے دو مشتقوں (محمد و احمد) سے موسوم ہوئے۔ جو عظمت و شوکت میں فضیلت و زیادتی کا تقاضا کرتے ہیں" ابن القیم کا کلام ختم ہوا۔

قاضی عیاض کا فرمان

قاضی عیاض مالکی نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام سے پہلے ان دو ناموں سے کسی کو موسوم نہ ہونے دیا یعنی محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہاں وہ جو اسم گرامی احمد پہلی کتابوں میں آیا ہے، اور جس کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی، تو اللہ نے اپنی حکمت سے نہ تو آپ سے پہلے کسی کو نہ نام رکھنے دیا۔

اور کسی دعویدار کو آپ سے پہلے اس کا دعویٰ کرنے دیا۔ کہ کمزور دلوں میں شک وشبہ پیدا نہ ہو۔ رہ گیا اسم گرامی محمد، صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو یہ نام بھی کسی عربی یا غیر عربی نے آپ کی پیدائش سے کچھ عرصہ پہلے صرف اس وقت رکھنا شروع کیا۔ جب یہ بات ہر طرف مشہور ہو گئی کہ ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے جس کا نام محمد ہے تو کچھ عربوں نے اپنے بیٹوں کا نام اس اُمید پر رکھنا شروع کر دیا کہ شاید انہی میں سے وہ محمد ہوں۔ اور اللہ بہتر جانتا کہ کہاں اپنی رسالت کی امانت کہاں رکھے گا۔" الخ۔ میں نے عارف باللہ عبد اللہ بن ابی جمرہ کی شرح مختصر بخاری میں حضور علیہ السلام کے اس فرمان کے تحت کہ۔

تَسَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ۔ ترجمہ: "میرے نام پر نام رکھو، اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو"

یہ عبارت دیکھی ہے "حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو اپنے نام پر نام رکھنے کی اجازت اس لیے دی کہ اس میں خیر و برکت ہے۔ کہتے ہیں کہ جس گھر میں محمد نامی کوئی شخص رہتا ہو وہ خیر و برکت سے خالی نہیں ہوتا"۔ یہ بھی مذکور ہے کہ قیامت کے دن جب اسے اس کے نام محمد سے پکارا جائے گا، ہر کوئی یہ نام سن کر سر اٹھائے گا۔ کامیاب و کامران ہو گا۔ اس بارے میں اس سے ملتے جلتے بکثرت آثار منقول ہیں۔ فرمایا کہ میں نے ایک بابرکت عالم کو دیکھا جس کی کافی اولاد تھی۔ انہوں نے ہر بچے کا نام محمد رکھا ہوا تھا۔ ان میں صرف کنیت سے امتیاز ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ روایت انھوں نے سن رکھی تھی جس میں اس نام نامی کی خیر و برکت کا ذکر تھا اور جو کوئی اپنے بچے کا یہ نام رکھے اس کی فضیلت بیان ہوئی تھی، اسی لیے میں نے ان عالم صاحب اور ان کی اولاد کو ہمیشہ عظیم الشان خوشحالی میں ہی دیکھا ہے۔ نہ کسی سے طمع نہ خوف، نہ دین سے غفلت"۔ عبارت ختم ہوئی۔

حافظ سیوطی نے اپنی کتاب "الریاض الانیقہ فی اسماء خیر الخلیقہ" میں اس اسم گرامی پر کلام کرتے ہوئے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور فرمایا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ اور فرمایا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ۔ پوری آیت۔ اور احادیث میں حضور

کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ نام اقدس حضور کے مشہور ترین اور بزرگ ترین ناموں میں سے ہے۔ اسی لیے اس میں چند خاص چیزیں رکھی گئیں ہیں۔

اسمِ محمّد کی خصوصیات

ایک یہ کہ کافر جب تک اس کو زبان پر نہ لائے اس کا اسلام صحیح نہیں ہو سکتا۔ یوں کہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (محمد اللہ کے رسول ہیں) پس اس جگہ احمدؐ بولنا کافی نہیں، البتہ الحلیمی نے اسے اس شرط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے کہ اس کے ساتھ ابوالقاسم کا لفظ ملا دیا جائے۔ اور الاسنوی نے التمہید میں اس کی توثیق کی ہے۔ دوسری یہ کہ تشہد (شہادت) میں بھی اسی کو بولا جاتا ہے۔ اس کی جگہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور نام کو استعمال کرنا کافی نہیں۔ نہ ہی اسم احمد کافی ہے۔ جیسا کہ شرح المہذب اور التحقیق میں لکھا ہے۔ یہی کلمہ خطبہ کا ہے۔ تیسری کہ اس کو بیت الخلاء میں لے جانا مکروہ ہے اور استنجا کے وقت اس کو ہاتھ سے بدلنا ضروری ہے۔ اگر اپنا نام محمد تھا اور اسی نیت سے انگوٹھی پر لکھوا لیا تو بھی پاس رکھنا محلِ نظر ہے۔ چوتھے یہ کہ اسم نامِ گرامی سے ضرب، کسر اور بسط سے رسولوں کی تعداد نکلتی ہے جو کہ تین سو تیرہ ہے یوں کہ اس میں پہلی میم اور دوسری مشدد جو قائم مقام دو میموں کے ہے۔ کل تین میم ہوئے۔ اور میم کی جب کسر کی جائے تو م، ی۔ م تین صرف بنتے ہیں۔ اس حساب سے ہر میم کے ابجد کے حساب سے نوے عدد بنتے ہیں مثلاً میم کے عدد میں چالیس۔ یا (ی) کے عدد میں دس۔ (دو میموں اور ایک یا (ی) کے عدد ہوئے نوے) پس تین میموں کے عدد ہوئے دو سو ستر۔ دال کے عدد میں پینتیس۔ یوں کہ دال (د) کے چار۔ الف (ا) کا ایک۔ لام (ل) کے تیس۔ (کل ۳۵)۔ حا کے آٹھ عدد اس میں کسر نہیں (کل ٹوٹل ۳۱۳) پنجم۔ پھر آپ کا یہ نام رکھنے کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ روایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی تو حضرت عبدالمطلب نے ایک مینڈھا عقیقہ میں ذبح کیا اور آپ کا نام محمد رکھا جب ان سے کہا گیا کہ ابوالحارث! محمد نام رکھنے پر کس چیز نے آپ کو آمادہ کیا، اور آپ نے ان کا نام باپ دادے کے نام پر نہیں رکھا۔ تو انھوں نے فرمایا میرا مقصد یہ ہے کہ آسمان پر اللہ ان کی تعریف کرے اور زمین پر لوگ

بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ، ابن اسحاق کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور علیہ السلام کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب سلام اللہ علیہا فرمایا کرتیں کہ جب وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حاملہ ہوئیں تو ان کے پاس آکر کہنے والے نے کہا، آپ اس امت کے آقا کی حاملہ ہیں جب وہ زمین پر تشریف رکھیں تو کہنا میں ان کو خدائے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں، ہر حاسد کی شر سے "۔ پھر دوسرے اشعار کے ساتھ، اور ان کا نام محمد رکھنا۔ تورات میں ان کا نام احمد ہے۔ زمین و آسمان والے اس کی تعریف کریں گے۔ انجیل میں بھی ان کا نام احمد ہے زمین و آسمان والے ان کی تعریف کریں گے۔ اور قرآن میں ان کا نام محمد ہے، پس اسی لیے والدہ ماجدہ نے آپ کا نام محمد رکھا صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت عبد المطلب کا خواب

الکلاعی نے اپنی کتاب سیرت میں کہا ہے روایت ہے کہ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام مبارک ایک خواب کی بنا پر محمد رکھا تھا۔ انہوں نے دیکھا گویا چاند کی زنجیر ان کی کمر سے نکلی۔ اس کا ایک سرا آسمان پر اور دوسرا سرا زمین پر ہے۔ ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں۔ پھر وہ زنجیر ایک درخت سے بدل گیا جس کے ہر پتے پر روشنی ہے۔ مشرق و مغرب والے اس درخت سے لٹک رہے ہیں۔ انہوں نے یہ خواب بیان کیا تو اس کی یہ تعبیر کی گئی کہ ان کی پشت سے ایک مولود ہونے والا ہے اہل شرق و غرب اس کی غلامی کریں گے۔ زمین و آسمان والے اس کی تعریف کریں گے اسی لیے انہوں نے آپ کا نام محمد رکھا۔

اس روایت کے ساتھ جو حضور کی والدہ ماجدہ نے بیان فرمائی۔ حافظ سیوطی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں جس آسمان سے گزرا وہیں اپنا نام اس طرح لکھا پایا "محمد رسول اللہ"

اس کو ابویعلی اور بزار نے روایت کیا اور طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے بھول ہوئی تو انہوں نے عرش کی طرف سر اٹھا کر کہا کہ "اللہ میں بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے معافی چاہتا ہوں۔ اللہ نے وحی فرمائی، محمد کون ہیں؟ صلی اللہ علیہ وسلم

کہا تیرا نام بڑا با برکت ہے، جب تو نے مجھے پیدا فرمایا تو میں سر اٹھا کر تیرے عرش کی طرف دیکھا اس میں لکھا تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو میں سمجھ گیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام سے ملا کر لکھا ہے اس سے بڑھ کر کوئی تیرے حضور بلند مرتبت نہیں، اللہ نے وحی کی اے آدم تیری اولاد میں سے وہ آخری نبی ہوں گے۔ اور اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا" اس کو حاکم نے مستدرک میں ذکر کیا اور صحیح قرار دیا۔

اور امام بیہقی نے "دلائل النبوت" میں روایت کیا ابو نعیم نے الحلیۃ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنت کے ہر درخت کے ہر پتے پر لکھا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

بزاز وغیرہ نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی کہ وہ خزانہ جسے اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے (فِيْ كُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ) یہ ایک سنہری تختی ہے۔ جس میں لکھا ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مجھے اس پر تعجب ہے جسے تقدیر پر یقین ہے۔ پھر مشقت میں جتا رہتا ہے۔ مجھے اس پر تعجب ہے جس کو جہنم یاد ہے، پھر بھی ہنستا ہے، مجھے اس پر تعجب ہے، جسے موت یاد ہے پھر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے غافل ہے۔

السیوطی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگوٹھی کا نقش تھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگوٹھی کا نگینہ آسمانی تھا، جو اللہ نے ان کو عطا فرمایا تھا۔ انہوں نے اسے اپنی انگوٹھی میں جڑ لیا۔ اس کا نقش تھا "اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ" فرمایا کہ صحیح تر حدیث جو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھنے کی فضیلت میں آئی ہے وہ حضرت امامہ الباہلی کی حضور علیہ السلام سے یہ روایت ہے۔ "جس کا بیٹا پیدا ہو اور اس نے اس کا نام محمد رکھا، میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کی نیت سے، وہ اور اس کا بیٹا جنت میں جائے گا" اس کی سند

میں کوئی ضعف نہیں الخ

ابن حجر مکی نے شرح شمائل میں فرمایا اسم محمد واحمد کی مزید خوبی یہ ہے کہ دونوں میں حروف جلالت برابر ہیں" ان دونوں مبارک ناموں کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ جو کوئی ان کو کسی ورق پر لکھ کر اپنے پاس رکھ لے اور ہمیشہ دیکھتا رہے اور حضور علیہ السلام پر درود وسلام بھیجتا رہے، تو اس کو نیند کی حالت میں سرکار کی زیارت کثرت سے ہوگی۔

میرے آقا سید مصطفےٰ البکری نے اپنی شرح "شرح حزب الامام النووی" کے آخر میں فرمایا حضور علیہ السلام کے تمام ناموں میں مشہور تر نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور آپ سے پہلے کسی نے یہ نام نہیں رکھا۔ لیکن جب آپ کے نور ظہور کا زمانہ قریب آگیا۔ اور آپ کا ذکر ہر طرف پھیلنے لگا تو اہل کتاب نے اپنے بیٹوں کا نام اس امید پر "محمد" رکھا کہ شاید ہمارا بیٹا نبی بن جائے۔ ایسے بچوں کی تعداد پندرہ تھی۔ حضور علیہ السلام کے پاکیزہ نام کہا گیا ہے کہ ایک ہزار ہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ دو ہزار بیس ہیں۔ لیکن ان سب میں، سننے میں لذیذ تر، اور دل کو سب سے زیادہ تسکین دینے والا، چشمہ فرحت وسرور یہی بابرکت نام ہے۔ اگرچہ آپ کے تمام نام ایسے ہی معظم ومکرم ہیں۔ شارح دلائل نے شروع میں فرمایا۔ سرکار کا یہ نام اقدس مشہور تر، مخصوص تر اور معروف تر ہے، اسی نام اقدس سے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سرکار کو بلاتا ہے اور بلائے گا اور یہی نام پاک کلمہ توحید میں آیا ہے۔ اسی سے آدم علیہ السلام کی کنیت (ابو محمد) رکھی گئی، اور اسی نام اقدس سے انہوں نے شفاعت چاہی۔ (ہماری ماں) حوا کے حق مہر کے طور پر اسی نام پاک پر انہوں نے درود پڑھا تھا، اور خود حضور علیہ السلام اپنا یہی نام بتاتے تھے۔ فرماتے ہیں اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ۔ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ۔ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ کسی کو خط لکھتے تو اس طرح مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ۔ اسی نام سے فرشتے آپ پر درود بھیجتے ہیں، اور اسی نام سے قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام تمام انسانوں کو شفاعت کے لیے آپ کا دروازہ دکھائیں گے۔ حدیث معراج میں جبرئیل علیہ السلام نے اسی نام پاک سے سرکار کا تعارف کروایا۔ وغیرہ وغیرہ۔ حدیث معراج میں ابراہیم علیہ السلام نے بھی سرکار کا یہی نام مبارک لیا۔ آپ کی پیدائش پر آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب

نے بھی یہی نام رکھا۔ اسی نام مبارک سے قوم آپ کو پکارتی تھی پہاڑوں کے فرشتے نے بھی آپ کو اسی نام سے آواز دی۔ فرشتہ موت آپ کی روح قبض کر کے اپنے ہمراہ لے کر آسمان کی طرف یہی نام مبارک لے لے کر روتا جاتا تھا۔ وَامُحَمَّدَاہُ جب سرکار جنت کا دروازہ کھلوائیں گے اور نگران فرشتہ نام پوچھے گا تو وہاں بھی آپ یہی نام لیں گے۔ یونہی دوسرے کئی مقامات جو اس وقت میرے ذہن میں حاضر نہیں۔ حضور علیہ السلام کے ناموں کی شرح کرتے ہوئے فرمایا یہی نام مبارک آپ کی ذات پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ" یہ صفت سے منقول ہے۔ کیونکہ دراصل یہ مُحَمَّدٌ مضاعف سے اسم مفعول ہے۔ پھر اس کو نقل کر کے حضور علیہ السلام کا علم مقرر کیا گیا معنوی لحاظ سے یہ صیغہ مبالغہ میں کیونکہ ثلاثی مجرد میں مبالغہ کا معنی پیدا کرنے کے لیے مضاعف کیا جاتا ہے۔ (لفظی اضافہ کیا جاتا ہے) اصل میں حُمِدَ فعل مجہول سے محمود (اسم مفعول بنا پھر اس کو لفظی اضافہ کر کے) حُمِّدَ اور اس سے اسم مفعول بھی مُحَمَّدٌ بنایا گیا۔ اور یہ مبالغہ کے لیے کیا گیا۔ کیونکہ اس میں حمد یکے بعد دیگرے تکرار کے ساتھ ہوتی ہے پس لغت میں محمد کا مطلب ہوگا اَلَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدًا بَعْدَ حَمْدٍ۔ جس کی یکے بعد دیگرے ثنا کی جائے"۔ اور مُفَعَّلٌ کا لفظ جیسے مُقَرَّبٌ اور مُمَدَّحٌ تو صرف اس ذات کے لیے آیا کرتا ہے، جس پر فعل یکے بعد دیگرے تکرار کے ساتھ آئے پس یہ نام حضور علیہ السلام کی ذات اور معنی کے مطابق ہے کیونکہ آپ کی ذات پاک تمام کائنات کی زبانوں پر ہر ہر پہلو سے ستودہ ہے حقیقت کے لحاظ سے۔ اوصاف کے لحاظ سے جسم اور عادات کے لحاظ سے تمام اعمال، احوال، علوم، اور احکام کے لحاظ سے۔ اور تمام ان چیزوں کے لحاظ سے جو آپ کے صدقے نازل ہوئیں اور ظاہر ہوئیں۔ پس وہ قابل ستائش میں زمین و آسمان میں۔ اور دنیا و آخرت میں۔ دنیا میں یوں کہ اللہ نے آپ کے ذریعے ہدایت دی۔ اور آپ کے صدقے سے علم و حکمت سے مالا مال فرمایا۔ اور آخرت میں شکایت کے ذریعے۔ تو جیسا لفظ کا تقاضا تھا معنی میں تکرار ہو گیا اس کے ساتھ آپ ہی حامد (اللہ کی حمد کرنے والے) ہیں۔ کیونکہ اللہ کی جس نے حمد و ثنا کی آپ کی تعلیم سے کی کہ وہ سب کے نبی ہیں۔ لہٰذا وہی حامد ہیں۔ چاہو تو یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی حامد وہی ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی حمد و ثنا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی زبانوں پر آپ کی حمد کی۔ پس آپ ہی الحامد اور آپ ہی المحمود ہیں۔ مگر یہ فرق یہ ہے کہ نزول حکم اور مبدأ فاعلیت کے اعتبار سے آپ کو احمدیت سے مخصوص کیا گیا ہے اور بلوغ حکم اور منتہائے مفعولیت کے لحاظ سے محمدیت کے لحاظ سے۔ پس آپ کا نام آسمان میں احمد اور زمین میں محمد مشہور ہو گیا۔ پس آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حمد و ثنا کرنے والوں میں بھی بہترین اور سزاواران حمد و ستائش میں بھی افضل ہیں اور حق تو یہ ہے کہ مخلوق میں سے آپ کے سوا نہ کسی نے آپ کی حمد و ثنا کی اور نہ ہی آپ کے علاوہ رب کی طرف سے کسی کی تعریف و توصیف کی گئی۔ ہو بھی کیسے؟ کہ لواء الحمد تو آپ ہی کے ہاتھ میں ہو گا وہی مقام محمد کے مالک ہیں جہاں پہلے پچھلے سب آپ کی تعریف کریں گے الخ۔ الفاسی نے شرح دلائل میں فرمایا۔ اس کلام کا اکثر حصہ شیخ عبداللہ مکی کی کتاب شرح الحاجبیہ سے ماخوذ ہے۔

پھر یہ کہ آپ اس وقت تک محمد نہیں ہوئے جب تک کہ احمد نہ ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم۔ یوں کہ آپ نے رب تعالیٰ کی حمد و ثنا، تمام لوگوں سے پہلے کی۔ وجود میں بھی ایسا ہی ہوا۔ (کہ آپ کا وجود پہلے اور اور مخلوق کا بعد میں ہوا) بلا شبہ آپ کا اسم گرامی احمد پہلی کتابوں میں موجود ہے۔ اور اسم گرامی محمد (احمد کی طرح) قرآن میں ہے۔ اور اسم گرامی احمد صفت سے منقول ہے جس میں تفضیل کا معنی ہے۔ اس کا مفہوم ہے اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے والوں میں سب سے زیادہ حمد و ثنا کرنے والا۔ اور حقیقت میں ایسا ہی ہے کیونکہ مقام محمود میں آپ پر حمد و ثنا کے وہ جامع کلمات کھولے جائیں گے جو آپ سے پہلے کسی پر نہ کھولے گئے پھر آپ ان کلمات طیبات سے اپنے رب کی حمد و ثنا کریں گے اسی لیے حمد کا پرچم (لواء الحمد) آپ کے ہاتھ دیا جائے گا۔ پھر فرمایا، شیخ ابو عبداللہ مکی نے کہا اس اسم گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں صورت مادہ کے لحاظ سے لطیف اشارات ہیں۔ یعنی حروف مادیہ اور ہیئت صوریہ کے لحاظ سے۔

اسم گرامی محمد میں صوری و مادی اشارات

پہلی صورت اس طرح کہ اولاً یہ اسم گرامی ملکوت اعلیٰ (بلند ترین سلطنت) کی میم پر مشتمل ہے۔ حا اس حیات اور حفظ پر دلالت کرتی ہے جو آپ کو حاصل ہے اور جیسے قلم بالا

نے لکھا ہے۔ اور مملکت بالا کی میم ہے جو مملکت ظاہری کی میم میں موجود ہے اور دوام و اتصال کی دال، جو انفصال و انقطاع کے وہموں کو ختم کرتی ہے۔

دوسری صورت یوں کہ اس اسم گرامی (محمّد) کی صورت انسانی صورت سے ملتی جلتی ہے۔ پہلی میم سر۔ حا دونوں بازو۔ دوسری میم پیٹ۔ دال دونوں پاؤں۔ الخ (اسی لیے امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ سوتے وقت یوں لیٹتے کہ دایاں ہاتھ سر کے نیچے اور بایاں اوپر پاؤں اوپر کی طرف سکیڑ لیتے اور قبلہ رُخ ہو جاتے۔ جس سے جسم مبارک اسم گرامی محمّد کی صورت میں ڈھل جاتا، سبحان اللہ۔ مترجم)

شیخ عبدالرحمن بسطامی کا فرمان

شیخ عبدالرحمن بسطامی رحمہ اللہ، اپنی کتاب درۃ الظنون فی رویۃ قرۃ العیون کی فصل ثانی میں لکھتے ہیں: چیچہر

یہ اسم گرامی حقیقت میں نہ سرکار سے پہلے کسی کا رکھا گیا نہ بعد میں۔ لوگوں نے یہ نام رکھ کر لفظوں میں شرکت کرلی معنوی جہت سے کوئی آپ کا شریک وسہم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ کے علاوہ جو مخلوق، اس میں کچھ نہ کچھ کسی پہلو سے نقص ضرور ہے، اور نہیں تو یہ تو ہے کہ کوئی کمال کی انتہا تک نہیں پہنچ سکا، جو آپ کا مرتبہ ہے۔ پس محمّد علی الاطلاق یا محمّد مطلق آپ کے سوا کوئی نہیں۔ (جس میں کسی قسم کا نقص نہ ہو) کیونکہ کسی وصفِ کمال میں انتہا تک نہ پہنچنا بھی ایک طرح کی برائی ہے۔ ذم ہے۔ اور جس سے ذم کا کسی طرح بھی تعلق ہو جائے حقیقتہً محمّد نہیں ہو سکتا۔ پس محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی محمّد نہیں۔ اسی لیے جب مشرکین نے، نظم اور کلام موزوں سرکار کی ہجو کرنا چاہی، تو اللہ نے اس کا رُخ آپ سے پھیر دیا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کسی طرح بھی اسے نہیں چاہتی۔ پس وُہ مذمم کی ہجو کرتے تھے اور وہ شیطان ہے کیونکہ شیطان کے تمام ناموں میں یہ جامع ترین نام ہے۔ کیونکہ یہ انتہائی درجہ کے ہر عیب پر مشتمل ہے۔ ان دو ناموں (محمّد۔ مذمم) میں اسی واضح تضاد اور دونوں صفتوں میں عدمِ اشتراک کی وجہ سے شیطان حضورؐ علیہ السلام کی صورت نہیں بنا سکتا۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ جب اسمِ محمّد اللہ کے نام محمود سے مشتق کیا جائے جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نہ

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ ۔۔۔ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ

اللہ نے حضور کا نام اپنے نام سے مشتق کیا تاکہ اسے عظمت و بزرگی بخشے۔ پس عرش والا محمود ہے، اور یہ محمد ہیں'' صلی اللہ علیہ وسلم۔

تو پھر اس محمد میں تشدید سے مبالغہ کیوں فرمایا اور محمود میں کیوں نہ مبالغہ کیا گیا ہے؟

جواب جب کہ حضور علیہ السلام بشر (انسان) ہیں۔ اور بشر (بحیثیت بشر) اس شان کا مالک نہیں ہو سکتا کہ تمام اوصاف میں کامل ہو اور آخری درجہ پر فائز ہو، لہٰذا اسم گرامی مشدد کرنے کی ضرورت پڑی یہ بتانے کے لیے کہ اس وصف میں آپ دوسروں کی مثل نہیں۔ بلکہ آئینہ حق ہیں، جو اسما و صفات کے تمام حقائق کو اپنے اندر منعکس کر رہے ہیں''۔

مترجم کی طرف سے وضاحت یہ جو کہا گیا ہے کہ اسم اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک محمود سے مشتق ہے۔ اس میں کچھ ابہام سا آگیا ہے۔ کیونکہ مادہ اشتقاق مصدر ہوتا ہے یہ تو دونوں اسم مفعول ہیں اور دونوں حمد مصدر سے مشتق ہیں پھر ایک کو دوسرے سے کیوں مشتق کیا گیا؟ اس کی مختصر توجیہ یہ ہے کہ چونکہ دونوں کا مادہ اشتقاق ایک ہی ہے، تو جب کہا محمد حمد سے مشتق ہے۔ محمود حمد سے مشتق ہے۔ حد اوسط حمد کو گرانے سے نتیجہ برآمد ہوگا محمد محمود سے مشتق ہے۔ یونہی تقدیم و تاخیر سے نتیجہ یہ آئے گا محمود محمد سے مشتق ہے۔ چونکہ حد اوسط حمد صغریٰ و کبریٰ دونوں میں محمول ہے لہٰذا شکل ثانی ہوئی اس کے صحیح نتیجہ کے لیے دو شرطیں ہیں۔

(۱) کیف یعنی ایجاب و سلب میں صغریٰ و کبریٰ مختلف ہوں۔

(۲) کبریٰ کلیہ ہو اور صغریٰ دائمی ہو۔

یہاں پہلی شرط نہیں مانی گئی۔ لہٰذا نتیجہ کبھی صحیح اور کبھی غلط ہو سکتا ہے یہاں صحیح صورت مراد ہے۔ تفصیل کے لیے کتب معقول کی طرف رجوع کریں۔ مثلاً شرح تہذیب بحث قیاس وغیرہ''

سوال سیدی ابوالمواہب الشاذلی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب قوانین الاشراق میں فرمایا، فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا۔ ترجمہ:''جب ہم نے فرشتوں سے کہا، آدم کو سجدہ کرو، تو انہوں نے سجدہ کیا''

اگر تم اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا تو حرام ہے تو یہ سجدہ کیسے جائز ہو گیا ؟

جواب ہم کہتے ہیں اس سجدہ سے مقصود تھا چھوٹے کا بڑے کے آگے تواضع و انکساری کرنا۔ یہ مربوب کا رب کو سجدہ نہ تھا کیونکہ آدم علیہ السلام بندے تھے، رب نہ تھے لیکن ان کی انسانی شکل کی اس لیے تعظیم و تکریم کی گئی کہ اس میں محمدی آثار نمایاں تھے۔ یہی تو وہ حقیقت ہے اے عقل و ذوق والو! جس نے محراب میں سجدہ واجب کیا۔"

بقول امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ۔ ؎

شکلِ بشر میں نورِ الٰہی نہ ہو اگر کیا قدر اس خمیرۂ ماء و مدر کی ہے

مزید تشریح کے لیے دیکھو تفسیر کبیر للرازی۔ تفسیر قرطبی۔ روح المعانی۔ برنا باس کی انجیل وغیرہا۔ مترجم وہ یوں کہ آدم علیہ السلام کا سر میم (م)، ان کا ہاتھ ح، حا۔ ان کی ناف دم، میم اور باقی حصہ (د) دال "خط قدیم میں یوں لکھا تھا" ابوالمواہب رحمہ اللہ نے فرمایا، ہماری بات کی تائید ہمارے استاذ یعنی سیدی علی وفا رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے :۔

لَوْ اَبْصَرَ الشَّيْطَانُ طَلْعَةَ نُوْرِہٖ ؎	ترجمہ: اگر شیطان حضور علیہ السلام کے نور کی
فِیْ وَجْہِ اٰدَمَ کَانَ اَوَّلُ مَنْ سَجَدْ	جھلک آدم علیہ السلام کے چہرے میں دیکھ لیتا تو سب سے پہلے سجدہ کرنے والا ہوتا۔"

حضور علیہ السلام تمام رسولوں اور نبیوں اور تمام اہل خیر و تقوی کے نور ہیں جیسے کہ فرمایا : ؎

عِیْسٰی وَ اٰدَمُ وَالصُّدُوْرُ جَمِیْعُھُمْ
ھُمْ اَعْیُنٌ ھُوَ نُوْرُھَا لِمَا وَرَدْ

حضرت عیسٰی، آدم اور تمام سردار (انبیاء) علیہم السلام ایسی آنکھیں ہیں جن میں روشنی آپ ہیں کہ روایات میں یہی آیا ہے۔"

یہ اس طرح کہ اللہ تعالٰے نے حضور علیہ السلام کے لیے تمام نبیوں کا نور اور رسولوں کی رہنمائی۔ اولیاء کی ہدایت جمع کر کے آپ کو نورِ ختم نبوت سے منقش کر دیا۔

ایک علمی لطیفہ یہاں ایک لطیفہ ہے کہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی میم جب پڑھو تو تین حروف بنتے ہیں (میم۔ م۔ ی۔ م)، حا میں دو حرف ہیں (ح ۔ ا)

ہمزہ شمار نہیں ہوتا، کہ یہ الف ہی ہے۔ دو میموں سے چھ حروف نکلے۔ دال میں تین حروف ہیں د۔ ا
ل۔ دال۔ الف۔ لام۔ پس جب شمار کریں۔ آپ کے نام کے ظاہری و باطنی حروف۔ تو تمہیں
ابجد کے لحاظ سے ۳۱۴ حاصل ہوئے۔ ۳۱۳ تو رسولوں کی تعداد ہے جو نبوت کے جامع ہیں۔
باقی ایک بچا۔ یہ مقام ولایت ہے جو تمام نبیوں اور حضور علیہم السلام کے پیروکار ولیوں پر تقسیم
کیا گیا ہے یہاں ایک اور نقطہ ہے کہ ولیوں پر تقسیم ہونے کے لیے صرف ایک عدد (فرد)
بچا ہے۔ کیونکہ ان ولیوں میں افراد بھی ہوتے ہیں جو حقیقۃً انفرادی شان سے مختص ہوتے ہیں۔
ان میں سے ایک فرد کو اللہ تعالیٰ اپنے زمانہ کے نور کا جامع کر دیتا ہے اور یہ دقیقہ
حقیقتِ محمدیہ سے ملا ہے جو تمام حقائق کی جامع ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔ ؎

وَلَیْسَ عَلَی اللہِ مُسْتَنْکَرٍ اَنْ یَجْمَعَ الْعَالَمَ فِیْ وَاحِدٍ

اللہ کے لیے کوئی مشکل نہیں کہ تمام دنیا کے اوصاف کسی ایک میں جمع کر دے" الخ

اور شیخ شہاب الدین احمد بن العماد اقفہسی نے اپنی کتاب کشف الاسرار عما
خفی عن الافکار میں لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کے اسم مبارک کے دس خصائص ہیں۔
چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ:

اسم اقدس کے اسرار

حضور علیہ السلام کا نام مبارک ساق عرش پر لکھا ہے۔ روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش پیدا کیا تو جنبش کرنے لگا۔
اور جب اس پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا گیا تو اسے سکون آ گیا۔ اس میں تنبیہ ہے کہ سب سے
بڑی مخلوق حضور علیہ السلام ہی ہیں۔ نام مبارک کے حروف کے بارے میں کہا۔ بعض لوگوں نے
کہا میم کا مطلب ہے کفر کو اسلام سے محو کرنا۔ یا پیروکاروں کے گناہ محو کرنا۔ یہ بھی کہا گیا ہے۔
کہ میم کا مطلب ہے، مَنَّ اللہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ مسلمانوں پر مَنَّ (احسان) یہ بھی کہا گیا
ہے کہ میم سے مراد آپ کی امت کا ملک (حکومت) یا مقامِ محمود۔ حا کے متعلق کہا گیا۔ مخلوق
کے درمیان اللہ کے حکم سے آپ کا فیصلے کرنا۔ اللہ فرماتا ہے۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ

ترجمہ: نہ تمہارے رب کی قسم ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک تمہیں، اپنے ہر

ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

جھگڑے میں حاکم نہ مانیں اور تمہارے فیصلے سے دل میں تنگی محسوس نہ کریں اور سب تسلیم کرلیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے حا سے مراد آپ کی امت کی حیات ہے۔ رہی دوسری میم، تو یہ اللہ کا حضور کی امت کی مغفرت کی میم ہے۔ اور کہا گیا ہے اہل ایمان کی منادی۔ دال۔ داعی الی اللہ کی ہے اللہ کا فرمان ہے:۔

وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔

ترجمہ: پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں جنت کی طرف لوگوں کی دلیل ہیں۔

اس کو نیشاپوری نے ذکر کیا۔ الخ

امام بوصیری نے قصیدہ بردہ میں کیا خوب فرمایا۔

فَاِنَّ لِیْ ذِمَّةً مِّنْهُ بِتَسْمِيَتِیْ
مُحَمَّدًا وَّهُوَ اَوْفَی الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ

ترجمہ: بے شک مجھے حضور کی ذمہ داری (ضمانت) حاصل ہے کیونکہ میں نے اپنا نام محمد رکھا ہے اور حضور علیہ السلام سب سے بڑھ کر ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے ہیں۔

علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی رحمہ اللہ نے اپنی شرح قصیدہ بردہ میں فرمایا۔ "ناظم کے کلام میں آپ کے نام پر نام رکھنے کی ترغیب ہے اس بارے کئی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جن میں سے ایک یہاں انہوں نے اس کی سند ذکر کی ہے حمید الطویل عن انس۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بندے (قیامت کے دن) اللہ کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل ہونے کا حکم دے گا۔ وہ کہیں گے، پروردگار! ہم جنت کے مستحق کس طرح ہو گئے؟ ہم نے تو کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کے عوض جنت جا سکیں۔ اللہ عزوجل فرمائے گا، میرے بندو! جنت میں چلے جاؤ، کیونکہ میں نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ (بشرط ایمان) جس نے اپنا نام محمد یا احمد رکھا جہنم نہیں جائے گا"۔

نبیط بن شریط سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالے

نے فرمایا مجھے اپنی عزت وجلالت کی قسم کر (حبیب!) جس نے تیرے نام پر نام رکھا میں اسے جہنم کی سزا نہیں دُوں گا" اس کو ابو نعیم نے روایت کیا۔ ان سے ابو علی حداد اور ان سے ابو منصور دیلمی نے اپنی سند کے ساتھ مسند الفردوس، میں مرفوعاً ذکر کیا اور فرمایا اس کی سند متصل ہے۔ اور جعفر بن محمد (الباقر) سے روایت ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا، ایک پکارنے والا پکارے گا "سنو! جس کا نام محمد ہے وہ اُٹھ کر جنت میں داخل ہو جائے، یہ عزت وتکریم ہے سرکار کے نام کی" دوسرے لفظ میں ہے کہ قیامت کے دن آواز دی جائے گی یا محمدُ! تو جس جس کا نام محمد ہوگا میدان حشر میں سر اٹھا کر دیکھے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ جس نے (بشرطِ ایمان) میرے نبی کے نام پر محمد نام رکھا اسے میں نے بخش دیا"

حضرت امام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کا بیٹا پیدا ہوا اور اس نے اس کا نام برکت کے لیے محمد رکھا، وہ اور اس کا بیٹا دونوں جنت میں ہوں گے اس کو صاحب مسند الفردوس اور اس کے بیٹے منصور نے روایت کیا۔

انہی دو بزرگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی نقل کی ہے "کہ جس دسترخوان پر محمد یا احمد نام کا کوئی شخص حاضر ہوا، اللہ اس گھر کو ہر دن دو مرتبہ پاک فرماتا ہے"

قسطلانی فرماتے ہیں اللہ کا شکر ہے کہ مجھے بھی حضور علیہ السلام کی ضمانت حاصل ہے کہ سرکار کے اسم مُبارک کی طرح میرا نام بھی احمد ہے اور میں اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرتا ہوں۔ کہ جس طرح اس نے مجھ پر یہ احسان فرمایا ہے، مجھے حضور علیہ السلام سے محبت کرنے والوں اور وارثوں کی لڑی میں پرو دے ہمارے فضل وکرم اور رحمت سے"الخ

سید مُصطفےٰ البکری فرماتے ہیں، الحمدللہ جس نے میرے نام پر اپنا نام مُصطفےٰ رکھا وہ بجا طور پر سرکار کی ذمہ داری میں آجاتا ہے کیونکہ میرا نام آپ ہی کے نام پر ہے، اور مجھے اہل وفا میں سے ایک صاحب کشف نے بتایا، جس نے چشمہ صفا سے بھر بھر جام پیئے تھے کہ بعض فقراء کی بہت حقیقتیں تھیں جن کے بڑے بڑے نام تھے، جن میں سے ایک حقیقت کا نام اسی نام پاک مُصطفےٰ پر رکھا گیا تھا۔ لیکن فیصلہ کن نام پاک تو وہی ظاہر وواضح (محمد واحمد) ہے اور موقع محل کے مطابق اسے سبقت حاصل ہے۔ انتہی رحمہ اللہ کی شرح قصیدہ بردہ میں امام حسن

بصری کے مذکورہ بالا فرمان میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن محمد یا احمد نام کے آدمی کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا اور فرمائے گا، جبریل! میرے بندے کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کر دو۔ کہ جس کا نام میرے حبیب کے نام پر محمد یا احمد ہو۔ اُسے جہنم میں عذاب دیتے مجھے شرم آتی ہے۔

حضرت علی بن موسیٰ اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہو، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب محمد نام رکھو تو اس کی تعظیم و توقیر کرو، اس کی تذلیل نہ کرنا، نہ ہی دباؤ ڈالنا، نہ ایسے آدمی کی بات ٹالنا "تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہو۔

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص کے تین بیٹے ہوئے اور اس نے کسی کا نام محمد نہ رکھا اس نے جہالت کا ثبوت دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس قوم نے کوئی مشورہ کیا اور محمد نامی کوئی شخص ہونے کے باوجود انہوں نے اسے مشورہ میں شریک نہ کیا، اس میں برکت نہ ہوگی۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس گھر میں میرا نام ہو، اس میں غریبی داخل نہ ہوگی۔" الخ

سید مصطفیٰ البکری نے مذکورہ عبارت کے بعد فرمایا کہ اس اسم گرامی کے عدد اللہ کے اسمائے حسنیٰ میں سے باسطٌ اور ودودٌ کے اعداد کے برابر ہیں پس جس کسی کا نام محمد ہو اس کے لیے مناسب ہے کہ ان دو ناموں کا ذکر کرتا رہے۔ ہمارے شیخ، شیخ محمد الخلیلی القاطن نے ابھی ابھی بیت المقدس میں ہمیں بتایا کہ انہوں نے اپنے بعض مشائخ سے اسم آمان حاصل کیا۔ یہ اللہ کا نام ہے جس کے اعداد اسم محمد کے موافق ہیں صلے اللہ علیہ وسلم، اور ان کا اللہ ان کا ہو۔ اس مبارک اسم محمدی کے متعلق ایک رسالہ ہے انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ اس کی شرح کرنا چاہتے ہیں تاکہ اجرِ جزیل پائیں آپ ان حضرات میں سے ایک ہیں جنہوں نے مجھے اپنے مشائخ کی طرف سے اجازت دی۔ اللہ ان پر احسان کر کے جزائے خیر عطا فرمائے۔

الیافعی رحمۃ اللہ نے الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم میں فرمایا۔ ہمارے ایک شیخ نے

اپنے شیخ سے یہ حکایت مجھے سنائی کہ شیخ محی الدین ابن العربی رحمہ اللہ نے فرمایا "جس شخص نے حضور علیہ السلام کے نام میں سے کچھ حروف لیے اور ان حروف کو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے جس میں دیکھے مطابق ہوں گے۔ اگر ایک اسم میں نہ پائے تو دو میں تلاش کرے یا تین یا چار میں مثلاً مُحَمَّدٌ اس کے ۹۲ عدد ہیں۔ ہم نے اس کی موافقت اللہ کے ایک نام میں ڈھونڈھی تو نہ پائی۔ دو میں مل گئی اَوَّلٌ اور دَائِمٌ میں۔ پھر تین میں موافقت نہ ملی مگر اللہ کے اسماء حسنیٰ میں سے چار کے مجموعہ میں مل گئی۔ یہ چار حَیٌّ۔ وَھَّابٌ۔ وَاجِدٌ۔ وَلِیٌّ ہیں۔ فرمایا کہ آدمی اسم محمد کے عدد کے برابر ۹۲ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھے۔ پھر اتنی ہی مرتبہ آیۃ الکرسی اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) اور اتنی ہی مرتبہ سورۂ الم نشرح پھر ان چار اسمائے حسنیٰ کو اسی تعداد کے مطابق پڑھے، اس کو وظیفہ بنا لے جب یہ وظیفہ مکمل تعداد میں پڑھ لے تو کہے یَا حَیُّ اَحْیِ ذِکْرِی وَاَسْنُ قُتْنِی یہاں جو چاہے اس کا نام لے اسی طرح یَا وَھَّابُ ھَبْ یہاں بھی مطلوبہ چیز کا نام لے۔ یَا وَاجِدُ اَوْجِدْ... مطلوبہ چیز۔ یَا وَلِیُّ تَوَلَّنِی۔ اسی پر قیاس کرتے جاؤ"۔ الخ۔ بعض مشائخ نے کہا کہ اللہ کا ایک نام سلام ہے جب اس کو اسم مبارک وَاجِدٌ سے ملایا جائے تو اسم محمد کے اعداد سے ان کے اعداد موافق ہو جائیں گے۔ کیونکہ جب ہم نے کہا میم مشدد دو حرفوں کے برابر ہے تو اس کے عدد ۲۳۲ ہوں گے۔ اس اسم سَلَامٌ کو اسم محمد سے مناسبت حاصل ہے کیونکہ حضور علیہ السلام تمام دنیا کا قلب ہیں۔ یٰسٓ قرآن کا قلب ہے اور سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ یٰسٓ کا قلب ہے۔ سلام کا مطلب ہے امان، بچاؤ۔ اور حضور علیہ السلام امان ہیں کیونکہ خود فرماتے ہیں، اللہ نے میری امت کے لیے مجھ پر دو امانیں نازل فرمائیں، ایک تو

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔	جب تک حبیب تم ان میں ہو اللہ ان کو عذاب نہیں کرے گا اور جب تک بخشش مانگتے رہیں گے تب تک اللہ ان کو عذاب نہ کرے گا۔

فرمایا جب میں چلا گیا تو ان میں تا قیامت استغفار چھوڑ جاؤں گا۔ حضور علیہ السلام پر درود و سلام کے

فضائل کے باب کے آخر میں قرآنی آیتوں کے مختلف فوائد اذکار نبویہ وغیرہ کا ذکر آئے گا۔ ان میں سے کچھ فوائد کا تعلق اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اور میں نے خصوصی طور پر اسم گرامی محمد احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں ایک کتاب دیکھی ہے، یہ مجموعہ ہے ابو عبداللہ حسین بن احمد بن عبداللہ بن بکیر، حافظ کا جسے لکھا ہے عبدالرحمن بن محمد المعروف بہ ابن فرفیر دمشقی نے جو شیخ الاسلام قطب خیضری کے بیٹے تھے۔ یہ کتاب انہوں نے ۹۸۹ھ میں دمشق شام میں لکھی۔ اس کی پشت پر کتاب کے نام کے نیچے ان کے اپنے ہاتھ سے یہ عبارت لکھی ہوئی ہے، خدا کے لئے حمد کا شکر ہے میں اس کتاب مذکور کی روایت کر رہا ہوں جس کا بالائی حصہ ہمارے شیخ شیخ الاسلام شمس الدین محمد بن ابی اللطف المقدسی شافعی کی وہ خط و کتابت ہے جو انہوں نے بیت المقدس سے میری طرف کی۔ اپنے شیخ، شیخ الاسلام کمال بن ابی شریف المقدسی سے ان کے شیخ، شیخ مشائخ الاسلام قاضی القضاۃ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی حجر شافعی سے انہوں نے کہا ہم کو خبر دی المسند العابد زین الدین ابو الفرج عبدالرحمن بن احمد بن مبارک بن حماد الغزی الشہیر با بن الشیخۃ رحمہ اللہ نے کہا ہم کو اس کی خبر دی ابو العباس احمد بن یعقوب صابونی نے انہوں نے کہا ہم کو بتایا فخر ابو الحسن علی بن احمد بن عبدالواحد حنبلی نے جو ابن بخاری کے نام سے مشہور ہیں وہ کہتے ہیں ہم کو خبر دی ابو حفص عمر بن محمد بن طبرزد نے سن کر۔ اور عبدالعزیز بن احمد بن عبداللہ بن بکیر۔ پھر انہوں نے مصنف مذکور کی یہ عبارت نقل کی ہے۔

اللہ کے نام سے شروع جو رحم فرمانے والا مہربان ہے۔ ہم کو شیخ حافظ ابو محمد عبدالعزیز بن محمود بن مبارک بن محمود خبانذی نے خبر دی، جب کہ ان پر یہ عبارت پڑھی جا رہی تھی۔ اور میں سن رہا تھا۔ یہ واقعہ ہے ذی الحجہ ۶۰۵ھ کا بغداد میں۔ ان میں کہا گیا کہ تم کو ضروری شیخ ابو محمد یحییٰ بن علی بن محمد بن علی بن المطارح المدیر نے، جمعہ کے دن اذان ثانی سے پہلے، ماہ رمضان ۵۳۵ھ انہوں نے اس کی توثیق کی۔ تم کو خبر دی قاضی شریف ابو الحسن محمد بن احمد بن عبداللہ بن عبدالصمد المہتدی نے، جبکہ تمہارے والد علی بن محمد، ان کے سامنے پڑھ رہے تھے ذوالحجہ ۴۶۳ھ کو تو انہوں نے اقرار کیا۔ ہم سے بیان کیا ابو عبداللہ حسین بن احمد بن عبداللہ بن بکیر حافظ نے۔

جن لوگوں کا نام محمدؐ یا احمد ہے
ان کی فضیلت میں مروی آثار

یہ وہ آثار پسندیدہ ہیں جن کی سند جلیل، قیمتی قابل اعتماد ہے اور ان لوگوں کی فضیلت کے بارے میں ہیں جن کا نام محمدؐ یا احمد ہے۔ حدثنا احمد بن عبداللہ۔ حدثنا جدی لابی العباس صدقۃ بن موسیٰ بن تمیم بن ربیعۃ بن ضمرۃ الغنوی مولیٰ علی بن ابی طالب۔ حدثنا ابی عن حمید الطویل عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دو بندے اللہ کے حضور کھڑے کیے جائیں گے، تو اللہ ان کو جنت کا حکم دے گا، وہ کہیں گے پروردگار ہم جنت کے مستحق کیسے ہو گئے؟ حالانکہ ہم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کی جزا جنت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میرے بندو! جنت میں داخل ہو جاؤ میں نے عہد کر رکھا ہے کہ جس کا نام محمدؐ یا احمد ہو گا۔ وہ آگ میں نہیں جائے گا۔"

حدثنی ابوالحسن حامد بن حماد بن المبارک عن عبد اللہ العسکری نصیبین، حدثنا اسحٰق بن سیار بن محمد ابو یعقوب النصیبی حدثنا حجاج بن المنہال حدثنا حماد بن سلمۃ عن برد بن سنان عن مکحول عن ابی امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ "جس کا بیٹا ہوا اور اس نے اس کا نام محمدؐ رکھا، برکت حاصل کرنے کے لیے وہ اور اس کا بیٹا جنت میں جائیں گے۔"

حدثنا محمد بن عبد اللہ الحضرمی حدثنا حبیب بن نصر بن زیاد

المهلبی حدثنا عبد الصمد بن مقاتل العباد انی بعباد ان حدثنا منصور بن عکرمۃ بعباد ان فی رباطنا عن ابی العلاء برد بن سنان عن مکحول عن ابی امامۃ الباھلی رضی اللہ عنہ قال ‘‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا بیٹا پیدا ہوا اس نے اس کا نام محمد رکھا، میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کی غرض سے وہ اور اس کا بیٹا جنت میں جائیں گے ’’۔

حدثنی ابو الحسن احمد بن محمد بن علی بن الحسین بن الفرج ابو فتی العسکری المقری حدثنا القاسم بن علی بن ابان العلاف حدثنا علی بن میمون العطار حدثنا عثمان بن عبد الرحمن الطرائفی عن عمر بن موسیٰ ابو جیھی عن القاسم عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ قال ‘‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے تین بیٹے ہوئے اور اس نے ان میں سے ایک کا نام بھی محمد نہ رکھا تو اس نے جہالت کی بات کی ’’ اس کے بعد یہی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔ ذرہ لفظی اختلاف سے یہی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ پھر ایک اور روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ جس میں فقد جفانی کے الفاظ ہیں کہ اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اس کے بعد بحذف سند حضرت علی کی یہ روایت ہے ‘‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ کسی بات پر مشورہ کرنے کے لیے جمع ہوں۔ اور محمد نامی شخص موجود ہو اور وہ اسے مشورہ میں شامل نہ کریں ان کے مشورہ میں ہرگز برکت نہ ہو گی ’’۔

حضرت امام حسین اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا محمد یا احمد نامی کسی شخص کو مشورہ میں شامل کریں گے تو ان کے لیے بہتر ہی ہو گا۔ اس کے بعد دو سندوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قوم نے مشورہ کرنا ہو اور محمد یا احمد نامی شخص کو اس میں

شریک کریں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہو گا۔ اس کے بعد ایک طویل سند کے ساتھ، جسے میں حذف کر رہا ہوں (مترجم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محمد نام رکھ کر پھر اسے گالی دیتے ہیں "یہ روایت تین مختلف سندوں سے مذکور ہے۔ (مترجم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کھانے کے دسترخوان پر محمد یا احمد نامی شخص حاضر ہو، وہ گھر ہر دن میں دو مرتبہ پاک کیا جاتا ہے"

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب بچے کا نام محمد (یا احمد) رکھو تو اس کی عزت، توقیر اور تعظیم کرو۔ اس کی تذلیل، تحقیر اور توہین نہ کرو" عظمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر۔

میں نے علی بن بندار البردعی کی کتاب میں ان کی اپنی سند کے ساتھ یہ روایت دیکھی (اس کے بعد سند مذکور ہے جسے اختصاراً ہم نے حذف کر دیا ہے۔ مترجم) حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس شخص کو جس کا نام محمد یا احمد ہو گا اپنے سامنے کھڑا کرے گا اور فرمائے گا "محمد" میرے بندے ہیں کیا تمہیں شرم نہ آئی کہ میری نافرمانی کرتے رہے ہو؟ حالانکہ تمہارا نام میرے حبیب کے نام پر محمد تھا بندہ اپنا سر جھکا لے گا اور کہے گا پروردگار مجھ سے قصور ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جبریل! میرے اس بندے کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کر دو۔ کہ مجھے شرم آتی ہے کہ جس نے میرے حبیب کے نام پر محمد نام رکھا اسے آگ کا عذاب دوں"

اس کے بعد دو طویل سندوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب بیٹے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ وسیع کرو اور اس کے سامنے منہ نہ موڑو"

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جس گھرانے میں محمد نامی کوئی شخص ہو،

اللہ رات دن ان کو برکت دیتا رہتا ہے"۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں میرا نام ہو اس میں فقر داخل نہ ہوگا (یعنی احتیاج)

حضرت علی کی ایک اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس گھرانے میں نبی کا نام ہو ایک فرشتہ صبح و شام ان کو پاک کرتا ہے۔

میں نے ابو محمد جعفر بن حسن بن منصور بغدادی الاشقر کی کتاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت دیکھی ہے جس کا مفہوم بعینہٖ مذکورہ بالا روایت والا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حلال رزق میرا ہمنام شخص کھائے اس پر دُگنی برکت ہو گی۔

حضرت ابن عباس اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس کا لڑکا پیدا ہو اس کی تعلیم و تربیت بھی صحیح کرے اور نام بھی اچھا رکھے، جب بالغ ہو تو اس کی شادی کرے، اگر بالغ ہونے کے باوجود اس کی شادی نہ کی اور اس سے کوئی گناہ سرزد ہوا تو اس کا باپ بھی گنہگار ہو گا"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہدیہ (تحفہ) تین طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) ہدیۂ مکافات (جو بدلے میں دیا جائے)

(۲) بدگوئی سے بچنے کے لیے۔

(۳) ہدیہ اللہ کی رضا کے لیے۔

ختم ہوئی اس آدمی کے فضائل کی کتاب، جس کا نام احمد یا محمد ہے۔ اس کو جمع کیا ہے ابو عبداللہ حسین بن احمد بن عبداللہ بن بکیر حافظ نے۔ اور انہوں نے اپنے شیوخ سے اس کی روایت کی ہے سب تعریف خدائے یکتا کے لیے اور اس کے درود

ہوں ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل واصحاب اور پیروکاروں اور دوستوں پر۔
کتاب مذکور کی عبارت ختم ہوئی۔ اللہ اس کے مؤلف پر رحم فرمائے۔

چوتھی بحث نبی کے معنیٰ میں

نَبِیْءٌ ہمزہ کے ساتھ کہا گیا ہے کہ یہ اَلْمُنْبِیُٔ کے معنی میں ہے، اور نَبَأٌ سے مشتق ہے جس کا معنیٰ ہے خبر۔ تو نبی کو نبی اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ کی خبر دیتا ہے پس یہ نَبِیْءٌ فَعِیْلٌ کے وزن پر اسم فاعل نَابِیٌٔ کے معنیٰ میں ہے۔ یعنی خبر دینے والا۔ یہ بھی جائز ہے کہ اسم مفعول مُنَبَّأٌ کے معنیٰ میں ہو یعنی جس کو اللہ کی طرف سے خبر دی گئی اور اوامر ونواہی کی۔ ان حضرات نے دلیل یہ پیش کی ہے کہ نبی کی جمع نُبَآءُ ہے جیسے ظریف کی جمع ظُرَفَاءُ۔

حضرت عباس بن مرداس فرماتے ہیں :۔

یَا خَاتَمَ النُّبَآءِ اِنَّکَ مُرْسَلٌ بِالْحَقِّ بَلْ هُدَی الْاِلٰهِ هُدَاکَا
اِنَّ الْاِلٰهَ اَتٰی عَلَیْکَ مَحَبَّةً فِیْ خَلْقِهٖ وَمُحَمَّدًا سَمَّاکَا

ترجمہ: اے نبیوں میں آخری نبی بے شک آپ حق کے ساتھ بھیجے گئے ہیں، بلکہ آپ کی ہدایت اللہ کی ہدایت ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں آپ کی محبت پیدا کی اور آپ کا نام محمد رکھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یا یہ نَبَأَ یَنْبُؤُ سے یعنی ظاہر ہونا اور بلند ہونا۔ اب یہ فعیل بھی فاعل ہوگا یعنی ظاہر اور بلند مُرْتَفِعٌ اسم مفعول کے معنیٰ میں بھی ہو سکتا ہے یعنی جس کو اللہ نے اپنی مخلوق پر بلند مرتبہ بخشا۔ یا یہ لفظ نبأ سے ماخوذ ہے بمعنیٰ راستہ۔ وہ اس طرح کہ نبی اللہ کی طرف مخلوق کو پہنچانے والا راستہ ہے جس کے ذریعے وہ اپنے خالق کی پہچان تک پہنچتے ہیں۔ نبی وہ انسان ہوتا ہے جس کی طرف احکام شرع کی وحی کی جائے۔

نبی کا اصطلاحی معنیٰ

اور اس کو ان کی تبلیغ کا حکم دیا جائے۔ پھر اگر اس کو ان احکام شرع کی تبلیغ کا بھی حکم ہو تو وہ رسُول بھی ہے۔ پس نبی عام ہے۔

سوال اگر تم یہ سوال کرو کہ ان میں سے افضل کون سی ہے نبوت یا رسالت؟

جواب شیخ عزالدین بن عبد السلام نے اپنے قواعد میں اس کا جواب دیا ہے کہ نبوت افضل ہے۔ کیونکہ اس کا مفہوم ہے ان اُمور کی خبر دینا، جن کا رب سبحانہٗ مستحق ہے۔ مثلاً صفات جلال و کمال۔ اور ان کا تعلق دونوں طرف سے اللہ کے ساتھ ہے اور مقامِ رسالت اس سے کمتر ہے کیونکہ اس کا معنیٰ ہے بندوں تک پہنچانے کا حکم لہٰذا اس کا ایک طرف سے اللہ کے ساتھ تعلق ہے اور دوسری جانب سے بندوں کے ساتھ۔ اور بے شک جس کا دونوں طرف سے اللہ کے ساتھ تعلق ہے وہ اس سے افضل ہے جس کا ایک طرف سے تعلق ہے اور نبوت رسالت سے پہلے ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے اللہ کا یہ فرمان :-

اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ترجمہ: میں اللہ، پروردگار جہان ہوں۔

پہلے ہے اللہ کے اس فرمان سے :-

اِذْھَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی۔ ترجمہ: فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔"

پس فرعون کے جانے کے حکم سے پہلے جو کچھ فرمایا گیا وہ نبوت ہے اور اس کے بعد تبلیغ کے جو احکام آئے وہ رسالت ہے۔ خلاصہ یہ کہ نبوت کا رُخ معبود کی پہچان، اور اس سے متعلقہ امور کی شناخت کی طرف ہوتا ہے، اور رسالت کا رُخ اللہ کا رسُول کی طرف، اس مقصد کے لیے ہوتا ہے کہ وہ اس کے احکام اس کے بندوں تک پہنچائے سب تک یا بعض تک۔ جو اللہ نے ان پر فرض کیے ہیں مثلاً اس کی پہچان، اس کی اطاعت،

اور اس کی نافرمانی سے بچنا الخ

پانچویں بحث اُمّی کے مفہوم کی تحقیق میں

خلاصہ مسالک الحنفا سے انقول البدیع میں فرمایا اُمّی تشدید کے ساتھ منسوب ہے اُمّ کی طرف یعنی نہ لکھے نہ لکھا ہوا پڑھے گویا جس طرح ماں سے پیدا ہوتے وقت تھا اسی حالت پر برقرار ہے کہ نہ اس وقت لکھتا پڑھتا تھا نہ اب۔ یا یہ منسوب ہے اُمّ کی طرف کہ بچہ ماں کے حال پر ہے کیونکہ عورتوں کی اکثر یہی حالت ہوتی ہے کہ نہ لکھیں نہ پڑھیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لفظ اُمّ القُریٰ کی طرف منسوب ہے۔ (یعنی مکہ کی طرف بمعنی مکی) اور کہا گیا ہے کہ اس قوم عرب کی طرف منسوب ہے جس کی اکثریت نہ پڑھتی تھی نہ لکھتی تھی اور کہا گیا ہے کہ اُمّی اُمت کی طرف منسوب ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام اپنی اُمت کا بہت خیال رکھتے تھے اور یہ کہا گیا ہے کہ اُمّ الکتاب کی طرف منسوب ہے کیونکہ یہ آپ پر نازل ہوئی ہے یا اس لیے کہ آپ نے اس کی تصدیق فرمائی اور دوسروں کو اس کی تصدیق کی دعوت دی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اُمّۃ کی طرف منسوب ہے جس کا معنی قد و قامت ہے یعنی حسین قد و قامت والے۔ اور کہا گیا ہے کہ اُمّ الدماغ کی طرف منسوب ہے یعنی وہ جھلی جس میں مغز ہوتا ہے، مراد یہ ہے کہ جس مسئلہ میں وحی نہ وارد ہوئی اسے دماغ سے سوچ کر حل فرمانے والے۔ نہ لکھنا ہمارے نبی کا معجزہ تھا۔ حالانکہ آپ کو تمام علوم عطا ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْ مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ۔

ترجمہ: حبیب تم اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے نہ ہاتھ سے لکھتے تھے اگر ایسا ہوتا تو باطل پرست شک کرتے۔

قرآن کریم میں یہ بھی ہے۔
اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الخ ترجمہ: وہ لوگ جو اس رسول، نبی اُمّی کی پیروی کرتے ہیں"
اللہ کی رحمتیں اور سلام ہو آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر بہت بہت سلام۔

چھٹی بحث آل کا معنےٰ میں

آل میں اختلاف ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کی اصل "اَھْل" ہے۔ ھا کو ہمزہ سے بدلا گیا اور ماقبل فتحہ ہونے کی وجہ سے الف بن گیا) اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہاں آلِ محمد سے مراد کیا ہے۔ ترجیح اس کو ہے کہ آل محمد سے مُراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ امام شافعی نے اس کی تصریح کی ہے اور جمہور نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور اس کی تائید کرتا ہے نبی علیہ السلام کا فرمان ہے جسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہُ نے روایت کیا ہے کہ سرکار نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا، ہم آلِ محمد کے لیے صدقہ جائز نہیں"، اسی طرح ایک مرفوع حدیث میں فرمایا۔ یہ صدقہ لوگوں کی میل ہے، نہ محمد کے لیے حلال ہے نہ محمد کی آل کے لیے"۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں تشہد میں آل محمد سے مُراد حضور علیہ السلام کے اہل بیت ہیں (ازواجِ مُطہرات، حسنین، علی، فاطمہ) اب سوال یہ ہے کہ آیا آل کی جگہ اہل کہنا جائز ہے؟ اس میں علماء کی دو روایتیں ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ آل محمد سے مراد آپ کی بیویاں اور اولاد ہے کیونکہ حدیث کے اکثر طرق میں آلِ محمد کے الفاظ آئے ہیں۔ اور حدیث ابو حمید میں اس کی جگہ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ آیا ہے۔ یہ دلیل ہے کہ آل سے مراد سرکار کی بیویاں اور اولاد ہے۔ اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ تینوں (آل، ازواج، اولاد) کا مجموعہ بھی ثابت ہے۔ جیسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث۔ اس میں

اتطبیق اس طرح دی جائے گی کہ بعض راویوں کو ایک لفظ یاد رہا اور دوسرا نہ رہا جو کسی
کو یاد وہی اس نے بیان کر دیا تشہد میں آل سے مراد آپ کی بیویاں اور جن پر صدقہ حرام ہے
اس میں آپ کی تمام اولاد بھی شامل ہے اس طرح تمام حدیثوں میں مطابقت ہو جاتی ہے۔
حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں آل محمد کا لفظ حضور علیہ السلام کی بیویوں پر بولا گیا ہے۔

مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ خُبْزٍ مَأْدُوْمٍ ثَلَاثًا۔ ترجمہ: محمد کی آل نے تین دن مسلسل سالن روٹی سے پیٹ نہیں بھرا۔

حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں آتا ہے :۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا۔ ترجمہ: الٰہی آلِ محمد کا رزق بقدر رمق مقرر فرما دے۔

گویا ازواج و اولاد کا الگ مرکز نہ ہوتا تو بات ادھوری رہ جاتی۔

امام عبدالرزاق نے اپنی جامع میں سفیان ثوری کے متعلق لکھا ہے کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا میں سن رہا تھا کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ میں آل محمد کون ہیں؟ انہوں نے کہا اس میں اختلاف ہے کچھ کہتے ہیں آل محمد سرکار کے گھر والے ہیں۔ اور کچھ کہتے ہیں آلِ محمد وہ تمام لوگ ہیں جنہوں نے آپ کی اطاعت کی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آلِ سے مراد صرف فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہے: اس کو نووی نے شرح المہذب میں بیان کیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ تمام قریش مراد ہیں اس کو ابن الرفعتہ نے الکفایہ میں بیان کیا۔ اور کہا گیا ہے کہ آل سے مراد تمام امت اجابت ہے۔ ابن العربی نے کہا اسی کی طرف امام مالک کا میلان ہے۔ اسی کو زہری نے اختیار کیا۔ ابوالطیب طبری نے بعض شافعیہ سے یہی قول نقل کیا ہے۔ اسی کو نووی نے شرح مسلم میں ترجیح دی ہے۔ قاضی حسین اور الراغب نے پرہیزگاروں کی قید لگائی ہے جنہوں نے مطلقاً کہہ دیا ہے ان کا کلام بھی اسی پر محمول کیا جائے گا۔ اسی کی تائید کرتا ہے اللہ کا یہ قول :۔

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۔ ترجمہ: اس کے ولی صرف پرہیزگار لوگ ہو سکتے ہیں۔

دلچسپ نوادر ابوا میں ہے کہ انھوں نے ایک ہاشمی سے نظر حیرانی اس نے کہا، مجھ سے نظر حیرانی ہو۔ حالانکہ ہر نماز میں مجھ پر درود بھیجتے ہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ انھوں نے کہا، میں ان پر درود بھیجتا ہوں جو پاک ہیں، تو ان سے نہیں۔ یہ بات ہمارے شیخ نے ہمیں بتائی۔

خطیب بغدادی کی حکایت الخطیب نے بیان کیا کہ یحییٰ بن معاذ بلخ بارے کے علاقہ میں ایک علوی (سید) کی زیارت اور سلام کرنے کے لیے گئے۔

علوی نے یحییٰ سے کہا، ہم اہل بیت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا میں اس گارے کے بارے میں کیا کہوں جسے وحی کے پانی سے گوندھا گیا، اور اس میں نبوت کا پودا لگایا گیا، اور رسالت کے پانی سے سینچا گیا اس سے ہدایت کی کستوری اور عمدہ عنبر ہی نکل سکتا ہے۔ علوی نے یحییٰ سے کہا، اگر تم ہماری زیارت کے لیے آؤ تو یہ بھی تمہاری مہربانی ہے اور اگر ہم تمہاری زیارت کے لیے آئیں تو بھی تمہاری فضیلت کی وجہ سے آئیں گے۔ فضیلت آپ ہی کی ہے زیارت کریں یا کروائیں۔ الخ یہ سب حافظ سخاوی کی گفتگو ہے۔

پھر ہمارے شیخ نے کہا ممکن ہے کہ جن حضرات نے مطلقاً تمام آل پر درود بھیجنے کو جائز قرار دیا ہے ان کی مراد یہ ہو کہ درود سے مراد رحمتِ مطلقہ ہے پس اس کو نیکوں سے مقید کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان کی دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے:۔

اٰلُ مُحَمَّدٍ كُلُّ تَقِيٍّ۔ ہر نیک مسلمان آل محمد ہے۔

اس کو طبرانی نے بیان کیا ہے۔ لیکن اس کی سند بہت کمزور ہے۔ بیہقی نے حضرت جابر سے ایسی ہی روایت نقل کی ہے اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

لیکن حضور علیہ السلام کی اولاد پاک

جن پر بعض احادیث میں درود آیا ہے، سودہ حضور علیہ السلام کی اولاد اور ان کی اولاد ہے۔ تا قیامت، کیا آپ کی بیٹیوں کی تعداد بھی اس میں شامل ہے؟ تو امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد کی ایک روایت بھی یہی ہے کہ یہ حضرات اولاد میں شامل ہیں کیونکہ تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ فاطمہ کی اولاد نبی علیہ السلام کی اولاد میں شامل ہے، جن کے لیے اللہ سے درود بھیجنے کی دعا کی جاتی ہے۔ ابن الحاجب نے مالکیہ کا مذہب یہ نقل کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کی تمام بیٹیوں کی اولاد اس میں شامل ہے، فرمایا اسی طرح جس طرح عیسیٰ علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ امام ابو حنیفہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ یہ حضرات حضور کی اولاد میں داخل نہیں، ہاں اس سے انہوں نے اولاد فاطمہ سلام اللہ علیہا وعلیہم کو مستثنیٰ کیا ہے۔ اس عظیم المرتبت نسب کی عظمت کے پیش نظر تمام مسلمانوں کی مائیں۔ اللہ ان سے راضی ہو۔

لیکن آپ کی ازواج مطہرات

آپ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں پھر سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا، پھر عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا۔ آپ کے علاوہ حضور علیہ السلام نے کسی کنواری سے شادی نہیں کی۔ پھر حضرت عمر کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا۔ پھر زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔ حضور علیہ السلام کی ظاہری زندگی میں صرف یہ فوت ہوئیں۔ پھر ام سلمہ ہند بنت ابو امیہ رضی اللہ عنہا۔ پھر زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔ پھر جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا۔ پھر ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا۔ پھر ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا۔ پھر صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا۔ پھر میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا۔ یہ تمام وہ ہیں جن سے آپ نے قربت و نکاح فرمایا۔ یہ کل بارہ ہیں ان کے علاوہ سات سے آپ نے نکاح کیا ہے مگر قربت نہیں کی۔ پس آپ کی تمام ازواج مطہرات پر آپ کی تبع میں درود وسلام ہو۔ ان کے احترام اور امت پر ان

کے حرام ہونے کی وجہ سے، اور یہ تمام حضور علیہ السلام کی دنیا اور آخرت میں بیویاں ہیں۔

ساتویں بحث لفظ ابراہیم کے بارے میں

ابن القیم نے کہا سریانی میں ابراہیم کا معنیٰ ہے آب رحیم مہربان باپ۔ اللہ سبحانہ نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا کا تیسرا باپ بنایا۔ ہمارے پہلے باپ آدم علیہ السلام دوسرے نوح علیہ السلام ہیں۔ تمام اہل زمین ان کی اولاد سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ۔ ترجمہ: ہم نے انہی کی اولاد کو باقی رکھا۔

تیسرے باپ انبیوں کے باپ، کائنات کے ستون حُنَفَاء (خدا کو ماننے والوں) کے امام۔ جن کو اللہ سبحانہ تعالےٰ نے خلیل بنایا۔ نبوت اور کتاب ان کی اولاد میں رکھی، وہ اللہ کے خلیل، شیخ الانبیاء، جن کا نام اللہ نے امام اور فرمان بردار اُمت اور حنیف رکھا۔ اللہ فرماتا ہے:۔

وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔

ترجمہ: اور یاد کرو جب ابراہیم کو ان کے رب نے آزمایا چند باتوں سے، پھر ان کو انہوں نے پورا کر دیا۔ فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں کے لیے امام بنانے والا ہوں۔

اور اللہ نے فرمایا:۔

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا۔

ترجمہ: بے شک ابراہیم اللہ کے فرمانبردار، یکسو ہونے والی جماعت تھی۔

(اگرچہ ایک تھے مگر پوری جماعت کا کام کیا) اُمت کا مطلب ہے قابلِ تقلید، نیکی کی تعلیم دینے والا، قانت کا مطلب ہے ہمیشہ اللہ کی اطاعت کرنے والا، حنیف کا مطلب ہے

اللہ کی طرف رُخ کرنے والا، اور دل سے منہ موڑنے والا اور جو کسی چیز کی طرف رُخ کرتا ہے، ماسوا سے منہ موڑتا ہی ہے۔ پس ابراہیم علیہ السلام ہمارے تیسرے باپ ہیں۔ وہی اہل توحید کے امام ہیں۔ اہل کتاب ان کو عمود عالم ستون کائنات کا نام دیتے ہیں۔ تمام اہل مذاہب ان کی عظمت و محبت پر متفق ہیں ان کے بہترین فرزند ارجمند اولاد آدم کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تعظیم و تکریم فرماتے تھے اور تمام مخلوق سے بڑھ کر ان کے مشابہ تھے جیسا کہ حضور علیہ السلام کی صحیح حدیث میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ تمہارے صاحب یعنی حضور علیہ السلام کی ذات پاک سے تمام لوگوں سے بڑھ کر مشابہ تھے، اور ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام پہلے انسان تھے جنہوں نے مہمان نوازی کی، اور پہلے ختنہ کرنے والے اور پہلے آدمی ہیں جنہوں نے سفید بال دیکھ کر عرض کیا اے پروردگار! یہ کیا ہے؟ فرمایا وقار۔ عرض کیا پروردگار! میرے وقار میں اضافہ فرما اور آپ یعنی ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم، جیسا کہ کہا گیا آپکا دل رحمٰن کے لیے تھا۔ اولاد قربانی کے لیے، اور بدن آگ کے لیے اور مال مہمان کے لیے تھا۔ قَلْبُهٗ لِلرَّحْمٰنِ۔ وَلَدُهٗ لِلْقُرْبَانِ۔ بَدَنُهٗ لِلنِّيْرَانِ مَالُهٗ لِلضِّيْفَانِ جب ان کے رب نے انہیں اپنا خلیل بنایا اور خلت کمال محبت کو کہتے ہیں اور یہ وہ مقام ہے جو شرکت و مزاحمت قبول نہیں کرتا۔ آپ نے اپنے رب سے نیک و صالح بیٹا عطا کرنے کا سوال کیا تو اللہ نے آپ کو اسماعیل علیہ السلام عطا فرمائے۔ اس بیٹے نے دل کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا، دوست کو دوست کی اس بات پر غیرت آئی کہ اس کے دل میں کسی اور کا امکان ہو۔ پس اسی بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم دے کر اپنے دوست کا امتحان لیا تاکہ محبت کا راز کھل جائے۔ کہ اپنے دوست کی محبت بیٹے کی محبت پر فائق ہے پھر جب اپنے دوست کی محبت کو بیٹے کی محبت پر ترجیح دیتے ہوئے حکم الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور اس اقدام پر پوری طرح سے آمادہ ہو گئے۔ اور محبت کی حکمرانی غالب آئی اور بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا، اللہ نے اپنا حکم منسوخ

کر دیا اور ذبح عظیم سے اس کا فدیہ دے دیا۔ اور جب خدا کے دشمنوں نے ان کے لیے آگ جلائی اور ان کو منجنیق میں بٹھا کر آگ میں ڈالنے لگے تو زمین و آسمان کے درمیان جبریل علیہ السلام ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور عرض کیا ابراہیم! میری ضرورت ہو تو حاضر ہوں فرمایا تیری کوئی ضرورت نہیں۔"

بقول اقبال مرحوم : ؎

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی
تن آساں فرشتیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ

پھر اللہ نے خود ہی ان پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی کا محل بنا دیا۔"

ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج میں مے ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی، انہوں نے فرمایا یا محمد اپنی امت کو میرا سلام کہنا اور ان کو بتا دینا کہ مٹی ستھری، پانی میٹھا اور سطح ہموار اور اس کے پورے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے الخ

آلِ ابراہیم مختصراً رہی آلِ ابراہیم، تو وہ آپ کی اولاد ہے اسماعیل و اسحٰق علیہما السلام سے جیسا کہ ایک جماعت نے اس پر اعتماد کیا ہے اور اگر ثابت ہو جائے کہ حضرت سارہ و ہاجرہ سلام اللہ علیہما کے علاوہ بھی کسی بیوی سے آپ کی اولاد ہے تو لامحالہ وہ بھی اس میں شامل ہیں۔ پھر مراد ان میں سے وہ ہیں جو مسلمان بلکہ متقی ہیں پس ان میں انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین ہی شامل ہیں۔ دوسرے نہیں۔ یہاں پر دو سوال ہیں۔ اول یہ کہ تمام نبیوں میں سے صرف ابراہیم علیہ السلام سے مشابہت کیوں ہے باقی نبیوں سے کیوں نہیں؟

سوال

جواب اس کا جواب یہ ہے کہ یا تو ان کی عزت افزائی کے لیے یا بدلا اتارنے

کے لیے کہ انہوں نے اُمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دُعا مانگی تھی :

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۔

ترجمہ: پروردگار مجھے، میرے ماں باپ اور ایمان والوں کو بخش دینا اس دن جب حساب قائم ہو گا۔"

یا اس لیے کہ کوئی اور نبی اس بات میں ان کا شریک نہیں، اور درود شریف میں ابراہیم علیہ السلام کا خصوصیت سے یا تو اس لیے ذکر آیا کہ وہ اللہ کے خلیل اور محمد صلی اللہ علیہ السلام اللہ کے حبیب ہیں، یا اس لیے کہ ابراہیم علیہ السلام شریعت کا اعلان کرنے والے ہیں کہ اللہ نے ان کو حکم

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ ۔

ترجمہ: لوگوں میں حج کا اعلان کر دو لوگ تمہارے پاس پیدل اور دُبلی اونٹنیوں پر آئیں گے۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دین کا اعلان کرنے والے ہیں۔ فرمایا :۔

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا لِّلْاِيْمَانِ ۔

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! بیشک ہم نے اعلان کرنے والے کو سنا۔ جو ایمان کا اعلان کرتا ہے۔

یا اس لیے کہ ابراہیم علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے یہ سوال کیا تھا جب انہوں نے خواب میں جنت دیکھی اور اس کے درختوں پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ لکھا دیکھا، جبریل علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے سرکار کی شان بتائی۔ آپ نے دعا مانگی الٰہی اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانوں پر میرا ذکر جاری کر رکھنا سیا اس وجہ سے کہ فرماتے ہیں :۔

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ ترجمہ: پچھلوں میں میرے لیے سچی زبان رکھنا۔

یا اس لیے کہ باقی انبیائے کرام میں آپ ہی سب سے افضل ہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے جو مشہور ہے کہ محل تشبیہ میں مقرر قاعدہ تو یہ ہے کہ مشبہ، مشبہ بہ سے کمتر ہوتا ہے کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ میں حضور علیہ السلام پر اور آپ کی آل پر بھیجا جانے والا درود، شریف مشبہ ہے اور ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی اولاد پر بھیجا جانے والا درود مشبہ بہ ہے۔ حالانکہ معاملہ درحقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ اکیلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم سے افضل ہیں، خصوصاً جب کہ آلِ محمد حضور علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، اور افضل ہونے کا تقاضا تو یہ ہے کہ جس درود و رحمت کو طلب کیا جا رہا ہے وہ ہر دوسرے درود و رحمت سے افضل ہو جو کسی اور کو حاصل ہو گئی یا ہو گی۔؟

اس کا جواب اس سوال کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں جن میں سے امام نووی نے امام شافعی کا جواب بہت پسند کیا ہے کہ تشبیہ کا تعلق آل سے ہے اور آلِ ابراھیم میں تو محمد صلی اللہ علیہما وسلم بھی شامل ہیں جب کہ آلِ محمد میں کوئی آپ کا ثانی یا آپ سے افضل نہیں، لہٰذا تشبیہ صحیح ہے یا تشبیہ کا تعلق جماعت کا جماعت سے ہے، حاصل وہی ہوگا یا تشبیہ اصل صلاۃ کو اصل صلاۃ سے دی گئی ہے۔ درجہ و مرتبہ میں تشبیہ نہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے

اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ كَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ۔ ترجمہ: بے شک ہم نے تمہاری طرف ایسے وحی کی جیسے نوح علیہ السلام کی طرف۔

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ ترجمہ: تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلوں پر فرض کیے گئے۔

قول مختار میں یہ ہے کہ مراد اصل روزوں میں تشبیہ ہے۔ نہ کہ وقت میں یا متعین دنوں میں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے اپنے بیٹے سے بھی اسی طرح احسان کر جیسے تو نے فلاں

سے احسان کیا ہے اور مراد اصل احسان ہو نہ کہ مقدار۔ اسی قبیل سے اللہ کا یہ فرمان ہے:۔

اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے فرمایا احسان کر جیسے تیرے ساتھ اللہ نے احسان فرمایا۔"

القرطبی نے المفہم میں اس جواب کو ترجیح دی ہے۔

امام شعرانی کا ارشاد

عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب المنن الکبریٰ کے چودہویں باب میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے نورِ ایمان اور راز القان سے میرے مشاہدے پر جو احسان کیے ان میں سے یہ بھی ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے علی الاطلاق افضل ہیں۔ پس اہل زمین و آسمان میں سے کوئی بھی آپ کے کسی مقام و مرتبہ میں آپ کا شریک نہیں، پھر یہ حقیقت کسی دلیل پر موقوف نہیں، ہاں جس کی بصیرت اللہ نے ختم کر دی اور جس کی نگاہ چمگادڑ کی سی ہو گئی (اسے یہ حقیقت نظر نہیں آسکتی) کیونکہ حضور علیہ السلام کی شریعت کا نور، دوپہر کے وقت سورج کے نور سے زیادہ روشن ہے، اس سلسلہ میں یہی دلیل کافی ہے کہ شرق و غرب میں تمام مخلوق پر آپ کی فضیلت پر امت کا اتفاق ہے اور یہ واضح تر ہے کسی دلیل پر موقوف نہیں۔ حالانکہ ان تمام لوگوں نے ان کو دیکھا نہیں صرف آپ کی شریعت کو دیکھا اور سُنا ہے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے:۔

لا تجتمع امتی علی الضلالۃ۔ ترجمہ: میری اُمت گمراہی پر اتفاق نہیں کرے گی۔

ایک اہم واقعہ ازالہ شبہ

۹۴۱ھ میں ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں، دلیل یہ پیش کی کہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو نماز میں درود شریف پڑھنے کی جو تعلیم دی اور حدیث تشہد

میں جو فرمایا کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ تو علمائے معانی کا یہ قاعدہ ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے ہوتا ہے۔ اس شخص سے یہ نکتہ پوشیدہ رہا کہ یہ مسئلہ ایک سبب سے پیش آیا وہ یہ کہ صحابہ کرام نے جب کہا یا رسول اللہ! آپ پر سلام پڑھنا تو ہمیں معلوم ہے۔ درود (صلوٰۃ) کس طرح پڑھیں؟ جب نماز ادا کریں۔ تو فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ آخر تک، پس آپ کا فرمان کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ آخر تک نکتہ یہ ہے کہ آپ سے درود شریف کی صورت و کیفیت کا سوال کیا گیا تھا۔ پس تشبیہ صرف کیفیت میں ہے۔ غور کیجئے جب آپ کسی ولی یا عالم کو کہتے ہیں۔ کہ مجھے آپ ادب سے سلام کرنا سکھائیں تاکہ ہم آپ کو ادب سے سلام کریں آپ کی تعظیم، مدح اور لوگوں میں آپ کی فضیلت بیان کریں۔ تو اس کے لیے سوائے خاموشی کے اور چارہ کار کیا ہوگا؟ یا پھر بولیں تو عاجزی و انکساری کے الفاظ بولیں۔ اسی لیے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آتا ہے کہ جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ تو آپ خاموش ہو گئے اور چہرہ اقدس کی رنگت سرخ ہو گئی۔ یہاں تک کہ ہم نے اظہارِ افسوس کیا کہ ہم یہ سوال نہ پوچھتے تو بہتر ہوتا یہ کچھ شدت حیا کی بنا پر تھا اور آپ کا فرمان :-

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ وَاَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔

ترجمہ: میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا (یعنی ظہور وہاں ہوگا) کوئی فخر نہیں اور پہلا شخص جس کی زمین شق ہوگی اور (باہر آؤں گا) اور پہلا شفاعت کرنے والا اور پہلا مقبولِ شفاعت ہوں۔

واضح طور پر آپ کی فضیلت ثابت کر رہا ہے یہاں تک کہ خود آدم علیہ السلام پر بھی۔

اور فرمان باری تعالیٰ :-

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۔ ترجمہ: محبوب اپنی خواہش سے نہیں بولتے یہ تو خالص وحی ہوتی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔

یہ محض آدم علیہ السلام کے ساتھ اظہار ادب ہے، کیونکہ بیٹے کے لیے مناسب نہیں کہ کہے میں اپنے باپ سے افضل ہوں۔ (اگرچہ افضل ہو) ہاں جہاں اذن الہی آگیا تو بیان واقعہ کر دیا جیسے اس حدیث میں کہ:

آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ تَحْتَ لِوَائِیْ ۔ ترجمہ: آدم اور دوسری مخلوق میرے پرچم کے نیچے ہوں گے۔

علمائے مصر نے اس شخص پر، بشرطیکہ اس کا یہ قول ثابت ہو جائے سخت احتجاج کیا ہے مثلاً سیدی محمد البکری، سیدی محمد الرملی، شیخ ناصر الدین طبلاوی، شیخ نور الدین طندتائی نے اور یہ کتابیں عام مجمعوں میں پڑھی گئیں جہاں بے شمار لوگ تھے اس کو سمجھ لیجیے سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔

امام شعرانی کی ایک اور حکایت

امام شعرانی کی یہ حکایت اس منکر، ذلیل شخص کی حکایت سے ملتی جلتی ہے جسے انہوں نے اپنی کتاب "طبقات کبریٰ" میں عارف باللہ سیدی ابو المواہب شاذلی کے حالات زندگی میں لکھا ہے اس میں لکھتے ہیں۔ ابو المواہب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ جامعہ الازہر میں، میرے اور ایک دوسرے شخص میں صاحب قصیدہ بردہ کے اس قول میں جھگڑا ہو گیا۔

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ وَاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

ترجمہ: حضور علیہ السلام کے متعلق ہمارے علم کی پہنچ یہاں تک ہے کہ آپ انسان ہیں۔ اور بے شک آپ اللہ کی تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

اس شخص نے کہا: علیہ الرحمہ کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں، میں نے اس سے کہا اس پر امت کا اجماع ہے لیکن اس نے اپنی بات سے رجوع نہ کیا تو میں نے حضور علیہ السلام کو

ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ہمراہ (خواب میں) جامعہ ازہر کے منبر کے پاس بیٹھے دیکھا۔ مجھے فرما رہے ہیں مَرحَبًا حَبِیبَنَا "ہمارے دوست خوش آمدید" پھر اپنے صحابہ سے فرمایا: جانتے ہو آج کیا ہوا؟ انھوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! فرمایا فلاں نامُراد کا عقیدہ ہے کہ فرشتے مجھ سے افضل ہیں۔ ان سب نے کہا یا رسول اللہ روئے زمین پر آپ سے افضل کوئی نہیں، فرمایا تو اس نامُراد کا کیا ہو گیا جو زندہ رہے گا اگر زندہ رہا بھی تو ذلیل و خوار ہو گا، تنگ دست ہو گا، کمز ور ذر (عضوتناسل) والا یعنی حقیر۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ میری فضیلت پر اجماعِ اُمّت نہیں۔ اسے معلوم نہیں کہ معتزلہ کی اس مسئلہ میں اہلِ سُنّت سے مخالفت اجتماع میں رخنہ نہیں ڈال سکتی۔" امام شعرانی کا کلام ختم ہوا۔

علامہ قسطلانی نے اپنی شرح بخاری اور مواہب اللدنیہ میں عارفِ ربّانی ابو محمد مرجانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے جو یہ فرمایا كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ یا كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ اور یہ نہیں فرمایا كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى مُوسٰى اس میں راز یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پر جلالی تجلّی پڑی تھی اس لیے موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے، اور خلیل علیہ السلام پر جمالی تجلّی پڑی تھی کیونکہ محبّت و خلّت تجلّیِ جمال کی علامت ہیں اس لیے آپ نے مسلمانوں کو اس طرح درود بھیجنے کی دعا کا حکم دیا جیسے ابراہیم علیہ السلام پر درُود بھیجا تاکہ وہ سرکار کے لیے اللہ سے تجلّیِ جمال کی دُعا مانگیں۔ یہ بات حضور علیہ السلام اور خلیل علیہ السلام کی برابری کا تقاضا نہیں کرتی کیونکہ آپ نے مسلمانوں کو صرف یہ حکم دیا ہے کہ وہ سرکار کے لیے ایسی تجلّی مانگیں جیسی ابراہیم علیہ السلام کو ملی تھی اس حدیث کا مُتقضیٰ صرف یہ ہے کہ وصفِ جمالی کی تجلّی کے حصول کی دُعا کی جائے۔ اس کا مقتضیٰ ہر گز یہ نہیں کہ دونوں مقامات کی تجلّیات برابر ہیں اور دونوں کا مرتبہ برابر ہے۔ بے شک اللہ سبحانہٗ دونوں حضرات پر ان کے مرتبہ و مقام کے مطابق تجلّی

فرمائے گا۔ اگرچہ دونوں وصفِ جمالی کی تجلی میں شریک ہیں۔ پس خلیل علیہ السلام پر ان کے مرتبہ کے مطابق تجلی جمال کا نزول ہوا اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تجلی جمال کا نزول ان کی شایانِ شان ہے۔ اسی طرح حدیث کو سمجھا جاسکتا ہے" الخ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مقام سے بلند تر ہے۔ پس جس درود کا حضور علیہ السلام کے لیے مطالبہ کیا جاتا ہے وہ اس درود سے افضل ہے جو اللہ نے ابراہیم علیہ السلام پر نازل فرمایا" یہ تفصیل امام نووی کے اس قول کی تائید کرتی ہے امام نووی کا قول ہے کہ ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درود کو ابراہیم علیہ السلام کے درود سے تشبیہ دینے سے اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام حضور علیہ السلام سے افضل ہیں۔ اس کا بہترین جواب وہ ہے جو امام شافعی کی طرف منسوب ہے۔ کہ التشبیہ لاصل الصلاۃ باصل الصلاۃ کہ تشبیہ نفسِ صلاۃ کو نفسِ صلاۃ سے ہے"!

علامہ احمد بن حجر مکی نے اپنی کتاب "الجوھر المنظم فی زیادۃ القبر الشریف النبوی المکرم" میں فرمایا، سیدنا ابراہیم خلیل اور آپ کی آل اہل ایمان کو درود شریف میں ترجیح دینے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اللہ نے رحمت و برکت صرف ان کے لیے جمع کی ہیں۔ سورہ ہود میں فرمایا:۔

رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔	ترجمہ: اور بے شک ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہی تمام نبیوں میں افضل ہیں" الخ

تقی الدین سبکی کا ارشاد

جیسا کہ طبقات میں ہے امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔ جب کوئی شخص اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح درود بھیجتا ہے تو اس نے اللہ سے سوال کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح درود بھیجے جیسے ابراہیم اور ان کی آل پر اس نے درود بھیجا پھر جب

یہی کلمات دوسرے دُعا کرنے والے نے کہے تو اس نے دوسرے درود کی دُعا کی جو پہلے سے الگ ہے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ دو مطلوب اگرچہ ملتے جلتے ہوں، جب ان کے مانگنے والے الگ الگ ہیں۔ تو وہ بھی جُدا جُدا ہوں گے اور دونوں دعائیں قبول ہیں کیونکہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے کی دُعا بہرصورت قبول ہوتی ہے، پس لازم ہے کہ جو اس نے مانگا وہ اور ہو اور جو اس نے مانگا وہ اور ہو تاکہ تحصیلِ حاصل لازم نہ آئے تو ان کے بیٹے تاج نے جو کہا اس کا خلاصہ یہ ہے : کہ بیشک اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام پر اس درود سے ملتا جلتا درود بھیجتا ہے جو اس نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر بھیجا، جب بھی کوئی بندہ دُعا مانگے۔ پس حضور علیہ السلام پر اپنے رب کے درودوں کی کوئی حد نہیں، اور ہر درود میں اتنی رحمت و برکت ہے۔ جو ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل پر پڑھے جانے والے درود میں ہے کیونکہ یہ درود شریف پڑھنے والے حدو شمار سے باہر ہیں۔ واللہ اعلم۔

آٹھویں بحث لفظ برکت میں

لُغت میں اس کا مطلب ہے عزّت و بھلائی کا بڑھنا اور ترقی کرنا۔ اور کہا گیا ہے کہ مُراد ہے عیبوں سے پاک صاف ہونا، یہ بھی کہا گیا ہے اس کا ہمیشہ قائم دائم رہنا عربوں کے اس قول سے بَارَکَتِ الْاِبِلُ اونٹ زمین پر ٹھہر گیا بَرَکَۃُ الْمَآءِ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی ٹھہرتا ہو۔ ابوالیمن بن عساکر نے اس معنیٰ پر جزم کیا ہے وہ کہتے ہیں بَارِکْ کا مطلب ہے۔ جو شرف و عزّت تُو نے ان کو دی ہے اسے قائم دائم رکھنا، یہ عربوں کے اس قول سے ہے بَارَكَ الْبَعِيْرُ اونٹ اپنے بیٹھنے کی جگہ بیٹھا رہا جہاں اُسے بٹھایا گیا الخ کبھی یہ لفظ نیک بختی کے معنٰے میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ نیک بخت آدمی کو مُبارک کہا جاتا ہے یعنی وہ محبوب و مرغوب ہے۔ حاصل یہ کہ اس لفظ کا مقصود ہے بہتری حاصل ہونا اور اس کا

قائم و دائم رہنا جب ہم کہتے ہیں اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو اس کا مطلب ہوتا ہے "الٰہی محمد کا ذکر دعوت اور شریعت کو دائمی کر دے اور حضور کے پیروکاروں اور غلاموں کی کثرت عطا فرما اور حضور کی اُمت کو آپ کی برکت و سعادت کی پہچان کرا دے کہ تو ان کے بارے میں سرکار کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ اور ان کو پہلی جنتوں میں داخل فرمائے گا، اور ان کو اپنی رضامندی کے گھر میں ٹھہرائے گا۔ پس اس میں برکت، سعادت، دوام اور اضافہ کے بیان میں

حافظ سخاوی نے کہی ہے اور کہا کہ ہماری معلومات کے مطابق ابن حزم کے سوا، کسی نے دَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ کو واجب نہیں کہا۔ ابن حزم کے الفاظ سے کسی نہ کسی صورت میں اس کا وجوب معلوم ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں آدمی پر لازم ہے کہ سرکار پر برکت بھیجے، خواہ عمر میں ایک بار ہی کیوں نہ ہو" الخ

نویں بحث عالمین کے بارے میں

القول البدیع میں فرمایا جیسا کہ حدیث میں ابو مسعود وغیرہ کی روایت میں آتا ہے عالمین سے مراد دنیا کی اقسام ہیں۔ اس میں اور اقوال بھی ہیں کہا گیا ہے فلک زوفلاک کے پیٹ میں جو کچھ ہے اور کہا گیا ہے جس میں روح ہے۔ وہ کہا گیا ہے ہر حادث۔ اور کہا گیا ہے۔ عقلمندوں کی قید کے ساتھ (عقلمند حادث) اور کہا گیا ہے صرف انسان اور جن، اور کہا گیا ہے یہ دونوں اور فرشتے اور شیاطین۔ صحاح (جوہری) میں فرمایا عَالَم خَلْق (مخلوق) اس کی جمع عَوَالِم۔ عَالَمُوْن مختلف اقسام کی مخلوق۔ محکم میں کہا عالم تمام مخلوق۔ اس کا واحد نہیں (؟) کیونکہ یہ مختلف چیزوں کا مجموعہ ہے اس کی جمع ہے عَالَمُوْن۔ فِی الْعَالَمِیْنَ۔ کہہ کر یہ اشارہ کر دیا کہ ابراہیم علیہ السلام پر رحمت و برکت کا ہونا ساری دنیا میں مشہور ہے اور ان کا مرتبہ و مقام ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ اور یہ کہ نبی علیہ السلام کے لیے وہ درود اور

برکت مطلوب ہے جو مخلوق میں مشہور و معروف ہونے میں اس رحمت و برکت سے مشابہ ہو۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ترجمہ: ہم نے اسی عزت و تکریم کے ساتھ
سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ۔ ان کا ذکر پیچھے آنے والوں میں باقی رکھا۔
ابراہیم پر سلام ہو "

خلاصہ ختم۔

دسویں بحث حمید مجید کے بارے میں

حَمِیْدٌ۔ فَعِیْلٌ کے وزن پر حمد مصدر سے صفت مشبہ محمود کے معنیٰ میں ہے، یہ محمودٌ سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ مَفْعُوْلٌ سے معدول کر کے فَعِیْلٌ کے وزن پر جب کسی اسم کو لایا جائے تو یہ دلیل ہوتی ہے اس بات کی کہ یہ صفت اس موصوف کی لازمی فطری طور پیدائشی اور دائمی صفت ہے۔ جیسے تم کہتے ہو فلاں شخص ظریف، شریف اور کریم ہے۔
پس حمید وہ ذات ہے جس میں ایسی صفات اور اسباب ستائش ہوں جو اس کے مستحق ممدوح و ثنا ہونے کا تقاضا کریں اور اس بات کا تقاضا کریں کہ دوسرے اس کی تعریف کریں۔
پس وہ اپنی ذات کے لحاظ سے قابل تعریف ہے اور محمود وہ ہے جس کے ساتھ حمد کرنے والوں کی حمد کا تعلق ہو کہ وہ کریں تو ہو ورنہ نہیں، یونہی مجیدٌ (بزرگ) اور مُمَجَّدٌ۔ کَبِیْرٌ۔ مُکَبَّرٌ۔ عَظِیْمٌ۔ مُعَظَّمٌ۔ تعریف اور بزرگی انہی دو کی طرف تمام کمالات رجوع کرتے ہیں۔ کیونکہ تعریف، جس کی تعریف کی جائے اس کی خوبی اور محبت کو مستلزم ہے۔ کیونکہ جس سے تمہیں محبت ہو اور اس کی تعریف نہ کرو۔ تو تم اس کی تعریف کرنے والے نہ ہوئے۔ اسی طرح اگر تم نے اس کی تعریف کی، اور محبت

نہیں، بلکہ کسی غرض سے کی تو تم اس کی تعریف کرنے والے نہیں ہو، تاوقتیکہ محبت سے اس کی تعریف نہ کرو، اور یہ تعریف اور محبت تابع ہے ان اسباب کے، جو محبت و ثنا کا تقاضا کرنے والے ہیں۔ اور وہ ہیں محمود کی صفاتِ کمال، اور دوسروں سے اس کے جلال و احسان کی خصلتیں۔ پس یہ ہیں محبت کے اسباب۔ جوں جوں یہ صفات جامع اور کامل تر ہوں گی، ثنا و محبت اور کامل تر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے کمال مطلق ہے، جس میں کسی طرح کی کوئی کمی نہیں۔ احسان تمام تر اسی کا ہے اور اسی کی طرف سے ہے۔ پس وہ ہر جہت سے مکمل محبت اور مکمل ثنا کا حقدار ہے۔ وہ اس بات کا حقدار ہے کہ اس سے محبت کی جائے اس کی ذات کی وجہ سے، اس کی صفات کی وجہ سے، اس کے افعال و اسما کی وجہ سے اور اس کے احسان کی وجہ سے اور جو کچھ بھی اللہ سبحانہٗ سے صادر ہوا اس کی وجہ سے۔

رہ گئی مجد، تو یہ مستلزم ہے عظمت کو، وسعت کو اور جلال کو، اور حمد دلالت کرتی ہے صفاتِ عزت و عظمت پر، اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ جلال و اکرام کا مالک ہے۔ اور یہی مفہوم ہے بندے کے اس قول کا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ کا۔ پس لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دلالت کرتا ہے اس کی الوہیت و انفرادیت پر۔ اور اس کی الوہیت محبت کامل کو مستلزم ہے۔ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ دلالت کرتا ہے اس کی بزرگی اور بڑائی پر۔ اور یہ مستلزم ہے اس کی تعظیم، بزرگی اور بڑائی کو۔ اسی لیے اللہ سبحانہٗ قرآن میں ان دو قسموں کو کثرت سے جمع کر کے بیان فرماتا ہے مثلاً رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ پس نبی علیہ السلام اور آپ کی آل پہ درود کے بعد ان دو ناموں حمید مجید، کو ذکر کرنا اس آیت کے مطابق ہے اور جب حضور علیہ السلام پر اللہ کے درود کا معنیٰ ہے اللہ کا آپ کی ثنا کرنا اور آپ کی تعظیم اور شان و شوکت اور ذکر بلند کرنا، آپ سے زیادہ محبت کرنا اور مزید قرب عطا کرنا۔ لہٰذا حمد و مجد پر مشتمل ہے۔ گویا

درود بھیجنے والا اللہ سے حضورؐ کی ثناء و بزرگی مانگتا ہے۔ کیونکہ درود شریف بھی ایک طرح سے سرکار کی حمد و بزرگی ہی ہے۔ لہٰذا ان دو ناموں سے اس کو ختم کرنا مناسب تھا یعنی حمید مجید سے۔ کیونکہ دُعا کرنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی دُعا اللہ کے ناموں میں سے کسی ایسے نام سے ختم کرے جو اس کے مطلوب سے مناسبت رکھتا ہو، یا اس سے اپنی دعا شروع کرے، فرمان باری تعالیٰ ہے :۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى	ترجمہ: "تمام اچھے نام اللہ ہی کے ہیں
فَادْعُوْهُ بِهَا۔	پس اُنہی سے اس سے دُعا کرو"۔

سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ	ترجمہ: الٰہی مجھے ایسی سلطنت بخش جو
لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ	میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو بیشک
اَنْتَ الْوَهَّابُ۔	تو بہت بخشنے والا ہے"۔

اور حضور علیہ السلام نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ سے اس وقت فرمایا جب انہوں نے آپ سے نماز میں مانگی جانے والی دُعا سکھانے کا سوال کیا۔ کہو :۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ	ترجمہ: "الٰہی میں نے اپنے اُوپر بہت ظلم
ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ	کیا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کی مغفرت
اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً	نہیں کرتا۔ پس مجھے بھی اپنے ہاں سے
مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ	مغفرت عطا فرما اور مجھ پر رحم فرما بے
اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔	شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے"۔

اور یہ بہت ہے۔ اور جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اُوپر اللہ کے درود سے مقصد تعریف و تعظیم تھا، لہٰذا یہ سوال حمید مجید، کے دو ناموں سے ختم کیا"۔ جلاء الافہام کا خلاصہ ختم ہوا۔

القول البدیع میں فرمایا۔ حَمِیْدٌ حمد سے فَعِیْلٌ کے وزن پر مَحْمُوْدٌ کے معنیٰ میں ہے۔ اور اس سے زیادہ بلیغ ہے۔ کیونکہ حمید وہ ہے جس کو صفاتِ حمد کامل طور پر حاصل ہوں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حمید حامد کے معنی میں ہے، یعنی بندوں کے اچھے افعال کی تعریف کرنے والا۔ اور مجید مجد سے ہے یہ بزرگی کی صفت ہے۔ اس دُعا کو ان عظیم دو ناموں سے ختم کرنے کی مناسبت یہ ہے کہ معلوم ہو کہ اللہ اپنے نبی کی تعظیم و ثنا اور عزت کرتا ہے اور مزید قُرب عطا کرتا ہے اور حمد و بزرگی طلب کرنے کو یہ بات مستلزم ہے اسی میں اشارہ ہے کہ یہ دونوں چیزیں مطلوب کے لیے مثلِ علت ہیں۔ یا اس کے ذیلی عنوان ہیں، اور معنیٰ یہ ہے کہ تو وہ کام کرنے والا ہے جو سبب حمد و ثنا ہیں۔ مثلاً مسلسل نعمتیں عطا فرمانا۔ بہت احسان کرنے والا کریم ہے اپنے تمام بندوں پر۔ سب تعریفیں اللہ ربّ العالمین کے لیے ہیں۔

۹
نواں باب

نبی علیہ السلام کا جاگتے اور سوتے میں دیدار حاصل ہونا

جان لیجیے کہ میں نے دسویں باب سے پہلے یہ باب اس لیے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام
پر درود وسلام کا سب سے بڑا فائدہ خواب میں آپ کی زیارت کرنا ہے جن لوگوں کو یہ نعمت
کثرت سے حاصل ہو گی وہ اس سے ترقی کر کے بیداری میں سرکار کی زیارت تک پہنچیں گے۔
اور جب کہ یہ سب سے بڑی نعمت ہے اور اس کے اسباب کا علم، تمام علوم میں اہم ترین
علم ہے، اس بات میں اس پہ میں شرح وبسط سے کلام کیا ہے۔ اور اس میں میں نے حضرات
اولیاء، آئمہ، علماء کے اس موضوع پر اتنے اقوال جمع کر دیئے ہیں جو اس سے پہلے کسی کتاب میں
جمع نہیں کئے گئے۔ جیسے ان کی عبارات سے تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

ابو عبداللہ الرصاع نے اپنی کتاب تحفۃ الاخیار میں فرمایا: جب اس اُمت
کا مرتبہ اپنے رب کے ہاں مقرر ہو چکا اور نبی کی فضیلت سے اس کی فضیلت ثابت ہو گئی اور
نبی اُمی محترم کی سخت محبت کی وجہ سے یہ تمام اُمتوں کی سردار بن گئی، اور بہترین زمانہ ان
لوگوں کا تھا جنہوں نے سرکار کو دیکھا اور آپ پر ایمان لائے اور وہ صحابہ کرام تھے، جو
بڑے معزز سردار تھے جنہوں نے سبقت کے تمام نشان جمع کر لیے تھے اور جو سید الخلق
اور حبیب حق کی صحبت سے فیضیاب اور حبیب خدا کے انوار کے مشاہدہ سے بہرہ ور ہوئے
ان کے بعد وہ باقی رہ گئے جن کے لیے آپ کی لائی ہوئی آیات پڑھی گئیں اور جن کے سامنے
آپ کی صفات بیان کی گئیں۔ اور جن کے ہاں آپ کے معجزات ثابت ہوئے اور جن پر آپ
کی خیر وبرکت کی بارش مسلسل ہوتی رہی تو وہ بھی آپ پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کی۔

اور اس روشنی کی پیروی کی جو آپ کے ہمراہ نازل ہوئی تھی۔ پس انہوں نے حق الیقین کی حد تک آپ کی تصدیق کی اور ان کے سامنے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ صادق و مصدوق اور امین ہیں۔

تو انہوں نے اپنے دل و دماغ سے یہ تمنا کی کہ کاش وہ بھی اپنی زندگی میں اس نورِ مبین کو دیکھتے، اور یقین کی آنکھ سے آپ کے دیدار سے مشرف ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے خواب میں سرکار کا دیدار کروا کر ان کے زخمی دلوں پر مرہم رکھ دی اور ان کو یقین دلایا کہ وہ آپ کی جو صفات دیکھ رہے ہیں وہ برحق ہیں اور آپ کی ذات کا جو مشاہدہ کر رہے ہیں سچ ہے جو محبت کرنے والا مسلمان خواب میں آپ کو دیکھ لیتا ہے۔ اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور اس کا دل روشن ہو جاتا ہے۔ اور ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ اور یقین پختہ ہو جاتا ہے۔

زیارتِ رسول کا طریقہ

پس جو کوئی نبی کریم علیہ السلام کے دیدار کا شوق رکھتا ہے اور جس کے دل پر آقائے دوجہاں کی محبت غالب ہے، اور اس کے دل میں دنیا کے مال واسباب کی محبت نہیں، اس کا دل ایسا آئینہ ہو جاتا ہے جس میں علی صفات کے مالک صلی اللہ علیہ وسلم نظر آتے ہیں، آپ کا دیدار صحیح اور خواب میں آپ کا مشاہدہ قطعی ہے۔ پس تیرے اور اس مقام میں دل کی صفائی اور پختہ محبت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔

(بقول غالب ؎

وا کر دیئے ہیں شوق نے بندِ قبائے حسن

غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا   مترجم)

کیونکہ صادق و مصدوق آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ حَقًّا۔   ترجمہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا۔"

پس جب بھی تمہیں اس ماہِ تمام اور حبیب شہنشاہِ علام کے دیدار کا شوق ہو، اپنی محبت کو

قوی کر لو، نفس کو صاف کر لو، اور حضور علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنے میں عمر صرف کرو۔ یہاں تک کہ تمہارے دل کا ایک ایک کونہ انوار سے پُر ہو جائے اور اغیار کے اندھیرے مٹ جائیں اور اس میں ہاشمی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت منقش ہو جائے اللہ ان پر اور ان کے آل و اصحاب پر رحمتیں اور سلام نازل فرمائے جو بصارت و بصیرت والے تھے۔

امام ترمذی نے اپنی کتاب شمائل کے آخر میں ایک باب باندھا ہے جس میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہونے کا بیان ہے۔ اس میں انہوں نے چند حدیثیں نقل کی ہیں:۔

پہلی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا۔ کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔"

دوسری حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا کہ شیطان نہ میری صورت اختیار کر سکتا ہے نہ میری مشابہت اختیار کر سکتا ہے۔

تیسری حدیث طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ کی روایت کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا، جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا"

چوتھی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا، کہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ کلیب جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ہیں۔ میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کی اور میں نے کہا، میں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا ہے اور میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا کہ حضور علیہ السلام کی صورت مبارک ان سے ملتی جلتی تھی، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا واقعی ملتی تھی۔

پانچویں حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان میرے مشابہ نہیں ہوسکتا، سو جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا۔ یزید فارسی جو قرآن کے نسخے لکھا کرتے تھے، کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس کے زمانہ میں، خواب میں نبی علیہ السلام کو دیکھا تو ابن عباس سے کہا کہ میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے شیطان میرے مشابہ نہیں ہوسکتا، سو جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔ اچھا تم نے خواب میں جسے دیکھا اس کا حلیہ بیان کر سکتے ہو؟ کہا کہ ہاں میں تیرے سامنے اس کی صفت بیان کرتا ہوں دو آدمیوں میں سے درمیانی شخص جسم اور گوشت سفید گندم گوں (یعنی سُرخ رنگ، کیونکہ سمرۃ کا لفظ حمرۃ پر بھی بولا جاتا ہے) آنکھیں سرمگیں، ہنسی خوبصورت، چہرے کے دائرے خوبصورت۔ اس کان سے اس کان تک گھنی داڑھی، جس نے سینہ سے اُوپر کا حصہ تر کر رکھا تھا۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر تم بیداری میں بھی ہوتے تو اس سے بڑھ کر تعریف نہ کر سکتے۔

چھٹی حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔

ساتویں حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کہ شیطان میری خیالی شکل میں بھی نہیں آسکتا، فرمایا صاحب ایمان کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہوتا ہے۔ میرے مشائخ کے شیخ، شیخ ابراہیم باجوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حاشیہ میں فرمایا، اس کی وجہ جیسا کہ کہا گیا یہ ہے کہ وحی کا زمانہ تیئیس (۲۳) سال ہے۔ اور سب سے پہلے حضور علیہ السلام کو ایسے خواب آنے شروع ہوئے تھے اور ان کی مدت چھ ماہ تھی اور اس کی نسبت ساری مدت سے کریں تو چھیالیسواں حصہ بنتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اس فرمان کا زیادہ واضح

مفہوم کہ اچھے خواب نبوت کا جزء ہیں، یہ ہے علم نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہیں۔ کیونکہ ان سے آدمی بعض غیوب کو جان لے گا۔ اور بعض مغیبات پر ہادی کا معنی اطلاع پالیتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ غیبات کا علم، علم موت کا حصہ ہے اس کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے جسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ مبشرات کے سوا نبوت کا کوئی حصہ باقی نہیں رہا، صحابہ کرام نے پوچھا مبشرات کیا ہیں اچھے خواب جو مرد مومن دیکھتا ہے یا اُسے دکھائے جاتے ہیں اس کو بخاری نے روایت کیا فرمایا مبشرات سے تعبیر کرنا غالب کی بنا پر ہے ورنہ کبھی خواب منذرات (متنبہ کرنے والے) بھی ہوتے ہیں عبارت مختصراً ختم ہوئی۔

دلچسپ سوال و جواب

میں نے شہاب رملی کے فتاویٰ میں یہ سوال دیکھا ہے۔ کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے بارے میں تو فرما دیا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے سچ مچ مجھے ہی دیکھا کہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا، اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسا نہیں فرمایا؟ اگر کوئی جواب دینے والا یہ جواب دے کہ جب نبی علیہ السلام کی صورت انسانی شکل کے مشابہ تھی تو ممکن تھا کہ شیطان سرکار کی خیالی یا مثالی صورت اختیار کرلے لہٰذا مناسب تھا کہ سرکار اپنے بارے میں یہ وضاحت فرما دیتے۔ رہا اللہ تعالیٰ تو اس کی مثل ہے ہی نہیں۔ بس عقلاً بھی اس کو اس کے حق میں جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ لہٰذا حضور علیہ السلام کو اس وضاحت و تنبیہ کی ضرورت نہ تھی" آیا یہ جواب درست ہے یا نہیں؟ تو شہاب رملی نے اس کا یہ جواب دیا کہ حضور علیہ السلام خصوصی طور پر اپنی ذاتِ پاک کا جو ذکر کیا اس میں چند حکمتیں ہیں۔ اول یہ کہ فرمایا، اس نے سچ مچ مجھے ہی دیکھا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسا نہیں۔ قاضی ابوبکر باقلانی نے فرمایا کہ خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا وہم اور دلی وسوسہ ہے ایسی مثالیں سامنے آجاتی ہیں جو اس کی شان کے لائق نہیں" الغزالی نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا اکثر کے نزدیک ذات باری کو دیکھنا

متصور بھی نہیں ہوسکتا اگر کوئی شخص جس کے خلاف وہم کرتا ہے تو ان کو یہ بات وضاحت سے بتادی جائے گی۔ فرمایا کہ یہ اختلاف "دیکھنے" کا لفظ بولنے میں ہے۔ اس میں سب کا اتفاق ہے کہ معنی مراد لینا جائز ہے کیونکہ ذات باری تعالیٰ نظر نہیں آتی۔ کیونکہ جو نظر آتی ہے وہ مثال ہے اور اللہ اپنی ذات کے لیے مثالیں بیان تو کرتا ہے، لیکن مثل سے ہے۔ تو پاک۔ دوم یہ کہ ایک جماعت نے اللہ کا دیدار محال بتایا ہے کیونکہ خواب میں جو نظر آتا ہے وہ خیال و مثال ہے اور ذاتِ قدیم کے لیے یہ دونوں محال ہیں۔ سوم مذکورہ بالا جواب دینے والے نے جو جواب دیا ہے، وہ بالکل صحیح ہے۔" فتاوی کی عبارت ختم ہوئی۔

عارف باللہ عبداللہ بن ابو جمرہ نے اپنی کتاب "بہجۃ النفوس" میں جو ان کی مختصر البخاری کی شرح ہے حضور علیہ السلام کے ارشاد :

تَسَمُّوْا بِاسْمِیْ وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ وَمَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ صُوْرَتِیْ فَمَنْ کَذِبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّا مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ: میرے نام پر نام رکھو، اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔"

کے تحت لکھا ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض نے کہا ہے جس صورت میں شیطان نہیں آسکتا، وہ صورتِ پاک ہے جو حضور علیہ السلام کی وفات کے وقت تھی یہاں تک کہ (صحابہ کرام نے) فرمایا اس وقت سرکار کی ڈاڑھی مبارک میں چند سفید بال تھے کچھ لوگوں نے تو یہ بھی کہہ دیا ہے کہ شیطان اس وقت سرکار کی صورت اختیار نہیں کر سکتا جب "خیزران" کے گھر میں زیارت ہو، یہ کہنا عام حدیث پر زبردستی اپنا فیصلہ ٹھونسنا ہے اور وسیع رحمت کو تنگ کرنا ہے کچھ نے کہا کہ شیطان حضور علیہ السلام کی صورت

میں کسی صورت میں کہیں اور بھی نہیں آسکتا۔ سو جس نے سرکار کو اچھی صورت میں دیکھا، تو یہ دراصل دیکھنے والے کے دین کا حسن ہے اور اگر سرکار کا کوئی عیب دار عضو دیکھتا ہے تو یہ عیب بھی دیکھنے والے میں ہے۔ کہ اس کے دین میں خرابی ہے۔ اور یہی بات حق ہے، اس کا تجربہ کیا گیا ہے، واقعی یہی اسلوب ہوتا ہے۔ برابر برابر۔ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے حضور علیہ السلام کے دیدار کے سلسلہ میں بہت بڑا فائدہ حاصل ہوا یہاں تک کہ دیدار کرنے والے کو اپنی دینی حالت معلوم ہو جاتی ہے۔

آئینہ مصقول دوست

کیونکہ آپ نور ہیں اور آپ کی مثال ایک شفاف آئینہ کی ہے کہ دیکھنے والے کی خوبصورتی یا بدصورتی اس میں منعکس ہو جاتی ہے۔ خود آئینہ بہترین حالت میں ہوتا ہے، اس میں عیب یا خرابی نہیں ہوتی۔ محققین نے یہی بات آپ کے کلام کے متعلق لکھی ہے کہ اگر خواب میں سرکار کی زبان مبارک سے سنت کے مطابق بات سنتا ہے تو یہ حق ہے اور اگر خلافِ سنت سنتا ہے تو خرابی سننے والے کے سننے میں ہے۔ کہ وہ سرکار تو اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں، جو فرماتے ہیں وحی الٰہی ہوتی ہے اگر یہ کلام اللہ کے سوا کسی اور کا ہوتا تو لوگ اس میں بکثرت اختلاف پاتے۔" پس ذاتِ پاک کی زیارت حق ہے اور کبھی دیکھنے والے کے کان میں خرابی ہوتی ہے، یہ وہ حقیقت ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

ایک اہم سوال

(عارف باللہ عبد اللہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "دل والے بسا اوقات حضور علیہ السلام کو بعض نجی یا اجتماعی محافل ہیں، اپنے طریقہ مبارک کے مطابق، اپنے دل اور باطن میں حاضر کرتے اور آپ کی صورت مبارکہ کا تصور کرتے ہیں جیسے خواب میں ہوتا ہے، پھر اسی کیفیت میں وہ سرکار سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ آیا دل اس کیفیت کو برداشت کر سکتے ہیں؟ اور کیا ایسا حقیقت میں ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب

پس جان لیجیے اللہ ہم اور تم کو توفیق دے کہ اہل دل کی قلبی کیفیات

حق ہیں جیسا کہ شرعی دلائل سے ثابت ہے اور دوسروں کے مشاہدہ سے یہ زیادہ سچا ہوتا ہے کیونکہ اللہ نے ان کو اپنے نور اور برکت سے نوازا ہے حضور علیہ السلام کی طرف سے اس بارے میں کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ باقی اچھے یا برے کو آپ کا دیدار ہو جانا حق ہے۔ پھر جہاں یہ دونوں غلطیں جمع ہو جائیں (کہ بندہ اہل دل بھی ہو اور نیک بھی ہو) تو کیا کہنا اس سے تو اس کی سچائی کی مزید تائید ہو جاتی ہے لوگوں کی قلبی کیفیات ہم نے کتاب کے کسی دوسرے مقام پر بیان کی ہیں۔ پھر جب ہماری مذکورہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں یعنی آنکھوں میں صورتِ مبارکہ ہو اور کانوں میں آپ کی آواز رس گھول رہی ہو تو اس کیفیت کی تصدیق پر قرآن و سنّت دونوں کے دلائل جمع ہیں۔ اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام کا یہ فرمان بھی کافی ہے :۔

اِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ۔ ترجمہ: "شیطان میرے جیسی صورت نہیں بنا سکتا۔"

یہ لفظ عام ہے اور اپنے عموم پر محمول ہے اور حضور علیہ السلام نے طریقِ باطل کی جو نفی کر دی ہے۔ جو شیطانی راستہ تھا، اب صرف حق باقی رہ گیا، لیکن ایک شرط کے ساتھ، وہ یہ کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول پر پیش کرنے موافق ہو تو بہتر ورنہ چھوڑ دے الخ اور اپنی شرح مذکور میں اس ارشاد نبوی کے تحت :۔

"کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب بیداری میں بھی مجھے دیکھے گا۔
اور شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔"

فرمایا ظاہری حدیث دو حکموں پر دلالت کرتی ہے۔ ایک یہ کہ جس شخص نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا وہ عنقریب بیداری میں بھی مجھے دیکھے گا۔ دوسرا یہ خبر دی کہ شیطان حضور علیہ السلام کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ اس پر کئی وجوہ سے کلام ہو سکتا ہے۔ اوّل۔ کیا یہ بات سرکار کی زندگی میں، اور وفات کے بعد دونوں حالتوں

میں عام ہے یا حیاتِ ظاہری سے خاص ہے۔۔ دوم ۔کیا دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کی شکل شیطان اختیار کرسکتا ہے۔ اور کیا خواب میں ان کی صورت میں آسکتا ہے؟ اللہ کے درود وسلام سرکار پر بھی اور ان سب پر بھی۔ یا یہ حضور علیہ السلام کی خصوصیات میں سے ہے۔ سوم۔ یہ دیکھنے والے کے لیے ہے یا جس میں لیاقت ہو اور آپ کی سنت کی پیروی پائی جاتی ہو۔ ہمارا یہ سوال کہ کیا یہ حکم حیاتِ ظاہری اور وفات کے بعد ہر حال میں عام ہے یا صرف حیاتِ ظاہری سے مختص ہے؟ سو لفظ تو عموم کا فائدہ دے رہا ہے جو خصوص کا دعویٰ کرے وہ سرکار کی طرف سے کوئی مخصص پیش نہیں کرسکتا۔

عقل نارسا بعض لوگوں نے اس عموم کی تصدیق نہیں کی اور وہی کہا جو ان کی عقل کا فیصلہ تھا کہ دارالبقاء والا دارالفناء میں کیسے نظر آسکتا ہے۔

حالانکہ اس قول میں دو بڑی خرابیاں ہیں۔ اوّل یہ کہ اس سچی سرکار (الصادق) صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو جھٹلانا لازم آتا ہے، جو اپنی خواہش نفس سے کبھی بولتے ہی نہیں۔ دوسری یہ کہ قدرت والے کی قدرت سے ناواقفی اور اس کی عاجزی ثابت کررہا ہے۔ گویا اس شخص نے وہ بیان نہیں سُنا جو سورہ البقرہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کیسے بیان فرماتا ہے

فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ	ترجمہ: ہم نے کہا گائے کے گوشت کے ٹکڑے سے مُردے کو مار دو یونہی اللہ مُردے زندہ کرتا ہے۔"

پس مُردے کی قبر پر اس کے جسم کو گائے کے ٹکڑے سے مارا گیا تو صحیح سالم اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اور اپنا قاتل بتا دیا اور یہ واقعہ اہلِ علم کی تصریح کے مطابق قتل کے چالیس برس بعد ہُوا۔ کیونکہ گائے کا حکم دیا گیا تھا اس کی تلاش میں بنی اسرائیل کو چالیس برس لگے تھے پھر کہیں جا کر ملی اسی طرح اسی سورہ بقرہ میں عزیز علیہ السلام کے واقعہ میں،

اور اسی صورت بقرہ میں ابراہیم علیہ السلام اور چار پرندوں کے زندہ کرنے کا واقعہ موجود ہے اور اللہ نے ان کا حال کیسی وضاحت سے بیان فرمایا۔ پس جس ذات نے مُردے کو گائے کے ٹکڑے سے مارنا اس کی زندگی کا سبب بنایا، اور دعائے ابراہیم علیہ السلام کو پرندوں کی زندگی کا سبب بنایا اور عزیز علیہ السلام کے تعجب کو ان کی اور ان کی گدھے کی زندگی کا سبب بنایا، حالانکہ سو سال تک وفات پائے رہے۔ وہ ذات اس پر بھی قادر ہے کہ خواب میں سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو، بیداری میں زیارت کا سبب بنا دے۔

وفات کے بعد بیداری میں زیارت رسول صلے اللہ علیہ وسلم

بعض صحابہ کرام سے روایت کی جاتی ہے اور میرے خیال میں وہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ پھر یہ حدیث یاد آگئی اور سوچ میں ڈوب گئے۔ پھر حضور علیہ السلام کی بعض ازواجِ مطہرات کے پاس حاضر ہوئے میرا خیال ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا تھیں اور سب بات ان کو بتا دی۔ وہ اٹھیں اور ان کے لیے ایک جُبّہ اور آئینہ لائیں اور ان سے فرمایا، یہ حضور علیہ السلام کا جبہ (قمیض) اور یہ آپ کا آئینہ ہے فرمایا میں نے آئینے میں دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت نورانی نظر آئی، اور میری صورت نظر نہ آئی۔ سلف و خلف کی ایک جماعت کا ذکر ہمیشہ ملتا ہے۔ کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا وہ اس حدیث کو ظاہر پر محمول کرتی تھی، لہٰذا بعد میں بیداری میں بھی ان کو سرکار کا دیدار نصیب ہوا، اور انہوں نے کچھ پریشانیوں کا آپ سے سوال کیا، تو آپ نے ان کے دُور ہونے کی خبر دی۔ اور ایسے کلمات بتائے جن سے وہ پریشانیاں ختم ہو جائیں اور بغیر کسی کمی بیشی کے ایسا ہی ہوا۔

منکر کا حکم

اس کا انکار کرنے والا، دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو کراماتِ اولیاء کی تصدیق کرتا ہے یا ان کو جھٹلاتا ہے اگر جھٹلانے والوں میں سے ہے تو اس سے گفتگو ختم کر دو۔ کیونکہ وہ ایسی حقیقت کا ہے جس کو کتاب اور سُنّت واضح دلائل سے ثابت

کر رہے ہیں اور اس پر ہم نے ابتدائے کتاب میں کلام کیا ہے۔ اور اللہ کے فضل سے کافی کچھ بیان کر دیا ہے اور اگر کرامات اولیاء کی تصدیق کرتا ہے تو یہ وہی چیز ہے جسے ہم ثابت کر رہے ہیں، کیونکہ اولیاء کرام کے لیے خرق عادت کے طور پر کائنات بالا و پست میں ایسے متعدد حقائق منکشف ہوتے ہیں، پس کرامت کی تصدیق کر کے اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ رہی ہماری یہ بات کہ کیا تمام انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم کا ایسا ہی ہے جیسا حضور علیہ السلام کا، کہ شیطان ان کی شکل میں نہیں آسکتا؟ یا یہ سرکار کا خاصہ ہے۔ سو یہ حدیث میں نہ عموم پر کوئی قطعی دلیل ہے اور نہ خصوص پر، اور نہ یہ باتیں عقل و قیاس سے حاصل ہو سکتی ہیں۔

ایک ضروری وضاحت

ہاں اللہ تعالیٰ کے حضور ان کی جو عظمت ہے وہ بتاتی ہے کہ یہ عنایت سب کے لیے عام ہے۔ کیونکہ انبیائے کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم شیطان اور اس کے گروہ کے اثرات زائل کرنے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ پس بتایا گیا کہ شیطان ان کی بابرکت صورتیں اختیار نہیں کر سکتا جیسے حضور علیہ السلام نے اپنی اور دیگر انبیائے کرام کی یہ عزت و عظمت بیان فرمائی کہ زمین پر ان سب کے گوشت حرام ہیں، یہاں تک کہ جس طرح ان کو سپرد زمین کیا گیا اسی حالت میں وہ انہیں باہر نکالے گی یونہی اس عزت و عظمت میں بھی وہ سرکار سے مساوی ہیں۔ واللہ اعلم۔

اب ہم اس بات کو لیتے ہیں کیا یہ حکم عام ہے ہر اس شخص کے لیے جو آپ کو خواب میں دیکھے؟ جان لیجیے، قطعی خبر اور خصوصی بات جس کی طرف شرعی دلائل و قواعد سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ حکم اہل توفیق کے لیے ہے کے لیے اُمید کی جا سکتی ہے کیونکہ ان کا انجام کیونکہ ان کا انجام معلوم نہیں۔ ممکن ہے سعادت ان کے لیے مقدر ہو چکی ہے۔ ہم قطعی طور پر ان کی بہتری سے مایوس بھی نہیں خصوصاً جب کہ نبی علیہ السلام کا یہ قول موجود ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی جنتیوں کا سا عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں بالشت بھر یا ہاتھ بھر کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس کا لکھا آگے بڑھتا ہے بس وہ جنتیوں کا سا عمل

اختیار کرلیتا ہے اور بے شک تم سے ایک آدمی جہنمیوں کا سا عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جہنم میں بالشت بھر یا ہاتھ بھر کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ پھر اس کا لکھا آگے بڑھتا ہے اور وہ جنتیوں کا سا عمل اختیار کرلیتا ہے"۔ بخاری و مسلم و عنہما، لیکن جو شخص حضور علیہ السلام کے اس فرمان کو سچا تسلیم نہیں کرتا وہ کیسے آپ کی زیارت سے مشرف ہو سکتا ہے؟ دلائل کی روشنی میں تو یہ بہت دُور کی بات ہے۔

مخالفینِ سُنت کا دعویٰ دیدار

لیکن جس آدمی میں حضور علیہ السلام کی سُنت کی مخالفت پائی ہے آیا وہ سرکار کا دیدار کر سکتا ہے؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ جب وہ دعوائے دیدار کرے تو یہ حق ہے یا نہیں؟ اس سے پہلے اس مسئلے پر بحث ہو چکی ہے کہ جس شخص کی خواب میں زیارت ناقابلِ یقین ہے اس کے لیے بیداری میں دیدار کیسے مانا جا سکتا ہے ویسے اس میں بحث کی کافی گنجائش ہے۔ اس حدیث میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے اس بات کی خبر دی کہ آپ کی اُمت میں آخری زمانہ میں ایسے آدمی بھی ہوں گے، جن کی تمنا ہو گی کہ وہ اپنے اہل و مال سے نکل کر سرکار کی زیارت حاصل کرے۔ تو کیا یہ ایسے لوگوں کے لیے بشارتِ عظمیٰ ہے کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا۔ پس اسی اُمید پر ان سچے تصدیق کرنے والے اہلِ محبت نے دولتِ دیدار حاصل کر لی اور اس حدیث کے مطابق ان کو سرکار کا دیدار مل گیا لیکن شک والوں کے یہاں قدم ٹھہرتے ہی نہیں۔ جن لوگوں کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے سرکار کی زیارت کی ہے جب تم ان کے حالات کی کُرید کرو گے تو تمہیں پتہ چلے گا کہ ایک تو وہ لوگ اس حدیث کی تصدیق کرتے تھے اور دوم وہ دوسروں کی بہ نسبت حضور علیہ السلام سے بڑھ چڑھ کر محبت کرنے والے تھے۔

میرے نزدیک بعض حضرات جن کا اس حدیث پر بحث کرنے سے پہلے میں نے ذکر کیا ہے کہ ان کے نزدیک بغیر کسی شبہ کے یہ بات صحیح تر ہے" کہ انہوں نے اپنے ایک خواب میں

حضورؐ علیہ السلام کو اپنی طرف خصوصی طور پر متوجہ دیکھا، اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس عنایتِ خاص کا مستحق کیونکر ٹھہرا۔؟ تو سرکار نے فرمایا، مجھ سے محبت جو کرتے ہو، پس اس بلند مرتبہ کی محبت کے سوا آپ نے کوئی وجہ نہیں بتائی، اس اشارہ کو اگر منکر سمجھ لے تو انکار نہ کرے وہ یوں کہ محب اپنے محبوب میں فانی ہوتا ہے۔ محبوب کی طرف مکمل توجہ اس کو اس دنیا اور جہان کے باشندوں سے دور کر دیتی ہے جب فانیوں میں اس کا شمار ہونے لگتا ہے تو وہ دار البقاء والوں سے جاملتا ہے۔ ان کو دیکھتا اور ان کے دیدار سے لذت اندوز ہوتا ہے یہاں اس کی جنت محض اس طرح ہوتی ہے جیسے قبر کا ظاہر تو دنیا میں ہوتا ہے اور اس کا باطن آخرت سے متعلق ہوتا ہے کیونکہ قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے۔ اور بارہا قبر کے اوپر ایسے آثار نمودار ہوتے رہتے ہیں جو اندر کی اچھی یا بری کیفیت کی خبر دیتے ہیں اور سلف و خلف میں یہ حقیقت شہرت کے اس درجہ تک پہنچ چکی ہے کہ کسی حکایت و خبر کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اس میں اللہ کی قدرت کی دلیل ہے کہ اس نے شیطان کو کس طرح قدرت دی کہ جو صورت چاہے اختیار کر لے، اور جس سے چاہے مشابہت اختیار کر لے۔ یہ مفہوم حضور علیہ السلام کے اس فرمان سے حاصل ہوتا ہے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا" یہ دلیل ہے کہ دوسروں کی مثل بن سکتا ہے۔ ایسا ہی فرشتوں کے متعلق آتا ہے، ان پر اللہ کا سلام ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ طاقت دی ہے کہ جو صورت چاہیں اختیار کر لیں اب شیطان اور ملائکہ کا حال دیکھو، کہ دونوں یہ عجیب و غریب وصف ملا ہے اسی لیے اہل توفیق نے ان کرامات پر توجہ نہیں دی، جن میں خرقِ عادت امور ہوں انہوں نے احکام شرع پر عمل کی توفیق مانگی ہے اور دنیا و آخرت میں اپنے لیے اللہ کا لطف مانگا ہے۔

کرامت کا ظہور

اس لیے کہ خرقِ عادت تو کبھی صدیق اور زندیق دونوں کو حاصل ہو جاتی ہے، زندیق کے لیے مہلت اور گمراہی کے لیے، دونوں میں یعنی کرامت اور آزمائش و اغوا میں فرق صرف کتاب و سنت کی پیروی سے واضح ہوگا۔

ا کہ جہاں قرآن وسنّت پر عمل ہو گا وہاں کرامت ہو گی ورنہ امتحان واغواء

عارف باللہ عبداللہ بن ابو جمرہ رحمۃ اللہ نے اپنی شرح مذکور میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم "جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا" کی ایک روایت میں لا یتخیل اور اس سے پہلی میں یتمثل الشیطان بی کے الفاظ آئے ہیں؟ تو ہم کہتے ہیں اور اللہ توفیق دینے والا ہے بہتری کی، کہ دونوں حدیثوں کا مقصد اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شیطان کی خواب دیکھنے والے کے ساتھ دو حالتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جس صورت اور جس حالت میں وہ خواب دیکھنے والے کے سامنے آنا چاہے آسکتا ہے لیکن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں نہیں آسکتا۔ دوسری یہ کہ دیکھنے والے کو خیال گزرتا ہے کہ کوئی صورت اس کو نظر آ رہی، حالانکہ درحقیقت وہ شیطان کی اصل صورت ہوتی ہے، جس میں کوئی فرق نہیں ہوتا ایسے مشاہدات ان لوگوں کو زیادہ ہوتے ہیں جو اس دنیا میں جادو کا کاروبار کرتے ہیں کہ دیکھنے والے، چیزوں کو اصل شکل سے مختلف دیکھتے ہیں حالانکہ حقیقتہً شے میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس میں ان احادیث کی دلیل ہے جو ذرا پہلے ذکر کر آیا ہوں جہاں یہ سوال آیا تھا، کیا اسی سے ملایا جائے گا اس صورت کو جو اہل برکت اور اہل دل لوگوں کے خیالات میں حضور علیہ السلام کی صورت آتی ہے، یا نہیں؟ یہ دلیل ہے کہ جس طرح شیطان حضور علیہ السلام کی صورت میں نہیں آسکتا۔ اسی طرح کلام اور خیال میں بھی اور کسی اور صورت میں بھی سرکار کی شکل میں سامنے نہیں آسکتا۔ کیونکہ جب غور کرو تو دو ہی صورتیں بنتی ہیں، کہ یا ذات کی شکل میں ہو یا ذات کے علاوہ کلام۔ اشارہ یا دل میں بات آئے۔ یا خیال آئے تو پہلی حدیث نے بتایا کہ شیطان حضور علیہ السلام کی شکل اختیار نہیں کرسکتا۔ جب کہ دوسری کی شکل اختیار کرسکتا ہے۔ اس حدیث نے یہ بتایا کہ شیطان صورت کے علاوہ بھی کوئی ایسی حالت اختیار نہیں کرسکتا جو حضور علیہ السلام پر دلالت کرے۔ مثلاً سرکار کی کوئی خصوصی صفت، کوئی مخصوص لہجہ، کوئی خطرہ یا اشاروں میں سے کوئی اشارہ۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ

نے ان تمام احوال کے اختیار کرنے سے شیطان کو منع کر دیا ہے۔ اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ سب کے ساتھ جو چاہے رد یہ اختیار کرے اللہ تعالےٰ نے اسے یہ قدرت دے رکھی ہے۔ یہ بہت بڑی بشارت ہے۔ اس خیال میں ہمارے نبی علیہ السلام کے علاوہ باقی انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق جو بحث ہے گزشتہ بحث کی طرح ہے۔ اس سے پہلی حدیث کے ضمن میں۔ ان تمام باتوں میں وہ شرط ملحوظ ہو گی جو ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ ایسے مشاہدات میں جو امر، نہی، زجر، مخاطبت وغیرہ ہو گی، اسے سرکار کی سُنّت پر پیش کیا جائے گا۔ دیکھنے والے نے جو سُنا دیکھا اگر وہ سُنّت کے موافق ہے تو حق ہے اور جو سُنّت کے خلاف ہے دیکھنے والے کا خلل ہے کہ سرکار تو اپنی خواہش نفسی سے بولتے ہی نہیں اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو لوگ اس میں بہت کچھ اختلاف محسوس کرتے۔ پس ذات مبارکہ کا دیدار حق ہے اور خرابی سُننے والے کے کان میں ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس میں ذرّہ بھر شک نہیں۔ یُونہی جس بحث میں ہم پڑے ہیں کہ نیک لوگوں کے خیالات میں جو سرکار کی صُورت مُبارک آتی ہے اور حضور علیہ السلام کا بیداری میں دیدار، اور آپ سے ہمکلامی کا ورود مشاہدات جو آپ کی طرف سے لوگوں تک پہنچتے ہیں، اور جو لوگوں کے دلوں میں آتے رہتے ہیں ان سب کو اللہ کی کتاب اور سرکار علیہ السلام کی سُنّت پر پیش کیا جائے گا جیسے گزر چکا ہے۔ اللہ ہی بہتری کی توفیق دینے والا ہے۔ اس میں قدرت والے کی قدرت کی واضح دلیل ہے جیسا کہ پہلے گزرا، اور اس میں سرکار سے مُحبّت کرنے والوں اور آپ کی پیروی کرنے والوں کے لیے بشارت ہے کیونکہ جب آپ کی زیارت حق ہے تو جو آپ کی طرف سے اشارہ یا خطرہ سامنے آئے گا سرکار اس میں خود موجود ہوں گے اور وہ آپ کی طرف سے ہو گا۔ پس مذکورہ شرط کے ساتھ وہ حق ہے۔ پس ان کی خوشی مزید خوشی میں بدل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے احسان سے ہمیں دونوں جہاں میں ان میں شامل فرما دے بخیر و عافیت۔ اس کے سوا کوئی رب نہیں۔''

شرح ابن ابی جمرہ کی عبارتیں ختم۔ میں نے اسی سے یہ نقل کیں۔

علامہ ابن حجر نے اپنی شرح شمائل ترمذی میں نبی علیہ السلام کے اس قول کے تحت :

مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي حَقًّا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي -

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے :

لَا يَنْبَغِي لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَمَثَّلَ بِصُورَتِي -

بخاری کی ایک اور روایت میں ہے :

لَا يَتَكَوَّنُنِي -

ایک روایت میں ہے :

لَا يَتَرَاءَى بِي -

کہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ اگرچہ اللہ نے اس کو طاقت دی ہے کہ جو صورت چاہے اختیار کرلے، مگر حضور علیہ السلام کی صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ ایک جماعت نے کہا، اس کا موقع محل یہ ہے کہ جب حضور علیہ السلام کو اس صورت میں دیکھے جو واقعہ میں آپ کی تھی اور بعض نے اس میں یہ مبالغہ کیا کہ اس صورت میں جو بوقت وفات آپ کی تھی، انہی میں سے ابن سیرین رحمۃ اللہ ہیں۔ یہ صحیح بات ہے کہ جب خواب دیکھنے والا ان کے سامنے اپنا خواب بیان کرتا تو وہ دیکھنے والے سے کہتے جو کچھ تم نے دیکھا ہے میرے سامنے اسے بیان کرو۔ اگر غیر معروف صفت بیان کرتا تو کہتے تو نے حضور علیہ السلام کو نہیں دیکھا۔ عاصم ابن کلیب کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے جسے حاکم نے عمدہ سند سے بیان کیا ہے "کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا، میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے، انہوں نے کہا میرے سامنے بیان کرو۔ کہا کہ میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا اور سرکار کو ان کے مشابہ بتایا تو انہوں نے کہا تم نے یقیناً سرکار ہی کو دیکھا ہے۔ اس کے خلاف وہ حدیث نہیں کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا، کہ میں ہر صورت میں نظر آ سکتا ہوں؛ کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے۔ دوسروں نے کہا یہ کوئی شرط نہیں۔ ان میں ابن العربی رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ ان کے قول کا حاصل یہ ہے "حضور علیہ السلام کو مشہور صفت میں دیکھنا

ادراکِ حقیقت ہے، اور دوسری صفت میں دیکھنا ادراکِ مثال ہے۔ صحیح یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو زمین بدل نہیں سکتی۔ اس ذاتِ کریمہ کا ادراک حقیقت ہے اور صفات کو دیکھنا ادراکِ مثالی ہے اور اس فرمان کا مطلب کہ عنقریب مجھے دیکھے گا۔ تفسیر ہے مَنْ رَآنِي کی جس نے مجھے دیکھا کیونکہ یہ حق اور غیب ہے اور یہ فرمان کہ گویا اس نے مجھے دیکھا" اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر جاگتے ہوئے مجھے دیکھتا تو وہ بھی مجھے دیکھ مطابق ہوتا جو اس نے خواب میں دیکھا۔ پس پہلا حق اور حقیقت ہے اور دوسرا حق اور تمثیل۔ یہ اس وقت ہے جب آپ کو مشہور صفت میں دیکھے۔ ورنہ مثال ہے اگر دیکھنے والا آپ کو اپنی طرف رُخ کیے دیکھتا ہے تو یہ بہتر ہے دیکھنے والے کے لیے، اور نہیں تو معاملہ برعکس ہے۔ ان میں سے قاضی عیاض رحمۃ اللہ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ فَقَدْ رَآنِي یا فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ ، اس کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس نے سرکار کو اس مشہور صورت میں دیکھا جو ظاہری زندگی میں آپ کی تھی۔ اس کا خواب حق ہے اور جس نے مشہور شکل کے خلاف دیکھا اس کا دیکھنا تاویلی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اعتراض کیا ہے اور فرمایا یہ بات کمزور ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جس نے سرکار کو دیکھا اس نے آپ ہی کو دیکھا، تاہم اس سے کہ معروف صورت میں دیکھا یا غیر معروف میں۔ بعض حفاظ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ قاضی عیاض کا کلام اس کے خلاف نہیں بلکہ ان کے کلام کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں انھوں نے حضور علیہ السلام کو ہی دیکھا ہے، لیکن پہلی صورت میں تعبیر و تاویل کی ضرورت نہیں اور دوسری صورت میں وہ خواب کی مناسب تعبیر کی محتاج ہو گی۔ ان میں سے الباقلانی وغیرہ ہیں۔ ان حضرات نے پہلے حضرات کو یہ الزام دیا ہے۔ کہ جو شخص حضور علیہ السلام کو ان کی اصل صورت کے خلاف دیکھتا ہے، اس کا خواب حقیقی خواب نہیں بلکہ پریشان کن خیال ہے، اور یہ باطل ہے کیونکہ وہ خواب میں جو کچھ دیکھتا ہے وہ دنیا کی حالت بیداری کے مطابق ہے۔ اب اگر کسی عارض کی بنا پر شیطان حضور علیہ السلام کی شکل اختیار کر لیتا تو یہ بات سرکار کے اس کے فرمان سے ٹکرائے گی کہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ پس ہر

یہی ہے۔ کہ آپ کے دیدار کو یا آپ کی مناسب صفات کے مشاہدہ کو شیطانی دسترس سے محفوظ و مامون مانا جائے۔ یہی بات آپ کی عزّت و عصمت کے لائق تر ہے جیسے آپ بیداری میں شیطان سے معصوم و محفوظ ہیں پس صحیح یہ ہے کہ سرکار کا دیدار کسی حال میں باطل و غلط نہیں۔ بلکہ اپنی ذات کے لحاظ سے حق ہے اگرچہ حضورؐ کی اصل صفت کے خلاف دیکھے کیونکہ اس صورت کا تصور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس معلوم ہوا کہ صحیح و درست بعض حضرات کا وہی قول ہے کہ حضور علیہ السلام کا دیدار جس حال میں ہو حق ہے۔ پھر اگر آپ اصل صورت میں ہیں خواہ وہ جوانی کی ہو، پختہ عمر کی ہو، بڑھاپے کی ہو یا آخری وقت کی ہو، تو کسی تاویل کی ضرورت نہیں ورنہ دیکھنے والے کی حالت کو دیکھ کر تعبیر کی صورت پڑے گی۔

نظر نظر میں فرق

بعض علماء نے کہا کہ اگر کوئی شخص حضور علیہ السلام کو خواب میں بڑھاپے کی حالت میں دیکھتا ہے تو یہ انتہائی صلح کی نشانی ہے اور اگر جوانی کی حالت میں دیکھتا ہے تو یہ انتہائی جنگ کی علامت ہے اور جس نے آپ کو مسکراتے دیکھا تو یہ آپ کی سُنّت پر چلنے کی دلیل ہے اور بعض نے کہا جس کسی نے آپ کو اپنی اصل حالت و ہیئت پر دیکھا تو یہ دیکھنے والے کی اچھائی، کمال جاہ اور دشمن کے مقابلے میں کامرانی کی علامت ہے اور جس نے آپ کو غیر حال میں دیکھا یعنی تیوری چڑھی صورت میں دیکھا، یہ دیکھنے والے کی بدحالی کی دلیل ہے (کہ آئینے میں اپنی شکل نظر آتی ہے) ابن ابی جمرہ نے کہا حضور علیہ السلام کو اچھی صورت میں دیکھنا، دیکھنے والے کے دین کا حُسن ہے، اور اگر آپ کے بدن مُبارک پر کوئی نقص و عیب دیکھتا ہے تو یہ دیکھنے والے کے دین کی خرابی ہے۔ کیونکہ آپ شفاف آئینے کی طرح ہیں کہ جو سامنے آتا ہے، اس میں منعکس ہو جاتا ہے اگرچہ آپ اپنی اصل کے لحاظ سے حسین تر اور کامل تر ہیں۔ (بقول مولائے روم ؎

گفت من آئینہ مصقول دوست
ترکی و ہندی بہ بیند آنکہ اوست)

اور سرکار کے دیدار کے مسئلے میں یہ بہت بڑا فائدہ ہے کہ اسی سے دیکھنے والے کی پہچان ہوتی ہے۔ دوسروں نے کہا حضور علیہ السلام کی نسبت سے دیکھنے والوں کی حالت مختلف ہوتی ہے کیونکہ یہ دیکھنا آنکھ کا نہیں دل کا ہوتا ہے اور دل کے دیکھنے میں آدمی محدود نہیں ہوتا۔ بلکہ شرق و غرب اور وسیع پیچ سب نظر آتا ہے۔ جیسے تم آئینے میں شکل دیکھتے ہو، جب آئینہ اپنی جگہ سے منتقل نہ ہو، مثلاً ایک آدمی سرکار کو بوڑھا دیکھتا ہے اور دوسرا جوان۔ ایک وقت میں، یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک صورت میں مختلف زاویوں سے دیکھا جائے اور مختلف آلات سے دیکھا جائے تو شکل۔ مقدار۔ چھوٹا۔ بڑا۔ لمبا۔ چھوٹا۔ ٹیڑھا۔ سیدھا، مختلف صورتیں نظر آئیں گی۔ (آج کل رنگین کیمرہ، بلیک اینڈ وائٹ کیمرہ اور تصویر کے مختلف پوز، ٹی۔ وی وغیرہ پر دیکھے جا سکتے ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ ایک وقت میں، دُور دراز کے مختلف مقامات پر، مختلف اوصاف میں آپ کا نظر آنا بالکل جائز ہے۔ اس سوال (کہ حضور کا دیدار مختلف رنگوں میں کیوں ہوتا ہے؟) کا جواب الزرکشی نے بھی دیا ہے۔

علامہ زرکشی کا ایمان افروز واقعہ

حضور علیہ السلام چراغ اور نور ہیں سُن دُنیا میں سُورج حضور علیہ السلام کے تمام عالمین میں نور ہونے کی مثال ہے تو جس طرح اہل شرق و غرب آن واحد میں مختلف صفات میں سُورج کو دیکھتے ہیں، یہی حال حضور علیہ السلام کا ہے

غلو و حماقت

اور جیسا کہ ابن العربی نے کہا غلو اور حماقت، بعض لوگوں کی یہ بات ہے کہ خواب میں جو نظر آتا ہے یہ سر کی آنکھ سے نظر آتا ہے حالانکہ بعض متکلمین نے اس دیکھنے کو دل کی دو آنکھوں سے مختص کیا ہے جو ایک قسم کا مجاز ہے

حسن محبوب کی جلوہ بزیاں

ابن ابی جمرہ البارزی اور الیافعی وغیرہ نے بزرگوں کی ایک جماعت سے یہ حکایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کو بیداری میں دیکھا یونہی حضور علیہ السلام کا دیدار بڑے بڑے

علماء سے منقول ہے۔ جیسے امام عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ، جیسا کہ عوارف المعارف میں ہے۔ اور امام ابوالحسن شاذلی۔ جیسے ان کا بیان نقل کیا ہے تاج ابن عطا اللہ نے اور ان کے ساتھی ابو العباس المرسی، امام علی وفائی، قطب قسطلانی، اور سید نورالدین ایجی، اسی مسلک پر ہیں امام غزالی، وہ اپنی کتاب المنقذ من الضلال میں فرماتے ہیں "اہل دل، بیداری میں فرشتوں اور ارواح انبیا کو دیکھتے، آوازیں سنتے اور فوائد حاصل کرتے" غزالی کا کلام ختم ہوا۔ اہل نے جو دعویٰ کیا ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ حضور علیہ السلام قبر شریف سے باہر نکلیں غلط ہے۔ اس لیے کہ اولیا کی کرامات میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے پردے چاک کر دیتا ہے پس عقلاً، شرعاً، عادتاً کوئی مانع نہیں کہ ولی انتہائی مشرق و مغرب میں ہو اور اللہ اس کی عزت افزائی فرماتے ہوئے اس ولی اور اپنی قبر اطہر میں تشریف فرما نبی علیہ السلام کے درمیان سے تمام پردے اور ستر اٹھا دے کہ وہ پردے شیشے کی طرح ہو جائیں۔ کہ پیچھے والی ہر چیز نظر آئے اب دیکھنے والے کی نظر سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑے گی اور ہمارا یقین ہے کہ حضور علیہ السلام اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں تو جب کسی انسان کی اس طرح عزت افزائی ہو سکتی ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کو دیکھے، تو پھر سرکار سے ہمکلامی کے شرف سے کیوں مشرف نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا آپ سے کلام کرنے اور مسائل کا سوال کرنے اور سرکار سے جواب حاصل کرتے میں کوئی مانع نہیں۔ اس تمام پر نہ شرعاً انکار ہو سکتا ہے اور نہ عقلاً۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کا اشکال

فتح الباری کے مصنف (ابن حجر عسقلانی) نے کہا یہ بات بہت مشکل ہے اور اس حدیث کو ظاہری معنی پر محمول کیا جائے تو یہ تمام، خواب میں دیدار کرنے والے، صحابہ ہوں گے، اور مقام صحبت قیامت تک باقی رہے گا۔ (حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں)، اس کا رد اس طرح کیا جائے گا کہ ہم نے اس مسئلہ کی علمی بحث کر دی ہے اور

ہماری اس تقریر پر کسی قسم کا کوئی اشکال باقی نہیں رہا۔

اس کا حل رہا یہ دعویٰ کہ دیدار ہونے سے صحابی ہونا لازم آتا ہے۔ بے محل ہے۔ بر محل ہو بھی کس طرح ؟ کہ صحابی ہونے کی یہ شرط ہے کہ اس نے سرکار کو (دنیوی ظاہری) زندگی میں دیکھا ہو (یا بات کی ہو، صحبت کی ہو) یہاں تک کہ علمائ نے ان لوگوں کے صحابی ہونے میں اختلاف کیا ہے جنہوں نے وفات کے بعد تدفین سے پہلے آپ کو دیکھا کہ انہیں صحابی کہا جائے یا نہیں ؟ علاوہ ازیں یہ بات خارق عادت ہے، اور ایسے امور کے لیے قواعد شرع بدلے نہیں جاتے۔

ایک اور بحث اس میں یہ تنازع بھی کیا گیا ہے کہ یہ بات کسی صحابی کی بیان نہیں کی جاتی۔ نہ بعد والوں کی اور یہ کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو آپ کی وفات پر اتنا شدید صدمہ پہنچا کہ اسی سے چھ ماہ بعد ان کی وفات ہو گئی۔ حالانکہ ان کا گھر سرکار کی قبر شریف کے پاس تھا اور اس مدت میں سرکار کی زیارت نصیب ہونا منقول نہیں۔

اس کا رد اس کا رد یوں کیا جائے گا عدم نقل عدم وقوع کو مستلزم نہیں، یعنی کسی بات کا منقول نہ ہونا، اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں۔ لہٰذا یہ کوئی دلیل نہیں جیسے کہ یہ قاعدہ اپنی جگہ مقرر ہے۔ یونہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا شدت غم سے فوت ہونا (اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اس مدت میں ان کو سرکار کا دیدار نہیں ہوا) کیونکہ کبھی کم درجے والے کو ایسی نعمت سے نوازا جاتا ہے جس سے بڑے مرتبے والے بھی رہ جاتے، اور اولیاء اللہ کو جو سرکار کا دیدار حاصل ہوتا رہا، اس میں ابدل کی یہ تاویل کی کہ یہ دیدار ان کو درحقیقت غائبانہ طور پر ہوا محض خیالی، جس کو وہ بیداری سمجھ بیٹھے۔ اس میں ان اکابر کے متعلق بدگمانی ہے کہ ان کو خیالی اور بیداری کے دیکھنے میں شبہ ہو گیا۔ حالانکہ ایسی بدگمانی تو کمتر عقل والوں کے متعلق بھی نہیں کی جا سکتی چہ جائیکہ اکابر سے۔ اور اس کا عارف باللہ ابو العباس المرسی کے اس قول پر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اوجھل ہوں تو اپنے آپ کو مسلمان

نہیں سمجھا" یہ عجیب تاویل کی کہ یہاں مجازی معنی مُراد ہے یعنی اُوجھل ہونے سے مراد غافل ہونا ہے۔ یہ مراد نہیں کہ حضور علیہ السلام کی ذات آنکھوں سے اُوجھل ہو جائے، کہ نظروں سے اُوجھل ہونا تو محال ہے۔ پس اس سے کہا جائے کہ تیری مراد اگر استحالہ عقلی ہے تو یہ باطل ہے اور استحالہ شرعی مُراد ہے تو کس دلیل یا قاعدہ سے تُو نے یہ مفہوم اخذ کیا؟ نہیں ہرگز اس میں کوئی استحالہ نہیں جیسے ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے" ابن حجر کا کلام شرح شمائل سے ختم ہوا۔

اور "خاتمۃ الفتاوی" میں انہی کی عبارت اس سوال کے جواب میں کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بیداری میں ہو سکتی ہے؟ جواب دیتے ہیں ایک جماعت نے اس کا انکار کیا ہے اور دوسروں نے اس کو جائز کہا ہے اور یہی حق ہے اس کی خبر ان نیک لوگوں نے دی ہے جنہیں جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔ بلکہ حدیث بخاری سے استدلال کیا۔

"من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ" ترجمہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھا عنقریب بیداری میں دیکھے گا۔

یعنی سر کی آنکھوں سے اور کہا گیا ہے، دل کی آنکھوں سے اور قیامت کے دن کا احتمال کرنا بیدار سے دُور کی بات ہے علاوہ ازیں اس قید کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہاں تو ساری کی ساری اُمّت زیارت سے بہرہ ور ہوگی۔ خواہ کسی نے خواب میں آپ کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ اور صحیح بخاری کی منتخب احادیث کی جو شرح ابن ابو جمرہ نے کی ہے، اس میں بھی اس حدیث میں عموم کو ترجیح دی گئی ہے ظاہری زندگی میں ہو یا بعد وفات۔ سُنّت پر چلنے والا ہو یا نہ، اور حضور علیہ السلام کے قید لگائے بغیر جو قید لگائے غلط ہے۔ پھر اس کے منکر کو الزام دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک تو وہ سچے (نبی) کی سچی بات کی تصدیق نہیں کرتا اور دوسرے قادر (اللہ) کی قدرت سے جاہل ہے۔ تیسرے وہ کراماتِ اولیا کا منکر ہے۔ حالانکہ وہ قرآن و سُنّت واضح سے ثابت ہیں" اور عموم سے مُراد یہ ہے کہ جس نے بھی خواب میں، خواہ ایک مرتبہ دیکھا، بیداری میں زیارت کرے گا تاکہ حضور علیہ السلام کا وعدہ سچا ثابت ہو۔ جس میں خلاف

نہیں ہو سکتا۔ اور عوام کو اکثر یہ سعادت مرنے سے پہلے، مرنے سے ذرا پہلے حاصل ہوتی ہے۔ پس جب تک سرکار کی ان کو زیارت نہ ہو جائے رُوح نہیں نکلتی۔ یہ ہے ایفائے وعدہ۔ باقی دوسرے لوگ (جنہوں نے خواب میں زیارت نہیں کی) ان کو اس سے پہلے ان کی اہلیت، عقل اور اتباعِ سُنّت کے مطابق کم یا زیادہ یہ سعادت حاصل ہو سکتی ہے کہ اس میں کوئی بڑا مانع خلل انداز نہیں۔ صحیح مسلم میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کو بواسیر کی تکلیف تھی اور آپ اس پر صبر کرتے تھے، اس کے صلہ میں فرشتے آپ کو سلام کرنے حاضر ہوتے تھے۔ جب آپ نے اس کو داغ دیا فرشتوں کا سلام ختم ہو گیا۔ پھر جب داغ دینا ترک کر دیا یعنی ٹھیک ہو گئے، جیسا کہ صحیح روایت میں ہے۔ ان کا سلام پھر لوٹ آیا"۔ شدید ضرورت کے باوجود۔ اپنی عادتِ شریفہ کے خلاف، داغنے سے ان کا سلام ختم ہو گیا، کہ یہ توکل تسلیم، اور صبر کے خلاف تھا۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ فرشتے آپ سے مصافحہ کرتے تھے، جب آپ نے داغ دیا تو وہ الگ ہو گئے۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کتاب المنقذ من الضلال میں صوفیائے کرام کی تعریف کرتے اور ان کو بہترین مخلوق قرار دینے کے بعد فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ بیداری میں فرشتوں اور ارواحِ انبیا کو دیکھتے، ان کی آواز سُنتے، اور ان سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ پھر صورتوں اور مثالوں سے یہ حال ترقی کر کے اس مقام پر پہنچتا ہے جس کے بیان سے زبان قاصر ہے"۔ ان کے شاگرد ابوبکر بن العربی مالکی نے فرمایا: "انبیاء اور ملائکہ کو دیکھنا اور ان کا کلام سُننا ممکن ہے مومن کے لیے بطور کرامت اور کافر کے لیے بطورِ عقوبت (سزا)۔ ابن الحاج مالکی کی کتاب المدخل میں ہے بیداری میں حضور علیہ السلام کا دیدار تنگ دروازہ ہے اور کم ہی کسی کو حاصل ہوتا ہے ہاں جن کا وجود اس زمانہ میں نادر بلکہ معدوم ہو گیا ہے، حالانکہ ہم اس کے حصول کا ان اکابر کے لیے انکار نہیں کرتے جن کے ظاہر و باطن کو اللہ نے محفوظ فرمایا ہے۔ فرمایا بعض علمائے ظواہر نے اس کا اس بنا پر انکار کیا ہے کہ فانی آنکھ باقی ذات کو نہیں دیکھ سکتی حضور علیہ السلام عالم

بقا میں ہیں اور دیکھنے والا دارِ فنا میں۔ اس کا رد اس طرح کیا گیا ہے کہ جب ایماندار مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے۔ حالانکہ اللہ سبحانہٗ مرتا نہیں، حالانکہ بیک وقت ستر آدمی مرتے ہیں دبلکہ ہزاروں بیہقی نے اس کے رد کی طرف یوں اشارہ کیا ہے کہ ہمارے نبی علیہ السلام نے معراج کی رات تمام نبیوں کو دیکھا۔ البارزی نے کہا، ہمارے زمانے اور ہم سے پہلے زمانے کے اولیاء کے متعلق سُنا جاتا ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کو وفات کے بعد حالتِ بیداری میں دیکھا۔

مصر میں مہنگائی اور مزار ابراہیم علیہ السلام

الیافعی وغیرہ نے شیخ کبیر ابو عبد اللہ قرشی سے نقل کیا ہے کہ مصر میں سخت مہنگائی ہو گئی، آپ اپنے رفقاء کے ہمراہ مصروفِ دُعا ہوئے۔ تو کہا گیا کہ دُعا مت کرو، اس بارے میں تم میں سے کسی کی دُعا نہیں سُنی جائے گی فرمایا کہ میں شام کے سفر پر روانہ ہو گیا جب میں خلیل علیہ السلام کے مزار مُبارک کے قریب پہنچا، ہمارے نبی اور آپ پر افضل درود و سلام ہو، تو آپ سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ، اپنے ہاں میری یہ مہمانی فرمائیں کہ اہلِ مصر کے لیے دُعا فرما دیں آپ نے ان کے لیے دُعا فرمائی۔ اللہ نے مہنگائی ان سے دور فرما دی۔ الیافعی نے کہا، یہ جو فرمایا کہ "خلیل علیہ السلام سے میری ملاقات ہو گئی" یہ بات حق ہے۔ اس کا انکار صرف وہ کرے گا جن کو ان احوال کی خبر نہیں، جن سے یہ حضرات زمین و آسمان کی ہر چیز کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور انبیائے کرام علیہم السلام کو مُردہ حالت میں نہیں، زندہ دیکھتے ہیں، جیسے حضور علیہ السلام کی ایک جماعت آسمانوں میں دیکھی اور ان کی باتیں سُنیں، اور یہ بات طے ہے کہ جو کچھ انبیاء کے لیے بطور معجزہ جائز ہے وہ اولیاء کے لیے بطور کرامت جائز ہے بشرطیکہ اس میں تحدی نہ ہو۔ ابن الملقن نے طبقات الاولیاء میں یہ حکایت نقل کی ہے کہ۔

غوثِ اعظم اور زیارت مصطفیٰ

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا میں نے نماز ظہر سے پہلے نبی علیہ السلام کو دیکھا، فرمایا بیٹا بولتے کیوں نہیں؟ میں نے عرض کیا ابا حضور، میں عجمی آدمی ہوں فصحائے بغداد کے سامنے کیسے بولوں!۔ فرمایا منہ کھولو، فرماتے ہیں میں نے منہ کھولا، تو آپ نے سات مرتبہ اس میں لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا لوگوں سے خطاب کرو اور اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے بلاؤ"۔ میں نماز ظہر پڑھ کر منبر پر بیٹھ گیا، مخلوق بے شمار تھی مجھ پر رعب طاری ہو گیا۔ اور میں کانپنے لگا۔ اتنے میں اپنے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مجلس میں کھڑے پایا۔ فرمایا بیٹا! بولتے کیوں نہیں؟ میں نے کہا ابا حضور! مجھ پر کپکپی طاری ہے فرمایا اپنا منہ کھولو میں نے منہ کھولا تو آپ نے چھ مرتبہ لعاب ڈالا۔ میں نے عرض کیا، سات بار پوری نہیں کرتے؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہے۔ پھر وہ مجھ سے اوجھل ہو گئے اور میں نے بولنا شروع کر دیا"۔ ان کے علاوہ صوفیا کی ایک جماعت کا ذکر کیا ہے جن میں سے ہر ایک کو کثرت سے حضور علیہ السلام کی زیارت ہوتی تھی۔ بیداری میں بھی اور خواب میں بھی۔ ان میں سے ایک کمال ادفوی کا ذکر فرمایا، جن سے ابن الدقیق وغیرہ نے یہ بات لی۔ تاج بن عطا اللہ نے اپنے شیخ کامل عارف ابوالعباس المرسی کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ میں نے اپنے ان دو ہاتھوں سے حضور علیہ السلام سے مصافحہ کیا ہے۔ ابن فارس نے سیدی علی وفا سے یہ حکایت نقل کی ہے کہ فرمایا میں پانچ سال کی عمر میں ایک شخص سے قرآن مجید پڑھا کرتا تھا ایک دفعہ میں اس کے پاس آیا تو نبی علیہ السلام کو نیند میں نہیں، بیداری میں دیکھا، آپ پر سفید سوتی قمیص تھی۔ پھر میں نے وہی قمیص اپنے جسم پر دیکھیں۔ مجھ سے فرمایا پڑھو میں نے آپ کے سامنے سورۂ والضحیٰ اور الم نشرح پڑھی پھر آنکھوں سے اوجھل ہو گئے پھر جب میری عمر اکیس سال تھی میں مقام قرافہ، میں نے صبح کی نماز کی تکبیر تحریمہ کہی تو اپنے سامنے نبی علیہ السلام کو دیکھا آپ نے مجھ سے معانقہ فرمایا اور فرمایا "اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کیا کرو"۔ اسی وقت سے مجھے زبان ملی"۔

اس سلسلہ میں اولیاء اللہ کی حکایات بہت زیادہ ہیں اور اس کا انکار کوئی ضدی یا بے نصیب ہی کر سکتا ہے۔ ابن العربی کے حوالہ سے جو بات گزری ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی اکثر زیارت دل سے ہوتی ہے پھر دل سے، لیکن یہ دیکھنا عام دیکھنا نہیں یہ اتحاد حالی اور حالتِ برزخی ہوتی ہے اور وجدانی کیفیت ہوتی ہے۔ پس اس کی حقیقت قال سے بیان نہیں حال سے محسوس کی جا سکتی ہے" یونہی کہا گیا ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دیدار سے مراد وہی دیدار ہو جو عرفِ عام میں دیدار کہلاتا ہے۔ کہ دنیا میں ایک جماعت حضور علیہ السلام کو دیکھے یا دیکھنے والوں اور سرکار کے درمیان سے پردے اٹھ جائیں، سرکار اپنی قبر انور میں ہوں، پس دیکھنے والا حقیقۃً زندہ حالت میں حضور کی زیارت کرے کہ اس میں کوئی استحالہ نہیں۔ لیکن عموماً صورت ذاتیہ نہیں مثالیہ نظر آتی ہے۔ امام غزالی کا قول بھی اسی پر محمول کیا جائے گا۔ کہ مراد بدن اور جسم کا دیکھنا نہیں بلکہ اس کی مثال ہے۔ یہ مثال ایک آلہ بنتی ہے اس حقیقت تک پہنچنے کا جو سرکار کی ذات میں ہے آلہ یا حقیقی ہوتا ہے یا خیالی۔ اور نفس متخیل کا خیال نہیں ہوتا۔ پس جو شکل اس نے دیکھی ہے وہ نہ تو روح مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے، نہ بعینہٖ ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بلکہ تحقیق یہ ہے کہ وہ آپ کی مثال ہے فرمایا کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو آدمی کو خواب میں حاصل ہوتا ہے اب اللہ تعالیٰ کی ذات تو شکل و صورت سے پاک ہے۔ لیکن محققین نے قرآن سنت اور آثارِ عالم کو پیشِ نظر رکھ کر جو اللہ کی تعریف کرتے ہیں، وہ لوگوں تک کسی حسی مثال مثلاً نور وغیرہ کے واسطے سے پہنچتی ہے اور وہ مثال معرفت ذات کا واسطہ بننے کی حد تک صحیح ہوتی ہے۔ اب دیکھنے والا کہتا ہے میں نے خواب میں اللہ کو دیکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس طرح باقی ذاتیں نظر آتی ہیں، ایسے ہی ذات باری کو دیکھا ہے۔

ابن حجر کا کلام ختم ہوا۔

فرمایا کہ پھر میں نے ابن العربی کو دیکھا کہ انہوں نے بھی میری بات کی تصریح کی ہے۔

کہ حضور علیہ السلام کی ذات جسم مع روح کا دیدار محال نہیں کیونکہ آپ اور دوسرے تمام انبیائے کرام علیہم السلام زندہ ہیں۔ ان کی روحیں قبض کے بعد دوبارہ لوٹائی گئی ہیں اور ان کو اجازت ہے کہ اپنی قبروں سے نکل کر عالم بالا و پست میں تصرفات کریں اس میں کوئی رکاوٹ نہیں کہ بیک وقت ان کو کثیر تعداد میں لوگ دیکھیں کہ ان کی مثال سورج کی سی ہے اور جب قطب کائنات کو بھر دیتا ہے جب کہ تاج بن عطاء اللہ نے کہا ہے تو نبی علیہ السلام کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اس سے دیکھنے والے کا صحابی ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ صحابی ہونے کی یہ شرط ہے کہ حضور علیہ السلام کو عالم ملک (دنیاوی زندگی) میں دیکھے۔ اور یہ دیکھنا عالم ملکوت سے تعلق رکھتا ہے، جو صحابی نہیں بناتا۔ ورنہ یہ راستہ تمام امت کے لیے کھل جائے گا کہ اس عالم میں سبھی آپ پر پیش کیے جاتے ہیں، وہ آپ کو اور آپ ان کو دیکھتے ہیں جیسا کہ احادیث میں آتا ہے فتاویٰ ابن حجر کی عبارت ختم ہوئی۔

امام بوصیری رحمہ اللہ کے قصیدہ ہمزیہ کے اس شعر کی شرح میں بھی یہی بات لکھی ہے۔

لَيْتَهُ خَصَّنِيْ بِرُؤْيَةِ وَجْهٍ

زَالَ عَنْ كُلِّ مَنْ رَآهُ الشَّقَاءُ

کاش مجھے اس چہرۂ اقدس کی خصوصی زیارت نصیب ہو جس کے دیکھنے سے ہر دیکھنے والے کی بدبختی جاتی رہی۔

اس مقام پر آخر میں فرماتے ہیں، میرے اور میرے والد کے شیخ محمد بن ابی الحمائل کثرت سے بیداری میں نبی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے یہاں تک کہ جب کسی چیز کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے میں اسے حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر لوں پھر اپنا سر گریبان میں لے جاتے پھر فرماتے نبی علیہ السلام نے اس بارے میں یہ فرمایا ہے پھر ایسا ہی ہوتا جیسے فرماتے کبھی اس سے مختلف نہ ہوتا۔ پس اس کے انکار سے بچو، کہ یہ اشارہ غیبی کی علامت ہے۔" آخر تک۔

علامہ مناوی نے اپنی شرح شمائل میں فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام فقد رانی، اور مسلم کی روایت میں ہے فسیرانی فی الیقظۃ یہ لفظ بھی ہے فکانما رانی فی الیقظۃ یا یہ فقد رای الحق۔ کی شرح میں فرمایا "یعنی جس نے خواب میں مجھے جس حالت میں دیکھا، اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اس نے سچا خواب دیکھا ہے یعنی یہ خواب باطل نہیں، حق ہے کیونکہ شرط و جزا کا اتحاد، غایت کمال کی دلیل ہے، اور مبالغہ کی حد ہے یعنی جس نے مجھے دیکھا تو اس نے تمام کمال کے ساتھ میری حقیقت دیکھی۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اس میں تنبیہ ہے کہ نظر آنے والی ذات، نہ سرکار کی رُوح ہے نہ شخص بلکہ تحقیق یہ ہے کہ وہ مثال ہے اسے حجۃ الاسلام (غزالی) نے ذکر کیا ہے پھر اس کے بعد وہ لفظ لائے جو پہلی عبارت کی معنوی تاکید یا حکم کی تعلیل سمجھ لیجئے۔ فرمایا "شیطان میری مثال نہیں بن سکتا" یعنی اس میں یہ طاقت ہے ہی نہیں، عام اس سے کہ دیکھنے والا سرکار کو مشہور وصف میں دیکھے یا غیر معروف صفت میں۔ جیسا کہ عقلمندوں کے نزدیک مقبول مفہوم ہے، کیونکہ حق سبحانہ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنایا ہے۔ گمراہوں کے لیے ہادی، اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ فرمایا ہے پس جب کہ کائنات آپ کے نورِ وجود سے منوّر، شیطان آپ کی میلاد کے ساتھ ہی دھتکارا اور ستاروں سے مارا جانے لگا اور کاہنوں کی بنیادیں اُکھاڑ دی گئیں تو کیسے تصور کیا جائے کہ شیطان آپ کی مثال بن سکتا ہے اور اگر شیطان آپ کی مثال اختیار کر سکے تو خارج میں یُونہی قتل ہو جائے پس خواب میں آپ کو دیکھنا حق ہے جس صورت میں بھی ہو۔

پھر ابن ابو جمرہ، ابن حجر اور صدر الدین قونوی کی آنے والی عبارت کا کچھ حصہ ذکر فرمایا ملا علی قاری نے شرح شمائل میں فرمایا، المازری نے ابا قلانی سے حکایت بیان کی ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے دیدار کی حدیث اپنے ظاہری مفہوم میں ہے اور مراد یہ ہے کہ جس نے سرکار کو دیکھا اس نے آپ کو پا لیا اور کوئی مانع اس سے منع نہیں کر سکتا عقل بھی اس کو محال قرار نہیں دیتی کہ ظاہری معنی سے کسی اور طرف پھیرنے کا حیلہ کیا جائے۔ پھر ملا علی قاری نے

حضور علیہ السلام کے فرمان من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل بی۔ اس کو احمد، بخاری اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ امام احمد اور شیخین نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ لفظ روایت کیے ہیں من رآنی فقد رای الحق فان الشیطان لا یترائی یعنی جس نے مجھے دیکھا اس نے میری کامل حقیقت دیکھی جس میں کوئی شک وشبہ نہیں اس پر حضور علیہ السلام کا یہ قول دلیل ہے فقد رای الحق یعنی جس نے مجھے دیکھا اس نے حقیقۃً میری ظاہری صورت دیکھی اور عنقریب آمنے سامنے بھی دیکھ لے گا کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ اس میں میری ہم شکل صورت اختیار کرنے کی طاقت ہی نہیں۔ ورنہ معنوی صورت اختیار کرنا تو ویسے ہی بعید تر ہے مرحوم فرماتے ہیں، پھر تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ سبحانہ، تعالیٰ نے جس طرح حالتِ بیداری میں شیطانی تسلط اور وسوسہ سے اپنے نبی علیہ السلام کو محفوظ رکھا، اسی طرحِ دار التکلیف (دنیا) سے نکلنے کے بعد بھی محفوظ فرما دیا۔ پس شیطان آپ کی شکل اختیار نہیں کرسکتا، کہ دیکھنے والے کو فرضی تخیلات میں مبتلا کر دے۔ پس کسی شخص کا حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھنا، بیداری میں دیکھنا ہے۔ کہ یہ حقیقی دیکھنا ہے کسی اور ذات کو دیکھنا نہیں۔ کیونکہ شیطان سرکار کی صورت و شکل اختیار نہیں کرسکتا۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ شیطان اپنی صورت میں آئے اور دیکھنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت سمجھ بیٹھے۔ پس جو شخص سرکار کو خواب میں دیکھے خواہ کسی صورت میں دیکھے اسے ایسی تعبیریں کرنے کی ضرورت نہیں۔ نہ کوئی اور وہم وخیال کرنے کی۔ اگر حضور علیہ السلام کی دُنیاوی صورت کے خلاف ہی دیکھے۔ جیسا کہ مبرک نے ذکر کیا۔

ازالہ شبہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیک وقت مختلف شکلوں میں بہت سے لوگوں نے دیکھا ہے (اس کا کیا حل ہے؟) ہم کہتے ہیں اس کا تعلق دیکھنے والوں کے حال سے ہے، جسے دیکھ رہے ہیں اس کے حال سے نہیں، جیسا کہ آئینہ میں ہوتا ہے جس نے سرکار کو مُسکراتے دیکھا تو یہ دلیل ہے کہ دیکھنے والا آپ کی سُنت

تبسم پر عمل کر رہا ہے اور حال غضب میں دیکھتا ہے تو معاملہ برعکس ہے جس نے آپ کو ناقص دیکھا یہ تو یہ دلیل ہے کہ اس نے آپ کی سُنّت کی ناقص اتباع کی ہے مثلاً سبز شیشے کے پیچھے سے سفید پرندے کو دیکھنے والا، سبز رنگ میں دیکھتا ہے اسی پر قیاس کر لیجیے۔ یہ بات صاحبِ الازہار نے ذکر کی ہے اور انتہائی تحقیقی اور دقیق۔ ہاں کبھی اس کا تعلق دیکھنے کی جگہ سے بھی ہوتا ہے جیسے حضور علیہ السلام کو مسجد کے ایک حصّہ میں اس طرح دیکھا گیا جیسے آپ مُردہ ہُوں بعض عارفین نے اس کی یہ تعبیر کی تو اس قطعہ زمین کا مسجد میں شامل کیا جانا سنت کے مطابق نہیں ہوا جب اس کی تحقیق و تفتیش کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ قطعہ غصب شدہ تھا۔" پھر نبی علیہ السلام کے فرمان فقد رای الحق کے تحت فرمایا یہ دیکھنا حق و صیح ہے اس میں کوئی وہم یا باطل خیالات کا دخل نہیں۔ یہ بات کرمانی نے ذکر کی۔ طیبی نے فرمایا الحق اس جگہ مصدر مؤکد ہے یعنی جس نے مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا، حقیقی دیکھنا۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ایک روایت میں ایسے ہی الفاظ آئے ہیں۔ زین العرب نے کہا حق باطل کی ضد ہے۔ پس یہ مفعول مطلق ہے اصل عبارت اس طرح ہے فقد رای رؤیة الحق، میرک نے کہا، کہا گیا ہے کہ الحق مفعول بہ ہے، مجھے اس میں تامل ہے۔ ختم۔ شائد تامل کی وجہ یہ ہو کہ حق سے مُراد باطل کی ضد لیا ہو لہٰذا یہ مفعول مطلق نہیں ہوسکتا ہاں یہ مُراد لینا صحیح ہے کہ حق سبحانہٗ مُراد ہو مضاف مقدر مان کر۔ یعنی رَاٰی مَظْهَرَ الْحَقِّ یا مَظْهَرَهٗ۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کا مظہر دیکھا" یا یہ کہ جس نے مجھے دیکھا وہ عنقریب اللہ سبحانہٗ کو دیکھے گا۔ کیونکہ جس نے سرکار کو خواب میں دیکھا تو وہ آپ کو عنقریب جاگتے ہوئے سلامتی کے گھر (جنّت) میں دیکھے گا۔ اس سے لازم آیا کہ وہاں وہ اللہ کو دیکھے۔ یہ بھی بعید نہیں کہ اس کا مطلب ہو، جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب اللہ کو خواب میں دیکھے گا کہ میرا دیکھنا اس کے دیکھنے کا مقدمہ یا اس مقصد کے حصول کی بشارت ہے" الخ۔ عارف باللہ سیدی صدر الدین قونوی نے ان چالیس احادیث کی شرح میں، جو اہل حقیقت کی زبان پر جاری

ہیں، یہ شرح مکمل نہیں ہو سکی بلکہ ستائیس تک پہنچ کر ختم ہو گئی ہے۔ فرمایا بیسویں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے دیکھا کہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔" ایک روایت میں ہے "اس کے لیے مناسب نہیں کہ میری صورت اختیار کرے۔" ایک روایت میں ہے "شیطان میرا وجود نہیں بن سکتا۔" ایک اور روایت میں ہے "جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔ کہ شیطان میری شکل میں نظر نہیں آسکتا۔" اس راز کی تشریح اور اس معنیٰ کی توضیح یہ ہے کہ حضور علیہ السلام اگرچہ اس لیے حاضر ہوتے کہ حق تعالیٰ کے تمام اسما و صفات کے جو احکام ہیں ان سے اپنے آپ کو متصف کریں اور اپنے اندر ان معانی کو منعکس کریں۔ کیونکہ مقامِ رسالت اور جن لوگوں کی طرف آپ کو بھیجا گیا تھا ان کی راہنمائی اور ان کو حق کی دعوت دینے ان سب کا تقاضا یہ تھا کہ آپ کی ذات میں حکم اور سلطنت کا ظہور ہوتا۔ اور اللہ کی صفات اور اسمائیں سے ایک صفت ہدایت اور اس کا ایک نام ہادی بھی ہے جیسا کہ خود اللہ نے اس کی خبر دی۔

اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔	ترجمہ: آپ بے شک سیدھے راستے کی راہنمائی فرماتے ہیں۔

پس حضور علیہ السلام اسم الہادی کی صورت میں صفت ہدایت کے مظہر ہیں۔ اور شیطان اسم المضل کا مظہر ہے اور صفت ضلالت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں متضاد ہیں۔ اور ہم نے اس مفہوم کی تائید کرنے والی حدیثیں بھی ذکر کی ہیں ایک طویل حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے (اللہ سے) ابلیس سے ملاقات کا سوال کیا تاکہ اس کی صفات کو قریب سے دیکھیں چنانچہ اسے آپ کے سامنے حاضر کیا گیا فرشتوں نے حفاظت کے لیے حضور علیہ السلام کو گھیرے میں لے لیا۔ تاکہ ابلیس آپ کے خلاف کسی برائی کا ارادہ نہ کرے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابلیس! جو بات تیرے پاس ہے کہہ ڈال۔ اس نے کہا اے محمد! بے شک اللہ نے آپ کو ہدایت کے لیے پیدا کیا ہے، حالانکہ تیرے ہاتھ میں کوئی ہدایت نہیں اور مجھے گمراہی کے

لیے پیدا کیا ہے حالانکہ گمراہی کا مجھے کوئی اختیار نہیں، پس اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اس نے سچ کہا، حالانکہ بڑا جھوٹا ہے۔" (واللہ اعلم) اس سے معلوم ہوا کہ درحقیقت شیطان نبی علیہ السلام کی ضد ہے۔ اور دو ضدیں کبھی جمع نہیں ہوتیں۔ نہ ایک دوسرے کی صورت میں ظاہر ہو سکتی ہیں نیز نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے پیدا فرمایا ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ اب اگر شیطان آپ کی صورت میں ظاہر ہو سکے تو وہ تمام وثوق و اعتماد ختم ہو جائے جس کو اللہ تعالیٰ ہر اس آدمی میں پیدا کرتا ہے جو حضور علیہ السلام کے معجزات کا مشاہدہ کرتا ہے اس حکمت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے صورتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو شیطانی مشابہت سے محفوظ فرما دیا۔

ایک مزیدار سوال ابلیس حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی عظمت ہر عظیم کی عظمت سے بڑھ کر ہے کیا وجہ ہے کہ اللہ نے ابلیس کو حضور علیہ السلام کی صورت میں آنے پر پابندی لگا دی، اور خود حق تعالیٰ کئی لوگوں کو نظر آیا اور ان سے بات کی کہ میں حق ہوں، جو ان کی گمراہی کا سبب بنا، اور اس طرح کئی لوگ گمراہ ہوئے کہ انہوں نے دیدارِ الٰہی کا گمان کیا۔ اور یہ کہا کہ ہم نے حق تعالیٰ سے گفتگو کی ہے اور اس کی بات سنی ہے۔

اس کا جواب میں کہتا ہوں دونوں کے نظر آنے میں دو طرح کا فرق ہے۔ اوّل یہ کہ ہر عقلمند جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی متعین صورت نہیں جس سے شبہ پیدا نہ ہو سکے بخلاف نبی علیہ السلام کے کہ آپ کی معین، معلوم اور نظر آنے والی صورت ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ کی وسعت کا تقاضا یہ ہے کہ جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہ کرے جیسا کہ اس گزشتہ حدیث کے ضمن میں تنبیہ گزر چکی ہے جس میں ابلیس اور نبی علیہ السلام کا مکالمہ ہوا تھا۔ اور اللہ نے اس کی اس بات کی تصدیق فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ وہ بڑا جھوٹا ہے۔ رہے نبی علیہ السلام، تو آپ میں صرف ہدایت کی صفت ہے جو اپنی صورت میں ظاہر ہوتی ہے پس لازم ہے کہ آپ کی صورت کو شیطانی تمثیل سے بچایا جائے۔

تاکہ اعتماد باقی رہے اور ہدایت کا مقصد ظاہر ہو اس شخص میں جس میں اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی ہدایت ظاہر چاہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو اس فرمان باری کا کیا مفہوم ہوگا۔

اِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ ترجمہ: بے شک آپ سیدھے راستے کی راہنمائی فرماتے ہیں۔

پھر تو بعثت کا کوئی فائدہ ہی نہ ہوا۔ اسے سمجھ لیجئے۔ ہاں یہاں ایک کسوٹی اور دلیل ہے، ان دونوں پر تنبیہ کرنا ضروری ہے۔

معیار صحت

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی زیارت یہ ہے کہ دیکھنے والا آپ کو اس صورت میں دیکھے، جس کا حلیہ نقل صحیح سے ثابت ہو۔

اسی بات کی طرف بعض روایات حدیث میں اشارہ ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔" یہاں تک کہ اگر کسی نے سرکار کو حقیقی حسین وجمیل صورت کے خلاف دیکھا، اس نے آپ کو دیکھا ہی نہیں۔ مثلاً بہت لمبا قد دیکھا یا بہت چھوٹا قد دیکھا یا زرد رنگ میں دیکھا یا بوڑھا بہت گندم گوں وغیرہ اور دیکھنے والے کا یقین کہ میں نے آپ ہی کو دیکھا ہے کوئی دلیل نہیں بلکہ جو چیز اسے نظر آرہی ہے وہ یا تو دیکھنے والے کے عقیدے کے مطابق صورت شرع ہے یا اس کا حال ہے یا اس کی صفت کا مظہر ہے یا کسی اسلامی حکم کی تصویر ہے یا اس جگہ کا اثر ہے جہاں دیکھنے والے نے خواب میں صورت دیکھی اور سمجھا یہ کہ حضور علیہ السلام کی صورت ہے ہم نے اس کا تجربہ خود بھی بہت کیا ہے اور دوسروں میں بھی۔ اور اپنے شیوخ سے بھی بارہا ایسی باتیں سنی ہیں جو ہماری مؤید ہیں ان میں سے ایک یہ کہ ہمارے شیخ الاسلام۔ اکمل۔ محی الدین بن محمد علی بن العربی رضی اللہ عنہ نے مجھے اس سلسلہ میں ایک حکایت سنائی۔ کہ

ابن العربی کی حکایت

ایک مرتبہ پچپن میں اشبیلیہ کی جامع مسجد میں، جو اندلس (اسپین) کے شہروں میں سے ہے، انھوں نے نبی علیہ

السلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ وفات پا چکے ہیں اور ایک کونے میں چادر میں لپٹے ہوئے ہیں۔ اس کے کئی سال بعد جب شیخ اللہ والوں کے راستے پر چل پڑے، حکومت اور جو کچھ دنیاوی مال پاس تھا سب کچھ ترک کر دیا اور مصروف آخرت ہو گئے، اور اللہ نے فتوحات کے دروازے کھول دیئے تو اتفاق سے اسی جامع مسجد میں اپنے شہر کے بعض اہلِ علم و فضل کے ہمراہ داخل ہوئے کسی کام سے وہ ایک دروازے داخل ہو کر دوسرے سے نکلنا چاہتے تھے، اور اس بات کو ناپسند کیا جاتا تھا کہ کوئی شخص گذرگاہ بنا کر مسجد سے یوں گذر جائے اور دو نفل ادا نہ کرے، اور جس دروازے سے چاہے نکل جائے۔ ہم ساتھیوں کو بھی اس طرح کئی دروازوں والی مساجد کو گذرگاہ بنانے اور دو رکعت نفل بھی ادا نہ کرنے سے منع کرتے تھے۔ فرمایا جب میں اپنے مذکور ساتھی کے ہمراہ جامع مسجد میں داخل ہوا، میں نے کہا جب تک دو نفل ادا نہ کر لوں مسجد کو عبور نہیں کروں گا۔ میرے ساتھی نے کہا آؤ اس کونے میں دو نفل ادا کر لو اور اشارہ اس کونے کی طرف کیا، جہاں میں نے نبی علیہ السلام کو اس کونے میں مُردہ اور کپڑے میں لپٹا ہوا دیکھا تھا، لہٰذا میں اس جگہ نماز پڑھنا اچھا نہیں سمجھتا انھوں نے اس پر تعجب کیا اور کہا تم نے حق دیکھا ہے۔ اب میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتاتا ہوں۔ جان لیجیے کہ وہ مقام میرا گھر تھا بلادِ مغرب کے حاکم نے مسجد میں توسیع کا ارادہ کیا ایک دیوار کو گرایا اور اس کے پیچھے جو مکان تھے انہیں مسجد میں شامل کرنے کے ارادے سے خرید لیا میرے مکان کے علاوہ کوئی مکان باقی نہ رہا۔ انھوں نے مجھ سے وہ خریدنا چاہا لیکن جتنی قیمت میں چاہتا تھا، اتنی انھوں نے نہ دی، میں نے بیچنے سے انکار کر دیا۔ لیکن انھوں نے میری رضامندی کے بغیر ہی جتنی قیمت میں چاہا وہ مکان لے لیا۔ پس میں نے جن کو دیکھا ہے وہ نبی علیہ السلام نہیں ان کی شریعت ہے۔ اس نسبت سے یہاں فوت ہوئے اور سودے کی صورت میں پردہ ڈالا یہ سودا درست نہ تھا بلکہ یہ جگہ غصب شدہ تھی۔ ہاں اب میں تمہیں گواہ بنا کر اپنا حق

اہل اسلام کے لیے چھوڑتا ہوں پس آپ آئیں اور نماز پڑھیں ہم گئے اور اس مسجد میں نماز پڑھی۔ اور پھر اپنے کام کے لیے باہر نکل آئے"۔ یونہی علاقہ شام میں مجھ سے بیان فرمایا کہ ایک نیک آدمی نے خواب میں نبی علیہ السلام کو تھپڑ مارا (نعوذ باللہ) پھر گھبرا کر بیدار ہوا اور آپ کی جلالت شان کے پیش نظر جو دیکھا تھا اس سے دہشت زدہ ہو گیا۔ بعض شیوخ کے پاس آ کر اپنا خواب بیان کیا، شیخ نے اس سے کہا، تمہیں معلوم ہو کہ نبی علیہ السلام اس سے عظیم تر ہیں کہ تیرا یا کسی اور کا آپ پر ہاتھ اُٹھ سکے جو تو نے دیکھا وہ نبی علیہ السلام نہ تھے یہ آپ کی شرع تھی، جس کے ایک حکم میں تو نے غلطی کی ہے، اور تیرے چہرے پر تھپڑ اس بات کی دلیل ہے کہ تو نے امر حرام اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے۔ اس پر وہ شخص سراسیمہ ہو کر سوچنے لگا اور یہ نہ بتایا کہ میں نے کوئی جرم کیا ہے۔ ویسے دیندار آدمی تھا۔ اس شخص نے شیخ کو اس تعبیر پر کوئی تہمت نہ لگائی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ شیخ صحیح تعبیر کر رہے ہیں پس پریشان اور بوجھل دل کے ساتھ گھر لوٹا۔ بیوی نے اس پریشانی کا سبب پوچھا، تو اس نے اپنا خواب اور شیخ کی تعبیر اسے بتائی۔ بیوی بہت حیران ہوئی اور اس نے توبہ کی، اور کہنے لگی میں تجھے بتاتی ہوں، تو نے قسم اٹھائی تھی کہ اگر میں تیرے فلاں جان پہچان والے کے گھر قدم رکھوں تو مجھے طلاق۔ میں ان کے دروازے سے گزرنے لگی انہوں نے مجھے قسمیں دیں۔ مجھے ان کے اصرار پر شرم آئی اور میں اندر چلی گئی اور ڈر کے مارے یہ ماجرا میں نے تجھ سے بیان نہ کیا اس لیے صورت حال چھپائے رکھی۔ اب اس شخص نے توبہ و استغفار کی اور حق تعالیٰ کی بارگاہ میں زاری کی۔ عورت نے عدت گزار کر از سر نو نکاح کیا۔

التونوی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ واقعہ کے بعد فرمایا میں

سقوط بغداد کا خواب نے اس رات کو جس کی صبح میں بغداد پہنچا، سحری کے وقت نبی کریم علیہ السلام کو کفن میں لپٹی لاش کی صورت میں دیکھا، کچھ لوگ اسے لے کر دوڑے جا رہے ہیں، سر مبارک کھلا تھا۔ اور زلفیں زمین سے چھو رہی تھیں۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کیا کر رہے ہو؟۔ انہوں نے کہا یہ فوت ہو گئے ہیں اور ہم دفن کرنا چاہتے ہیں۔ میرے دل

میں آیا کہ حضور علیہ السلام فوت نہیں ہوئے، میں نے ان لوگوں سے کہا، مجھے تو آپ کا چہرۂ اقدس مرنے والوں کا سا نظر نہیں آتا۔ ذرا صبر کرو، بات کی تحقیق ہو جائے، میں منہ مبارک کے قریب ہوا۔ تو مجھے ہلکا پھلکا سانس محسوس ہوا۔ میں ان پر چلایا اور ان کو اس ارادے سے منع کیا۔ اب میں سخت گھبراہٹ میں بیدار ہو گیا تو مجھے چونکہ یہ مسئلہ معلوم تھا اور بارہا اس کا تجربہ ہو چکا تھا۔ لہٰذا میں سمجھ گیا کہ یہ عالم اسلام میں کسی بڑے حادثہ کی مثال ہے، جب یہ بات پھیلی کہ مغل (منگول) بغداد کی طرف بڑھ رہے ہیں تو مجھے محسوس ہوا کہ بغداد نرغے میں آگیا ہے میں نے وہ تاریخ نوٹ کر لی۔ پس ایک سے زیادہ اخباری جنہوں نے اپنی آنکھوں سے واقعہ دیکھا تھا، آموجود ہوئے، اور انہوں نے بتایا کہ اسی دن بغداد پر حملہ ہوا تھا۔ پس خواب کی تعبیر صحیح ہو گئی۔ میں نے ثقہ لوگوں سے اس بارے میں جو سنا ہے اور کئی بار مجھے خود جو تجربات ہوئے ہیں، یا دوسرے لوگوں کو، اگر یہ سب کچھ ذکر کروں تو بات طویل ہو جائے۔ میں نے محض نمونہ اور تنبیہ کے طور پر کچھ بیان کر دیا ہے۔

وجہ اشتباہ سالکین کی ایک جماعت پر اللہ کا طریقہ جن وجوہات سے مشتبہ ہو گیا ہے ہم ان اسباب کو ذکر کر آئے ہیں کہ انہوں نے اپنے خیال کے مطابق حضور علیہ السلام کو دیکھا اور آپ نے ان کو کئی باتوں کی خبر دی مگر خبر کے مطابق وہ امور وقوع پذیر نہ ہوئے۔ پھر جب میں نے ان سے نظر آنے والی صورت کا حلیہ پوچھا اور انہوں نے مجھے بتایا تو معلوم ہوا کہ یہ حلیہ اصل صورت مبارکہ کے خلاف ہے میں نے ان کو اس کا سبب بتا دیا اور خبردار کر دیا تو وہ خوش ہو گئے اور متنبہ ہو گئے۔ جس طرح ہم نے اس قسم کا بہت تجربہ کیا ہے۔ اسی طرح ہمارا یہ بھی تجربہ ہے کہ جس کسی نے سرکار کو اصل صورت میں دیکھا اور اس کو خبر دی جو بھی دی وہ خبر کبھی نہ غلط ہوئی نہ تبدیل۔ بلکہ ہم نے اسے ایک روشن نص پایا، جسے ہم نے آپ سے روایت بھی کر دیا؛ خدائے یکتا کا شکر ہے۔

اس کے بعد قونوی نے طویل و دقیق کلام کیا ہے، عالم مثال کی حقیقت اور خوب

میں لوگوں کے ایک دوسرے کو دیکھنے کے متعلق۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ یہ دیکھنا کئی قسم کا اور مناسبات کے مطابق الگ الگ نوعیت کا ہوتا ہے اور اس بیان میں ہمارے مقصود کی جو بات ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے "کہ اس دنیا میں لوگوں کا ایک دوسرے سے صورتوں میں جمع ہونا اور عالم بالا میں ارواح کے ساتھ جمع ہونا کبھی بیداری اور کبھی خواب میں۔ اس کا مضبوط تر سبب مناسبت اور کئی باتوں میں یکسانیت کا پایا جانا ہے۔ کثرت اجتماع اور قلت اجتماع کا دار و مدار آثار مناسبت کی قوت و ضعف پر ہے۔ کیونکہ دو ذاتوں میں کبھی صفات، احوال اور افعال، تینوں میں مناسبت ہوتی ہے اور کبھی صرف افعال میں۔ اگر اس درجے میں کوئی دوسرا وصف بھی اس سے مل جائے تو نسبت اور قوی ہو جائے گی۔ اگر اس کے ساتھ مناسب ذاتی کو بھی فرض کر لیا جائے تو نسبت مکمل ہو گئی پس جس آدمی کی نسبت کاملین یعنی انبیاؑ و اولیاؒ کی ارواح سے ثابت ہو گئی وہ جب چاہے ان سے مل جائے خواب میں خواہ بیداری میں۔ فرمایا یہ حال ہم نے اپنے شیخ، شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ میں کئی سال تک دیکھا ہم نے ان میں سے بعض احوال دوسرے لوگوں میں بھی دیکھے ہیں۔ رہے شیخ رضی اللہ عنہ سو وہ انبیاؑ و اولیاؒ اور گزرے ہوئے دیگر لوگوں کے ارواح سے جب چاہیں ملاقات کر لیتے تھے اس ملاقات کی تین صورتیں ہیں۔

ارواح سے ملاقات کے تین مراتب

(۱) اگر چاہے تو اپنی روحانیت کو اس دنیا میں اتار لے اور اس کو مجسم کر کے مثالی صورت میں محسوس کرے جو حسی و حقیقی صورت سے مشابہ ہو جو دنیا میں اسے حاصل تھی۔ اس میں ذرہ بھر کمی نہ ہو۔

(۲) اگر چاہے تو اسے خواب میں حاضر کر لے۔

(۳) اور اگر چاہے تو اپنی شکل ختم کر کے اس سے مل جائے، بایں طور کہ اس کا ذاتی مقام عالم بالا سے متعین ہو۔

اس مناسبت ثانیہ کے مطابق جو اس نظر آنے والی صورت اور بعض افلاک کے درمیان ہے اور اس مناسبت کے مطابق جو اس فلک کو دوسرے افلاک اور دوسری کائنات سے ہے اور یہ حال جو میں نے ذکر کیا ہے ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ کے تصرف سے ملا ہے۔ اور یہ درانحالت نبوی کے صحیح ہونے کی دلیل ہے اسی کی طرف اللہ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے۔ جو رسول ہم نے تم سے پہلے بھیجے ہیں ان سے پوچھ لو" آخر تک۔ اگر نبی علیہ السلام ان نبیوں سے ملاقات نہ کر سکتے تو اس فرمان کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ سو ایسی ملاقات کو بعید نہ سمجھ، کہ کسی کمزور تاویل کا سہارا ڈھونڈتا پھرے کہ تیرے علاوہ، بخدا ایک سے زیادہ ان لوگوں نے یہ اور اس جیسی کئی ملاقاتیں کی ہیں"۔ صدر قونوی کا کلام ختم ہوا۔

شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن العربی کا ارشاد

شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ نے "فتوحات مکیہ" کے باب نمبر ۳۶۴ میں فرمایا:" میں نے تمام نبیوں اور رسولوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، اور ان میں سے صرف قوم عاد کی طرف بھیجے گئے نبی حضرت ہود علیہ السلام سے ہمکلام ہوا، اور کسی سے کلام نہیں کر سکا، اور میں نے تمام مسلمانوں کو بھی اپنی آنکھ سے دیکھا، جو ہو چکے یا قیامت تک ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو میرے سامنے ایک میدان میں، دو مختلف وقتوں میں ظاہر فرمایا۔ میں سوائے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے، ان سب کے ساتھ رہا، اور ان سے بہرہ مند ہوا۔ ان میں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی شامل تھے جن کے سامنے میں نے قرآن پڑھا اور عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کے سامنے موجود تھے اور موسیٰ علیہ السلام نے مجھے علم کشف علم الضیاح اور رات دن بدلنے کا علم عطا فرمایا، جب مجھے یہ حاصل ہوا تو رات ختم ہو گئی اور تمام وقت دن ہی رہا۔ سو میرے لیے نہ سورج غروب ہوا نہ طلوع۔ یہ کشف میرے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کی اطلاع تھی، کہ آخرت میں میرے لیے کوئی بدبختی نہیں، ہود علیہ السلام سے میں نے ایک مسئلہ پوچھا، جو انہوں نے مجھے سمجھا دیا مجھے

یوں لگا جیسے حضرت میرے اسی زمانہ میں موجود ہیں اور سمجھا رہے ہیں اور میں رسُولوں میں سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ ابراہیم۔ موسیٰ عیسیٰ۔ ہود اور داؤد علیہم السلام کے ساتھ رہا۔ باقیوں کو دیکھا تو ہے ان کے ساتھ نہیں رہا" الخ۔

سیدی عبد الکریم الجبلی کا ارشاد

عارف باللہ سیدی عبد الکریم الجبلی نے اپنی کتاب "الانسان الکامل" کے ۶۰ ویں باب میں فرمایا "جان لے اللہ تیری حفاظت فرمائے، کہ انسان کامل وہ قطب دکیل، ہے جس پر افلاک وجود ابتدائے آفرینش سے آخر تک گردش کر رہے ہیں اور وہ ابتدائے وجود سے ابدالآباد تک ایک ہی ہے پھر آگے اس کی متعلقہ شاخیں ہیں ایک شاخ کے اعتبار سے اس کا ایک نام ہے اور دوسری شاخ کے اعتبار سے دوسرا۔ پس اس کا اصل نام محمد ہے صلے اللہ علیہ وسلم، اس کی کنیت ابوالقاسم اس کی صفت عبد اللہ اور لقب شمس الدین ہے۔ پھر دوسرے متعلقات کے اعتبار سے اس کے کئی اور نام ہیں، اور ہر زمانہ میں اس کا مناسب حال ایک نام ہوتا ہے۔ میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں۔ اس وقت سرکار، میرے شیخ، الشیخ شرف الدین اسماعیل الجبرتی کی صورت میں تھے مجھے معلوم تھا کہ یہ نبی علیہ السلام ہیں اور یہ بھی جانتا ہے کہ یہ دتشکل) شیخ دہیں، ہیں۔ یہ ان مشاہدات میں سے ایک ہے جو میں نے مقام زبید میں ۷۹۶ھ کو دیکھے۔

اس کا راز

اس کا راز یہ ہے کہ حضور علیہ السلام ہر صورت اختیار کر سکتے ہیں۔ پس صاحب ادب جب حضور علیہ السلام کو اس صورت میں دیکھتا ہے جو صورتِ محمدیہ ہے اور جو آپ کو حیاتِ ظاہری میں حاصل تھی تو وہ اسے اسم محمد سے موسوم کرتا ہے اور اگر کسی اور صورت میں دیکھتا ہے اور جان لیتا ہے کہ یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں، تو پھر اسی نام سے موسوم کرتا ہے۔ پس وہ نام حقیقت

محمدیہ پر ہی بولا جاتا ہے۔ تم دیکھتے نہیں کہ جب حضور علیہ السلام شبلی رضی اللہ عنہ کی صورت میں ظاہر ہوئے تو شبلی نے اپنے شاگرد سے کہا

اَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

شاگرد بھی صاحب کشف تھا اس نے پہچان لیا اور کہا۔

اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

یہ کوئی غلط بات نہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کسی کو خواب میں دیکھتا ہے اور کشف کا کمتر درجہ یہ ہے کہ خواب میں جو کچھ دیکھا وہ بیداری میں بھی ممکن ہو، لیکن خواب اور کشف میں فرق ہے وہ یہ کہ خواب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شکل دیکھتا ہے، اس کو جاگتے ہوئے حقیقتِ محمدیہ کا نام نہیں دے سکتا اس لیے کہ عالم مثال کی تعبیر تو ہو سکتی ہے کہ جس شخص کو خواب میں دیکھا، اسے بیداری کی صورت محمدیہ سے تعبیر کر لیا۔ لیکن کشف میں ایسا نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب کشف میں صورت محمدیہ تمہارے سامنے کی اور آدمی کی صورت میں ظاہر ہو گی تو تم پر لازم ہو گا کہ حقیقت محمدیہ پر اس صورت کا نام چسپاں کرو، اور تم پر یہ بھی لازم ہو گا۔ کہ اس صورت والے کا اسی طرح ادب کرو، جس طرح محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ادب کرتے ہو۔ کیونکہ کشف نے تمہیں یہ بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس صورت میں ظہور پذیر ہیں۔ لہٰذا جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے اس صورت میں ظاہر گئے تو اب تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ اس سے اب بھی وہی معاملہ کرو جو اس سے پہلے کرتے تھے پھر ہرگز ہرگز میری گفتگو سے مسئلہ تناسخ کا وہم نہ کر بیٹھنا۔

اسے تناسخ نہ سمجھ لینا

اللہ کی پناہ، رسول اللہ کی پناہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ میری یہ مراد ہو۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی ہر صورت میں ظاہر ہونے کی طاقت ہے کہ آپ ان صورتوں میں ظاہر ہوسکتے ہیں اور حضور علیہ السلام کی سُنّت جاریہ یہی ہے کہ ہر زمانہ میں، جو جلیل القدر شخصیت ہوتی ہے۔ اس کی صورت میں ظہور پذیر ہوتے ہیں تاکہ ایسے لوگوں کی شان بلند اور میلان درست ہو۔ یہ حضرات ظاہر میں سرکار کے خلفاء ہیں اور حضور علیہ السلام باطن میں ان کی حقیقت ہیں"۔ الجیلی کا کلام ختم ہوا۔

علامہ سیوطی کا ارشاد

شیخ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب "تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک" میں فرماتے ہیں۔ یہ سوال بکثرت کیا جاتا ہے کہ ارباب احوال کو حضور علیہ السلام کا دیدار ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اس زمانہ کے بعض لوگ جن کو کوئی علمی مقام حاصل نہیں، نہایت مبالغہ سے اس کا انکار کرتے ہیں اور اس کے محال ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، لہٰذا میں نے اس سلسلہ میں یہ رسالہ لکھا ہے ہم اس کی ابتداء اس صحیح حدیث سے کرتے ہیں، جو اس موضوع پر، امام بخاری، امام مُسلم اور امام ابو داؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہُ سے نقل کی ہے کہ "حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جس نے مجھے خواب میں دیکھا، وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا۔ اور شیطان میری مثل نہیں بن سکتا"۔

طبرانی نے ایسی ہی روایت حضرت مالک بن عبداللہ اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔ اور اسی کی مثل دارمی نے ابوقتادہ سے نقل کی ہے۔ علماء فرماتے ہیں، حضور علیہ السلام کے فرمان فسیرانی یقظۃ میں اختلاف کیا گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب ہے عنقریب قیامت کے دن مجھے دیکھ لے گا اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ پھر اس خصوصیت کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ قیامت کے دن آپ کی تمام اُمّت آپ کا دیدار کرے گی وُہ بھی جنہوں نے دنیا میں آپ کو خواب میں دیکھا اور وہ بھی جنہوں نے نہ دیکھا۔ یہ بھی کہا

گیا ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کی ظاہری زندگی میں ایمان لائے لیکن دولت دیدار سے مشرف نہ ہو سکے۔ کہ آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ ایسے لوگوں کو بشارت دی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے مرنے سے پہلے ضرور سرکار کو دیکھیں گے۔ ایک قوم نے کہا یہ فرمان اپنے ظاہر پر ہے کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا، وہ اپنے سر کی آنکھوں سے بیداری میں بھی آپ کی زیارت کرے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دل کی آنکھ سے۔ یہ دونوں باتیں قاضی ابوبکر بن العربی نے بیان کیں۔ سیوطی نے ابن ابی جمرہ المدخل لابن الحاج کے مذکورہ حوالہ جات کے بعد فرمایا۔ قاضی شرف الدین ہبۃ اللہ بن عبدالرحیم البارزی نے کتاب عری الایمان میں کہا، البیہقی نے کتاب الاعتقاد میں فرمایا :۔

الانبیاء بعد ما قبضوا	ترجمہ :۔ انبیائے کرام کی روحیں قبض
ردت الیھم ارواحھم	کرنے کے بعد پھر ان کی طرف لوٹائی
فھم احیاء عند ربھم	جاتی ہیں پس وہ اپنے رب کے ہاں
کالشھداء۔ وقد رای النبی	زندہ ہیں جیسے شہید، اور نبی علیہ السلام
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	نے معراج کی رات ان کی ایک
لیلۃ المعراج جماعۃ منھم	جماعت کو دیکھا اور انہوں نے آپ کو
واخبر ولاخبر صدق وان	یہی خبر دی، بے شک ہمارا درود
صلاتنا معروضۃ علیہ وان	آپ پر پیش کیا جاتا ہے اور بے شک
سلامنا یبلغہ وان اللہ تعالیٰ	ہمارا سلام آپ کو پہنچتا ہے اور بیشک
حرم علی الارض ان تاکل	اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے
لحوم الانبیاء۔	گوشت کھانے حرام کر دیئے ہیں۔

البارزی نے کہا ہمارے زمانے اور پہلے زمانے کے اولیا کی ایک جماعت سے سنا گیا ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کو وفات کے بعد بیداری میں زندہ دیکھا۔ سیوطی

نے اپنے رسالہ میں شیخ صفی الدین بن ابی منصور، اور شیخ عفیف الدین الیافعی نے "روض الریاحین" میں شیخ کبیر، قدوۃ الشیوخ العارفین، برکت اہل زمانہ ابو عبداللہ قرشی کے متعلق لکھا ہے کہ جب مصر کے علاقہ میں بہت بڑا قحط پڑا۔ اور آپ نے علاقہ شام کا سفر کیا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان کا استقبال کیا" گذشتہ قصہ کے آخر تک"۔

پھر فرمایا کہ یافعی نے کہا یہ کہنا کہ خلیل علیہ السلام میرے سامنے آگئے، حق بات ہے اس کا انکار وہی کرے گا جو کاملین کے ان احوال سے ناواقف ہے جن میں وہ زمین و آسمان کی عظیم الشان کائنات کا مشاہدہ کرتے اور انبیا کو مُردہ حالت میں نہیں زندہ دیکھتے ہیں جیسے نبی علیہ السلام نے مُوسیٰ علیہ السلام کو زمین میں دیکھا۔ پھر ان کو انبیا کی ایک جماعت کو آسمانوں پر بھی دیکھا اور ان سے گفتگو کی اور سنی۔ یہ بھی ثابت ہے۔ کہ انبیاؑ کے لیے جو کچھ بطور معجزہ جائز ہے اولیاؑ کے لیے وہی کچھ بطور کرامت جائز ہے بشرطیکہ تحدی نہ ہو۔ فرمایا کہ شیخ سراج الدین بن الملقن نے طبقات الاولیاؑ میں شیخ خلیفہ بن مُوسیٰ النہرملکی کے حالات میں لکھا ہے۔ نہر ملک عراق میں ایک بستی ہے کہ وہ اکثر حضورؐ علیہ السلام کے دیدار سے خواب و بیداری میں مشرف ہوتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ میرے اکثر افعال حضورؐ علیہ السلام کے حکم سے متعلق ہیں کچھ خواب میں کچھ بیداری میں۔ خواب کا ایک واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک رات میں سرکار ابد قرار کو سترہ مرتبہ دیکھا۔ ایک مرتبہ فرمایا، خلیفہ! تجھے مُبارک ہو کہ کئی اولیاؑ میری زیارت کی حسرت میں مر گئے۔ خلیفہ! میں تجھے استغفار نہ بتاؤں جس سے تو دُعا مانگا کرے؟ پھر یہ کلمات ان کو سکھائے۔

اللّٰھم ان حسناتی من	ترجمہ: الٰہی بے شک میری نیکیاں تیری
عطائك وسیاٰتی من	عطا سے ہیں اور میری برائیاں تیری
قضائك فجد بما انعمت	قضا سے ہیں پس جن نعمتوں کا میرے
علی ما قضیت وامح ذلك	حق میں تُو نے فیصلہ کر دیا ہے وہ عطا

بذلك جليت ان تطاع	فرما ان کو ان سے مٹا دے۔ تو اس سے
الا باذنك او تعصی الا	برتر ہے کہ تیری اطاعت تیرے حکم کے
بعلمك اللهم ما عصيتك	بغیر کی جائے یا تیری نافرمانی تیرے
حين عصيتك استخفافًا	علم کے بغیر کی جائے۔ الٰہی جب بھی میں
بحقك ولا استحانة	نے تیری نافرمانی کی۔ تیرے حق کو
بعذابك بكن لسابقة	گھٹیا سمجھ کر اور تیرے عذاب کو معمولی
سبق بها علمك فالتوبة	سمجھ کر نہیں کی بلکہ اس شدنی کی بنا
اليك والمغفرة لديك"	پر، جس کا فیصلہ تیرے علم میں پہلے سے
	ہو چکا تھا۔ پس توبہ تیری طرف اور
	بخشش تیرے پاس ہے"۔

شیخ عبدالغفار بن نوح القوصی نے "کتاب التوحید" میں شیخ ابو یحییٰ ابو عبید اللہ اسوانی مقیم اخیم کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ نبی کریم علیہ السلام کو ہر وقت دیکھا کرتے تھے یہاں تک کہ لمحہ بہ لمحہ سرکار کی خبریں بتایا کرتے تھے"۔ کتاب التوحید میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیخ ابوالعباس المرسی کو حضور علیہ السلام سے ملاپ اور قرب حاصل رہتا تھا، جب سرکار سے ہمکلام ہوتے"۔ شیخ تاج الدین بن عطا اللہ لطائف المنن میں کہا کہ ایک شخص نے شیخ ابوالعباس المرسی سے کہا، میرے آقا، اپنی اس ہتھیلی سے میرے ساتھ مصافحہ کیجیے تو انہوں نے کہا بخدا میں نے یہ ہاتھ سرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملایا ہے"۔ (یہ بات غیر شرعی اور متکبرانہ ہے۔ مترجم) شیخ صفی الدین ابن ابو منصور نے اپنے رسالہ میں اور شیخ عبدالغفار نے التوحید میں لکھا ہے کہ شیخ ابوالحسن الونائی نے کہا ہمیں شیخ ابوالعباس طنجی نے خبر دی کہ میں سیدی احمد الرفاعی کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا میں تمہارا شیخ نہیں، تمہارے شیخ عبدالرحیم ہیں، جو مقام قنا میں مقیم ہیں تم

ان کے پاس جاؤ۔ میں نے قنا کی راہ لی اور شیخ عبدالرحیم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا، بیت المقدس کی طرف چلو تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانو۔ میں بیت المقدس کی طرف چل پڑا، میں نے جب قدم رکھا تو کیا دیکھا کہ آسمان، زمین اور عرش و کرسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرے ہوئے ہیں۔ میں شیخ کی خدمت میں واپس آیا۔ شیخ نے فرمایا، تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانا؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اب تمہاری طریقت کامل ہوئی۔ اقطاب اقطاب نہیں بنتے اوتاد اوتاد نہیں بنتے اور اولیأ اولیأ نہیں بنتے، جب تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل نہ کریں۔ شیخ صفی الدین کہتے ہیں میں نے شیخ جلیل کبیر ابوعبداللہ القرطبی کو دیکھا جو شیخ قرشی کے جلیل القدر ساتھیوں میں سے تھے اکثر مدینہ منورہ میں رہتے تھے اور حضور علیہ السلام سے رابطہ رکھتے تھے۔ جواب لیتے سلام عرض کرتے۔ ان کو حضور علیہ السلام نے ملک کامل کے نام خط دے کر مصر روانہ کیا انہوں نے خط پہنچایا اور واپس مدینہ طیبہ آ گئے۔ الیافعی نے "روض الریاحین" میں لکھا ہے کہ مجھے بعض حضرات نے بتایا کہ وہ خانہ کعبہ کے گرد فرشتوں اور نبیوں کو دیکھتے ہیں اور اکثر یہ منظر جمعرات پیر کی رات کو نظر آتا ہے۔ میرے سامنے بہت سے انبیائے کرام کا نام لیا، اور یہ بھی کہا کہ میں نے خانہ کعبہ کے گرد ہر نبی کو مخصوص مقام پر بیٹھے دیکھا ہے اور ان کے ہمراہ ان کے رشتہ دار، اہل وعیال اور صحابہ ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ ہمارے نبی کریم علیہ السلام کے گرد اتنی تعداد میں اولیا اللہ جمع ہوتے ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ ہی ان کی تعداد جانے۔ اتنی تعداد باقی تمام نبیوں کے گرد جمع نہیں ہوتی۔

محفل انبیأ

اور یہ بھی بتایا کہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل اولاد کعبۃ اللہ کے دروازے کے بالمقابل مقام ابراہیم پر بیٹھتے ہیں۔ موسیٰ اور نبیوں کی ایک جماعت علیہم السلام رکن یمانی و شامی کے درمیان اور عیسیٰ علیہ السلام اور ان

کے اور ان کے پیروکاروں کی ایک جماعت حجر کی طرف بیٹھتے ہیں۔ ہمارے نبی علیہ السلام کو صحابہ کرام اہل بیت اور اولیائے اُمّت کے ہمراہ رکن یمانی کے پاس بیٹھے دیکھا۔

ایک ولی کی حکایت ہے کہ وہ ایک فقیہ کی ایک حدیث بیان کی، ولی نے کہا یہ حدیث غلط ہے۔ فقیہ نے کہا تجھے کیا معلوم؟ اس نے کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرے سر پر کھڑے فرما رہے ہیں میں نے یہ بات نہیں کہی۔ مذکورہ بالا بیان کے بعد سیوطی فرماتے ہیں بعض مجموعوں میں ہے کہ سیدی احمد رفاعی جب حجرہ نبوی (روضہ اقدس) کے سامنے کھڑے ہوئے تو یہ شعر پڑھا :-

فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ کُنْتُ اَرْسَلُهَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَهِیَ نَائِبَتِیْ
وَهٰذِهٖ نَوْبَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ یَمِیْنَكَ کَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ

ترجمہ : دُوری کی حالت میں مَیں اپنی رُوح کو بھیجتا تھا کہ میری طرف سے نائب بن کر زمین بوسی کرے اور یہ جسم کی باری ہے جو حاضر ہے۔ اپنا دستِ کرم بڑھائیے کہ میرے ہونٹ اپنا حصہ وصول کریں۔ پس دستِ اقدس روضہ انور سے باہر نکلا اور انہوں نے اسے بوسہ دیا "

فرمایا اس حکایت کو بیان کرنے والے بعض حضرات نے اس پر اتنا اور اضافہ کیا کہ تمام حاضرین نے اسے دیکھا اور حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدس کو روح مع جسم کے دیکھنا ممتنع نہیں۔ اس لیے کہ حضور علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی روحیں قبض ہونے کے بعد دوبارہ لوٹائی گئی ہیں اور ان کو قبروں سے نکل کر کائنات بالا و پست میں تصرّف کی اجازت ہے۔

امام بیہقی نے "حیاۃ الانبیاء" کے موضوع پر ایک جز کتاب تالیف کی ہے دلائل

نبوت میں فرمایا، انبیائے کرام اپنے رب کے حضور ایسے ہی زندہ ہیں جیسے شہدا۔"

استاذ ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر بغدادی نے کہا: "ہمارے محقق متکلمین اس بات پر متفق ہیں کہ ہمارے نبی کریم علیہ السلام اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں۔ اور اپنی اُمت کی اطاعت سے خوش ہوتے ہیں اور گنہگاروں کے گناہوں سے غمزدہ ہوتے ہیں، اور جو امتی آپ پر سلام بھیجے وہ آپ کو پہنچتا ہے فرمایا کہ انبیائے کرام نہ بوسیدہ ہوتے ہیں نہ زمین ان کے جسم کا کوئی حصہ کھا سکتی ہے۔ مُوسیٰ علیہ السلام اپنے زمانے میں فوت ہوئے حالانکہ ہمارے نبی علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ انہوں نے ان کو چوتھے (صحیح یہ ہے کہ چھٹے) آسمان پر دیکھا، یونہی آپ نے آدم اور ابراہیم علیہما السلام کو دیکھا (بلکہ بیت المقدس میں سب کو دیکھا اور سب کی امامت فرمائی) جب ہمارے سامنے یہ صحیح اصل موجود ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارے نبی علیہ السلام بھی اپنی وفات کے بعد زندہ ہو گئے اور وہ بدستور نبی ہیں۔" الخ

حقیقت موت

امام قرطبی نے تذکرہ میں حدیث صعقہ کے بیان میں اپنے شیخ کا یہ قول نقل فرمایا: "کہ موت عدم محض نہیں، یہ تو محض ایک حال سے دوسرے حال میں طرف منتقل ہونا ہے۔" اس پر دلیل یہ ہے کہ شہدا اپنے قتل اور موت کے بعد بھی زندہ ہوتے اور رزق پاتے ہیں، خوش ہوتے اور مُبارکباد حاصل کرتے ہیں اور یہ دنیا میں زندہ لوگوں کی صفت ہے۔ جب شُہدا کے لیے یہ سب کچھ ہے تو انبیائے کرام تو اس کے بطریق اولیٰ مستحق ہوئے۔ یہ بات بھی صحیح ہے کہ زمین انبیائے کرام کے جسموں کو کھاتی نہیں اور یہ بھی کہ نبی علیہ السلام، معراج کی رات تمام نبیوں سے بیت المقدس میں اور آسمانوں پر ملے ہیں اور آپ نے مُوسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اور سرکار نے یہ خبر بھی دی ہے کہ جو مسلمان آپ پر سلام بھیجے آپ اُس کا جواب دیتے ہیں۔ وغیرہ۔ ان تمام واقعات سے قطعی طور پر یہ حقیقت سامنے آگئی کہ انبیائے کرام کی موت کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ ہماری نظروں سے اُوجھل ہیں۔ کہ ہم ان کو دیکھ نہیں سکتے۔

اگرچہ زندہ موجود ہیں۔ یہی حال ہے فرشتوں کی زندگی کا، کہ وہ زندہ موجود ہیں، مگر ان کو صرف یہی لوگ دیکھ سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس شرف سے مشرف فرمایا الخ

ابو یعلیٰ نے اپنی مسند اور بیہقی نے کتاب حیاۃ الانبیاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا نبی علیہ السلام نے فرمایا "نبی زندہ ہوتے ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: انبیائے کرام چالیس دن کے بعد چھوڑے نہیں جاتے لیکن وہ اللہ کے حضور نمازیں پڑھتے ہیں اور صور پھونکنے تک پڑھتے رہیں گے"۔ سفیان ثوری نے اپنی جامع میں فرمایا، ہمارے ایک شیخ نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کیا کہ کوئی نبی اپنی قبر میں چالیس دن سے زیادہ نہیں چھوڑا جاتا۔ یہاں تک کہ اٹھا لیا جاتا ہے۔ بیہقی نے کہا اس بنا پر تمام نبیوں کا ایک حال ہو جاتا ہے، جہاں اللہ ان کو ٹھہرائے وہاں ٹھہرتے ہیں۔ امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں سفیان ثوری عن المقدام عن السعید المسیب فرمایا" کوئی نبی زمین پر چالیس دن سے زائد (بعد وفات) نہیں رہا۔ ابو مقدام کا نام ثابت بن ہرمز کوفی تھا۔ یہ صالح کے استاد تھے۔ ابن حبان نے اپنی تاریخ، طبرانی نے الکبیر اور ابو نعیم نے الحلیہ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نبی وفات پاتا ہے وہ اپنی قبر میں صرف چالیس دن تک رہتا ہے۔ امام الحرمین نے النہایۃ میں اور الرافعی نے شرح میں کہا روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے رب کے حضور اس سے معزز تر ہوں کہ مجھے تین دن سے زیادہ قبر میں رکھے۔ امام الحرمین نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ دو دن سے زائد۔ ابوالحسن بن زاغونی حنبلی نے اپنی ایک تصنیف میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو آدھے دن سے زیادہ اس کی قبر میں نہیں چھوڑتا۔ امام بدرالدین بن الصاحب نے اپنے تذکرہ میں فصل نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد برزخ میں زندگی کے بارے میں اس کی دلیل مشائخ کی تصریح اور قرآن کریم کی اس آیت سے

اشارہ ہے: ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون۔ پس یہ حالت یعنی موت کے بعد حیات برزخی تو ہر شہید کو حاصل ہے، اور ان کی حالت دوسروں سے اعلیٰ ہوتی ہے خصوصاً برزخ میں۔ اور کسی اُمتی کا مرتبہ نبی علیہ السلام سے بڑھ کر نہیں۔ بلکہ ان کو بھی یہ مقام حاصل ہوتا ہے تو نبی کے تزکیہ اور غلامی سے۔ نیز وہ اس مقام کے مستحق ہوئے ہیں تو صرف شہادت کی بنا پر، اور شہادت سرکار علیہ السلام کو اعلیٰ مرتبہ کی حاصل ہے اور نبی علیہ السلام نے فرمایا "شبِ معراج میں سُرخ ٹیلے کے پاس مُوسیٰ علیہ السلام پر گزرا، تو وہ اپنی قبر سے کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ حیات مُوسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں یہ صحیح حدیث ہے کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے تھے اور نماز پڑھ رہے تھے اور اس طرح کی صفات رُوح کے لیے ثابت نہیں ہوتیں۔ یہ جسم کی صفات ہیں۔ پھر قبر کی تخصیص بھی جسم کے لیے ہوسکتی ہے۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ نبیوں کی رُوحیں جسموں کے ہمراہ قبر میں مقیّد ہوتی ہیں اور اہل ایمان کی رُوحیں جنّت میں ہوتی ہیں۔ حدیثِ ابن عباس میں آتا ہے کہ ہم مکّہ و مدینہ کے درمیان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلے، ایک وادی سے گزرے، آپ نے فرمایا یہ کون سی وادی ہے؟ ہم نے کہا وادی ازرق، فرمایا گویا میں مُوسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہُوں۔ کانوں میں انگلیاں ٹھونسے، اللّٰہ کی پناہ لیتے، تلبیہ پڑھتے اس وادی میں سے گزر رہے ہیں۔ پھر ہم چلتے چلتے ایک گھاٹی پر آئے، فرمایا گویا میں یُونس علیہ السلام کو سُرخ اونٹنی پر سوار دیکھ رہا ہوں، ان پر صوف کا جُبّہ ہے۔ وہ بھی آہستہ آہستہ اس وادی میں چلے آ رہے ہیں۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

یہاں یہ سوال کیا گیا ہے کہ وہ تو فوت ہو چکے ہیں، پھر حضور علیہ السلام نے ان کے حج و تلبیہ کا ذکر کیسے فرمایا۔ وہ تو دوسرے جہان میں ہیں جو دار العمل نہیں اس کا جواب یہ دیا گیا ہے

کہ شہداء اپنے رب کے حضور زندہ اور رزق حاصل کرتے ہیں پس یہ کوئی بعید نہیں کہ حج کریں اور نماز پڑھیں اور جہاں تک ہو سکے اللہ کا قرب حاصل کریں اگرچہ وہ اس جہاں (برزخ) میں دیکھی ہیں مگر اس دنیا میں بھی ہیں، جو دارالعمل ہے یہاں تک کہ جب یہ دنیا فنا ہوئی اور دوسری دنیا آگئی جو دارالجزاء ہے، تو عمل بھی ختم" یہ الفاظ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں تو جب قاضی عیاض کہتے ہیں کہ وہ اپنے اجسام کے ساتھ حج کرتے اور قبروں سے جُدا ہوتے ہیں تو نبی علیہ السلام کے اپنی قبر سے جُدا ہونے کا کیسے انکار کیا جاسکتا ہے؟ پس ان تمام منقولہ عبارات اور احادیث کے مجموعے سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ نبی علیہ السلام اپنے جسم اور رُوح کے ساتھ زندہ ہیں، تصرف فرماتے

حاصل مبحث

اور زمین و آسمان کے کونے کونے میں جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں بالکل اسی شکل و صورت میں جو وصال سے پہلے آپ کو حاصل تھی، اس ذرہ بھر تبدیلی نہیں ہوئی، اور آپ آنکھوں سے اسی طرح اوجھل ہیں جیسے رُوح و جسم کے ساتھ زندہ فرشتے پس جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر کرم نوازی کرتے ہوئے پردہ اٹھانا اور محبوب کا دیدار کروانا چاہتا ہے تو وہ بندہ سرکار کو حقیقی صورت میں دیکھتا ہے اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔ اور یہ کہنا کہ مثال دیکھی ہے اس کا نہ کوئی داعیہ ہے نہ سبب" سیوطی کی کتاب "تنویر الحلک" کی عبارت ختم ہوئی۔ میں نے ایک ناقل سے یہ عبارت نقل کی۔

امام قسطلانی کا ارشاد

علامہ قسطلانی نے "المواہب لدنیہ" میں طویل کلام کے بعد جس کا اکثر حصہ سیوطی وغیرہ کے مذکورہ کلام کے ضمن میں گزر چکا ہے، فرمایا "شیخ ابن ابو منصور نے اپنے رسالہ میں فرمایا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ شیخ ابوالعباس قسطلانی نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا، احمد! اللہ نے تمہاری دستگیری فرمائی۔ شیخ ابو سعود

کہتے ہیں میں اپنے شیخ ابوالعباس اور دوسرے اولیأ مصر کی زیارت کیا کرتا تھا۔ پھر جب یہ سلسلہ ختم ہوگیا اور میں مصروف ہوگیا اور مجھ پر بندشیں کھل گئیں اب نبی علیہ السلام کے سوا میرا کوئی شیخ نہ رہا اور یہ بزرگ ہر نماز کے بعد حضور علیہ السلام سے مصافحہ کرتے تھے۔ شیخ ابوالعباس الحرار کہتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ سرکار اولیأ کے لیے ولایت کے منشور لکھ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ میرے بھائی محمد کے لیے بھی ایک منشور تحریر فرمایا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے اس طرح نہیں لکھتے جیسے میرے بھائی کے لیے لکھا؟ فرمایا میرے پیرکار ہونا چاہتے ہو؟ اصل لفظ طرقی تھا جو اندلس کی زبان میں پیروکار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی سمجھا گیا کہ ان صاحب کا مقام اور تھا۔ المواہب میں امام غزالی کی کتاب المنقذ من الضلال کی عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا، سیدی علی وفا کا نبی علیہ السلام کو دیکھنا بیداری میں تھا ہاں وہ جو شیخ تاج الدین بن عطأ اللہ نے "لطائف المنن" میں شیخ ابوالعباس المرسی کی حکایت لکھی ہے، کہ وہ شیخ ابوالحسن شاذلی کے ہمراہ جمعہ کی رات۔ ستائیسویں رمضان قیروان میں تھے۔ پھر ان کے ہمراہ جامع مسجد گئے آگے لمبی حکایت ہے یہاں تک کہ فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا: "اے علی! اپنے کپڑوں کو میل سے پاک کر، ہر لمحہ اللہ کی مدد سے حصہ پاؤ گے....." آخر تک۔ اس میں خواب کا بھی احتمال ہے۔ اسی طرح شیخ قطب الدین قسطلانی کہ یہ کہتا کہ میں مدینہ منورہ میں ابو عبداللہ محمد بن عمر بن یوسف قرطبی سے پڑھا کرتا تھا ایک دن میں تنہائی میں ان کے پاس آیا، اس وقت میں نوعمر تھا آپ باہر تشریف لے آئے اور مجھے فرمایا۔ تمہیں یہ ادب کس نے سکھایا۔ اور بڑا بھلا فرمایا کہا کہ میں شکستہ خاطر چلا گیا۔ مسجد نبوی میں داخل ہوکر نبی علیہ السلام کی قبر مبارک کے پاس بیٹھ گیا۔ میں اسی حال میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک شیخ تشریف

لائے اور فرمایا اٹھو، تمہارا ایسا سفارشی آگیا ہے جسے ٹالا نہیں جا سکتا"! اور اس سے ملتی جلتی شیخ عبدالقادر جیلانی کی حکایت ہے جسے شیخ سہروردی نے عوارف المعارف میں نقل کیا ہے کہ میں نے اس وقت تک شادی نہیں کی جب تک نبی علیہ السلام نے شادی کا حکم نہیں دیا"! امام شعرانی نے اپنی کتاب المنن الکبریٰ کے مقدمہ میں فرمایا، سیدی علی الخواص فرمایا کرتے تھے، کسی بندے کو عارفین کے رستے پر چلنا اس وقت تک صحیح نہیں جب تک دونوں جہاں کی نعمتوں سے بے پرواہ نہ ہو جائے اور سوائے اللہ کے اس کا کوئی محبوب نہ ہو، اور اس کا کامل وارث ہو گا۔ اور کہا کرتے تھے میں نے یہ طریقہ سیدی ابراہیم متبولی کے واسطہ سے نبی علیہ السلام سے اختیار کیا اور کبھی فرماتے میں نے یہ طریقہ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام سے حاصل کیا ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ نبی علیہ السلام کو محاسن اخلاق میں ملتِ ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، اور ابراہیم علیہ السلام کے اخلاق دراصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اخلاق تھے کیونکہ حضور تمام نبیوں کے نبی ہیں۔

فیض حاصل کرنے کی صورت

اور اولیأ کے نبی علیہ السلام سے فیض حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ ان کی رُوحیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ ملاقات کرتی ہیں، یہ ملاقات جسمانی نہیں، رُوحانی ہوتی ہے پس ان کا اجتماع حضور علیہ السلام سے ویسا نہیں جیسا صحابہ کرام کا تھا۔ اسے سمجھو۔ سیدی ابوالعباس المرسی رحمتہ اللہ فرمایا کرتے تھے۔ فقیر کا مقام کامل نہیں ہوتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میل ملاپ اور ہر معاملہ میں سرکار کی طرف اسی طرح رجوع نہ ہو جس طرح شاگرد کا استاد کی طرف ہوتا ہے۔ فرمایا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ سیدی محمد غمری نے جب مصر میں اپنا دارالعلوم اور مسجد تعمیر کی تو اس کی کسی واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی، سرکار نے فرمایا تعمیر کرو، اور اللہ پر

بھروسہ رکھو میں نہیں جانتا کہ یہ بالواسطہ اجازت حصول کمال سے پہلے تھی۔ یا حضور علیہ السلام سے شرم وحیا کی بنا پر بھی الواسطہ اجازت چاہی۔ ویسے ان کے مرتبہ ومقام کے کے لائق یہی صورت تھی، بے شک وہ کمال میں مشہور تھے۔

سیدی یاقوت عرشی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں نے بالمشافہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم وادب حاصل کیا ہے، اس سے تمام کیفیت پوچھو، اگر کہے میں نے ایسا نور دیکھا جس نے مشرق ومغرب کو نورانیت سے بھر دیا تھا۔ اور میں نے ایک کہنے والے کو اس نور میں سے یہ کہتے سنا، جو میرے ظاہر وباطن میں تھا کسی خاص جہت میں محدود نہ تھا۔ غور سے میرے رسول اور نبی کا حکم سن، ایسے آدمی کی تصدیق کرو، ورنہ مفتری جھوٹا ہے الخ تو معلوم ہوا کہ بلا واسطہ حضور علیہ السلام سے حاصل کرنے کا مقام بہت معزز ومکرم مقام ہے، اسے ہر شخص نہیں پا سکتا۔ میں نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ کو فرماتے سنا، فقیر از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ فیض حاصل کرنے میں دو لاکھ چوہتر ہزار نوسو ننانوے مقام ہیں۔ ۲۷۴۹۹۹ ان کی اصل ایک لاکھ تمام اور ان کے خاص ایک ہزار مقام ہیں، سو جو شخص ان تمام مقامات کو طے نہ کر لے، اس کا مذکورہ طریقہ سے فیضیاب ہونا درست نہیں۔ سیدی ابراہیم متبولی رحمۃ اللہ کہا کرتے تھے دنیا میں ہم پانچ آدمی وہ ہیں جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی شیخ نہیں۔

(۱) الجعیدی یعنی وہ خود۔ (۲) ابو مدین

(۳) شیخ عبدالرحیم القناوی۔ (۴) شیخ ابوالسعود بن العشائر۔

(۵) شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اس کے بعد امام شعرانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "میرے بھائی جان لو، کہ اب مصر میں ظاہری فقراء میں سے مجھے اپنے سوائے دوسرا کوئی فقیر ایسا معلوم نہیں جس کا واسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مجھ سے زیادہ قریب ہو، کہ میرے اور حضور علیہ السلام

کے درمیان صرف دو آدمیوں کا واسطہ ہے۔ اوّل سیّدی علی الخواص، دوم۔ سیّدی ابراہیم التبولی۔ پس وہ تمام اخلاق کاملہ جو ان دو بزرگوں کے حوالہ سے اس کتاب میں مذکور ہیں، وہ سب یا تو صراحتہً حضور علیہ السلام سے حاصل کئے گئے ہیں یا اشارۃً۔ جیسا کہ مجھے سیّدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا، اور مجھے شیخ ابوالفضل الاحمدی نے بتایا کہ سیدی علی اس وقت دنیا سے رخصت نہیں ہُوئے جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ فیضیاب نہیں ہُوئے۔ پس اس طریق سے میرے اور حضور علیہ السلام کے درمیان صرف ایک آدمی کا واسطہ ہے یہ معاملہ میری بالمصافحہ سند سے مشابہ ہے کہ میں نے شیخ ابراہیم قیروانی سے مصافحہ کیا انہوں نے مکہ معظمہ میں تشریف سادی سے مصافحہ کیا، انہوں نے ان بعض جنوں سے مصافحہ کیا تھا جنہوں نے حضور علیہ السلام سے مصافحہ کیا۔ پس میرے اور نبی علیہ السلام کے درمیان تین واسطے ہُوئے۔"

پھر اسی کتاب کے پانچویں باب میں شیخ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں۔ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے جو انعام واکرام فرمایا، اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مجھے سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم سے شدید قُربت حاصل ہے اور اکثر اوقات میرے اور حضور علیہ السلام کی قبر اقدس کے درمیان والی مسافت لپیٹ دی جاتی ہے یہاں تک کہ بسا اوقات میں مصر میں ہوتے ہُوئے بھی سرکار کے روضہ اقدس پر ہاتھ رکھ کر اس طرح ہمکلام ہوتا ہُوں جیسے انسان اپنے ساتھی سے باتیں کرتا ہے۔ یہ مقام چکھے بغیر سمجھ میں نہیں آتا، جو اس مقام سے ناآشنا ہے۔ اکثر انکار کر دیتا ہے۔ ؎

ذوق ایں می نشناسی بخدا تا نہ چشی

ترجمہ: انسان اپنے دل کے تابع ہوتا ہے کہ دل جسم کے تابع ہے۔؟

فرمان حضرت مسیح علیہ السلام

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے کلام میں ہے۔ کہ انسان کا دل اس کے مال کے ساتھ ہوتا ہے۔

پس اپنے مال آسمان میں رکھو کہ تمہارے دل آسمان میں رہیں" یعنی مال صدقہ کر دو کہ آسمان کی طرف چڑھ جائے اور وہاں تم اس کا اجر و ثواب دیکھو"

سیدی شیخ ابو العباس المرسی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جنت الفردوس یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، لمحہ بھر کے لیے بھی میری نظر سے اوجھل ہو جائیں یا ایک سال بھی مقام عرفات میں میرا وقوف فوت ہو جائے (حج نہ کر سکوں) میں اپنے آپ کو مردوں میں شمار نہ کروں"

شعرانی فرماتے ہیں۔ بھائی! فقراء کے ایسے دعوے تسلیم کر لو، اور جب تک شریعت صراحتہً منع نہ کرے، انکار نہ کر۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جو شخص ان کے کسی مقام کا انکار کرے اس پر منزل تک پہنچنا حرام ہو جاتا ہے۔ اس کو سمجھ لو، اور سب تعریفیں اللہ پروردگار جہاں کے لیے ہیں۔ شعرانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "المیزان الکبریٰ" کے مقدمہ میں فرمایا۔ سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے، اہل کشف کے نزدیک آئمہ مجتہدین کے اقوال میں سے کوئی قول کبھی قطعاً شریعت سے باہر نہیں نکل سکتا تو خود ان کا شریعت کے خلاف ہونا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ جب کہ ان کو اپنے اقوال کے قرآن و سنت اور اقوال صحابہ سے دلائل معلوم ہیں۔ کشف صحیح بھی ہے اور ان کی ارواح، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ملاقات کرتی ہیں، اور دلائل نہ ملیں تو سرکار سے سوال کر کے تسلی کر لیتے ہیں۔ کہ یا رسول اللہ یہ آپ کا قول ہے یا نہیں؟ جاگتے ہوئے بالمشافہ۔ ان شرائط کے ساتھ جو اہل کشف میں مشہور ہیں۔ یونہی علمائے کرام قرآن و سنت سے جو مسائل استنباط فرماتے ان کو اپنی کتابوں میں لکھنے اور مرتب کرنے سے پہلے سرکار سے پوچھتے تاکہ اللہ کے ہاں سرخرو ہوں۔ یا رسول اللہ ہم نے فلاں آیت سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے اور فلاں حدیث سے یہ مفہوم لیا ہے۔ آپ کو یہ پسند ہے یا نہیں؟ پھر آپ کے فرمان یا اشارے کے مطابق عمل کرتے۔ ہم نے آئمہ مجتہدین کے کشف کا جو ذکر کیا ہے اور روحانی طور پر ان کا نبی علیہ السلام سے ملنے کا بیان کیا اگر اس میں

کوئی شخص توقف کرے تو ہم اس سے کہیں گے۔ یہ سب یقیناً کرامات اولیا ہیں۔ اب اگر آئمہ مجتہدین اولیا نہ تھے۔

منکر سے سوال

تو پھر رُوئے زمین پر کبھی کوئی ولی ہو ہی نہیں سکتا۔ آئمہ مجتہدین سے یقیناً کمتر درجے کے اولیا کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بکثرت اولیائ اللہ سے ملاقات کرتے تھے اور ان کے ہم زمانہ لوگ اس سلسلہ میں ان کی تصدیق کرتے تھے مثلاً سیدی شیخ عبدالرحیم قناوی، شیخ ابو مدین مغربی۔ سیدی ابوالسعود ابن ابی العشائر، سیدی شیخ ابراہیم دسوقی، سیدی شیخ ابوالحسن شاذلی۔ سیدی ابوالعباس مرسی، سیدی شیخ ابراہیم متبولی، سیدی شیخ جلال سیوطی۔ سیدی شیخ احمد زواوی بحیری اور ایک جماعت جن کو میں نے کتاب طبقات الاولیائ میں ذکر کیا ہے۔ میں نے علامہ جلال الدین سیوطی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک ورق ان کے ایک ساتھی شیخ عبدالقادر شاذلی کے پاس دیکھا ہے جو انھوں نے ایک ایسے شخص کو لکھا تھا جس نے بادشاہ کے پاس جا کر کسی کام کے سلسلہ میں سفارش کرنے کی درخواست کی تھی۔

علامہ سیوطی سے بادشاہ سے سفارش کرنے کی درخواست اور آپ کی معذرت

اے میرے بھائی! جان لے کہ اب تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پچھتر مرتبہ بیداری میں بالمشافہ، شرف ملاقات حاصل کر چکا ہوں۔ اگر حاکموں کے درباروں میں حاضری سے مجھے حضور علیہ السلام کے حجاب میں ہونے کا خوف نہ ہوتا، تو میں ضرور شاہی قلعہ میں جاتا، اور بادشاہ کے پاس تیری سفارش کرتا۔ بے شک میں حضور علیہ السلام کی حدیث شریف کے خدمتگاروں میں سے ایک ہوں اور مجھے سرکار کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت پڑتی۔ ان احادیث کی تصحیح کے لیے جن کو محدثین نے اپنے طور پر ضعیف قرار دیا ہے اور بے شک یہ فائدہ میرے بھائی تیرے فائدے سے زیادہ بہتر ہے۔"

فرمایا کہ شیخ جلال الدین سیوطی کی اس بات کی تائید وہ مشہور واقعہ بھی ہے کہ سیدی محمد بن زین۔ مداح رسول صلے اللہ علیہ وسلم، سرکار کی بیداری میں بالمشافہ زیارت کرتے تھے۔ جب وہ حج کے لیے گئے تو سرکار نے قبر کے اندر سے ان سے بات کی۔ ان کو یہ مقام ہمیشہ حاصل رہا۔ یہاں تک کہ سحزادیہ کے ایک شخص نے حاکم شہر کے پاس جا کر سفارش کرنے کی اور ان سے درخواست کی۔ جب آپ حاکم کے پاس گئے تو اس نے آپ کو اپنے قالین پر بٹھایا۔ پھر دیدار نہیں ہوا۔ پھر عرصہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیدار کی درخواست کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سرکار کی شان میں شعر کہے، تو دُور سے زیارت ہوئی۔ سرکار نے فرمایا میری زیارت بھی چاہتے ہو اور ظالموں کے ہمراہ قالین پر بھی بیٹھتے ہو؟ تمہارے لیے اس کی کوئی سبیل نہیں۔ اس کے بعد ہمیں یہ اطلاع نہیں پہنچی کہ تا وقت وفات ان کو دیدار ہوا ہو۔ ہم کو شیخ ابوالحسن شاذلی اور ان کے شاگرد شیخ ابوالعباس المرسی وغیرہ کہ بات پہنچی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر حضور علیہ السلام لحہ بھر بھی ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو جائیں، تو ہم اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہیں کرتے۔ پس جب ایک عام ولی کا یہ کہنا ہے تو ائمہ مجتہدین کو اس مقام کے بطریق اولیٰ حقدار ہیں"۔ میزان کی عبارت ختم ہوئی۔

اور شعرانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب لواقح الانوار القدسیۃ فی بیان العہود المحمدیہ کے مقدمہ العہود الکبریٰ میں فرمایا، میرے بھائی اجان لو کہ جب حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام اُمت اجابت کے شیخ و مُرشد ہیں تو ہمارے لیے یہ کہنے کی گنجائش موجود ہے کہ کتاب و سُنّت میں جتنے وعدے مذکور ہیں، وہ آپ نے ہم سب افراد اُمت محمدیہ سے لیے ہیں۔ کیونکہ جب سرکار نے صحابہ کرام کو کسی امر، نہی، ترغیب یا ترہیب سے خطاب فرمایا تو عمومی طور پر، قیامت تک وہ حکم تمام اُمت کو شامل ہے۔ پس ہمارے شیخ حقیقی آپ ہی ہیں۔

خواہ مشائخ کے واسطہ سے یا بغیر واسطہ۔ مثلاً وہ اولیا جنہوں نے بیداری میں ان شرائط کے ساتھ سرکار کی زیارت کی جو قوم کے نزدیک معتبر ہیں۔ اور الحمد للہ میں نے اس مقام پر فائق کئی حضرات سے شرف ملاقات حاصل کیا ہے۔ مثلاً سید علی الخواص، شیخ محمد العدل، شیخ محمد بن عثمان، شیخ جلال الدین سیوطی اور ان جیسے اور حضرات۔ اللہ ان سب سے راضی ہو۔ پھر مرحوم کتاب مذکور کے عہدِ ثانی میں فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کی طرف سے ہم سے یہ عہد لیا گیا ہے کہ ہم اپنے تمام اقوال، افعال اور عقائد میں سُنّتِ محمدیہ کی پیروی کریں۔ اور اگر کسی مسئلے کی کتاب سُنّت اجماع یا قیاس سے ہمیں دلیل نہ ملے اس پر عمل نہ کریں جب تک دیکھ نہ لیں۔ اگر اس بات کو بعض علما نے مستحسن قرار دیا ہے تو ہم نبی علیہ السلام سے اس بارے میں اجازت مانگیں گے پھر ہم اس عالم کا ادب کرتے ہوئے اس بات پر عمل کریں گے۔ یہ سب شریعت مطہرہ میں بدعت سے بچنے کے لیے ہے کہ کہیں یہ شخص بھی بدعتی اور گمراہ کن آئمہ میں سے نہ ہو۔ میں نے خود بعض لوگوں کے اس قول پر سرکار سے مشورہ لیا کہ نمازی کو سجدہ سہو میں یہ الفاظ پڑھنے چاہئیں۔ "سُبْحَانَ مَنْ لَّا يَنَامُ وَلَا يَسْهُوْ" (وہ پاک ہے جو نہ سوئے نہ بھولے) سو حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ اچھا ہے۔ پھر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ نبی علیہ السلام سے اجازت بھی آدمی کے حسبِ حال ہوتی ہے۔ جب وہ کام کرنا چاہتا ہے اگر ان لوگوں میں سے ہے جنہیں سرکار کا قُرب بیداری میں اور بالمشافہ حاصل ہے، جیسا کہ اہل کشف کا مقام ہے تو اجازت بھی اسی حال میں لے۔ ورنہ دل سے اجازت مانگے اور انتظار کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اس کام کے اچھا یا بڑا ہونے کے متعلق کیا ڈالتا ہے؟ پھر اس عہد کے متعلق فرمایا میرے بھائی اپنے آئینہ دل کو میل و زنگ سے صاف کر کے اور تمام ذلیل کاموں سے

اپنے آپ کو محفوظ رکھ کر کام کرتے جاؤ تاکہ کوئی ایسی خصلت تم میں نہ رہے جو بارگاہِ خداوندی یا بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رسائی سے تمہیں مانع ہو۔ اب اگر تم کثرت سے سرکار پر درود وسلام بھیجتے رہو، تو امید کامل ہے کہ حضور علیہ السلام کے مقام مشاہدہ تک رسائی حاصل کر لو گے یہی طریقہ ہے شیخ نور الدین شونی، شیخ احمد زواوی شیخ احمد بن داؤد منزلاوی، اور مشائخ یمن کی ایک جماعت کا کہ ان میں سے ہر ایک ہمیشہ نبی علیہ السلام پر بکثرت درود وسلام پڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جس وقت چاہے سرکار سے بیداری میں بالمشافہ ملاقات کرتا ہے اور جس کو یہ ملاقات حاصل نہ ہو تو جان لے کہ اس نے مطلوبہ تعداد میں درود وسلام بکثرت نہ بھیجا۔ کہ یہ مقام حاصل کر سکے۔ مجھے شیخ زواوی نے بتایا کہ انہیں نبی علیہ السلام سے بیداری میں ملاقات نہ ہوتی۔ یہاں تک سال بھر پابندی سے درود وسلام پڑھتے رہے ہر روز تیس ہزار بار پڑھتے۔ میں نے سیدی علی الخواص کو فرماتے سنا کہ جن لوگوں کا ہمیں علم ہوا کہ وہ حضور علیہ السلام سے بیداری میں بالمشافہ ملاقات کرتے تھے، ان میں سے شیخ ابو مدین شیخ الجماعۃ، شیخ عبدالرحیم قناوی، شیخ موسیٰ ردلی، شیخ ابوالحسن شاذلی، شیخ ابوالعباس المرسی، شیخ ابوالسعود بن ابوالعشائر، سیدی ابراہیم المتبولی۔ اور شیخ جلال الدین سیوطی ہیں۔ فرمایا کرتے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور بیداری میں کچھ اوپر ستر مرتبہ ملاقات کی۔ رہے سیدی ابراہیم متبولی تو ان کی حاضری کا تو شمار ہی نہیں۔ کیونکہ وہ ہر حال میں سرکار سے ملاقات کرتے تھے اور کہا کرتے کہ میرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی مرشد ہے ہی نہیں۔ شیخ ابوالعباس المرسی کہا کرتے تھے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لمحہ بھی میری آنکھوں سے اوجھل ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتا۔

جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی کا مقام بہت بلند ہے۔

ایک شخص سیدی علی مرصفی کے پاس آیا۔ میں بھی حاضر تھا، کہنے لگا حضور میں ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ جب چاہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھ لوں، فرمایا بیٹے بندے اور اس مقام کے درمیان دو لاکھ سینتالیس ہزار مقام ہیں۔ بیٹا تم بات کرتے ہو، ہماری مراد صرف ان میں سے دس مقام ہیں، پس اس مدعی کو پتہ نہ چلا کہ کیا کہے اور شرمندہ ہوا، اس کو جان لے!۔ اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ پر چلائے۔

مکہ و مدینہ کا ادب و احترام

یونہی کتاب مذکور میں مسجد میں زیادہ بیٹھنے کے بیان میں فرمایا۔ سیدی محمد عنان نے مجھے بتایا، سیدی ابو عباس غمری کے معاصر اولیا نے آپ کے ہمراہ حج کیا۔ اللہ ہمیں ان کی برکتوں سے بہرہ مند فرمائے۔ ان میں سے مصر کے پندرہ اولیا اور قرا بھی تھے۔ انہوں نے آپ سے کہا آقا! آپ کا طریقہ کیا ہے؟ مکہ جائیں گے یا مدینہ؟ فرمایا تم میں سے جو مکہ یا مدینہ کا ادب کر سکتا ہے وہ جائے۔ انہوں نے کہا مکہ کا ادب کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ ان لوگوں کی ۔۔۔ جو بارگاہ رب العزت میں باریابی پاتے ہیں، مثلاً انبیائے کرام۔ اولیا۔ ملائکہ ۔۔۔ کی مدت قیام میں کوئی ایسی خصلت ظاہر نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے تو جب اللہ ۔۔۔ ناپسند خصلت کا ارتکاب کیا، پھر کیا ادب رہا۔ انہوں نے کہا مدینہ کا ادب کیا ہے؟ فرمایا اس کا ادب بھی، ادب مکہ کی طرح ہے ذرا اس میں یہ اضافہ کر لے کہ کسی حال میں سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کی جائے۔ یہاں تک کہ عمامہ چھوٹا رکھے جو کچھ ہاتھ آئے صدقہ کر دے۔ مدینہ منورہ میں صرف اس بات کا درس دے جو صراحۃً شریعت سے ثابت ہو۔ قیاس اور رائے کا مسئلہ بیان نہ کرے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہے کہ آپ کے حضور کسی اور کی بات بجز آپ کے مشورہ کے نہ کی جائے۔ اگر اہل صفا میں سے ہے تو ہر قیاسی اور رائے والے مسئلہ میں آپ سے مشورہ لے اور جو آپ کا اشارہ ہو وہ کرے۔ بشرطیکہ آپ کا کلام بیداری میں صراحۃً سنے۔ جیسے شیخ محی الدین ابن العربی کا حال تھا۔ فرماتے

ہیں میں ایسی متعدد احادیث کی سرکار سے تصحیح کی ہے جن کو بعض حفاظ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ پس میں نے اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام کا قول لیا۔ اور میرے نزدیک سرکار کے فرمان میں کوئی شک نہ رہا۔ اور میرے نزدیک وہ صحیح شرعی مسئلہ ہو گیا جس پر میں عمل کرتا ہوں اگرچہ اس بات میں علمائے کرام اپنے قواعد کے پیش نظر میری نہ مانیں ان تمام مشائخ نے کہا ہم میں سے تو تمہارے بتائے ہوئے آداب پر کوئی بھی عمل نہیں کر سکتا اور اس وہ تمام سیدی ابوالعباس کے ہمراہ واپس ہو گئے۔ ان میں سیدی محمد بن داؤد، سیدی محمد العدل، سیدی محمد ابوبکر الحدیدی، شیخ علی بن الجمال اور شیخ عبدالقادر دشطوطی شامل تھے مجھے میرے شیخ، شیخ امین الدین امام جامع مسجد الغمری نے جوان کے ساتھ حج پر گئے تھے۔ بتایا کہ سیدی عبدالقادر الاشطوطی حرم مدینہ میں داخل نہیں ہوئے جب سے حج کے دن شروع ہوئے، صرف باب السلام کی دہلیز پر زیارت کے لیے اپنا رخسار رکھا۔ یہاں تک کہ سب چل پڑے اور ان کو حالت استغراق میں اٹھا لائے۔ اور پھر اس وقت ہوش میں آئے جب بیر علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔

پھر حضور علیہ السلام پر بکثرت درود وسلام پڑھنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا۔ ایک مرتبہ مجھ سے شیخ احمد الزواوی نے کہا ہمارا طریقہ یہ ہے کہ نبی علیہ السلام پر کثرت سے درود بھیجتے ہیں، یہاں تک کہ بیداری میں ہماری مجلسیں جمتی ہیں اور ہم صحابہ کرام کی طرف سرکار کی صحبت میں رہنے لگتے ہیں اور آپ سے دینی مسائل اور ان احادیث کے متعلق سوال کرتے ہیں جن کو ہمارے ہاں حفاظِ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ پس ہم آپ کے فرمان پر عمل کرتے ہیں، جب تک یہ مقام ہمیں حاصل نہ ہو جائے، ہم آپ پر بکثرت درود وسلام بھیجنے والے نہیں۔ پھر اس عہد میں فرماتے ہیں کہ ہم گزشتہ عہود کے شروع میں یہ بات ذکر کر گئے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی برزخی زندگی کے لیے ہم بڑی پاکیزگی و صفائی کے محتاج ہیں تاکہ آدمی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی کی صورت پیدا ہو اگر کسی میں بری خصلت ہے جس کے ظاہر ہونے سے دنیا و آخرت میں شرمساری ہو وہ سرکار کی صحبت کا قائل نہیں۔ چاہے جن و انس

کی عبادت اپنے اندر جمع کر لے۔ جیسے منافقین کو صحبت نے کچھ فائدہ نہ دیا یہی حال ہے کافروں کی تلاوت قرآن کا کہ اس سے انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا کہ وہ اس کے احکام پر ایمان نہیں رکھتے" الخ

علامہ شیخ علی اجھوری مالکی نے اپنی ضخیم کتاب النور الوھاج فی الکلام علی الاسراء والمعراج کے آخر میں فرماتے ہیں۔ مجھ سے پوچھا گیا ہے کہ کیا کوئی شخص بیداری میں نبی کریم علیہ السلام کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں؟ یونہی اگر دور دراز علاقوں کے رہنے والے مختلف لوگ بیک وقت حضور علیہ السلام کے دیکھنے کا دعویٰ کریں تو کیا ان کی تصدیق کی جائے گی یا نہیں؟ کیونکہ جب ایک خاص وقت میں انتہائی مشرق میں رہنے والا شخص سرکار کو دیکھتا ہے تو اسی وقت انتہائی مغرب میں رہنے والا شخص کیسے دیکھ سکتا ہے؟

مختلف اشخاص کو آن واحد میں مختلف مقامات پر شرف دیدار

یہ سوال بھی کیا گیا کہ آیا ایک ہی وقت میں، مختلف مقامات میں زیارت سے مشرف ہونے والے لوگ مختلف صفات میں آپ کو دیکھ سکتے ہیں؟ میں نے ان الفاظ میں اس کا جواب دیا۔ الحمد للہ رب العالمین حضور علیہ السلام کی بیداری میں زیارت سے مشرف ہونا، جسے اللہ نے اس سعادت کے لیے چُنا۔ ایک حقیقت ہے جس میں شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ احوال صالحین سے باخبر لوگوں پر یا جن کو ان سے واسطہ رہا ہے یہ حقیقت روشن ہے۔ جیسے علم ضروری ہوتا ہے۔

پھر ابن حجر ہیتمی، المدخل لابن الحاج شعرانی اور سیوطی رحمہم اللہ کے مذکورہ بالا اقوال نقل کرکے فرماتے ہیں۔ الحمد للہ میں نے ایک جماعت ایسے لوگوں کی دیکھی ہے جن کو بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ اور میں نے یہ سب کچھ ان کی زبانی سنا ہے۔ ان میں سے ایک ہمارے شیخ عارف باللہ اپنے زمانہ میں شیخ الطائفۃ المالکیہ۔ شیخ محمد البنوفری

ہیں۔ اس کے علاوہ لوگوں کی ایک جماعت کا ذکر کیا۔ جن میں ہمارے شیخ عارف باللہ شیخ علی خصانی المعروف حشیش ان کو یہ سعادت کئی مرتبہ حاصل ہوئی اس کی صداقت پر روشن دلائل ہیں، جو یقین کا فائدہ دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہمارے شیخ نور الدین قلصمی اور ان کے شیخ عارف باللہ تعالیٰ شیخ احمد احمدی ہیں۔ مجھے ان سے متعدد مرتبہ شرف ملاقات حاصل ہوا ہے۔ اور انھوں نے مجھے نیک دعائیں دیں اور سچے لوگوں میں سے بعض قابل وثوق لوگوں نے مجھے بتایا کہ شیخ مذکور اکثر اوقات بیداری میں سرکار کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ اور کہا کہ ان کے شاگردوں میں سے ایک نے ان کے سامنے ایک ایسے شخص کا سوال کیا۔ جو نبی علیہ السلام کی بکثرت بیداری میں زیارت کا مدعی تھا۔ شیخ نے اس کی تصدیق کی، اس شخص نے کہا آپ ہمیں نہیں بتاتے کہ آپ کو نبی علیہ السلام کی بحالت بیداری زیارت ہوتی ہے۔ فرمایا جو شخص ہمیشہ دھوپ میں رہے وہ سورج کی کیا بات کرے۔ اسے سمجھو جب سچے اور نیک لوگوں کی ایک جماعت اس بات کا دعویٰ کرے کہ انھوں نے آن میں مختلف دور دراز علاقوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت کی ہے۔ تو وہ سچ ہی کہتے ہیں۔ کیونکہ عالم وجود میں سرکار سورج کی طرح ہیں تو جیسے سورج کو مشرق و مغرب والے آن واحد میں دیکھتے ہیں، سرکار کا بھی یہی حال ہے۔ اسی بات کی طرف محققین کی جماعت گئی ہے جن میں ہمارے آئمہ میں سے شہاب القرافی بھی شامل ہیں، جنہوں نے صوفیا کے حوالہ سے ایک بحث نقل کی ہے اور اس پر اعتراض کیا ہے۔ بعض لوگوں نے ان کے کلام کا خلاصہ ذکر کیا ہے" فرمایا جب خواب میں نظر آنے والی سرکار کی مثال ہے۔ تو اس سوال کا جواب مل جائے گا کہ حضور علیہ السلام بیک وقت بیداری میں دو یا زیادہ مقامات پر کیسے نظر آ سکتے ہیں، کیونکہ نظر آنے والی دو یا زیادہ مثالیں ہیں مشکل یہ ہے کہ ایک ذات بیک وقت دو مکانوں میں موجود ہو۔

صوفیا کی توجیہہ صوفیا نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ نبی علیہ السلام سورج کی طرح

رہیں جو ایک جگہ ہوتے ہوئے متعدد مقامات سے نظر آتا ہے کہ وہ کسی ایسے محدود مکان میں نہیں جو آسمانوں کے اندر ہو، بلکہ یہ ان سب سے بلند ہے اگر سورج مکان میں محدود ہوتا تو دوسرے مکان والے اُسے نہ دیکھ سکتے۔ جب کہ نبی علیہ السلام محدود مکان میں سے نظر آتے ہیں اور آپ کو دوسرے مکان والے دیکھتے ہیں۔ لہٰذا سرکار کا نظر آنا سورج کے نظر آنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جب تک یہ بات تسلیم نہ کی جائے ایک حد میں محدود سورج کو دوسری حد والے دیکھ سکتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ حضور علیہ السلام ایسے دو یا زیادہ مقامات سے دیکھے جا سکتے ہیں جو محدود ہوں، جب کہ کسی اور کے سامنے وہ مقامات حجاب بن جائیں گے۔ اور کوئی دوسرا (نبی علیہ السلام کی حمایت کے بغیر) ایک حد سے دوسری حد میں نظر نہیں آسکتا۔ سورج میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا۔" الخ۔ اس پر الزرکشی نے اعتراض کیا ہے۔ الاجہوری کہتے ہیں، کبھی کہا جاتا ہے کہ صوفیا کی مراد حضور علیہ السلام سورج کی طرح ہیں، سے یہ ہے کہ ہر ایک سرکار کو دیکھ سکتا ہے۔ اس لحاظ سے سورج کی طرح نہیں۔ کہ سورج کے آگے جب کوئی شے حائل ہو جائے وہ نظر نہیں آتا بخلاف نبی علیہ السلام کے، کہ آپ کے سامنے کوئی پردہ حائل نہیں ہو سکتا۔ اور ہر ایک آپ کو دیکھ سکتا ہے۔ یہ کمال آپ کے خرقِ عادت کے طور پر حاصل ہے اور اس میں آپ کی عزت افزائی ہے، پس آپ اس لحاظ سے سورج کی طرح نہیں۔ ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے وجود سے دُنیا کو اس طرح بھر دیا ہے جیسے سورج کی روشنی نے۔ اسی کی طرف اشارہ کیا ہے عارف باللہ سیدی تاج الدین بن عطا اللہ اسکندری صاحب الحکم وغیرہ نے۔ جیسا کہ ان کے بعض تلامذہ نے لکھا ہے کہ میں حج پر گیا جب طواف کر رہا تھا تو شیخ کو دیکھا میں نے سوچا طواف سے فارغ ہو جائیں تو سلام کر دوں۔ جب فارغ ہوئے تو نظروں سے غائب ہو گئے، اور میں دیکھ نہ سکا۔ پھر میں نے عرفات میں اسی طرح دیکھا، وہاں بھی وہی صورت ہوئی باقی مقامات میں بھی ایسا ہی ہوا۔ میں واپس قاہرہ آیا تو شیخ کے بارے میں دریافت

کیا، مجھے بتایا گیا کہ وہ بالکل خیریت سے ہیں، میں نے پوچھا کہیں سفر پر گئے تھے لوگوں نے کہا نہیں، میں نے حاضرِ خدمت ہو کر سلام عرض کیا اور کہا جناب! میں نے آپ کو دیکھا تھا اور ساری بات بتائی۔ فرمایا، اے بھائی بڑا آدمی کائنات کو اپنے وجود سے بھر دیتا ہے۔ قطب اگر پتھر کو بلائے تو وہ جواب دے "الخ۔ پھر جب بزرگ آدمی کا یہ حال ہے، تو سید المرسلین تو اس کے زیادہ مستحق ہیں۔

جماعت کا آنِ واحد میں دیدار سے مشرف ہونا

رہا ایک جماعت کا بیک وقت مختلف صفات میں آپ کا دیدار کرنا، سو یہ ممکن، بلکہ واقعہ ہے اس میں کوئی اچنبا نہیں۔ کیونکہ ہر ایک کے دیکھنے کا آلہ اس کے مرتبہ و مقام کے مطابق مختلف ہے۔ اس کی مثال آئینے کی سی ہے کبھی چھوٹا کبھی بڑا، کبھی سیدھا، کبھی ٹیڑھا، کبھی بہت صاف کبھی اس کے علاوہ، اسی کے مطابق ایک ہی صورت آئینہ میں مختلف ہو جاتی ہے۔ سو وہ چھوٹے آئینے میں چھوٹی اور بڑے میں بڑی، ٹیڑھے میں ٹیڑھی اور سیدھے میں سیدھی، بہت شفاف میں بہت شفاف اور کم میں کم شفاف نظر آتی ہے اس پر غور کرو۔

سوال یہ سوال نہ کیا جائے کہ بعض لوگ آپ کو اسی وقت سفید رنگ میں دیکھتے ہیں اور بعض سیاہ میں، یونہی بعض بوڑھی عمر میں دیکھتے ہیں بعض جوان حالت میں۔ حالانکہ حسی آئینے میں تو سفید کالا یا اس کے برعکس یونہی بوڑھا جوان یا اس کے برعکس نظر نہیں آتا پھر یہ تشبیہ کیسی؟

جواب اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کو دیکھنے کا آئینہ، حسی آئینے سے اس بات میں قدرے مختلف ہے کیونکہ آپ کو دیکھنے والے آئینہ قلب کوئی ایسی صفت پیدا ہوتی ہے جو اس اختلاف کی متقضی ہوتی ہے مثلاً ایمان و عبادات کا اجر و ثواب یا اس کے برعکس دکفر و معصیت کا وبال، لہٰذا یہ ہر طرح سے حسی آئینے کی طرح نہیں بلکہ

بعض صفات میں حسی آئینے کی طرح ہے کیونکہ آئینے میں سفید صورت سیاہ یا سیاہ صورت سفید، یا نوجوان کی بوڑھی یا بوڑھے کی جوان صورت تو نظر نہیں آتی۔ حالانکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار میں ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی آپ کو جوان دیکھتا ہے اور دوسرا بوڑھا۔ وغیرہ" معراج الاجہوری کی عبارت ختم ہوئی۔

فتاویٰ خلیلی کی شاندار عبارت

استاذ علامہ شیخ محمد خلیلی مدفون بیت المقدس کے فتاویٰ میں اس سوال کے جواب میں کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کو بیداری یا خواب میں دیکھتا ہے کیا یہ جائز ہے؟ اور کیا وہ حقیقت میں آپ ہی کی ذات بابرکات کو ہی دیکھتا ہے؟ اس کا کیا حکم ہے کہ دو شخص بیک وقت آپ کو دیکھتے ہیں حالانکہ ایک مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں؟ فرمایا حفاظ رحمہم اللہ نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ نیند یا بیداری میں حضور علیہ السلام کا دیدار جائز ہے۔ لیکن اس میں ان کا اختلاف ہے کہ آیا دیکھنے والا آپ کی ذات شریفہ کو حقیقۃً دیکھتا ہے یا ایسی مثال دیکھتا ہے، جو ذات اقدس کی خبر دیتی ہے؟ پہلے قول کی طرف ایک جماعت گئی ہے اور دوسرے قول کی طرف امام غزالی، الیافعی اور دوسرے گئے ہیں۔ پہلی جماعت کی دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ السلام چراغ ہدایت، ظلمتوں کی روشنی، اور معارف کے سورج ہیں تو جیسے چراغ اور سورج کی روشنی دور سے نظر آتی ہے اور سورج کی ٹکیہ اپنی خصوصیات و عوارض کے ساتھ نظر آتی ہے، یونہی سرکار کا جسم کریم اور بدن شریف ہے۔ پس روضۂ اقدس سے آپ کی جدائی اور لحد انور کا سرکار سے خالی ہونا لازم نہیں آتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والے کے سامنے سے پردے چاک کر دیتا ہے اور رکاوٹ ہٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ آپ کو دیکھ لیتا ہے، حالانکہ سرکار اپنی جگہ پر تشریف فرما ہوتے ہیں اس بنا پر یہ بھی ممکن ہے کہ آن واحد اور ایک جگہ میں آپ کو دو ایسے آدمی دیکھیں جن میں سے ایک مشرق میں ہو، اور دوسرا مغرب میں۔ یا ان پردوں کو اتنا شفاف کر دیا جائے کہ ان

کے پس پردہ چیز چھپ نہ سکے۔

محفل نزاع القرافی رحمہ اللہ نے فرمایا محفل نزاع اس وقت ہے جب ایک دیکھنے والا آپ کو اپنے گھر میں مشرق میں اور دوسرا اسی وقت اپنے گھر میں جو مغرب میں واقع ہے دیکھے کہ گھر میں صرف سورج کی شعاعیں نظر آتی ہیں۔ رہی ٹکیہ سو وہ اپنے مدار میں ہے اگر دیکھنے والا اس کا احاطہ کرلے تو پھر اسی وقت دوسری جگہ اس کا ہونا محال ہے تو لازم ہے کہ دوسری ٹکیہ کو مثال کہا جائے۔

اکابر صوفیہ اکابر صوفیاء کی ایک جماعت نے عالم مثالی کا قول کہا ہے۔ برابر ہے کہ حضور علیہ السلام کی اصل صورت مبارکہ کے موافق ہو یا نہ۔ کیونکہ سرکار کی حقیقی صورت کے خلاف جو کچھ نظر آتا ہے وہ دراصل دیکھنے والے کی اپنی صورت ہے۔ جو حضور علیہ السلام کی صورتِ مثالی میں منتقش ہو رہی ہے، جو دونوں صورتوں کے لیے آئینہ کی طرح ہے۔ بعض لوگوں نے ایک درمیانی راہ اختیار کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب خواب میں حضور علیہ السلام کو اصل صورت وصفت میں دیکھے تو کسی تعبیر کی ضرورت نہیں رہتی۔ بصورت دیگر تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے۔ دیدار دونوں صورتوں میں سرکار کا ہی ہوتا ہے یہ بات عموماً اتفاقی ہے کہ شیطان یہاں وسوسہ انداز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ دیکھنا حق ہے کہ ان صورتوں میں نظر آنا اللہ کی طرف سے ہے جس نے بڑھاپے کی حالت میں سرکار کو دیکھا تو یہ اس کی انتہائی صلح جوئی ہے۔ جس نے آپ کو جوانی کی حالت میں دیکھا۔ تو یہ جنگجوئی کی علامت ہے۔ جس نے مسکراتے دیکھا یہ سنت پر کاربند ہونے کی دلیل ہے جس نے آپ کو اصل شکل وشباہت میں دیکھا تو یہ دلیل ہے کہ دیکھنے والا نیک، اس کا حال کامل۔ دشمنوں پر اس کا دبدبہ اور کامرانی ہے۔ جس نے سرکار کو غیر حالت میں دیکھا، یہ دیکھنے والے کی بدحالی کی دلیل ہے یہاں تک کہ مسلمان آپ کو اچھا اور بیدین قبیح دیکھتا ہے کیونکہ سرکار شفاف آئینے کی طرح ہیں۔ جو سامنے آتا ہے منتقش ہو جاتا ہے۔

بذاتِ خود سرکار کامل ترو حسین تر ہیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔" الخ۔

سیدی عبدالعزیز الدباغ کا فرمان

غوث زمانہ سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ اپنی کتاب "الابریز" کے فصل ثانی میں، جو ان سے ان کے شاگرد علامہ سیدی احمد بن مبارک نے نقل کی ہے، میں لکھتے ہیں۔ میرے ہمراہ سیدی عبداللہ البرناوی میری رہنمائی فرماتے رہے۔ اچھی باتیں بتاتے رہے، مجھے ہمت دلاتے رہے اور میرے دل سے خوف وغیرہ مٹاتے رہے جو کچھ دن ماہِ رجب۔ ماہ رمضان ماہ رمضان۔ ماہ شوال، ماہ ذیقعد۔ اور دس ذوالحجۃ ۱۱۲۱ھ کے دوران مجھ پر طاری رہا۔ جب عید کا تیسرا دن تھا، میں نے سید الوجود صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو سیدی عبداللہ البرناوی نے کہا میرے آقا عبدالعزیز، ایک دن پہلے مجھے تمہارا ڈر تھا اور آج جب کہ اللہ تعالے نے تمہیں اپنی رحمت سید الوجود صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے فیضیاب فرمایا میرا دل بے خوف اور مطمئن ہے۔ اب میں تمہیں سپردِ خدا کرتا ہوں، وہ محض اس لیے میرے پاس اقامت پذیر تھے کہ دل پر تاریکیوں کے در آنے سے میری حفاظت کریں۔ ان فتوحات کے دوران جو اللہ نے مجھے عطا فرمائیں، یہاں تک کہ دیدار مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی فتح حاصل ہوئی۔ پہلے ان کو میری فتوحات کا ڈر رہتا تھا، بعد میں جاتا رہا۔

سات قرأتیں

پھر ابن المبارک نے کتاب مذکور کے باب اوّل میں فرمایا میں نے شیخ عبدالعزیز الدباغ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور علیہ السلام کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے۔؟

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ "

ترجمہ: بے شک یہ قرآن سات حرفوں (قرأتوں) میں نازل ہوا ہے۔"

(بخاری، مسلم)

فرمایا علماءُ نے اس میں سخت اختلاف کیا ہے۔ اس موضوع پر میں نے چار جلیل القدر علماء کا کلام دیکھا ہے۔ (۱) قاضی الباقلانی نے اپنی کتاب الانتصار۔ امام ابن الجزری نے کتاب النشر۔ حافظ ابن حجر نے شرح بخاری کی کتاب فضائل القرآن اور حافظ سیوطی نے کتاب الاتقان فی علوم القرآن میں۔ میں نے شیخ رضی اللہ عنہُ سے عرض کیا میں صرف آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ نبی علیہ السلام کی اس فرمان سے کیا مُراد ہے؟ اس پر شیخ رضی اللہ عنہُ نے فرمایا، اس کا جواب میں کل تمہیں دُوں گا۔ انشاءُ اللہ۔ اگلے دن شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور یہ سیح فرمایا۔ کہ میں نے حضورؑ علیہ السلام سے اس فرمان کا مطلب پوچھا تو سرکار نے مجھے اس کی مُراد بتائی میں شیخ رضی اللہ عنہُ سے تین دن تک اس سلسلہ میں بات کرتا رہا۔ اور انھوں نے جو کچھ اپنے شیخ سے سُنا اس کا خلاصہ بتایا۔ پھر شیخ عبد العزیز الدباغ نے دوسرے باب میں فرمایا ان پر سخت مشکلات اور یقینی ہلاکت کے وقت فتوحات ہوئیں یہاں تک کہ آقا و مولیٰ محمد رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گئی۔ جُونہی زیارت ہوئی خوشی و مُسرت حاصل ہو گئی کیونکہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی طاقت حاصل ہے جو ذات کریمہ کو ذات باری تعالیٰ سے ملائے رکھتی ہے مخلوق میں کسی اور کو یہ طاقت حاصل نہیں، اسی لیے آپ تمام مخلوق میں معزز تر اور افضل ترین ہیں۔ پھر جس آدمی پر فتوحات کھلتی ہیں، جب وہ ذاتِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ تو اس کی کشش اللہ تعالےٰ کی طرف زیادہ ہو جاتی ہے اور اسے قطع تعلق کا خطرہ نہیں رہتا۔

عجیب و غریب سوال و جواب

پھر ابن المبارک پانچویں باب میں فرماتے ہیں شیخ رضی اللہ عنہُ سے بعض فقہاءُ نے اس بُزرگ کے متعلق سوال کیا۔ جس کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی علیہ السلام کو بیداری میں دیکھتا ہے۔ عبارت یہ ہے جو آدمی یہ دعویٰ کرے کہ وہ نبی علیہ السلام کو بیداری میں دیکھتا ہے، اللہ کی معرفت رکھنے والے یہ کہتے ہیں کہ اس کا دعویٰ صرف دلیل کے

ساتھ مانا جائے گا وہ یہ کہ ایک کم تین ہزار مقام طے کرے۔ اس مدعی کو شمار کرنے اور بیان کرنے کی تکلیف دی جائے گی۔ آپ بزرگوں کی بزرگی کو اللہ ہمیشہ رکھے، ہماری آپ سے استدعا ہے کہ ہم آپ کو یہ مقامات شمار کرکے بتائیں خواہ رمز واختصار سے یا جیسے بھی آسان ہو، بات لمبی نہ ہو۔؟

جواب شیخ رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ ہر ذات میں ۳۶۶ رگیں ہیں ہر رگ میں ایک خصوصیت پیدا کی گئی ہے۔ صاحبِ بصیرت ان رگوں کو اپنی خصوصیات میں چمکتا دمکتا دیکھتا ہے۔ پس جھوٹ کی ایک رگ ہے جو اپنی خصوصیت میں مصروف ہے۔ حسد کی رگ اپنی خصوصیت میں چمک رہی ہے۔ ریا کی رگ اپنے معنی میں شعلہ زن ہے۔ دھوکہ بازی کی رگ اپنے معنی میں روشن ہے خود بینی کی رگ اپنا معنی چمکا رہی ہے۔ تکبر کی رگ اپنا منہوم چمکا رہی ہے یہاں تک کہ ہر رگ اپنا اپنا کام کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ عارف جب کسی ذات پر نظر کرتا ہے۔ تو اس کو ہر ذات کسی نہ کسی منزل پر دکھائی دیتی ہے سو یہ ایک آگ ہے جس میں ۳۶۶ شمعیں ہیں ہر شمع کا رنگ دوسری سے مختلف ہے۔ پھر ان خواص میں سے ہر ایک کی تفصیل واقسام ہیں۔ مثلاً خصوصیت شہوت کی ان اشیاء کی بہ نسبت جن کی طرف یہ منسوب ہوتی ہے کئی قسمیں ہیں اگر اس کو شرمگاہ کی طرف منسوب کریں۔ (شرمگاہ کی شہوت) تو یہ ایک قسم ہے اور اسے جاہ ومرتبہ کی طرف منسوب کریں (جاہ کی شہوت) تو یہ دوسری قسم ہے۔ مال کی طرف منسوب کریں (مال کی شہوت یا خواہش) تو یہ ایک اور قسم ہو جاتی ہے۔ لمبی لمبی اُمیدوں کی شہوت دیلو ہو جائے کاش یوں ہو جائے) تو یہ ایک اور قسم ہو جاتی ہے۔ یُونہی جھوٹ کی خصوصیت اس حیثیت سے کہ جھوٹ بولنے والا حق بات نہیں کرتا، ایک قسم شمار ہو گی۔ اور اس حیثیت سے کہ جھوٹ بولنے والا دوسرے کے بارے میں سچ نہ بولنے کا گمان رکھتا اور اس کی بات میں شک کرتا اور اس کی تصدیق نہیں کرتا، ایک اور قسم شمار ہو گی۔ اور بندے پر

بندشیں اس وقت تک کھل نہیں سکتیں جب تک ان تمام مقامات کو طے نہ کر لے۔ جب اللہ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتا اور اس میں اس کی اہلیت پیدا کرتا ہے کہ اس کی بندشیں کھل جائیں تو وہ بتدریج اس سے ان کو ختم کرتا ہے۔ پھر مثلاً جب اس سے جھوٹ کی خاصیت ختم ہوتی ہے، سچائی کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ پھر مقام تصدیق پر۔ جب اس سے شہوتِ مال کی خاصیت ختم ہوتی ہے تو مقامِ زہد پر فائز ہو جاتا ہے۔ شہوتِ معاصی ختم ہوتی ہے تو مقام توبہ پر فائز ہوتا ہے۔ لمبی آرزوؤں کی خواہش ختم ہوتی ہے تو دارالغرور دنیا سے کنارہ کشی کا مقام حاصل کر لیتا ہے باقی کو اسی پر قیاس کر لو، پھر جب بندشیں ختم کھل جاتی ہیں اور تمام راز اس کی ذات میں رکھ دیئے جاتے ہیں اب اس کی رُوح کائنات کے مشاہدہ میں مصروف ہو جاتی ہے سب سے پہلے جس چیز کا مشاہدہ کرتی ہے وہ احرام ترابیہ (مٹی کے اجسام) ہیں۔ پھر ان میں سب سے پہلے اس زمین کا مشاہدہ کرتی ہے جس میں وہ رہتی ہے۔ پھر دوسری زمین کا اس طرح کہ دوسری زمین تک نگاہ پردوں کو چاک کرتی چلی جاتی ہے۔ پھر تیسری اور یونہی ساتویں تک پھر اس فضا کا مشاہدہ کرتی ہے جو اس کے اور پہلے آسمان کے درمیان ہے، پھر پہلے آسمان کا اور پھر باقیوں کا، اسی ترتیب سے جو زمینوں کے متعلق ذکر کی گئی ہے۔ پھر برزخ اور اس میں موجود ارواح کا مشاہدہ کرتی ہے۔ پھر عام فرشتوں اور حفاظت کرنے والوں کا اور اُمور آخرت کا۔ اور بندے پر ان مشاہدات میں سے ہر مشاہدے پر حقوقِ رُبوبیت میں سے ایک حق اور آدابِ عبودیت میں سے کوئی ادب لازم آتا ہے اس سلسلے میں اس کے سامنے رکاوٹیں اور مشکلات حائل ہوتی ہیں اور ایسے اُمور کا مشاہدہ ہوتا ہے جو ڈراؤنے اور مہلک قسم کے ہوتے ہیں۔ پس کمزور بندے کو اگر اللہ کی توفیق، فضل اور رحمت میسر نہ ہو تو سب سے کمتر درجے پر آجائے جس کے سبب سے احمقوں میں لوٹ آئے۔ پھر بندے کا مقامات مشاہدہ اور اس کی ہولناکیوں کا قطع کرنا، خاص

حضرات کے مقامات کو عبور کرنے سے مشکل تر ہوتا ہے۔ کیونکہ خواص امر باطنی ہے، جن کا شعور قطع کرنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے اور مقامات مشاہدہ کو طے کرنا امر ظاہری ہے جو اسے سامنے نظر آتا ہے کیونکہ یہ ایسی چیز ہے جسے آدمی کشائش کے بعد عبور کرتا ہے جب اس کی نظر حدف اور نورِ بصیرت مکمل ہو جاتا ہے اور اللہ اس پر ایسی رحمت نازل فرما دیتا ہے جس کے بعد بدبختی نہیں تو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اسے پہلوں، پچھلوں کے آقا کا دیدار عطا فرماتا ہے آپ پر افضل درود اور پاکیزہ تر سلام ہو، پھر حضور علیہ السلام کو سامنے دیکھتا اور بیداری میں آپ کا مشاہدہ کرتا ہے اور اللہ اس کی ایسی مدد فرماتا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سُنی اور نہ کسی آدمی کے دل میں کھٹکی۔ اس وقت انسان پر خوشی و مُسرت کا وقت آتا ہے، سو اسے یہ سعادت مُبارک ہو۔ اب جو اس تعداد کا حساب لگاؤ گے جو خواص اور ان میں شامل اقسام کے ضمن میں ذکر کئے گئے ہیں، ساتھ ہی ان مقامات کا حساب لگاؤ جو مذکورہ مشاہدات کے ہمراہ حاصل ہوتے ہیں تو تمہیں معلوم ہو گا کہ مذکورہ تعداد سے یہ کہیں زائد ہے۔

شمائلِ نبوی

پھر نبی علیہ السلام کے شمائل مطہرہ آپ کی اُمت پر مخفی نہیں۔ یقیناً علمائے کرام رضی اللہ عنہم کی حضور علیہ السلام کے ان ظاہری و باطنی خصائص کو جمع و مدون فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں۔ سرکار پر افضل درود اور پاکیزہ تر سلام ہو اب جو آدمی حضور علیہ السلام کے دیدار کا دعویٰ کرے تو اس سے آپ کے پاکیزہ احوال کے متعلق پوچھنا چاہیئے اور اس کا جواب سننا چاہیئے کہ دیکھنے والے کا جواب چھپا نہیں رہتا، اور کبھی کسی غیر کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ والسلام۔ اگر اس پر قناعت کریں تو بہت اچھا۔ اور مزید کلام چاہو، تو جان لیجیے کہ جب اللہ

مزید تفصیل

تعالیٰ انوارِ حقانی میں سے کسی نُور کو اپنے بندے پر ظاہر کرتا ہے۔ تو وہ نُور اس بندے میں ہر طرف سے داخل ہوتا ہے اور اسے جلا دیتا ہے؛

یہاں تک کہ اس کا گوشت ہڈی جل جاتا ہے۔ اس کی ٹھنڈک اور روح تک اس کے داخل ہونے کی مشقت آدمی کو سکراتِ موت کے قریب کر دیتی ہے۔ پھر اس نور کا حال یہ ہوتا ہے، کہ مخلوق کے ان اسرار کے ساتھ وہ پھیلتا جاتا ہے، جن کو اللہ تعالیٰ بندے پر ان مشاہدات کے دوران کھولنا چاہتا ہے پس نور اس کی ذات میں مخلوق کے مذکور مختلف رنگوں میں داخل ہوتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس پر زمین پر بسنے والی مخلوقات کے مشاہدات کھولنا چاہتا ہے تو وہی نور کبھی تو اس کے پاس آکر ان اسرار سے ڈراتا ہے جس سے اولادِ آدم بنی ہے اور کبھی اس کے پاس ان اسرار کے ساتھ آتا ہے۔ جن سے چوپائے بنے ہیں اور کبھی ان اسرار کے ساتھ آتا ہے جن سے جمادات بنے ہیں مثلاً سبزیاں، پھل وغیرہ۔ اس طور پر کہ اس پر کسی چیز کا مشاہدہ اس وقت تک نہیں کھلتا۔ جب تک وہ ان کے اسرار سے سیراب نہ ہو جائے۔ بایں ہمہ وہ ہر مرتبہ ان حقائق کا مشاہدہ کرتا ہے جن کا پہلے کرتا رہا اور ان حقائق میں سے ایک بڑی حقیقت سیدُ الوجود اور نشانِ شہود صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر آپ کی ذاتِ اقدس کے مشاہدے کا وعدہ فرماتا ہے تو اس وقت اسے مشاہدہ ذاتِ اقدس نہیں ہوتا جب تک آپ کے تمام اوصاف و اسرار اس پر منکشف نہ فرما دے۔ فرض کیجیے دیدار سے پہلے آپ کی ذاتِ اقدس کو کسی تاریک چیز کے مشابہ سمجھتا ہے حالانکہ آپ کی ذاتِ اقدس اس نور کی طرح ہے جس میں کئی قسم کی شعاعیں منعکس ہوتی ہیں جن کے رنگوں کی تعداد ستو تک پہنچتی ہے یا اس سے بھی زائد۔ جب اللہ تعالیٰ اس تاریک ذات کے ذریعے کرم فرمانا چاہتا ہے تو وہی نُور جو اس کی مدد کرتا اور اسے سیراب کرتا ہے، ایک بار آتا ہے اور ان شعبوں کو یکے بعد دیگرے جلا دیتا ہے مثلاً ہم اس نُور کو صبر فرض کرتے ہیں پس اس سے اس کی ضد یعنی جزع و قلق (بے صبری) کی سیاہی زائل ہو جاتی ہے۔ کبھی کسی اور شعبہ کی شکل میں آتا ہے، ہم اسے شعبۂ رحمت فرض کرتے ہیں، پس اس سے اس کی ضد یعنی عدم صبر (بے صبری کی سیاہی) زائل ہوتی ہے۔ کبھی کسی اور شعبہ کی صورت

میں آتا ہے، ہم اسے شعبہ رحمت فرض کرتے ہیں، اس سے اس کی ضد یعنی عدم رحمت (ناترسی) کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے۔ کبھی کسی اور شعبہ کی صورت میں آتا ہے، ہم اسے شعبہ حلم فرض کرتے ہیں، اس سے اس کی ضد کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح باقی۔ یہاں تک کہ جتنی صفات ذات اقدس میں ہیں وہ سب باری باری جلوہ فگن ہو کر تاریک ذات سے ایک ایک کر کے تمام سیاہ صفات کا خاتمہ کر دیتی ہیں، اب بندے میں ذات اقدس کے دیکھنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب تک تاریکی ہے وہ اس کی ذات میں موجود تاریکی کی وجہ سے ہے اور ذات اقدس کا مشاہدہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک دیکھنے والے کی ذات سے مکمل طور پر تاریکی نکل نہ جائے۔ ہماری مراد یہ نہیں کہ جب ذات اقدس کے اسرار و صفات کا جب اس پر پرتو پڑے گا تو وہ کامل طور پر دیکھنے والے میں آجائیں گے بلکہ ہماری مراد یہ ہے کہ اس کی طاقت و فطرت کے مطابق ان صفات کی تجلی اس پر ہو گی۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ جب ان صفات میں سے کسی صفت سے بندہ نوازا جائے تو سرکار کی ذات اقدس میں کوئی کمی آجائے گی۔ اور اتنی جگہ خالی رہے گی۔ کیونکہ انوار سے جتنا کچھ لیا جاتے اپنے محل سے ختم نہیں ہوتے۔ اس بیان سے تم پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ آدمی اس وقت تک نبی علیہ السلام کی زیارت نہیں کر سکتا جب تک اپنے تمام اوصاف (رذیلہ) ختم کر کے ان اسرار شریفہ و انوار لطیفہ کو حاصل نہ کر لے۔ اور اس سے لاتعداد مقامات طے ہو جاتے ہیں۔

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

"بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل کی کوئی ایسی حد نہیں جسے بیان کرنے والا اپنی زبان سے بیان کر سکے۔" (بوصیری)

تو جن لوگوں نے ان مقامات کو دو ہزار یا اس سے زائد میں محدود بتایا ہے، انہوں نے دراصل اپنا حال اور اپنی فتوحات کا بیان کیا ہے، اور جو رہنا تھا رہ گیا۔ اس سے پہلے جو کہا گیا ہے کہ جو شخص ان تمام مقامات کو طے نہ کر لے اُسے دیدار سے مشرف نہیں کیا جاتا، تو اس سے مراد یہ ہے کہ اُسے کامل تر مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اب جس آدمی میں کسی خصلت

کی کمی ہے اور وہ شرف دیدار سے مشرف ہوتا ہے تو کامل طور پر نہیں ہو سکتا۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

فرمایا، کہ بعض مذکورہ فقہاء کا ایک سوال یہ بھی ہے، جناب عالی! حضور علیہ السلام کی شکل و صورت جو ایک مسلمان کے ذہن میں آتی ہے اور جس کا وہ تصور کرتا ہے عالم ارواح سے آتی ہے یا عالم مثال سے یا عالم خیال سے اور ذہن میں جو صورت آتی ہے اور اس سے باتیں کرنے کا جو خیال کیا جاتا ہے کیا ایسا شخص شیطان سے محفوظ ہوتا ہے؟ جیسے خواب میں دیکھنا کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں" جس نے مجھے دیکھا سچ مچ اس نے مجھے ہی دیکھا شیطان میری مثال نہیں بن سکتا" یا جیسے بھی حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ یا یہ دیکھنا اس جیسا نہیں؟ جواب دو کہ تمہیں اجر و ثواب ملے۔ آپ کو پاکیزہ تر سلام و رحمت۔
تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ یہ حاضر کرنا۔

جواب اس شخص کی روح اور عقل سے ہے۔ تو جس شخص نے اپنی فکر کو حضور علیہ السلام کی طرف متوجہ کیا، اس کے ذہن میں آپ کی صورت آجاتی ہے۔ پھر اگر دیکھنے والا ان لوگوں میں سے ہے جن کو سرکار کی صورت معلوم ہے مثلاً صحابی ہے یا ان علماء میں سے ہے جنہوں نے اس موضوع پر بحث و تمحیص کی ہے پھر اس کو ذہن نشین کر لیا ہے تو اس کے فکر و شعور میں صورت مبارکہ اپنی اصل حالت میں آئیگی، اور جو شخص ان دو قسموں میں شامل نہیں اس کے ذہن میں صورت واخلاق کے لحاظ سے انتہائی کامل انسان کی صورت حاضر ہوگی۔ پس کبھی تو ذہن میں آنیوالی صورت واقعے کے مطابق ہوگی اور کبھی غیر مطابق۔ اور ذہن میں آنیوالی صورت سرکار کی ذات کی ہوگی، نہ کہ روح کی۔ کیونکہ صحابہ کرام جس کو دیکھتے تھے اور علماء نے جس کی خبر دی ہے وہ سرکار کی ذات کی صورت ہے، روح کی نہیں، اور فکر و تصور انہی چیزوں کے گرد گھومتا ہے جن کا آدمی کو علم ہو۔ اور جن کو وہ پہچانتا ہو۔ اب تمہارا یہ سوال کہ کیا نظر

آنیوالی صورت عالم ارواح سے ہے؟ اگر اس سے مراد تمہاری یہ ہے کہ صورت کریمہ کو عالم ارواح سے حاضر کیا گیا ہے تو یہ ٹھیک ہے یعنی غور وفکر کی روح۔ اور اگر حاضر سے مراد یہ ہے کہ سرکار کی روح ہمارے افکار میں حاضر ہے تو یہ بات گزر چکی ہے کہ یہاں یہ مفہوم مراد نہیں۔ اب رہ گیا فکر میں آنے والی اس صورت میں ہمکلام ہونا۔ سو اگر دیکھنے والے کی روح پاک ہے اور نظر آنیوالی صورت سے محبت کرتی ہے اور اس کے اسرار اس سے پوشیدہ نہیں اور وہ اس کے ساتھ ایسی ہے، جیسے دوست کے ساتھ دوست۔ تو یہ گفتگو (شیطانی دراندازی سے) محفوظ و معصوم ہے، اور حق ہے اگر ذات اس کے برعکس ہے تو معاملہ برعکس ہے۔ اللہ توفیق دینے والا ہے۔ پھر چھٹے باب میں، ان اشباح پر کلام کرتے ہوئے جو شیخ رضی اللہ عنہ نے ان کو دیں ان کا بیان ہے۔ میں نے شیخ رضی اللہ عنہ کو مشاہدے پر گفتگو کرتے سنا ہے۔ وہ اسے بڑی اہمیت دیتے تھے۔ اور اشارۃً بتاتے تھے کہ اکثر لوگ اس سے عاجز ہیں اور وہ ان کے عجز کے اسباب بھی بتاتے تھے یہاں تک کہ

حکایت انہوں نے ہمیں اپنی حکایت سنائی۔ فرمایا کہ ۲۷ھ کے آخر میں، میں ایک ولی اللہ سے ملا۔ میں نے ان سے کہا کہ اللہ سے دعا کریں کہ مجھے سرکار کی زیارت نصیب ہو جائے، انہوں نے مجھے کہا، اس بات کو چھوڑ دو، اور اللہ سے مت مانگو، یہاں تک کہ وہ خود تمہیں، بغیر سوال کئے عطا فرمائے۔ کیونکہ بغیر مانگے اگر وہ عطا فرمائے تو تمہاری اس سلسلہ میں مدد فرمائے گا۔ اور یہ نعمت نازل ہونے سے پہلے تمہیں قوت عطا فرمائے گا اور جب تم اللہ سے اس کا سوال کرو گے اور کثرت سے کرو گے تو وہ تمہیں نامراد تو نہیں کرے گا لیکن ڈر ہے کہ تمہیں تمہارے نفس کے سپرد کرے۔ پھر تم اس سے عاجز ہو جاؤ گے میں نے ان سے کہا آپ میرے لیے اس کی دعا کریں مجھ میں طاقت ہے۔ فرمایا اچھا انسانوں کی دنیا پر نظر دوڑاؤ، میں نے دیکھا، فرمایا سب کو اپنی آنکھوں

کے آگے جمع کرلو یہاں تک کہ انگوٹھی کے حلقے کی طرح ہو جائے۔ میں نے کہا جمع کر لیا۔ فرمایا اب جنات کی دنیا پر نظر دوڑاؤ اور ان کو بھی اسی طرح اپنے سامنے کرلو۔ میں نے کہا کر لیا۔ فرمایا فرشتوں کی دنیا پر نظر دوڑاؤ، زمین، آسمان اور عرش کے فرشتے۔ ان سے بھی ایسا ہی کرو۔ میں نے کہا کرلیا۔ فرمایا کہ وہ ایک، ایک عالم گنتے گئے یہاں تک کہ متعدد اقسام شمار کر لیے۔ جنت کی دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے۔ جہنم کی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اور مجھے حکم دیا کہ سب کو اپنی نظروں کے سامنے لاؤ۔ میں جمع کرتا گیا اور کہتا گیا کہ کرلیا۔ پھر فرمایا اپنی آنکھوں کے سامنے جو مجموعہ ہے اسے بیک وقت غور سے دیکھو، اور پوری کوشش کرو۔ کیا ایک نظر میں سب کو حاضر کر سکتے ہو؟ میں نے کوشش کی، مگر مجھ سے نہ ہو سکا، فرمایا تم اس تمام مخلوق کو نہیں دیکھ سکتے اور ایک نظر میں حاضر کرنے سے عاجز ہو، تو خالق سبحانہٗ وتعالیٰ کا مشاہدہ کیسے کر سکتے ہو؟ اب مجھے صحیح پتہ چلا اور میں خون کے آنسو رویا کہ مجھے اس شے کی حرص تھی جو میرے بس میں نہ تھی، فرمایا اس تمام مخلوق کو ایک نظر میں دیکھ لینا، انسان کے بس میں نہیں، فرمایا اسی طرح جو اولیاء اللہ نبی علیہ السلام کو جاگتے ہوئے دیکھتے ہیں، وہ اس وقت تک آپ کو نہیں دیکھ سکتے جب تک یہ سب جہان دیکھ نہ لیں۔ لیکن وہ بھی ایک نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ پھر نویں باب میں ایک طویل کلام کے بعد فرمایا، جب آدمی کو بیداری میں سرکار کا دیدار حاصل ہو جاتا ہے، تو اسے شیطان کے کھیل سے امان مل جاتی ہے، کیونکہ وہ اللہ کی رحمت سے مل جاتا ہے اور وہ رحمت ہمارے آقا و مولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر اس کا ذات اقدس سے ملاقات کرنا، حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی معرفت اور ذات ازلی کے مشاہدہ کا سبب بن جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ذات اقدس ذات حق تعالیٰ میں غائب اور حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں منہمک پاتا ہے، پس ولی بھی ہمیشہ نبی علیہ السلام کی ذات پاک کی برکت سے حق سبحانہ وتعالیٰ سے تعلق قائم کرلیتا ہے، اور آہستہ آہستہ اس کی معرفت میں ترقی کرتا جاتا ہے، یہاں تک

کہ اُسے ذات کا مشاہدہ اور اسرار معرفت وانوار محبت سے نوازا جاتا ہے۔ پھر نویں باب میں بھی فرمایا، میں نے شیخ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سُنا کہ ہر چیز کی علامت ہوتی ہے اور بندے کے بیداری میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہونیکی علامت یہ ہے کہ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فکر میں ہمیشہ لگن رہے کہ کبھی اس کے فکر سے آپ غائب نہ ہوں اور توجہ ہٹانے والی کوچیز اس کی توجہ کو نہ ہٹا سکے، نہ کسی اور میں مشغول کرسکے۔ ایسے دیکھے کہ کھانا کھا رہا ہے اور نظر رُخ انور پر ہے، پی رہا ہے اور نظر وہیں ہے، جھگڑتا ہے اور نظر وہیں ہے، سو رہا ہے اور نگاہ وہیں جمی ہوتی ہے، میں نے کہا کیا ایسا بندے کے عمل اور حیلہ سے ہوسکتا ہے؟ فرمایا نہیں کیونکہ اگر ایسا بندے کے عمل اور حیلہ سے ہوتا، تو کبھی سرکار سے غفلت ہوجاتی، جب کوئی توجہ کو پھیرنے والی، یا غفلت طاری کرنیوالی شئے آڑے آجاتی۔ بلکہ یہ خدائی معاملہ ہے جو بندے کو اس پر آمادہ کرتا اور اس کام میں لگاتا ہے اور بندہ اس سلسلہ میں اپنا اختیار محسوس نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ اگر بندے کو اس کیفیت کے دُور کرنے کی تکلیف دی جائے تو نہ کرسکے۔ اس لئے مصروفیات اور خیالات اسے دور نہیں کرسکتے۔

سو بندے کا باطن تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتا ہے اور ظاہر لوگوں کے ساتھ۔ ان سے بلا ارادہ باتیں کرتا اور کھاتا ہے اور ظاہری طور پر جو کچھ دیکھتا ہے اُسے بلا ارادہ کر ڈالتا ہے۔ کیونکہ اعتبار تو دل کا ہے اور وہ لوگوں کے علاوہ کسی اور سے ہوتا ہے، جب بندہ ایک مدت تک اس حال پہ رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے بیداری میں اپنے نبی کریم اور رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب کرتا ہے، مدت غور و فکر مختلف ہوتی ہے۔ کسی کے لیے ایک ماہ، کسی کے لیے اس سے کم اور کسی کے لیے اس سے زیادہ۔ فرمایا نبی علیہ السلام کی زیارت بہت بڑی سعادت اور اہم ترواقعہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ بندے کو طاقت نہ دے تو کبھی اس سے بہرہ ور

نہ ہو سکے۔ پس اگر ہم ایک ایسا آدمی فرض کریں جو بہت طاقت ور ہو اور اس میں ایسے چالیس شاہزوروں کا زور جمع ہو، جن میں سے ہر ایک سماعت وبسالت کی بنا پر شیر کا کان پکڑ سکتا ہو، پھر ہم فرض کریں کہ اس شخص کے سامنے نبی علیہ السلام کسی محل سے نکل کر آ گئے ہیں تو سرکار کے عظیم رعب و داب سے اس شخص کا جگر پھٹ جائے، جسم پگھل جائے اور روح نکل جائے۔ اس عظیم سطوت کے باوجود اس دیدار پاک میں وہ لذت ہے اس کی کیفیت بیان وشمار سے باہر ہے۔ یہاں تک کہ دیدارِ سرکار سے مشرف ہونیوالوں کے نزدیک یہ دخول جنت سے افضل ہے، کیونکہ جنت میں داخل ہونیوالا اس کی ساری نعمتیں (بیک وقت) نہیں پاتا۔ بلکہ ہر شخص کے لئے مخصوص نعمت ہوتی ہے۔ بخلاف دیدار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے، کہ جب کسی کو مشاہدہ مذکور حاصل ہوتا ہے تو اس کو اہلِ جنت کی تمام نعمتیں پا دی جاتی ہیں۔ پس وہ ہر قسم کی لذت ومٹھاس اسی طرح محسوس کرتا ہے جیسے اہلِ جنت، جنت میں اور یہ لذتیں ان کی بہ نسبت قلیل ہیں، جن کے نور سے جنت بنائی گئی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان پر اللہ کی رحمت، کرم، بزرگی وعظمت کا نزول ہو۔ اور ان کی آل واصحاب پر۔ فرمایا یہ سیرابی مشاہدے میں حاصل ہوتی ہے جس کا مشاہدہ دائمی ہوگا اس کی سیرابی بھی دائمی ہوگی۔ امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

امام ابن المبارک کا ارشاد

"میں کہتا ہوں میں شمائل ترمذی اور اس کی شروح کو دیکھ رہا تھا جب راویان حدیث سرکار کے رنگ مبارک، قد کے طول، یا بالوں کے طول یا رفتار وغیرہ میں اختلاف کرتے تو میں اپنے شیخ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا اور ان سے اس بارے میں سوال کرتا تو آپ ایسا جواب دیتے جو دیکھنے اور مشاہدہ کرنیوالا دیا کرتا ہے، فرمایا کہ ہم نے ایسے بعض واقعات باب اوّل کے آخر میں لکھے ہیں۔ واللہ اعلم۔

فرمایا کہ عجیب بات یہ تھی کہ میں نے یہ باتیں شیخ رضی اللہ عنہ سے اس وقت پوچھیں جب آپ درختوں کی کانٹ چھانٹ اور مضر پودوں کو تلف کرنے میں مصروف تھے۔ اور سوال کے وقت ان کا رُخ اور توجہ بھی دوسری طرف تھی۔ میں لے مذکورۃ الصدر سوال ابھی ختم کرنے نہیں پاتا تھا کہ آپ بلا توقف مجھے جواب دیتے جاتے۔ اس سے مجھے مجوزہ بات صحیح ثابت ہوگئی کہ اعتبار باطن کا ہوتا ہے اور جو کچھ بظاہر کرتے ہیں، بلا ارادہ کرتے ہیں۔ پس آپ کا درختوں کی کانٹ چھانٹ کرنا بلا ارادہ تھا اور باطن کا تعلق بارگاہ عالی سے تھا۔ اسی لیے جواب میں غور نہیں کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی علامت کہ بندے کو اللہ کا دیدار حاصل ہو یہ ہے کہ دیدار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے رب سے ایسا تعلق اس کے ذہن میں پیدا ہو جائے کہ اس کی سوچ اس میں ایسی غائب ہو جائے جیسے علیہ السلام کے بارے میں گزشتہ گفتگو میں بیان ہوا۔ پھر یہی حال رہے یہاں تک کہ حق تعالیٰ کے دیدار کے دروازے اس پر کھل جائیں کہ یہی اس کے دل کا پھل اور فکر کا نتیجہ ہو۔ جب مشاہدۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نتیجے میں اُسے جنت کی تمام نعمتوں کی لذت حاصل ہوتی ہے تو مشاہدۂ ذات باری تعالیٰ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ جو نبی علیہ السلام، جنت اور ہر شئے کا خالق ہے فرمایا کہ مشاہدۂ خداوندی کے بعد لوگوں کی دو قسمیں ہو جاتی ہیں۔

لوگوں کی ۲ دو قسمیں

ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو مشاہدۂ حق میں اس طرح منہمک ہو جاتے ہیں کہ باقی مخلوق سے غائب رہتے ہیں۔ دوسری قسم کامل تر ہے، ان کی ارواح تو حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں منہمک ہوتی ہیں اور ذوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ میں مستغرق رہتی ہیں۔

پس نہ تو ان کی ارواح کا مشاہدہ، ذوات کے مشاہدہ پر غالب آتا ہے اور نہ ان کی ذوات کا مشاہدہ ارواح کے مشاہدہ پر، فرمایا یہ قسم کامل تر ہے۔ کیونکہ ان کا مشاہدہ حق، پہلے گروہ کے مشاہدۂ حق سے کامل تر ہے۔ اور ان کا مشاہدہ حق تعالیٰ اس لیے کامل تر ہے، کیونکہ یہ لوگ مشاہدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ نہیں ہوتے، جو ارتقاء کے بعد مشاہدہ حق تعالیٰ کا سبب ہے۔ پس جس کو مشاہدۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ ہوگا اُسے مشاہدۂ حق سبحانہٗ وتعالیٰ بھی زیادہ ہوگا اور جس کا مشاہدہ کم ہوا اس کا وہ مشاہدہ بھی کم ہوگا۔ فرمایا، اگر بندے کو اختیار ہوا اور اس کی عمر مثلاً نوے سال کی ہو تو وہ سوائے دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی بات کی تمنا نہ کرے۔ اور موت سے ایک دن پہلے اُسے دیدار خداوندی نصیب ہوگا۔ اس دن اس کے لئے دیدار باری تعالیٰ کے دروازے کھل جائیں گے۔ کیونکہ اس کا قدم مشاہدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مضبوطی سے جم چکا ہے۔ سب سے زیادہ فتوحات اس پر کھلتی ہیں جسے اس دنیا میں شروع سے آخر تک دونوں مشاہدے حاصل ہوتے ہیں پھر آپ نے ایک آئینہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا اور حروف کو دیکھنا شروع کیا۔ اور فرمایا کیا ایسا نہیں کہ حروف اور ان کی چمک جو نظر آرہی ہے وہ آئینے کی صفائی اور تاب کے تابع ہے؟ میں نے کہا جی ہاں: فرمایا نبی علیہ السلام کا مشاہدہ آئینہ کی طرح ہے اور حق سبحانہ کا مشاہدہ حروف کی طرح ہے۔ نبی علیہ السلام کا مشاہدہ جتنا صاف اور تابدار ہوگا، مشاہدۂ ذات باری تعالیٰ میں اتنی ہی صفائی و تابانی ہوگی اور ذات ازلی کے مشاہدہ میں نابینائی ختم ہو جائے گی۔ میں نے آپ سے یہ کلام اس وقت سنا جب بعض بزرگ فقہاء نے آپ سے یہ سوال کیا، کیا ولی نماز چھوڑ سکتا ہے؟ فرمایا ولی نماز نہیں چھوڑ سکتا۔ اور ایسا کیونکر ہو سکتا ہے؟ وہ تو ہمیشہ دو جلوہ گاہوں میں رہتا ہے۔ اس کی ذات تو مشاہدۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گاہ میں ہوتی ہے۔ اور روح

مشاہدۂ حق کی جلوہ گاہ میں۔ اور دونوں مشاہدے اسے نماز اور باقی احکام شرعیہ کا حکم دیتے ہیں۔ ایک اور مرتبہ آپ نے فرمایا، ولی نماز کا تارک کیسے ہو سکتا ہے؟ حالانکہ جو بھلائی اسے دونوں مشاہدوں سے حاصل ہوتی ہے، وہ اسی وقت تو حاصل ہوتی ہے جب اس کی ذات کو ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسرار و رموز سے سیراب کیا گیا۔ اور ذات اقدس کے اسرار سے کسی ایسی ذات کو کیونکر سیراب کیا جا سکتا ہے؟ جو ذات اقدس کے سے کام نہ کرے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔" الابریز کی عبارت ختم ہوئی۔ اسی کتاب کے چوتھے باب میں، غار حراء کے دربار میں اولیاء کرام کے ہر رات جمع ہونے اور بعض اوقات نبی علیہ السلام کے حاضر ہونے اور سرکار کا تمام انبیائے کرام اور ان کے ہمراہ ازواج مطہرات، امہات المومنین، فرشتوں اور اکابر صحابہ کرام، صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ و علیہم اجمعین کے ساتھ لیلۃ القدر میں تشریف فرما ہونا۔ وغیرہ کی کیفیت بیان فرمائی۔ جو چاہے اس کی طرف رجوع کرے۔

عارف باللہ سیدی شیخ عبدالغنی نابلسی نے سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مجموعہ صلوٰت کی شرح میں اس قول پر وَ اَتْحَفْنَا بِمُشَاهَدَتِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سرکار کے دیدار کا تحفہ عنایت فرمائے فرمایا یعنی دنیا میں بحالت بیداری سرکار کا دیدار اور دیکھنا۔

اور شیخ جلال الدین سیوطی کا اس سلسلہ میں ایک رسالہ ہے جس کا نام ہے "رؤیۃ النبی والملک" شیخ عبدالغنی فرماتے ہیں، میں مدینہ منورہ میں، جس سال حاضر تھا، ماہ رمضان المبارک ۱۱۰۵ھ کو شیخ، امام، ھمام، فاضل، کامل، عالم، عامل سید محمود کردی رحمۃ اللہ سے ملا۔ میں حجرہ نبوی (روضہ اقدس) کے دروازے کے پاس ان کے ہمراہ بیٹھا کرتا تھا۔ اس کے سکونت پذیر آقا پر بزرگ درود، کامل تر سلام و آداب۔ وہ مجھے بتایا کرتے کہ نبی علیہ السلام کی زیارت سے وہ بیداری میں مشرف ہوتے اور کلام کرتے

ہیں، کبھی وہ حجرۂ اقدس کی طرف آتے تو ان سے کہا جاتا، سرکار اپنے چچا محترم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے ہیں۔ وہ مجھے ایسے تمام واقعات سنایا کرتے تھے جو ان کے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان عالم بیداری میں ہوئے۔ میرا اس پر ایمان ہے اور اس بارے میں ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ وہ سچے علماء میں سے تھے۔ حتیٰ کہ ایک دن انہوں نے مجھے اپنے گھر بلایا۔ جو مدینہ منورہ میں تھا اور میری مہمانی کی اور مجھے اپنی تفسیر قرآن نکال کر دکھائی جو آٹھ جلدوں میں تھی اور حضور علیہ السلام پہ درود شریف کے موضوع پر میں نے ان کی ایک کتاب دیکھی جو مشہور و معروف دلائل الخیرات شریف کی طرز پر تھی اور حجم میں اس سے بڑی تھی۔ پھر قصیدہ ہمزیہ کی شرح سے، علامہ ابن حجر ہیتمی کی عبارت نقل فرمائی اور فرمایا میں کہتا ہوں یہ کوئی عجیب معاملہ یا غریب صورت حال نہیں کیونکہ مرنیوالوں کی روحیں مطلقاً مری ہیں نہ کبھی مریں گی۔ بلکہ جب خاکی عنصری بدنوں سے جدا ہوتی ہیں، اپنی صورتیں اپنا لیتیں ہیں۔ جیسے روح الامین جبریل علیہ السلام اعرابی وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں تشریف لاتے تھے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث میں آتا ہے۔ جب عام لوگوں کی روحوں کا یہ حال ہے، جنہوں نے کامل اتباع بھی نہیں کی اور وہ فرائض جو ان پر لازم تھے ان کو ادا بھی نہیں کیا۔ جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ "دائیں جانب والوں کے سوا ہر آدمی اپنے اعمال کے بدلے گروی ہے۔" الجندی نے "شرح خصوص الحکم" میں کہا کہ شیخ اکبر قدس سرہٗ اپنی موت کے بعد اپنے گھر آتے اور اپنی ام ولدہ سے فرماتے، تمہارا کیا حال ہے، تو کیسی ہے؟ اس ام ولدہ نے انہیں یہ بات بتائی، اور وہ اس کی صداقت میں شک نہیں کرتے تھے تو پھر تیرا نبیوں اور رسولوں کی روحوں کے متعلق کیا خیال ہے۔ ان سب پر اللہ کی رحمتیں اور سلام ہوں۔ موت روحوں کے معدوم ہونے کا نام نہیں، خواہ جسم کتنے ہی پرانے ہو جائیں، سوال نکیرین حق ہے۔ یونہی قبر کی نعمتیں اور عذاب اہل سنت و جماعت

کے نزدیک حق ہے۔ اور سوال۔ نعمتیں۔ عذاب۔ عالم دنیا میں نہیں، عالم برزخ میں ہیں۔
اور عالم برزخ کا دروازہ قبر ہے اور قبروں میں تو مردوں کے جسم ہی ہوتے ہیں کہ قبریں اس
دنیا میں ہیں اور مرنیوالوں کی روحیں عالم برزخ میں بلا شک وشبہ زندہ ہیں۔ دنیا میں جسم
روحوں کی وجہ سے زندہ ہیں۔ جب ان میں روحوں کا تصرف ختم ہوگیا تو جسم مر گئے۔ روحیں
پہلے کی طرح زندہ باقی ہیں۔ موت تو ایک دنیا سے دوسری دنیا کی طرف منتقل ہونا ہے۔
پس وہ روحیں جو اپنی بداعمالی میں گروی نہیں، آزاد ہیں۔ عالم برزخ میں چرتی چلتی ہیں۔ یہ
اپنے جسموں کی شکل میں اور ان کے لباس میں ہوتی ہیں، جس کے لیے اللہ ان کو ظاہر فرمانا
چاہیے۔ اس کے لیے دنیا میں ظاہر ہوتی ہیں۔ جیسے نبیوں، ولیوں اور اللہ کے نیک
بندوں کی روحیں اور اس بات میں شک کرنا مومن کی شایان شان نہیں کیونکہ یہ اسلامی
قواعد واحکام پر مبنی ہے اور اس میں صرف بدعتی۔ گمراہ جو عقل وفہم کی پٹھوں پر منجمد ہیں، ہی
شک کر سکتے اور جسے چاہے سیدھے راہ پر چلائے اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔" الخ

شیخ عارف نابلسی ہی شیخ اکبر کی کتاب "الصلوات المحمدیہ" کی شرح کے آخر میں فرماتے
ہیں وَعَلٰی اٰلِہٖ اور آپ کا دیدار کرنیوالوں اور پہچاننے والوں پر (درود وسلام) وَاَصْحَابِہٖ
صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر، اصحاب صاحب کی جمع ہے اور صاحب
رسول ہر وہ مسلمان ہے جس نے آپ سے ملاقات کی اور آخر دم تک ایمان پہ رہ کر انتقال
کیا۔ بلیشک نبی علیہ السلام کا دیدار کامل اہل ایمان والعرفان کے لیے باقی ہے، علمائے
کاملین میں سے ایک کے ساتھ میں رہا۔ وہ مجھے نبی علیہ السلام کے دیدار اور ملاقات
بحالت بیداری کا بتایا کرتے تھے۔ میں رمضان ۱۱۰۵ھ میں جب کہ مدینہ طیبہ میں حاضر
تھا، حرم نبوی میں ان سے ملا کرتا تھا اور ان کے ہمراہ حجرہ (روضہ) رسول کے دروازے
کے پاس بیٹھا کرتا تھا وہ نبی علیہ السلام سے اپنے معاملات مجھے بتایا کرتے تھے اور
میں دل سے ان سب کی تصدیق کرتا تھا۔ وہ مجھ سے محبت کرتے اور میں ان سے۔ مجھے

اپنے گھر دعوت دیتے اور میں ان کے ہمراہ روزہ افطار کرتا، ایک مرتبہ انہوں نے مجھے کئی جلدوں میں اپنی تفسیر قرآن دکھائی۔ وہ بڑے علماء میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ ا لسنخ

میں کہتا ہوں میں شیخ محمود کردی مذکور، رضی اللہ عنہ کی تین کتابیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے متعلق، جو "دلائل الخیرات" کے حجم کی تھی۔ اس کا نام تھا "اَدلُّ الخَیْرَاتِ" دوسری کتاب بھی اسی حجم کی تھی جس کا نام تھا "الباقیات الصالحات" یہ بھی نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے کی فضیلت اور دوسرے اذکار ہیں۔ تیسری کتاب کا نام تھا "الکفایۃ" جس میں انہوں نے وہ اذکار جمع کئے جن کا حدیث شریف میں صبح وشام پڑھنے کا حکم ہے۔

آپ ان علماء میں شامل ہیں جن کے حوالہ جات میں نے اس کتاب میں نقل کئے ہیں۔ الباقیات الصالحات میں ہے کہ آپ نے روضہ اقدس کے باہر سے سلام عرض کیا۔ بس نبی علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا۔ یہ معاملہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ (صحابی نہیں) سے بھی ہوا ہے۔ اس میں مذکور ہے کہ نبی علیہ السلام نے ان کا نام "لمبے ہاتھ والا" (صاحب الید الطویل) رکھا تھا۔

اس کا ذکر نہیں کہ یہ بیداری میں تھا یا خواب میں اور یہ جو فرمایا (صاحب الید الطویلَ جس نسخہ سے میں نے نقل کیا اس میں یہی الفاظ ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے اصل لفظ الطولیٰ ہوا اور غلطی سے الطویل لکھدیا گیا ہو۔ کتاب ادل الخیرات میں مذکور ہے کہ آپ کی ملاقات خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ عبارت یہ ہے "اہل بصیرت کی ایک بڑی جماعت خضر علیہ السلام کی بقاء کی قائل ہے اور اس کتاب کے مؤلف نے اپنی آنکھوں سے آپ کو مسجد نبوی میں دیکھا ہے۔ ان سے مصافحہ کیا اور ان سے دعا کی درخواست کی ہے۔ اللہ کا شکر ہے منکر و معافی ہے کہ مسئلہ اتفاقی نہیں"۔ القطب محمد بن عبد الکریم السمان نے، جیسا کہ ان سے

شیخ عمر توقی نے کتاب الرماح میں نقل کیا، فرمایا، نبی علیہ السلام کی بارگاہ اقدس سے تعلق دو طرح کا ہوتا ہے۔ اوّل یہ کہ حضور علیہ السلام کی حاضر کیا جائے، اور حاضری کے وقت آپ کے اجلال، تعظیم، ہیبت و وقار کے پیش نظر اس سے ادب کا برتاؤ کیا جائے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو وہ صورت ذہن میں حاضر کر جسے تُو نے خواب میں دیکھا ہے۔ اور اگر خواب میں کبھی تم نے حضور علیہ السلام کو دیکھا ہی نہیں، تو جس وقت تم سرکار کا ذکر کرو، تو یہ تصور باندھو، گویا تم سرکار کی جلالت تعظیم، ہیبت اور حیاء کے پیش نظر، ادب سے کھڑے ہو۔ تم نے جب بھی ان کا ذکر کیا، وہ تمہیں دیکھتے اور سنتے ہیں۔ کیونکہ آپ اللہ کی صفات سے متصف ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کرنے والے کا ہمنشین ہوتا ہے۔

دوم تعلق معنوی ہے کہ آپ کی صورت کا تصور اس طرح کرو کہ حقیقت کاملہ اوصاف۔ کمال سے موصوف، جلال و جمال کی جامع صفاتِ خداوندی سے مزین۔ جو نور ذات سے ہمیشہ منور رہتی ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے، تو جان لو، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحِ کلی ہیں۔ جو وجود حقائق کے دونوں کناروں پر قائم ہے۔ ایک کنارہ قدیم دوسرا حادث۔ پس سرکار ذات د صفات میں دونوں کناروں کی حقیقت ہیں۔ کیونکہ آپ نورِ ذات سے پیدا ہوتے ہیں اور اس کے اوصاف افعال، آثار و موثرات کے، ذات و حکم کے لحاظ سے جامع ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں فرمایا "ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" "پھر حضور قریب ہوئے، سو جلوہ حق تعالیٰ بھی قریب آگیا، پھر دو کمانوں کی مقدار یا قریب تر ہو گیا"۔ نبی علیہ السلام دراصل حقیقت اور تمام مخلوق کے درمیان ایک آڑ ہیں کہ آپ ہی تمام حقائق کی حقیقت ہیں۔ اسی لیے شب معراج آپ کا مقام بالائے عرش رہا۔ اور تم جانتے ہو کہ عرش، مخلوق کی آخری حد ہے کہ اس کے اُوپر مخلوق نہیں۔ لہٰذا نبی علیہ السلام جب عرش پر متمکن ہوئے تو تمام تر مخلوق سرکار کے قدموں تلے اور آپ کا رب آپ کے اوپر۔ پس آپ معنوی طور پر برزخ ہیں کہ آپکا وجود نورِ حق سے ہے اور باقی مخلوق کا وجود آپکے نور سے ہے۔ پس آپ دونوں جہتوں سے، ان دو وصفوں سے موصوف ہیں۔ صورۃً بھی اور معناً بھی۔

حکماً بھی اور ذاتاً بھی۔ فرمایا کہ میرا وجود اللہ سے ہے اور اہل ایمان کا وجود مجھ سے ہے۔
اب جب تم میری بات سمجھ گئے تو اب تمہارے لیے یہ کمال محمدی حاصل کرنا آسان ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پھر جان لو، اللہ ہمیں اور تمہیں توفیق دے اور اللہ ہمیں یہ صاف شربت نصیب کرے کہ حقیقت محمدیہ کا تمام دنیا میں ظہور ہے۔ پس عالم اجسام میں آپ کا ظہور اس طرح نہیں جس طرح عالم ارواح میں ہے۔ کیونکہ جسموں کی دنیا میں وہ وسعت نہیں جو روحوں کی دنیا میں ہے اور عالم ارواح میں آپ کا ظہور ایسا نہیں، جیسا عالم معنیٰ میں ہے، کیونکہ عالم معنیٰ، عالم ارواح سے لطیف تر اور وسیع تر ہے اور زمین میں آپ کا ظہور ایسا نہیں جیسا آسمان میں۔ اور آسمان میں آپ کا ظہور ایسا نہیں جیسا عرش کی دائیں طرف۔ اور عرش کی دائیں طرف آپ کا ظہور ایسا نہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کہ جہاں نہ این (کہاں) ہے نہ کیف (کیسے) پس ہر مقام جو پہلے کی نسبت بلند تر ہے اس میں آپ ظہور بھی پہلے کی نسبت کامل تر ہے اور ہر مقام پر وہ جلالت و ہیبت ہے جسے وہ قبول کرے۔ یہاں تک کہ آپ ایسے مقام تک جا پہنچتے ہیں، جہاں نہ آپ کو نہ کوئی نبی دیکھ سکے۔ نہ فرشتہ، نہ ولی۔
یہ مطلب ہے حضور علیہ السلام کے اس قول کا لِی مَعَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ'' (بخاری و مسلم) ''مجھے اللہ کے ساتھ ایک ایسا وقت میسر ہے جس میں نہ کوئی مقرب فرشتہ مجھ تک رسائی حاصل کر سکتا ہے نہ نبی مرسل''۔
پس میرے بھائی! بلند ہمتی سے کام لے تاکہ سرکار کا وہ کہیں بھی ہوں بلند تر مظاہر میں، عظیم الشان دیدار کر سکے۔ اشارہ سمجھو۔ میرے مخلص دوست! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہمیشہ سرکار کی صورت اور معنیٰ کا تصور کیے رکھنا اگرچہ شروع میں، صورت کو حاضر کرنے میں تمہیں تکلیف ہوگی، لیکن عنقریب تمہاری روح اس سے مانوس ہو جائے گی۔ پس سرکار حقیقۃً تیرے سامنے حاضر ہوں گے اور تو ان سے بات چیت کر لیا

وہ تمہیں جواب دیں گے اور بات چیت کریں گے، جس سے تو (ایک گونہ) درجۂ صحابہ سے بہرہ ور ہوگا اور ان سے ان شاء اللہ ملیگا۔ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں "اَکْثَرُکُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً اَقْرَبُکُمْ مِّنِّیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" "جو تم سے مجھ پر زیادہ درود بھیجے گا، وہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔" جب زبانی درود پڑھنے کا یہ نتیجہ ہے تو دل روح اور سر سے درود پڑھنے کا کیا نتیجہ ہوگا۔ وہ یقیناً حضور علیہ السلام اور حق تعالیٰ کے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ ظاہری عمل، جو کہ نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا ہے کا نتیجہ، جنتی ہونا ہے اور باطن جو کہ تعلق، توجہ اور صورت وصفی کو ہمیشہ سامنے رکھنا ہے، کا نتیجہ بارگاہ خداوندی کا قرب حاصل ہونا ہے۔ تو سچائی کی مجلس میں پہنچے گا۔ جہاں، کہاں، نہ کیسے، اشارہ سمجھو البشارت پاؤ گے۔

معرفتِ خدا و معرفتِ مصطفٰے میں فرق

جان لو کہ ولی کامل کو جوں جوں معرفت خداوندی زیادہ ہوتی جاتی ہے، اس میں سکون وثبات آتا جاتا ہے کیونکہ وہ اللہ کے ذکر کے وقت موجود ہوتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو بھولتا نہیں اور جوں جوں اس کو معرفتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ترقی ہوتی ہے، اس میں اضطراب و بے قراری آتی جاتی ہے اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت خاص آثار ظاہر ہوتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ولی کو اللہ کی معرفت اپنی قابلیت اور محبت خداوندی کے مطابق ہوتی ہے اور نبی کی معرفت اللہ کی معرفت سے پیدا ہوتی ہے، جس قدر نبی کی قابلیت ہے اسی لیے اس میں اضطراب بڑھتا نہیں ہوتے اور جوں جوں ولی کو نبی کی معرفت زیادہ ہوتی جاتی ہے، وہ دوسروں سے کامل تر اور بارگاہ خداوندی میں اس کی رسائی ممکن تر ہو جاتی ہے اور معرفتِ خداوندی میں وہ یکتا ہو جاتا ہے۔

قیمتی خلعت

پھر جان لیجئے کہ اولیاء اللہ میں سے جن جن نے نبی علیہ السلام کو

تجلیات خداوندی میں سے کسی تجلی میں خلعت کمال میں ملبوس دیکھا، نبی علیہ السلام وہ خلعت دیکھنے والے پر صدقہ کر دیتے ہیں یہ اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تحفہ ہوتا ہے۔ اگر طاقتور ہے تو دنیا میں اس کو فوری طور پر یہ لباس پہننا ممکن ہے۔ ورنہ یہ خلعت اللہ کے ہاں اس کی امانت ہے، جب طاقت ہوگی پہن لے گا۔ خواہ دنیا میں، خواہ آخرت میں۔ اب جس کو یہ خلعت نصیب ہوگئی اور اس نے دنیا میں اسے پہن لیا تو قیامت کے دن یہ طاقت اسے نبی علیہ السلام سے ملے گی۔

اب جس نے اس ولی کو بھی، ان تجلیات میں سے کسی تجلی میں دیکھ لیا اور خلعت نبویہ میں ملبوس دیکھا تو وہ ولی اس دوسرے دیکھنے والے کو، نبی علیہ السلام کے نائب کی حیثیت سے وہ خلعت بخش دے گا اور صدقہ کر دے گا۔ اور بارگاہ محمدیہ سے اس ولی پر ایک اور خلعت اترتی ہے، یہ پہلی خلعت سے کامل تر ہوتی ہے اور یہ اس خلعت کے عوض اسے ملتی ہے، جو اس نے نبی علیہ السلام کی طرف سے اس پر صدقہ کی اور یونہی یہ سلسلہ بے حد و حساب صورت میں بڑھتا رہتا ہے۔ ہمیشہ کے لیے آپ کی یہی بخشش اور عادت کریمانہ ہے ان اولیائے کرام کے لیے جو آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

تعلق صوری کی ایک اور کیفیت

تعلقِ صوری کی یہ ایک اور کیفیت ہے، وہ یوں کہ تمہیں نظر آئے کہ نبی علیہ السلام سے کائنات پُر ہے بلکہ آپ عین کائنات ہیں اور یہ کہ آپ نور محض ہیں جس میں تم غوطہ زن ہو۔ سر کی آنکھیں بند، دل کی کھلی۔ اس نور میں جب تم مستغرق ہوگئے، اپنی ہستی ختم کر دی تو تم فنا فی الرسول کی صفت سے موصوف ہوگئے اور جس کو مقام فنا حاصل ہوگیا۔ اس نے اس کی محبت کا مزا چکھا۔ تعلق صوری کی دو میں سے یہ ایک قسم ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کی پیروی کرو اور آپ کا شوق اور محبت لازم کرو تاکہ تم آپ کی محبت کی لذت تمام وجود سے محسوس کرو۔ دل سے، روح سے، جسم سے، بال سے، چمڑے سے،

بالکل اس طرح جیسے سخت پیاس کے بعد ٹھنڈا پانی پینے ہو تو وہ تمام جسم میں سرایت کرتا محسوس ہوتا ہے۔ اس بحث کو ذہن نشین کر لو۔

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نبی علیہ السلام کی محبت ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" (یہ غیب کی خبریں دینے والے) نبی مسلمانوں سے ان کی جانوں سے قریب تر ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "لَنْ یُّؤْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ نَّفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ" تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میں اس کے نزدیک، اس کے نفس، مال اور اولاد سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔ اگر تم اپنے تمام وجود میں یہ محبت اور اس کی یہ صفت محسوس نہیں کرتے، تو جان لیجئے کہ آپ کا ایمان ناقص ہے۔ سو اللہ سے استغفار کیجئے اور اس کے حضور گڑگڑائیے۔ اور اپنے گناہوں کی معافی مانگیئے۔ اس میں جلدی کیجئے اور نبی علیہ السلام کے دائمی ذکر کا شوق مانگیئے آپ کا ادب مانگیئے جس کا آپ نے حکم دیا ہے اس پر عمل کرنے اور جس سے آپ نے منع فرمایا ہے اس سے بچنے کی توفیق مانگیے۔ شاید اس سے مقصد حاصل ہو اور قیامت کو سرکار کے زیر سایہ پناہ نصیب ہو۔ کیونکہ سرکار خود فرماتے ہیں: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" "آدمی جس سے محبت کرے اسی کے ساتھ ہوگا۔"

جب فنا ر فی النبوۃ ثابت ہو گئی۔ اب تمہاری فنا کو فنا ہو گئی (البقاء مل گئی) یہی مقام محمود ہے۔ اب تم پر اس صورت کا فیضان ہوگا، جو نور سے تم پر منکشف ہوئی اس کی کیفیت یہ ہے کہ جب تم نبی علیہ السلام کو غور سے دیکھو، تو معلوم ہو کہ آپ اپنی ذات میں مگن ہیں۔ یہاں تک کہ تمہارا وجود ان کے سامنے معدوم ہو جائے اور تم گم ہو جاؤ، یونہی جب نبی علیہ السلام پر درود بھیجو، تو یہ خیال کرو کہ درود بھیجنے والے بھی وہی

ہیں، تم نہیں۔ کیونکہ تمام اشیاء حضور علیہ السلام کے نور سے پیدا کی گئی ہیں اور ذرے ذرے میں ان کا نور جلوہ گر ہے اور ہر ذرے میں اس کے حال کے مطابق روشنی نظر آتی ہے اور تمام اشیاء میں تم خود بھی موجود ہو، اور تمہارے اندر بھی آپ ہی کا نور ہے۔ پس تیری ذات میں موجود وہی نور دراصل سرکار کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو تیرے وجود میں پوشیدہ ہے۔ یونہی تم ایک مقام سے دوسرے کی طرف ترقی کرتے جاتے ہو، یہاں تک کہ اللہ تمہیں اس مقام پر فائز فرما دیتا جہاں تمہاری بقاء، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بقا کے ساتھ ہوجاتی ہے۔

اب تم انسان کامل ہو، حقیقت کے وارث اور کمالاتِ مصطفویہ کے امین۔ اب اللہ کا شکر کرو کہ اس نے تمہیں اس نعمت سے نوازا۔ اور مقامِ عبودیت (بندگی) کی طلب کرو اور احدیت کے سمندروں میں غوطہ زن ہوجاؤ۔ اور شان یکتائی کے واقف ہوجاؤ۔ قطب سمان کا کلام ختم ہوا۔ رضی اللہ عنہ۔

عارف باللہ، سیدی۔ شیخ عبدالرحمٰن العیدروس نے ابوالفتیان سیدنا احمد البدوی رضی اللہ عنہ کے لکھے ہوئے مجموعہ درود پر اپنی لکھی گئی شرح میں ان اولیاء اللہ کی جماعت کا ذکر کرنے کے بعد، جنہوں نے نبی علیہ السلام کی بیداری میں زیارت کی اور جن کا اس سے پہلے ذکر ہوچکا ہے۔ فرمایا، ہمارے پاس یہ بات منقول ہو کر پہنچی ہے کہ یہ سعادت ہمارے اسلاف کو بھی حاصل ہوئی ہے، بالکل اسی طرح جس طرح اب مجھے حاصل ہے۔ ان میں یہ حضرات شامل ہیں۔ میرے آقا جدِّ اعلیٰ محمد بن علی جو فقیہ مقدم کے نام سے مشہور تھے اور ان کے بیٹے علوی اور ان کے پوتے یعنی سیدی محمد بن علی بن علوی مذکور اور ان کے بیٹے سیدی عبدالرحمٰن بن محمد جو سقاف کے نام سے مشہور ہیں اور ان کے بیٹے سیدی ابوبکر بن عبدالرحمٰن جو سکران کے نام سے مشہور تھے اور ان کے بھائی سیدی عمر المحضار بن عبدالرحمٰن سقاف اور ان کے بیٹے عیدروس عبداللہ بن ابوبکر اور ان کے ساتھی

سیدی سعد۔ اور سیدہ سلطانہ زبیدیہ اور سیدی ابوبکر بن سالم سقاف اور سیدی عبداللہ بن حسین سقاف اور ان کے چچازاد بھائی سیدی عبدالرحمٰن اور سید عبدالرحمٰن کی زوجہ سیدہ شریفہ علویہ سقافیہ جو مدینہ منورہ میں مقیم ہیں اور عیدروسیہ کے نام سے مشہور ہیں اور میں نے ان کے اس ہاتھ سے مصافحہ کیا ہے جس کے بارے میں انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ اس ہاتھ سے انہوں نے اپنے جدِ امجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں مصافحہ کیا ہے۔ اللہ کا شکر ہے۔ ہمارا جدِ اعلیٰ، سیدی علی بن علوی جب نماز یا اس کے علاوہ کہتے: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" تو اپنے جد کریم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے گویا یہ سنتے " وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا وَلَدِیْ "بیٹا تم پر سلام ہو۔

بیک وقت جان لیجئے کہ کبھی نبی علیہ السلام کو بہت بڑی جماعت، مختلف مقامات پر بیک وقت دیکھتی ہے اور یہ تمام صورتیں جو نظر آتی ہیں اُن کی مدبر و منتظم روحِ محمدیہ ہے، جیسے تمہاری ایک روح تمام اجزائے جسم کا نظم ونسق چلاتی ہے۔ اسی لیے سرکار کا بیٹا عیدروس دس ہزار صورتوں میں تقسیم ہوا۔

سیدی عارف باللہ احمد بن ادریس شیخ طریقۂ ادریسیہ، جو طریقہ شاذلیہ کی فرع ہے نے اپنے وظائف واوراد، حالت بیداری میں نبی علیہ السلام سے حاصل کئے۔ سرکار بولتے جاتے تھے اور آپ لکھتے جاتے تھے۔ جیسا کہ آپ کے مجموعہ احزاب وصلوٰت میں جن میں سے بعض کو میں نے اپنی کتاب "افضل الصلوٰت علی سید السادات" میں نقل کیا ہے جیسا کہ میں نے اس میں عارف باللہ سیدی محمد بن ابی الحسن البکری مصری کے مجموعہ صلوٰت، کے نقل کرتے وقت میں لکھا ہے کہ ان میں سے پہلا درود انہوں نے نبی علیہ السلام سے سن کر لکھا ہے جیسا کہ عارف باللہ سیدی مصطفےٰ البکری نے اس کی شرح میں ذکر کیا ہے میں نے چھوٹے حجم کا ایک رسالہ بنام "تعریف اھل الاسلام والایمان بان محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم لایخلو منہ مکان ولا زمان" دیکھا۔ جو شیخ نورالدین علی الحلبی کی طرف منسوب ہے۔ اس میں انہوں نے

شیخ سیوطی کی کتاب "تنویر الملک" وغیرہ کی کچھ عبارت نقل کرنے کے بعد کہا "انشاء اللہ جو بات واضح ہوگی وہ یہ کہ نبی علیہ السلام اپنی وفات کے بعد پاکیزہ تر رضامندی فردوسِ جنت کے اعلیٰ ترین مقام اور مقام وسیلہ پر مقررہ ترتیب کے مطابق فائز ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر منور اور روضہ مطہر تک پہنچے، پھر بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس درجہ تک بلند فرمایا، جو اس کے ہاں بزرگ تر ہے۔ یعنی مقام وسیلہ، جس پر اگلے، پچھلے سب سرکار کی عظمت شان پر رشک کناں ہونگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو قطعی اجازت دیدی کہ زمین و آسمان کے کونے کونے، خشکی و تری، میدان و پہاڑ، جہاں چاہیں، جب چاہیں، سیر و سیاحت فرمائیں۔

بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ قوت بخشی ہے اور وہ اہلیت عطا فرمائی ہے کہ آپ مقام وسیلہ پر فائز ہونے کے باوجود اگر کوئی نبی مرسل، یا مقرب فرشتہ سرکار کو آواز دے تو آپ جواب دیتے ہیں۔ وقت وفات سے تاقیامت اور اس کے بعد ہمیشہ ہمیشہ۔ جیسے کہ مقام وسیلہ میں ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ کا طالب، آپ کو بارگاہ خداوندی میں پالیتا ہے اور آپ پر سلام بھیجنے والا، قبر میں آپ کو پالیتا ہے۔ ہر طالب آپکو اپنے مطلوب کے سامنے پاتا ہے مثلاً فکر کرنے والا اپنے فکر میں، عارف اپنے اسرار میں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم کو اپنی بارگاہ اقدس میں اٹھانے کے بعد اجازت دی ہے کہ ان کی ایک شبیہ ان کی قبروں میں رہے۔ تاکہ زمین والوں سے انس رہے اور اشباح سے آزاد ہو کر بھی جہاں چاہیں چریں چگیں کہ ان پر کوئی پابندی نہیں۔ اور قبر میں جو شبح (صورت) مقیم ہے۔ اس کے مقیم ہونے کا اس کے سوا کوئی مطلب نہیں کہ جب بھی طالب اس کو طلب کرے، پالے اور جب اس کے پاس حاضر ہو اس کی ذات کو دیکھے اور اس کی مزید توضیح عنقریب آ رہی ہے

زندہ نبی

حافظ سیوطی نے کتاب مذکور میں اکثر احادیث اور اقوال علماء، جو حالت بیداری میں نبی علیہ السلام کی زیارت کے امکان پر وکالت کرتے ہیں، ذکر کرنے کے بعد فرمایا، ان تمام اقوال و احادیث سے یہ بات ثابت ہوگئی

گئی کہ نبی کریم علیہ السلام اپنے جسم اور روح کے ساتھ زندہ ہیں اور آپ زمین و آسمان کے کونے کونے میں جہاں چاہیں تصرف فرماتے ہیں اسی طرح جس طرح حیات ظاہری میں فرمایا کرتے تھے اس میں ذرا برابر فرق نہیں پڑا۔ اور حضور علیہ السلام آنکھوں سے اسی طرح غائب ہیں، جس طرح فرشتے غائب ہیں، اس کے باوجود کہ اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو سرکار کی زیارت سے مشرف کرنے کے ارادے سے پردہ اٹھانا چاہے، تو وہ اسی حال میں سرکار کی زیارت کرتا ہے، اس میں کوئی مانع نہیں اور بات کا کوئی امر داعی نہیں کہ ہم تخصیص کرکے مثال کا دیکھنا قرار دیں۔ سیوطی کا کلام ختم ہوا۔

اس سے خاص کر میرے خیال میں یہ بات ہے کہ حضور علیہ السلام کے وجود مبارک سے نہ کوئی زمان و مکان خالی ہے۔ نہ محل و مکان، نہ عرش، نہ لوح، نہ کرسی، نہ قلم، نہ خشکی نہ سمندر، نہ میدان نہ پہاڑ، نہ برزخ نہ قبر۔ جیسا کہ ہم نے اس طرف بھی اشارہ کر دیا ہے اور جس طرح سفلی کائنات آپ سے پُر ہے اسی طرح عالم بالا بھی آپ کے وجود سے پُر ہے۔ آپ کی قبر بھی آپ کے وجود سے پُر ہے پس تم سرکار کو قبر انور میں مقیم پاؤ گے۔ بیت اللہ کے گرد طواف کرتے، ادائے خدمت کے لیے اپنے رب کے حضور کھڑے اور مقام وسیلہ پر مکمل خوشی کی حالت میں کھڑے پاؤ گے۔ دیکھتے نہیں کہ بیداری یا خواب میں جو لوگ انتہائے مغرب میں آپ کا دیدار کرتے ہیں، وہ ان لوگوں سے اتفاق کرتے ہیں جو اسی وقت انتہائے مشرق میں آپ کا دیدار کر رہے ہوتے ہیں۔ جب یہ صورت حال خواب میں ہوگی تو عالم خیال و مثال میں ہوگی اور جب بیداری میں ہوگی تو صفت جلال و جمال کا ظہور ہوگا اور انتہائی کمال کے ساتھ۔ جیسا کسی کہنے والے نے کہا ہے:

لَیْسَ عَلَی اللّٰہِ بِمُسْتَنْکَرٍ
اَنْ یَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِیْ وَاحِدٍ

ترجمہ: اللہ پر یہ بات دشوار یا ان ہونی نہیں کہ ساری دنیا کو ایک ذات میں جمع کر دے۔"

اس حدیث میں بھی دلیل ہے جسے ہم بیان کر آئے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے معراج کی رات اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا، اور آپ بیت المقدس تشریف لائے تو وہاں بھی ان کو دیکھا اور تمام نبیوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ پر اور ان پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ پھر سرکار سے جدا ہوئے اور چھٹے آسمان پر چڑھ گئے اور وہاں سرکار نے ان کو اپنا منتظر پایا۔ یہی کچھ آدم، یحییٰ، عیسٰی، یوسف، ادریس، ہارون اور ابراہیم صلے اللہ علیہم السلام کے ساتھ پیش آیا۔ کہ بیت المقدس میں حضور علیہ السلام نے ان کو نماز پڑھائی اور آسمانوں پر بھی ان کو موجود پایا۔ حالانکہ یہ حضرات فضیلت میں آپ سے کم ہیں۔ (فضیلت میں آپ زائد ہیں) تو آپ اس قول کے زیادہ حقدار ہیں کہ ہر جگہ موجود بھی ہوں اور قبر شریف میں مقیم بھی۔ شب معراج تو سرکار کو وہ عروج نصیب ہوا۔ جو نہ کسی مقرب فرشتے کو نصیب ہو۔ نہ نبی مرسل کو۔ فرمایا کہ اس پر نقلی دلائل میں سے ایک دلیل وہ بھی ہے جسے بخاری (وغیرہ) نے نقل کیا ہے کہ "دو فرشتے قبر والے سے کہتے ہیں ما تقول فی ھٰذا الرجل؟ اس شخص کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟ یعنی نبی علیہ السلام، اور اسم اشارہ سے صرف حاضر کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جب نبی علیہ السلام عالم بالا و زیریں کی روح ہیں تو لازم ہے کہ اس کائنات کا کوئی جز آپ کے جسم پاک اور روح پاکیزہ سے خالی نہ ہو سیوطی وغیرہ نے بہت سے اولیاء اللہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ خواب اور بیداری میں سرکار کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں۔ پس پردہ ہمارے گناہوں کی بنا پر ہماری طرف سے ہے۔ سرکار کی طرف سے نہیں، اسی لیے تم دیکھو گے کہ جب آدمی اپنے نفس سے جدا ہوتا ہے۔ اگر نیند کی وجہ سے ہو، اور آنکھیں بند کرتا ہے تو حضور علیہ السلام کو دیکھ لیتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس کے نصیب میں کر دے۔ جب آدمی گناہوں کا قلع قمع کر کے ختم کر دیتا ہے تو پھر اس کے اور نبی علیہ السلام کے درمیان نہ حجاب

میں کوئی پردہ رہتا ہے نہ بیداری میں۔ اسی لیے ہمارے شیخ نورالدین الشونی بیداری میں نبی علیہ السلام سے جامع الازہر میں ملاقات کرتے تھے، ان کے حضور علیہ السلام سے جمع ہونے کی علامت یہ تھی کہ آپ محفل میں کھڑے ہو جاتے اور تمام لوگ بھی ان کے ہمراہ کھڑے ہو جاتے۔ کبھی آخر شب، کبھی نصف شب اور کبھی نماز عشاء کے بعد محفل درود وسلام کے شروع میں۔ پھر وہ صبح تک کھڑے رہتے۔ اور مقام شیوفیہ میں خلوت کی حالت میں باب زہومہ کے پاس غالباً شب وروز زیارت ہوتی تھی۔

پھر فرمایا اس پر ایک دلیل ہے کہ اس امت میں ابدال کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ اپنی جگہ پر کر مسافر بن جاتا ہے اور اس کے بدلے اس جگہ کو اسی صورت میں چھوڑ دیتا ہے۔

قضیب البان کا قصہ

قضیب البان رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ دعویٰ کیا گیا کہ وہ نماز نہیں پڑھتے۔ قاضی نے جب اس بارے میں ان سے سوال کیا تو ان کی سات صورتیں بن گئیں جس کا ہر شک نہیں کر سکتا تھا کہ ہر صورت میں قضیب البان ہیں۔ ان میں سے ایک صورت نے قاضی اور مدعیوں سے کہا۔ دیکھ کر بتا کس صورت پر ترک نماز کا دعویٰ ہے؟ جب ایک ابدال کا یہ حال ہے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہزاروں لاکھوں مثالیں ظاہر نہیں ہو سکتیں؟

ابن عطاء اللہ سکندری کا حاجی مرید

ابن عطاء اللہ سکندری کے ایک مرید نے حج کیا۔ وہ جہاں جاتا، انہیں دیکھ لیتا۔ اور جب ان سے بات کرنے کا ارادہ کرتا نظر نہ آتے۔ پھر وہ اسکندریہ آیا اور ان کے متعلق دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ وہ تو یہاں سے کہیں گئے ہی نہیں۔ جب ملاقات ہوئی تو تمام احوال بیان کیا۔ پھر فرمایا اس کے جائز ہونے کے دلائل میں سے ایک عقلی دلیل یہ ہے کہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم بالا وزیریں کو حضور علیہ السلام کے سامنے اس طرح کر دے جس طرح اس نے ساری دنیا سیدنا عزرائیل علیہ السلام کے سامنے کر دی ہے۔ سوال کیا گیا کہ ایک شخص انتہائے مشرق میں ہے دوسرا انتہائے مغرب میں ہے۔ دونوں کا وقت وفات بیک وقت آگیا۔ ان کی روح بیک وقت

کیسے قبض ہو گئی، فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمام زمین ان کے سامنے اس طرح کر دی جیسے کھانے والے کے سامنے پیالہ، جو چاہے لے لے۔" فرمایا اس پر اور دلائل کے علاوہ ایک دلیل یہ بھی ہے کہ برزخ کی بات کو کسی اور پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کیسے [illegible] دو فرشتے اتنے بڑے ہولناک جسموں کے ساتھ تنگ ترین قبروں میں کہاں سے آتے اور کہاں سے جاتے ہیں۔ اور بیک وقت دو بلکہ متعدد مرنے والوں سے کس طرح سوال کرتے ہیں، حالانکہ کوئی دُور مشرق میں ہوتا ہے اور کوئی دُور دراز مغرب میں۔ اور کس طرح انگلی کے اشارے سے ایک کھڑکی جنت کی طرف اور دوسری جہنم کی طرف کھول دیتے ہیں؟ حالانکہ جنت سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور جہنم نمکین سمندر کے نیچے ہے۔ پس کوئی روکنے والا نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ طاقت دے دے، جو سوال کرنے والے فرشتے اور ملک الموت کو دی اور ان سے بڑھ کر کہ وہ دونوں مرتبہ میں آپ سے کم ہیں کہ وہ تو سرکار کے بارے میں ہی سوال کرنے آتے ہیں۔ پھر فرمایا ہمیں ولی عارف سیدی عبدالعزیز دیرینی کی بات معلوم ہوئی ہے کہ جب دیرین میں ان کی طرف پیری کی نسبت ہونے لگی، اور بزرگوں کی ایک جماعت نے ان سے جھگڑا کیا تو وہاں کے لوگوں نے طے کیا کہ نماز جمعہ کے بعد وہ مشائخ وسادات کرام اپنے جدِّ امجد، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پکاریں اور سیدی عبدالعزیز بھی سرکار کو پکاریں گے۔ اور جس کو حضور علیہ السلام جواب دیں، وہ حق پر ہے۔ اس کے لیے تمام لوگ وقت مقررہ پر جمع ہوئے سیدی عبدالعزیز نے مشائخ سے کہا، آپ حضرات آگے تشریف لائیں اور پکاریں۔ ان میں سے یکے بعد دیگرے ہر ایک آتا رہا اور یہ پکارتا رہا **یَا جَدِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ!** اے میرے جدِّ امجد! اے اللہ کے رسول! لیکن کسی کو جواب نہ ملا۔ اب سیدی عبدالعزیز آگے آئے اور پکارا **یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ!** تو تمام لوگوں نے یہ آواز سُنی **لَبَّیْكَ یَا عَبْدَالْعَزِیْز** تو ایک جماعت نے کہا کہ جو صف سیدی عبدالعزیز کے قریب تھی اس نے آواز سُنی ہے اور پچھلی صفوں نے نہیں سُنی۔ آپ نے دوبارہ پکارا تو دوبارہ جواب ملا تین مرتبہ ایسا ہُوا۔ پس نبی علیہ السلام کا دیرین

(مقام) سے تعلق دیکھیے۔ حالانکہ آپ کا جسم مبارک مدینہ طیبہ میں مقیم ہے اس سے تمہیں یہ دلیل ملے گی۔ کہ یقیناً نبی علیہ السلام سے کائنات کا ذرہ ذرہ پُر ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا جان لیجیے کہ جن مشائخ، عارفین، رہنماؤں اور رہبروں سے میں نے آخر میں ملاقات کی۔ ان میں سے شیخ نورالدین الشونی ہیں جو حال نبوی کے پر تو اور مدد مصطفوی کے مظہر تھے۔ رات دن جن کا وظیفہ نبی علیہ السلام پر درود وسلام پڑھنا تھا یہاں تک کہ یہی چیز ان کا وصف اور علامت بن گئی یہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ اور آپ خواب و بیداری میں کثرت سے حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی یہ بات ہر طرف پھیل گئی۔ زبانوں اور کانوں سے کہی اور سُنی جانے لگی۔

امام بخاری، مسلم اور ابو داؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب بیداری میں دیکھے گا۔ اور شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔

ایسی ہی روایت طبرانی نے مالک بن عبد اللہ خثعمی اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔ ایسی ہی روایت دارمی نے ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کی۔ اس حدیث میں یہ خوشخبری ہے کہ آپ کا جو اُمتی حالت خواب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوگا، وہ لازمی طور پر بیداری میں آپ کی زیارت سے سرفراز ہوگا۔ اگرچہ مرنے سے پہلے ہی کیوں نہ ہو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ علاوہ ازیں سلف وخلف کے تمام صلحا حقیقتہً بیداری میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، کئی مسائل سرکار سے پوچھے اور آپ نے ان کا جواب دیا۔ پس ان کے کہنے کے مطابق حرف بحرف ہر بات ظاہر ہوگئی۔

یہ بات بھی ثابت ہے کہ اہل ایمان کی ارواح کو اجازت ہے کہ وہ جنت اور آسمانوں میں چریں اور سیر کریں۔ اور بسا اوقات اپنی قبروں میں، اپنے جسموں کی زیارت کے لیے آتی ہیں۔ اور آسمان دنیا سے اپنی قبروں کے بالمقابل قریب ہو جاتی ہیں اور مسلمان اپنے زیارت

کرنے والے اور سلام کرنے والے کو پہچانتا ہے اور جب اس کی توجہ اسے اجازت اور قدرت ہوتی ہے جواب دیتا ہے اور یہ پہچان جمعہ کے دن شام سے لے کر ہفتہ کی صبح تک بڑھتی رہتی ہے، اور اس سلسلہ میں اولیاء و اصفیاء عام لوگوں سے بڑھے ہوتے ہیں۔ اور بے شک نیک عمل کرنے والے علماء، شہداء، صحابہ کرام اہل بیت اور حضور علیہ السلام کے اہل قرابت اس میں قوی ہیں۔ اور بے شک انبیائے کرام علیہم السلام اپنے جسموں اور روحوں کے ساتھ کائنات میں سیر کرتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی اجازت ہو تو حج و عمرہ کرتے ہیں۔ جیسے (دنیوی) زندگی میں کرتے تھے۔ اور نبی علیہ السلام کے نور و برکت سے کائنات پست و بالا بھری پڑی ہے۔ کیونکہ آپ اللہ کے تمام بندوں سے افضل ہیں۔

فرشتہ سنتا ہے یا خود سرکار؟

فرمایا اگر یہ کہا جائے کہ صحیح حدیثوں میں آتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی قبر انور کے پاس وہاں فرشتہ مقرر فرمایا ہے جو درود و سلام بھیجنے والے کا درود و سلام آپ کی خدمت میں پہنچاتا ہے اگر آپ ہر جگہ سنتے تو فرشتے کو کیوں مقرر کیا جاتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے۔

قبر انور کے پاس فرشتہ کیوں مقرر ہے؟

کہ نبی علیہ السلام کے وجود مبارک کی وجہ سے قبر انور کو دوسرے مقامات پر فضیلت حاصل ہے۔ اس کی حیثیت تختِ مملکت کی ہے۔ خُدام یہاں مختلف خدمات بجا لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سرکار کے احترام میں اس فرشتے کے ذمے آپ کی خدمت میں سلام پیش کرنے کی ذمہ داری لگا دی ہے۔ یہ سرکار کی تعظیم و توقیر ہے۔ یہی صورت ہے امت کے اعمال کی جو فرشتے صبح و شام آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ آپ سے وہ پوشیدہ ہیں، بلکہ یہ بھی خُدام کی خدمت ہے جس پر ان کو مقرر کیا گیا ہے۔

ہر وقت اور ہر جگہ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر رہنا، صرف ان لوگوں کو میسر ہے، جو اللہ کی طرف سے فضل و کرم کی خصوصیات سے بہرہ مند اور دین کے اعلیٰ مناصب اور بلند تر مراتب سے سرفراز ہیں۔ اور جنہوں نے ایسے نیک کام کیے جو اس مقام و مرتبہ کا وسیلہ بن سکیں۔ جیساکہ یہ درجہ ہمارے شیخ نورالدین الشونی رحمہ اللہ کو حاصل تھا۔ کیونکہ آپ لازمی طور پر صبح و شام رات کے لمحات اور دن کے کناروں میں اور شب و روز نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجا کرتے تھے۔ اس طرح کہ اسے آپ نے اپنا ورد وظیفہ بنایا ہوا تھا۔ اسی راہ پہ چلتے تھے۔ نہ خورد و نوش کی فکر ہوتی، نہ سجادہ کی نہ تلقین کی۔

فرمایا کہ ہمارے مذکورہ دعوے پر ایک دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے :۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ۔

ترجمہ:۔ اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) بے شک ہم نے آپ کو بھیجا حاضر ناظر بناکر، اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا۔

گواہ کے لیے لازم ہے کہ جس چیز کی گواہی دے اس کے پاس حاضر ہو۔ اور اسے دیکھتا ہو۔ پس معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام تمام دنیا کو تیر کرنے والے اور ہر جگہ حاضر ہیں۔

پھر فرمایا ایک دلیل اور روایت یہ ہے۔ اس بات پر کہ انبیاء دنیا میں سیر فرماتے ہیں۔ جیسے ہم نے امام جلال الدین سیوطی کی تالیف "الاعلام بحکم عیسٰی علیہ السلام" کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ نبی علیہ السلام ایک دفعہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے، تو آپ نے ہوا میں موجود ایک نبی علیہ السلام کو سلام کیا۔ جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا۔ میں نے اپنے بھائی، مریم کے فرزند عیسٰی علیہ السلام کو طواف کعبہ کرتے دیکھا۔ انہوں نے مجھے سلام کیا۔ پھر میں نے انہیں سلام کا جواب دیا"۔

فرمایا کہ ان دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا "جس نے مجھے

خواب میں دیکھا، وہ عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا۔ کیونکہ آپ مشرق و مغرب وغیرہ میں نظر آتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں کہ ان ارشادات میں دیکھنے سے صرف قیامت کا دیکھنا ہی مراد لیا جائے۔ کیونکہ وہاں تو تمام لوگ آپ کو دیکھیں گے خواہ کسی نے دنیا میں آپ کو دیکھا ہو یا نہ۔

حاصلِ بحث خلاصہ اس تفصیل کا یہ ہے کہ نبی علیہ السلام ہمارے درمیان موجود ہیں حسی طور سے بھی اور معنوی طور سے بھی جسم، روح، سِر اور دلیل کے لحاظ سے بھی۔" رسالہ مذکور میں الحلبی کا کلام ختم ہوا۔ اور ان لوگوں میں سے، جو نبی علیہ السلام سے بیداری میں ملاقات کرتے اور آپ سے اوراد و وظائف حاصل کرتے تھے، ایک سیدی عارف باللہ سیدا احمد بن ادریس سلسلہ ادریسیہ کے بانی شیخ بھی ہیں۔ جیسا کہ ان کے مجموعہ اوراد میں ہے۔ اور سیدی عارف باللہ سیدا ابو العباس تیجانی صاحب سلسلہ تیجانیہ۔ جیسا کہ شیخ علی حرازم کی کتاب جواہر المعانی اور شیخ عمر بن سعید فوتی کی کتاب الرماح میں لکھا ہے اور اپنی کتاب افضل الصلوٰت میں ذکر کیا ہے کہ سیدی قطب محمد بن ابی الحسن البکری مصری رضی اللہ عنہما اور ان کی آل و اولاد سے ہم نے کتاب افضل الصلوٰت سینتالیسواں درود شریف حاصل کیا ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نُوْرِكَ الْاَسْنٰی آخر تک۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لکھوایا تھا، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بزرگ حضور علیہ السلام سے بیداری میں ملاقات کرتے تھے اور میں نے سیدی محمد حنفی مصری، بانی شیخ سلسلہ خلوتیہ کے مناقب میں جو ان کے شاگرد شیخ علی جن کا آبائی وطن الفہ گاؤں تھا۔ مکہ معظمہ میں پیدا بھی ہوئے اور یہیں عمر گزاری، نے لکھے۔ میں لکھا دیکھا ہے کہ ان کے شیخ مذکور کے درس میں نبی علیہ السلام حوصلہ افزائی اور برکت دینے کی خاطر، بارہا دیکھتے جاتے تھے ان کے شاگردوں میں سے ایک شیخ احمد النسا تھے، جو خواب و بیداری میں زیارتِ نبوی بکثرت مشرف ہوتے تھے۔ ان میں سے ایک شیخ محمود کردی ہیں جو اکثر حضور علیہ السلام کا دیدار کرتے تھے۔ اور جب نبی علیہ السلام کے دیدار سے مشرف ہونا چاہتے ... ان میں

سے ایک سید منصور حلبی ہیں کہ جن کی نگاہ سے نبی علیہ السلام نے بیداری میں پردہ پوش ہوتے نہ خواب میں۔ فرمایا میں نے اپنے استاذ محترم سے یہ فرماتے سُنا کہ وہ نبی علیہ السلام کے محبوب ہیں تھے۔ لہٰذا باب اللطائف میں سیدی احمد بن ثابت مغربی کے متعلق یہ بات گزر چکی ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی جو زیارتیں کیں۔ ان میں سے اٹھارہویں زیارت خواب میں نہیں، بیداری میں تھی۔ اولیا کو نبی علیہ السلام کی رُوحانی طور پر جو زیارتیں ہوئیں، ان میں سے ایک وہ ہے جسے سید عبدالرحمٰن عیدروسی نے سیدی احمد البدوی کے مجموعہ درُود و سلام پر لکھی گئی اپنی شرح میں کتاب الزہر الباسم تالیف سید عبدالقادر عیدروسی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے (العیدروسی) اللہ ان سے نفع دے۔ نے فرمایا۔ شیخ کبیر عارف باللہ محمد بن احمد طلبخی قدس سرہٗ کی روایت ہے کہ میں نے بلخ سے بغداد تک سفر کیا۔ یہ میری جوانی کا زمانہ تھا۔ مقصدِ سفر شیخ عبدالقادر کی زیارت کرنا تھا۔ میں پہنچا تو وہ اپنے مدرسہ میں نماز عصر ادا فرما رہے تھے۔ اس سے پہلے نہ میں نے آپ کو دیکھا تھا، نہ آپ نے مجھے۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو لوگ سلام کرنے کے لیے ان کی طرف لپکے۔ میں نے بھی آگے بڑھ کر ان سے مصافحہ کیا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا، اور فرمایا۔ اے محمد! مرحبا خوش آمدید! اللہ نے تیرا مرتبہ دیکھ لیا، نیت کو جانا۔ کہا کہ ان کی گفتگو زخمی کی دوا۔ اور بیمار کی شفا تھی۔ خوف (خدا) سے میری آنکھیں پُرنم، ہیبت سے چھکے چھوٹ گئے اور شوق و محبت میں دل دھڑکنے لگا مجھے مخلوق سے وحشت اور دل میں ایک ایسی کیفیت محسوس ہونے لگی جسے میں صحیح طور پر تعبیر نہیں کر سکتا۔

پھر یہ کیفیت برابر بڑھتی اور طاقتور ہوتی گئی میں اس پر غالب آنے کی کوشش کرتا رہا ایک رات میں وظیفے کے لیے اٹھا۔ رات سخت اندھیری تھی۔ میرے دل میں دو شخص ظاہر ہوئے۔ ایک کے ہاتھ میں جام اور دوسرے کے ہاتھ میں خلعت (لباس) تھا۔ خلعت والے صاحب نے مجھے کہا کہ وہ علی بن ابی طالب ہیں۔ (رضی اللہ عنہ) اور یہ دوسرے صاحب ملائکہ مقربین میں سے ایک ہیں اور یہ جام، شراب محبت ہے۔ اور یہ خلعت (لباس)۔ خلعت رضا ہے

پھر انہوں نے مجھے دو خلعت پہنائی، اور ان کے ساتھی نے مجھے جام عنایت کیا، جس کے نور سے مشرق و مغرب روشن ہو گئے۔ میں نے جو کچھ دیکھا پیالہ پیا تو میرے لیے غیبی راز، مقامات اولیاء اللہ اور دوسرے عجائب روشن ہو گئے میں نے جو کچھ دیکھا اس میں ایک ایسا مقام بھی تھا جس کے ادراک سے عقول کے قدم لرزتے، فکر و سوچ اس کے حال سے قاصر، اولیاء کی گردنیں اس کی ہیبت کے سامنے خمیدہ اور اس کے انوار کی شعاعوں کے آگے دل کی آنکھیں بے نور تھیں۔ اس مقام کی قدر و منزلت کا یہ عالم تھا کہ معصوم فرشتوں، رُوحانی اور مقربین کا جو گروہ وہاں سے گزرتا، اس کی عزت و عظمت کے پیشِ نظر رکوع کرنے والوں کی طرح اس کی کمر جھک جاتی۔ غور کرنے والے کے لیے یہ حقیقت ثابت ہو جاتی ہے کہ واصل کا ہر مقام اور مُحدّث کا حال، ہر محبوب کا راز، ہر عارف کا علم، ہر ولی کا تصرف، اور ہر مقرب کی قوت کی ابتداء، مرجع، مجموعہ، تفصیل، کل بعض۔ اوّل و آخر کا قرار اسی میں ہے یہیں سے ابتدا اور یہیں سے نکلنا، اسی سے اس کی تکمیل ہے ایک مدت تک تو میں اسے دیکھنے کی ہمت نہیں پاتا تھا پھر مجھے دیکھنے کی طاقت ملی۔ اور ایک مدت تک میں اس حال میں رہا کہ مجھے معلوم نہ تھا اس میں کون ہے، ناگاہ جو دیکھتا تو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کے دائیں طرف حضرات آدم، ابراہیم اور جبرئیل علیہم السلام اور بائیں طرف حضرت نوح، موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ اللہ کی رحمتیں اور سلام ان سب پر ہوں آپ کے سامنے بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء قدس اللہ اسرارہم حلقے کی صورت میں کھڑے تھے۔ سرکار علیہم السلام کی ہیبت کے پیش اس طرح (مُؤدّب) گویا ان کے سروں پر پرندے ہوں۔ ان میں سے جن کو میں نے پہچانا حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، حمزہ، عباس، رضی اللہ عنہم اجمعین تھے اور جن اولیاء کو میں نے پہچانا ان میں معروف کرخی، سری سقطی، جنید بغدادی، سہل تستری، تاج العارفین ابوالوفاء، شیخ عبدالقادر اور شیخ عدی اور شیخ احمد الرفاعی رحمہم اللہ شامل ہیں صحابہ کرام حضور علیہ السلام سے قریب تر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

تھے۔ اور اولیاء میں آپ کے قریب تر شیخ عبدالقادر تھے۔ میں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا۔
جب مقرب فرشتوں، مرسل نبیوں اور محبوب اولیاء کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شوق ہو
تو وہ اپنے رب کے حضور جس مقام بلند و بالا پر فائز ہے، جس کو دیکھنے کی کسی میں تاب نہیں۔
نیچے آ جائے کہ حضور کے دیدار سے اس کے انوار دوچند ہو جائیں گے، آپ کے مشاہدے سے
اس کے حالات پاکیزہ اور آپ کی برکت سے اس کا مقام بلند و بالا ہو جائے گا۔ پھر رفیقِ اعلیٰ
کی طرف لوٹ جائے۔ فرمایا کہ میں نے تمام فرشتوں کو یہ کہتے سنا، الٰہی ہم نے سنا اور مانا تیری
بخشش چاہتے ہیں۔ اے پروردگار! اور تیری ہی طرف پلٹنا ہے پھر میرے لیے بارگاہ رب
عظیم کی طرف سے ایک چمک ظاہر ہوئی جس نے مجھے ہر مشہود سے غالب اور ہر موجود سے
اچک لیا اور میں مختلف چیزوں میں امتیاز کرنے کے قابل نہ رہا۔ اس حال پر میں تین سال تک رہا
مجھے کچھ پتہ نہ چلا، کہ اچانک شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ خواب میں میرے سامنے آئے۔ انہوں
نے ہاتھ میرے سینے پر رکھا، ان کا ایک پاؤں میرے پاس اور دوسرا بغداد میں تھا۔ میرے ہوش و
حواس بحال ہو گئے اور میں نے طبیعت پر قابو پالیا۔ مجھ سے فرمانے لگے۔ اے بلخی! مجھے حکم
ملا ہے کہ تجھے تیرے وجود کی طرف لوٹا دوں۔ تجھے تیرے حال کا مالک بنا دوں، اور تجھ پر غلبہ
پانے والے عوارض کو ختم کر دوں۔ پھر انہوں نے اوّل سے آخر تک میرے تمام حالات بیان
کئے جو اس بات کی دلیل تھی کہ آپ کو میرے تمام احوال کی ہر وقت خبر تھی۔ اور فرمایا میں نے
سات مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یہاں تک کہ مجھے وہ مقام دیکھنے کی توفیق
ہوئی۔ پھر سات مرتبہ سوال کیا تو مجھے وہاں تک رسائی ہوئی۔ اور سات مرتبہ سوال کیا تو
مجھے اس میں موجود لوگوں کو جھانکنے کی توفیق ہوئی، پھر سات مرتبہ سوال کیا، مجھے وہاں کی
آواز سنائی دی۔ اور میں نے تیرے لیے اللہ سے سات بار پھر سات بار پھر پھر سات بار سوال
کیا یہاں تک کہ تیرے سامنے وہ چمک ظاہر ہوئی۔ اور اس سے پہلے میں نے تیرے لیے
اللہ تعالیٰ سے ستر مرتبہ سوال کیا یہاں تک کہ اللہ نے تجھے اپنی محبت کا جام پلایا۔ اور تجھے

اپنی رضا کا جوڑا پہنایا۔ بیٹا، جو فرائض رہ گئے ہیں ان کی قضا کرو۔" الخ۔

اور میں نے دس کاپی حجم مازبادہ کی ایک کتاب دیکھی جو سیدی عارف باللہ رو تہ بیہان کی تصنیف ہے اس کا نام ہے "المکاشفات" جس میں انھوں نے اپنے مکاشفات اور ارواح انبیاء و اولیا کے ساتھ اپنا ملنا، فرشتوں کو دیکھنا اور اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ بغیر کیف و حصر بیان کیا ہے۔

پھر مذکورہ بالا تمام تفصیل نقل کرنے کے بعد میں نے عارف باللہ شیخ ابراہیم الرشید، خلیفہ سیدی احمد بن ادریس رضی اللہ عنہما کی ایک کتاب دیکھی، جو ان سوالات کے جوابات تھے جو ان کے پاس ۲۱ رمضان ۱۲۷۰ھ کو علامہ شیخ علی عبدالرزاق کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ علی عبدالرزاق پوچھتے ہیں تم نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری اور اس کی کیفیت وافادہ ذکر کیا ہے اس سے مراد کیا ہے۔ کیا تمہارا بر پیر دکار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بیداری

علامہ علی عبدالرزاق کا سوال

میں آنکھ کی نظر سے یا نیند کی حالت میں اور دل کی بصیرت سے دیکھتا ہے یا مثال ہوتی ہے۔ اور کیا یہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح ہوتی ہے یا جسم پاک یا دونوں کا مجموعہ؟ ہمارے لیے اس کی وضاحت کریں۔

شیخ ابراہیم الرشید کا جواب

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "دسواں مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کے متعلق، اس کے تحت چند مسائل ہیں۔ پہلا مسئلہ حضور علیہ السلام کی حاضری کی کیفیت کا ہے۔ یہ باتفاق حفاظ جائز ہے (شرعاً بھی اور عقلاً بھی) جیسا کہ اکابر علماء کی ایک بڑی جماعت نے اس کی راہنمائی فرمائی ہے۔ اس میں سے ایک عبارت وہ ہے جو شیخ سیدی علامہ احمد نفراوی نے ابن ابی زید قیروانی رضی اللہ عنہما کے رسالہ پر لکھی گئی اپنی شرح کے آخر میں لکھی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دیدار جائز ہے۔ بیداری اور خواب ہیں۔ اس میں حفاظ کا اتفاق ہے۔ اختلاف صرف یہ ہے کہ دیکھنے والا حقیقۃً آپ کی ذات پاک کو دیکھتا ہے یا مثال جو حقیقت

کی خبر دیتی ہے؟ ایک جماعت پہلے قول کی طرف گئی ہے اور غزالی، القرافی، الرافعی اور دیگر دوسرے کی طرف۔ پہلے گروہ کی دلیل یہ ہے کہ چراغ ہدایت، نورِ ہدایت اور شمس المعارف صلے اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا ایسے ہی ہے جیسے نور، چراغ اور سورج دور سے نظر آتے ہیں۔ اور نظر آنے والی، سورج کی ٹکیہ مع اپنی صفات و عوارض ہوتی ہے یونہی بدن مبارک ہے۔ پس آپ کی ذات اقدس قبر انور سے جدا نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والے سامنے سے پردے چاک کر دیتا ہے اور مانع ہٹا دیتا ہے یہاں تک کہ ہر دیکھنے والا آپ کو دیکھ لیتا ہے، خواہ وہ مشرق میں ہو خواہ مغرب میں یا پردے اتنے شفاف کر دیئے جائیں کہ ان کے پیچھے والی ہستی پوشیدہ نہ رہے۔

القرافی نے اس بات پر جزم کیا ہے کہ حضور کو خواب میں دیکھنا، در اصل معلوم کرنا اور پالینا ہے، ہم اسے جائز سمجھتے ہیں بشرطیکہ نیند کی آفت دل میں حائل نہ ہو جائے سو یہ دیکھنا سر کی آنکھ سے نہیں، دل کی آنکھ (بصیرت) سے ہوتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ دیدار اندھے کو بھی کبھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد سیدی شیخ ابراہیم الرشید نے حافظ سیوطی وغیرہ کے بعض مذکورہ حوالہ جات نقل کیے ہیں۔ میرے خیال میں ان کو یہاں دوبارہ ذکر کرنا ضروری نہیں۔

فصل
خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت کے بیان میں
علما کی مذکورہ عبارات کے علاوہ

سیدی عبدالغنی نابلسی نے اپنی "تعطیر الانام فی تعبیر المنام" میں حدیث پاک مَن رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ فان الشیطان لا یتمثل بی کی شرح میں علامہ ابن حجر کی شرح شمائل کی وہ عبارت نقل کرنے کے بعد، جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے فرمایا تمام

انبیائے کرام علیہم السلام کا یہی حال ہے کیونکہ شیطان نہ اللہ کی مثال بن سکتا ہے نہ اس کی آیتوں کی نہ انبیائے کرام اور نہ فرشتوں کی۔ سو جس نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس کی طبیعت ہمیشہ ہلکی پھلکی ہو جائے گی۔ مغموم ہے تو غم دور۔ قیدی ہے تو آزاد ہو جائے جب کسی بند جگہ دیدار ہو گا یا جہاں مہنگائی تھی اللہ پریشانی دور فرمائے گا۔ نرخ ارزاں ہوں گے۔ مظلوم ہوں گے تو مدد ہو گی۔ خوفزدہ ہوں گے تو امن ملے گا اور آپ کا دیدار مبارک جیسا کہ احادیث میں آپ کی صفات حسنہ آتی ہیں جن کو بیان کرنے والا صحیح طور پر بیان نہیں کر سکتا۔ یہ دیکھنے والے کے لیے دنیا و آخرت کی عافیت کی بشارت ہے۔ تمہاری ذات کے مطابق اور تمہارے شفاف آئینہ کے مناسب خواب میں تمہیں سرکار کی زیارت نصیب ہو گی پس حضور علیہ السلام کو جس نے اپنی طرف متوجہ دیکھا۔ یا تعلیم دیتے ہوئے، یا نماز میں اقتدا کرتے ہوئے، یا راستے میں رہنمائی کرتے یا یہ کہ سرکار نے اسے کوئی اچھی چیز کھلائی۔ یا کوئی اچھا لباس پہنایا۔ یا کوئی وعدہ فرمایا، یا اچھی دعا فرمائی۔ اب اگر دیکھنے والا حکومت کے لائق ہے تو حکومت کرے گا۔ اس کے دور میں عدل و انصاف ہو گا۔ فیصلے حق پر ہوں گے نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے گا۔ اگر عالم ہے تو اپنے علم پر عمل کرے گا۔ عابد ہے تو اہل کرامت کے مقامات پر فائز ہو گا۔ گنہگار ہے تو توبہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے گا۔ کافر ہے تو ہدایت پائے گا۔ اور بسا اوقات وہ اپنے مقصد، علم۔ قرأت یا بے پڑھا ہونے کے باوجود باطن کی دنیا آباد کرنے میں کامیاب ہو گا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ۔ ترجمہ: سو اللہ پر اور اس کے رسول بانیٔ اُمّی پر ایمان لاؤ۔

اگر دیکھنے والا کسی حکمران سے ڈرتا ہے تو کوئی ایسا سفارشی مل جائے گا جس کی شفاعت مقبول ہے۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شفاعت ہیں۔ اگر دیکھنے والا گمراہ کن بدعت پر عمل پیرا ہے تو دل میں اللہ سے ڈرے۔ خصوصاً جب سرکار کو اپنی طرف منہ موڑے دیکھے۔ کبھی دیکھنے

والے کو خوش کن بشارت ملتی ہے اور حضور علیہ السلام کا دیدار دلائل کے اظہار، بات کی سچائی، اور وعدہ پورا ہونے کی دلیل ہوتی ہے اور بسا اوقات وہ اپنے گھر اور خاندان والوں سے بڑھ کر وہ مقام حاصل کر لیتا، جسے کوئی دوسرا پانے سے قاصر ہوتا ہے اور کبھی اس کو ان کی طرف سے دشمنی، حسد اور بغض ملتا ہے اور کبھی وہ اپنوں سے جُدا ہو کر بے وطن ہو جاتا ہے۔ اور کبھی اسے والدین کی طرف سے یتیمی کا احساس ہونے لگتا ہے۔ اور کبھی حضور علیہ السلام کا دیدار اظہار کرامات کی دلیل بنتا ہے کیونکہ ہرن نے آپ کو سلام کیا۔ اونٹ نے آپ کے پیر چُومے۔ آپ کو آسمان کی سیر کروائی گئی۔ (بجری کے بھُنے ہُوئے) بازو نے آپ سے کلام کیا۔ درخت آپ کی طرف دوڑ کر آئے اور اگر دیکھنے والا ان سُرمہ فروشوں میں سے ہے جو آنکھوں کا علاج کرتے ہیں تو وہ اپنے کام میں اس مقام پر پہنچے گا، جہاں کوئی دوسرا اس کو نہیں پہنچ سکے گا کیونکہ نبی علیہ السلام حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ دوبارہ ٹھیک کر دی تھی۔ اگر دیکھنے والا سفر میں ہے جہاں لوگ پیاس سے بے تاب ہیں تو یہ کرم اور بارش ہونے کی دلیل ہے کیونکہ پانی نہ ہونے کی صورت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھُوٹے ہیں۔ یُونہی اگر لوگ سختی اور قحط کا شکار ہیں تو آپ کا دیدار سیر ہونے، خوشحالی اور برکت پر دلالت کرتا ہے۔ جہاں سے لوگ سوچ بھی نہیں سکتے۔ اگر عورت آپ کو (خواب میں) دیکھے تو بڑے مرتبے اور شُہرت تک پہنچے گی۔ نیک پاکباز اور اپنے لیے امانت وحفاظت پانے والی ہو گی۔ بسا اوقات سوکنوں کے ذریعے اس کا امتحان لیا جائے گا۔ اُسے نیک اولاد ملے گی۔ اگر مالدار ہے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرے گی۔ اور حضور علیہ السلام کا دیدار اس بات کی دلیل ہو گی کہ وہ ستانے پر صبر کرنے والی ہو گی، اگر یتیم نے حضور علیہ السلام کی زیارت کی تو بڑے مقام تک پہنچے گا یہی حال ہے غریب کا۔ اگر دیکھنے والا جسموں کا معالج ہے تو لوگوں کو اس کے طِب سے فائدہ ہو گا۔ اور بسا اوقات نبی علیہ السلام کا دیدار مسلمانوں کی مدد اور کافروں کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ خصوصًا

جب آپ کے ہمراہ آپ کے صحابہ کرام بھی ہُوں۔ اگر مقروض آپ کی زیارت سے مشرف ہوا، تو اس کا قرض ادا ہو گا۔ بیمار دیکھے تو اُسے اللہ شفا دے گا۔ اگر حج نہ کرنے والے نے آپ کو دیکھا تو حج بیت اللہ کرے گا۔ اگر جہاد کرنے والے نے دیکھا تو اللہ اس کی مدد فرمائے گا۔ اگر امتحان والے نے دیکھا اُس کو کامیابی ہو گی۔ اگر سرکار علیہ السلام کو خشک زمین پر دیکھا وہ سرسبز ہو گی۔ بشرطیکہ آپ اپنی اصل صورت پر ہوں۔ اگر دیکھنے والے نے نامناسب رنگ، کمزور اور ناقص دیکھا تو یہ دلیل ہو گی کہ اس جگہ دین کمزور ہے اور بدعات غالب ہیں یہی توجیہہ اس وقت ہو گی جب آپ کو پھٹے پرانے لباس میں دیکھے۔ اگر خواب میں دیکھے کہ نبی علیہ السلام کا چھپ کر خون پی رہا ہے، حالانکہ اس کے دل میں آپ کی محبت ہے۔ ایسا شخص جہاد میں شہید ہو گا۔ اور اگر علانیہ خون پیتا نظر آیا یہ اس کے نفاق کی دلیل ہے اور وہ آپ کے اہل بیت کے خون میں شریک ہو گا۔ اور اس نے آپ کے اہلِ بیت کے قتل میں مدد کی ہے۔ اگر آپ کو سواری پر دیکھا تو وہ آپ کی قبر کی زیارت کرے گا۔ اور اگر آپ کو پیدل دیکھا تو آپ کی زیارت کو پیدل جائے گا۔ اگر آپ کو کھڑے دیکھا تو اس کا اپنا کام صحیح ہو گا اور اس کے زمانے کے حکمران کا کام صحیح ہو گا۔ اگر آپ کو وفات پاتے دیکھا تو آپ کی نسل پاک میں سے کوئی شریف آدمی فوت ہو گا۔ اگر آپ کا جنازہ دیکھا تو اس علاقہ میں کوئی بڑی مصیبت آئے گی۔ اگر آپ کے جنازہ کے ہمراہ چلا یہاں تک کہ قبر میں آپ کو رکھا تو بدعت کی طرف مائل ہو گا۔ اگر خواب میں آپ کی قبر انور کی زیارت کی تو بڑا مال پائے گا۔ اگر یہ دیکھا کہ میں نبی علیہ السلام کا بیٹا ہُوں حالانکہ آپ کی نسل میں سے نہیں تو یہ دیکھنا اس کے خلوصِ ایمان و یقین کی دلیل ہے۔ ایک شخص کا خواب میں سرکار علیہ السلام کو دیکھنا صرف اسی لیے بابرکت نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے باعثِ برکت ہے۔ اور اگر نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے اُسے کچھ سامان دینا یا کھانے پینے کی چیز عطا فرمائی تو وہ مال ہے جو سرکار کی عطا کے برابر پائے گا۔ جو کچھ سرکار نے اسے عطا فرمایا ہے اگر وہ معمولی چیز ہے مثلاً تربوز وغیرہ تو یہ شخص کی بڑی مصیبت سے نجات پائے گا۔ ہاں اس سے اُسے کچھ تکلیف و دشواری پیش آئے گی اگر یہ دیکھا کہ حضور علیہ السلام

کے اعضا میں سے کوئی عضو خواب دیکھنے والے کے پاس محفوظ ہے تو یہ امور شرع میں کسی
بدعت کا رواج پاتا ہے۔ جس شخص نے دیکھا کہ وہ نبی علیہ السلام کی شکل میں متشکل ہو گیا ہے۔
یا اس نے آپ کا کوئی کپڑا پہن رکھا ہے یا آپ نے اسے اپنی انگوٹھی یا تلوار عطا فرمائی ہے۔
اگر حکومت کا خواہش مند ہے تو ملے گی اور زمین اس کے قبضہ میں آئے گی اگر ذلت و
پسماندگی میں ہے تو اللہ اس کو عزت بخشے گا۔ اگر طالب علم ہے تو اپنی مراد پائے گا محتاج ہے تو غنی
ہو گا شادی شدہ نہیں تو نکاح ہو گا۔ اگر حضور علیہ السلام کو کسی ویران جگہ دیکھا تو وہ جگہ آپ
کی برکت سے آباد ہو گی اگر کسی مکان کے اندر بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس مکان میں نشان و عبرت
ظاہر ہوں گے۔ اگر آپ کو کسی جگہ اذان دیتے ہوئے دیکھا تو وہاں کی پیداوار، آبادی اور سردی دل
جس نے آپ کو سرمہ لگاتے دیکھا، تو وہ شخص آپ کے دین کی درستی اور آپ کی حدیث کے
حاصل کرنے کا حکم دے گا۔ اگر حاملہ عورت یا اس کے خاوند نے سرکار کو خواب میں دیکھا
تو حمل لڑکا ہو گا جس نے آپ کو بہت حسین دیکھا، تو یہ دیکھنے والے کے دین کا حسن ہے۔
جس نے آپ کی سیاہ ڈاڑھی دیکھی کہ سفیدی بالکل نہ تھی، وہ بہت خوشی اور بڑی خوشحالی
دیکھے گا۔ جس نے آپ کو پختہ عمر والوں کے حال میں دیکھا تو یہ اس کے حال کی قوت اور دشمنوں
پر اس کی فتح کی دلیل ہے۔ جس نے آپ کو ایک بڑی ہستی کی صورت میں دیکھا، تو اس
کی طاقت و حکومت (جس سطح کی ہے) میں عظمت آئے گی۔ اگر آپ کی گردن مضبوط حال
میں دیکھی تو سوچے کہ امام مسلمانوں کی امانت کا محافظ ہوتا ہے۔ اگر آپ کا سینہ کشادہ اور حسین
دیکھا تو بادشاہ اپنے فوجیوں کی عطا میں سخاوت کرے گا اگر آپ کا شکم مبارک خالی دیکھا تو اس
کا مطلب قومی خزانہ خالی ہو گیا ہے۔ اس میں کوئی مال نہیں۔ اگر آپ کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں
باہم پیوست دیکھیں تو معنی ہو گا کہ امام (حاکم) راشن وغیرہ نہیں دے رہا اور خواب دیکھنے
والا نہ حج کرے گا نہ جہاد اور نہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے گا۔ اگر اپنا بایاں ہاتھ بند
دیکھا تو امام (حکمران) اپنے فوجیوں کا رزق بند کرے گا یعنی جہاد کے اصول۔ اور صدقات
اور خواب دیکھنے والا زکوٰۃ نہیں دیتا اور سائل کو منع کرتا ہے۔ اگر حضور علیہ السلام کے ہاتھ

کھلی حالت میں دیکھے تو امام رزق دے گا اور خواب دیکھنے والا حج و جہاد کرے گا۔ اور اگر دیکھنے والے نے آپ کی بند مٹھی دیکھی، تو سربراہِ مملکت کے معاملات اُلجھ جائیں گے اور اس کو فکر دامن گیر ہو گی۔ یہی حال دیکھنے والے کا ہو گا۔ جس نے سرکار علیہ السلام کی خوبصورت بڑی اور زیادہ بالوں والی ران مبارک دیکھی، تو اس کے خاندان کو کثرت تعداد اور مال سے قوت حاصل ہو گی۔ جس نے آپ کی پنڈلی مبارک دیکھی، تو اس کے سربراہ کی عمر طویل ہو گی۔ جس نے حضور علیہ السلام کو مسلح حالت میں میدانِ جنگ میں دیکھا۔ اس حال میں کہ لوگ خوشی سے ہنس رہے ہیں، تو اس سال مسلمان لشکر کو شکست ہو گی۔ اگر آپ کو چھوٹے لشکر میں اور نامکمل ہتھیاروں کے ساتھ دیکھا، کہ مسلمانوں کو ذلت و نکبت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو دشمن کے خلاف مسلمانوں کی مدد ہو گی کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے :۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ۔ ترجمہ: "یقیناً اللہ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ تم بے سروسامان تھے"۔

جس نے حضور علیہ السلام کو سر اور داڑھی میں کنگھی کرتے دیکھا تو یہ دیکھنے والے کے رنج والم کے ختم ہونے کی دلیل ہے۔ اگر کسی نے آپ کو مسجد نبوی، یا حرم مدینہ یا حرم مکہ یا آپ کے مشہور مکان میں دیکھا تو وہ عزت و قوت پائے گا۔ جس نے آپ کو صحابہ کرام میں مواخات (بھائی چارہ) کرتے دیکھا، وہ علم و دانش پائے گا۔ جس نے آپ کی قبر مبارک دیکھی، وہ غنی ہو گا۔ مال پائے گا۔ اگر تاجر ہے تو اپنی تجارت میں نفع پائے گا۔ قیدی ہے تو رہائی پائے گا جس نے خواب میں نبی علیہ السلام کو اپنے آپکو بادب بنے دیکھا تو اس کے دین میں فساد اور یقین میں کمزوری ہے۔ جس نے نبی علیہ السلام کی کسی ایک پاک بیوی کو اپنی ماں کی حالت میں دیکھا۔ اس کے ایمان میں قوت آئے گی۔ جس نے اپنے آپ کو نبی علیہ السلام کے پیچھے چلتے دیکھا تو وہ متبع سنت ہے۔ جس نے نبی علیہ السلام کو اپنے کسی معاملہ میں غور کرتے دیکھا تو یہ اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنے کا حکم ہے جس نے اپنے آپ کو نبی علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھاتے دیکھا تو یہ اس کے مال سے زکوٰۃ دینے کا حکم ہے۔ جو آپ کو تنہا کھاتے دیکھے تو دیکھنے والا

سائل کو کچھ نہیں دیتا۔ پس آپ اسے صدقے کا حکم دے رہے ہیں۔ اگر حضور علیہ السلام کو ننگے پاؤں دیکھا، تو یہ شخص باجماعت نماز نہیں پڑھتا۔ پس آپ اسے باجماعت نماز پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں جس نے آپ کو موزے پہنے دیکھا، تو سرکار اس شخص کو فی سبیل اللہ جہاد کا حکم دے رہے ہیں۔ جس نے نبی علیہ السلام سے مصافحہ کرتے دیکھا تو یہ آپ کی سُنّت کا پیرو کار ہے۔ جس نے اپنا خُون نبی علیہ السلام کے خون سے خلط ملط دیکھا تو وہ کسی شریف آدمی سے رشتہ داری کرے گا یا علماً سے نکاح کرے گا۔ اگر دیکھا کہ نبی علیہ السلام اسے کوئی سبزی عطا فرما رہے ہیں تو یہ شخص غم سے نجات پائے گا۔ اگر کوئی پسندیدہ چیز عطا فرمائی مثلاً کھجور، شہد، تو یہ شخص حافظِ قرآن بنے گا اور اتنا علم حاصل کرے گا جتنی وہ چیز آپ نے اسے دی تھی۔ جس نے نبی علیہ السلام کو خطبہ دیتے دیکھا، تو یہ شخص نیکی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا۔ جس نے خواب دیکھا کہ نبی علیہ السلام نے اسے کوئی چیز دی ہے، وہ علم حاصل کرے گا اور حق کی پیروی کرے گا۔ اگر اس نے آپ کا عطیہ واپس کر دیا تو بدعت میں گرفتار ہو گا۔ جس نے نبی علیہ السلام کو دراز قد نوجوان کی صُورت میں دیکھا تو اس کی وجہ سے لوگوں میں فتنۂ قتل ہو گا۔ اگر سرکار کو بڑھاپے کی حالت میں دیکھا تو لوگ خیر و عافیت میں ہوں گے۔ اگر آپ کو گندم گوں رنگ میں دیکھا تو یہ شخص بے دینی چھوڑ کر دل میں توبہ کرنے کی باتیں کرے گا۔ اگر آپ کو سفید رنگ میں دیکھا تو یہ شخص اللہ کے حضور توبہ کر کے نیک عمل کرے گا اور سیدھی راہ چلے گا۔ جس نے دیکھا کہ وہ سرکار سے ناراض ہے جھگڑا کر رہا ہے یا آپ کی آواز پہ اپنی آواز بلند کر رہا ہے۔ تو یہ وُہ بدعات ہیں جو اس نے دین میں پیدا کی ہیں۔ اگر خواب میں دیکھا کہ نبی علیہ السلام اُسے بوسہ دے رہے ہیں، تو دیکھے اور غور کرے کہ وُہ حضور علیہ السلام کی کون سی حدیث روایت کرتا ہے۔ جس نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام کسی مقام پہ وفات پا گئے ہیں تو اس جگہ سُنّت ختم ہو گی۔"

عارف نابلسی کا کلام ختم ہوا۔

اور میں نے کتاب "السفد النفیس المجموع من کلام سیدی احمد بن ادریس"
میں یہ عبارت دیکھی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ جو شخص نبی علیہ السلام کو خواب میں
اس صورت کے خلاف دیکھے، جو (کتب حدیث) میں بیان ہوئی ہے، اس کا خواب حق ہے
یا نہیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اس کا خواب سچا ہے کہ جس نے حضور علیہ السلام کو دیکھا اس نے
صحیح آپ ہی کو دیکھا اگرچہ اصل صورت مبارکہ کے خلاف دیکھے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جبریل
علیہ السلام سرکار رسالت مآب علیہ السلام کی خدمت میں دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آتے
تھے۔ در اصل آپ کو دیکھنے والوں کا حال مختلف ہوتا ہے۔ تم آئینے میں اپنی صورت دیکھتے
ہو۔ اگر خوبصورت ہیں تو خوبصورت دیکھتے ہیں۔ بدصورت ہیں تو بدصورت دیکھتے ہیں۔ یونہی
جو شخص نبی علیہ السلام کو دیکھتا ہے۔ وہ اپنے اس طرز عمل کے مطابق ہی دیکھے گا جو سرکار اللہ
تعالیٰ سے ہے۔ مسلمان تو اپنے بھائی کا آئینہ ہے لیکن جب آپ اس کو کسی چیز کا حکم دیں
یا کسی چیز سے منع فرمائیں۔ تو اگر سرکار اس صورت میں نظر آئیں جو بیان کی گئی ہے تو خواب
میں آپ نے جو بھی حکم دیا وہ اسی طرح ہے جیسے بیداری میں۔ بے شک وہ شخص اس کی پیروی کرے
گا۔ یونہی اگر آپ نے کسی بات سے منع فرمایا تو اس سے رک جائے۔ بشرطیکہ احکام شرع
کے موافق ہو، ورنہ قابل عمل نہیں۔ کیونکہ خواب دیکھنے والے کو بات یاد نہیں رہتی۔ جیسا کہ
علماء نے فرمایا ہے، اور اگر سرکار اس صورت میں نظر نہ آئیں جو کتب میں مذکور ہے تو عمل نہیں
کیا جائے گا۔ کتاب مذکور میں مؤلف مرحوم ایک اور مقام پر فرماتے ہیں، مجھے قابل وثوق شخص
نے بتایا جس کی سچائی میں مجھے کچھ شک نہیں کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور
عرض کی یا رسول اللہ! حلال ہے یا حرام۔ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا کی طرف دیکھ کر فرمایا، جو آپ کے پاس موجود تھیں، اگر یہ اسے پی لیں تو میں ان کے قریب
نہ جاؤں۔ یہ بات آپ نے تین بار دہرائی۔ خواب دیکھنے والا کہتا ہے، میرے دل میں خیال
پیدا ہوا کہ میں پوچھوں، کہ سرکار آپ نے شریعت میں اسے حرام فرمایا ہے؟۔ اگر فرمایا ہے

تو حدیث میں کس مقام پر؟ لیکن میں سر دست پوچھنا بھول گیا آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دیکھ لیجیے اگر اسے اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لیتیں تو حضور علیہ السلام ان کے قریب نہ جاتے۔ تو اس کے پینے پر اس سے بڑی آفت کون سی ٹوٹ سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی اور مسلمانوں کے ماں کے قریب نہ آئیں۔ اس سے بڑھ کر اس کے حرام ہونے کا کیا اشارہ ہو سکتا ہے؟ اور جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس نے حقیقۃً آپ ہی کو دیکھا اور جس نے خواب میں آپ کی زیارت کی تو یہ ایسا ہی ہے جیسے بیداری میں کی۔ سلام ہو ہدایت کے پیروکار پر۔ فرمایا کہ اس کی قیمت کا بھی یہی حکم ہے۔ ایسے موقع پر نبی علیہ السلام نے فرمایا یہودیوں پر خدا کی لعنت بے شک اللہ نے ان پر چربی حرام کی، تو انہوں نے اسے بیچ کر اس کی قیمت کھانا شروع کر دی۔ اور جب اللہ نے کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام کر دیا تو اس کی قیمت بھی حرام فرمائی۔ اس کو امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ الخ

شیخ الاسلام زکریا کا ارشاد

شیخ الاسلام زکریا نے شرح رسالہ قشیریہ میں فرمایا، نبی علیہ السلام کے صحیح دیدار کی علامت یہ ہے کہ دیکھنے والا آپ سے کوئی خلاف شرع بات نہ سنے یعنی ماہرین فن حدیث کے نزدیک اس کی صحیح تعبیر ہو سکے۔ الخ۔

ابو سعد نیشاپوری کا ارشاد

امام ابو سعید واعظ نیشاپوری مصنف کتاب "شرف المصطفٰے" نے اپنی کتاب التعبیر میں اپنی سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا گویا اس نے بیداری میں دیکھا، شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔" ابو سلمہ کہتے ہیں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا اور اپنی سند

کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ سے سرکار کا یہ ارشاد نقل کیا کہ جس نے مجھے دیکھ لیا۔ ہرگز جہنم میں نہ جائے گا۔

اور اپنی سند کے ساتھ سعید بن قیس عن ربیعہ، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ ہرگز جہنم میں نہ جائے گا۔ استاذ ابوسعد رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ سو وہ شخص بڑا سعادت مند ہے جس نے آپ کو حیاتِ ظاہری میں دیکھا اور آپ کی پیروی کی اور وہ بھی بڑا سعادت مند ہے۔ جس نے خواب میں آپ کی زیارت کی۔ اگر قرض دار کو زیارت ہوئی اللہ اس کا قرض ادا کرے گا۔ مریض کو ہوئی تو اللہ اس کو شفا بخشے گا۔ اگر مجاہد نے دیکھا تو اللہ اس کی مدد فرمائے گا۔ اگر حج سے رکے گئے نے دیکھا تو حج نصیب ہوگا۔ اگر قحط زدہ زمین میں دیکھا تو اللہ خوشحالی لائے گا اگر اس زمین میں دیکھا جہاں ظلم کا دور دورہ تھا اس کی جگہ عدل و انصاف لائے گا۔ اگر ڈراؤنی جگہ پہ دیکھا تو اللہ وہاں امن وامان قائم فرمائے گا"۔ کچھ مذکورہ تعبیریں عارف نابلسی سے منقول ہیں۔ پھر فرمایا میں نے ابوالحسن علی بن محمدؐ بغدادی سے مشہور علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہٗ کوفہ، میں سُنا۔ فرمایا ابن ابی طیب الفقیر نے کہا میں دس سال بہرہ رہا، پس میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ منبر اور قبر انور کے درمیان سو گیا خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے عرض کیا، یا رسُول اللہ! آپ نے فرمایا، جو میرے لیے الوسیلۃ مانگے اس کے لیے میری شفاعت لازم ہوگی"۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا عافاک اللہ، اللہ تجھے معاف فرمائے میں نے ایسے نہیں کہا میں نے کہا تھا "جو کوئی اللہ کے حضور میرے لیے وسیلہ مانگے۔ اس کے لیے میری شفاعت لازم ہوگی"۔ کہتے ہیں نبی علیہ السلام کے فرمان عافاک اللہ کی برکت سے میرا بہرہ پن جاتا رہا۔

روضۂ رسُول کا مہمان فرمایا، عبداللہ بن الجلاء نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ حاضر

ہوا۔ میں بھوکا تھا۔ قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوا۔ میں نے حضور علیہ السلام اور آپ کے
دونوں ساتھیوں (صدیق و عمر) رضی اللہ عنہما، کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ پھر عرض کیا۔ یا
رسول اللہ! میں بھوکا ہوں، اور آپ کا مہمان ہوں۔ پھر ذرا ہٹ کر قبرِ انور کے سامنے سو گیا۔
میں نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام میری طرف تشریف لا رہے ہیں میں تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ آپ نے
مجھے روٹی عطا فرمائی۔ میں نے روٹی کا کچھ حصہ کھایا ہی تھا کہ آنکھ کھل گئی دیکھتا کیا ہوں کہ روٹی
کا باقی حصہ میرے ہاتھ میں ہے۔ فرمایا، قاری ابوالوفا ہروی کا بیان ہے کہ ۳۶۰ھ میں علاقہ
فرغانہ میں، میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ میں بادشاہ کے دربار میں تلاوت قرآن
کیا کرتا تھا، جب کہ وہ لوگ بجائے قرآن سننے کے اپنی باتوں میں مشغول رہتے، میں غمزدہ
گھر لوٹ آیا اور سو گیا۔ خواب میں نبی علیہ السلام کو دیکھا، چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر تھا۔ آپ
علیہ السلام نے مجھے فرمایا، اللہ کا کلام قرآن کریم اور ان لوگوں کے سامنے پڑھتے ہو جو باتوں
میں مصروف ہیں اور تمہاری قرأت سنتے ہی نہیں۔ اس کے بعد نہ پڑھنا، ہاں جتنا اللہ چاہے
اس پر میں بیدار ہو گیا۔ اور چار مہینے تک میں نے زبان بند رکھی۔ جب مجھے ضرورت پڑتی
تو پرچوں پر لکھا۔ پس میرے پاس محدثین و فقہاء جمع ہوئے۔ ان سب نے آخر کار یہ فتویٰ دیا۔
کہ میں کلام کر سکتا ہوں، کیونکہ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہ۔ استثناء ہے۔ اب چار ماہ کے بعد میں اسی
جگہ سو گیا جہاں پہلے سویا کرتا تھا تو میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا، آپ کا چہرۂ مبارک
چمک رہا تھا۔ مجھ سے فرمایا تم نے توبہ کر لی؟ میں نے عرض کی جی ہاں! یا رسول اللہ! فرمایا
جو توبہ کرے اللہ اس پر متوجہ ہو جاتا ہے اپنی زبان باہر نکالو، پھر آپ نے انگشت شہادت
سے میری زبان کو چھوا۔ اور فرمایا جب لوگوں میں موجود ہوا کرو اللہ کی کتاب پڑھو تو وقفے
وقفے سے قرآن پڑھا کرو تاکہ وہ غور سے اللہ کا کلام سن سکیں، پس میں بیدار ہو گیا تو اللہ
کے فضل و احسان سے میری زبان کھل چکی تھی۔ فرمایا حکایت ہے کہ ایک آدمی بیمار ہو گیا۔
ایک رات نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا گویا فرما رہے ہیں اگر اپنی بیماری سے

غریبوں کی مدد کرو

شفا چاہتے ہو تو لَا وَ لَا پر عمل کرو جب بیدار ہوا، تو حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دس ہزار درہم بھیجے اور کہا انہیں غریبوں میں تقسیم کر دیجیے، اور خواب کی تعبیر ان سے پوچھی۔ انھوں نے فرمایا لَا وَ لَا سے مراد زیتون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں اس کی تعریف میں فرمایا ہے:۔

زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ۔ ترجمہ: نہ مشرقی۔ نہ مغربی۔

اور تیرے مال کا فائدہ یہ ہے کہ تیری وجہ سے غریبوں کی حالت سُدھرے گی کہا کہ اس شخص نے زیتون کا بطور دوا استعمال کیا۔ تو اللہ تعالے نے حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل اور خواب کی تعظیم کی برکت سے اسے شفا عطا فرما دی، کہا کہ ہمیں یہ بات بھی پہنچی ہے کہ ایک شخص نے خواب میں سرکار رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت قدس میں اپنی تنگدستی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا علی بن عیسٰی کے پاس جاؤ، اور اس سے کہو کہ تمہاری حالت سدھارنے میں مدد کرے۔ اس شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کس علامت سے؟ فرمایا اس سے کہنا نشانی یہ ہے کہ تُو نے مجھے وادی بطحا میں دیکھا ہے، تو اس وقت ایک بلند ٹیلے پر تھا، پھر تُو اتر کر میرے پاس آیا تو میں نے تجھے اپنی جگہ واپس جانے کا حکم دیا۔ یہ علی بن عیسٰی پہلے وزیر تھے جو معزول ہوئے پھر ان کو وزارت مل گئی۔ جب وہ شخص بیدار ہوا، علی بن عیسی کے پاس پہنچا جو اس وقت وزیر تھا۔ جب اس نے اس کے سامنے اپنا قصہ بیان کیا تو اس نے کہا تُو نے سچ کہا اس نے اسے چار ہزار دینار دیئے اور کہا ان سے قرض ادا کیجیے۔ پھر اور چار ہزار دینار دے کر کہا، یہ تمہارا جیب خرچ ہے جب خرچ کر لو، پھر میرے پاس آ جانا۔ کہا کہ مرادک نامی ایک بصری سبز چادریں بیچا کرتا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ میں نے اہوز کے ایک امیر کے ہاتھ ہاتھی دانت فروخت کیا۔ میں اس کی قیمت وصول کرنے کے لیے اس کے پاس آتا جاتا رہا۔ اس نے ابوبکر صدیق اور

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہما کو گالی دی۔ اس کی ہیبت مجھے جواب دینے سے مانع رہی۔ میں غم کے گھونٹ پی کر واپس آ گیا۔ رات کو اسی غم و الم کی حالت میں سو گیا۔ میں نے خواب میں نبی علیہ السلام کو دیکھا اور عرض کیا یا رسول! فلاں شخص نے ابوبکر و عمر

اہواز کا گستاخ امیر اور اس کا انجام

رضی اللہ عنہما کو گالی دی ہے۔ فرمایا اُسے میرے پاس لاؤ۔ میں سرکار کی خدمت میں اسے پکڑ لایا۔ فرمایا اسے میرے پاس لاؤ اسے لٹا دیا۔ فرمایا اس کو ذبح کرو۔ میری نگاہ میں اس کو ذبح کرنا بہت بڑا مسئلہ بن گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اسے ذبح کر دوں۔ فرمایا ذبح کر دو۔ یہاں تک کہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ میں نے اس کی گردن پر چھری چلا دی اور اسے قتل کر دیا۔ صبح میں بیدار ہوا۔ تو دل میں سوچا کہ اس کے پاس جاؤں، اسے نصیحت کر دوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو کچھ میں نے دیکھا اسے بتا دوں۔ میں چل پڑا جب اس کے مکان کے پاس پہنچا تو شور و غل کی آواز سنی۔ بتایا گیا کہ وہ مر گیا ہے۔

ایک پریشان حال ابن سیرین کی خدمت میں

ابن سیرین کے پاس ایک ایسا پریشان شخص آیا۔ جس کے دین پر تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔ اس نے کہا میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر پاؤں رکھ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا رات سوتے وقت تم نے موزے پہن رکھے تھے؟ اس نے کہا جی ہاں! فرمایا ان کو اتار! اس نے اتار دیئے۔ دیکھا کہ ایک پاؤں کے نیچے درہم ہے جس پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا نقش ہے۔ ابوسعد واعظ رحمہ اللہ کا کلام ختم ہوا۔

فصل

سیدی محی الدین ابن العربی رحمہ اللہ کا رسالہ مبشرات

اس فصل میں، میں سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ کے رسالہ مبشرات کا ذکر کروں گا۔ نبی علیہ السلام کی زیارات کے سلسلہ میں یہ ایک مفید تحریر ہے۔ یہ شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے نام سے شروع جو رحم فرمانے والا مہربان ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، سب تعریفیں اللہ پروردگار عالمیان کے لیے ہیں۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ اور اچھی آخرت پرہیزگاروں کے لیے ہے وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاکیزہ آل پر۔ حمد و صلوۃ کے بعد! بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں اور عام مسلمانوں کے لیے اچھے خواب دیکھنے کو اپنی وحی قرار دیا۔ اور اسے اجزائے نبوت میں سے ایک جز قرار دیا جیسا کہ ترمذی نے اپنی مسند میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نبوت و رسالت ختم ہو چکی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی۔ کہا کہ اس سے لوگ کچھ گھبرا گئے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا، لیکن مبشرات باقی ہیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا، یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا مسلمان کا خواب، جو کوئی شخص دیکھتا ہے۔ یا اسے دکھایا جاتا ہے، اور یہ نبوت کے اجزا میں سے ایک جز ہے۔" ابو عیسیٰ (ترمذی) نے فرمایا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور امام مسلم نے یہی بات اپنی مسند صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ابتدائے وحی میں اچھے خواب نظر آتے تھے۔ پس نبی علیہ السلام جو بھی

جو بھی خواب دیکھتے وہ ظہورِ صبح کی طرح سچی نکلتی۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:۔

اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ۔ ترجمہ: بے شک میں نے گیارہ ستاروں، اور سورج اور چاند کو اپنے لیے سجدہ کرتے دیکھا ہے۔"

پھر جب آپ کے بھائی اور ماں باپ آپ کے سامنے سجدے میں گرے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: "یہ ہے میرے پہلے خواب کی تعبیر۔ جسے میرے رب نے سچ کیا۔

یوں ہی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کا ان کے بیٹے اسماعیلؑ سے مکالمہ نقل کیا ہے "بیٹا میں نے خواب میں تجھے ذبح کرتے دیکھا ہے، بتا تُو تمہاری رائے کیا ہے؟ پھر جب خواب کے مطابق آپ نے فرزند کو ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آواز دی، ابراہیم! بے شک تم نے خواب سچ کر دکھایا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ الخ ترجمہ: ہم نے مُوسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی کہ اس کو دودھ پلاؤ۔

اور جب اس کے بارے خوف محسوس کرو، تو اِسے دریا میں ڈال دینا" پورا قصہ۔ کہا گیا ہے۔ کہ یہ وہی تھا جو مُوسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ اس جزٔ میں وہ سب کچھ ذکر کر دُوں، جو میں نے خواب میں دیکھا ہے جس سے دوسرں کو فائدہ ہو، خیر کے اسباب پیدا ہُوں۔ اور جو کچھ میری ذات سے مختص ہے اُسے ذکر کرنے کی مجھے ضرورت نہیں۔

خواب کی قسمیں

جان لیجیے کہ خواب کی تین قسمیں ہیں۔

اوّل: وُہ خواب جو اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ مبشرات کہلاتے ہیں۔ یعنی خوشخبریاں۔

دوم: نفس کے خواب۔ یہ وُہ خیالات ہوتے ہیں جن کو بیداری میں انسان اپنے دل

ہی سوچتا رہتا ہے۔

سوم: شیطانی خواب یعنی ڈراؤنے خواب جن کے ذریعے شیطان تمہیں پریشان کرتا ہے۔ پس جو کوئی پریشان کن خواب دیکھے وہ اس خواب کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور بائیں طرف تین بار تھوک دے اس سے وہ اس کی ضرر سے محفوظ رہے گا۔ اور اسے کسی کے آگے بیان نہ کرے۔ اسی طرح نبی علیہ السلام کی یہ روایت ہم تک پہنچی ہے۔

اور نبی علیہ السلام کی یہ روایت بھی ہم تک پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا "خواب پرندے کے پاؤں میں لٹک رہی ہوتی ہے پھر جب اسے بیان کر دیا جاتا ہے تو وہ فوراً ہی گر جاتا ہے۔ جان لیجیے کہ خواب میں اللہ تعالیٰ فرشتوں، نبیوں اور فاضل علماء کو دیکھنا، دو طرح کا ہوتا ہے۔ اچھی، کامل اور فضل وکمال کی صورت میں دیکھنا اور یا پھر قبیح اور ناقص صورت اس شکل مبارک کو ان دو حالوں میں دیکھنے کے دو سبب ہیں۔

حُسن و قبح کے اسباب

پس ایسی صورت میں دیکھنا باطل، برائی اور اللہ کی ناپسندیدگی کی نشانی ہے۔ یہ حسن وقبح بھی دو اسباب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یا تو خود دیکھنے والے کی ذات کی طرف۔ یا اس جگہ کی طرف جہاں اسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا حق یا عالم فاضل کی زیارت ہوئی ہے۔ بے شک دین اور حق کا اس مقام پر نظر آنا حسن وقبح کی اس صورت کے مطابق ہے جسے تم نے خواب میں دیکھا ہے۔ جیسے عالم، زاہد، ابو عبداللہ محمد بن العاص الباجی کی مجلس میں، مجھے ایک نیک شخص نے بتایا کہ ہمارے ایک ساتھی نے خواب میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، پس اس دیکھنے والے نے سرکار کے چہرۂ انور پر تھپڑ مار دیا۔ والعیاذ باللہ۔ مترجم) یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر اس کے ہاتھ کا نشان پڑ گیا۔ اب وہ شخص گھبرا کر بیدار ہو گیا اور ہمارے ایک شیخ کے سامنے اس کا ذکر کیا انہوں نے فرمایا تو اپنی بیوی سے حرام کرتا ہے۔ اب دیکھنے والے شخص نے جی میں غور و خوض کیا۔ تو یاد آیا کہ اس نے اپنی بیوی سے طلاق والی قسم اٹھائی تھی اور پھر اسے توڑ دیا تھا۔ پھر بھی اس سے

علیحدگی نہیں کی۔ اور اس سے تعلقات زن وشو بدستور قائم رکھے۔

ایسا ہی واقعہ ایک اور نیک آدمی کے ساتھ پیش آیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ جس شہر میں رہتا ہے وہاں نبی علیہ السلام کی وفات ہو گئی ہے اور اس شہر کے فقہا نے نبی علیہ السلام کو دفن کر دیا ہے۔ وہ شخص بیدار ہوا تو پوچھ گچھ کے بعد معلوم ہوا کہ جج کے متعلق کسی مسئلہ میں بحث جو رہی ہے۔ اور ایک فریق واضح احادیث سامنے آنے کے باوجود ماننے سے انکاری ہے ایسی احادیث جن میں کسی طرح طعن و اعتراض کی گنجائش نہیں، اور اپنی رائے سے فیصلہ کر رہے ہیں۔ کتے ہیں مذہب متعین ہو چکے ہیں اور جھگڑنے والے احادیث کے ذریعے ان کو رد کرنا چاہتے ہیں اور خوب خوب تعصب کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ پس ہم اس رسوائی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ میں نے خود نبی علیہ السلام کی میت کی صورت میں دیکھا۔ جن کو اشبیلیہ کی جامع مسجد کے ایک حصہ میں دفنایا گیا۔ میں نے اس جگہ کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ جگہ مغصوبہ ہے مالک سے زبردستی بلا قیمت لی گئی ہے ایسی ہی وجوہات سے مذکورہ بالا لوگوں کے احوال کا تعلق ہے۔ جن کے خوابوں کا ذکر کیا گیا ہے ان حالات کا تعلق ان کی ذوات سے نہیں دوسری وجوہات سے ہوتا ہے۔ پس میں چاہتا ہوں کہ صرف ان خوابوں کا ذکر کروں جن سے کوئی حکم ثابت ہو (درجہ ظن میں) یا علم حاصل ہو یا اطاعت کی ترغیب ہو۔ ان میں سے یک ذو

مبشرات

جو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دیتی ہیں

میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتوں کو دیکھا یہ اس زمانے کی بات ہے جب ابراہیم بن ہمام اشبیلی نے حدیثوں کو مرتب کرنے اور ان پر عمل کرنے کا اہتمام کیا تھا۔ ان کے پاس وہ فقہا بھی کھڑے تھے جنہوں نے نبی علیہ السلام کو دفن کیا تھا جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم بن ہمام کو چوم رہے ہیں اور محبت سے ان کو بے

سینے سے لگا رہے ہیں اور اپنی محبت کا اظہار فرما رہے ہیں۔

ایسی ہی ایک اور بشارت ہے، میں نے نبی کریم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ امام محدث، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الفارسی، مصنف المحلیٰ سے معانقہ فرما رہے ہیں یہ علم حدیث میں امام۔ عالم اور اس پر عامل تھے۔ روشنی نے ذات اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ذات ابن حزم کو ڈھانپ رکھا تھا، اور اس طرح گھل مل گئے جیسے دونہیں ایک ہی جسم پاک ہے۔ پس یہ برکت حدیث کی ہے۔

ایسی ہی ایک اور بشارت ہے حصول علم سے پہلے میرے تمام دوستوں نے مجھے کتب رائے (قیاس) پڑھنے کی ترغیب دی مجھے کچھ پتہ نہ تھا۔ نہ علم حدیث کا نہ قیاس کا۔ میں نے خواب میں دیکھا، گویا میں ایک کھلی فضا میں ہوں، اور کچھ مسلح لوگ میرے قتل کے در پے ہیں مجھے بچاؤ کے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں مل رہی۔ میں نے سامنے ایک ٹیلے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے دیکھا۔ میں ان کی طرف لپکا، آپ نے مجھ پر اپنی چادر پھینکی اور مجھے اپنی مضبوط گرفت میں تھام لیا اور فرمایا میرے دوست میرا دامن تھام لے! کہ بچ جائے میں نے ان دشمنوں کو دیکھا تو روئے زمین پر مجھے ان میں سے کوئی نظر نہ آیا۔ اسی وقت سے میں خدمتِ حدیث میں مشغول ہو گیا۔

اسی مفہوم کی ایک اور بشارت

میں نے امام دار الہجرت مالک بن انس اصبحی کو خواب میں دیکھا، سفید کپڑے میں ملبوس۔ بارہ ہاتھ کپڑا زمین پر گھسیٹے جا رہے ہیں باب الفتح نامی دروازے پر کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے کہا، مالک! کیا پڑھوں؟ فرمانے لگے کتب رائے پڑھنا چاہتے ہو؟ مجھے ایک شخص نظر آ رہا تھا، جو کتب رائے میں مصروف رہا کرتا تھا۔ دیکھا کہ وہ شخص امام مالک سے منہ موڑ کر ادھر ہی کو دیکھنے میں مصروف ہے میں نے کہا اے امام مالک مجھے ڈر لگتا ہے کہ کتب رائے مجھے

اس طرف نہ لے جائیں، جس طرف اس آدمی کو لے گئی ہیں۔ اس پر امام مالک رضی اللہ عنہ مُسکرا پڑے، اور فرمانے لگے سچ کہتے ہو۔ بیٹا! حدیث پاک کی نشر و اشاعت اور اسی پر عمل کرتے رہو۔

علم حدیث کی فضیلت

علم حدیث کا یہ بھی شرف ہے کہ عالم۔ ابو العباس احمد بن احمد بن ابو داؤد بن علی بن ثابت بن منصور حریری حلفاوی رحمہ اللہ نے، ٹیونس شہر میں، شیخ، صالح، عارف عبدالعزیز بن ابی بکر قرشی مہدوی کے مکان پر مجھے بتایا کہ مجھے (ابو العباس) کو امام کبیر ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑی عقیدت تھی کیونکہ ان کی رائے اچھی اور ذہن پارسا تھا۔ لہٰذا میں دوسرے آئمہ کی بجائے ان کی طرف مائل تھا۔ پس میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، مگر آپ نے مجھ سے کلام نہ فرمایا۔ مجھے وجہ پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ آپ کے پیچھے پیچھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، میں نے عرض کیا اے ابو بکر! آپ کے نزدیک آئمہ کے مراتب کس طرح ہیں؟ انہوں نے فرمایا، ہمارے ساتھ ملے ہوئے احمد بن حنبل ہیں۔ پھر شافعی، پھر مالک، پھر ابو حنیفہ۔ ابو العباس کہتے ہیں مجھے حیرت ہوئی۔ اور معلوم ہوا کہ نجات حدیث کی پیروی میں ہے۔ میں نے یہ بات قاضی عبدالوہاب ازدی، اسکندرانی کو ۵۹۹ھ میں مکہ معظمہ میں بتائی تو انہوں نے کہا یہی صحیح ہے اور میں تمہیں ایک حکایت بتاتا ہوں جو ابو العباس کے خواب کی تائید کرتی ہے میں نے کہا بتائیے اس وقت ہم رکنِ یمانی کے سامنے باب حزورہ کے پاس تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے ہاں ایک نیک آدمی تھا جس کی ذات میں بھلائی اور اچھے فضائل تھے وہ مر گیا ہمارے ایک نیک آدمی نے اُسے خواب میں دیکھا تو دیکھنے والے نے اس سے کہا، اے فلاں! جو فرشتے تیرے پاس آئے تو زمین کیسی تھی؟ کہا پانی کی طرح نرم، کہ جتنی بار اُسے چیرتے رہو بندش نہیں ڈالتی۔ جیسے پانی پھٹ جاتا ہے اور رکاوٹ نہیں ڈالتا۔ دیکھنے والا کہتا ہے میں نے اسے کہا، تو نے کیا دیکھا؟ وہ بولا میں نے کچھ کتابیں بلندی پر دیکھیں اور کچھ زمین کی پستی میں، جب میں نے اس کی وجہ پوچھی تو مجھے بتایا گیا۔

کہ بلندی پر کتب حدیث ہیں اور پستی میں کتب رائے۔ اور یہ حالت اس وقت تک رہے گی جب تک دونوں طبقوں سے باز پرس نہیں ہو جاتی۔

مسجد حرام کی معرفت کی بشارت

میں نے مکہ شریف میں ۱۱۹۹ھ کو خواب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو آپ سے سوال کیا کہ مسجد حرام کی حد کہاں سے کہاں تک ہے جس میں ایک نماز لاکھ کے برابر ہوتی ہے؟ کیا وہ تمام حرم شریف ہے یا مشہور مسجد حرام؟ آپ نے فرمایا نہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ تمام حرم شریف ہے اور نہ یہ کہ صرف مسجد شریف ہے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ حرم شریف کی حد میں جو مسجد ہے وہاں نماز پڑھی جاتی ہے وہی مسجد حرام ہی کا جز ہے اور اس میں ایک نماز ایک لاکھ کے برابر ہے۔ ہمارے نزدیک یہ مسئلہ یونہی ہے۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔

نیکی کا حکم کرنے کی بشارت

میں نے خواب میں دیکھا کہ حرم مکہ میں ہوں۔ قیامت قائم ہو چکی ہے میں گناہوں کے بدلے عتاب و عذاب کے خوف سے سر جھکائے بارگاہ پروردگار میں کھڑا کانپ رہا ہوں گویا میرا پروردگار جلّ جلالہٗ مجھے فرما رہا ہے، میرے بندے مت ڈر! میں تجھ سے اس کے سوا کوئی عمل نہیں چاہتا کہ تو میرے بندوں کی خیر خواہی کرے۔ پس میرے بندوں کی خیر خواہی کر۔ میں تمام لوگوں سے بڑھ کر سیدھے راستے پر چلنے والا تھا۔ جب میں نے راہِ خدا کی دشواریاں دیکھیں تو سست ہو گیا۔ میں نے اس رات لوگوں سے الگ تھلک رہ کر نفس کے آرام کا تہیّہ کر لیا کہ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو، سو یہ خواب دیکھا۔ صبح بیدار ہوا تو لوگوں کی خاطر بیٹھ گیا ان کو کھلا راستہ دکھانے لگا اور وہ آفات بیان کرنے لگا جو فقہاً، فقراء، صوفیاء اور عوام غرضیکہ ہر قسم کے لوگوں کے لیے مہلک ہیں اس پر وہ سب مجھے

ہلاک کرنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے سو اللہ نے ان کے مقابلہ میں میری مدد کی اور اپنے فضل و کرم سے مجھے بچا لیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ " دین خیر خواہی ہے۔ اللہ، رسول، مسلمان حکمرانوں اور مسلمان عوام کے لیے "۔ اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔

ایمان کی ترغیب دینے والا خواب

مجھے کمال الدین ابو عمر و عثمان بن ابو عمر و ابہری شافعی نے جو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے مسجد اقصیٰ میں بتایا۔ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں یہ فرماتے سنا "ہر نبی کی آل و جماعت ہوتی ہے اور میری آل و جماعت مومن ہے بار بار اس بات کو دہراتے رہے انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا کہ میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں یہ فرماتے سُنا، انبیائے کرام اپنی امتوں کو یہ حکم دیتے رہے کہ صنام کی عبادت نہ کریں اور میں نے اپنی اُمت کو حکم دیا ہے کہ اوثان کی عبادت نہ کریں۔

حفظ قرآن کی ترغیب والا خواب

میں نے خواب دیکھا، گویا قیامت قائم ہے۔ لوگ جمع ہیں۔ میں علیین سے تلاوت قرآن کی آواز سُنی۔ میں نے کہا ایسے وقت میں یہ قرآن پڑھنے والے کون لوگ ہیں۔ انہیں ذرہ خوف نہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ قرآن کے حامل ہیں۔ میں نے کہا، میں بھی ان میں سے ہوں۔ میرے لیے ایک سیڑھی لٹکائی گئی جس کے ذریعے میں علیین کے ایک محل میں پہنچ گیا وہاں چھوٹے بڑے سب اللہ کے رسول ابراہیم خلیل علیہ السلام سے قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ میں بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا اور قرآن مجید پڑھنے لگا۔ بالکل امن ہے۔ نہ خوف نہ گھبراہٹ، نہ حساب۔ لوگ میدان محشر کے حبس رنج و غم

میں مبتلا تھے مجھے اس کا پتہ تک نہ تھا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا قرآن کے عامل ہی خاص اللہ والے ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ وہ محلات میں امن سے ہوں گے۔

قیام لیل کی ترغیب کا خواب

میں نے خواب میں دیکھا گویا مکہ مکرمہ میں ہوں اور نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک گھر میں ہوں۔ میرے اور آپ کے درمیان سخت قرب و ملاپ ہے گویا میں آپ، اور آپ میں۔ مجھے آپ کا چھوٹا بیٹا نظر آ رہا ہے۔ جب نبی علیہ السلام کے پاس کوئی شخص زیارت کرنے آتا آپ اس چھوٹے صاحبزادے کو باہر نکالتے تاکہ لوگ اس سے برکت حاصل کریں اور اسے پہچانیں۔ اس چھوٹے صاحبزادے کی اللہ کے ہاں بڑی قدر و منزلت تھی اسی اثنا میں کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس چھوٹے صاحبزادے کے ہمراہ باہر تشریف لائے۔ پھر میری طرف پلٹ کر فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے مدینہ منورہ چلنے اور اس کے دو مشرقی حصوں میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ میں نبی علیہ السلام سے جدا نہیں ہوتا ہے۔ اور میری نظریں برابر آپ پر لگی ہوئی تھیں۔ گویا میں سرکار کی ذات بن گیا۔ نہ میں آپ کا عین تھا نہ غیر۔ بس اس اثنا میں کہ آپ مکہ مکرمہ کے درمیان تھے کہ آپ نے آسمان سے خیر عظیم (بڑی بھلائی) اترتی دیکھی۔ فرمایا جبریل یہ بڑی بھلائی کیا ہے کہ اس جیسی میں نے کبھی نہیں دیکھی انہوں نے کہا یہ بڑی بھلائی عرشِ اعلیٰ سے تہجد گزاروں پر اترتی ہے (پھر جبریل نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا) تو اس قابل کہاں کہ ان میں شامل ہو سکے۔ پھر جبریل نے تہجد گزاروں کی تعریف شروع کر دی جو اللہ کی رضا جوئی کے لیے پڑھتے ہیں۔ میں نے ایسی تعریف کبھی نہیں سنی۔ اللہ کی قسم نبی علیہ السلام ان سب میں اعلیٰ و افضل تھے۔ میں سمجھ گیا کہ جبریل کا درج بالا قول میرے بارے میں تھا یعنی تو اس قابل کہاں کہ ان میں شامل ہو سکے۔ اور میں بیدار ہو گیا۔

بشارت نیکیوں کی دعائیں حاصل کرنے کی ترغیب

میں اشبیلیہ شہر میں شیخ متقی نیک ابو عمران مُوسٰی بن عمران مارتلی کے پاس حاضر ہُوئے۔ میں نے ان کو ایک خوشی کی بات بتائی۔ انہوں نے مجھے مُبارکباد دی، اور فرمایا اللہ نے تمہیں جنت کی بشارت دی ہے ٹھیک اسی طرح جیسے مجھے دی۔ چند ہی دن گزرے تھے کہ میں نے اپنے ایک فوت شدہ ساتھی کو خواب میں دیکھا۔ میں نے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے ایک طویل سلسلہ کلام میں اپنی بھلائی ذکر کی۔ پھر مجھے کہا کہ اللہ نے مجھے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ تو جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔ میں نے کہا یہ تو خواب کی بات ہے اپنی بات پر کوئی دلیل لاؤ۔ کہنے لگا ٹھیک ہے۔ کل ظہر کے وقت بادشاہ تجھے قید کرنے کے لیے اپنے پاس بُلا لے گا۔ پس اپنی فکر کر۔ میں صبح بیدار ہوا، تو اس وقت تک کوئی ایسا سبب نہ تھا کہ میرا بلاوا ہوتا۔ جب نماز سے فارغ ہوا تو بادشاہ کی طرف سے بلاوا آگیا۔ میں نے کہا خواب سچا ہوگیا۔ پندرہ دن تک میں رُوپوش رہا۔ یہاں تک کہ بلاوا ٹل گیا۔ یہ سب نیکیوں کی دُعا سے ہے۔

بشارت

میں نے خواب میں دیکھا گویا اللہ تعالیٰ مجھے بُلا رہا ہے اور فرماتا ہے، اے میرے بندے! اگر تو میرا مُقرب، معزز اور انعام یافتہ ہونا چاہتا ہے تو کثرت سے پڑھا کر

رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ۔ ترجمہ: پروردگار مجھے اپنا دیدار عطا فرما! کہ میں تجھے دیکھوں۔

یہ بات مجھے بار بار فرمائی۔

قرآءٔ کے متعلق خواب

میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ

کے فرمان :۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ ۔ ترجمہ: طلاق والیاں اپنے آپ کو تین قروء تک روکے رکھیں"

میں قروء سے کیا مراد ہے؟ حیض یا طہر؟ کیونکہ یہ لفظ دو متضاد معنوں میں استعمال ہوتا ہے، اور علما نے اس میں اختلاف کیا ہے اور اللہ نے جو کچھ آپ کی طرف اتارا، اس کی مراد آپ بہتر جانتے ہیں تو نبی علیہ السلام نے فرمایا "جب اس کا جمع شدہ مواد ختم ہو جائے تو پھر اس پر پانی انڈھیلو۔ اور اللہ کے دیئے رزق سے کھاؤ" میرے دل میں یہ بات آئی کہ آپ کی مراد حیض ہے سو میں نے عرض کیا کہ پھر وہ حیض ہے؟ آپ نے پھر وہی بات لوٹائی جب اس کا جمع شدہ مواد ختم ہو جائے تو پھر اس پر پانی انڈھیلو، اور اللہ کے دیئے رزق سے کھاؤ" جیسے پہلے فرمایا تھا۔ میں پھر پوچھتا اور آپ پھر وہی جواب دیتے تین مرتبہ ایسا ہی ہوا اور سرکار مسکرائے اور مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کی مراد حیض ہے۔

بشارت

میں نے خواب و بیداری کے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کے ہاتھ میں دھوپ ناپنے کا آلہ تھا آپ نے یہ فرما کر پھینک دیا کہ یہ ملعون بدعت ہے (۲) نماز اسی طرح پڑھو جیسے تمہارے لیے شریعت میں مقرر کی گئی ہے۔

بشارت

اس بشارت سے یہ معلوم ہو گا کہ جو شخص تین طلاقیں زبان سے دے، وہ ایک ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ میں نے مکہ مکرمہ میں نبی علیہ السلام کو خواب میں باب اجیاد اور باب حزورہ کے درمیان دیکھا۔ محمد بن مالک صدفی تلمسانی آپ کے سامنے صحیح بخاری پڑھ رہے ہیں۔ میں نے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تجھے تین طلاقیں اور طلاق دینا نہیں چاہتا۔ یا دی نہیں۔ کیا یہ اس کے کہنے کے مطابق تین ہوں گی یا ایک؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ جیسے اس نے کہا تین ہیں۔ میں نے عرض کیا بعض علماء اُسے ایک قرار دیتے ہیں؟ فرمایا انہوں نے وہ کہا جو ان تک پہنچا، اور انہوں نے اپنی دانست میں ٹھیک کہا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس مسئلہ میں اللہ کے نزدیک آپ کا صحیح فیصلہ معلوم کرنا چاہتا ہوں میں یہ اس کے کہنے کے مطابق تین طلاقیں ہیں، وہ عورت اس شخص کے لیے کسی اور شخص سے نکاح کرے۔ قربت کرے۔ پھر طلاق اور عدت کے بغیر حلال نہیں۔ گویا اس مجلس میں بار بار آپ کی بات رد کرنے والا ابلیس تھا اور گویا میں نبی علیہ السلام کی طرف دیکھ رہا ہوں اور گویا انار کا دانہ سرکار کے رخساروں پر نچوڑا گیا تھا۔ آپ بہت ناراض ہوئے اور آپ کے فرمان کو رد کرنے والے سے مخاطب ہو کر زوردار لہجہ میں فرمایا "شرمگاہوں کو حلال کرنا چاہتے ہو؟ یہ جملہ کئی بار فرمایا۔ جیسا اس نے کہا یہ تین ہیں جیسا اس نے کہا یہ تین ہیں۔ پھر پڑھنے والے نے کتاب صحیح بخاری پڑھی۔ جب مجلس کی کاروائی مکمل ہو گئی تو حضور علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور رکنِ یمانی کی طرف رُخ کر کے یہ دعا مانگی "الٰہی! ہمیں اچھی بات سنا۔ اور ہمیں اچھی بات کی اطلاع دے۔ اللہ ہمیں عافیت عطا فرمائے اور اسے ہمارے لیے دائمی کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو پرہیزگاری پہ جمع کر دے اور ہمیں اس بات کی توفیق بخشے جو اسے محبوب و پسند ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ آپ نے سورہ بقرہ کی آخری آیتیں تلاوت فرمائیں۔

بشارت

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں یہ فرماتے ہوئے سُنا۔ بے شک تم قبروں میں فتنۂ دجال کی طرح پُرفریب آزمائے جاؤ گے۔ پھر قبلہ رُخ ہو کر آپ نے اپنی آستینیں چڑھائیں بازو مبارک عُریاں ہوئے، مصلے بچھا کر دو رکعت نماز پڑھی، میں بھی آپ کی دائیں طرف کھڑا

ہو گیا اور دوسری رکعت پالی۔

بشارت۔طواف کے بعد دو رکعت

میں نے ۱۴۰۲ھ کو مکہ مکرمہ میں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، فرماتے ہیں، اے اس گھر کے مالکو! یا ساکنو!، اس کا طواف کرنے والے سے کہو۔جب بھی طواف کریں بعد میں دو رکعت نماز ادا کر لیا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کی اس نماز سے ایک فرشتہ قائم کرتا ہے جو قیامت تک اللہ کی بڑائی بولتا رہتا ہے۔ (اللہ اکبر) یا اس کی تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰہ) کرتا رہے گا، تشک مجھے ہو گیا ہے۔(کہ دو میں کون سا لفظ آپ نے بتایا تھا)

بشارت

یہ خواب اس درخت کی وضاحت کرتا ہے۔جس کا ذکر قرآن کریم کی سورہ نور میں اس طرح آیا ہے۔

لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ ۔ ترجمہ: "نہ مشرقی نہ مغربی"

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔تو عرض کیا حضور! اللہ فرماتا ہے "وہ چراغ روشن کیا جاتا ہے ایک بابرکت درخت سے یعنی زیتون سے"، آخر تک"! یہ درخت کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو کنایۃً درخت فرمایا ہے۔اسی لیے اس سے جہتوں کی نفی فرمائی ہے۔کیونکہ اللہ سبحانہ جہات سے مقید نہیں اور مشرق و مغرب کنایہ ہے اصل اور فرع سے۔کہ اللہ تعالیٰ مادوں اور اصل کا خالق ہے۔اگر اللہ کی ذات نہ ہوتی تو مادہ واصل نہ ہوتے۔یہ تمام تشریح ایک طویل سلسلہ کلام میں فرمائی۔اس کلام سے پہلے مجھے فرمایا کرتے تھے۔کر تو اس درخت کی حقیقت جانتا ہے حالانکہ مجھے اس کا کوئی علم نہ تھا۔جب آپ فرماتے تجھے اس کا علم ہے تو میں عرض کرتا، جی ہاں مجھے علم ہے اور میں آپ صلی اللہ علیک وسلم کے منہ مبارک

سے سننا چاہتا ہوں۔ تو آپ مذکورہ بات فرماتے اور میں بیدار ہو گیا یہ ہیں کچھ مشاہدات، جو میں نے دیکھے جو اس وقت میں نے برسبیل تذکرہ بیان کر دیئے ہیں اور سب تعریف اللہ پروردگار جہان کے لیے اور درود و سلام اس کی مخلوق میں سے برگزیدہ ترین ہستی، ہمارے آقا محمد پر اور آپ کی آل و اصحاب پر، ایسا سلام جو روز جزا تک نازل ہوتا رہے یہ شیخ اکبر کا رسالہ ختم ہوا۔

میں نے سیدی ابوالمواہب شاذلی کی ایک کتاب دیکھی ہے جو سب کی سب ان کی نبی علیہ السلام سے ہونے والی ملاقاتوں سے متعلق ہے اور میں نے ایک رسالہ دیکھا ہے جس میں ان پچاس مشاہداتِ نبویہ کا ذکر ہے جو سید محمد محفوظ مغربی بن باباس رضی اللہ عنہما سیدی محی الدین اور باقی اولیاء عارفین کو حاصل ہوئے۔

فصل چند مشاہداتِ نبویہ اور خواب جو مولف کتاب کو حاصل ہوئے

اس فقیر حقیر یوسف نبہانی، مولف کتاب ہذا کو چند مشاہدات، اس نبی کریم کی خدمت کے طفیل حاصل ہوئے ان پر فاضل تر درود و سلام ہو اور اللہ کے فضل و احسان سے مزید کا خواستگار ہوں۔

پہلا مشاہدہ

میں جب لاذقیہ میں وزیر انصاف تھا، یہ ۱۳۰۰ھ کا واقعہ ہے میں نے ان الفاظ سے درود شریف پڑھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ ؕ

ترجمہ: الٰہی روحوں میں سے ہمارے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر اور جسموں میں سے آپ کے جسم پر اور قبروں میں سے آپ کی قبر پر درود وسلام بھیج اور آپ کی آل واصحاب پر۔

میں اس وقت بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ میں اسی وقت سو گیا۔ میں نے کامل چودھویں کا چاند زمین کے قریب دیکھا، میرے اور اس کے درمیان قریباً بیس ہاتھ کا فاصلہ تھا۔ اس میں میں نے ایک انتہائی خوبصورت چہرہ دیکھا تمام اعضا بالکل صاف صریح۔ جو میری طرف خوشی خوشی دیکھ رہا تھا اور میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور مجھے قطعی معلوم ہو گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ ملاقات کا یہ وقت نہایت مختصر ہے۔ میں نے سوچا کوئی عزیز تر چیز آپ سے مانگوں۔ پھر میرے دل میں یہ کھٹک ہوئی کہ اچھا خاتمہ ہی عزیز تر چیز ہے۔ چنانچہ میں نے آغاز گفتگو کرتے ہوئے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں آپ سے ایمان پر خاتمہ مانگتا ہوں۔ یہ بات میں نے کئی بار دہرائی۔ آپ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ صرف یہ بات اطمینان بخش تھی کہ میری طرف آپ نظرِ کرم سے دیکھ رہے تھے۔ پھر چاند کی روشنی ذات اقدس کے چہرہ مبارک پر آہستہ آہستہ غالب آگئی۔ یہاں تک کہ ذاتِ اقدس بالکل غائب ہو گئی۔ اور حسب عادت بالکل چاند رہ گیا۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ سب تعریف اللہ پروردگار جہان کے لیے ہے۔

دوسرا خواب

میں نے ماہ جمادی الاولی ۱۳۱۶ھ کو خواب دیکھا گویا میں حیات ظاہری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو رہا ہوں۔ میں اس جگہ داخل ہوا جہاں آپ تشریف فرما تھے۔ میں اس جگہ کو پہچانتا نہیں۔ شاید مدینہ منورہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام سوئے ہوئے ہیں اور آپ کا چہرہ اقدس ننگا ہے۔ میں نے قریب ہی بیٹھ کر آپ کے

طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ اور آپ کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ میرے پیچھے دو یا تین آدمی اور بھی۔ اسی نیت سے بیٹھے ہوئے تھے تھوڑی دیر بعد نبی علیہ السلام اٹھ کر ایک کرسی نما بلند جگہ پر جا کر بیٹھ گئے۔ جو اس مکان کے درمیان تھی۔ دیگر لوگوں سے پہلے میں حاضر خدمت اقدس ہوا۔ میں نے آپکا دایاں ہاتھ مبارک پکڑا اور ظاہری و باطنی طرف اسے بار بار بوسے دیئے پھر میں سرکار کے مقدس پاؤں کی طرف جھک گیا اور کئی بار ان کے بھی بوسے لیے۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا، تم جنت میں جاؤ گے۔ اور اس بات کو آپ نے کسی چیز سے مشروط فرمایا پس میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور اپنے دعا گوؤں کے لیے راحت و عافیت مانگتا ہوں۔ پھر نبی علیہ السلام نے مجھے ایک شخص کی وجہ سے عتاب فرمایا۔ جس نے مجھ سے کچھ رقم مانگی تھی۔ پس میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت کی کہ اس وقت میرے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ مجھ سے فرمایا۔ اللہ کے دوستوں نے اس بات یعنی اس شخص کو کچھ نہ دینے کو ناپسند کیا ہے۔ میں نے عرض کیا، سرکار! آپ تو نبیوں، ولیوں بلکہ تمام کائنات کے سردار ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ تمام حضرات آپ کے صدقے مجھ سے راضی ہو جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آدمی راضی نہ ہو اور پھر راضی ہو جائے اور میں نیند سے بیدار ہو گیا، اور میں اس قدر خوش و خرم تھا کہ کیفیت بیان سے باہر ہے اور یہ نیند سحری کے وقت بیداری کے قریب تھی اور میں نے نبی علیہ السلام کو خالص سفید رنگ میں دیکھا جس میں سرخی نہ تھی (؟) اور بعض روایات کے مطابق آپ ایسے ہی تھے۔ سو ظاہر یہ ہے کہ سرکار نرم و نازک جسم کی وجہ سے کبھی تو خالص سفید رنگ میں ظاہر ہوتے تھے اور کبھی عوارضات کی بنا پر اس میں سرخی نظر آتی تھی۔ مثلاً کبھی راحت و سکون ہے، کبھی تھکاوٹ، کبھی کبھی ٹھنڈک کبھی گرمی۔ جیسا کہ بہت سے لوگوں میں یہ احوال نظر آتے ہیں۔ اور باقی اوصاف جو میں نے دیکھے ہیں۔ وہ وہی ہیں جو باب شمائل میں آپ کے صحابہ کرام سے مروی ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین سب تعریف اللہ پروردگار عالمیان کے لیے۔

تیسرا مشاہدہ

دوسرے مشاہدے سے تقریباً پانچ ماہ بعد میں نے ایک اور مشاہدہ دیکھا۔ یہ بھی نمازِ فجر سے ذرا پہلے تھا۔ یہ پہلے مشاہدے کی طرح خالص سفید رنگ، اور اس مشاہدے میں میں نے نبی علیہ السلام کے سامنے دو قلمیں دیکھیں۔ ایک صحیح و مکمل اور دوسری کچھ ٹوٹی ہوئی۔ جس کا اکثر حصہ بیکار تھا اور صرف پانچ قراط کے برابر صحیح۔ سیدھی بھی نہ تھی۔ ٹیڑھی تھی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ ٹوٹا ہوا قلم آپ کے کس کام کا؟ لہٰذا میں حاصل کر لوں تاکہ مرتے وقت اپنی قبر میں اسے رکھنے کی وصیت کر جاؤں اور میری نجات کا سامان ہو جائے۔ مگر شرم کے مارے میں کھل کر مانگ نہ سکا۔ میں نے تمہید گفتگو شروع کر دی تاکہ مناسب مواقع پیدا سے حاصل کر سکوں تو میں نے عرض کیا، حضور! کیا یہی آپ کی حیاتِ ظاہری میں آپ کا قلم تھا۔ جو اس زمانہ سے بچا چلا آرہا ہے۔ میرے دل میں یہ کھٹک تھی کہ یہ زمانہ وہ نہیں۔ اگرچہ آپ آج بھی زندہ ہیں۔ مُردہ نہیں۔ سرکار نے فرمایا ہاں! اس سے تمہارا مقصد کیا؟ میں نے عرض کیا حضور! میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنا قلم مجھے عطا فرما دیں تاکہ قبر میں میرے ہمراہ دفن کیا جائے۔ آپ نے اس انداز سے مجھے فرمایا گویا قلم مجھے عنایت فرما دیا ہے کہ تم تو شیخ سعید میں دفن کئے جاؤ گے!! پھر میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔ خواب میں ہی میرے دل میں یہ بات آئی کہ ایک قبرستان ہے جسے شیخ سعید کا قبرستان کہتے ہیں۔ میں نے یہ قصہ اپنے ایک سچے دوست سے بیان کیا تو اس نے مجھ سے کہا شیخ سعید تم خود ہو اور نبی علیہ السلام کی طرف سے یہ اشارہ ہے۔ تمہارے اس شعر کی طرف جو نعلین شریف کی مدحیہ نظم کے آخر میں ہے۔

سَعِدَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِخِدْمَةِ نَعْلِهٖ ؎
وَاَنَا السَّعِیْدُ بِخِدْمَتِیْ لِمِثَالِهَا

حضرت عبداللہ بن مسعود تو حضور کے جوتے مبارک کی خدمت کر کے سعادت مند

ہو گئے، اور میں اس (نعل مبارک) کے تعقیبے کی خدمت کر کے سعادت مند ہوں"
میں اس تعبیر سے بہت خوش ہوا، اللہ اس کو سچ کر دے۔

چوتھا مشاہدہ

میں کچھ دنیوی امور کی خاطر کچھ غیر متقی اور غیر صالح بڑے لوگوں کے پاس آیا جایا کرتا تھا، اس بنا پر مجھے کچھ پریشانی رہتی تھی۔ اور میں ڈرتا تھا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں۔ میں دل میں اس کے جائز ہونے کی اپنے طور پر یہ دلیل پکڑتا۔ کہ جب نبی علیہ السلام طائف سے واپس آئے۔ تو مکہ شہر میں مطعم بن عدی کے پاس ٹھہرتے تھے۔ یہ واقعہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور جناب ابو طالب کی وفات کے بعد پیش آیا تھا۔ آپ کے خاندان والوں نے آپ سے نامناسب سلوک کیا اور آپ غمزدہ واپس ہوئے۔ اب آپ کے لیے مکہ معظمہ میں کسی بڑے شخص کی پناہ و حمایت کے بغیر داخل ہونا ممکن نہ تھا۔ سو آپ نے مطعم بن عدی کی طرف پیغام بھیجا، جنہوں نے حامی بھر لی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ذمہ داری پر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور طواف کعبہ کے بعد ان کے گھر تشریف لے گئے، اس سفر میں آپ کے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ میں نے جب اس واقعہ پر غور کیا تو بات آسان ہو گئی۔ سو ۱۱۳۱ھ میں مجھے اس خواب کا کچھ مشاہدہ حاصل ہوا۔ تو میں نے اسے غنیمت جانا، اور سو گیا دیکھتا کیا ہوں گویا میں مکہ معظمہ کے نواح میں ایک بلند جگہ پر ہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بلند جگہ سے پاپیادہ شہر میں داخل ہو رہے ہیں۔ آگے آگے آپ اور آپ کے پیچھے ایک اور شخص چلا آ رہا ہے۔ آپ کے اور میرے درمیان تقریباً دو سو قدم کا فاصلہ ہے۔ میں پیچھے سے آپ کو اور آپ کے پیچھے چلنے والے شخص کو دیکھ رہا ہوں اور طواف کعبہ کے لیے مسجد حرام کی طرف جا رہے ہیں۔ مجھے نبی علیہ السلام کی اس جرأت پر تعجب ہو رہا تھا کہ اہل مکہ آپ کے شدید ترین مخالف ہیں اور آپ دیدہ دلیری سے جا رہے ہیں

پھر میں بیدار ہو گیا، اور یہ بات یاد آئی کہ یہ حالت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زید کے ہمراہ مکہ میں داخلے کی ہے اور طائف سے آپ اسی حال میں مکہ کی طرف لوٹے تھے۔ اس سے مجھے بڑا اعتماد و اعتبار حاصل ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

پانچواں مشاہدہ

میری بیوی صفیہ بنت محمد بیگ السبحان الیروتیہ، سچی عورتوں میں سے ہے۔ آج تک میں نے اس سے جھوٹ نہیں سُنا۔ اس نے مجھے گذشتہ رمضان ۱۳۱۷ھ میں مجھے بتایا کہ وہ بروز بدھ ۲۳ رمضان، مکمل طہارت کی حالت میں سو گئی۔ سحری سے ذرا پہلے اس نے مجھے اس حالت میں دیکھا جہاں ہم سویا کرتے تھے۔ ایک ایسی مجلس میں جو ہمارے ہاں منعقد ہوا کرتی تھی۔ ہمارے پاس دو عُمدہ جدید ترین چراغ تھے جن میں زیتون کا تیل استعمال ہوتا تھا۔ ان میں سے ایک تو میرے اس کمرے میں جہاں میں سویا کرتا اور دوسرا اس کمرے میں جس میں اس نے مجھے خواب میں بیٹھا ہوا دیکھا تھا۔ میں نے یہ چراغ جو حجرے میں تھا لے کر اس (بیوی) کو دے دیا۔ اس چراغ میں روشنی نہ تھی۔ میں نے اس سے کہا یہ لے لیجئے، اس (بیوی) نے وہ چراغ لے لیا۔ اور مجھے کہنے لگی۔ میں اسے روشن کر دوں؟ آپ کے حجرے والا تو روشن ہے۔ یعنی اس کو بھی روشن کرنا ضروری نہیں۔ میں نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں نے جواب سُنا، ہاں! آواز میری آواز کی طرح بہت خوبصورت تھی۔ اس پر میں نے باریک نظر سے اپنے آپ کو دیکھا تو محسوس ہوا کہ میں، میں نہیں اور میری بیوی نے میری جگہ ایک اور انسان دیکھا۔ جس کے سر پر کڑھائی شدہ ٹوپی ہے جسے صوفیا پہنتے ہیں۔ بڑی خوب صورت، خوشبودار، سُرخ ریشم سے کڑھائی کی ہوئی۔ اس پر شال۔ ٹوپی نے پیشانی اور آنکھوں کو چھپا رکھا ہے۔ اس نے باقی سُرخ رنگ کا چہرہ دیکھا، سیاہ داڑھی، جس میں تھوڑے سے بال سیاہ۔ اچانک کوئی کہنے والا کہتا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس نے حجرہ مُبارکہ نُور سے پُر دیکھا جو چھت تک روشنی سے بھرا ہوا تھا۔ (میری بیوی نے)

یہ معلوم کرنا چاہا کیا یہ روشنی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔ یا حجرے میں موجود دوسری چراغ کی ہے جو میں نے اسے نہیں دیا تھا؟ اس نے اس چراغ کو دیکھا، تو وہ روشن نہیں تھا، اب اسے یقین ہوگیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔ اب اس پر نبی علیہ السلام کی ہیبت کی بنا پر عاجزی وانکساری کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اور اسی حال میں بیدار ہوگئی۔ والحمد للہ رب العالمین۔ اللہ پروردگار عالمیان کا شکر ہے۔

چھٹا مشاہدہ
ادیب آفندی ابن محمد الحفا شامی مقیم بیروت کا

اس شخص (ادیب آفندی) نے متعدد لوگوں کو تین سال ہوئے یہ بات بتائی کہ اس نے اس دوران نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ کے اردگرد لوگ جمع تھے۔ فرمایا شیخ یوسف نبہانی جنت میں موسٰی بن عمران صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں میں سے ہیں۔ پھر بیدار ہوگیا۔ مجھے یہ بات کسی اور کے ذریعے پہنچی ہے۔ پھر اس نے مجھے دیکھا اور لفظ بلفظ یہی بات میرے آمنے سامنے کہی۔ یہاں تک کہ میں نے لفظ شیخ کے بارے میں دوبارہ پوچھا تو اس نے تاکید سے کہا کہ یہی الفاظ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے خواب میں سُنے ہیں۔ اللہ پروردگار عالمیان کا شکر ہے۔

ساتواں مشاہدہ
داؤد آفندی ابوغزالہ نابلسی کا

یہ ایک نیک، پارسا بزرگ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکثرت دیکھنے کیلیے مشہور ہیں۔ انھوں نے مجھے تقریباً ایک سال پہلے بتایا کہ انھوں نے جامع اموی دمشق، شام میں نبی علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ کے آس پاس بہت سے لوگ تھے۔ انھوں نے تمام لوگوں سے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر مجھے دیکھا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

آٹھواں مشاہدہ

تقریباً سات سال ہوئے میں نے خواب میں دیکھا کہ بیٹھا ہوا ہوں، اور میرے ارد گرد لوگ ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ تمام لوگ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتے اور آپ کی مدح و ثنا میں مصروف ہیں۔ وہ تمام اس سلسلہ میں سرکار ہی سے مدد حاصل کرتے ہیں۔ پس درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی اپنی حمد و ثنا کرتے ہیں اور وہی اپنے احوال و اوصاف پر کتابیں مرتب فرمانے والے ہیں۔ لگتا تھا کہ بعض لوگوں کو میری اس بات پر تعجب ہو رہا تھا لہٰذا میں نے اس کو پوری طاقت سے دہرانا شروع کر دیا یہاں تک کہ خواب سے بیدار ہو گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

نواں مشاہدہ

جب میں نے نعلین شریفین کا نقشہ شائع کیا تو خواب میں دیکھتا کیا ہوں کہ منگل کے دن گیارہ شعبان ۱۳۱۵ھ بعد نماز فجر، بری راستے سے سفر حج پر چل پڑا ہوں پھر میں نے پتھروں سے تعمیر شدہ ایک مزار دیکھا۔ اس کے اندر ایک پتھر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نشانِ قدم تھا۔ جسے اسی لیے وہاں نصب کیا گیا تھا کہ لوگ اس کی زیارت کریں اور اس سے برکت حاصل کریں۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ مزار تو میں نے ہی تعمیر کیا ہے۔ پس میں اس کے سامنے کھڑا ہو گیا، اور عرض کیا "الٰہی! میں تیری بارگاہ میں اس نشان والے (آقا) صلے اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑتا ہوں کہ مجھے حج مقبول نصیب فرما۔ پھر میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ نعلین شریفین کا یہ نقشہ صحیح ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلی نعلین شریفین کے مطابق ہے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

دسواں مشاہدہ

میں نے ۱۳۱۷ھ کو خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت کے سامنے میں یہ مسئلہ بیان کر رہا ہوں۔ کہ ساری کائنات نبی علیہ السلام سے کس طرح تمام نیکیوں میں مدد حاصل کرتی ہے! میں اس کی مثال اس بڑے حوض سے دے رہا ہوں جو بیروت شہر کے باہر ہے جس میں نہر کا پانی جمع کیا جاتا ہے، اور اس سے لوہے کے چھوٹے بڑے بے شمار مکانوں وغیرہ کو پائپوں کے ذریعے شہر کے مختلف علاقوں میں سپلائی کیا جاتا ہے۔ میں نے ان سے کہا، بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل و کرم ہی وہ بڑا حوض ہے جس میں نہر کا پانی جمع ہوتا ہے اور وہاں سے لوگوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان ہر نعمت کا واسطہ ہیں۔ کہ پہلے اللہ تعالیٰ اس کا فیضان آپ پر کرتا ہے اور پھر آپ کی طرف سے مخلوق کو حاصل ہوتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین کہ ان سب نے ان کی تصریح و تائید کی۔ میں نے اپنے قصیدۂ ہمزیہ میں یہی مضمون بیان کیا ہے۔ ؎

مَصْدَرُ الْمَكْرُمَاتِ مُوْرِدُهَا الْعَذْبُ يَكْرَامُ الْوَرٰى بِهٖ كُرَمَاءُ

آپ تمام خوبیوں کے منبع ہیں جن کا گھاٹ (پانی) میٹھا ہے۔ کائنات کے کریم آپ ہی کی وجہ سے کریم ہیں۔

اَفْرَغَ اللّٰهُ فِيْهِ كُلَّ الْعَطَايَا وَالْبَرَايَا مِنْهُ لَهَا اسْتِعْطَاءُ

اللہ نے آپ کی ذات میں تمام عطائیں جمع فرما دیں اور ساری کائنات اپنے لیے حضور سے عطائیں حاصل کرتی ہے۔

احیاء العلوم اور القاموس کے شارح۔ متوفی ۱۲۰۵ھ میرے گھر واقع بیروت میں بطور مہمان ہیں۔ اس رات میرے گھر میں شیخ عبداللہ بن ادریس سنوسی الفاسی محدث رحمہم اللہ اجمعین مہمان تھے۔ اللہ مجھے اور ان کو باعمل علماء کے گروہ میں، رسولوں کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم تلے قیامت کے دن اٹھائے۔ یہ حضرات تو حقیقۃً باعمل علماء اور آئمہ دین تھے۔ رہ گیا میں تو اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنے آپ کو خوب جانتا ہوں کہ میں ویسا تو کیا اس کے قریب بھی نہیں۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی مناسبت نہیں، ہاں مجھے ان سے محبت ہے اور ان جیسے باعمل علماء اور آئمہ اہل اسلام سے پیار۔ اسی نسبت محبت سے میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اور ان حضرات کی زیارت خواب میں کر لیتا ہوں۔ اس سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت سے انہی کی جماعت سے قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے اٹھائے گا۔ کیونکہ امام بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں یہ صحیح حدیث نقل کی ہے۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ ترجمہ: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے۔"

نیز امام بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں اور دوسرے محدثین نے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ گشت لگانے والے (سیاحین) فرشتے ہیں۔ جو ذکر کی مجلسیں ڈھونڈتے رہتے ہیں جو ان مجالس میں آتے ہیں تو آسمان تک ان کو اپنے پیروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ جب لوگ اٹھ کر ادھر ادھر چل پڑتے ہیں تو فرشتے اپنے رب کے حضور حاضر ہوتے ہیں تو وہ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ خوب جانتا ہے، تم کہاں سے آئے؟ وہ کہتے ہیں ہم تیرے ان بندوں کے ہاں سے ہو کر آئے ہیں جو تیری پاکی (تسبیح) بولتے حمد و ثنا کرتے (تحمید) اور بڑائی بولتے (تکبیر) اور لا الہ الا اللہ پڑھتے تجھ سے تیری جنت کا

سوال کرتے اور تیری آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کیا انھوں نے میری جنت و آگ دیکھی ہے؟ کہتے ہیں نہیں، فرماتا ہے اگر دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا اور جو انھوں نے مانگا میں نے دیا۔ پھر کہا جاتا ہے ان میں ایک ایسا شخص بھی شامل ہو گیا جو ان میں سے نہیں تھا وہ کسی کام کے لیے آگیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کی وجہ سے ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا۔" الخ

تو دیکھو، کہ اللہ کی رحمت اس شخص کے کس طرح شاملِ حال ہوگئی۔ حالانکہ وہ ان لوگوں میں شامل نہ تھا۔ صرف وقتی طور پر ان کی مجلس میں شریک ہوگیا۔ یونہی اللہ کی رحمت میرے شاملِ حال ہوگئی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باعمل علماء اور ان اولیا عارفین سے محبت رکھتا ہوں، جو راہنما اور راہ شناس ہیں۔ یونہی تمام نیک اہلِ ایمان اور مسلم عوام سے بھی مجھے محبت ہے۔ سب تعریفیں اللہ پروردگار عالمیان کے لیے ہیں۔

ان مشاہدات کے بیان کرنے کی غرض

میں نے یہ خوبصورت مشاہدات محض اس لیے بیان کیے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مجھ پر بہت بڑی عنایات میں سے ایک ہیں۔ مجھے ان سے بہت خوشی اور لازوال مسرت حاصل ہوئی ہے۔ میں بہت بڑا گناہ گار ہوں ایسے گناہ جن کے ہوتے ہوئے ان کرم گستریوں کا مستحق نہیں ہو سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ ہی مستحق حمد وثنا ہے اور اسی کا احسان ہے، مخلوق میں مطلق تصرف اسی کے اختیار میں ہے۔ سو جس پر جو چاہے کرم فرمائے اس کی عطا کو کوئی رد کنے والا نہیں اور وہ نہ دے تو کوئی دینے والا نہیں۔ وہ پاک و برتر ہے۔ "تم فرماؤ اللہ کے فضل و رحمت ہی ایسی نعمت ہے جس پر انہیں خوشیاں منانی چاہئیں۔ یہ ان کے جمع کردہ مال و دولت

سے بہتر ہے !! میں اللہ برتر، معزز عرش کے مالک سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرمادے۔ اور اپنے فضل و رحمت سے مجھے اپنے اور اپنے حبیب محمد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب ترین دوستوں میں سے کر دے۔ اور یونہی ہر اس شخص کو یہ مقام عطا فرمائے جو کسی بھی وقت میرے لیے یہ دُعا مانگے۔ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ اپنے حبیب مکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و جاہ کا صدقہ۔

تتمہ

ان فوائد کے بیان میں جن سے خواب میں دیدارِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتا ہے

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود وسلام کے فوائد وثمرات کے باب میں عنقریب یہ بات آرہی ہے کہ جن کلمات کے ساتھ ہو، بکثرت درود وسلام پڑھنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت حاصل ہوتی ہے اور جب اس کثرت میں شدت و مبالغہ آجائے تو درود وسلام پڑھنے والے کو کبھی بیداری میں بھی دیدار اقدس نصیب ہوجاتا ہے جیسا کہ یہ بات اسی باب میں پہلے بھی بیان ہوچکی ہے۔ اس تتمہ میں، صرف ان فوائد کا ذکر کردوں گا۔ جن سے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہو سکے۔ یہ کچھ کلمات، سورتیں، دعائیں اور مخصوص درود ہیں۔ یہ چالیس فوائد ہیں اور جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ اس کتاب کے علاوہ یہ مجموعہ کسی اور کتاب میں نہیں۔

پہلا فائدہ

ابوالقاسم سبکی نے اپنی کتاب الدر المنظم فی المولد المعظم میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

جس نے ارواح میں سے رُوحِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور جسموں میں سے آپ کے
جسم اور قبروں میں سے آپ کی قبرِ انور پر درُود بھیجا مجھے خواب میں دیکھے گا۔
اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے خواب میں دیکھے گا۔ اور جس نے مجھے
قیامت کے دن دیکھا میں اس کی شفاعت کروں گا، اور جس کی میں نے
شفاعت کی وہ میرے حوض سے پئے گا۔ اور اللہ نے اس کا جسم آگ پر
حرام کیا"۔

شیخ شمس الدین عبدوسی سے روایت کیا گیا ہے جس نے نمازِ عشاء کے بعد اپنی
خواب گاہ میں یہ درُود پڑھا۔ اور قل ھو اللہ احد اور معوذتین تین تین بار پڑھیں۔
اس کے بعد کوئی بات نہ کی (اور سو گیا) وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے گا۔ درُود شریف
یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ اَبَدًا وَاَنْمٰی بَرَکَاتِكَ سَرْمَدًا
وَاَزْکٰی تَحِیَّاتِكَ فَضْلًا وَّعَدَدًا عَلٰی اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِیَّةِ
وَالْجَانِیَّةِ وَمَجْمَعِ الْحَقَائِقِ الْاِیْمَانِیَّةِ وَمَظْهَرِ التَّجَلِّیَّاتِ الْاِحْسَانِیَّةِ
وَمَهْبَطِ الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِیَّةِ، وَاسِطَةِ عَقْدِ النَّبِیِّیْنَ
وَمُقَدَّمِ جَیْشِ الْمُرْسَلِیْنَ وَقَائِدِ رَکْبِ الْاَنْبِیَاءِ الْمُکَرَّمِیْنَ
اَفْضَلِ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ۔ حَامِلِ لِوَاءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰی۔ وَمَالِكِ
اَزِمَّةِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰی، شَاهِدِ اَسْرَارِ الْاَزَلِ وَمُشَاهِدِ
اَنْوَارِ السَّوَابِقِ الْاُوَلِ۔ وَتَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ
وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ مَظْهَرِ سِرِّ الْجُوْدِ الْجُزْئِیِّ وَالْکُلِّیِّ وَاِنْسَانِ عَیْنِ
الْوُجُوْدِ الْعَلَوِیِّ وَالسِّفْلِیِّ، رُوْحِ جَسَدِ الْکَوْنَیْنِ وَعَیْنِ حَیَاةِ
الدَّارَیْنِ الْمُتَحَقِّقِ بِاَعْلٰی رُتَبِ الْعُبُوْدِیَّةِ وَالْمُتَخَلِّقِ بِاَخْلَاقِ

الْمَقَامَاتِ الْاِصْطِفَائِيَّةِ۔ اَلْخَلِيْلِ الْاَعْظَمِ وَالْحَبِيْبِ الْاَكْرَمِ۔ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَجْمَعِيْنَ"۔ الخ۔

ترجمہ:۔ الٰہی ہمیشہ اپنا افضل تر درُود اور دائمی طور پر اپنی روز افزوں برکتیں اور فضیلت و تعداد میں اپنے پاکیزہ تر تحائف ان پر نازل فرما جو جنوں اور انسانوں کی مخلوق میں بزرگ تر ہیں۔ ایمانی حقائق کا مجمع اور احسانی تجلیات کا مظہر ہیں۔ رُوحانی رازوں کی جائے نزول ہیں سلسلۂ انبیائ کا واسطہ۔ اور رسُولوں کے لشکر کے مقدمہ ہیں۔ معزز نبیوں کے سالار کارواں اور تمام مخلوق میں افضل ہیں۔ بلند تر عزت کے پرچم بردار، اور بلند تر بزرگیوں کی لگاموں کے مالک ہیں۔ ازلی رازوں کے گواہ، اور آگے جانے والی پہلی روشنیوں کا مشاہدہ فرمانے والے۔ زبان قدیم کے ترجمان اور علم۔ بُردباری اور حکمتوں کے منبع۔ عطائے جزوی وکلی کے راز کے مظہر، اور موجُودات بالا و پست کی آنکھ کی پتلی۔ دوجہان کے جسم کی رُوح اور دوجہان کی زندگی کا چشمہ۔ بلند تر مقاماتِ بندگی سے متصف۔ اور مقامات برگزیدہ کے اخلاق سے موصوف۔ بڑے دوست۔ معزز تر محبُوب۔ ہمارے آقا حضرت عبدالمطلب کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما کے فرزند۔ محمّد اور آپ کی آل اور اصحاب پر اپنی معلومات کے برابر۔ اور اپنے کلمات کی سیاہی (کے قطرات) کے برابر۔ جب تک ذکر کرنے والے تیرا ذکر کرتے رہیں اور جب تک غافل تیرے ذکر سے

غافل رہیں۔ اور بہت بہت سلام نازل فرما۔ اور اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام سے راضی ہو" مسالک۔

میں کہتا ہوں میں نے یہ درود شریف اپنی کتاب "افضل الصلوٰت" میں تیئیسویں نمبر پر درج کیا ہے جیسے کہ یہی درود شریف سیدنا عبدالقادر کے مجموعہ اوراد میں سترویں نمبر پر مذکور ہے میں نے وہاں سیدی احمد صاوی کی یہ روایت بھی نقل کی ہے۔ کہ حجۃ الاسلام الغزالیؒ نے اسے قطب عیدروسی سے نقل کیا ہے۔ اس لفظ میں غلطی کی گئی ہے اصل لفظ عبدوسی ہے جیسا کہ مسالک الحنفاؒ وغیرہ میں ہے صاوی نے کہا اس کا نام شمس الکنز الاعظم (بڑے خزانے کا سورج) بھی ہے۔ جس نے اسے پڑھا اس کا دل شیطانی وسوسوں سے محفوظ ہو گیا۔ بعض نے کہا یہ درود شریف قطب ربانی سیدی عبدالقادر جیلانی کا ہے۔ جس نے نماز عشاؒ کے بعد سورہ اخلاص اور معوذتین، تین تین مرتبہ اور یہ درود شریف پڑھا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا۔ پھر میں نے یہ درود شریف کتاب کنوز الاسرار میں کچھ اضافوں کے ساتھ لکھا دیکھا ہے اس میں مسالک الحنفاء کی عبارت بھی مذکور ہے۔

سیدی شیخ عبدالوہاب شعرانی کتاب "الطبقات الوسطیٰ" میں اپنے شیخ، شیخ نورالدین الشونی اللہ ان سے فائدہ دے کے حالات میں لکھتے ہیں کہ میں نے ان کو وفات کے کئی سال بعد خواب میں دیکھا مجھے کہنے لگے مجھے شیخ سیدی عبداللہ عبدوسی کا درود سکھا دے۔ میں نے آخرت میں دیکھا ہے کہ اس ایک کا ثواب دوسروں سے دس گنا زائد ہے۔ دنیا میں مجھے یہ حاصل نہ ہو سکا، میں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ شیخ دراصل مجھے اس درود شریف کے پڑھنے کی تعلیم دے رہے تھے۔ خود ان کے پڑھنے کا کوئی مطلب نہیں۔ (کیونکہ برزخ دارالعمل نہیں ہے)" الخ پھر فرمایا امام سیدی یحییٰ المتدسی نے اس کا نام الکنز الاعظم رکھا ہے۔

تیسرا فائدہ

جو کوئی خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا چاہے وہ یہ پڑھے۔
"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ"

ترجمہ: الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج، جیسے تو نے ہمیں ان پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج، جیسے وہ اس کے قابل ہیں۔ الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جیسے تو ان کے لیے چاہتا اور پسند فرماتا ہے۔"

جو کوئی طاق مرتبہ یہ درود شریف پڑھے گا وہ خواب میں آپ کو دیکھے گا۔ اور اس کے ساتھ ان کلمات کا اضافہ کرلے۔ "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ"

الٰہی روحوں میں، روح محمد پر درود بھیج۔ اے اللہ! جسموں میں جسم محمد پر درود بھیج۔ اے اللہ! قبروں میں، قبر محمد پر درود بھیج۔

چوتھا فائدہ

قسطلانی نے کہا، میں نے ایک مجموعہ میں دیکھا ہے کہ جو شخص ہمیشہ سورۂ مزمل اور سورۂ کوثر پڑھے، وہ آپ کی زیارت کرے گا۔

پانچواں فائدہ

الیافعی نے کہا: جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار چاہے، وہ ہر مہینے کے پہلے جمعہ کی رات کو غسل کر کے نماز عشاء ادا کرے۔ پھر بارہ رکعت نوافل اس طرح ادا کرے۔ کہ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ مزمل پڑھے۔ پھر سلام کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار بار درود شریف پڑھے اور سو جائے۔ نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہو گی۔ ایک نسخہ میں ہے کہ غسل کر کے وضو کرے۔ "ہر مہینے کی پہلی جمعرات" کے بعد لکھا ہے سفید ستھرے کپڑے پہنے اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے۔ "ہزار بار درود شریف" کے بعد لکھا ہے ایک ہزار بار اللہ سے استغفار کرے۔ (اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ) پھر باوضو سو جائے۔ وہ خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے گا، اور اس کا تجربہ کیا گیا ہے۔ ایک نسخہ میں یہ بھی ہے کہ اس میں جو بھلائی حاصل ہو اسے بیان کر دے۔" الخ کنوز الاسرار میں صاحب کتاب الحدائق بحوالہ صاحب احکام القرآن، بغیر اضافہ نقل کیا گیا ہے۔

چھٹا فائدہ

بعض حضرات سے منقول ہے کہ جمعہ کی رات چار نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور تین بار سورہ القدر۔ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ و تین بار سورۃ الزلزلۃ تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ الکافرون تین بار۔ چوتھی رکعت میں ایک بار سورۃ فاتحہ اور تین بار سورہ اخلاص، اور اس میں ایک ایک بار معوذتین کا اضافہ کرے۔ پھر سلام پھیر دے۔ قبلہ رُو ہو کر بیٹھ جائے اور ایک ہزار بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ان الفاظ سے درود شریف پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ مُحَمَّدٍ -

"الٰہی درود بھیج نبی اُمّی محمد پر۔"

ایسا شخص خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے ان شاء اللہ مشرف ہوگا پہلے جمعہ کو یا دوسرے یا تیسرے کو۔ قسطلانی نے فرمایا، یہ آخری درود شریف میں نے شیخ بہاؤالدین حنفی امام سلسلہ عینیہ کے خط سے نقل کیا ہے۔ اللہ ان پر اپنی عنایت کی نظر فرمائے۔

ساتواں فائدہ

قسطلانی نے فرمایا اور میں نے ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سورۃ الفیل کی خصوصیات میں یہ لکھا دیکھا کہ جو کوئی مذکورہ بالا درود شریف کسی بھی رات کو ایک ہزار بار پڑھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار بار درود شریف بھیجے اور سو جائے، اسے آپ کی زیارت خواب میں ہوگی، اور جو کوئی اسے لکھ کر لٹکا لے (گلے میں یا بازو وغیرہ پر) تو یہ دشمن کے مقابلہ میں ایک بڑی حفاظت ہوگی۔ اور اللہ ان کے مقابلہ میں اس کی مدد فرمائے گا۔ (بشرطیکہ ظلم نہ کرے، مترجم۔) اور اسے کوئی پریشانی نہ ہوگی۔

آٹھواں فائدہ

تفسیر قرآن سے متعلق امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے فوائد میں سے ایک یہ ہے جو شخص جمعہ کی رات آدھی رات کو نماز (تہجد وغیرہ) کے بعد ایک ہزار بار یہ درود شریف پڑھے، وہ خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے گا۔ الخ۔ میں کہتا ہوں، صاحب کنوز الاسرار نے یہ فائدہ ان الفاظ میں ذکر کیا ہے، جو کوئی جمعرات بعد نماز عشا ایک ہزار بار یہ درود شریف پڑھے اور اس کے بعد کوئی سا درود شریف ایک ہزار بار پڑھے اور اللہ سے نبی علیہ السلام کے دیدار کا سوال کرے، اللہ اسے دیدار نصیب کر دے گا۔ القسطلانی نے یہی فائدہ تمیمی کے حوالہ سے اس اضافے کے ساتھ ذکر کیا ہے جو "کنوز الاسرار" سے میں نے نقل کیا ہے۔

نواں فائدہ

بعض اکابر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نماز مغرب کے بعد، دو نفل ادا کرے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سات بار سورۃ اخلاص پڑھے سلام پھیر کر، سر سجدے میں رکھ کر سات بار یہ پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اور سات بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ درود شریف بھیجے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ۔ پھر سات بار کہے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ۔ ہر دو رکعت میں یہی کرے یہاں تک کہ عشا کا وقت آجائے پس نماز عشا پڑھ کر کہے صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ ایک ہزار بار۔ پھر دائیں پہلو پر لیٹ جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جائے، یقیناً نبی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

دسواں فائدہ

الحسن کہتے ہیں جو کوئی خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت کرنا چاہے۔ وہ چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں ایک بار فاتحہ اور چار سورتیں (۱)، الضحیٰ (۲)، الم نشرح (۳)، اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ (۴)، اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ میں یہی عمل ہر رکعت میں دہرائے۔ آخری قعدہ میں تشہد کے بعد نبی علیہ السلام پر ستر بار درود شریف پڑھے۔ پھر سلام پھیرے۔ بات نہ کرے یہاں تک کہ نیند کا غلبہ ہو جائے۔ بےشک ایسا شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرے گا۔

گیارہواں فائدہ

دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد دو سو بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ پوری سورۃ اخلاص پڑھے۔ نماز سے فارغ ہو کر تین بار کہے یَا اللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ

یَا مُحْسِنُ - یَا مُجَمِّلُ - یَا مُنْعِمُ - یَا مُتَفَضِّلُ - (اے اللہ! اے رحم فرمانے والے اے احسان کرنے والے - اے خوبصورتی بخشنے والے - اے انعام کرنے والے - اے فضیلت کے مالک) ان کلمات کو کاغذ پر لکھ کر سوتے وقت سرہانے کے نیچے رکھے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی" الخ - میں کہتا ہوں السنوسی نے اپنے مجربات میں اور الھاروشی نے کنوز الاسرار میں اور البکری نے شرح حزب النووی میں یہ بات ذکر کی ہے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ستر مرتبہ پڑھے اور یَا مُتَفَضِّلُ کے بعد یہ الفاظ زائد کرے - اَرِنِیْ وَجْهَ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - الٰہی! مجھے اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دکھا دے -

بارہواں فائدہ

نماز مغرب پڑھ کر کھڑا ہو جا اور کسی سے بات کیے بغیر، عشا کی نماز تک دو دو کر کے نفل پڑھ - ہر دو رکعت پر سلام پھیر - ہر رکعت میں تین بار فاتحہ کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پوری سورۃ اخلاص تین بار پڑھ - نماز عشا ادا کر کے واپس گھر لوٹ آ - کسی سے بات نہ کرنا - سونے لگو تو دو رکعت نفل اس طرح ادا کرو کہ سورۃ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں سات مرتبہ سورۂ اخلاص - سلام پھیر کر سجدے میں گر جاؤ اور سجدے میں سات مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (استغفار کرو - اور سات بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو، اور سات بار یہ کلمات پڑھو - سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ - پھر سجدے سے سر اٹھاؤ - سیدھے بیٹھ کر ہاتھ اٹھاؤ - اور کہو - یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِیْمَهُمَا یَا اللّٰهُ یَا اِلٰهَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ یَا رَبُّ یَا رَبُّ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ - پھر کھڑے ہو جاؤ اور ہاتھ اٹھا کر ایک بار وہی کہو جو بیٹھ

کر کہا تھا۔ اللہ بزرگ و برتر سے معافی مانگو اور جتنا چاہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو، پھر بستر پر آکر دائیں پہلو سو جائیں۔ انشاء اللہ تم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوگا۔

تیرہواں فائدہ

بعض بزرگوں نے فرمایا جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال نبوت دیکھنا چاہے سوتے وقت غسل کر کے صاف ستھرے بستر پر بیٹھ کر سورۃ والشمس، سورۃ واللیل اور والتین پڑھے۔ ہر سورۃ دفعہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ سے شروع کرے۔ سات راتیں اس پر عمل کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود و سلام بھیجے اور یہ دعا پابندی سے پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَالْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اِقْرَأْ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ مِنَّا السَّلَامَ۔ اے اللہ! حرمت والے شہر، حلال اور حرام، رکن اور مقام (مقام ابراہیم) کے مالک! ہماری طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو سلام کہہ دیجیو۔"

چودہواں فائدہ

بعض اہل نے فرمایا کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا کرتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سولہ ہزار بار یہ درود شریف پڑھتا تھا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ حَقَّ قَدْرِهٖ وَمِقْدَارِهٖ -

پندرہواں فائدہ

نماز جمعہ کا سلام پھیر کر سو بار یہ پڑھے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔ اور اسی دن نماز عصر کے بعد ایک ہزار بار یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ "۔ شیخ شہاب الدین امام عینیہ نے سیدی شیخ محمد زیتون مغربی فاسی سے روایت کیا جو ہمارے شیخ، شیخ احمد

شہاب الدین زروق کے شیخ تھے اور بنے تک سیدی احمد الترجمان المغربی نے مدینہ شریف میں اس کا تجربہ کیا اور صحیح پایا۔ الخ

میں نے یہ پندرہ فائدے کتاب "مسالک الحنفا الی مشارع الصلاۃ علی النبی المصطفےٰ"، تالیف امام۔ علامہ شہاب الدین احمد القسطلانی" سے بعض اضافوں کے ساتھ نقل کیے ہیں۔ ان اضافوں پر مجھے (دورانِ مطالعہ) آگاہی ہوئی۔

سولہواں فائدہ

ہمارے شیخ، شیخ حسن العدوی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح دلائل الخیرات" میں بعض عارفین کے حوالہ سے عارف المرسی رضی اللہ عنہ کے قول نقل کیا ہے کہ جو کوئی دن رات میں پانچ سو بار یہ درود شریف پڑھے وہ مرنے سے پہلے بیداری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا" الخ۔ درود شریف یہ ہے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ"

ترجمہ: الٰہی! درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو تیرے بندے نبی اور رسول نبی امی ہیں اور ان کے آل و اصحاب پر"!

جب بیداری میں نبی علیہ السلام کی زیارت حاصل ہو سکتی ہے تو خواب میں تو بطریق اولیٰ حاصل ہو سکتی ہے۔

سترہواں فائدہ

ہمارے شیخ نے اپنی شرح مذکور میں، امام یافعی کی کتاب بستان الفقراء کے حوالہ سے یہ بات نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن مجھ پر ایک ہزار بار یہ

درود شریف پڑھا:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ۔

وہ اس رات کو اپنے رب یا اپنے نبی یا جنت میں اپنا ٹھکانہ ضرور دیکھے گا۔" اگر نہ دیکھ سکے تو دو تین یا پانچ جمعے عمل کرے۔ ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے۔ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ دالخ

پھر میں نے کتاب کنوز الاسرار۔ مولفہ شیخ عبداللہ الخیاط۔ ابن محمد الھاروشی المغربی الفاسی، مقیم تیونس، میں مذکورہ بیان کے بعد ان کا اپنا مشاہدہ لکھا دیکھا، جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ انھوں نے ان مذکورہ کلمات اسی نیت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا لیکن نظر کچھ نہ آیا۔ پھر اپنی طرف توجہ کی اور سخت محبت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر خواب میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیا۔ اور اس پر انہیں مبارک باد دی گئی۔ پھر انہوں نے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ فرمایا کہ اب میں کسی تعداد کی پابندی نہیں کرتا۔ جو بھائی اس پر التزام کرے اور سرکار کے دیدار سے بہرہ ور ہو۔ اللہ کا شکر کرے۔ جو پروردگارِ عالمیان ہے۔ فرمایا ہمارے ایک بھائی نے اس پر عمل کیا تو اس کو خواب میں سرکار کی زیارت بھی نصیب ہوئی اور دعا بھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔

جَعَلَکَ اللّٰہُ مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ۔ ترجمہ: اللہ تجھے راہ پانے والوں میں سے کر دے۔

پھر جلد ہی ہدایت کے آثار اس پر ظاہر ہونے لگے۔ ایک اور بھائی نے بھی اس پر عمل کیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا۔ اور آپ نے اسے دعائے خیر دی۔

اٹھارہواں فائدہ

قطب ربانی سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب غنیۃ الطالبین میں عن الاعرج عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔ مَنْ صَلّٰی لَیْلَۃَ

الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ مَرَّةً وَخَمْسَ عَشَرَةَ مَرَّةً قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ جو کوئی جمعہ کی رات دو رکعت نفل پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار، اور پندرہ بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ پوری سورۃ اخلاص پڑھے۔ نماز سے فارغ ہو کر آخر میں ایک ہزار بار یہ درود شریف پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ وہ مجھے دیکھے گا، اور اگلے جمعہ سے پہلے پہلے دیکھے گا۔ اور جس نے مجھے دیکھا، اس کے لیے جنت ہے اور اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف۔

اُنیسواں فائدہ

ابو موسیٰ المدینی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔ جو مسلمان جمعہ کی رات دو نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پچیس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ الخ۔ پھر ایک ہزار مرتبہ پڑھے۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ آئندہ ہفتہ مکمل ہونے سے پہلے خواب میں مجھے دیکھے گا۔ اور جس نے مجھے دیکھا، اللہ اس کے گناہ بخش دے گا۔

بیسواں فائدہ

شیخ محمد حقی آفندی نازلی نے اپنی کتاب خزینۃ الاسرار میں کہا مجھے میرے شیخ و سند، شیخ مصطفےٰ آفندی نے مدینہ منورہ۔ مدینہ محمودیہ میں اس کتاب کی اجازت ۱۲۶۱ھ میں عطا فرمائی۔ میں نے ان سے علم کی تشریح اللہ کی قربت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی کے لیے بعض مخصوص اذکار پوچھے تھے۔ سو انہوں نے مجھے آیۃ الکرسی اور یہ درود شریف بتایا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ۔ اور فرمایا اگر تم ہمیشہ اس پر

عمل کرتے رہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم واسرار حاصل کرو گے۔ یہاں تک کہ رُوحانی طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں آجاؤ گے اور فرمایا یہ مجرّب ہے۔ ۱۰ سے فلاں فلاں نے آزمایا ہے۔ بہت سے بھائیوں کا نام لیا۔ پس میں نے پہلی رات اسے سو بار پڑھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا "تیرے لیے بھی، تیرے ماں باپ کے لیے بھی اور تیرے بھائیوں کے لیے بھی شفاعت ہے۔ پھر میں نے اللہ کے فضل وکرم سے شیخ کے فرمان کے مطابق پایا۔ سو میں نے بہت سے بھائیوں کو یہ درُود شریف بتایا تو میں نے دیکھا کہ جنہوں نے اس پر ہمیشہ عمل کیا انھوں نے ایسے عجیب اسرار حاصل کیے جو مجھے بھی حاصل نہ ہُوئے۔ اس میں بڑے اسرار ہیں۔ تیرے لیے یہی اشارہ کافی ہے۔

اکیسواں فائدہ

سیّد احمد دحلان مفتی مکہ مُعظّمہ رحمۃ اللہ نے مجموعہ درُود شریف میں، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے جانے والے تمام درُود شریف اور زیارت رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مجرّب کلمات جمع فرمائے ہیں یہ درُود شریف بھی لکھا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْجَامِعِ لِاَسْرَارِکَ
وَالدَّالِ عَلَیْکَ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔

ترجمہ: "الٰہی ہمارے آقا محمّد پر درُود وسلام بھیج جو تیرے اسرار ورموز کے جامع اور تجھ پر دلالت کرنے والے ہیں، اور ان کی آل واصحاب پر۔"

ہر دن ایک ہزار بار۔ الخ۔

بائیسواں فائدہ

سیّد احمد دحلان نے مجموعہ مذکورہ میں یہ بات ذکر کی ہے کہ ان فضیلت والے

کلمات میں سے، جن کے بارے بہت سے عارفین نے ذکر کیا ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات خواہ ایک بار ہی کیوں نہ ہو، ہمیشہ پڑھتا رہے اس کی رُوح پر رُوحِ محمدی کی مثال ظاہر ہو گی۔ مرتے وقت بھی، اور قبر میں داخل ہونے کے وقت بھی۔ یہاں تک کہ آدمی محسوس کرے گا کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسے قبر میں آثار رہے ہیں فرمایا کہ بعض عارفین کا کہنا ہے کہ جو کوئی اسے ہمیشہ پڑھنا چاہے اسے ہر رات دس بار اور جمعہ کی رات سَو بار پڑھنا چاہیئے۔ انشاء اللہ اس عظیم فضیلت اور جسیم بھلائی کو حاصل کر لے گا۔ درُود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ " الخ۔ اسی طرح شیخ صاوی۔ اور شیخ امیر نے امام سیوطی سے نقل کیا ہے۔

تیئیسواں فائدہ

شیخ صاوی نے "شرح در دالدردیر" کہا، بعض نے کہا، ایک ہزار بار درُود ابراہیمی پڑھنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ ہمارے شیخ عدوی کی عبارت شرح دلائل الخیرات میں یہ ہے" بعض عارفین سے مروی ہے تشہد میں درود شریف کے جو الفاظ امام بخاری نے نقل کیے ہیں، پیر کی رات یا جمعہ کی رات ایک ہزار بار پڑھنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔

چوبیسواں فائدہ

شیخ صاوی نے اپنی شرح مذکور میں سیدی محمد بن ابوالحسن البکری کے درود موسومہ صلوٰۃ الفاتح "

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الْفَاتِحِ

لِمَا أُغْلِقَ وَالْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالنَّاصِرِ الْحَقَّ بِالْحَقِّ وَالْهَادِىْ
إِلَى صِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيْمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
حَقَّ قَدْرِهٖ وَمِقْدَارِهِ الْعَظِيْمِ ۞

ترجمہ: الٰہی درود و سلام و برکت نازل فرما! ہمارے آقا محمد پر جو بندشوں کو کھولنے والے۔ گزرے ہوؤں کے خاتم۔ حق کی حق کے ساتھ مدد کرنے والے اور تیرے سیدھے راستے کی راہنمائی فرمانے والے ہیں۔ اللہ آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر رحمت نازل فرمائے۔ ان کے مرتبہ اور شان بزرگ کے مطابق ۞

کہ جس کسی نے جمعرات کی رات، یا جمعہ کی رات یا پیر کی رات، ایک ہزار بار یہ درود شریف پڑھا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرے گا۔ یہ درود شریف چار نفل اس طرح پڑھنے کے بعد پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ القدر۔ دوسری رکعت میں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ تیسری میں قُلْ یَا اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ اور چوتھی میں موذتین پڑھتے وقت اگر نبی کا جلد لے۔ اگر چاہے تو تجربہ کرلے "انتہی۔ یہ آخری نو فائدے میں نے اپنی کتاب افضل الصلوٰت علیٰ سید السادات سے نقل کئے ہیں۔

پچیسواں فائدہ

شیخ سنوسی نے اپنے مجربات میں فرمایا، جو شخص سفید ریشمی کپڑے پر اللہ تعالیٰ کا نام اَلْوَدُوْدُ لکھے اور اس کے ساتھ محمد رسول اللہ ۲۵ بار لکھے۔ اور الحمد للہ ۲۵ بار، اور یہ عمل نماز جمعہ کے بعد کرے، اللہ تعالیٰ اس کو طاعت ونیکی کی توفیق دے گا۔ اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ کرے گا اور جو اس کو اپنے پاس رکھے اللہ تعالیٰ مخلوق کے دلوں میں اس کی ہیبت پیدا کرے گا۔ اور اگر روزانہ طلوع آفتاب کے

وقت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے ہوئے اسے دیکھے اسے کثرت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔ اور اللہ اس دن کے اسباب اس کے لیے مہیا فرمائے گا۔

چھبیسواں فائدہ

شیخ سنوسی نے بھی فرمایا کہ جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرنا چاہے، وہ سونے سے پہلے غسل کرے۔ دو رکعت نفل پڑھے۔ سلام پھیر کر یہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عَظْمَتِكَ وَعَلٰى مُلْكِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ رِضْوَانِكَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِيْ لِكَرِيْمِ وَجْهِكَ وَعِزِّ جَلَالِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنُوْرِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مُدَّةِ دَوَامِ اِحْسَانِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ الَّذِيْ اَشْرَقْتَ بِهِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِيْ تَتَنَزَّلُ بِهِ الْمَطَرُ وَالرَّحْمَةُ عَلٰى مَنْ تَشَاءُ مِنْ عِبَادِكَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اِلٰهُنَا وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَسْئَلُكَ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مَا دَعَوْتُكَ بِهِ اَنْ تُرِيَنِيْ فِيْ مَنَامِيْ هٰذَا سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ"

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع۔ الٰہی تیرے لیے ہی سب تعریف۔ تیری عظمت اور ملک اور حدِ رحمت اور تیری رضا سے، الٰہی تیری ہی

حمد وثناء، جیسی تیری ذات کے کرم اور تیرے جلال کی عزت کے لائق ہے۔ الٰہی! تیرے دائمی احسان پر تیرا شکر اور تیرے حسن عبادت پر۔ الٰہی میں قرآنِ عظیم اور تیری ذات کریم کے نور، جس سے تو نے زمین و آسمان کو بزرگی بخشی، کے صدقے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اور میں تیرے اسمِ گرامی کے صدقے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس سے بارش اور رحمت نازل ہوتی ہے جس پر تو چاہے، اپنے بندوں میں سے۔ الٰہی تو ہی ہمارا معبود ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ الٰہی میں اپنی ان دعاؤں کے صدقے تجھ سے سوال کرتا ہوں جو میں نے تجھ سے کیں کہ مجھے اس خواب میں ہمارے آقا و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب فرما۔

ان تریني في مناي هذا سيدنا ومولانا محمد صلى الله عليه وعلىٰ آله وصحبه وسلم عدد خلقه ورضاء نفسه وزنة عرشه ومداد كلماته۔

ستائیسواں فائدہ

یہ درود شریف سیدی ابو العباس تیجانی کا ہے جو کہ "جوہرۃ الکمال" کہلاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

اللّٰھم صل وسلم علی عین الرحمۃ الربانیۃ الخ

اس درود شریف کو میں اس کتاب کے آٹھویں باب میں پہلے لا چکا ہوں اور یہ تعداد درود کے لحاظ سے ۱۰۲ نمبر پہ ہے اور میں نے وہاں بڑے اہم فائدے ذکر کیے ہیں منجملہ ایک وہ فائدہ ہے جو شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص نے سوتے وقت باوضو ستھرے بستر پر سات دن تک ہمیشگی کی تو اسے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی۔

اٹھائیسواں فائدہ

سیدنا احمد رفاعی رضی اللہ عنہ، کا درود شریف ہے۔ جن کا ذکر پہلے باب میں ہو چکا ہے۔ اور یہ ستر ہواں درود شریف ہے اور وہ یہ ہے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد ن النبی الامی القرشی بحر انوارك ومعدن اسرارك الخ

"جس نے یہ درود شریف ہزار بار پڑھا وہ اپنی نیند میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا۔" پہلے جہاں اس کا ذکر گزر چکا ہے وہاں اس پر گفتگو ہو چکی ہے۔

انتیسواں فائدہ

یہ درود شریف سیدی محمد ابو شعر شامی "جن کا ذکر اس سے پہلے باب میں ہو چکا ہے" کا ہے۔ اور یہ ایک سو گیارہواں درود شریف ہے وہ یہ ہے۔

اللھم انی اسئلك باسمك الاعظم المكتوب من نور وجهك الاعلى المؤبد الدائم الباقی المخلد فی قلب نبیك ورسولك محمد الخ

یہ درود شریف بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا مفید ہے۔ جیسا کہ پہلے اس کے فوائد میں ذکر آچکا ہے۔

تیسواں فائدہ

سیّدی ابو المواہب شاذلی کے ترجمہ میں امام شعرانی نے " طبقات " میں فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نیند میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ سوتے وقت پانچ دفعہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنے کے بعد پھر یوں کہا کر " اللھم بحق محمد ارنی وجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حالا ومآلا " پس جب تو یہ سوتے وقت کہے گا تو میں تیرے پاس آتا رہوں گا اور اس معاملہ میں تجھ سے اصلا خُلف نہ ہوگا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو آپ پر ایمان لایا اسے آپ سے ملاقات کا کیا ہی عمدہ طریقہ ہے۔ یہ بعینہٖ (آپکی زبان سے) آپ کے لفظ سے منقول ہے۔

اکتیسواں فائدہ

نیز امام شعرانی قدس سرہٗ نے " طبقات " میں آپ ہی کے ترجمہ میں فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جس آدمی کا ارادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کا ہو تو اسے چاہیئے کہ شب و روز محبت کے ساتھ اللہ کے برگزیدہ اولیاء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کثرت سے کرتا رہے۔ ورنہ یہ رُویت کا باب اس سے مسدود رہے گا۔ کیونکہ یہ لوگ جس طرح اولیاء کے سادات ہیں اسی طرح (عام) لوگوں کے بھی سادات ہیں۔ اور (ان کی ناراضگی سے) ہمارا پروردگار (جس طرح) ناراض ہوتا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ناراض ہوتے ہیں۔

بتیسواں فائدہ

صلاۃ یاقوتیہ ہے۔ یہ ہمارے استاذ عارف باللہ سیدی شیخ محمد فاسی قدس سرہ جن کا ذکر سابقہ باب میں پہلے ہو چکا ہے اور درود میں یہ ایک سو ستر ہواں درود ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ قطب عالم نے فرمایا کہ جس نے صبح و شام تین مرتبہ ہمیشہ ورد میں رکھا تو اسے اکثر سوتے، جاگتے، ظاہراً باطناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی رہے گی۔

تنتیسواں فائدہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت۔ کرنے کی بابت میں نے ایک مجموعہ میں لکھا ہوا دیکھا جس کی صورت یوں ہے کہ جو آدمی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پچیس مرتبہ سورۃ والضحیٰ اور پچیس مرتبہ الم نشرح پڑھے پھر سونے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا رہے۔ الخ

چونتیسواں فائدہ

الدمیری نے "حیاۃ الحیوان" میں شیخ شہاب الدین احمد البونی کی کتاب سر الاسرار کے حوالہ سے انسان پر کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے دن، نماز جمعہ کے بعد مکمل طہارت کے ساتھ ۲۵ بار کاغذ پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اَحْمَدُ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھ کر اپنے پاس رکھ لے، اللہ اس کو عبادت کی طاقت اور برکت دے گا اور شیطانی وسوسہ اندازیوں سے محفوظ رکھے گا اور اگر ہمیشہ کے لیے سورج نکلتے وقت، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہوئے اس کاغذ کو دیکھے تو اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت

سے دیدار ہوگا. یہ ایک لطیف راز ہے جسے آزمایا جا چکا ہے" الخ -

پنتیسواں فائدہ

ایک سو اکیسواں درود شریف ایک ہزار بار پڑھنا جو اس کتاب میں گذر چکا ہے، یعنی
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی آلِہٖ قَدْرَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ - آخر تک خواب میں نبی علیہ السلام
کے دیدار کے لیے مفید ہے۔ اس کے اور بھی فائدے ہیں جو وہیں ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

چھتیسواں فائدہ

عارف باللہ سیدی شیخ مصطفےٰ البکری نے حزب النووی پر لکھی گئی شرح کے آخر میں فرمایا۔
کہ اسم مبارک محمد کے فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ جو کوئی ہر رات بائیس بار اس کا ورد کرے۔
اسے کثرت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوگا -

سینتیسواں فائدہ

اس کتاب کے آٹھویں باب میں ساتویں نمبر پر مذکور درود شریف جس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے:
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ......
شیخ دیربی نے اپنے مجربات میں فرمایا۔ بعض نے کہا جو کوئی دس رات اس کو بلا ناغہ پڑھے اور ہر رات
سوتے وقت سو بار پڑھے اور کامل طہارت کے ساتھ قبلہ رخ دائیں پہلو پر لیٹ جائے - وہ نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرے گا۔

اڑتیسواں فائدہ

جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا چاہے بلکہ اس سے بڑھ کر بیداری میں

دیکھنا چاہیے جیسا کہ بعض عارفین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر عمل کرے اور جن امور سے آنجناب نے منع فرمایا ہے۔ ان سے پرہیز کرے اور محبت، شوق اور کثرتِ ذکر کے ساتھ ساتھ ہمیشہ آپ کی سنت پر کاربند رہے اور کثرت سے آپ پر درود و سلام بھیجے اور ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد و محاسن کا ذکر کرتا رہے۔ اور اگر پہلے کبھی خواب میں آپ کی زیارت نصیب ہوئی ہے تو آپ کی صورت مبارک کو ذہن میں حاضر رکھے اور اگر زیارت نصیب نہیں ہوئی تو اس شکل و شباہت کو ذہن میں حاضر رکھے جو شمائل نبویہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں کتب حدیث و سیرت میں مذکور ہیں اور اگر پہلے دیدار مبارک ہو چکا ہے تو آپ کے حجرے مبارک کو ذہن میں حاضر کرے۔ گویا یہ سرکار کے حضور کھڑا ہے۔ یہ بیان عنقریب سیدی عبدالکریم جیلی کی کتاب الناموس الاعظم فی معرفۃ قدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے آئے گی یا تم ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اقدس اور شان برتر کا تصور سامنے رکھ کر درود شریف پڑھو۔ اگر تمہیں اس حضوری سے تکلیف ہوتی ہے پھر بھی کچھ ہی عرصہ تک تمہاری روح اس سے مانوس ہو جائے گی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے ہوں گے۔ تم ان سے کلام و خطاب کرو گے۔ سرکار تمہیں جواب دیں گے اور تم سے گفتگو و خطاب فرمائیں گے تمہیں ایک طرح سے صحابہ کا درجہ حاصل ہوگا۔ اور اللہ نے چاہا تو ان سے مل جاؤ گے۔

انتالیسواں فائدہ

خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے سترہ مرتبہ اَللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھو اور سونے سے پہلے یہ دعا مانگو :

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِنُوْرِ الْاَنْوَارِ الَّذِیْ ھُوَ عَیْنُکَ لَا غَیْرُکَ اَنْ تُرِیَنِیْ وَجْہَ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا ھُوَ عِنْدَکَ ۔

ترجمہ :۔ الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نوروں کے اس نور کے وسیلہ سے، جو تیرا عین ہے، غیر نہیں۔ کہ مجھے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اس صورت میں دکھائے، جیسے وہ تیرے حضور ہیں۔ الٰہی ایسا ہی کر دے۔

جو سونے سے پہلے اسے پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو گا۔ جیسا کہ یہ بات مجھے گذشتہ سال ۱۳۱۰ھ میں شیخ عبدالکریم القاوی۔ قادری۔ دمشقی نے، بیروت میں اس وقت بتائی۔ جب وہ حج بیت اللہ کے لیے جا رہے تھے۔ یہ نیک خاندان کے ایک نیک نوجوان ہیں۔ اللہ ان سے اور ان کے آباؤ اجداد سے مجھے بہرہ مند فرمائے۔ آمین۔

چالیسواں فائدہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا نقش ہمیشہ اپنے پاس رکھنا بھی خواب میں زیارت نبوی کے لیے مفید ہے۔ جیسا کہ اس کو شہاب احمد المقری نے اپنی کتاب فتح المتعال فی مدح النعال میں ذکر کیا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے "نقش نعلین شریفین کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے۔ جیسا کہ بعض آئمہ نے فرمایا، اور جس کی برکت کا تجربہ کیا گیا ہے کہ جو شخص اس کو ہمیشہ اپنے پاس رکھے وہ مخلوق میں کامل طور پر مقبول ہو گا اور لازمی طور پر یا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بیداری میں کرے گا یا خواب میں" الخ

میں کہتا ہوں کتاب مذکور سے میں نے نقش نعلین مبارک نکال کر چھپوایا ہے۔ اور میں نے اس کے خواص و فوائد کا خلاصہ نکال کر اس نقش کے ارد گرد شائع کروا دیئے ہیں۔ اس قطعہ کا طول و عرض تقریباً تین ہاتھ ہے۔ یہ بہت نفیس طبع ہوا ہے اور لوگ برکت حاصل کرنے کے لیے اسے گھروں میں آویزاں کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان فوائد کو اس کتاب میں بھی مختصراً ذکر کر دوں تاکہ محفوظ ہو جائیں۔ اس نقش کے اوپر یہ عبارت ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ بات صحیح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریفین چمڑے کے تلوے پر چمڑے کے تسمے لگے تھے جن پر بال نہ تھے تسمے دو تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک تسمہ

پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان رکھتے تھے اور دوسرا تسمہ درمیانی انگلی اور اس کے ساتھ والی (چھنگلی کے ساتھ والی) اور پاؤں کی پُشت پر آکر یہ تسمے مل جاتے تھے یہی شراک کہلاتے تھے۔ اور یہ تسمے دوہرے تھے اور گائے کے چمڑے کے تھے۔ کسی قدر ٹیڑھے، زبان کی طرح پچھلی طرف بھی باندھنے کے لیے تسمہ ہوتا تھا۔ کچھ حفاظ نے کہا زرد رنگ کے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موزے بھی پہنے ہیں۔ ان پر مسح کیا کرتے تھے اور بعض نے تصریح کی ہے کہ نقش مُبارک دائیں نعل مُبارک کا ہے۔

تنبیہ

قدیمی کتابوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام مبارک تھا صاحب النعلین" کیونکہ جُوتے
ہننا عربوں کی عادت تھی۔ آپ کے دو نعلین اور آٹھ موزے تھے۔ آپ جوتوں میں بھی چلے ہیں اور
اضع وانکساری کے طور پر ننگے پاؤں بھی۔ خصوصاً عبادات کے لیے آپ نے جوتوں سمیت (اکثر)
ماز ادا فرمائی ہے وہ دونوں پاک ہوتے تھے۔ کئی بار ان کو بائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اٹھا
لیتے۔ بسا اوقات آپ کے خادم ابن مسعود آتارنے کے وقت آپ کے نعلین شریفین اپنے ہاتھوں سے
اٹھا لیتے۔ اور پہنتے وقت سامنے رکھ دیتے۔ پہنتے وقت دایاں جُوتا مبارک پہلے پہنتے اور آتارتے
وقت بایاں پہلے آتارتے۔ ابن الجوزی نے کہا جو ہمیشہ دائیں ہاتھ سے شروع کرے وہ سے محفوظ
رہے گا۔ ایک اور بزرگ نے کہا جو سورۃ الممتحنہ لکھ کر اس شخص کو پانی میں حل کرکے پلائی جائے۔ اللہ کے
حکم سے صحت یاب ہوگا۔

مسئلہ

درختوں اور دیگر اشیاء کی تصویر بنانا، مثلاً نقش نعل شریف جائز ہے۔ رہ گئی انسان یا حیوان
کی تصویر، جب کہ اس کی اہانت نہ ہو حرام ہے۔ (البتہ ضروری اور مفید تصویر بنانا، جس سے انسان و
شرعی خرابی لازم نہ آتی ہو، نیک مقاصد کے لیے جائز ہے۔ خلاصہ یہ کہ نیک و بد مقاصد کے لحاظ سے
جائز و ناجائز کا حکم معلوم ہوگا۔ مترجم)

فوائد

قسطلانی نے المواہب اللدنیہ اور المقری نے فتح المتعال، میں علماء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس
نقشہ نعلین مبارک کا جو تجزیہ کیا گیا ہے، اس میں سے ایک یہ ہے کہ جو کوئی اسے برکت کے لیے اپنے

پاس رکھے اسے باغیوں کی بغاوت، دشمنوں کے غلبہ۔ ہر سرکش شیطان اور ہر حاسد کی نظر سے حفاظت ملے گی۔ اگر حاملہ عورت اسے اپنے دائیں بازو سے باندھے، چلنے میں تکلیف تھی تو اللہ کی قدرت و قوت سے آسانی ہو گی۔ یہ نظر بد اور جادو سے امان ہے۔ جو اس پر ہمیشہ کاربند رہے۔ اسے مخلوق میں مکمل قبولیت حاصل ہو گی۔ اسے ضروری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت نصیب ہو گی اور خواب میں سرکار کی زیارت سے بہرہ ور ہوگا۔ جس لشکر میں یہ ہو، اسے شکست نہ ہو گی۔ جس قافلہ میں ہو لوٹا نہ جائے۔ جس کشتی میں ہو غرق نہ ہو۔ جس گھر میں ہو جل نہ سکے۔ جس سامان میں ہو چوری نہ ہو۔ اور اس نعلین والے (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جس حاجت میں توسل کیا جائے پوری ہو۔ تنگی دور ہو۔ بیمار سے شفا ہو۔ بشرطیکہ ایمان مضبوط ہو۔

نقش نعلین کے نیچے لکھی ہوئی عبارت یہ ہے: مرتب کا کہنا ہے کہ یہ نقشہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوش نعلین میں سے صحیح تر ہے جو کیمرے کی مدد سے لیا گیا ہے، اور یہ صحیح تر نقش اس نقش کے مطابق ہے، جسے میں نے علامہ احمد المقری کی کتاب فتح المتعال فی مدح النعال سے لیا ہے جو کافی ضخیم جلد میں ہے اگرچہ یہ کتاب نایاب ہے مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کے تین صحیح ترین نسخے عطا فرمائے ہیں۔ ایک اس نسخے سے نقل کیا گیا ہے جس پر مصنف کے دستخط ہیں۔ میں نے یہ نقشہ تینوں میں ملتا جلتا دیکھا ہے۔ اور یہی وہ نقشہ ہے جسے چھ نقشوں میں سے منتخب کیا گیا ہے۔ فرمایا اسی پر اعتماد ہے۔

ابن العربی۔ ابن عساکر۔ ابن مرزوق۔ الفارقی سیوطی۔ بخاری۔ نسائی اور ایک سے زائد سے والمقری نے ان سب کے ثبوت و اسناد بھی ذکر کیے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نعل مبارک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، پھر وہ برابر ایک سے دوسری نسل تک پہنچتا رہا۔ پھر اسی کی نقول تیار ہوتی رہیں یہاں تک کہ مشائخ نے اسے کتابوں کے اوراق پر منتقل کر دیا اور اس کے ثبوت میں سندیں ذکر کیں یہاں تک کہ اس سلسلہ میں بعض حضرات نے کتابیں لکھیں۔ ان میں سے ابوالیمن بن عساکر ہیں جنہوں نے اسے اپنی کتاب میں نقل کیا۔ پھر ان کی کتاب سندوں کے ساتھ روایت کی گئی اور حفظ کی جانے لگی یہاں تک کہ المقری تک پہنچی، انہوں نے ابن عساکر کے معتمد علیہ نسخہ سے اپنی کتاب فتح المتعال میں اسے

ں کیا۔ اس نسخہ پر علماء و حفاظ مثلاً السیوطی - السخاوی اور الدیلمی رحمہم اللہ کی دستی تحریریں
ں۔ میں نے اسے فتح المتعال سے تمام فوائد کے ساتھ نقل کیا ہے۔

خاتمہ

السادی اور القاری نے شرح شمائل میں ابن العربی کا یہ قول نقل کیا ہے۔ جوتی نبیوں کا لباس
ہے۔ لوگوں نے دوسری قسم کے جوتے صرف اس لیے استعمال کرنے شروع کر دیئے کہ ان کے علاقوں
یں کیچڑ تھا۔ میں نے یہ گفتگو اپنے اس قول پر ختم کر دی۔

اِنِّی خَدَمْتُ مِثَالَ نَعْلِ الْمُصْطَفٰی
لِاَعِیْشَ فِی الدَّارَیْنِ تَحْتَ ظِلَالِھَا
سَعَدَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِخِدْمَتِ نَعْلِہٖ   وَاَنَا السَّعِیْدُ بِخِدْمَتِیْ لِمِثَالِھَا

"میں نے نعل مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال (نقشہ) کی خدمت کی۔ تاکہ دونوں جہانوں میں
اس کے زیر سایہ زندہ رہوں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے (مبارک)
کی خدمت سے خوش قسمت ہو گئے اور میں اس کے نقشہ کی خدمت سے خوش بخت ہوئی"
میں نے مثال نعلین کی شان میں اور اشعار بھی کہے ہیں۔ جس کو میں اس میں شامل کرنا چاہتا
تھا۔ پھر میں نے اسے اس اضافہ سے الگ رکھنے کو ترجیح دی۔

مِثَالٌ حَکٰی نَعْلًا لِاَفْضَلِ مُرْسَلٍ   تَمَتَّتْ مُقَامَ التُّرْبِ مِنْہُ الْفَرَائِدُ
ضَرَائِرُھَا السَّبْعُ کُلُّھَا   غَیَارٰی وَتِیْجَانُ الْمُلُوْکِ حَوَاسِدُ

"جس نقشہ نے، افضل الرسل (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جوتے کا بیان کیا۔ اس کی وجہ سے ناقص
زمین کی مٹی مکمل ہو گئی۔ تمام ساتویں آسمان اس کی غیرت مند سوکنیں ہیں۔ اور بادشاہوں کے تاج
اس پر رشک کرتے ہیں۔"
میں نے یہ بھی عرض کیا ہے۔

عَلٰی رَأسِ ھٰذَا الْکَوْنِ نَعْلُ مُحَمَّدٍ   عَلَتْ فَجَمِیْعُ الْخَلْقِ تَحْتَ ظِلَالِہٖ

اس کائنات کے سر پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نعل (جوتا مبارک) بلند ہوا پس تمام مخلوق اس کے زیر سایہ ہے۔"

لَدَی الطُّوْرِ مُوْسٰی نُوْدِیَ اِخْلَعْ وَاَحْمَدُ   عَلَی الْعَرْشِ لَمْ یُؤْذَنْ بِخَلْعِ نِعَالِہٖ

"(کوہِ) طور کے پاس موسیٰ کو آواز دی گئی کہ (جوتا) اتار دیجیے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر اپنے جوتے اتارنے کا حکم نہ دیا گیا۔"

میں نے یہ بھی عرض کیا ہے۔

مِثَالٌ لِنَعْلِ الْمُصْطَفٰی مَا لَہٗ مِثْلُ
لِرُوْحِیْ بِہٖ رَاحٌ، لِعَیْنِیْ بِہٖ کُحْلُ

"یہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جوتے کا نقش ہے، جس کی کوئی مثل نہیں۔ میری رُوح کو اسی سے راحت اور میری آنکھ کے لیے یہی سرمہ ہے۔"

فَاَکْرِمْ بِہٖ تِمْثَالَ نَعْلٍ کَرِیْمَۃٍ   لَھَا کُلُّ رَأْسٍ وَدَّ لَوْ اِنَّہٗ رِجْلُ

"سو یہ قابلِ تعظیم جوتے کا، کتنا قابلِ احترام نقش ہے، کہ ہر سر کی تمنا ہے، کاش وہ اس جوتے کا پاؤں ہوتا۔"

میں نے یہ بھی عرض کیا ہے۔

وَلَمَّا رَأَیْتُ الدَّھْرَ قَدْ حَارَبَ الْوَرٰی   جَعَلْتُ لِنَفْسِیْ نَعْلَ سَیِّدِہٖ حِصْنًا

"اور جب میں نے زمانے کو ساری دُنیا سے لڑتے دیکھا، تو اپنے لیے سیدِ کائنات کے جوتے کو بچاؤ کا قلعہ بنا لیا۔"

تَحَصَّنْتُ مِنْہُ فِیْ بَدِیْعِ مِثَالِھَا   بِسُوْرٍ مَنِیْعٍ نِلْتُ فِیْ ظِلِّہٖ الْاَمْنَا

"میں اس عجیب و غریب نقشِ نعلین کے ذریعے ایک ایسی مضبوط دیوار کی اوٹ میں قلعہ بند ہو گیا جس کے سائے تلے میں امن حاصل کر لیا۔"

دسواں باب

نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے فوائد وثمرات کے بیان میں

میرا خیال تھا کہ اس باب کو ان فوائد کے ذکر سے شروع کروں، جنہیں علامہ شمس الدین ابن القیم نے اپنی کتاب "جلاء الافہام فی فضل الصلاۃ والسلام علی محمد خیر الانام" میں بیان کیا ہے۔ اور جو سب کے سب یا ان میں سے بڑے بڑے ان احادیث میں آچکے ہیں جن کو مختصر طور پر باب دوم میں ذکر کر آیا ہوں لہٰذا یہاں ان کے تکرار کی ضرورت نہیں۔ ان کا ذکر اس کتاب کے علاوہ مسالک الحنفاء اور الدر المنضود وغیرہ میں بھی ہوا ہے۔ میں نے جلاء الافہام کے فوائد ذکر کرتے وقت، ان پر کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا - (درود وسلام کا)

پہلا فائدہ اللہ کے حکم پر عمل -

دوسرا فائدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صلاۃ میں موافقت اگرچہ دونوں کے مفہوم میں فرق ہے۔ ہماری صلوٰۃ آپ پر دُعا اور سوال ہے اور اللہ کی آپ پر صلوٰۃ، ثنا وتشریف ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

تیسرا فائدہ اس میں اللہ کے فرشتوں کی موافقت -

چوتھا فائدہ درود شریف پڑھنے والے کے لیے اللہ کے دس درودوں کا حاصل ہونا -

پانچواں فائدہ اس کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں -

چھٹا فائدہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں -

ساتواں فائدہ اس کی دس برائیاں مٹا دی جاتی ہیں -

آٹھواں فائدہ جب دُعا سے پہلے درود شریف پڑھے تو قبولِ دُعا کی اُمید ہوتی ہے۔ پس درود

شریف، پروردگارِ عالم کے حضور دُعا کو پہنچانے والا ہے۔

نواں جب اس کو سوال وسیلہ کے ساتھ ملائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا سبب ہے۔ یا سوال وسیلہ سے الگ بھی پڑھے۔ جیسا کہ اس بارے میں کی روایت گزر چکی ہے۔

دسواں گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے جیسا کہ گذرا۔

گیارہواں یہ اللہ کے بندے کے لیے ہر غم سے کفایت ہے۔

الدرالمنضود میں فرمایا: ترمذی نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہُ سے روایت نقل کی کہ جب دو تہائی رات گذر جاتی تو آپ اُٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے لوگو! اللہ کا ذکر کرو۔ اللہ کا ذکر کرو۔ کپکپانے والی آگئی۔ اس کے پیچھے پیچھے آنے والی آگئی۔ موت اپنی تمام سختیوں کے ساتھ آگئی۔ موت اپنی سختیوں کے ساتھ آگئی۔ موت اپنی سختیوں کے ساتھ آگئی۔ ابی کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! میں آپ پر بہت درُود شریف پڑھتا ہوں، پس فرائض وضروریات بشریہ کی ادائیگی کے بعد کتنا وقت آپ پر درُود بھیجا کروں؟ فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے کہا چوتھا حصّہ؟ فرمایا جو تمہاری مرضی؟ اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا آدھا وقت؟ فرمایا جو چاہو، اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی؟ فرمایا جتنا چاہو، اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا، میں تمام وقت درود وسلام کے لیے وقف کرتا ہوں۔ فرمایا تو یہ تیرے غم دُور کرنے کے لیے کافی ہے، اور تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے"۔ حاکم نے مستدرک میں کہا اس کی سند صحیح ہے"۔ ایک روایت میں ہے، جب چوتھائی رات گذر جائے"۔ دوسری میں ہے وہ رات کے تیسرے حصے میں نکلا کرتے تھے"۔ ایک روایت میں بہت درُود پڑھتا ہوں کی جگہ میں آپ پر درُود پڑھتا ہوں" کے الفاظ آئے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ میں اپنے دور میں، درود شریف کے لیے اتنا وقت مقرر کرتا ہوں: پوری حدیث"۔ امام احمد۔ ابن ابی عاصم اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ ایک

شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ فرمائیں کہ اگر میں تمام وقت آپ پر درود و سلام پڑھنے میں صرف کر دوں؟ فرمایا تو پھر اللہ تبارک تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت کے غم والم سے بچائے گا۔ بیہقی نے یہی روایت عمدہ سند کے ساتھ روایت کی ہے مگر اس میں ارسال (راوی چھوٹ گیا) ہے۔ ایک اور روایت میں ہے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے وظیفہ کے وقت کا تیسرا حصہ آپ پر درود شریف بھیجوں گا۔ فرمایا ہاں اگر چاہو۔ عرض کیا دو تہائی وقت۔ فرمایا ہاں۔ عرض کیا تمام وقت درود شریف کے لیے۔ فرمایا اللہ تمہارے دنیا و آخرت کے غم دور فرمائے گا" اس روایت کے دو راوی ایسے ہیں جن کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن ہیثمی نے منذری کی طرح اسے حسن قرار دیا ہے کیونکہ اس کے شواہد موجود ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے، میں اپنا آدھا ورد آپ کی (بلندیٔ درجات) دعا کے لیے مقرر کرتا ہوں۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ کہا، حضور! میں تمام وظیفہ آپ کے لیے دعا قرار دیتا ہوں۔ فرمایا جب تو اللہ تعالیٰ تمہارے دنیا و آخرت کے تفکرات کے ازالہ کا اسے سبب بنا دے گا۔ ایک اور روایت میں ہے "میرے رب کے ہاں سے ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اس نے کہا جو بندہ آپ پر ایک بار درود بھیجے گا، اللہ اس پر اس کے بدلے دس بار رحمت نازل فرمائے گا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! میں آدھی دعا آپ کے لیے مانگوں گا۔ فرمایا جیسے چاہو۔ اس نے کہا دو تہائی، فرمایا جیسے چاہو۔ اس نے کہا میں تمام دعا آپ کے لیے مانگوں گا۔ فرمایا تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے صدقے تیرے دنیا و آخرت کے غم دور فرمائے گا۔ اس روایت سے خواہ مرسل قرار دی جائے یا مفصل۔ یہ بات صراحتہً معلوم ہو گئی کہ گذشتہ احادیث میں لفظ صلوٰۃ کا معنیٰ دعا ہے۔ لہٰذا کسی اور تاویل کی ضرورت نہیں مطلب یہ کہ میں بہت دعا مانگتا ہوں، پس اس میں آپ کے درود شریف کے لیے کتنا وقت صرف کروں؟ یعنی مجھے جو وقت میسر ہے میں اس میں اپنے لیے دعا مانگتا ہوں، پس اس میں سے آپ پر صلوٰۃ بھیجنے کے لیے کتنا وقت صرف کروں؟ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے وقت مقرر کرنا مناسب نہ سمجھا تاکہ اس پر اضافہ کا دروازہ بند نہ ہو جائے۔ پس آپ برابر اسے اختیار دیتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ اضافہ کی ترغیب بھی

دیتے رہے یہاں تک کہ اس نے کہا۔ میں تمام وقت آپ پر درود شریف پڑھتا رہوں گا۔ یعنی جتنا وقت میں اپنے لیے دعائیں مانگتا ہوں، وہ تمام وقت بھی آپ کے لیے دُعائیں مانگتا رہوں گا۔ تو آپ نے فرمایا یہ تیرے غم کے ازالہ کے لیے کافی رہے گا۔ یعنی دنیا و آخرت کی ہر فکر سے تمہیں نجات مل جائے گی۔ کیونکہ یہ اللہ کے ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو شامل ہے۔ یہ دراصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لیے دُعا کرنے کا اشارہ ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے۔ کہ "میرے ذکر نے جس کو مانگنے سے بے خبر رکھا، میں اسے مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں" اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کو اپنی سب سے بڑی عبادت سمجھتا ہے، اللہ اسے دنیا و آخرت کے تفکرات سے آزاد کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین۔ فرمایا گیا ہے کہ حقیقی صلاۃ مراد ہے۔ یعنی اس کا ثواب۔ یا اس کے ثواب جیسا ثواب۔ لیکن مذکورہ بالا روایت اس کا رَد کرتی ہے۔

قرأت کے بعد دُعا

کہا گیا ہے کہ یہ حدیث بہت بڑی دلیل ہے ان لوگوں کے لیے جو قرآن پڑھ کر یہ کہتے ہیں کہ میں اس کا ثواب اپنے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایصال کرتا ہوں، کیونکہ صحابی نے کہا تھا، میں اپنا تمام درود وظیفہ آپ کے لیے وقف کرتا ہوں" تو آپ نے فرمایا: پھر یہ تیرے غم کے ازالہ کے لیے کافی ہوگا" رہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ ومقام کی ترقی کے لیے دعا مانگنا، سو بعض متاخرین نے اس کا انکار کیا ہے۔ میں نے اپنے فتاویٰ میں اس کے طویل ومختصر، دو خوب خوب رَد کیے ہیں۔ اور میں نے واضح کیا ہے کہ محققین نے اس کی مخالفت کی ہے۔ بلکہ امام مذہب النووی نے اسے اپنی کتابوں کے خطبوں میں استعمال کیا ہے۔ مثلاً الروضہ۔ المنہاج۔ شرح مسلم۔ نبی علیہ السلام کی بزرگی اگرچہ کامل تھی لیکن وہ زیادہ کمال قبول کرتی ہے کیونکہ آپ قرب بارگاہ میں ہمیشہ ترقی کرتے رہتے ہیں۔ پس آپ کی ترقی کی کوئی حد نہیں۔ اور جو چیز زیادتی قبول کرے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کے حصول کی دعا کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں۔ اور میں اس کے ثواب کی

مثل سرکار کی خدمت پیش کرتا ہوں، اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف میں اضافہ ہوتا ہے۔ کہ اس ثواب کے مثل کے حصول کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا مانگی جا رہی ہے اور اس کے حصول سے آپ کا شرف بڑھے گا۔ اس لیے کہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس کا حصول کمال ہے۔ پس جب یہ شرف سرکار کے اصل شرف سے ملے گا۔ تو اس میں مزید کمال پیدا کرے گا اور وہ ترقی آئے گی جو پہلے حاصل نہ تھی۔ یونہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کے بارے میں بھی ہم کہیں گے کہ اس سے سرکار کو وہ زائد کمال و ترقی حاصل ہوتی ہے جو اس سے پہلے آپ کو حاصل نہ تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ گفتگو حضرت ابی کے علاوہ اور بزرگوں سے بھی ہوئی ہے اور وہ بزرگ ہیں ایوب بن بشیر کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کہ میں نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ اپنا تمام تر وظیفہ آپ کے لیے دعا مانگنا ہی رکھوں گا" الحدیث۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو ان دونوں کا آپ کے لیے مانگنا صحیح ہے اس میں کوئی مانع نہیں" الخ۔ ابن حجر کا کلام ختم ہوا۔

بارہواں۔ درود شریف، قیامت کے دن بندے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہونے کا سبب ہے۔ اس بارے میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث گزر چکی ہے۔

تیرہواں۔ غریب آدمی کے لیے درود شریف صدقہ دینے کے قائم مقام ہے۔

چودہواں۔ درود شریف حاجت روائی کا سبب ہے۔

پندرہواں۔ درود شریف پڑھنا، پڑھنے والے کے لیے اللہ اور اس کے فرشتوں کے درود کے حصول کا سبب ہے۔

سولہواں۔ درود شریف، پڑھنے والے کی صفائی و پاکیزگی کا سبب ہے۔

سترہواں۔ درود شریف۔ بندے کے لیے مرنے سے پہلے جنت کی خوشخبری کا سبب ہے۔ یہ بات حافظ ابو موسیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہے اور اس سلسلہ میں ایک حدیث نقل کی ہے۔

اٹھارہواں یہ قیامت کی ہولناکیوں سے نجات کا سبب ہے یہ بات ابو موسیٰ نے ذکر کی۔ اور اس پر ایک حدیث بھی نقل کی۔

انیسواں اس کے سبب نبی صلے اللہ علیہ وسلم، درود وسلام پڑھنے والے پر، جواباً درود وسلام بھیجتے ہیں۔

بیسواں اس کے سبب آدمی بھولی بسری باتیں یاد کر لیتا ہے جیسا کہ گزرا۔

اکیسواں یہ مجلس کی خوشی کا سبب ہے۔ اور یہ کہ اہل مجلس پر قیامت تک حسرت و افسوس کا اثر نہ ہوگا۔

بائیسواں یہ غریبی و مفلسی کے ازالہ کا سبب ہے۔ جیسا کہ گزرا۔

تئیسواں جب درود شریف پڑھنے والا، سرکار کے ذکر کے ساتھ درود پڑھتا ہے بخیل کا نام اس سے ختم ہو جاتا ہے۔

چوبیسواں درود شریف اپنے پڑھنے والے کو جنت کی راہ پر ڈال دیتا ہے اور نہ پڑھنے والے کو جنت کی راہ سے ہٹا دیتا ہے۔

پچیسواں درود شریف مجلس کو اس بدبو اور نحوست سے بچا لیتا ہے۔ جو اللہ و رسول کے ذکر نہ کرنے، اللہ کی حمد و ثنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام نہ بھیجنے کی وجہ سے کسی مجلس پر آتی ہے۔

چھبیسواں یہ اس کلام کے خاتمے کا سبب ہے جس کی ابتدا اللہ کی حمد و ثنا اور اس کے رسول پر درود وسلام سے کی گئی۔

ستائیسواں یہ پلصراط پر بندے کی روشنی میں اضافے کا سبب ہے۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث ہے جسے ابو موسیٰ نے ذکر کیا۔

اٹھائیسواں اس سے انسان درشتی وجفا سے نکل جاتا ہے۔

انتیسواں اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ درود وسلام پڑھنے والے کا ذکر خیر اہل زمین و آسمان میں پھیلا دیتا ہے۔ اس لیے کہ درود پڑھنے والا، اللہ تعالیٰ سے اس بات کا سوال کرتا ہے کہ وہ اپنے رسول مقدس کی ثنا کرے۔ آپ کو شرف وجزا سے نوازے۔ اور جزا بھی عمل کی جنس سے

ہے، پس لامحالہ درُود شریف پڑھنے والے کو اس کا حصہ ملے گا۔

تیسواں یہ درود شریف پڑھنے والے کی ذات، عمل، عمر اور اس کی بھلائی کے اسباب، میں برکت کا سبب ہے۔ کیونکہ درُود پڑھنے والا اپنے رب سے یہ دعا کرتا ہے کہ وہ سرکار پر اور آپ کی آل پر برکت نازل فرمائے۔ اور یہ دُعا قبول ہے اور اس کی جزا بھی ایسی ہی ہے۔

اکتیسواں یہ اللہ کی رحمت کے حصُول کا سبب ہے۔ کیونکہ یا تو رحمت بھی درُود ہے۔ جیسا کہ ایک جماعت نے کہا یا اس کے لوازم میں سے ہے جیسا قول صحیح ہے۔ پس ضروری ہے کہ درُود پڑھنے والا بھی اسے پائے۔

بتیسواں یہ سبب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دائمی محبّت اور اس میں دو چند اضافے کا۔

اور یہ ایمان کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ آدمی جُوں جُوں محبُوب کا کثرت سے ذکر کرتا ہے اور دل میں اس کی ذات محاسن اور محبّت پیدا کرنے والی خوُبیوں کو حاضر کرتا ہے، اس کی محبت بڑھتی ہے۔ شوق میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اس کے تمام دل پر اس کا تسلط ہو جاتا ہے، اور جب اس کے ذکر سے منہ موڑ لیتا ہے اور اس کی ذات اور اس کے محاسن کو دل سے نکال دیتا ہے، اس کے دل میں محبُوب کی محبت کم ہو جاتی ہے اور محب کی آنکھ میں محبُوب کے دیدار سے بڑھ کر کوئی شے لذیذ اور اس کے دل کے لیے یادِ محبُوب اور اس کے محاسن کے ذکر سے بڑھ کر کوئی باعث قرار نہیں جب یہ چیز اس کے دل میں جم جائے گی تو زبان پر محبُوب کی مدح وثنا اور اس کی خوبیوں کا تذکرہ جاری رہے گا۔ اور اس کی کمی وبیشی اس کے دل میں محبت کی کمی وبیشی سے ہوتی رہے گی جو اس اس کے گواہ ہیں۔ اسی لیے کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

عَجِبْتُ لِمَنْ یَّقُوْلُ ذَکَرْتُ حُبِّیْ
وَھَلْ اَنْسٰی فَاَذْکُرُ مَا نَسِیْتُ

"مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو کہتا ہے کہ میں نے اپنے محبوب کا ذکر کیا۔ کیا میں بھول جاتا ہوں کہ بھولی بات کو یاد کرتا ہوں"

پس اس آدمی نے اس آدمی پر تعجب کیا جو کہتا ہے، میں نے اپنے محبوب کو یاد کیا کیونکہ یاد تو بھولنے کے بعد کیا جاتا ہے اور اگر اس کی محبت کامل ہوتی تو ہرگز اپنے محبوب کو بھلاتا۔

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

اُرِيْدُ لِاَنْسٰى ذِكْرَهَا فَكَاَنَّمَا تَمَثَّلُ لِيْ لَيْلٰى بِكُلِّ سَبِيْلِ

میں محبوبہ کی یاد بھلانا چاہتا ہوں تو گویا لیلیٰ کی صورت ہر راستے میں میرے سامنے ظاہر ہوتی ہے۔

سو اس شاعر نے اپنی حالت بتائی، کہ محبوبہ سے اس کی محبت، اسے بھلانے میں رکاوٹ ہے۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے۔

يُرَادُ عَنِ الْقَلْبِ نِسْيَانُكُمْ وَتَاْبَى الطِّبَاعُ عَلَى النَّاقِلِ

ترجمہ: دل سے تمہارے بھلا دینے کے ارادے کیے جاتے ہیں۔ لیکن طبیعت نقل کرنے والے کی بات نہیں مانتی"

شاعر نے بتایا کہ دوستوں کی محبت اور یاد اس کی طبیعت بن چکی ہے۔ اب جو اس کے خلاف ارادہ کرے طبیعت اس سے انکاری ہے اور مثل مشہور ہے جو کسی سے محبت کرتا ہے۔ اس کا ذکر بکثرت سے کرتا ہے، اور اس بارگاہِ معظم میں حق تو یہ ہے

جو شاعر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ؎

لَوْشُقَّ عَنْ قَلْبِيْ يُرٰى مِنْهُ ذِكْرُكَ وَالتَّوْحِيْدُ فِيْ سَطْرِ

اگر میرا دل چیرا جائے تو اس کے اندر تیری یاد اور، اللہ کی توحید، ایک ہی سطر میں نظر آئے گی"

سو یہ ہے مومن کا دل جس میں اللہ کی توحید اور اس کے رسول کا ذکر لکھے ہوئے ہیں۔

جو نہ مٹ سکیں نہ زائل ہو سکیں۔ جب کسی چیز کا کثرت سے ذکر کرنا اس کی دائمی محبت کا سبب ہے۔

اور ذکر نہ کرنا محبت کے خاتمہ یا کمزوری کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہی حق ہے کہ بندے اس سے

انتہائی محبت کریں اور اس کی عبادت و تعظیم کریں بلکہ وہ شرک جو بخشا نہیں جائے گا وہ بھی یہی ہے۔

کہ تو محبت و تعظیم میں کسی اور کو شریک کرے اور کسی مخلوق کی اس طرح تعظیم و محبت کرے جیسے

اللہ کو تعظیم و محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۔	ترجمہ: کچھ لوگ وہ ہیں اللہ کے سوا دوسرے شریکوں کو اختیار کر لیتے ہیں ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ کی محبت۔"

اور مومن کو ہر چیز سے بڑھ کر اللہ کی محبت ہوتی ہے۔ جہنمی جہنم میں کہیں گے۔

تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔	ترجمہ: "بخدا ہمیں کھلی گمراہی میں تھے جب تمہیں پروردگار جہاں کے ساتھ برابر کرتے تھے۔"

اور معلوم ہے کہ مشرکین نے معبودان باطلہ کو اللہ کے ساتھ محبت، الوہیت و عبادت میں ہی برابر کر رکھا تھا۔ ورنہ ان میں سے کسی نے کبھی یہ تو نہیں کہا تھا کہ بت یا باقی شریک اللہ بھی رب العالمین کے ساتھ، صفات و افعال، آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے بندوں کے پیدا کرنے میں برابر ہیں ان کا برابر ٹھہرانا تو صرف محبت و عبادت میں تھا۔ مقصد یہ کہ جب دائمی ذکر، دائمی محبت کا سبب ہے۔ اور اللہ جل سبحانہ کامل محبت، عبودیت، اور تعظیم و اجلال کا سب سے بڑھ کر مستحق ہے تو اس کا ذکر بندے کے لیے سب سے زائد نفع بخش ہوگا۔ اور اس کا حقیقی دشمن وہ ہوگا۔ جو اسے رب کے ذکر اور اس کی بندگی سے منع کرے۔ اور اسی لیے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کثرت سے اپنا ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس کو سبب فلاح قرار دیا ہے۔ فرمایا :۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہاری مال تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل کردے، اور جو ایسا کریں وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔"

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جن کو غذا دی گئی وہ آگے نکل گئے، صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! غذا کن کو دی گئی؟ وہ اللہ کا بہت ذکر کرنے والے اور والیاں۔"

ترمذی میں حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا میں تم کو سب سے بہتر اور تمہارے بادشاہ (اللہ) کے ہاں پاکیزہ تر اور تمہارے درجے بلند تر کرنے والا اور سونا چاندی خرچ کرنے سے نیک تر۔ اور اس سے بہتر کہ تم اس سے لڑو۔ تم ان کی اور وہ تمہاری گردنیں ماریں، صحابہ کرام نے کہا ہاں یا رسول اللہ! بتلائیں۔ فرمایا، "اللہ کا ذکر" موطا میں یہ حدیث ابو درداپر موقوف ہے۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا آدمی نے اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی ایسا عمل نہیں کیا، جس سے عذابِ خداوندی سے بچنے کی اُمید کی جا سکے۔ اور ذکرِ رسول، ذکرِ خدا کے تابع ہے مقصد یہ کہ دائمی ذکر، دائمی محبت کا سبب ہے۔ پس ذکر کرنا دل کے لیے ایسے ہے جیسے کھیتی کے لیے پانی۔ اور جیسے مچھلی کے لیے پانی۔ کہ اس کی زندگی اس کے بغیر نہیں۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ اللہ کا ذکر کرنا اس کے ناموں سے، اس کی صفات سے، اس کی تعریف کرنا، دوم اس کی تسبیح۔ تحمید۔ تکبیر۔ تہلیل اور تمجید کرنا، متاخرین کے نزدیک زیادہ تر لفظ ذکر کا استعمال انہی تین معنوں میں ہوتا ہے۔ اس کے احکام کا ذکر۔ اس کے اوامر ونواہی کا ذکر۔ یہ عالم کا ذکر ہے۔ اور اس افضل ترین ذکر اس کے کلام کا ذکر ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ

ترجمہ: جس نے میرے ذکر سے مُنہ موڑا اس کی روزی تنگ ہو جائے گی اور اس

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى - کو قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

یہاں اللہ نے اپنا وہ کلام ذکر فرمایا ہے جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمایا ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور فرمایا:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ - ترجمہ: جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو گئے، سنو اللہ کے ذکر سے ہی دل مطمئن ہو سکتے ہیں"

اور اس کے ذکر میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے دعا۔ استغفار اور اس کی طرف گڑگڑائے۔ یہ اس کے ذکر کی پانچ قسمیں ہیں۔

تینتیسواں فائدہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اُمتی کا اپنے نبی سے محبت کا سبب ہے۔ اور جب درود پڑھنے والے کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا سبب ہے تو اسی طرح یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی درود پڑھنے والے سے محبت کا سبب ہو گا۔ کہ سچی محبت کے بدلے محبت ہی ہوتی ہے۔

چونتیسواں فائدہ

یہ بندے کی ہدایت اور اس کے دل کی زندگی کا سبب ہے کیونکہ جوں جوں بندہ کثرت سے آپ کا ذکر کرتا اور آپ پر درود وسلام بھیجتا ہے۔ آپ کی محبت اس کے دل پر قبضہ کر لیتی ہے اور اس کے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف کوئی چیز نہیں رہتی اور جو کچھ آپ لائے اس میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ بلکہ آپ کی لائی ہوئی ہدایت اس کے دل پر نقش ہو جاتی ہے۔ احوال کے ادلنے بدلنے سے وہ اس تحریر کو پڑھتا رہتا ہے۔ ہدایت، کامیابی اور طرح طرح کے علوم اس سے حاصل کرتا ہے۔ جوں جوں اس میں بصیرت، قوت اور معرفت بڑھتی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا درود وسلام بھی بڑھتا جاتا ہے۔ اسی اہلِ علم، جو آپ کی سنت وہدایت کے عارف اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہیں، ان کا درود وسلام ان عوام کے درود وسلام سے مختلف ہوتا ہے، جنہوں

نے درود وسلام میں محض اپنے اعضا کو استعمال کیا اور آوازیں بلند کیں۔ رہ گئے آپ کے پیروکار جو آپ کی سُنّت کو پہچاننے والے اور آپ کی لائی ہوئی تعلیمات کو جاننے والے ہیں۔ سو آپ پر ان کا درود وسلام کچھ اور ہی نوعیت کا ہے تو جُوں جُوں آپ کی لائی ہُوئی تعلیمات کا ان کو زیادہ علم ہوتا جاتا ہے۔ ان کی آپ سے محبّت بڑھتی جاتی ہے اور آپ پر جو اللہ کی طرف سے درُود وسلام مطلوب ومقصود ہے اس کی حقیقت بھی ان کی سمجھ میں آجاتی ہے۔ یونہی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ جُوں جُوں بندے کو اس کی زیادہ سے زیادہ حقیقی معرفت حاصل ہوتی ہے وہ اس کا زیادہ تابع فرمان اور اس سے زیادہ محبّت کرتا ہے، اس کا ذکر غافلوں کے ذکر سے مختلف ہوتا ہے۔ جو کھیل کُود میں مصروف رہتے ہیں۔ جو شخص اپنے اس محبوب کا ذکر کرتا ہے۔ جس کی محبّت اس کے تمام دل پر مُسلّط ہے۔ وہ اس کی مدح وثنا کرتا ہے اس میں اور اس شخص میں بڑا فرق ہے۔ جو اشارہ یا لفظ سے محبُوب کا ذکر کرتا ہے لفظ بھی ایسا جس کا مفہوم جانتا ہی نہیں، ظاہر ہے کہ اس کی زبان ودل میں موافقت ومطابقت نہیں۔ جیسے بین کرنے والی اور دکھیاری کے رونے میں فرق ہے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لائے ہُوئے دین کا ذکر اور اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ کی حمد وثنا اس انعام واکرام پر جو اس نے ہم پر فرمایا ہے اور رسُول بھیج کر فرمایا ہے یہ وجود کی زندگی اور رُوح ہے۔ جیسا کہا گیا ہے۔

رُوحُ الْمَجَالِسِ ذِكْرُهٗ وَحَدِيْثُهٗ ؎
وَهُدًى لِّكُلِّ مُلَدَّدٍ حَيْرَانٖ

محفلوں کی رُوح اس کا ذکر اور اس کی گفتگو ہے۔ اور ہر گم کردہ راہ کے لیے ہدایت ہے۔

وَاِذَا اُخِلَّ بِذِكْرِهٖ فِيْ مَجْلِسٍ
فَاُولٰٓئِكَ الْاَمْوَاتُ فِي الْحَيَانٖ

جب کسی محفل میں اس کے ذکر سے رُوگردانی کی جائے۔ تو وہ لوگ زندوں میں

مُردہ ہیں"

پینتیسواں

اس کے سبب سے دُرود شریف پڑھنے والے کا نام رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جاتا ہے کیونکہ آپ کا فرمان ہے۔

اِنَّ صَلَاتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ۔ ترجمہ: "بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَکَّلَ بِقَبْرِیْ مَلَائِکَۃً یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِیْ السَّلَامَ۔ ترجمہ: بے شک اللہ نے میری قبر پر فرشتے مقرر کر دیتے ہیں جو میری اُمت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

اور آدمی کی یہ بڑی سعادت ہے کہ اس کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نیکی کے ساتھ لیا جائے اسی مضمون میں کہا گیا ہے۔

وَمَنْ خَطَرَتْ مِنْہُ بِبَالِکَ خَطْرَۃٌ حَقِیْقٌ بِاَنْ یَّسْمُوْ وَاَنْ یَّتَقَدَّمَا

محبُوب تیرے دل میں جس کا ایک مرتبہ خیال آگیا۔ وہ اس قابل ہے کہ بلند مرتبہ کہلائے۔ اور سب سے آگے رہے"

کسی اور نے کہا۔

اَھْلًا بِمَا لَمْ اَکُنْ اَھْلًا لِمَوْقِعِہٖ قَوْلُ الْمُبَشِّرِ بَعْدَ الْیَاْسِ بِالْفَرَجِ

اس سے آشنائی کے بعد میرے اندر وہ اہلیت آگئی جو پہلے نہ تھی (یہ تو گویا) مایُوسی کے بعد خوشخبری دینے والے کی یہ بات ہو گئی"

لَکَ الْبِشَارَۃُ فَاخْلَعْ مَا عَلَیْکَ فَقَدْ ذُکِرْتَ ثُمَّ عَلٰی مَا فِیْکَ مِنْ عِوَجٍ

کہ تجھے مُبارک ہو اب تو اپنے اُوپر سے مایُوسی وُہ بُوجھ اُتار دے۔ کیونکہ وہاں (محبُوب کی محفل میں) تیرا ذکر ہوا ہے، باوجودیکہ تیرے "نصیب بد انداز" میں

ٹیڑھا پن ہے ۔

سینتیسواں یہ پُل صراط پر قدم مضبوط رہنے اور اس کے عبُور کا سبب ہے" عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے جو انہوں نے سعید بن مسیّب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے متعلق بیان کی ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ میں نے اپنا ایک اُمتی پلصراط پر گرتا پڑتا، گھسٹتا دیکھا جو کبھی لڑھکتا ہے کبھی چمٹتا ہے پھر اس کے پاس وہ درُود شریف آیا۔ جو اس نے مجھ پر بھیجا تھا۔ اس نے اس کو اس کے پاؤں پر سیدھا کھڑا کر دیا اور اس کو جہنم میں گرنے سے بچالیا" اس کو ابو موسیٰ مدینی نے روایت کیا۔ اور ترہیب و ترغیب کے موضوع پر لکھی جانے والی اپنی کتاب کی اس پر بنیاد رکھی، اور کہا کہ یہ حدیث بہت اچھی ہے۔

اڑتیسواں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود و سلام بھیجنا آپ کے حق کا بہت ہی کم احسان ادا کرنا ہے اور آپ کے انعام و اکرام کا ادنیٰ شکر ہے۔ کہ اللہ نے آپ کے بعثت کے سبب ہم پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے، حالانکہ جس شکریہ کے آپ مستحق ہیں۔ نہ ہم اسے جان سکیں اور نہ شمار کر سکیں، نہ اس کی طاقت رکھیں، نہ ادا کر سکیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بندوں کے تھوڑے سے شکر اور معمولی ادائے حق سے راضی ہو جاتا ہے۔

یہ اللہ کے ذکر، اس کے شکر، اور بندوں پر اس کے احسانِ عظیم کی معرفت کا ذریعہ ہے۔ جو بندوں میں اپنا محبُوب رسُول بھیج کر اس نے کیا ہے، پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود شریف، اللہ کے ذکر، ذکرِ رسُول، اور اس دُعا پر مشتمل ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس درُود شریف کے عوض ان کو وہ جزائے خیر عطا فرمائے۔ جس کے آپ مستحق ہیں۔ جیسے ہمارے پروردگار نے ہم کو اپنے اسماء و صفات کی معرفت عطا فرمائی اور اپنی رضامندی کی طرف ہماری راہنمائی فرمائی اور ہمیں یہ بتایا کہ اس کے وصول اور اس کی طرف قدم اُٹھانے میں ہمیں کیا فوائد حاصل ہوں گے۔ پس یہ درُود شریف تمام دین پر مشتمل ہے بلکہ یہ اس پروردگار کے وجود کو اقرار پر مشتمل ہے جس سے دُعا کی جاتی ہے اور اس کے سمع و قدرت۔ ارادہ۔ حیات۔

کلام کی بعثت، نبی کی خبروں کو سچا کرنا، یہ سب کمال محبت ہے، اور کچھ شک نہیں کہ یہی ایمان کے اصول ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے سے انسان کو ان تمام چیزوں کا علم ہوتا ہے۔ ان کی تصدیق ہوتی ہے اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو جاتی ہے۔ پس یہ تمام اعمال میں افضل ہوا۔

انتالیسواں

بندے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا، دعا ہے، اور بندے کی اللہ سے دعا و سوال دو قسم کا ہے۔ ایک تو اپنی حاجات، مشکلات اور شب و روز پیش آنے والے مسائل کے حل کے لیے۔ سو یہ دعا و سوال اور ایثار ہے۔ بندے کے محبوب و مطلوب کے لیے۔ دوسرے یہ کہ بندہ اللہ سے سوال کرے کہ وہ اپنے حبیب و خلیل کی مدح و ثنا کرے۔ ان کی عزت و تکریم میں اضافہ فرمائے۔ ان کا ذکر پھیلائے اور بلند کرے۔ اور یہ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے پسند فرماتے ہیں۔ سو جو شخص اپنی حاجات و ضروریات پر اس کو ترجیح دے اور یہ اس کا محبوب تر مقصد بن جائے اور وہ اسے ہر چیز پر ترجیح دے، سو اس نے یقیناً اللہ اور رسول کی محبوب چیز کو اپنی پسند پر ترجیح دی۔ اور جزا عمل کے مطابق ہوتی ہے، سو جو اللہ کو غیر پر ترجیح دے، اللہ بھی اس کو غیر پر ترجیح دیتا ہے۔ اس بات کو اس طرح سمجھو، کہ جن لوگوں کو اپنے بادشاہوں اور رئیسوں کے دربار میں اعتماد حاصل ہوتا ہے جب وہ ان کے حضور مزید قرب و منزلت چاہتے ہیں، تو وہ اپنے محسن سے ان لوگوں پر انعام و اکرام کی درخواست کرتے ہیں جو ان کی نظر میں بادشاہوں اور رئیسوں کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ وہ جوں جوں ان پر انعام و اکرام کا سوال کرتے ہیں۔ بادشاہوں کی نگاہ میں اس کی قدر و منزلت اور انعام و اکرام میں اضافہ ہوتا رہتا ہے کیونکہ ان لوگوں سے اپنے دوست کے لیے صلہ و ستائش کا مطالبہ کرتے ہیں سو ان بڑے لوگوں سے وہی سوال کرتا ہے۔ جو زیادہ محبت کرتا ہے تا کہ اس پر مکمل انعام و اکرام و احسان ہوتا رہے۔ یہ عام مشاہدے کی بات ہے۔ پس بادشاہ کی نگاہ میں ان لوگوں کا مقام اور ان کا مقام جو ہمیشہ اپنی ضروریات و حاجات کا سوال کریں۔ ایک سا

نہیں، پھر کیسے خیال کیا جا سکتا ہے۔ سب سے بڑے اور جلیل القدر محبّت کرنے والے (خدا) کا معاملہ اس کے کریم تر اور محبوب تر محبوب کے ساتھ۔ ؟ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے میں اس کے علاوہ کوئی اور فائدہ نہ بھی ہو، تو بندہ مومن کی اسی میں کافی عزت وعظمت موجود ہے۔"

ابن القیم کی عبارت کتاب مذکور سے ختم ہوئی۔ میں نے وہیں سے نقل کی ہے۔

الفاسی کا ارشاد

"دلائل الخیرات" کے شارح الفاسی نے، مصنف کے قول

ھِیَ مِنْ اَھَمِّ الْمُھِمَّاتِ لِمَنْ یُّرِیْدُ الْقُرْبَ مِنْ رَبِّ الْاَرْبَابِ۔ ترجمہ: درود شریف ان لوگوں کے لیے اہم ترین ذریعہ ہے جو رب الارباب کا قرب چاہتے ہیں۔"

کی تشریح میں فرمایا:" جو کوئی اپنے پروردگار کا قرب چاہے اس کے لیے درود شریف چند وجوہ سے بہت اہم ہے۔ ایک یہ کہ اس میں اللہ کی بارگاہ میں اس کے حبیب ومصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ۔ ترجمہ: اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر بڑا اور قریب تر کوئی وسیلہ نہیں، دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا اور ترغیب دی۔ محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، شرف اور فضیلت ظاہر کرنے کے لیے، اور اس پر عمل کرنے والے کو اچھے خاتمے اور ثوابِ جزیل کا وعدہ دیا۔ لہٰذا یہ تمام اعمال میں کامیاب تر، تمام اقوال میں لائق تر، تمام احوال میں پاکیزہ تر، تمام عبادات میں بابرکت تر، اور تمام برکتوں میں عام تر ہے۔ اسی سے رب رحمٰن کی رضا حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی سے نیک بختی و رضامندی مل سکتی ہے۔ اسی سے برکتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اسی سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ بلند ترین درجوں پر فائز ہو سکتا ہے۔ اسی سے دلوں کے زخم مندمل ہوئے اور بڑے گناہوں سے دل صاف ہوتے ہیں، ایک فائدہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب اور اس کی بارگاہ میں عظیم المرتبت ہیں۔ اللہ اور

اس کے تمام فرشتے اس پر درود و سلام بھیجتے ہیں اور اس نے اہل ایمان کو آپ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ پس اس محبوب سے محبت کرنا، اور آپ کی محبت، تعظیم اور آپ پر درود و سلام اور اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی صلاۃ کی پیروی کرنا، واجب ہوا۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ کہ درود شریف پڑھنے کی فضیلت اور اس پر جزائے جزیل ملنے کا وعدہ۔ اپنا ذکر بلند ہونا، عمل کرنے والے کا اللہ کی رضا اور اپنی حاجات دنیا و آخرت کے حصول میں کامیاب ہونا۔ ایک یہ کہ اس سے اس واسطہ کا شکر ہے جو اللہ کی نعمتوں میں حصول میں ہمیں حاصل ہے۔ جس کے شکر کا حکم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کوئی دنیا و آخرت کی پہلی پچھلی نعمت مثلاً ہمارا وجود اور اس کو ملنے والی ہر مدد ایسی نہیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ نہ ہوں۔ پس ہم ہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمتیں، اللہ کی نعمتوں کے تابع ہیں اور اللہ کی نعمتوں کو اعداد و شمار میں نہیں لایا جاسکتا۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے :۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ ترجمہ:۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو نہ کرسکو۔

پس ہم پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حق لازم ہوا۔ اور آپ کے شکر کے واجب ہونے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہم آپ پر درود و سلام بھیجنے میں ذرہ کوتاہی نہ کریں سانس آئے یا جائے کہ اس میں رسمِ عبودیت کا قیام یعنی حکم باری تعالیٰ کی تعمیل ہے۔ ان میں سے ایک وہ فائدے ہیں جن کا تجربہ کیا جاچکا ہے۔ جن کا اثر اور نفع دیکھا گیا ہے۔ جیسے نورانیت، رنج والم کا ازالہ۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ درود شریف، شیخ طریقت کی جگہ کافی ہے اور اس کا قائم مقام ہے ان میں سے ایک یہ کہ اس میں کامل اعتدال پایا جاتا ہے جس سے بندے کا کمال تکمیل پذیر ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کا ذکر آجاتا ہے، جب کہ اللہ کے ذکر میں یہ بات نہیں:۔

پھر الفاسی فرماتے ہیں۔ فرحون القرطبی کی کتاب میں ہے:" جان لو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

پر درود شریف بھیجنے میں دس فضیلتیں ہیں۔ اوّل جبّار بادشاہ (اللہ) کا درُود۔ دوم نبی مختار کی شفاعت۔ سوم نیک بخت فرشتوں کی اقتدا۔ چہارم منافقین وکفار کی مخالفت۔ پنجم گناہوں اور خطاؤں کی بخشش۔ ششم ضروریات وحاجات کا پورا ہونا۔ ہفتم ظاہر وباطن کی روشنی۔ ہشتم جہنّم سے نجات۔ نہم جنّت میں داخل ہونا۔ دہم خُدائے رحیم وغفار کا سلام"

پھر مختصر طور پر ابن القیم الجوزی کا درج بالا کلام کتاب حدائق الانوار فی الصلاۃ والسلام علی النبی المختار کے حوالہ سے ذکر کیا "شرح الدلائل" میں بھی فرمایا کہ امام ابن السبیع نے اپنی شفاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود وسلام کے دین۔ دنیا وآخرت میں ہونے والے تین سَو تک فوائد بیان کیے ہیں۔ امام الساحلی نے اپنی کتاب بغیۃ السالک میں لکھا ہے کہ میں نے درود وسلام کے فوائد شمار کرنے کا ارادہ کیا تو سو سے اُوپر تک تعداد جا پہنچی۔ پھر مجھ پر فوائد کا ایسا دروازہ کھولا گیا کہ اعداد وشمار سے باہر ہے۔ صاحب کنوز الاسرار اس بات کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کا مجھ پر یہ احسان فرمایا، اس بحرِ محیط کا ایک چھینٹا ڈالا جس کی موجیں بیان سے باہر ہیں سو مجھے وہ الفاظ نہیں ملتے جس سے تعبیر کر سکوں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے میں اس دنیا میں اور آخرت میں وہ فوائد، اسرار، معارف اور انوار ہیں، جو کسی آنکھ نے نہ دیکھے۔ نہ کسی کان نے سُنے اور نہ کسی انسان کے دل میں کھٹکے۔ اگر ہمتیں قاصر نہ ہوں اور اولیاء اللہ کے معارف کو سمجھنے سے دلوں کی روشنی بجھ نہ گئی ہوتی تو میں اس پر تفصیل سے گفتگو کرتا۔ ان حقائق کی رعایت کیسے نہ کروں جب کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ادب سکھایا، اپنے اس فرمان سے

خَاطِبُوا النَّاسَ بِقَدْرِ مَا يَفْهَمُوْنَ۔ کلموا الناس علیٰ قدر عقولھم — ترجمہ: لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق بات کرو۔ او کما قال۔ مترجم۔

سو پاک ہے وہ ذات جس نے چُنا، جس کو چاہا اور اسے وسیع علم عطا فرمایا، یہ اللہ کا فضل ہے۔ اور جاننے کے لیے اللہ کافی ہے۔

حافظ سخاوی کا ارشاد

حافظ سخاوی نے فرمایا "جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ وجاہ کے وسیلہ سے شفاعت مانگی اور درود وسلام کا وسیلہ پکڑا، وہ اپنی مراد کو پہنچا۔ اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ علماء نے اس موضوع پر الگ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے ایک عثمان بن حنیف بھی ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ یہ (درود وسلام) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معجزات میں ہے، جو طویل عرصہ سال وصدیاں گزرنے کے باوجود باقی ہے۔ پس اگر یوں کہا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وسطوت کا وسیلہ پکڑنے والے اور ان کی قبولیتیں بہت سے وسیلوں معجزات اور بہت سی قبولیتوں کو شامل ہے تو یہ بہت اچھی بات ہوگی کہ اب سرکار کے معجزات کو شمار کرنے کی اُمید نہ رہے گی۔ شمار کرنے والا، جس عدد تک پہنچے تحقیقی حد تک پہنچنے سے قاصر رہے گا۔ بعض بڑے علماء نے یہ کام شروع بھی کیا، لیکن صرف ہزار تک پہنچ سکے اور خدا کی قسم اگر دل کی نگاہ حاصل ہو تو اس پر ہزاروں کا اضافہ ہو سکتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً۔ اور تیرے لیے اس مہاجر عورت کا قصہ کافی ہے جس کا بیٹا مر گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا۔ جب اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑا۔ یہاں ابی بن کعب کی وہ حدیث پیش نظر رہے جو ذکر ہو چکی ہے۔ کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ۔ پھر تو یہ تیرے غم کے ازالہ اور گناہ کی بخشش کے لیے کافی ہے"۔ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے۔ کہ درود وسلام پڑھنے والا عذابوں سے نجات پاتا۔ اور ان برائیوں سے محفوظ رہتا ہے، جو درود وسلام کے تارک کے لیے ہیں۔

ان میں سے ایک یہ کہ جس کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود شریف نہ بھیجے، بدبخت ہے۔ اس کی ناک گرد آلود ہوگی۔ (ذلیل ہوگا) دوزخ میں داخل ہونے کا مستحق ہوگا۔ اللہ اور اس کے رسول سے دور۔ اس پر جبریل علیہ السلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا پڑے گی اور رحمت سے دور ہوگا۔

ان میں سے ایک یہ کہ جس آدمی کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے اور وُہ آپ پر درُود و سلام نہ بھیجے یقیناً وُہ جنّت کا راستہ بھُول گیا۔

ان میں سے ایک یہ کہ جس کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود شریف نہ بھیجے، اس نے یقیناً آپ پر ظلم کیا۔

ان میں سے ایک یہ کہ، سب سے بڑا بخیل وُہ ہے جس کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درُود شریف نہ پڑھے۔

ان میں سے ایک یہ کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سُن کر درُود شریف نہ پڑھے وہ لعنتی ہے۔

ان میں سے ایک یہ کہ جس کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درُود نہ پڑھے وہ سب سے بڑا پاجی ہے۔

اور ان میں سے ایک یہ کہ جو مجلس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے خالی ہے وہ اہلِ مجلس کے لیے قیامت کے دن باعثِ حسرت و افسوس ہو گی۔ اور ان میں سے مُردار کی سی بُو آئے گی۔

ان میں سے ایک یہ کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود شریف نہیں بھیجا وہ آپ کا چہرۂ اقدس نہیں دیکھے گا۔

ان میں سے ایک یہ کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود نہ بھیجا اس کا کوئی دین نہیں۔

ان میں سے ایک یہ کہ تارک درُود و سلام ان بے حد و شمار فوائد سے محروم رہتا ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود و سلام پڑھنے والوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یہ تمام باتیں اس سلسلہ میں وارد ہونے والی احادیث سے ثابت ہیں۔ یہ تمام "القول البدیع" وغیرہ کتب میں مذکور ہیں۔ سب سے اہم فائدہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والوں کو آپ کی شفاعت نصیب ہو گی۔

"الدر المنضود" میں ہے: جان لیجیے کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے مسئلہ شفاعت اور اس کے سبب پر بڑا نفیس کلام فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شفاعت ایک نُور ہے جو بارگاہِ الٰہی سے

جوہر نبوت پر چمکتا ہے اور اس سے ہر ایسے جوہر کی طرف منتقل ہوتا ہے جس کی ہر نبوت سے سخت مناسبت ہو، شدید محبت۔ سنتوں پر مداومت اور درود وسلام کی صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کثیر کی صورت میں۔ اس سے تمہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس مناسبت سے نور نبوت کا منعکس ہونا اور شفاعت کا حقدار بنانے کے بارے میں جس قدر روایات وارد ہیں، وہ سب مشروط ہیں ان شرائط سے جو روایات میں مذکور ہیں، مثلاً سرکار پر بکثرت درود شریف پڑھنا۔ یا آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرنا۔ یا اذان موذن کا جواب دینا، اور اذان کے بعد سرکار کے لیے دعا مانگنا، اور ایسے ہی دوسرے امور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعلق پر دلالت کریں" خلاصہ عبارت ختم۔

ابن عطاء کا کلام

ابن عطاء اللہ نے کتاب مفتاح الفلاح میں کہا، انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم پر درود وسلام بھیجنے کے حکم میں یہ راز پنہاں ہے کہ انسانی روح کمزور ہے۔ انوار الٰہیہ کو قبول نہیں کرسکتی جب درود وسلام پڑھنے والے کی روح کا رشتہ ارواح انبیاء کے ساتھ مضبوطی سے قائم ہوجاتا ہے، تو وہ انوار جو عالم غیب سے ارواح انبیاء پر فائض ہوتے ہیں، درود وسلام پڑھنے والوں پر ان کا عکس پڑتا ہے۔ کنوز الاسرار میں فرمایا، مواق نے کتاب سنن المهتدین میں علماء کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ ذکر مذکور کی محبت کو پختہ کرتا ہے اور محبت محبوب کی پیروی کو پختہ کرتی ہے۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر سرکار کی محبت کا سبب ہے اور آپ کی محبت آپ کی غلامی کا سبب ہے۔ اور آپ کی غلامی فرض ہے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کا حکم تاکیدی ہوا۔

ثمرات درود وسلام

اس کے ثمرات میں سے ایک یہ ہے جیسے کتاب مسالک الحنفاء میں امام قسطلانی نے بیان کیا ہے۔ کہ ہمارے شیخ ابوالمواہب الوفائی نے اپنی کتاب اخبار الاذکیاء باخبار

الاولیاءؒ میں فرمایا، کہ جن چیزوں سے اخلاص اور خاص لوگوں کے بلند مقامات حاصل ہوسکتے ہیں ان میں سے ایک اہلِ علم کی کتابوں کا مطالعہ ہے مثلاً - احیاء العلوم - القوت - الرعایہ الحلیہ - عوارف المعارف - التنویر - ورد وظائف پر ہمیشگی - اور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام بھیجنا - اور اس کے ثمرات میں سے ایک وہ ہے جس کا امام قسطلانی نے بھی قول کیا ہے - امام عارف سیدی محمد بن عمر غمری واسطی نے اپنی کتاب "منح المنة فی تلبس بالسنة" میں فرمایا - جان لو کہ شب و روز پابندی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنا سالک پر ابتدا میں ہی لازم ہے - اس سے اسے اس راستے پر چلنے اور رب الارباب کے قرب طلب کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے - دوسرے اذکار کی یہ بات نہیں، اس سے اللہ کی طرف جانے والا راستہ کھل جاتا ہے - کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ و وسیلہ ہیں - اور ہمارے لیے آپ ہی اللہ کی ذات پر دلیل اور اس کی پہچان ہیں - اور ذی واسطہ سے پہلے واسطہ سے تعلق ہوتا ہے کہ واسطہ ہی بادشاہِ معظم کی بارگاہ میں داخل ہونے اور مقامِ قرب حاصل کرنے کا سبب ہوتا ہے - پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق اور ان کے رب تبارک وتعالیٰ کے درمیان واسطہ ہیں

تمام نبیوں اور ولیوں کو حضور ہی سے مدد ملتی ہے

جان لو کہ نبیوں ولیوں اور تمام مخلوق کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف سے مدد ملتی ہے - اور ان کے تمام اعمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کئے جاتے ہیں اور ہر اجر و ثواب کے حصول میں آپ ہی واسطہ ہیں سو آپ پر درود وسلام قربِ خدا و رسول کے لیے سب سے بڑی مدد ہے - اسی سے نور حاصل ہوتا ہے، اور ظلمت نور ہی سے زائل ہوسکتی ہے - ظلمت سے مراد ہے نفس کا میل، دل کا زنگ - جب نفس میل اور دل زنگ سے پاک ہو جاتا ہے، نیکی سے روکنے والی تمام بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں - یہ سب آنحضرت کی برکت اور آپ پر بکثرت درود وسلام پڑھنے اور دل میں آپ کی محبت جاگزیں ہونے کی وجہ سے ہوا - او

جب ہمیں معلوم ہے کہ آپ کے افعال و اخلاق کی پیروی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک آپ کی طرف کامل توجہ مبذول نہ کی جائے اور کامل توجہ اس وقت تک ہو نہیں سکتی جب تک آپ کی محبت میں مبالغہ نہ کیا جائے اور محبت میں مبالغہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب آپ پر کثرت سے درود و سلام بھیجا جائے، اور جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ اسی لیے سالک (راہ حق پر چلنے والا) آپ پر درود و سلام سے ابتدا کرتا ہے۔ کہ اس سے باطن میں ایسی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور تزکیۂ نفس کے سلسلہ میں ایسے اُمورِ عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں، جن سے سالک ایسے اسرار و رموز فوائد اور لطف و لذت حاصل کرتا ہے جو گنتی و شمار میں نہیں آسکتے۔ اب سالک سمجھ جاتا ہے کہ خالص اللہ کی رضا جوئی کی طرف اس کے نبی پر درود و سلام کے ذریعے ہی متوجہ ہوا جا سکتا ہے یہاں تک کہ اس کا محل جتنا ہے اس کی برکت چمکتی ہے۔ اور یہی تو اس منزل و راہ کا چراغ ہے جس سے راہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے اور یہی وہ نور ہے جس سے روشنی مل سکتی ہے۔ سو جس نے اپنے دل کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھ کر آباد کر لیا، وہ اس کے انوار سے توحید کے چھپے راز دل پر اطلاع پاتا ہے۔

اور اس کے ثمرات میں سے ایک امام عارف سیدی محمد غمری، کے قول کے مطابق یہ بھی ہے کہ نفس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کریمہ پختہ صورت میں منتقش ہو جاتی ہے یوں کہ خلوصِ قلب اور تمام شرائط و آداب کے ساتھ ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے رہنا اور معنے پر غور کرنا، یہاں تک کہ باطن میں آپ کی محبت خالص طور پر پختہ ہو جائے، جو درود شریف پڑھنے والے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے درمیان مقامِ قرب و صفا میں الفت و اتصال پیدا کر دے۔ ایسا اتصال جس سے نفس و روح میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جاگزیں ہو جائے۔ اور جس سے کسی کو محبت ہو، وہ اسی کے ساتھ ہوتا ہے اور محبت، محبوب کی پیروی کو جنم دیتی ہے۔ مسالک الحنفا ؟

پھر میں نے یہی عبارت شرح دلائل الخیرات میں الشیخ عبداللہ الساحلی رضی اللہ عنہ کی کتاب بغیۃ السالک کے حوالہ سے لکھی دیکھی۔ جہاں مصنف فرماتے ہیں "نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کا سب سے بڑا فائدہ اور عمدہ ثمرہ جو حاصل کیا جاسکتا ہے وہ آپ کی صورت کریمہ کا منقش ہونا ہے" الخ" اور اپنے قول۔ محبت، محبوب کی پیروی پیدا کرتی ہے۔ کے بعد مزید فرمایا اور پیروی وصال کا اعلان کرتی ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرے وہ ان کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام فرمایا۔ یعنی انبیاء۔ صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ بہترین ساتھی ہیں"

اور روح تو اکٹھے لشکر ہیں "سو جن میں پہچان ہوگئی ان سے محبت ہوگئی اور جن کو نہ پہچانا اس سے اختلاف کر دیا" الخ

عارف باللہ سیدی ابراہیم الرشید خلیفہ سیدی احمد بن ادریس نے علامہ شیخ علی عبدالرزاق کے پیش کردہ سوالات میں سے دسویں مسئلہ کے جواب میں فرمایا "یہ بات معلوم ہے کہ جس نے وصالِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی لذت چکھ لی۔ کیونکہ دونوں کا بارگاہ ایک ہی ہے۔ جو وسیلے تک پہنچا وہ مقصد تک پہنچ گیا۔ جس نے دو وصالوں میں فرق کیا اس نے معرفت کا ذائقہ نہ چکھا۔ عارفوں نے اللہ اور رسول کی محبت میں باہمی رشک کیا ہے۔ کسی نے غزل کے وسیلہ سے وصال طلب کیا، جیسے برعی اور بوصیری۔ کسی نے غزل کے ذریعے مقصد طلب کیے۔ جیسے ابن الفارض اور ان جیسے دوسرے۔ کچھ وہ ہیں جنہوں نے دونوں مقامات پر غزل سے کام لیا ہے جیسے سیدی علی وفا۔ مقصد سب کا ایک ہے جب کہ سب سے بڑا ذریعہ وصال، صفات حبیب سے تعلق پیدا کرنا اور آپ پر بکثرت درود وسلام بھیجنا ہے یہاں تک کہ سرکار

کا خیال اس کی آنکھوں میں رہے، جیسے صاحبِ "دلائل الخیرات" کا طریقہ، کہ روضۂ اقدس کی تصویر سامنے رکھ کر، دور والا شخص، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے وقت اُسے دیکھے اس سے تصویر اس محبوب کی طرف منتقل ہو جو اس روضہ کے اندر تشریف فرما ہے۔ جب بار بار درود شریف پڑھتا اور اسے دیکھا جائے گا تو جن کا خیال و تصور باندھا تھا وہ محسوس ہونے لگیں گے اور یہی اصل مقصود ہے۔ اسی کی طرف کسی شاعر نے اشارہ کیا ہے۔

فَرَوْضَتُکَ الْحُسْنٰی مُنَایَ وَبُغْیَتِیْ وَفِیْھَا شِفَا قَلْبِیْ وَرُوْحِیْ وَرَاحَتِیْ

آپ کا خوبصورت روضۂ پاک، میرا تمنا اور مقصود ہے، اور اسی میں میرے دل و رُوح کی شفا اور آرام ہے۔"

فَاِنْ بَعُدَتْ عَنِّیْ وَشَطَّ مَزَارُھَا فَتِمْثَالُھَا عِنْدِیْ بِاَحْسَنِ صُوْرَۃٍ

پھر اگر وہ مجھ سے دُور ہے اور اس کی زیارت مشکل ہے، تو (چلو) اس کی شبیہ تو بہترین صُورت میں میرے پاس موجود ہے۔"

وَھَا اَنَا یَا خَیْرَ النَّبِیِّیْنَ کُلِّھِمْ اُقَبِّلُھَا شَوْقًا لِاِطْفَاءِ غُلَّتِیْ

اور ہاں، اے تمام نبیوں سے بہتر (نبی) میں اسے شوق سے، اپنی آگ بجھانے کے لیے چُوم رہا ہوں۔"

اسی مفہوم کو کسی دوسرے شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔

فَلَمَّا الشَّوْقُ اَقْلَقَنِیْ اِلَیْھَا وَلَمْ اَظْفَرْ بِمَطْلُوْبِیْ لَدَیْھَا

جب شوق نے مجھے اس کی طرف بے تاب کیا۔ اور میں اس کے پاس اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔"

نَقَشْتُ مِثَالَھَا فِیْ الْکَفِّ نَقْشًا وَقُلْتُ لِنَاظِرِیْ قَصْرًا عَلَیْھَا۔

(تو) میں نے ہتھیلی میں اس کی تصویر نقش کر لی اور اپنے دیکھنے والے کو کہا اس پر کم نظر ڈالیو (کہ محبوب کی تصویر پہ نظر کرنا عاشق کو ناگوار گزرتا ہے۔"

عارفین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کثرت سے درود و سلام بھیجتے ہیں تو اس سے ان کا مقصود حصول ثواب یا اس سے نفع اندوزی نہیں ہوتا۔ اگرچہ یہ حقیقت میں یہ چیز بھی ان کو حاصل ہوتی ہے۔ بقول اقبالؒ مرحوم۔ ؎

سوداگری نہیں، یہ عبادت خدا کی ہے　　اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

عارف باللہ الدمرداش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ؎

لَیْسَ قَصْدِیْ مِنَ الْجِنَانِ نَعِیْمًا　　غَیْرَ اَنِّیْ اُرِیْدُھَا لِاَرَاکَا

جنتوں میں میرا مقصد نعمتیں (حاصل کرنا) نہیں۔ میرا مقصد صرف محبوب تیرا دیدار ہے۔ (جو جنت میں ہوگا۔)

بقول عارف رومی علیہ الرحمہ۔ ؎

بے تو جنت دوزخ ست اے دلربا
با تو دوزخ جنت ست اے جانفزا

(محبوب تیرے بغیر جنت، جہنم اور تیرے ہمراہ جہنم ہے۔ مترجم)

سیدی عمر بن الفارض نے، اللہ ان کے وجود سے ہمیں نفع دے، جنت اور اس میں تیار نعمتیں، عالم کشف میں دیکھیں تو فرمایا۔ ؎

اِنْ کَانَ مَنْزِلَتِیْ فِی الْحُبِّ عِنْدَکُمْ
مَا قَدْ رَاَیْتُ فَقَدْ ضَیَّعْتُ اَیَّامِیْ

اگر محبت میں تمہارے نزدیک میرا وہی مقام ہے، جو میں دیکھ چکا ہوں، تو یقیناً میں نے اپنی عمر ضائع کر دی الخ

عارف باللہ سیدی محمد عثمان المیرغنی، خلیفہ سیدی احمد بن ادریس نے بھی اپنے اوراد مسمّٰی بہ باب الفیض والمدد من حضرۃ الرسول السند میں اپنے قول اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی مَنْ اِتِّبَاعِہٖ وَمَحَبَّتِہٖ وَاسْتِحْضَارِ الصُّوْرِیْ

وَالْمَعْنَوِیْ - الخ - الٰہی درود وسلام اور برکت نازل فرما ، مجھ پر ، آپ کی پیروی ، محبت اور آپ کا صوری و معنوی مشاہدہ ...." کے بعد فرمایا ، درود شریف عبارت ہے اسی سے ترقی کی اُمید - بڑا سلوک اور آپ سے تعلق حاصل ہوتا ہے اور اسے بادشاہوں کے بادشاہ! یہی تیری طرف جانے والا قریب ترین راستہ ہے الٰہی یہ نعمت ہمیشہ عطا فرمانا - اور ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمالے جنہیں اس کا وافر حصہ ملا ہے - یہاں ایک لطیف نکتہ اور قیمتی موتی ہے -

ایک لطیف نکتہ میں یہاں اس کے بیان میں راستے کے راز اور مقاصد واضح کرنا چاہتا ہوں جو اللہ کے قریب تر اور اس کی نگاہ میں بزرگ تر ہے - میں نے اس آخری دور میں اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے - اس کا سبب یہ ہوا کہ اتوار کی رات میں دیکھتا کیا ہوں کہ ایک عالیشان مکان میں حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوں ، آپ نے مجھے اس رات فرمایا ، تم میرے محبوب ہو - تم میرے مطلوب ہو - تم میرے مرغوب ہو - تو اے لوگو یہ کیا قسمت اور کتنا وافر حصہ ہے - اور آپ نے اشارۃً بتلایا کہ میرے پیروکار ہزاروں سے بڑھ کر ہوں گے ، اور ہوں گے بھی بڑے بڑے مکرم و مقرب - اور میرے ان کے درمیان مُریدین کا واسطہ نہ ہوگا - پھر شیخ نے فرمایا ، جان لے! کہ قریب ترین اور بزرگ ترین راستہ یہی (درود شریف) ہے - بلکہ اس جیسا اور اس سے قریب تر کوئی اور راستہ ہے ہی نہیں - اس کے لیے جو اس کے مفہوم کو سمجھتا ہو - یہی ہمارے طریقہ بلکہ ہر طریقہ کا راز ہے جو ہمیں اپنا آقا جل جلالہ تک پہنچائے - اسی لیے اس نے تمام اذکار میں ہمیں اس کا حکم دیا ہے اور سُن لو کہ یہ ہماری رمز ہے یہ وہ ہے جو ہماری تمام کتابوں میں موجود ہے بلکہ اللہ اور رسول پر دلالت کرنے والی تمام کتابوں میں ہے - یہ ہوتی خوشبو ہے - پس اس کے حاصل کرنے میں محنت کیجیے - جان لیجیے کہ کسی شیخ عارف کا ہونا ضروری ہے - (جاہل ، شہوت پرست کا ، بے عمل کا نہیں - مترجم) اگر مل جائے تو یہی مقصود ہے - پھر تو تمام وقت ذکر میں اور نفس کے مجاہدے میں صرف کر - اللہ سے

مشغول اور ماسوا سے الگ ہو جائے کہ کسی سے مانوس نہ رہے۔ جائے مقام مخلوق، بارگاہِ حبیب میں ہے۔ اور اے عقلمند! یہ مقصد بھی وہیں سے ملے گا، اور مقصد ہے آپ سے صُوری یا معنوی تعلق پیدا کرنا۔ صُوری کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حکموں کی پیروی کرنا۔ اور آپ کی منع کی ہوئی تمام باتوں سے پرہیز کرنا، اور یہ مقام آپ کی سُنّت و آثار پر ہمیشہ عمل پیرا ہونے اور آپ کے پیش کیے ہوئے احکام پر کاربند ہونے سے ملتا ہے تاکہ اسے آپ کے اسرار حاصل ہوں اور عزائم پر عمل کیا جائے تاکہ غنائم میسّر آئیں۔

دوم۔ آپ کی محبّت میں فنا ہونا، شدّتِ شوق۔ اور آپ کی اُلفت میں پختگی، کثرت سے آپ کا ذکر کرنا۔ آپ پر درود بھیجنا اور ہمیشہ ان خوبیوں پر غور کرتے رہنا، جو آپ کی محبّت کی محرک ہے۔

تعلق معنوی کی بھی دو قسمیں ہیں۔

اوّل۔ آپ کی صورت مُبارکہ ذاتِ حقیقی، اور ہستی بابرکت کو ذہن میں حاضر کرنا۔ اس کا طریقہ یا تو یہ ہے کہ اس سے پہلے آپ کو خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو چکی ہے سو اس مکمل صورت مبارکہ کو حاضر کرلیں۔ اور کامل محبّت کے ساتھ فنا ہو جائیں۔ اگر یہ میسّر نہیں تو آپ کے مذکورہ اوصاف کا تصوّر کر لیجیے، اور تصوّر کریں کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہیں۔ ادب و انکسار اس تمام مرحلے پر لازم ہے تاکہ لذّت محسوس ہو۔ اگر پہلے آپ کی زیارت کر چکے ہو، تو آپ کے روضۂ اقدس اور حجرہ مُبارکہ کا تصوّر جماؤ۔ اور یہ کہ تم سرکار کے سامنے کھڑے ہو۔ اگر یہ منظر سامنے نہ آئے تو مسجدِ نبوی، حجرۂ اقدس اور قابل قبر قبرِ مُنوّر کا تصوّر کرو، جس پر مسلسل انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ یہ اسباب ذاتِ طیب و طاہر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے قریب کرنے والے ہیں۔ خیال کرو کہ تم مواجہہ شریف کے سامنے کھڑے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری سُننے اور تمہیں دیکھتے ہیں گو تم دُور ہو کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی تائید سے دیکھتے اور سُنتے ہیں۔ پس آپ پر نہ قریب والا پوشیدہ ہے نہ دُور والا۔

دوم۔ آپ کی عظیم حقیقت کو ذہن میں حاضر کرنا اور یہ اچھے اعمال والوں کا مشاہدہ ہے۔

اور تمام دنیا کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنا حق وثابت ہے۔ خود ہمارے سامنے یہ حقیقت منکشف ہوئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی اور کا نور ہیں۔ انہی سے کائنات قائم ہے۔

سنو آئیے میں آپ کو فاضل ترا ور مختصر تر راستہ بتاؤں۔

قریب تر راستہ

سیدی عبدالکریم الجیلی نے کتاب الناموس الاعظم فی معرفۃ قدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرمایا۔ میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور آپ کا مرتبہ ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ اگرچہ ابتدا میں تکلف ہوگا۔ مگر عنقریب تیری رُوح مانوس ہو جائے گی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم واضح طور پر تیرے سامنے ہوں گے، تو ان سے بات وخطاب کرے گا۔ حضور تجھے جواب دیں گے، تجھ سے بات کریں گے، خطاب فرمائیں گے۔ اور تجھے (ایک گونہ) صحابہ کا درجہ ملے گا اور انشاء اللہ ان سے ملے گا۔ جان لے! کہ عارفین خواہ کیسے ہی اعلیٰ مقام پر فائز ہو جائیں، مراقبے میں آقاؤں کے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر کرتے ہیں، یہاں تک کہ عین تجلّیٔ حق کے وقت بھی ان کی توجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رہتی ہے۔ اپنی قابلیت کے مطابق آپ سے سُنتے اور طاقت سے کئی گنا زیادہ پاتے ہیں جو کوئی جس صورت میں آپ کا دیدار کرتا ہے ایسی ہی خلعت حاصل کرتا ہے اور عظمت وترقی پاتا ہے۔ نبی علیہ السلام کی عادت مُبارکہ ہے کہ ہر دیکھنے والے پر ایسا ہی کرم محمدی اور خُلق احمدی فرماتے ہیں۔ جان لے اکہ ایسے مقامات پر ان کلمات کو اس اُمید سے ذکر کرتا ہوں کہ تو جب یہ دُرود شریف پڑھے تو سوچے، عمل کرے اور کامیاب ہو۔ ہر کامل عقل والے کو سلام۔

سیدمحمد عثمان میر غنی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ختم ہُوئی۔ اللہ ان کی برکتوں سے ہمیں نفع مند فرمائے۔

اس کے ثمرات میں سے ایک ثمرہ یہ ہے کہ یہ (درود شریف) صدقہ کے قائم مقام ہے جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، کہ جس مُسلمان

کے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہ ہو وہ اپنی دعا میں یوں کہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

ترجمہ: "الٰہی درود بھیج اپنے بندے اور اپنے رسول محمد پر اور درود بھیج ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں پر، مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں پر۔"

یہی اس کی زکوٰۃ ہے" اس کو امام بخاری نے ادب المفرد میں ذکر کیا ہے۔

اس کے ثمرات میں سے ایک ثمرہ یہ ہے کہ یہ حصولِ مقاصد و مطالب کا سبب ہے اور زندگی میں اور مرنے کے بعد حاجات پوری کرنے کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے روزانہ مجھ پر سو بار درود شریف بھیجا، اللہ اس کی سو حاجتیں پوری کرے گا۔ جن میں سے ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی" اس کو ابن مندہ نے روایت کیا۔

اور اس کے ثمرات میں سے ایک یہ ہے کہ حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ امام قسطلانی نے مسالک الحنفا میں کہا جب کسی بات میں تمہیں مشکل پیش آئے تو اس ذات پاک پر کثرت سے درود وسلام بھیجو، جن پر بادل سائبان ہوتا تھا۔

ان کے ثمرات میں سے ایک یہ کہ جب دعا کی ابتدا و انتہا درود شریف سے کی جائے دعا قبول ہوتی ہے۔ ابو سلیمان دارنی نے کہا، اللہ تعالیٰ دونوں درود قبول فرماتا ہے وہ کریم ایسا نہیں کہ ان کے درمیانی حصہ (دعا) کو رد کر دے۔ اور حدیث میں ہے کہ دو درودوں کے درمیان والی دعا رد نہیں ہوتی۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ ہر دعا زمین و آسمان کے درمیان رکی رہتی ہے، جب مجھ پر پڑھا ہوا درود آتا ہے دعا اوپر چڑھ جاتی ہے (قبول ہوتی ہے)

اس کے ثمرات میں سے ایک ہے حسنِ خاتمہ۔ سید محمود کردی الباقیات الصالحات

میں فرمایا۔ علماء امت کا اس پر اتفاق ہے کہ کثرت سے درود وسلام پڑھنا۔ حسن خاتمہ کی علامات میں سے ایک ہے۔

اس کے ثمرات میں سے ایک یہ، تربیت کرنے والا شیخ میسر نہ ہو تو یہ اس کے قائم مقام ہے بکنوز الاسرار میں فرمایا۔ عارف باللہ سیدی یوسف القاضی نے اپنے بعض ساتھیوں سے فرمایا، اس کی عبارت یہ ہے۔ الحمد للہ۔ جان لے کہ ہمیشہ پابندی سے اذکار و وظائف پڑھنے سے ایسی نورانیت حاصل ہوتی ہے جو صفات کو جلا دیتی ہے اور طبیعتوں کو تازگی بخشتی ہے جس سے وہ حد اعتدال سے انحراف کی طرف تجاوز کر جاتی ہیں۔ پھر اگر وہ عقیدہ سے مل جائے اور اس پر غالب آ جائے تو خیر محض ہے۔ اور حالات سے مل جائے تو صرف ایک مجموعہ ہے اور اعمال سے مل جائے تو ان کی حقیقت کو ترجیح دیتی ہے اور عمدہ کر دیتی ہے۔ یا اقوال سے ملتی ہے تو بہترین وحدت پیدا کر دیتی ہے۔ اسی لیے مسلمانوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ یہ پانی کی طرح نفوس کو قوت دیتا اور طبیعتوں کی کدورت کو ختم کر دیتا ہے۔ اسی لیے بعض مشائخ نے کہا جس کو تربیت دینے والا شیخ نہ ملے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے۔ اور حقیقت یہ ہے کیونکہ اس میں اعتدال کا راز پوشیدہ ہے جو بندے کی تکمیل و کمال کا جامع ہے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ ذکر خدا و ذکر مصطفےٰ، دونوں موجود ہیں۔ اس کے برعکس نہیں۔ اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے بغیر اللہ کے ذکر سے گمراہی حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ عجیب راز ہے۔"

سیدی ابو العباس التیجانی نے فرمایا جیسا کہ جواہر المعانی میں نقل ہے کہ شیخ سے ملنے سے پہلے مرید پر لازم ہے کہ سخت حضور قلب کے ساتھ ذکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام لازمی پڑھتا رہے۔ توفیق کے مطابق معانی پر غور کرے۔ یہ عقیدہ رکھے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا ہے اور جہاں تک ہو سکے خواہشات واغراض نفس سے منہ پھیر لے اور جو

اعمال اسے اللہ کا محبوب بنائیں ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے۔ اور یہ نوافل مختلف اوقات میں مشہور ہیں۔ مثلاً چاشت کے وقت، ظہر سے پہلے اور بعد، عصر سے پہلے مغرب کے بعد۔ عشاء کے بعد، سونے سے بیدار ہونے کے بعد، رات کے پچھلے پہر، ان میں کمی کرے اور اس کی جگہ نوافل کی جگہ ذکرِ خدا کرے اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام اہتمام و کثرت سے بھیجتا رہے۔ اس لیے کہ اللہ کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام، ہر نیکی کی کنجی ہے۔ ذکر تنہائی میں ہو؟ کھانا پینا کم کر دے۔ کچھ روزے رکھے اور ان چیزوں سے پرہیز کرے جو اہل طریقت نے لکھی ہیں۔'' الخ۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے شیخ و مرشد کے اوصاف بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ اس دور میں جو کوئی شیخ تک رسائی حاصل کرنا چاہے، اور اس کی پہچان نہ کر سکے اور جھوٹے دعویداروں کے دام فریب میں پھنس جانے کا ڈر ہو، اسے لازمی سچائی اور دل کی گہرائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے۔ کامل عاجزی و انکساری کرنی چاہیئے تاکہ مرشد کامل کا پتہ چل سکے۔ جو اس پستی سے اسے نکالے اور خدا کی راہ بتائے اور حکم الٰہی کی تعمیل میں اس کی مدد کرے یہاں تک کہ اس کے سمندر کی گہرائی میں ڈوب جائے۔ اس کا یہی چارہ کار ہے اس سے بڑا، اس سے اعلیٰ، زیادہ مفید، مراد تک زیادہ پہنچانے والا۔ بلند تر، اس آدمی کے لیے جو شیخ کامل کے حصول میں کامیاب نہ ہو سکے، انتہائی ادب و احترام، دلجمعی و توجہ سے بکثرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا ہے۔ اس یقین کے ساتھ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بیٹھا ہے۔ اس پر ہمیشہ عمل پیرا رہے۔ کیونکہ جو کوئی اس پر ہمیشہ عمل پیرا رہے، اور اس کا اللہ تک رسائی کا پکا ارادہ ہو جیسے پیاسا پانی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اللہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ یا تو ایسا شیخ کامل واصل عطا کرتا ہے جو اس کی دستگیری کرے۔ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کر دیتا ہے اور یا پردے اٹھا کر باب وصول اس کے لیے کھول دیتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا ہے۔

کہ اللہ تک پہنچنے میں یہی سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ اور جس کسی نے بھی کسی بھی یہ وسیلہ پکڑا اُسے نامراد نہ پھرا۔" الخ۔

ہمارے شیخ حسن العدوی نے اپنی "شرح دلائل الخیرات" میں فرمایا۔ بعض اہلِ حقیقت نے کہا ہے کہ وہ بغیر کسی شیخ و مرشد کے وسیلہ کے اللہ تک پہنچے ہیں لیکن قطب علوی نے کہا، یہ اس لیے کہ درود شریف کی دلوں کی روشنی میں عجیب تاثیر ہے۔ ورنہ اللہ تک پہنچنے کے لیے وسیلہ ضروری ہے"۔ سید احمد دحلان نے اپنی کتاب "تقریب الاصول لتسهيل الوصول" میں کہا، مریدان وظائف کو اپنائے جن کا شیخ نے اُسے حکم دیا ہے۔ اگر شیخ و مرشد نہ ملے تو وہ اذکار جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، اور آپ کا معمول رہے ہیں، دوسرے اوراد و وظائف سے افضل ہیں۔ ان میں قطب الحداد مرحوم کا رسالہ "الورد اللطیف" کافی ہے کیونکہ جو اوراد اس میں منقول ہیں، دراصل وہی اوراد ماثورہ ہیں۔ یونہی اس کے لیے تلاوت قرآن کریم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنا ہی کافی ہے۔

علامہ سیدی عبدالرحمٰن بن مصطفےٰ العیدروس مقیم مصر نے سیدی احمد البدوی کے وظائف کی شرح میں اور اپنی کتاب "مراٰۃ الشموس فی مناقب آل العیدروس" میں یہ بات ذکر کی ہے کہ آخری زمانہ میں تربیت کرنے والے ختم ہو جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام رہ جائے گا۔ حالتِ خواب میں بھی اور بیداری میں بھی "۔ عبارت ختم۔

سید احمد دحلان نے بھی اپنی کتاب مذکور میں ابوالمواہب الشاذلی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کی تربیت بلا واسطہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کیونکہ وہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام بھیجتے ہیں۔ "مسالک الحنفاء" میں شیخ شمس الدین البرشنشی کی کتاب "مفتاح الفلاح و

(مصباح الدرو) کے حوالے سے فرمایا۔ سلوک میں کئی راستے ہیں، جن میں تجھے کجی نظر نہیں آئے گی اب تو اس طریقے سے ابتدا کر۔ یہ طریقہ امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ میں نے بعض اہلِ تحقیق سے حاصل کیا ہے۔ وہ یہ کہ سالک دیگر اذکار کو چھوڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام سے ابتدا کرے۔ کیونکہ ہمارے اور خدا کے درمیان نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں۔ آپ ہی ہمارے لیے اللہ کی ذات پر دلیل ہیں۔ آپ ہی ہمارے لیے معرفت خدا کا ذریعہ ہیں۔ اور واسطہ و وسیلہ سے تعلق پہلے ہوتا ہے اور مقصود سے بعد میں۔ نیز مقام اخلاص دل ہے۔ اور کبھی وہ غیر خدا کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور نفس، مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے، بُرائی کا بہت حکم دینے والا، خواہشاتِ نفسانیہ کی ترغیب دینے والا، اور غلط باتوں کی طرف مائل کرنے والا ہے۔ یہ تمام گندگیاں ہیں جو دل کو اخلاص سے محروم اور صحیح طور پر اللہ کی طرف متوجہ ہونے سے روکتی ہے۔ اور یہی شیطانی حکموں کو قبول کرتی ہیں۔ اگر یہ قبول نہ کرتیں۔ تو شیطان کو دل کی راہ نہ ملتی۔ ان کا قبول کرنا ان کی غفلت اور اللہ سے دُوری کی دلیل ہے۔ اور اللہ سے غیبت و دُوری بھاری پردہ ہے اور پردہ اندھیرا ہے۔ پس سالک اس اندھیرے کو دور کرنے اور اس گندگی کو ختم کرنے کا محتاج ہُوا۔ اور اندھیرا روشنی سے دُور ہوتا ہے۔ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مُجھ پر دُرود پڑھنا روشنی پر روشنی ہے، اور گندگی صفائی سے زائل ہوتی ہے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اہلِ ایمان کے دلوں کی پاکی اور میل سے دھونا مجھ پر دُرود بھیجنا ہے۔ اسی لیے سالک کو ابتدا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ اخلاص کا مقام پاک ہو جائے۔ کیونکہ جب تک بیماری باقی ہے اخلاص پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور خرابی حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے ختم ہوتی ہے اور آپ پر کثرت سے دُرود بھیجنے کا پھل آپ کی محبت کا دل میں پختہ ہونا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا پختہ ہونے کا پھل آپ کی طرف اور آپ کی خصوصی صفات اور اخلاص کی طرف سخت متوجہ ہونا ہے جب ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپ کے افعال و اخلاق

کی پیروی صرف اس وقت نصیب ہو سکتی ہے کہ جب میرے نزدیک آپ کی از حد اہمیت ہو اور اس مقام پر صرف اس وقت پہنچا جا سکتا ہے، جب حد درجہ کی آپ سے محبت ہو اور آپ کی حد درجہ محبت حاصل کرنے کا صرف یہ طریقہ ہے کہ آپ پر کثرت سے درود و سلام بھیجا جائے۔ اور جس کو کسی سے محبت ہو، کثرت سے اس کا ذکر کرتا ہے۔ اسی لیے سالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے سے ابتدا کرتا ہے اور یہ ذکر خدا ذکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو جمع کرنے والا ہے۔ روایت ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کا فرمان ہے "اے محمدؐ! میں نے تجھے اپنے ذکر میں سے ذکر بنایا ہے، جس نے تیرا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا، جس نے تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرا ذکر کیا، اس نے اللہ کا ذکر کیا۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔ اور درود بھیجنے والا اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ پھر فرمایا، خبردار لفظ سیادت (سیدنا) نہ چھوڑنا۔ اس میں راز ہے جو اس عبادت پر ہمیشہ عمل کرنے والے پر ظاہر ہو جاتا ہے"۔

عارف شعرانی کا ارشاد

عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی نے "العہود الکبریٰ مسمیٰ بہ لواقح الانوار القدسیہ" میں "محمدی وعدوں" کے عنوان کے تحت فرمایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام بھیجنے کا وعدہ "اے بھائی جان لے! کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنے کا قریب تر راستہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا ہے جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی خدمت نہیں کرتا اور بارگاہ رب العزت میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ امر محال کا ارادہ کرتا ہے۔ اس بارگاہ کے آگے جو پردے حائل ہیں وہ اسے داخل نہیں ہونے دیں گے۔ یہ سب اس لیے ہے کہ اسے بارگاہ خداوندی کے آداب کا پتہ نہیں۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے حصول مقصد کے لیے بغیر کسی واسطہ کے بادشاہ کے حضور حاضر ہونے

کی خواہش۔ اس بات کو سوچو! سو، اے میرے بھائی! نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام بھیجنا اپنے اوپر لازم کر لے۔ اگر تو خطاؤں سے محفوظ ہو۔ کیونکہ بادشاہ کا نوکر یا غلام نشے میں ہو تو اسے کوئی پوچھتا تک نہیں، بخلاف اس کے جو بادشاہ کا غلام نہ ہو اور اپنے آپ کو بادشاہ کے خدام اور غلاموں وغیرہ سے برتر سمجھے اور کسی وسائط و وسائل کے دائرہ میں داخل نہ ہو تو بلاشبہ دربار کے متعلقین اسے ماریں گے اور سزا دیں گے۔ سو وسائل کی حمایت کو دیکھو۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ آقا و والی کا غلام نشے میں ہو، اور کوئی اس سے باز پرس کر سکے۔ یہ سب آقا کی عزت ہے۔ یونہی قیامت کے دن فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں کو باز پرس نہیں کر سکیں گے۔ یہ سب عزت و تکریم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اس کوتاہی کے باوجود حمایت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے وہ فائدہ دے گی۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خصوصی طور پر منسوب نہ ہونے والی کثیر نیکیاں نہ دے سکیں گے۔

ہمارے شیخ، شیخ نورالدین الشونی کے زمانے میں ایسے لوگ بھی تھے جو علم و عمل میں ان سے بڑھ کر تھے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کثرت سے درود نہیں بھیجتے تھے جیسے شیخ۔ تو ان کے علم و عمل نے ان کو وہ قبول عام اور مقامِ بلند نہ دیا جس پر شیخ نورالدین متمکن تھے۔ ان کی حاجات پوری ہوتیں۔ ان کے راستے پر چلا جاتا اور تمام علماء اور مجذوب ان سے محبت کرتے تھے۔ خدا کی قسم، اللہ کے سچے ذکر کرنے والوں کا مقصد صرف اللہ کی محبت و رضا ہوتی ہے۔ یونہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پر جمع ہونے والوں کا مقصد محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے۔ اس کو سمجھ لیجیے فرمایا، میں چاہتا ہوں۔ میرے بھائی! کہ تیرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کے تمام فوائد ذکر کر دوں۔ تاکہ تیرے اندر شوق پیدا ہو۔ شائد اللہ تعالیٰ تجھے سرکار کی خالص محبت نصیب کر دے۔ اور اکثر اوقات سرکار پر درود وسلام بھیجتے رہنا ہی

ر اشغل ہو جائے۔ اور تیرے ہر نیک کام کا اجر و ثواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال نامے میں
شع ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی طرف اشارہ کرتی
ہے۔ کہ یا رسول اللہ! میں اپنا تمام وقت آپ پر درود وسلام پڑھنے میں وقف کرتا ہوں"
یعنی اپنے تمام اعمال کا ثواب آپ کے لیے وقف کرتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
پھر تو اللہ تعالیٰ اسی کو تیرے دنیا و آخرت کے غم والم کا کافی مداوا کر دے گا" اس سے بڑھ
کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے والے پر اللہ، اس کے فرشتوں اور اس کے
رسولوں کا درود وسلام نازل ہوتا ہے۔

ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ خطائیں معاف ہوتی ہیں۔ اعمال پاکیزہ ہوتے ہیں
اور درجات بلند ہوتے ہیں۔

ان میں سے ایک گناہوں کی بخشش اور خود درود شریف کا، پڑھنے والے کے لیے
استغفار کرنا۔

ان میں سے ایک یہ کہ درود شریف پڑھنے والے کے لیے دو قیراط اجر لکھا
جاتا ہے، ہر قیراط کوہِ احد کے برابر۔ اور اس کو ناپ کر پورا پورا صلہ ملے گا۔

ان میں سے ایک یہ کہ جو کوئی درود وسلام کو ہی اپنا کل وظیفہ بنا لے، اس
کے لیے دنیا و آخرت میں یہی کافی ہوگا، جیسا کہ گزرا۔

ان میں سے ایک یہ کہ خطائیں مٹ جاتی ہیں اور غلاموں کی گردنیں آزاد کرنے
سے یہ عمل افضل ہے۔

ان میں سے ایک یہ کہ تمام پریشانیوں سے نجات اور قیامت کے دن اس کے
حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی اور لازمی شفاعت۔

ان میں سے ایک یہ کہ اللہ کی رضا و رحمت اور اس کے غضب سے امان اور اس
کے عرش کے سایہ میں قیامت کے دن پناہ ملے گی۔

ان میں سے ایک یہ کہ آخرت میں نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔ حوض کوثر پر پانی ملے گا۔ اور پیاس سے بچے گا۔

ان میں سے ایک یہ کہ جہنم سے آزادی۔ پلصراط سے تیز بجلی کی طرح گزرنا اور جنت کے نزدیک، مرنے سے پہلے اپنا ٹھکانہ دیکھنا ہے۔

ان میں سے ایک جنت میں بہت بیویاں نصیب ہوں گے اور عزت کا ٹھکانہ ملے گا۔

ان میں سے ایک یہ کہ ایک بار کا درود شریف پڑھنا دس غزوات کی شمولیت سے افضل ہے۔

ان میں سے ایک یہ کہ درود وسلام زکوٰۃ ہے، جس کی برکت سے مال بڑھتا ہے۔

ان میں سے ایک یہ کہ ہر درُود کے بدلے ستّر سے زائد حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔

ان میں سے ایک یہ کہ یہ عبادت ہے اور اللہ کو تمام اعمال میں سے محبوب تر۔

ان میں سے ایک یہ کہ درود وسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ پڑھنے والا اہلِ سُنّت ہے۔

ان میں سے ایک یہ کہ جب تک درود شریف پڑھنے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود پڑھتا ہے فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں۔

ان میں سے یہ کہ درُود وسلام مخلوں کی زینت ہے۔ غریبی تنگدستی دور کرتا ہے

ان میں سے ایک یہ کہ اس سے نیک نامی حاصل ہوتی ہے۔

ان میں سے ایک یہ کہ اس کا عامل قیامت کے دن، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہوگا۔

ان میں سے ایک یہ کہ، عامل اور اس کی اولاد اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ یونہی

جس کو اس کی توفیق ہوئی۔

ان میں سے ایک یہ کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا ذریعہ ہے۔

ان میں سے ایک یہ کہ پڑھنے والے کے لیے یہ قبر، حشر اور پل صراط پہ نور ہو گا۔

ان میں سے ایک یہ کہ پڑھنے کی دشمن کے مقابلہ میں مدد ہو گی۔ دل نفاق اور میل کچیل سے پاک ہو گا۔

ایک یہ کہ اس سے اہلِ ایمان سے محبت ہوتی ہے۔ لہٰذا درود وسلام پڑھنے والے کو صرف وہ منافق ناپسند کرے گا۔ جس کا نفاق ظاہر ہو۔

ان میں سے ایک یہ کہ خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گی۔ اور اگر اور کثرت کرے تو بیداری میں۔

ان میں سے ایک یہ کہ درود وسلام اپنے عامل کی گمراہی میں کمی کرتا ہے۔ یہ تمام اعمال میں مبارک ترین، افضل ترین اور دنیا و آخرت میں مفید ترین عمل ہے۔

اس کے علاوہ اور اجر و ثواب ہیں جو اعداد و شمار سے باہر ہیں، میں نے اس کے کچھ اجر و فضائل بیان کر کے تجھے شوق دلایا ہے۔ سو میرے بھائی اس پہ لازمی عمل کر کہ یہ تمام اعمال میں افضل ترین ذخیرہ ہے۔ مجھے بھی ابو العباس خضر علیہ السلام نے اسی کا حکم دیا ہے۔ فرمایا کہ ہر روز نمازِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک اس کو لازم کر لے۔ پھر اس کے بعد کچھ دیر تک اللہ کا ذکر کر۔ میں نے عرض کیا سنوں گا اور مانوں گا۔ اس سے مجھے اور میرے احباب کو دنیا و آخرت کی بڑی بھلائیاں حاصل ہوئیں۔ اور اس طرح رزق ملا کہ تمام اہلِ مصر میرے اہل و عیال ہوں، روزی کا غم نہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ (اللہ پروردگارِ جہان کا شکر ہے) الخ۔

ایک ثمرہ

اس کے ثمرات میں سے ایک جیسا کہ سیدی ابوالعباس التیجانی نے فرمایا اور یہ بات
ان کے شاگرد ابن حرازم نے اپنی کتاب "جواہر المعانی" میں نقل کی ہے کہ جو مسلمان نبی صلی
اللہ علیہ وسلم پر ایک درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس پر دس درود بھیجنے کا ضامن
ہے۔ اس میں دو راز ہیں۔ ایک یہ کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا بدلہ دینا لازم ہو جاتا ہے۔ اس قاعدے کی رُو سے
کہ کریم کرم کرتا ہی ہے۔ جب کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر متوجہ ہوتا ہے، تو اپنے نبی کی
جگہ حق سبحانہ تعالیٰ اس پر دس درود بھیج کر توجہ فرماتا ہے۔ ایک کے بدلے دس۔
دوسرا راز یہ کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت اور عنایت
ہے، پس جس کو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ وہ اس کے محبوب پر درود وسلام بھیج کر اس
کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ اللہ اس کی رعایت اور اس سے محبت فرماتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا ہے۔ محبت وعنایت اس درجہ ہو جاتی
ہے کہ اگر تمہیں روز اول سے روز آخر تک تمام اہل زمین کے گناہوں دونا دون
گناہوں کا ارتکاب بھی کر لے، پھر اللہ سبحانہ تعالیٰ اسے اپنے فضل وعفو کے سمندر میں داخل
فرمائے گا اور قیامت کے دن اس کو سامنے لا کر اتنا کچھ عطا فرمائے گا۔ جتنے کی اسے
توقع ہو۔ کیونکہ اللہ نے اس کو اپنی رضامندی کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچا دیا ہے۔ اور
غائبانہ اس کا یہ حال ہے کہ جب بھی فرشتے اس کا گناہوں سے پُر نامۂ اعمال لے کر اوپر جاتے
ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کو ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعنایت
ہے، سو اس کی خطائیں دوسروں کی طرح نہیں۔ اور دوسرے خطاواروں کی طرح اس
کی خطاؤں پر گرفت نہیں ہو گی۔ جب تمہیں یہ حدیث معلوم ہو گئی تو یہ بھی معلوم ہو گا

کہ اس زمانے کے لوگوں کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنا تلاوت قرآن سے اس وجہ اور صرف اسی حیثیت سے افضل ہے۔ جیسا کہ تم سن چکے۔ یہ بات نہیں کہ درود شریف قرآن کریم سے افضل ہے۔ کیونکہ اللہ کے قرب کے لیے قرآن ہی افضل ہے۔ لیکن اس کے لیے جس کے اعمال واحوال اللہ کے ساتھ صاف ہوں، اس صورت میں قرآن کی تلاوت کرنے والا سب سے آگے اور سب سے بڑھ کر اللہ کی رضا حاصل کرنے والا ہوگا۔ اس وقت خاص میں کامیاب ہونے والوں کا اس کے برابر مرتبہ نہیں۔ تلاوتِ قرآن کو مطلقاً کم سمجھنے والوں پر اللہ کی وہ ناراضگی ہوگی جو عقل وخرد سے وری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے کو اپنی کتاب پر غیرت آتی ہے۔ کیونکہ یہ بارگاہِ قرب ہے جو کوئی اس کی کتاب میں خلط ملط کرے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کی بے ادبی کرے اللہ اس کو دھتکار دیتا ہے اور اس پر ناراض ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے اس بارگاہ کا حق ادا نہیں کیا۔ جس نے اسے سمجھ لیا تو قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی نسبت سمجھ لی۔

صلاۃ کا مفہوم

ہمارے شیخ، شیخ حسن العدوی نے شرح "دلائل الخیرات" میں فرمایا۔ قاضی ابو عبد اللہ اسکاکی نے کہا جان لے کہ اللہ کی طرف سے صلاۃ کا مطلب رحمت ہے اور جس پر اللہ نے ایک بار رحمت کی، وہ اس کے لیے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بہتر ہے۔ تو دس رحمتوں کے بارے میں کیا خیال ہے۔ ان سے اللہ تعالیٰ کتنی تکلیفیں اور مصیبتیں دور فرمائے گا اور اس کی برکتوں سے کیسی کیسی برکتیں حاصل ہوں گی۔ شیخ ابن عطا اللہ نے کہا۔ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود شریف بھیجتا ہے۔ وہی اس کے دنیا وآخرت کے غم والم کے لیے کافی ہے۔ پھر اس کا کیا کہنا جو دس بار آپ پر درود بھیجے الخ ابن شافع نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ کتنا بلند ہے۔ اور آپ کی خوشنودی کتنی بڑی نعمت ہے کہ درود شریف پڑھنے والا اس بڑے مقام پر فائز ہو جاتا ہے ورنہ تجھے یہ مقام کب ملتا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر صلاۃ بھیجے۔ اگر تو تمام عمر اللہ تعالیٰ

کی تمام عبادات کرے پھر اللہ تعالیٰ تجھ پر ایک صلاۃ بھیج دے تو وہ ایک صلاۃ تیرے تمام عمر کی عبادات پر افضل و برتر ہے۔ کیونکہ تُو اپنی توفیق کے مطابق درود بھیجتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی ربُوبیت کے مطابق رحمت نازل کرتا ہے۔ یہ تو اس وقت ہے جب ایک صلاۃ ہو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ تیرے ایک درود کے بدلے تجھ پر دس صلاتیں نازل فرمائے تو کیا کہنا۔ الخ

اس کے ثمرات میں سے ایک بہترین خوشبو ہے۔ الفاسی نے شرح دلائل میں مصنف کے اس قول پر کہ بعض عارفین رضوان اللہ اجمعین، سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا، جس مجلس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا جائے۔ اس سے عمدہ خوشبو دار ہوا اٹھتی ہے۔ یہاں تک کہ آسمان تک پہنچ جاتی ہے، پھر فرشتے کہتے ہیں یہ وہ مجلس ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا گیا ہے۔

شیخ ابو جعفر بن وداعہ رحمہ اللہ نے کہا، حدیث میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جس جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے یا آپ پر درود و سلام بھیجا جائے۔ وہاں سے ایسی خوشبو پھوٹتی ہے جو سات آسمانوں کو چیر کر عرش معلیٰ تک جا پہنچتی ہے۔ جنوں اور انسانوں کے سوا، اس خوشبو کو زمین میں اللہ کی ساری مخلوق محسوس کرتی ہے اگر یہ بھی اس کی خوشبو محسوس کرنے لگیں تو اس کی لذت میں مشغول ہو کر کاروبارِ زندگی سے غافل ہو جائیں اور اس خوشبو کو جو فرشتہ یا اللہ کی دیگر مخلوق محسوس کرتی ہے وہ اہل مجلس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور ان کے لیے اس تمام تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اس کے برابر ان کے درجے بلند ہوتے ہیں، برابر ہے کہ مجلس میں ایک ہو یا ایک لاکھ۔ ہر ایک کو یہ اجر بھی ملے گا۔ اور دیگر بھی بہت کچھ۔

ایک اور حدیث میں ہے جس مجلس میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا جائے اس سے خوشبو اٹھتی ہے اور آسمان تک جاتی ہے اور فرشتے کہتے ہیں یہ خوشبو اس مجلس کی ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا گیا ہے۔ فرمایا اس کے ساتھ ملتی

جلتی وہ حکایت ہے۔

امام ابن ہشام کی حکایت

جسے ابن ہشام یعنی استاذ ابو محمد جبر نے محمد بن سعید بن مطرف سے نقل کیا ہے جو ایک مرد صالح تھے۔ کہتے ہیں میں نے اپنے اُوپر لازم کر رکھا تھا کہ جب بھی رات کو سونے کے لیے بستر پر آتا، ایک مُعین تعداد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا۔ ایک رات میں نے جونہی یہ تعداد پوری کی۔ میری آنکھ لگ گئی میں ایک بالا خانے میں مقیم تھا۔ دیکھتا کیا ہُوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بالا خانے کے دروازے سے اندر داخل ہُوئے جس سے تمام کمرہ جگمگ کرنے لگا۔ پھر میری طرف رُخ کر کے فرمایا، یہ منہ آگے کر جو مجھ پر کثرت سے دُرود وسلام پڑھتا ہے کہ میں اس پر بوسہ دُوں۔ میں سرکار کی طرف اپنا منہ کرتے شرما سا گیا، سو میں نے اپنا چہرہ کسی قدر پھیر لیا، پھر آپ نے میرے رخسار پر بوسہ دیا۔ میں اسی وقت گھبرا کر بیدار ہو گیا، میں نے پاس لیٹی ہوئی اپنی بیوی کو جگایا۔ سارا مکان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبُو سے مہک رہا تھا اور میرے رخسار پر تقریباً آٹھ دن تک کستوری کی خوشبُو باقی رہی۔ جسے میری بیوی رات دن میرے رخسار پر محسوس کرتی رہی۔" الخ

ایسی ہی ایک حکایت استاذ جبر نے بغیر سند کے ذکر کی ہے۔ ابن مندیل نے کہا کہ اسے ابن بشکوال نے ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہم سے محمّد بن سعید خیاط نے بیان کیا جو مرد صالح تھے الخ

پھر ابن وداعہ نے کہا، جب تم اس بات کی حقیقت معلوم کرنا چاہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر نظر کر و "جو لوگ کسی محفل میں بیٹھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود وسلام بھیجے بغیر منتشر ہو جائیں۔ وہ مُردار سے زیادہ بدبُو پر منتشر ہُوئے" تیرے لیے ظاہر ہو جائیں گا کہ جن مجالس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے یا آپ پر درود شریف بھیجا جائے اُن میں عطر کی خوشبوئیں آئیں گی۔ اور کستوری کی مہک آئے گی۔ اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر پاک اور سب سے بڑھ کر ستھرے ہیں اور جلد ہی آپ کو اہل جنّت کی خصوصیات سے نوازا گیا تھا تو آپ جس راہ سے گزرتے، جس مجلس میں بیٹھتے اور جس چیز

کو اپنے دستِ مُبارک یا کسی عضو سے چھُو لیتے، اس میں کستوری جیسی خوشبُو باقی رہتی۔ یہاں تک کہ آپ کا صحابہ کرام اسی خوشبُو سے معلوم کرتے تھے کہ سرکار اس راہ سے گزرے ہیں۔ اللہ نے آپ کی یہ کرامت باقی رکھی ہے۔ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جس محفل میں کیا جائے، یا آپ پر درود وسلام پڑھا جائے، وہ جگہ آپ کے ذکر پاک سے معطر ہو جاتی ہے۔ اور وہاں سے مکمل خوشبُودار ہوائیں چلتی رہتی ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل پر ایسا درود بھیجے، جس سے ذکر کی مجالس معطر ہُوں اور بڑے سے بڑے گناہ بخشے جائیں۔" فرمایا جس چیز کا ذکر کرنا یہاں مناسب ہے، وہ بات ہے جسے شیخ عبد اللہ الساحلی رضی اللہ عنہُ نے بغیۃ السالک میں ذکر کیا ہے کہا کہ مجُھ سے میرے والد رضی اللہ عنہُ نے بیان کیا، کہ ہم سے شیخ ابوالقاسم المرید رضی اللہ عنہُ نے بیان کیا کہ جب شیخ ابو عمران البردعی مقامِ مالقہ تشریف لائے وہاں ان کی ملاقات شیخ ابو علی الحراز سے ہوئی۔ ایک دن میرے گھر کھانے کی دعوت پر ہم تینوں جمع ہو گئے، کھانا میں نے تیار کیا تھا۔ ابوالقاسم نے کہا جو میرے والد کے پاس موجود تھے، اور زکام کی بیماری ان سے جُدا نہیں ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ اس نے حسِ شامہ کو معطل کر رکھا تھا، پس شیخ ابو عمران نے شیخ ابو علی سے کہا اے ابو علی! تمہیں آٹھ سال ہو گئے، حرارت نے تمہارے اندر اثر نہیں کیا۔ انہوں نے کہا آقا اس سے بھی زیادہ مُدت گذر چکی ہے۔ شیخ ابو عمران نے کہا، یہ چیز تو بچوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس طرح تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں کیا جا سکتا۔ پھر فرمایا شیخ ابوالقاسم کے والد کے ہاتھ میں سانس لو۔ فرمایا، ابو علی نے میرے والد کے ہاتھ میں سانس لیا، ان کے سانس سے کستوری کی خوشبُو آنے لگی۔ لیکن تھوڑی تھوڑی۔ پھر شیخ ابو عمران نے میرے والد ابوالقاسم کے ہاتھ میں سانس لیا (پھونک ماری)، تو اللہ کی قسم۔ کستوری کی خوشبُو نے میرے والد کے نتھوں کو چیر کر رکھ دیا یہاں تک کہ فوراً ریشہ باہر نکلا۔ اور ناک سے خُون بہنے لگا۔ میرے مکان میں خوشبو پھیل گئی۔ یہاں تک کہ کستوری کی خوشبُو کے جھلکے پڑوسیوں تک جا پہنچے۔ کہا کہ پھر شیخ ابو عمران نے کہا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا یہ خیال ہے کہ انہوں نے ہی سرکار سے

فیض حاصل کیا ہے؟ ہم نے نہیں کیا؟ بخدا، اس بات پر ہم ان سے مزاحم ہوں گے۔ یہاں تک کہ انھیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ اپنے پیچھے ایسے لوگ چھوڑ گئے ہیں جو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود بھیجتے ہیں۔" الخ۔

قبر سے خوشبو

فرمایا اس کتاب کے مؤلف شیخ ابو عبداللہ الجزولی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بات گذر چکی ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درُود و سلام بھیجنے کی وجہ سے، ان کی قبر سے کستوری کی خوشبو آتی ہے۔" شرح دلائل کی عبارت ختم۔

اور اس کے ثمرات میں سے جیسا کہ ہمارے شیخ العدوی نے شرح دلائل میں بعض عارفین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جس آدمی کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود و سلام پڑھنے کی عادت ہو۔ اسے بہت بزرگی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سکراتِ موت کے وقت اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں، اور اسے ان نعمتوں کی زیارت نصیب ہوتی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے تیار کی ہیں۔ مثلاً حوریں۔ محلات۔ ولدان۔ کثیر التعداد ازواج۔ اور غالب بخشنے والے خدا کی طرف سے سلام کا تحفہ۔ جیسے اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ	ترجمہ: جن کو فرشتے وفات دیتے ہیں۔
طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ	جب کہ وہ لوگ پاک ہوں تو فرشتے کہتے
ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ	ہیں تم پر سلام ہو، جنت میں داخل ہو
تَعْمَلُوْنَ ۔	جاؤ، اپنے اعمال کے سبب۔" الخ

اس کے ثمرات میں سے ایک یہ ہے کہ گرمی وغیرہ میں جب سخت پیاس لگی ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے سے ختم ہو جاتی ہے۔ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی نے قصیدہ مضریہ پر اپنی لکھی گئی شرح میں فرمایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بار بار درُود و پڑھنے سے ہمیں ایک تجربہ یہ ہوا کہ گرمی وغیرہ کے موسم میں جب انسان کو سخت پیاس لگی ہو

تو اس سے دور ہو جاتی ہے۔ بلاشبہ میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے اور اپنے بعض بھائیوں کو بتایا ہے جنہوں نے سفر حج میں پانی نہ ملنے کی صورت میں اسے آزمایا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے کلمات سے درود و سلام بھیجا جائے جن میں لفظ اللّٰہ نہ ہو کیونکہ وہ گرم ہے پیاس بجھانے کے لیے اس قسم کے الفاظ استعمال کرے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْاَنَامِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمَبْعُوْثِ اِلَیْنَا بِالْحَقِّ الْمُبِیْنِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الْاُمِّیِّ الْاَمِیْنِ اور اَفْضَلُ الصَّلَوٰتِ وَاَشْرَفُ التَّسْلِیْمَاتِ عَلَی النَّبِیِّ الصَّادِقِ وَالرَّسُوْلِ الْمُؤَیَّدِ بِاَسْرَارِ الْحَقَائِقِ۔ وغیرہ۔

اور اس کے ثمرات میں سے ایک یہ کہ رزق آسانی سے ملتا ہے۔ سید احمد دحلان نے اپنی کتاب "تقریب الاصول فی تسہیل الوصول" میں فرمایا، آسانی سے رزق حاصل کرنے کے مجرب نسخوں میں سے، کثرت استغفار اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام بھیجنا ہے۔ الخ۔

اور اس کے ثمرات میں سے ایک طاعون کا خاتمہ ہے۔ شیخ الاسلام، شیخ ذکریا الضاربی نے اپنی کتاب "تحفۃ الراغبین فی بیان امر الطواعین" کی فصل ششم کے آخر میں فرمایا، بعض عارفین سے مروی ہے کہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔ ان کا سدباب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود و سلام بھیجنا ہے۔

فصل

وہ احادیث وآثار جو درود شریف اور مخصوص دعاؤں کے بیان میں اور قضائے حاجات کے لیے مفید ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص پیر کی رات چار رکعت نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں الحمد للہ ایک بار، پہلی رکعت میں گیارہ بار قُلْ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَحَدٌ دوسری رکعت میں اکیس بار، تیسری میں تینتیس بار، اور چوتھی رکعت میں چالیس بار۔ پھر سلام پھیر کر پچھتر بار پڑھے۔ اپنے اور والدین کے لیے پچھتر بار استغفار کرے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پچھتر بار درود و سلام بھیجے، پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے وہ اس بات کا حقدار ہے کہ اللہ اُسے جو مانگے عطا فرمائے۔ اس کو صلوٰۃ حاجت بھی کہتے ہیں، اس کو ابو موسیٰ المدینی نے کتاب وظائف اللیالی والایام اور امام غزالی نے احیاء العلوم میں، دونوں حضرات نے اعمش سے بلا سند ذکر کیا ہے۔ یونہی القول البدیع میں لکھا ہے۔ میں نے آدلۃ الخیرات مولفہ عارف باللہ جمال الدین ابو عمر سید محمود بن سید علی قادری کردی شیخانی شافعی۔ مدنی کے حواشی میں لکھا دیکھا، یہ بزرگ عارف نابلسی کے ہم عصر ہیں، انہی سے نقل کرتے ہیں جس کی عبارت یہ ہے۔

یہ عظیم فائدہ ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث میں ہے کہ جس کی اللہ تعالیٰ کے حضور حاجت ہو، کسی ایسی جگہ کھڑا ہو، جہاں اسے کوئی دیکھتا نہ ہو، اچھی طرح وضو کرے۔ پھر چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ آخر تک، پہلی رکعت میں دس بار، دوسری رکعت میں بیس بار، تیسری رکعت میں تیس بار اور چوتھی میں چالیس بار، جب نماز سے فارغ ہو، پچاس بار قل ھو اللہ

احد پڑھے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ستر بار دُرود شریف بھیجے اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ستر بار۔ اگر اس پر قرض ہے تو اللہ ادا کرے گا۔ اگر مسافر ہے اللہ اسے وطن لوٹائے گا۔ اگر آسمان کے کناروں یعنی بادلوں تک گناہوں میں لتھڑا ہوا ہے پھر اپنے رب سے معافی مانگے، اللہ اسے بخش دے گا۔ اگر اس کی اولاد نہیں، اللہ اسے اولاد دے گا۔ اگر اس سے دعا مانگے قبول فرمائے گا۔ اگر بد دعا نہ مانگے تو اس پر ناراض ہوگا۔ اللہ کی پناہ" اور اس کے نیچے یہ عبارت لکھی تھی "ہم نے قبولیتِ دُعا کی مناسبت سے یہ لکھ دیا ہے تاکہ اسے دیکھنے والا اور اس سے واقفیت رکھنے والا اس سے فائدہ اُٹھائے۔

اے فائدہ اٹھانے والے! میں تجھے اس خُدا کی قسم دیتا ہوں۔ جس نے آسمان بلند کیے اور زمینوں کا فرش بچھایا اور وہ سب سے بڑھ کر رحم و کرم فرمانے والا ہے، کہ تو یہ چیز صرف مستحق کو بتانا۔ بشرطیکہ وہ اس کے حصول میں لاچار ہو۔ کیونکہ یہ عظیم کام ہے، اور میں فقیر نے اسے ادائے قرض وغیرہ کے سلسلہ میں بارہا آزمایا ہے۔ میں نے جب بھی درود شریف ختم کیا، ابھی اس جگہ سے باہر نہیں نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے میری حاجت اور مراد پوری فرما دی۔ اللہ ہی کے لیے ثناء و شکر ہے۔ عبارت ختم ہوئی۔

پھر میں نے معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ یہی فائدہ شیخ ابوبکر کنامی کی کتاب "المنهج الحنيف في تعريف اسمه تعالى اللطيف" میں دیکھا، اس کی عبارت یہ ہے۔ کتاب "فضائل الاعمال" میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس آدمی کی کوئی حاجت ہو، وہ عمدہ وضو کرے، پھر ایسی جگہ کھڑا ہو، جہاں اسے کوئی دیکھتا نہ ہو۔ پھر چار رکعت نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں ایک بار فاتحہ، سورۂ اخلاص دس بار۔ دوسری رکعت میں فاتحہ ایک بار، اخلاص بیس بار۔ تیسری رکعت میں فاتحہ ایک بار، اخلاص تیس بار۔ چوتھی میں فاتحہ ایک بار، اخلاص چالیس بار۔ سلام پھیر کر سورۂ اخلاص پچاس بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ پچاس بار۔ پھر اللہ سے ستر بار استغفار

کرے الخ اگر اس پر قرض ہے تو اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ اگر غریب ہے تو اس کو غنی کر دے گا۔ اگر مسافر ہے تو اللہ اس کو اپنے گھر لوٹائے گا۔ اگر اس پر دنیا بھر کے گناہ ہوں۔ اللہ بخش دے گا۔ اگر بے اولاد ہے۔ اللہ سے اولاد مانگے، اللہ اولاد عطا فرمائے گا۔ الخ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ جس کی اللہ سے یا کسی انسان سے حاجت ہو وہ اچھی طرح وضو کرے، دو رکعت نفل ادا کرے۔ پھر اللہ کی ثنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ پھر یہ پڑھے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا۔ اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، جو بُردبار کریم ہے۔ پاکی اللہ کے لیے جو عرش عظیم کا مالک ہے اور سب تعریف اللہ پروردگار جہاں کے لیے، میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب، تیری بخشش کے عزائم۔ ہر نیکی کی غنیمت اور ہر گناہ سے حفاظت کا سوال کرتا ہوں۔ میرا کوئی گناہ بخشے بغیر، کوئی غم دُور کیے بغیر، اور کوئی حاجت، جس میں تیری رضا ہو، پوری کئے بغیر نہ چھوڑ۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔

اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا۔

اور محمد جبر نے کتاب "الملاذ والاعتصام" میں عبدالملک بن حبیب، عن ابی

ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ انہوں نے کہا جو رات کو اُٹھے اچھی طرح وضو کرے، پھر دس بار اللہ اکبر کہے دس بار سبحان اللہ اور لاحول ولا قوۃ اتنی ہی بار پڑھے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اچھی طرح درود وسلام بھیجے، دنیا و آخرت کی جو نعمت اللہ سے مانگے گا۔ عطا فرمائے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کی اللہ سے حاجت ہو وہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو نفل اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھے، دوسری میں فاتحہ اور اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربّہ والمومنون پڑھے۔ پھر تشہد اور درود شریف پڑھ کر سلام پھیرے پھر یہ دُعا مانگے۔ اے اللہ! اے ہر اکیلے کی جائے امن! ہر تنہا کے ساتھی! اے قریب! نہ بعید۔ اے حاضر! نہ غائب۔ اے غالب! نہ مغلوب۔ اے زندہ اے قائم رہنے والے! اے جلال و عزت والے! اے زمین و آسمان کو نو پیدا کرنے والے! میں تجھ سے تیرے اسم رحمٰن، رحیم، حیّ، قیّوم، جس کے آگے چہرے جھکے، آوازیں پست اور جس کی ہیبت کے سامنے دل لرزیدہ ہیں کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ محمّد اور آلِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام نازل فرما! اور میرے ساتھ یہ برتاؤ فرمائے۔ اس کی حاجت پوری ہو گی۔ اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں ذکر کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ جب تجھے کوئی حاجت ہو اور تو اُسے پورا کرنا چاہے تو دو رکعت نفل اس طرح پڑھ کہ فاتحہ کے بعد سُبحان اللہ دس بار الحمد للہ دس بار اللہُ اکبر دس بار۔ جب بھی تو ایک کلمہ ادا کرے گی۔ اللہ فرمائے گا میں نے قبول کیا۔ جب اس سے فارغ ہو تو تشہد پڑھ کے سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ کر اور سجدے میں کہہ، اے اللہ! تو اللہ ہے۔ تیرا غیر نہیں۔ اے زندہ اے قائم رہنے والے! اے جلال و عزت والے! درود بھیج آپ پر اور آپ کی نیک و پاکیزہ آل پر اور میری یہ حاجت

پوری فرما! اے رحمٰن! اور اس میں بھلائی پیدا فرما۔ بے شک تو ہر چاہے پر قادر ہے۔
اے اُمِّ ایمن! جب بندہ تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے اور مصیبت زدہ ہو تو فرشتے کہتے ہیں:
آواز مانوس ہے جانی پہچانی ہے اللہ عزّوجل کے حضور اس کی شفاعت کرو! اور اس کی دعا
پر آمین کہو! پھر اللہ اس کی تکلیف دور اور حاجت پوری کر دیتا ہے"۔ اس کو عبدالرزاق
طبلسی نے روایت کیا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک شخص رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور غریبی و تنگدستی کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ جب گھر جایا کرو تو سلام کہا کرو خواہ اندر کوئی ہو یا نہ۔ پھر
مجھ پر سلام بھیجا کرو۔ پھر ایک بار قل ھو اللہ احد پڑھا کرو۔ اس نے اس پر عمل کیا۔
اللہ نے اس پر رزق کا دروازہ کھول دیا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے پڑوسیوں اور
رشتہ داروں پر فیضان کیا"۔ اس کو موسیٰ مدینی نے روایت کیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا۔ رات یا دن میں بارہ نفل پڑھ۔ ہر دو رکعت میں تشہد پڑھ، آخر میں اللہ
کی ثنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج، پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کر اور سجدے میں سات
بار فاتحہ شریف۔ آیۃ الکرسی سات بار اور لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ
لہٗ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کلّ شیءٍ قدیر۔ دس بار۔ پھر کہہ اے
اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ تیرے عرش کے معزز پایوں کا صدقہ۔ تیری کتاب
رحمت کی آخری حد کا صدقہ، تیرے بڑے نام بلند شان اور مکمل کلمات کا صدقہ"، پھر اپنی
حاجت کا سوال کر اور سر اٹھا لے۔ پھر دائیں بائیں سلام پھیر۔ یہ بات بیوقوفوں
کو نہ بتانا کہ وہ اس کے ذریعے (کوئی غلط) دعا مانگیں گے۔ اور وہ قبول ہو جائے گی۔
اس کو بیہقی وغیرہ نے روایت کیا۔

میں نے یہ فائدہ ذرہ لفظی اختلاف کے ساتھ المنہج الحنیف فی تعریف اسمہ تعالیٰ لطیف میں لکھا دیکھا ہے۔ عبارت یہ ہے ابن صلاح نے اپنی سند کے ساتھ واحدی سے ان کی سند کے ساتھ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے رات یا دن کو بارہ رکعت نفل ادا کیے اس طرح کہ ہر رکعت میں ایک بار فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھے۔ سلام آخر میں پھیرے۔ پھر سربسجود ہو کر سات بار فاتحہ اور دس بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھے۔ پھر کہے الٰہی! میں تجھ سے تیرے عرش کی بلندیوں اور تیری کتاب میں تیری رحمت کی حد کا اور تیرے بڑے نام، تیری بڑی شان اور تیرے مکمل کلمات کے صدقے سوال کرتا ہوں کہ درود وسلام بھیج ہمارے آقا محمد اور آل محمد پر" اور اپنی حاجت کا سوال کرے۔ بیوقوفوں کو اس کی تعلیم نہ کرنا۔ اس حدیث کے راوی احمد بن حرب نے کہا مجھے ستر سے زائد ایسے لوگوں نے بتایا جنہوں نے اس پر عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی امور دنیا وآخرت کی دعا قبول فرمائی۔

ابو ذکریا العنبری نے کہا میں نے اس کو آزمایا اور ایسا ہی پایا ہے۔ ابوبکر کتامی نے کہا عمل مذکور سے فارغ ہو کر قبلہ رُو ہو کر عاجز بندے کی طرح بیٹھ جائے۔ سر جھکائے دل حاضر کیے، قبولیت کا یقین کیے اللہ تعالیٰ کی حمد وذکر کرتے۔ اس کی شایانِ شان ثنا کرتے اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سفارشی بناتے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ سے نیکی حاصل کرتے اور تعوذ وتسمیہ پڑھتے (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) اپنے لیے جو نیکی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں بہتر اور بڑے اجر والی پاؤ گے۔ اور اللہ سے بخشش مانگتے رہو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اپنی زبان سے پکارے لبیک میرے آقا میں حاضر ہوں اور تیری سعادت میسر ہے، تمام بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے اور تیرا کمزور، ذلیل، بیکس بندہ ظاہر وباطن

ں تیری طرف متوجہ ہے۔ تیری توفیق سے بولتا اور تیرے حکم کی تعمیل کرتا ہے تجھ سے مدد چاہتا
ہے۔ الٰہی! تُو ہی میرا پالنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تُو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے۔
ں تیرا بندہ اور تیرے عہد و پیمان پر جہاں تک ہو سکے قائم ہُوں۔ میں تیری مخلوق کے شَر
سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ مجھ پر تیرے احسان کی بنا پر میں تیری طرف رجُوع کرتا ہوں اور
یں اپنا گناہ لایا ہوں تو مجھے بخش دے۔ کہ تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں۔ کیونکہ نبی مختار
لی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ یہی سیدالاستغفار ہے دسؔ بار یہی کہے۔ پھر کہے سب
عریف اللہ پروردگار جہان کے لیے، ایسی حمد جو اس کی نعمتوں کے برابر ہو اور اس کے
حسان کے شایان ہو۔ میں تیری ایسی تعریف نہیں کر سکتا جیسی تُو نے خود اپنی تعریف کی
ہے پس تیرے لیے تعریف، یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے۔ اور راضی ہونے پر تیری حمد
ور جب تو راضی ہو، تیرے لیے حمد و ثناءؔ" دسؔ بار۔ پھر کہے الٰہی! درُود و سلام بھیج ہمارے
آقا محمدؐ اور ہمارے آقا محمدؐ کی آل پر، جیسے تُو نے درُود بھیجا۔ ہمارے آقا ابراھیمؑ اور
ہمارے آقا ابراہیم کی آل پر۔ اور برکت نازل فرما ہمارے آقا محمدؐ اور ہمارے آقا محمدؐ کی
آل پر، جیسے تُو نے برکت نازل کی ہمارے آقا ابراہیم اور ہمارے آقا ابراہیم کی آل پر، جہانوں
میں، بے شک تو ہی ستودہ، بزرگ ہے۔ اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر۔ اپنی رضا کے
برابر، اپنے عرش کے وزن کے برابر، اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر جب بھی ذکر کرنے والے
تیرا ذکر کریں اور غافل تیرے ذکر سے غفلت برتیں" دسؔ بار۔ ادب و خشوع سے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ حاضر کرے۔ گویا تُو سرکار کے سامنے ہے۔ آپ کی عزت کو
حاضر کرکے، اس لیے کہ آپ اللہ کا بڑا دروازہ ہیں۔ کہ دنیا و آخرت کی تمام بھلائی صرف آپ کی
وابستگی سے مل سکتی ہے۔ بے شک آپ مخلوق کی خالق کی طرف دلیل ہیں اور اس لیے کہ
ابوسلیمان دارانی سے مروی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت مانگنا چاہے اسے
چاہیے کہ پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے۔ پھر اپنی حاجت مانگے۔ پھر نبی صلی

اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پر ختم کرے۔ بے شک اللہ تعالیٰ دونوں درود شریف قبول فرمائے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ کریم درمیانی دُعا چھوڑ دے۔ پھر کہے میرے آقا میں حاضر ہُوں، تمام نیک بختی تیرے ہاتھ ہے، میں تیرا فقیر ہوں، میں تیری جناب کی حمایت حاصل کرتا ہوں۔ تیری طرف تیرے محبوب ترین دوست کا وسیلہ لایا ہوں۔ تقدیر میں بہاؤ میں تیر لطف وکرم کا خواہش گار ہوں اور اپنے تمام معاملات میں تجھ سے مدد مانگتے ہوئے عرض گذار ہوں، اے لطف وکرم فرمانے والے! اس کو بار بار پڑھے مشہور یہ ہے کہ اسے سو ہزار چھ سو اکتالیس بار پڑھے، جب یہ تعداد پوری ہو جائے۔ پھر کوئی ایک دُعا سولہ بار پڑھے۔ پھر جیسا کہ گذرا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ اپنی دُعا آمین اور والحمد للہ رب العالمین پر ختم کرے۔ پھر دو رکعت نفل ادا کرے۔ یہ طریقہ سب سے بہتر اور مکمل ہے

وہیب بن الورد کے الفاظ جن کے متعلق ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ان الفاظ سے جو دُعا مانگی جائے۔ رَد نہیں ہوتی وہ یہ کہ بارہ رکعت نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں ایک بار فاتحہ، آیۃ الکرسی، اور قل ھو اللہ احد پڑھے۔ جب فارغ ہو تو سجدے میں گر جائے اور کہے "پاکی اس خُدا کو جو عزّت کا مالک ہے اور کہے پاکی اس کو جو احسان و فضل والا ہے۔ پاکی اس کو جو عزّت وکرم والا ہے۔ پاکی اس کو جو طاقت والا ہے۔ میں تجھ سے تیرے عرش کی عزّت کے صدقے سوال کرتا ہوں۔ اور تیری کتاب کی حد درجہ رحمت اور تیرے بزرگ نام اور بلند تر شان، اور تیرے تمام مکمل کلمات، جن سے کوئی نیک وبد آگے بڑھ نہیں سکتا۔ ان سب کے صدقے کر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام نازل فرما۔ پھر اللہ سے ایسی چیز مانگے جو گناہ نہ ہو، وہیب کہا کرتے تھے ہمیں یہ ہدایت پہنچی ہے کہ یہ دُعا اپنے بیوقوفوں کو نہ سکھانا۔ کہ وہ اللہ کی نافرمانی میں پڑھیں گے۔" اس کو نمیری اور ابن بشکوال نے روایت کیا ہے۔ الطبلسی نے مقاتل بن حیان سے روایت کی کہ جو کوئی چاہے کہ اللہ اس کی مُشکل حل کرے، غم دُور کرے اور اسے بیوی بچّوں تک

پہنچائے اس کی حاجت پوری کرے اور اس کا قرض اتار دے۔ سینہ کھول دے۔ آنکھ ٹھنڈی کرے۔ وہ جب چاہے (اوقاتِ مکروہہ کے علاوہ)، چار نفل ادا کرے، اگر آدھی رات یا چاشت کے وقت پڑھے تو افضل ہے۔ ہر رکعت میں فاتحہ اور اس کے ساتھ پہلی رکعت میں سورۂ یٰسٓ۔ دوسری میں الٓمٓ السجدہ۔ تیسری میں الدخان چوتھی میں تبارک (ملک)، جب فارغ ہو سلام پھیر کر قبلہ رُو ہو کر سَو بار یہ دُعا مانگے۔ بیچ میں کلام نہ کرے۔ جب فارغ ہو ایک سجدہ کرے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت پر بار بار درود بھیجے، پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے، ان شاء اللہ عنقریب ہی اُسے اپنی حاجت نظر آ جائے گی۔ پھر وہی دُعا بیان کی جو وہیب کے حوالہ سے گزر چکی ہے۔ زبیدی نے کہا یہ مشہور دُعا، دُعائے مقاتل بن حیان کے نام سے مشہور ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس میں اسمِ اعظم ہے۔

علامہ یُوسف نبہانی کا مشاہدہ و تجربہ

اس کتاب کا جامع یُوسف بن اسماعیل

نبہانی کہتا ہے میں خود اتنا سخت بیمار ہو گیا تھا کہ زندگی سے مایوس ہو چلا تھا، پھر میں نے وہ سب کچھ کیا جو اس حدیث میں مذکور ہے، اسی طرح سے سو اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی اسی کا شکر اور احسان ہے اور اللہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام نازل فرمائے اور آپ کی آل و اصحاب پر۔

امام غزالی کا ارشاد

احیاء العلوم میں امام غزالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

جب اللہ سے کوئی حاجت مانگو تو مجھ پر درود و سلام سے ابتدا کرو، اللہ کی شانِ کریمی کے خلاف ہے کہ اس سے دو دعائیں کی جائیں ایک منظور کی جائے اور دوسری رَد کر دے!

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے یہ روایت نہیں ملی۔ دراصل ابو درداء، اور عبداللہ بن عمر رضی

اللہ عنہٗ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ''جس کو اللہ سے کوئی حاجت ہو، وہ بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے۔ جمعہ کے دن خوب صاف ستھرا ہو کر مسجد میں جائے، پھر تھوڑا بہت صدقہ کرے جمعہ پڑھ کر یہ دعا مانگے۔ ''الٰہی میں تجھ سے تیرے نام کا سوال کرتا ہوں جو اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن و رحیم ہے۔ جس کے بغیر کوئی سچا معبود نہیں، غیب و شہادت کو جاننے والا ہے۔ رحمٰن و رحیم ہے۔ میں تجھ سے تیرے نام کا سوال کرتا ہوں، اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن و رحیم ہے جس کے بغیر کوئی معبودِ برحق نہیں۔ ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا۔ نہ اسے اونگھ آئے نہ نیند۔ جس کی زمین سے زمین و آسمان بھرے پڑے ہیں۔ اور میں تجھ سے تیرے نام کا سوال کرتا ہوں، اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن و رحیم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جس کے آگے چہرے جھکے، نگاہیں نیچی اور اس کے ڈر سے دل کانپ رہے ہیں۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ہمارے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود و سلام بھیج، اور مجھے میرا سوال عطا فرما، اور میری فلاں فلاں حاجت پوری فرما، انشاء اللہ اس کی دعا قبول ہو گی۔ فرمایا کرتے اپنے نادانوں کو نہ سکھلانا۔ کہیں گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ مانگا کریں''۔ اس کو ابو موسیٰ مدینی نے اسی طرح موقوفاً روایت کیا ہے۔ یونہی نمیری نے بھی موقوفاً بیان کی۔ جیسا کہ القول البدیع میں لکھا ہے۔ یہ فائدہ الدمیری نے حیاۃ الحیوان میں البونی کی کتاب سر الادوار کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ اور آخر میں کہا یہ ایک لطیف راز ہے اور مجرب ہے۔

حضرت عثمان غنی کی توجہ

ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک شخص کسی کام کی غرض سے حضرت عثمان بن عفان کی خدمت میں آیا رہا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ (بوجوہ) اس کی طرف توجہ نہ فرماتے اور نہ اس کی حاجت کی طرف نظر کرتے۔ اس نے حضرت عثمان بن حنیف سے ملاقات کی اور ان سے اس بات کی شکایت کی۔ انہوں نے فرمایا پانی لو اور وضو کر و پھر

مسجد میں جا کر دو رکعت نفل ادا کرے۔ پھر یہ کہے "الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں، جو نبی رحمت ہیں۔ یا محمد بے شک میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ آپ میری حاجت پوری کریں۔ یہاں اپنی حاجت کا نام لے۔ پھر جاؤ، کہ میں بھی جاؤں۔ وہ شخص چلا گیا اور ایسا ہی کیا، پھر حضرت عثمان بن عفان کے دروازے پر آیا۔ دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا اور مسند پر ان کے پاس بٹھا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ تمہاری حاجت؟ اس نے بتائی۔ آپ نے پوری کر دی۔ پھر فرمایا۔ آج تک میں تیری حاجت سمجھ ہی نہیں سکا۔ جب بھی کوئی حاجت ہو مانگ لیا کرو۔ وہاں سے نکل کر وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف سے ملا، اور کہا، جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔ جب تک میں نے ان سے بیان نہیں کیا، نہ وہ میری حاجت کی طرف دیکھتے تھے نہ توجہ فرماتے۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نہ میں نے ان سے بات کی نہ انہوں نے مجھ سے لیکن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، کہ آپ کی خدمت میں ایک نابینا آیا۔ اس نے حضور سے بینائی چلے جانے کی شکایت کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ جاؤ لوٹا لے کر وضو کرو، پھر مسجد میں جا کر دو نفل پڑھو، پھر کہو الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، تیری نبی، نبیِ رحمت کے وسیلہ سے، اے محمد بے شک میں آپ کے ذریعے متوجہ ہوتا ہوں اپنے رب کی طرف کہ وہ میری نگاہ روشن کر دے۔ الٰہی ان کی شفاعت مجھے نصیب کر۔ اور میرے متعلق ان کی شفاعت قبول فرما۔ عثمان کہتے ہیں خدا کی قسم ہم وہاں سے الگ نہ ہوئے نہ زیادہ باتیں کیں کہ وہ شخص آیا گویا کبھی نابینا تھا ہی نہیں"۔ اس کو بیہقی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ حافظ سخاوی نے کہا بعض کے نزدیک یہ الفاظ ہیں "کہ ایک نابینا شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا، اللہ سے دعا کرو کہ مجھے شفایاب فرمائے۔ فرمایا اگر چاہو تو اس کے بدلے آخرت میں تجھے درجہ مل جائے یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر چاہو

سے محفوظ فرمائے گا۔ اور اس کے عامل کا رُعب اللہ تعالیٰ بندوں کے دل میں پیدا کرے گا۔ اور جو کوئی سورج نکلتے وقت ہر روز اس پر نظر کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود شریف پڑھے، اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار بار بار حاصل ہوتا رہے گا۔ اور اس کے اسباب اسی دن سے میسّر ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اس کتاب میں فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کی بیوی کے ہاں بیٹا پیدا ہو، جب اس کی بیوی سو رہی ہو اپنا دایاں ہاتھ

بیٹا پیدا ہونے کے لیے عمل

اس کے سینہ پر رکھے اور حمل کے ابتدائی دنوں میں اس کی ناف پر ہاتھ رکھ کر تین بار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ خَلَقْتَ خَلْقًا فِيْ بَطْنِ هٰذِهِ الْمَرْاَةِ فَكَوِّنْهُ ذَكَرًا وَّ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ ٭

(ترجمہ) الٰہی اگر تُو نے اس عورت کے پیٹ میں کوئی شے پیدا فرمائی ہے، تو اسے بیٹا کیجیو! اور اس کا نام احمد ہوگا۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے برحق ہونے کا صدقہ، پروردگار! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے"

الدمیری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی، کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا، جو کوئی ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے۔ اس کی رُوح صرف اللہ تعالیٰ ہی قبض فرمائے گا۔

امام بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا، کہ فرمان باری تعالیٰ اُدْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ پوری آیت، چوری سے محفوظ۔ رہنے کی ضمانت ہے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے سوتے وقت اسے پڑھا چور اندر آگھسا

اور گھر کا تمام سامان سمیت کر اٹھا لیا وہ صاحب جاگ رہے تھے، چور دروازے پر پہنچا تو اُسے بند پایا۔ گٹھڑی زمین پر رکھی تو دروازہ کھل گیا۔ تین بار ایسا ہی ہوا۔ گٹھڑی اُٹھاتا تو دروازہ بند ہو جاتا نیچے رکھتا تو کھل جاتا) صاحب خانہ کی ہنسی نکل گئی اور کہا میں نے مکان کا قلعہ مضبوط بنایا ہے۔

الدارمی نے مغیرہ بن سبیع سے روایت کی جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے کہ جو کوئی سوتے وقت سورۂ بقرہ کی دس آیتیں پڑھے، قرآن کریم نہیں بھولے گا۔ چار پہلی۔ دو آیۃ الکرسی، دو آیتیں اس کے بعد والی اور تین آخری۔

اور الدارمی وغیرہ نے عبداللہ بن ابی امامہ سے زرّ ابن حبیش کی یہ روایت نقل کی کہ جو کوئی رات کے کسی خاص حصّے میں اُٹھنے کے لیے سُورۂ الکہف کا آخری حصّہ پڑھے۔ بیدار ہو گا۔ ایک ساتھی کا کہنا ہے کہ ہم چند ساتھیوں نے اس کا تجربہ کیا۔ جیسا سنا، ویسا پایا۔" یہ بات سیوطی نے الخصائص الکبریٰ میں ذکر کی ہے۔

سید عبد العزیز الدباغ کا ارشاد

کتاب الابریز میں سیدی عبد العزیز الدباغ رضی اللہ عنہُ سے منقول ہے کہ جو کوئی یہ آیت کریمہ پڑھے، وہ صُبح صادق سے ذرہ پہلے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت بیدار ہو جایا کرے گا۔

امام یافعی نے اپنی کتاب "الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم" میں لکھا ہے۔ کہ جو کوئی "سورۃ محمد" لکھ کر زمزم کے پانی سے دھو کر پی لے، لوگوں میں محبُوب ہو گا۔ اس کی بات سُنی جائے گی۔ جو سُنے گا یاد رکھے گا۔ لکھ کر پانی میں گھول لے اور جو بیماری ہو اس پانی سے دھوئے اللہ کے حکم سے دُور ہو گی۔

"الدر النظیم" ہی میں ہے کہ جو کوئی فرمان باری تعالیٰ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ آخر سورۃ تک، اللہ کی توفیق سے لکھ کر اپنے پاس رکھے وہ عجیب قبُولیت و غلبہ دیکھے گا۔

تو اللہ سے دُعا کروں۔ کہنے لگا دعا فرما دیں۔ آپ نے اسے اچھی طرح وضو کرنے کا حکم دیا اور فرمایا دُو رکعت نفل پڑھ کر یہ دُعا پڑھو، الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا اور تیری طرف تیرے نبی محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہُوں جو نبیِٔ رحمت ہیں۔ اے محمّد! بے شک میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں متوجہ ہوتا ہُوں، کہ وہ میرے لیے اسے پوری فرما دے۔ الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما، اور میرے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔" ابن ابی الدنیا نے اپنی سند کے ساتھ یہ بات ذکر کی ہے کہ ایک شخص عبدالملک بن سعید بن حیان بن ابجر کے پاس آیا۔ اس کو پیٹ کی تکلیف ہو گئی۔ عبدالملک نے کہا تجھے ایسی بیماری لگی ہے جو ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ اس نے کہا کون سی بیماری؟ کہا اس شخص نے منہ پھیر لیا اور کہا الٰہی! تو میرا رب ہے میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اے اللہ! میں تیری طرف تیرے نبی محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہُوں۔ جو نبیِٔ رحمت ہیں۔ اے محمّد! میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے اور اپنے ربّ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ جو بیماری مجھے ہے اس کے متعلق مجھ پر رحم فرمائے۔ ایسی رحمت جس سے میں تیرے غیروں کی رحمت سے بے نیاز ہو جاؤں" تین بار۔ پھر وہ شخص ابن ابجر کے پاس آیا اس نے اس کا پیٹ ملاحظہ کر کے کہا، تم ٹھیک ہو۔ تمھیں کوئی بیماری نہیں اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہُ آئے۔ کہنے لگے میرے ماں باپ آپ پر قربان! یا رسول اللہ! یہ قرآن میرے سینے سے نکلا جا رہا ہے، میرے قابو نہیں آ رہا، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابوالحسن! میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں، جن سے اللہ تمھیں بھی فائدہ دے اور جن کو تم سکھاؤ اُن کو بھی، اور جو سیکھو تمھارے دل میں محفوظ ہو جائے۔ عرض کیا، جی ہاں یا رسُول اللہ! سکھائیں۔ فرمایا جمعہ کی رات یک تہائی حصہ باقی ہو تو قیام

کرو۔ اگر ہو سکے۔ وہ حاضری کا وقت ہے اس میں دُعا قبول ہوتی ہے۔ میرے بھائی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا "سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ" "میں عنقریب تمہارے لیے اللہ سے معافی مانگوں گا" یعنی جمعہ کی رات آ جائے تو، نہیں ہو سکتا تو درمیانے حصے میں اٹھو، یہ بھی نہیں تو رات کے پہلے پہر اٹھو، چار رکعت نفل اس طرح ادا کرو کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ یٰسٓ، دوسری میں فاتحہ کے بعد سورۂ حٰمٓ الدخان۔ تیسری رکعت میں فاتحہ اور الٓمٓ تنزیل السجدۃ اور چوتھی رکعت میں فاتحہ اور سورۂ الملک تشہد سے فارغ ہو کر اللہ کی بہترین حمد و ثنا کرو اور مجھ پر بہترین درود و سلام بھیجو۔ اور تمام نبیوں پر بہترین درود و سلام بھیجو مسلمانوں مَردوں، عورتوں اور اپنے ان بھائیوں کے لیے دعائے مغفرت کرو جو ایمان کے ساتھ تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ آخر میں یُوں دُعا مانگو۔ الٰہی مجھ پر ضرور رحم فرما کہ جب تک مجھے باقی رکھے میں گناہوں سے کنارہ کش رہوں۔ اور مجھ پر ضرور رحم فرما کہ میں فضول کاموں میں مصروف نہ ہُوں اور جن اُمور میں تیری رضا ہے۔ ان میں حُسنِ نظر نصیب فرما۔ اے اللہ! زمین و آسمان کو نو پیدا کرنے والے، جلال و عزت و احترام والے جس کا ارادہ نہیں کیا جا سکتا۔ اے اللہ! اے رحمٰن! میں تجھ سے تیرے جلال اور تیرے ذاتی نُور کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہُوں، کہ جیسے تُو نے مجھے اپنی کتاب کا علم عنایت فرمایا ہے۔ ویسے ہی، میرے دل کو اپنی کتاب کا حصّہ عطا فرما۔ اور مجھے اس طرح تلاوت نصیب فرما کہ تُو مُجھ سے راضی ہو جائے۔ اے اللہ! زمین و آسمان کے نو پیدا کرنے والے۔ اے جلال، عظمت اور عزت کے مالک، جس کا ارادہ نہیں کیا جا سکتا، اے اللہ! اے رحمٰن! میں تیرے جلال اور تیری نورانی ذات کے واسطہ سے تجھ سے سوال کرتا ہُوں کہ اپنی کتاب سے میری بینائی روشن، زبان چالو اور دل سے رنج و غم دور فرما دے۔ سینہ کھول دے اور میرا بدن دھو دے۔ بے شک تیرے بغیر راہ حق میں کوئی میرا مددگار نہیں۔ اور تیرے سوا کوئی دیتا نہیں۔ بدی سے پھرنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ

ہی سے ملتی ہے، جو بلند و برتر ہے۔" اے ابوالحسن! اس پر تین، پانچ یا سات جمعے عمل کر، اللہ کے حکم سے دعا قبول ہو گی۔ اس اللہ کی قسم، جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، مومن کو کبھی مایوس نہیں کرے گی۔" حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ خدا کی قسم حضرت علی رضی اللہ عنہ پر پانچ یا سات دن گذرے ہوں گے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی قسم کی مجلس میں تشریف لائے، انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! پہلے مجھے صرف چار آیتیں یاد تھیں جب ان کی تلاوت کرتا تو تھک جاتا، آج میں چالیس آیتیں یاد کر چکا ہوں، جب اپنے طور پر ان کی تلاوت کرتا ہوں تو گویا اللہ تعالیٰ کی کتاب میری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے اور میں حدیثیں سنا کرتا تھا جب میں ان کو دہرانا چاہتا تو زبان سے اتر جاتیں اور اب حدیثیں سنتا ہوں، جب ان کو بیان کرتا ہوں ایک حرف بھی چھوٹتا نہیں۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "رب کعبہ کی قسم ابوالحسن تم مومن ہو۔" اس کو ترمذی نے اپنی جامع میں اور طبرانی وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ المنذری نے کہا، اس حدیث کے طرق یعنی سندیں عمدہ ہیں اور متن بہت غریب ہے۔ ایسا ہی عماد ابن کثیر نے کہا۔ حافظ سخاوی نے کہا، حق یہ ہے کہ اس میں صرف کمزوری یہ ہے کہ اس کو ابن جریج نے عطا سے عنعنہ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ یہ فائدہ ہمارے شیخ ابن حجر کا ہے۔ کہا کہ مجھے ایک سے زائد حضرات نے بتایا کہ انہوں نے اس دعا کو آزمایا اور حق پایا ہے۔ سید مرتضیٰ زبیدی نے احیاء العلوم کی شرح میں فرمایا۔ ابو العباس شرجی نے اپنی کتاب "الفوائد" میں ہمارے متاخرین علماء ئے حنفیہ میں سے بعض کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ جس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی حاجت ہو۔ وہ چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دس[۱۰] بار سورۂ اخلاص، دوسری میں سورۂ فاتحہ کے بعد بیس[۲۰] مرتبہ سورۂ اخلاص، تیسری میں سورۂ فاتحہ کے بعد تیس[۳۰] مرتبہ سورۂ اخلاص۔ چوتھی میں سورۂ فاتحہ کے بعد چالیس[۴۰] بار سورۂ اخلاص۔ فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اے اللہ! تیری ذات پُر نور اور جلال کا واسطہ اور اس اسم اعظم

اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ، میرا تجھ سے سوال ہے کہ میری حاجت پوری ہو، اور میری مُراد و اُمید تک پہنچا دے اور یہ دُعا مانگے قبول ہو گی۔ دُعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - اَللّٰهُ - اَللّٰهُ - اَللّٰهُ ! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ ، اَللّٰهُ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ -

ترجمہ: "اللہ ہے۔ اللہ ہے۔ اللہ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ ایک ہے۔ بے نیاز۔ اللہ ہے۔ اللہ ہے۔ اللہ ہے اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، زمین و آسمان کو نو پیدا کرنے والا۔ جلال و عزت کا مالک"۔

میں تجھ سے تیرے پاکیزہ، مشہور، معزز، بابرکت، پاک ناموں کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں، ایسے نام جو نور پر نور وہ نور جو نور کے اوپر ہے۔ ایسا نور جو نور پر ہے۔ ایسا نور جو نور کے نیچے ہے۔ آسمانوں و زمین کا نور، عرش عظیم کا نور، تیری پُر نور ذات کا سوال ہے، اور تیری کھلی سلطنت اور مضبوط طاقت و قوت کا سوال ہے۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، زمین و آسمانوں کا نو پیدا کرنے والا۔ جلال و عزت والا، اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے پروردگار! اے پروردگار! اے پروردگار! یَا رَبَّاہُ - یَا رَبَّاہُ - یَا رَبَّاہُ - میرے گناہ بخش دے، میرے دشمن کے مقابلہ میں میری مدد فرما، میری حاجت پوری فرما، دنیا و آخرت میں اور اللہ درود و سلام نازل فرمائے ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل پر۔

الشرجی نے کہا محمد بن دستوریہ سے مروی ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ کی کتاب میں ان کے ہاتھ سے لکھی ہوئی نماز حاجت دیکھی ہے، جو ہزار حاجت کے لیے ہے، جو حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو بعض بندوں کے لیے سکھائی۔ دو رکعت نفل اس

طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد دس بار سورۂ کافرون، دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد دس بار سورۂ اخلاص پھر سلام کے بعد سجدہ کرے اور سجدے میں دس بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور دس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھے، اور دس بار رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ پڑھے۔ پھر اللہ سے اپنی حاجت مانگے انشاء اللہ پوری ہوگی۔

شیخ ابوالقاسم حکیم نے کہا میں نے ایک عبادت گذار کے پاس قاصد بھیجا کہ وہ یہ وظیفہ مجھے بتا دے۔ پھر اس نے مجھے اس کی تعلیم دی، میں نے اس پر عمل کیا اور اللہ سے حکمت کا سوال کیا۔ اس نے مجھے عطا فرمائی اور میری ایک ہزار حاجت پوری فرمائی۔ حکم کہتے ہیں۔ جو کوئی اس پر عمل کرنا چاہے وہ جمعرات کو غسل کر کے صاف کپڑے پہنے۔ اور سحری کے وقت اس پر عمل کرے اور قضائے حاجت کی نیت کرے۔ انشاء اللہ حاجت پوری ہوگی۔ طبرانی نے باب الدعا میں محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن ابوطالب رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ میرے والد کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی، وضو کر کے دو نفل ادا کرتے۔ نماز کے بعد کہتے، الٰہی! ہر مصیبت میں تو میرا سہارا ہے، اور ہر سختی میں تو میری اُمید ہے اور ہر مُشکل میں جو مجھ پر پڑے تُو ہی میرا آسرا و بھروسہ ہے۔ کتنی ہی مُصیبتیں ہیں جن سے دل کمزور ہو جاتا ہے۔ چارہ نہیں چلتا۔ دوست منہ موڑ لیتا ہے۔ دشمن خوش ہوتا ہے میں نے اسے تیری بارگاہ میں پیش کیا اور تجھ سے اس کا شکوہ کیا تو نے اسے ختم کیا اور مُشکل حل فرما دی۔ تو ہی ہر حاجت پوری کرنے والا ہے۔ ہر نعمت عطا فرمانے والا ہے۔ تُو نے ہی لڑکے کو اس کے والدین کی نیکی کے صدقے بچایا۔ مجھے بھی اسی طرح بچا لے، جس طرح تُو نے اسے بچایا۔ اور مجھے ظالم لوگوں کے لیے آزمائش نہ بنا۔ الٰہی! میں تیرے ہر نام کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں جسے تُو نے اپنی کتاب میں ذکر کیا۔ یا اپنی کسی مخلوق کو سکھایا۔

یا تیرے علمِ غیب میں وہ محفوظ ہے اور میں تجھ سے سوال کرتا ہے۔ تیرے بزرگ بزرگ نام کا صدقہ۔ جس کے وسیلہ سے جب بھی تجھ سے سوال کیا جائے تو لازمی طور پر اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر درود وسلام نازل فرما۔ اور میرا تجھ سے سوال ہے کہ میری حاجت پوری فرما۔ اور جو حاجت ہے مانگے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو کوئی قرآن کریم کی سو آیتیں پڑھ کر ہاتھ اٹھائے اور کہے۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ و تعالیٰ سبحانہ وھو العلی العظیم۔ وہ اپنی زمین اور آسمانوں میں پاک ہے، نیچے والی زمینوں میں اسی کی پاکی بولی جاتی ہے۔ عرش عظیم پر اسی کی پاکی بولی جاتی ہے۔ وہ پاک ہے، اسی کے لیے حمد وثنا ہے۔ ایسی جو ختم نہ ہو۔ بوسیدہ نہ ہو۔ ایسی حمد جو اس کی رضا تک پہنچے۔ اس کی انتہا تک نہ پہنچے۔ ایسی حمد وثنا جو لا محدود ہو۔ بے انتہا ہو، جس کا بیان معلوم نہ ہو سکے۔ اسے پاکی، اس کے قلم کے شمار کے برابر، اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ انصاف قائم فرمانے والا۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی غالب حکمت والا ہے۔ ایک تنہا۔ بے نیاز۔ نہ کسی کو جنا، نہ خود جنا گیا۔ نہ اس کے برابر کوئی۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ بہت بڑا۔ جلیل القدر۔ عظیم۔ علم والا۔ جرأت والا۔ کبریائی والا۔ بلندی والا۔ نعمتوں والا۔ اور سب تعریف اللہ پروردگار جہان کے لیے۔

الٰہی! تُو نے مجھے پیدا کیا، جب کہ میں کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا۔ سو تیرا شکریہ۔ تُو نے مجھے صحیح مرد بنایا۔ سو تیرا شکر ہے۔ تُو نے مجھے ایسا بنایا کہ میں تیری جلدی میں تاخیر اور تیری تاخیر میں جلدی نہیں چاہتا۔ میں تجھ سے تمام بھلائی مانگتا ہوں، فوری بھی اور میعادی بھی جسے جانتا ہوں اور جسے نہیں جانتا۔ الٰہی! مجھے کان و آنکھ سے فائدہ نصیب فرما، اور ان دونوں کو میرا وارث بنا دے۔ الٰہی! میں تیرا بندہ اور تیرے بندے بندی کا بیٹا ہوں۔ تیرے حکم پر چلنے والا ہوں۔ مجھ پر انصاف سے اپنا حکم چلا۔ میں تجھ سے تیرے ان ناموں کا صدقہ

مانگتا ہوں جو تو نے خود مقرر کیے ہیں اور اپنی کسی کتاب میں نازل کیے ہیں یا اپنی کسی مخلوق کو سکھائے ہیں، یا اپنے پاس اپنے غیبی علم میں مخصوص کر رکھے ہیں۔ کہ محمد اور آلِ محمد پر درُود بھیج اور قرآن کو میرے سینے کا نور کر دے۔ دل کی بہار، غم کا ازالہ، اور رنج کا خاتمہ کردے۔ پھر جو چاہے دُعا مانگے۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔" اس کو النمیری نے روایت کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ جس کو بھول جانے کا ڈر ہو، وہ کثرت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود بھیجے۔" اس کو ابن بشکوال نے منقطع سند کے ساتھ روایت کیا۔

حضرت حسن بصری نے کہا غم والم دُور کرنے کی دُعا یہ ہے:"اے ابراھیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ روکنے والے، بیٹے کے ذبح کرنے سے، اے ویرانے اور اندھے کنوئیں میں یُوسف صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قافلہ بھیجنے والے! اور ان کو غلامی کے بعد بادشاہ نبی بنانے والے۔! اے ذوالنون (یُونس علیہ السلام) کی دُعائیں اندھیروں میں سُننے والے! ایک گہرے سمندر کا اندھیرا، دوسرا رات اور تیسرا مچھلی کا پیٹ کا اندھیرا۔ اے یعقوب کا غم ختم کرنے والے! اور اے داؤد کے آنسوؤں پر ترس کھانے والے! اور اے ایوب کی تکلیف دُور فرمانے والے! اے سبوں کی دُعائیں سُننے والے! اے غمزدوں کے غم دُور کرنے والے! محمد اور آلِ محمد پر درُود بھیج! اور تجھ سے میرا سوال ہے کہ میرے ساتھ ایسا ایسا کر۔" اس کو الدینوری نے "المجالسۃ" میں بیان کیا۔

علّامہ زمخشری کا فرمان

علّامہ زمخشری نے اپنی کتاب "ربیع الابرار" میں بیان کیا کہ ایک شخص عبدالملک بن مروان سے کسی وجہ سے ڈر گیا۔ یہاں تک کہ کسی جگہ ٹھہرتا نہ تھا۔ اثنائے سفر میں ایک وادی میں اسے ہاتفِ غیبی نے آواز دی، درندوں سے بچ کر کہاں جاؤ گے؟ اس نے کہا، کون سے درندے؟ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اس نے یہ کلمات پڑھے:"پاکی اس یکتا کو جس

کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ اس دائم کو پاکی جو ختم نہ ہوگا ۔ اس قدیم کو پاکی جس کی ابتدا نہیں ۔ پاکی اس کو جو زندہ کرے اور مارے ، پاکی اُسے جو ہر دن کی نئی شان میں ہوتا ہے ۔ پاکی اسے جو نظر آنے والی اور نظر نہ آنے والی اشیاء کو پیدا کرتا ہے ۔ پاکی اسے جو ہر شے کو بغیر تعلیم سکھلایا ۔ الہٰی ان کلمات اور ان کی حُرمت کے صدقے میرا تجھ سے سوال ہے کہ محمّد صلے اللہ علیہ وسلم پر درُود بھیج ! اور میرے ساتھ یہ سلُوک کر ۔ اس نے یہ کلمات کہے تو اللہ نے اس کے دل میں اطمینان پیدا کر دیا ۔ وہ فوراً باہر نکلا اور عبدالملک سے جا ملا ۔ اس نے اسے امن و صلہ عطا کیا ۔

مقتول یا محفوظ ؟

ابن الطحان نے احمد بن الطبرانی سے روایت کی کہ میرے باپ نے مجھے یہ بات بتائی کہ میں احمد بن طولون کے پاس ایک دن بیٹھا تھا ۔ اس نے ایک شخص کو مناظرہ کرنے کے لیے منگوایا ۔ اس نے مناظرہ کیا اور اپنے حاجب کو اسے قتل کرنے کا حکم دیا ، اور کہا کہ اس کا سر کاٹ کر میرے پاس لاؤ ۔ اس نے اسے پکڑا اور لے گیا ۔ کافی وقت گزار کر واپس خالی ہاتھ آ گیا ۔ اس نے پوچھا کہ ملزم کے ساتھ کیا کیا گیا ہے ؟ حاجب نے کہا اے امیر ! جان کی امان پاؤں تو عرض کروں ، امیر نے امان دے دی ۔ کہا میں اس شخص کو آپ کے حکم کے مطابق قتل کرنے کے لیے لے جا رہا تھا ، ایک خالی مکان میں لے کر گیا ۔ اس نے مکان کے اندر جا کر مجھ سے دو نفل ادا کرنے کی اجازت مانگی ۔ مجھے اللہ سے شرم آئی کہ اُسے اس سے منع کروں ۔ لہٰذا میں نے اجازت دے دی ۔ وہ مکان کے اندر چلا گیا ۔ جب زیادہ وقت گذر گیا ، تو میں مکان میں داخل ہو گیا ۔ لیکن مجھے وہاں کوئی انسان نہ ملا ۔ اس میں کوئی کھڑکی وغیرہ نہ تھی ۔ امیر نے پوچھا تم نے اس کی کوئی بات سُنی تھی ۔ کہا کہ ہاں ، ہاتھ اُٹھائے انگلی سے اشارہ کرتے ہُوئے کہہ رہا تھا ، اے لطیف ! جو تُو چاہا ہے ۔ اے جو چاہے کر گزرنے والے ! محمّد اور ان کی آل پر درُود بھیج اور اسی وقت مجھ پر لُطف فرما ۔ اور اس کے ہاتھوں سے مجھے چھُڑا لے ، احمد نے اس سے

کہا، تُونے سچ کہا، یہ دعا مقبول ہے۔

امام قرطبی کا ارشاد

امام قرطبی نے اپنی تفسیر (الجامع لاحکام القرآن۔ المعروف بہ تفسیر قرطبی) میں فرمایا، جو کوئی زمین میں بیج ڈالے اس کے لیے مستحب ہے کہ اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا تَحۡرُثُوۡنَ ءَاَنۡتُمۡ تَزۡرَعُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الزّٰرِعُوۡنَ ـــــــ آیت کے بعد کہے بلکہ اللہ ہی کھیتی اُگانے اور کمال تک پہنچانے والا ہے۔ الٰہی! محمدؐ اور آلِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیج اور اس کا پھل ہم کو نصیب کر، اور اس کے ضرر سے ہم کو بچا اور ہم کو ان کی نعمتوں کا شکر گذار کر دے۔ فرمایا کہا گیا ہے۔ کہ یہ بات اس کھیتی کے لیے تمام آفات سے امان ہے۔ مثلاً کیڑا مکوڑی وغیرہ سے یہ بات ہم نے قابلِ اعتماد لوگوں سے سُنی ہے۔ تجربہ کیا گیا اور ویسا ہی پایا گیا ہے۔

یہ بات قسطلانی نے کہی اور ابن بشکوال نے عبدالقدوس رازی سے نقل کیا، کہ وہ ایک شخص کی تعریف کرتے تھے کہ وہ بہت کم سوتا تھا، فرمایا جب سونا چاہو تو پڑھو۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔" بینگن پر لکھا جائے اور دھو کر پیا جائے۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ اَللّٰهُمَّ فَهِّمْنِيْ عِلْمَ الشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ وَالْحَقِيْقَةِ وَاسْتَعْمِلْنِيْ بِهَا بِحَقِّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ" الخ

ترجمہ: "اللہ کے نام سے شروع جو رحم فرمانے والا مہربان ہے۔ الٰہی! مجھے علمِ شریعت، علمِ طریقت اور علمِ حقیقت سکھا، سمجھا دے اور اس پر عمل پیرا کر دے۔ صدقہ ہمارے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا اور آپ کی آل و اصحاب، سب کا۔"

علامہ نور الدین علی سمہودی نے اپنی کتاب "جواہر العقدین فی فضل الشرفین"،

میں حافظ ابو عبد اللہ محمد مظفر الزرندی المدنی کی کتاب "نظم درر السمطین" کے حوالہ سے امام جعفر بن محمد الباقر عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ سرکار نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا، جب کسی ہولناک واقعہ سے دوچار ہو تو کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، الٰہی محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما۔ الٰہی محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم کے حق ہونے کے وسیلہ سے سوال ہے کہ جس چیز سے میں ڈرتا ہوں اور بچنا چاہتا ہوں، اس میں میری مدد فرما۔ کہ تو ہی میری مشکل حل کرسکتا ہے"۔ الخ میں نے بعض مجموعوں میں یہ عبارت لکھی دیکھی ہے، کہ شیخ ابوالعباس احمد بن محمد بن حسن اللوانی نے ہمیں خبر دی، کہا کہ ہمیں ابوالحسین یحییٰ بن محمد المعروف بہ ابن الصائغ خبر دی۔ کہا خبر دی ہم کو ابوالقاسم بن خلف بن عبدالملک بن مسعود بن بشکوال نے کہا ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدالرحمٰن ہمارے ساتھی نے، تحریر میں نے ان کے سامنے پڑھی کہ خبر دی ہم کو ابوالقاسم بن صواب نے سن کر، خبر دی ہم کو ابومروان عبدالملک بن زیادۃ اللہ الطبنی نے، ہم کو خبر دی ابوالقاسم بن بزار نے، ہم کو خبر دی محمد بن علی بن محمد بن صخر ازدی ابوالحسن نے، بیان کیا ہم سے ابوالحسن نے، بیان کیا ہم سے ابوعیاض احمد بن محمد ابن الحسین بن احمد القطان المحتسب بلخی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں۔ وہ بہت سچا تھا۔ ہم کو خبر دی محمد بن ہارون ہاشمی نے ہم سے بیان کیا محمد یحییٰ المازنی نے، ہمیں بتایا موسیٰ بن سہل نے ربیع سے روایت کیا کہ۔

امام جعفر صادق اور منصور

جب ابوجعفر منصور تخت خلافت پر متمکن ہوا، مجھے کہا ربیع! جعفر بن محمد کو میرے پاس لاؤ۔ کہا میں اس کے سامنے سے اٹھ گیا۔ میں نے دل میں، کہا اسے کس مصیبت میں ڈالنا چاہتا ہے؟ ویسے میں نے اس کے سامنے ظاہر یہی کیا کہ اس کے حکم پر عمل کر رہا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد میں حاضر ہوا (ابوجعفر نے) کہا میں نے مجھے کہا تھا، کہ جعفر

بن محمدؐ کو میرے پاس لاؤ ؟ یا اسے لاؤ، یا میں تمہیں بُری طرح قتل کر دُوں گا۔ کہا میں اس کے پاس گیا، اور کہا اے ابو عبداللہ! امیر المومنین کے پاس تشریف لائیے۔ وہ میرے ہمراہ اُٹھ کھڑے ہُوئے۔ پھر جب ہم دروازے کے قریب پہنچے۔ کھڑے ہو گئے اور ہونٹوں کو حرکت دی۔ پھر اندر داخل ہُوئے اور (منصور) کو سلام کیا۔ لیکن اس نے جواب نہیں دیا۔ آپ کھڑے رہے اس نے بٹھایا نہیں، پھر سر اُٹھا کر کہنے لگا، جعفر! تم ہو جنھوں نے افتراق و انتشار پھیلا رکھا ہے حالانکہ مجھے میرے باپ نے اپنے باپ اور انھوں نے دادے سے یہ روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن غدار کے لیے جھنڈا نصب کیا جائے گا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔ جعفر نے کہا میرے باپ نے اپنے باپ اور انہوں نے دادے سے یہ روایت نقل کی۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن عرش کے اندر سے منادی اعلان کرے گا، خبردار جس کا اجر اللہ کے ذمے ہے وہ کھڑا ہو جائے، سو اللہ کے بندوں میں سے صرف وہ کھڑے ہوں گے جو فضل و کرم کرنے والے ہوں گے۔ برابر یہی کلام دہراتے رہے یہاں تک کہ اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، اور نرم ہو گیا کہنے لگا ابو عبداللہ! بیٹھیے۔ ابو عبداللہ! اُونچی جگہ پر بیٹھیے۔ پھر اس نے تیل کی ایک قیمتی شیشی منگوائی، اور اپنے ہاتھ سے ان کو تیل لگانا شروع کیا۔ تیل کے قطرے امیر المومنین کے آگے گرتے تھے۔ پھر کہا ابو عبداللہ! اللہ کی حفاظت میں تشریف لیجائیے۔ اور مجھے کہا ربیع! ابو عبداللہ کے پیچھے جاؤ اور ان کو دُونا دُون انعام دو۔ کہا میں باہر نکلا اور عرض کیا، ابو عبداللہ! آپ کو معلوم ہے کہ مجھے آپ کے ساتھ کتنی محبت ہے۔ فرمایا تم تو میرے ہو، مجھ سے میرے والد نے انھوں نے اپنے والد اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت بیان کی۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قوم کا مولیٰ اُنھی میں سے ہوتا ہے۔ میں نے کہا اے ابو عبداللہ! میں وہاں حاضر تھا جہاں آپ نہیں تھے اور میں نے وہ کچھ سنا جو آپ نہیں سُنا۔ جب آپ آئے تو میں نے دیکھا کہ آپ کے ہونٹ حرکت کر

رہے تھے۔ فرمایا ہاں میں دعا کر رہا تھا، کہا آپ نے منصور کے پاس آتے وقت اپنی طرف سے کوئی دُعا پڑھی، یا اپنے پاکیزہ آباءؑ سے حاصل کی؟ فرمایا نہیں بلکہ مجھ سے میرے والد ان سے ان کے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے یہ روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کوئی مشکل وقت آتا تو یہ دُعا کرتے اور فرماتے، یہ دُعا مشکل کشا ہے۔ دُعا یہ ہے۔ "یا اللہ میری حفاظت فرما، اپنی اس آنکھ سے جو سوتی نہیں۔ اور مجھے اپنی اس پناہ میں رکھنا، جس کا ارادہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور اپنی قدرت سے مجھ پر رحم فرما۔ تو ہی میری پناہ و اُمید۔ کتنی ہی نعمتیں تو نے مجھ پر کیں جن کے عوض میں نے تیرا کم شکر کیا۔ اور کتنی آزمائشوں میں تُو نے مجھے ڈالا، جن پر میں نے کم صبر کیا۔ سوائے وہ ذات، جس کی نعمت کے بدلے میرا شکر کم ہے پھر بھی مجھے محروم نہ رکھا۔ اور اے وہ ذات! جس کے امتحان کے آگے میرا صبر کم ہے پھر بھی مجھے بے آسرا نہ چھوڑا۔ اور اے وہ کہ مجھے خطا وار دیکھ کر بھی رسوا نہ کیا۔ میرا تجھ سے سوال ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درُود بھیج جیسے تُو نے درُود و رحمت برکت نازل فرمائی ابراھیم پر، بے شک تو ستودہ بزرگ ہے۔ الٰہی! دنیا کے بدلے میرے دین میں میری مدد فرما! اور تقوٰی سے میری آخرت کی مدد فرما اور جو کچھ مجھ سے غائب ہے اس سے میری حفاظت فرما۔ اور جو کچھ میرے سامنے ہے اس کے بارے میں مجھے میرے نفس کے سپرد نہ فرما۔ اے وہ کہ گناہ جس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں اور بخشش جس کا نقصان نہ کر سکے مجھے وہ کچھ بخش دے جو تیرا نقصان نہ کرے۔ اور میرے وہ گناہ بخش دے جو تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔ الٰہی! کہ لوگوں سے مجھے بے پرواہ کر دے۔ نیکی کرنے اور بُرائی سے بچنے کی توفیق صرف اللہ بزرگ و برتر کی مدد و حمایت سے ہے"۔

ربیع نے کہا میں نے اسے جعفر بن محمدؒ سے لکھا ہے اور وہ تحریر میرے جیب میں موجود ہے۔ موسیٰ بن سہل نے کہا میں نے اسے ربیع سے لکھا ہے اور تحریر میرے جیب میں ہے، محمد بن یحییٰ نے کہا میں نے اسے موسیٰ سے نقل کیا ہے اور وہ میرے جیب میں ہے۔

ابوالحسن علی بن حسین نے کہا میں نے اسے محمد بن ہارون سے لکھا ہے، جو میرے جیب میں ہے۔ احمد بن منصور نے کہا میں نے اسے علی بن حسین سے لکھا جو میرے جیب میں ہے۔ ابوعیاض احمد بن محمد الہروی نے کہا میں نے اسے احمد بن منصور سے لکھا ہے، جو میرے جیب میں ہے۔ محمد بن علی بن صخر نے کہا میں نے اسے ابوعیاض سے لکھا، اور اس کا نسخہ میں نے اپنے جیب میں رکھا ہے۔ ابوالقاسم بن بندار نے کہا قاضی بن صخر ابوالحسن کے ہاتھ سے لکھا ہوا نسخہ میرے پاس ہے۔ ابو مروان نے کہا مجھے دے دیں، پھر میں نے اسے ابن بندار ابوالقاسم سے نقل کیا، اور وہ میرے پاس موجود ہے۔ ابوالقاسم بن صواب نے کہا، میں نے اسے ابو مروان عبدالملک الطلبنی سے لکھا ہے۔ اور وہ میرے پاس ہے۔ ابوالحسن محمد بن عبدالرحمٰن نے کہا میں نے اسے ابوالقاسم بن صواب سے لکھا اور اب میرے پاس ہے۔ ابوالقاسم بن بشکوال نے کہا میں نے اسے ابوالحسن محمد بن عبدالرحمٰن سے لکھا جو میرے پاس موجود ہے۔ شیخ ابوالحسین بن الصائغ نے کہا میں نے اسے ابوالقاسم بن بشکوال سے لکھا جو میرے پاس ہے۔ اور ہمیں وہ نسخہ دکھایا۔

ہمارے شیخ ابوالعباس اللہ ان کی مدد فرمائے، نے فرمایا میں نے اسے ابوالحسین سے لکھا، اور وہ میرے پاس ہے اور ہمیں وہ نسخہ دکھایا۔ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ۔

مذکورہ تحریرات سے یہ تمام دعا پڑھے اور اس کو جیسا کہ اس میں تصریح ہے۔ علی بن ابراھیم بن سوار بوصیری سے ملائے اور اس کو ابن نعمان المزالی نے مذکورہ وجوہ سے پڑھا ہے۔ اور تمام سلسلہ بیان کیا ہے۔ اور ہمارے شیخ الاسلام برکت الانام محمد بہائی خادم سنت سے علاقہ دمیاط کی سرحد پر متصل سند ذکر کی۔ ان کو شیخ ابراہیم کورانی مدنی سے اجازت تھی۔ ان کو شیخ احمد قشاشی مدنی سے، ان کو شمس محمد رملی سے، ان کو شیخ الاسلام زکریا انصاری سے ان کو حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی سے

ان کو ابن النعمان کے اصحاب سے۔

پھر میں نے اس کو علامہ شیخ محمد عابد بن احمد علی انصاری خزرجی سندی پھر مدنی کے رسالہ مسمّٰی بہ "حصر الشارد من اسانید محمد عابد" میں ایک اور سند کے ساتھ لکھا دیکھا۔ جو پہلی سند کے ساتھ ابوالحسن محمد بن علی ازدی پر جا کر مل جاتی ہے۔ یہ شیخ محمد عابد مذکور جنہوں نے یہ تمام سلسلہ ذکر کیا ہے، نے کہا میں نے جتنے راویوں کے نام لکھے ہیں، سب میرے جیب میں محفوظ ہیں۔ میں اسے سید عبدالرحمٰن بن سلمان بن یحییٰ بن عمر مقبول الاہدل عن سید ابی بکر بن علی البطاح عن سید یوسف بن محمد البطاح الاہدل عن السید طاہر بن حسین الاہدل عن الحافظ عبدالرحمٰن ابن الدیبع عن الشمس محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی، کہا ہم کو خبر دی دو شیخوں ابواسحاق ابراہیم بن علی البضاوی اور کاتبہ مریم بنت علی بن عبدالرحمٰن نے۔ دوسری نے کہا ہمیں خبر دی محب محمد بن احمد الطبری نے سن کر۔ اور عبداللہ بن سلیمان مکی نے اجازت دے کر اگرچہ سن کر نہیں دی۔ پہلی نے کہا ہم کو خبر دی ابوالسادۃ عبداللہ بن اسعد الیافعی نے اس نے اور مکی نے کہا ہم کو خبر دی الرضی ابواسحاق طبری نے کہا، ہم کو بتایا محب احمد بن عبداللہ الطبری نے۔ ہم کو خبر دی تقی ابوالحسن علی بن بکر طبری نے، کہا ہم کو خبر دی تقی ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابی الصیف فقیہ نے، ہم کو خبر دی حافظ ابوالحسن علی بن مفضل مقدسی نے۔ میرے پہلے شیخ جو سب سے زیادہ عالم ہیں، نے کہا ہم کو خبر دی امام محمد ابوطاہر فیروزآبادی نے، اور یہ چل کر عبدالرحمٰن بن عمر نے بھی کہا۔ ہم کو خبر دی شریف ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دیباجی نے، ہم کو بتایا ابوعبداللہ محمد بن حسین بن صدقہ بن سلیمان اسکندری نے ہم سے بیان کیا ابوالحسین علی بن ابراہیم عاقولی شافعی نے، ہم سے بیان کیا قاضی ابوالحسن محمد بن علی بن صحر ازدی نے۔ پہلی سند کے آخر تک۔ ان تمام راویوں نے کہا میں نے اسے فلاں سے لکھا اور اب وہ میرے جیب میں ہے۔ یہاں تک کہ محمد

عابد صاحب ثبت مذکور نے کہا میں نے اسے اپنے شیخ سیّد عبدالرحمٰن بن سلیمان سے لکھا اور انہوں نے مجھے اس کی اجازت دی۔ کہا اس حدیث کو دیلمی نے الفردوس میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے۔ اے علی! جب کوئی مسئلہ پیش آ جائے تو کہنا اے اللہ میری حفاظت فرما اپنی اس آنکھ سے جو سوتی نہیں آخر تک۔ اس کو ابن ابی الدنیا نے کتاب "الفرج بعد الشدۃ" میں بھی ذکر کیا ہے۔" الخ

علّامہ ابن الحاج کا ارشاد

ابن الحاج نے کتاب "المدخل" میں فرمایا کچھ لوگ ایک بڑی مصیبت میں پڑ گئے آپ (ابن الحاج) نے اس کی شکایت اپنے شیخ عارف باللہ ابن ابی جمرہ مولّف مختصر البخاری سے کی۔ انہوں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ سَو بار سبحان اللہ، سَو بار الحمد للہ۔ اور سَو بار اللہ اکبر۔ پڑھیں۔ اور کہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ سَو بار۔ اور سَو بار پڑھیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ پھر بارہ رکعت نفل پڑھے اور جو چاہے دُعا مانگے۔ پھر دو رکعت نفل ادا کرے پھر آخر میں پچاس آیتیں اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھے۔ پھر چوبیس[۲۴] رکعت نفل ادا کر کے یہ دُعا مانگے۔ الٰہی! کھولنا تو بس تیرا کھولنا ہے، سو ہم سے ہر مُشکل و سختی کھول دے، اے وہ کہ جس کے ہاتھ میں کھولنے کی کنجیاں ہیں۔ اور جو جنّ و انسان ہمیں بُرائی پہنچانا چاہے اس کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما اور اپنے مضبوط دستِ قدرت واذن سے، اس کو ہم سے دُور فرما دے۔ بے شک تُو ہر چاہے پر قادر ہے" اس نے اس پر عمل کیا تو اس شخص کی مشکل جاتی رہی، اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مذکورہ خواب میں جس میں آپ نے مذکورہ تسبیح و نماز و دعا کا فرمایا، یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی صدق دل سے اس پر عمل کرے گا۔ اللہ اسی دن اس کی کوئی اور کیسی ہی مشکل کیوں نہ ہو دُور فرمائے گا! الخ

فصل

دین و آخرت کی حاجات طلب کرنے کے لیے درود وغیرہ کے ذریعے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنا اور مدد مانگنا

عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی نے "المنن الکبریٰ" میں فرمایا۔ میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا، جو دار وفات یافتہ اولیاء اللہ سے اپنی حاجتیں نہ مانگنا۔ ان میں اکثر قبروں میں تصرف نہیں کر سکتے۔ رہے کچھ دوسرے مثلاً امام شافعی رضی اللہ عنہ یا ان جیسے، سو بسا اوقات زائرین کے صدق و خلوص کے مطابق ان کو اللہ تعالیٰ تصرفات کی قدرت عطا فرماتا ہے۔ علی الخواص رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تمام اولیاء کے دروازے ان پر بند ہیں۔ اب صرف رسولوں کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ کھلا ہے۔ جو اللہ کے ہاں بڑی عزت و شرف والا ہے۔ اب جس کی کوئی حاجت ہو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل توجہ سے ایک ہزار بار درود شریف پڑھے پھر آپ سے اپنی حاجت مانگے، ان شاء اللہ ضرور پوری ہو گی۔"

آپ رضی اللہ عنہ (شعرانی) نے اپنی کتاب "العهود الکبریٰ" میں فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہم سے عام وعدہ لیا گیا ہے کہ ہم اس وقت تک اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال نہ کریں جب تک اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام نہ بھیج لیں۔ یہ گویا حاجت مانگنے سے پہلے ہدیہ پیش کرنا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ "قضائے حاجت کی کنجی، اس سے پہلے ہدیہ پیش کرنا ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ سے حمد و ثنا کرتے ہیں وہ ہم سے راضی ہو جاتا ہے اور جب

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود و سلام بھیجتے ہیں تو آپ اس قضائے حاجت میں ہمارے لیے اللہ کے ہاں شفاعت فرماتے ہیں اور اللہ فرماتا ہے، اللہ کی طرف وسیلہ طلب کرو۔" اور حکمرانوں کے آستانے دیکھ، محسوس ہوگا کہ تمہیں کسی ایسے واسطے کی ضرورت ہے جسے حاکم کا قرب و نیاز مندی حاصل ہو، تاکہ وہ تیری حاجت برداری کے لیے تیرے ہمراہ چلے، اور اگر بلا واسطہ ان کے دربار تک پہنچنا چاہو نہ پہنچ سکو گے۔

وسیلہ کی وضاحت

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جو بادشاہ کا قریبی ہو وہ ان الفاظ کو بہتر جانتا ہے، جن سے بادشاہ کو مخاطب کیا جائے۔ اور حاجات برداری کے اوقات بھی بہتر جانتا ہے۔ سو ہمارا وسائل طلب کرنا، اس کے ساتھ راہِ ادب اختیار کرنا ہے اور اس سے ہماری حاجات جلد پوری ہو جاتی ہیں۔ ہم جیسے اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ادب کیا جانیں؟ میں نے سیدی علی الخواص کو یہ فرماتے سنا، جب تم اللہ سے حاجت مانگو، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مانگو۔ اور کہو الٰہی! میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق ہونے کے صدقہ تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارے فلاں فلاں کام کر دے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو اس دعا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا ہے اور آپ سے عرض کرتا ہے۔ کہ فلاں شخص نے آپ کے حق کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے فلاں حاجت مانگی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس حاجت کو پورا فرمانے کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں سو وہ قبول ہو جاتی ہے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا رد نہیں ہوتی۔ فرمایا یہی حال ہے جب تم اولیاء اللہ کے وسیلہ سے دعا مانگتے ہو کہ فرشتہ ان کو پہنچاتا ہے۔ اور وہ اس قضائے حاجت کے لیے شفاعت کرتے ہیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔"[۱]

علامہ ابن حجر ہیتمی کا ارشاد

علامہ ابن حجر ہیتمی نے امام نووی کی کتاب "المناسک" پر لکھے گئے اپنے حاشیہ کے چھٹے

باب میں ایک فائدہ کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ اس بات کی دلیل کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا، سلف صالحین، انبیاءؑ و اولیاءؒ وغیرہ کا طریقہ ہے، وہ حدیث ہے جس کو حاکم نے نقل کیا اور اسے صحیح بتایا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی، عرض کی، پروردگار! میں تجھ سے محمد کا صدقہ سوال کرتا ہوں کہ میری بخشش فرما، فرمایا آدم تو نے مجھ کو کیسے پہچان لیا۔ حالانکہ ابھی میں نے ان کو پیدا ظاہر انہیں کیا۔ عرض کی پروردگار! جب تُو نے مجھے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی روح میرے اندر پھونکی، میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا دیکھا۔ میں سمجھ گیا کہ تُو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کو ملایا ہے جو ساری مخلوق میں تیرا محبوب تر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، آدم تُو نے سچ کہا: بے شک وہ تمام مخلوق سے بڑھ کر میرے پیارے ہیں اور جب تُو نے ان کے وسیلہ سے دعا مانگی تو میں نے تجھے معاف کر دیا۔ اگر محمد نہ ہوتے میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ نسائی اور ترمذی نے حدیث نقل کی اور اسے صحیح قرار دیا۔ کہ ایک نابینا شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور عرض کی اللہ سے میری بینائی بحال ہونے کی دُعا کریں۔ فرمایا چاہو تو دُعا کروں اور چاہو تو صبر کرو۔ کہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ عرض کی دعا فرمائیں آپ نے اسے اچھی طرح وضو کرنے کا حکم دیا اور فرمایا یہ دُعا پڑھو۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ لِتَقْضِیَ لِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ۔"

الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں، تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہیں۔ اے محمد بیشک

میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، اپنی حاجت میں، کہ آپ اسے پوری فرمائیں۔ الٰہی! حضورؐ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما“

امام بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اتنا اضافہ فرمایا ہے۔ کہ وہ صاحب اٹھے تو بینائی بحال تھی۔

بیہقی نے سند جید سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا میں یہ کلمات بھی فرمائے تھے۔

بِنَبِيِّكَ وَالْاَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِيْ ۔ ترجمہ: اپنے نبی کا صدقہ اور مجھ سے پہلے نبیوں کا صدقہ۔

امام سبکی کے نزدیک توسل۔ استغاثہ۔ تشفع۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی انبیاء و اولیاء سے توجہ کے سوال کرنے میں کوئی فرق نہیں۔ اگرچہ عبدالسلام نے اسے منع کیا ہے۔

توسل کی دلیل

اس لیے کہ (اعمال کو وسیلہ بنانا ثابت ہے۔ (ذوات قدسیہ کو بنانا بھی دلائل سے ثابت ہے۔ مترجم)

حالانکہ وہ اعراض ہیں (جو ذوات سے قائم ہوتے ہیں۔) پس فضیلت والی ذاتیں بطریق اولیٰ وسیلہ ہو سکتی ہیں۔ اور اس لیے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بارش کی دعا میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنایا تھا اور اس پر انکار نہیں کیا گیا۔ اور کبھی حضور کے وسیلہ بنانے کا مطلب ہوتا ہے آپ سے دعا کرنا کیونکہ آپ زندہ ہیں، سوال کرنے والے کے سوال کو جانتے ہیں۔ ایک طویل صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے پانی مانگیں۔ خواب میں اسے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ نے اسے بتایا کہ بارش ہوگی۔ ایسا ہی ہوا" ابن حجر کا کلام ختم ہوا"۔

ایک لطیف واقعہ وہ ہے جسے شہاب مقری نے اپنی کتاب "نفح الطیب" میں اندلس کے ادیب ابو بحر صفوان بن ادریس کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ وہ یعنی صفوان بن ادریس اپنی بیٹی کے نکاح کی تیاری کے لیے عازم مراکش ہوئے۔ جو بالغ ہوگئی تھی اور حکمران کی مدح و ستائش کے قصیدے لے کر دارالخلافہ پہنچے۔ مگر مقصد میں کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اپنی ناکامی مقصد پر غور کیا اور کہا اگر اللہ سبحانہٗ سے امید رکھتا اور اس کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور سرکار کے پاکیزہ گھر والوں کی مدح وثنا کرتا تو اپنے اس نیک عمل کے طفیل حصولِ مقصد میں کامیاب ہوتا۔ پھر اپنے پہلے اعتماد و بھروسہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔ اور یقین ہوگیا کہ کسی دوسرے پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ پس اتنی سی بات کہ ارادہ درست کیا۔ اور عزم مصمم سے اس طرف منہمک ہوگیا۔ معلوم ہوا کہ اس کی طرف توجہ ہونے لگی ہے۔ اسے خلیفہ کے پاس حاضر کیا گیا۔ خلیفہ نے مقصد پوچھا، انھوں نے تفصیل سے اپنا مدعا کہہ سنایا۔ خلیفہ نے نقدی اور سامان سے اس کی مدد کی، اور یہ بھی بتایا کہ یہ سب اس خواب کی تعمیل میں ہو رہا ہے، جس میں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، اور سرکار نے اسے ان کی حاجت برداری کا حکم دیا، اپنا دامن مقصود بھر کر واپس ہوا، اور ہمیشہ سرکار اور آپ کے اہلِ بیت کی مدح وثنا میں مصروف رہا یہاں تک کہ اس سلسلہ میں خوب شہرت پائی" الخ۔

اور امام ابو عبد اللہ بن نعمان کی کتاب ہے جس کا نام ہے "مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظة والمنام"۔ اس میں انھوں نے کثرت سے ایسے واقعات لکھے ہیں، جن میں لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی اور ان کی حاجتیں پوری ہوئیں۔ اس موضوع سے متعلق تمام واقعات میں نے اپنی کتاب حجۃ اللہ

علی العالمین فی معجزات سید المرسلین"۔ صلی اللہ علیہ وسلم میں مکررات اور اسناد کو حذف کر کے صرف بڑے بڑے واقعات مختصراً ذکر کر دیئے ہیں۔ حالانکہ ایسے واقعات سرکار کے زمانہ میں کثرت سے واقع ہوئے ہیں اور اس دور سے آج تک کے ہر زمانے میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کو جمع کیا جائے تو ضخامت کئی جلدوں پر پھیل جائے۔

الحمدللہ مجھے ایسے واقعات پیش آئے جو صبح صادق کی طرح صاف اور سچے ہیں۔ بلکہ اس سے واضح وصریح تر۔ ان میں سے ایک یہ کہ گذشتہ سال ۱۳۱۰ھ، ایک خدا ناترس شخص نے مجھ پر افترا کیا، جس کے نتیجہ میں بادشاہ نے میری دور دراز علاقے میں جلاوطنی کا حکم دیا۔ مجھے جب اس کا پتہ چلا تو بہت متفکر ہوا۔ جمعرات کا دن تھا۔ میں نے جمعہ کی رات ایک ہزار بار استغفار کیا اور ساڑھے تین سو بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ان الفاظ سے درود وسلام عرض کیا۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ "

"الٰہی! درود بھیج ہمارے آقا محمدؐ اور ہمارے آقا محمدؐ کی آل پر، میرا حیلہ تنگ ہو گیا ہے، یا رسول اللہ! مجھے سنبھالا دیجیے"

مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا، پھر پچھلے پہر بیدار ہو گیا اور ان الفاظ سے میں نے ایک ہزار بار درود شریف پڑھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگی۔ اسی جمعہ کے دن شام کے وقت ٹیلیگرام کے ذریعے بادشاہ کی طرف سے میری بحالی کا حکم آگیا اللہ اس کی مدد فرمائے اور افترا باندھنے والے کو ذلیل کرے۔ اور سب تعریف اللہ پروردگار جہاں کے لیے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بہترین استغاثے جو پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک قصیدہ سیدی محمد بن ابوالحسن البکری مصری رضی اللہ عنہ کا ہے جو یہ ہے :

مَا اَرْسَلَ الرَّحْمٰنُ اَوْ يُرْسِلُ مِنْ رَّحْمَةٍ تَصْعَدُ اَوْ تَنْزِلُ

۱۔ اللہ رحمٰن نے جو رحمت بھیجی یا بھیجے گا، اوپر جاتی ہے یا نیچے آتی ہے۔

۲۔ اللہ کے بڑے اور چھوٹے ملک میں ہر قسم کی خاص و عام۔

۳۔ مگر طٰہٰ، برگزیدہ، اس کا بندہ، اس کا نبی، اس کا مختار بھیجا ہوا۔

۴۔ اس میں واسطہ اور اس کی اصل ہے اس عبارت کو ہر عقلمند جانتا ہے۔

۵۔ سو جس چیز کا ڈر ہو ان کی پناہ لے کہ وہی مرجع اور اُمید گاہ ہیں۔

۶۔ اُمید کے بوجھ ان کے پاس اتار دے۔ وہی ہمیشہ شفاعت کرنے والا جو قبول ہوتی ہے۔

۷۔ اور ہر کھٹک میں انہی کی پناہ حاصل کر کہ وہی امن و عقل کی جا ہیں۔

۸۔ اور ان کو آواز دے کہ مصائب نے اپنے ناخن گاڑ دیئے ہیں اور مشکل شدید ہو گئی۔

۹۔ اے اپنے رب کے حضور بزرگ ترین خلق، اور جن میں رہتے ہیں ان پر بہترین، جن کے وسیلہ سے سوال ہوتا ہے۔

۱۰۔ مجھے تکلیف پہنچی ہے اور کئی بار۔ آپ نے ایسی تکالیف دور فرمائیں، جن میں سے بعض مہلک ہوتی ہیں۔

۱۱۔ سو اس خدا کی قسم جس نے آپ کو مخلوق میں اس مقامِ مخصوص پر فائز کیا۔ جس سے تمام بلندیاں نیچے آتی ہیں۔

۱۲۔ میری تکلیف جلد دور فرمایئے اگر آپ نے توجہ نہ فرمائی، میں کس سے سوال کروں گا۔

۱۳۔ سو میرا حیلہ تنگ اور صبر ختم ہو چکا، سمجھ میں نہیں آتا میں کیا کروں۔

۱۴۔ مجھ سے زیادہ عاجز آپ کو نظر نہیں آئے گا تکلیف برداشت کرنے

کی طاقت۔ نہ اٹھانے کی۔

۱۵۔ سو آپ ہی اللہ (کی رحمت) کا دروازہ ہیں جو اس کی بارگاہ میں آپ کے بغیر آیا، داخل نہ ہوا۔

۱۶۔ اللہ آپ پر درود بھیجے، جب تک، کھلتی کلیوں سے بادِ صبا اٹھکھیلیاں کرے۔

میں نے ایک مجموعہ میں دیکھا کہ جس کی کوئی حاجت ہو وہ رات کے تیسرے پہر اٹھ کھڑا ہو، پھر جس قدر اللہ چاہے نماز پڑھے، پھر یہ استغاثہ پڑھے اور اس مصرع کو ستر بار دُھرائے۔ عَجِّلْ بِاِذْهَابِ الَّذِيْ اَشْتَكِيْ۔ اللہ کے حکم سے اس کی حاجت پوری ہو گی، اور سیدی محمد ابکر نے بھی فرمایا ہے جیسے میں نے ان کے دیوان سے نقل کیا ہے۔

۱۔ اے پروردگار! اے رازوں کے جاننے والے۔ اے کہ تو ہے، تیرے سوا کوئی نہیں۔ باریک بین، لطف فرمانے والا۔

۲۔ سنبھالا دے سنبھالا دے، ذلیل وحقیر غلام کو جو پناہ مانگتا ہے اور تیرے سوا کوئی پناہ دینے والا نہیں۔

۳۔ پروردگار! جیسے تو دیکھ رہا ہے، میں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوں تو ہی میری تلافی کرنے والا اور تو ہی بہترین مددگار ہے۔

۴۔ خدا کی پناہ کہ میں نامراد رہوں، جب کہ جس چیز کا ڈر ہو اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

۵۔ الٰہی! میں آہ وزاری کرتا ہوں، مجھے تو کافی ہے۔ تو میری پناہ، تیرے سوا میرا مددگار کون ہے؟

۶۔ اگر تو نے گناہ کی وجہ سے مجھ پر گرفت کی (تو تعجب ہو گا۔) میرے کتنے ہی گناہ

ہوں تو تو ربِ غفور ہے۔

۷۔ میں مشکل میں ہوں، حل فرما، حل فرما۔ میں اس مشکل میں ذلیل واسیر ہوں۔

۸۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑ لیا ہے اور وہی مجھے کافی ہے۔ بے شک وہ مصطفےٰ بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے ہیں۔

۹۔ پروردگار! ان پر درود وسلام نازل فرما جس سے اندھیرا اور پردے ختم ہو جائیں گے۔

شہاب الخفاجی نے اپنے رسالہ الریحانہ میں اپنے والد ابوالمواہب کے استغاثوں میں سے، ایک منتخب استغاثہ نقل کیا ہے جس میں یہ اشعار بھی ہیں۔

۱۔ ہم پیاسے کہاں جائیں جب کہ یہ چشمہ شیریں موجود ہے۔

۲۔ یہ عام چشمہ ہے شیریں تر۔ اور یہ ستھرے پانی کا گھاٹ ہے۔

۳۔ یہ ہمارے آقا کا دروازہ ہے اور یہ ان کا پیارا گھر ہے۔

۴۔ یہ ان کا بلند مرتبہ روح ہے اور یہ اس کا قریب تر کھلنا ہے۔

۵۔ یہی سوال، امیدگاہ، مقصود اور مدعا ہے۔

۶۔ حبیب خدا، نورالانوار۔ راز و مطلب کا خزانہ۔

۷۔ یہ وہ ہیں جن کے روحانی کی لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں۔

۸۔ یہ وہ ہیں جن کے بلند تر رتبہ میں، عقل سرگردان۔ بول رہی ہے۔

۹۔ قابلِ احترام رسولوں کا جمال، سنہرے جامے والے۔

۱۰۔ اے بہترین مبعوث ہونے والے آقا، جسے اس کے آقا نے اپنا قرب بخشا۔

۱۱۔ اے وہ، جن کو آنکھ سے دیکھتا، سوان سے کبھی پردہ نہیں ہوتا۔

۱۲۔ اے وہ کہ جن کی پوری تعریف کوئی نہیں کرسکتا خواہ کتنی طویل ہو۔

۱۳۔ میری بڑی لغزشیں معاف کر دیں کہ میرے لیے چلنا دشوار ہو گیا ہے۔

۱۴- مجھے ایسا خالص کر دیجیے، مجھے ایسا مخصوص کر دیجیے، ان کی رُوحانیت سے، جو سلب نہ ہو۔

۱۵- آقا! مشکل میں میری فریاد رسی کیجیے، ورنہ کس کے پاس جاؤں۔؟

۱۶- اور مجھے فرما دیں تو میری پناہ میں ہے، سو نہ ڈر، نہ تھک۔

۱۷- میں نے آپ سے مدد مانگی ہے، سو میری مدد فرمائیے کہ جس کی آپ مدد فرمائیں۔ کبھی مغلوب نہ ہوگا۔

۱۸- میں نے آپ کی شفاعت طلب کی ہے سو آپ میری شفاعت فرمائیے، کہ میرے گناہ کے بجائے کی جگہ آپ ہیں۔

اور کسی فاضل نے کہا ہے۔

۱- جب میں نے دیکھا کہ تمام حکم ایک اللہ کے لیے ہے، اور یہ کہ رسول اللہ تمام مخلوق میں بہترین ہیں۔

۲- تو میں نے اپنے کام اور مشکل حل کرانے کے لیے وسیلہ پکڑا۔ معزز ترین مخلوق کا، معزز ترین خالق کے حضور۔

امام ابن الوردی نے اپنی تاریخ میں ۷۴۲ھ کے حالات وحوادث میں لکھا ہے کہ ... میں، لشکرِ طرابلس کے امیر صلاح الدین یوسف دوادار نے امام شافعی علیہ الرحمہ کے یہ دو شعر سنائے۔ جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ حفظِ بصارت کے لیے مفید ہیں۔

۱- اے میری آنکھو! میں تمہیں یعقوب علیہ السلام کی حفاظت میں دیتا ہوں۔ یعنی جب نظر نے ان سے بیوفائی کی تو انہوں نے اسے پناہ میں دے دیا۔

۲- قمیص یوسف کی۔ جسے یوسف علیہ السلام کے خوشخبری سنانے والے قاصد نے میری آنکھ پر ڈالا ہے۔ سوائے تکلیف چلی جا!"

فرمایا کہ میں نے بھی دو شعر کہے ہیں جو ان شاء اللہ تعالیٰ حفظِ نفس، حفظِ دین، و حفظِ

مال واہل کے لیے مفید ہیں۔ شعر یہ ہیں۔

۱۔ میں نے اس ہتھیلی کو گذار لیا ہے۔ جس میں کنکروں نے تسبیح پڑھی، اور لشکر کو تیز پانی سے سیراب کیا۔

۲۔ اپنی روزی، اپنی آخرت، اپنی اولاد، اپنے ظاہر و باطن پہ۔

ابن الوردی کے کلام میں سے یہ بھی ہے۔

۱۔ اے رب! اس ہادی، بشیر محمد کا صدقہ، اور ان کے اُس دین کا جو تمام دینوں سے برتر ہے۔

۲۔ کہ میرے دل کو اسلام پر ثابت رکھ۔ اور مجھے حق کی راہنمائی فرما، اور شیطان کے مقابل میری مدد فرما۔

المحب الطبری نے "خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر" میں امام علامہ شیخ ابراہیم لقانی کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ انہوں نے الجوھرۃ میں لکھی گئی اپنی شرح میں فرمایا۔ شدید رنج والم میں گرفتار آدمی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ جس قدر مجرّب ہے کوئی اور چیز اس جیسی نہیں۔ اللقانی نے کہا، اس سلسلہ میں جن چیزوں کو آزمایا گیا ہے ان میں میرا قصیدہ بھی ہے۔ جس کا نام ہے "کشف الکرب بملاحاۃ الحبیب والتوسل بالمحبوب" یہ جو شدید مصیبت کے وقت قدرتی طور پہ میرے دل میں پیدا اور زبان پر جاری ہو گیا جس کے صدقے وہ تمام تکالیف اس خالقِ ارض وسما کے حکم سے ختم ہو گئی جو تکالیف کو دُور فرماتا ہے جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اور جس کی بھلائی کے بغیر کوئی بھلائی نہیں۔ قصیدہ یہ ہے:

۱۔ اے تمام مخلوق میں بزرگ تر! میرے راستے تنگ ہو گئے۔ ہڈی ٹوٹ گئی اور حیلے وسیلے غائب ہو گئے۔

۲۔ کوئی ایسا طاقتور نہیں جس کی پناہ لوں۔ اس رحیم کے سوا جس کی سفارش

رسول ڈھونڈتے ہیں۔

۳۔ جو ان کی پناہ لے وہ اس کی مدد پر کمربستہ ہو جاتے ہیں مصیبت کے دن جب کوئی سہارا نہ ہوگا۔

۴۔ جب لوگوں پر مشکل آپڑے تو وہی محتاجوں کے فریاد رس ہیں۔ جب کمزوروں پر خوف مسلط ہو تو وہی ان کی پناہ گاہ ہیں۔

۵۔ جس بیچارے کی مدد سے سب ہاتھ کھینچ لیں، آپ ہی اس کی اُمید گاہ ہیں۔ اور جب اس کی ذات پر ندامت مسلط ہو، اس وقت عزت پاتا ہے۔

۶۔ فقیر کا خزانہ۔ سخاوت کی عزت۔ جن کے آگے بادشاہ جھکیں اور اُمتیں دوڑتی آئیں۔

۷۔ جو یتیموں کی بے بسی کے دن، ان کا سہارا بنیں، اور بیواؤں کی عزت و عظمت کا پردہ۔

۸۔ جب میدانِ کارزار گرم ہو، تمام لشکروں میں شیر نر، تیز تلوار اور نیزہ۔

۹۔ دو کرمشکل وقت ہیں جن کی مدد کی اُمید ہوتی ہے اور جن کی وجہ سے اندھاپن اور بیماریاں دُور ہوتی ہیں۔

۱۰۔ ہمارا ٹھکانہ محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ورضی اللہ عنہُ ہیں۔ اس طویل دن میں جب عام پریشانی ہوگی

۱۱۔ (سلسلہ کائنات کی) ابتدا کرنے والے سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے۔ خوش بخت عطا کا سمندر۔ اور ایسا خزانہ جس کا فیضان عام ہے۔

۱۲۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ مددآئی اور ہمارے غم جاتے رہے تنگی و مشکل کے مددگار۔

۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح پکے عزم و ہمت سے بڑے ہوشیار

بہادر شکست کھا گئے۔

۱۴۔ فریاد کو پہنچیے ! اے سردار دوجہان ! ہم پر مشکلات آپڑیں۔ اور دوستی باہمی غائب ہوگئی۔

۱۵۔ میرا بڑھاپا ظاہر ہوگیا اور گناہ کے لشکر کے مقابلہ میں عمر شکست کھا کر پیٹھ دے گئی۔ کہ مڑ کر نہیں دیکھتی جلدی کیجیے۔

۱۶۔ تنہائی میں مصیبت زدہ کی فریاد رسی کیجیے اور قدم لرزیں تو اس کی شفاعت کیجیے

۱۷۔ خلاصہ کلام یہ کہ میں ڈرتا ہوں۔ اور جس کے ذرائع محدود ہوں آپ اس کے فریاد رس ہیں۔

۱۸۔ میرا رب آپ پر ہمیشہ ہمیشہ درود بھیجے۔ جب تک گردش شب و روز جاری ہے۔

۱۹۔ اور آپ کی نورانی آل اور معزز صحابہ پر جو روشن فضیلت والے ہیں اور عمدہ ستھرا سلام۔

شیخ مصطفےٰ البابی الحلبی کا عجیب استغاثہ

۱۔ [illegible] ایک۔ تیری کبریائی کی منزلوں میں گم ہیں۔

۲۔ اے زندہ ! اے ہمیشہ قائم ! تیری ذات کی تجلی میں عقلیں سرگرداں ہیں۔

۳۔ میں تیری اتنی ہی حمد و ثنا کر سکتا ہوں، جو جانتا ہوں۔ کہاں میرا علم کہاں تیری ثنا۔

۴۔ تیرے سخت غیب کے پردے میں ہوں۔ تیرے رابطوں سے محروم۔

۵۔ تو آثار اور امیدوں اور اپنی بزرگیوں میں ظاہر ہے۔

۶۔ تعجب ہے کہ تیری پوشیدگی تیرے ظہور سے بنے یا یہ خود تیری پوشیدگی ہے۔

۷۔ کائنات کیا ہے ؟ اندھیرا جس نے تیری روشنی سے نور حاصل کیا۔

۸۔ دنیا میں جو ہے وُہ فانی ہے۔ تیری بقا سے مدد لینے والا۔

۹۔ بلکہ اس میں ہر شے محتاج اور تیری عطا کی آس لگائے ہے۔

۱۰۔ تمام دنیا میں، زمین و آسمان کے کونے میں جو کچھ ہے۔

۱۱۔ محتاج ہے سب کا رُخ تیری غنا کی طرف ہے۔

۱۲۔ میں نے تجھ سے سوال کیا، ان کے وسیلہ سے، جنہوں نے دلوں کو تیری محبت پر جمع کیا۔

۱۳۔ نورِ کائنات، دو جہاں کا خلاصہ۔ تیرے نبیوں میں برگزیدہ۔

۱۴۔ تُو نے اس فریادی کی نہ سُنی، جو تیری آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہے۔

۱۵۔ امتحان و آزمائش کے ہاتھوں نے اسے بلند چوٹی سے پھینکا۔

۱۶۔ اور اسے عناصر و طبائع کے اندھیروں میں ڈالا۔

۱۷۔ پھر اس کے آگے لوازمِ دنیا آڑے آئے اور تیری شانُ سے ہٹا دیا۔

۱۸۔ پھر جب ہوش آیا یا آنے لگا بیڑیاں اسے تجھ سے دُور لے گئیں۔

۱۹ تیرے فیصلے سے جو گزری سو گزری۔ اب لُطف و کرم فرما دے۔

ان میں سے وہ نظم ہے جسے امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "لفلك المشحون" میں ایک فاضل کی طرف منسُوب کیا ہے۔ یہ واقعہ ۵۳ھ کا ہے جب انہیں سیدنا و مولانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔

۱۔ اے نفس! تجھے مُبارک ہو یہ رسُولوں کے سردار ہیں۔ تو اُن کی حمایت میں آگیا، سو پکار طلب کر اور سوال کر۔

۲۔ تجھے مُبارک ہو، مُبارک ہو۔ سختی ختم ہو گئی۔ سو صاف، خالص شیریں چشمہ پر آجا۔

۳۔ ادب و انکساری سے دروازے پر آجا ان کی دہلیز پر آنسو بہا کر کہہ!

۴۔ اے رسولوں کے سردار! پاکیزہ تر، افضل تر، اے مخلوق میں معزز تر، ننگے پاؤں والی مخلوق ہو یا جُوتے والی۔

۵۔ اے اللہ کے برگزیدہ! اے سخی تر ہاتھ والے! اے بیچارے غمزدہ خوفزدہ کی مایوسی میں پناہ گاہ۔

۶۔ اے مرتبہ والے! حدیثیں گواہ ہیں کہ مخلوق میں سے جس کسی نے آپ کو پایا، وہ قابلِ مُبارک ہے۔

۷۔ اے وہ کہ جب عارفوں نے آپ کی بارگاہ کا قصد کیا۔

۸۔ غنی کیا ہر نعمت خرچ کی عطا کی یہاں تک کہ ہر آنے والا خوشحال ہو گیا۔

۹۔ اے وہ کہ، جن کی حمایت میں، میں حاضر ہوا اور فریاد کی، اللہ کے لیے ہر دُکھ درد کا ازالہ کیجیے۔

۱۰۔ آپ کریم ہیں اور جس محتاج نے آپ سے رابطہ کیا۔ نیک بخت ہے کہ اس نے اپنا سوال و اُمید پا لیے۔

۱۱۔ بخدا، آپ نے، اپنے مانگنے والے کو کبھی "نہیں" نہیں فرمایا، اللہ آپ کو رد کرنے اور بخل کرنے سے بچائے۔

۱۲۔ میں آپ سے ان قرضوں کی شکایت کرتا ہوں جن میں مبتلا ہوں۔ اللہ سے سفارش کیجیے کہ جلد ادا فرمائے۔

۱۳۔ آقا! اس سے سوال فرمائیں کہ مجھے رزقِ حلال وسیع عطا فرمائیں جس میں مشکوک کی آمیزش نہ ہو۔

۱۴۔ آقا! میرے لیے اس سے پناہ گاہ مانگیے، جہاں رات بسر کر سکوں۔ اپنے دشمنوں کے شر سے مشکلات سے بچاؤ۔

۱۵۔ اور اس سے میرے لیے دل کا آرام مانگیے کہ دل میں ایسا درد ہے کہ رات

پھر آنکھ کھلی رہتی ہے۔

اور بہترین استغاثہ ایک وہ ہے جو کسی نے کہا، اور جس کے تکرار سے دُکھ دُور ہونے کا تجربہ کیا گیا ہے۔

ے اے منزل تک پہنچانے والے نبی! دنیا میں میرا حال تنگ ہے اور آپ اس قابل ہیں کہ آپ سے اُمید کی جائے۔ میرے خالق سے میرا درد دُور کرنے کا سوال کیجیے۔ کہ بے شک مخلوق نہیں، وہی میرا درد دُور کرنے پر قادر ہے۔

بعض افاضل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرتے ہوئے کہا۔ ے

ے میں صرف آپ کے آگے حالِ دل سناؤں گا اور بلند مرتبہ نگہبان کے رسول۔

ے میں نے جب بھی آپ کے دروازے کا رُخ کیا۔ آرام پایا، بخدا اپنے سوال میں کامیاب ہوا۔

ے اور جب آپ کے دروازے کی پناہ نہ لوں، تو حال واستقبال میں تنگدستی میں میرا کون ہے؟

ے [illegible] نے آپ کی پناہ لی اور اپنے رب ذوالجلال سے چند کلمے سیکھے۔

ے [illegible] طرح گزشتہ ادوار میں جتنے نبی و رسول آئے۔

ے [illegible] میں وہ آپ سے مدد مانگتے تھے۔ حالتِ جلال میں اور حالتِ جمال میں۔

ے اگر ان کے پاس وہ غم آیا جو تمام دنیا پر عام ہے تو مجھ جیسے پر کیسے محدود ہوگا۔

ے یا رسول اللہ! میں آپ کا [illegible] خادم ہوں۔ میں نے اپنے بڑے گناہوں میں آپ کی پناہ لی ہے۔

پس آپ ایک نظرِ کرم سے میری فریاد رسی فرمائیں۔ میرے مقصد اور تمام احوال میں مجھے یہی کافی ہے۔

ے میں آپ پر اس وقت تک درُود بھیجتا رہوں گا، جب تک قافلے آپ کا رُخ کریں-
اور پہاڑوں کی چوٹیوں سے لبیک کہیں-

ے اور آپ کی تمام آل اور صحابہ کرام پر، جو بلند یوں کی بڑی چوٹی پر چڑھ گئے-
پھر میں ہدیہ سلام پیش کرتا ہوُں، جب تک دعا مانگنے والا، صبح و شام ہاتھ پھیلائے رکھے۔ عارف باللہ ابن العریف نے اپنی کتاب "مطالع الانوار" میں فرمایا، جیساکہ "نفح الطیب" میں ہے-

ے اے میری طلب کے سلسلہ میں، طعنہ دینے والے! مجھے طعنہ زنی سے چھوڑ،
مجھے چھوڑ دے-

ے میں شوق سے سفر کروں گا پورے عزم کے ساتھ، سُستی سے نہیں-

ے رسول اللہ کے روضے کی طرف، اپنے حُسنِ ظن کی تصدیق کرتے ہوئے-

ے ہر راستے میں دوڑوں گا، جب کبوتر گاتا ہوگا-

ے اے پاکیزہ ترین خلق، میں ذلیل بھاگا ہوا انسان ہوں-

ے آج میری غلامی ختم کر دیجیے، اور محبّت سے میری طرف دیکھ-

ے سو آپ اور صرف آپ ہی میری پناہ گاہ ہیں، میری مُراد آپ ہیں آپ ہیں-

ے اگر آپ میری جسمانی آنکھ سے غائب بھی ہوُں دیرواہ نہیں، میری ذہنی آنکھ
سے پوشیدہ نہیں-

ے اگر آپ نہ ہوتے تو ہم لوگ شیطانوں سے بدتر ہوتے-

ے جب آپ کو رسُول بنا کر بھیجا گیا تو یہ بہترین فضل و احسان ہے-

ے آپ میری شفاعت فرمائیں کہ میری تکلیف دُور ہو-

ے میں بُرا بندہ ہوں، میں نے ڈھال کی پیٹھ پھیر دی ہے-

ابو عبداللہ بن حیان اندلسی نے فرمایا جیساکہ "نفح الطیب" میں ہے-

- اگر محمّد نبی نہ ہوتے، تو مخلوق بدترین حال میں تباہ ہو جاتی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ساری مخلوق میں اعلیٰ مرتبے والے، کریم تر اور ظاہر ترین راہنمائی فرمانے والے۔
- ان پر اللہ نے نبوّت، بشارت، اور رسالت ختم فرما دی۔
- مخلوق میں ان کو مرتبہ و جلال میں مخصوص فرمایا۔
- آپ رسالت کے چاند اور صحابہ کرام اس کے گرد ہالے ہیں۔
- کافروں کی آنکھوں میں کنکر پھینکے، جو بجائے مقابلہ کرنے کے گردش پکڑ کر رہ گئے۔
- آپ کی شجاعت کے ظاہر ہونے پر انہوں پر تھکاوٹ و تکلیف کی قمیص پہن لی۔
- ان کی خبروں کی طرف کان لگا معلوم ہوگا کہ انجام کار ان کا ہے۔
- جب تم نے وسیلہ ڈھونڈ لیا اس کی تعریف کی اور خُدا کی تعریف کی۔
- تو یقین جانو کہ تم قیامت کے دن یقیناً محفوظ ہوں گے۔
- یہ بھی ابن حیّان نے کہا ہے:۔
- جمع ہونے اور ندامت اٹھانے کے دن مخلوق پر سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔
- اپنے کم ترین غلام پر رحم فرما، اے طاقت و نعمتوں والے۔
- بے شک میں نے اپنے آقا، برگزیدہ، پاک اور تمام قوموں میں سے منتخب کا وسیلہ پکڑا ہے۔
- تیری طرف اپنے بڑی خطاؤں سے اے تنہا، جو ہمیشہ ایک رہے گا۔ اور نہ سوئے گا۔
- تیری طرف سے ان پر درود ہو۔ جب کبھی سورج طلوع ہو اور جب تک اوراق میں قلم سے لکھا جائے۔

۳۔ وہی شفاعت کرنے والے ہیں جن کے ذریعے مجھے نجات کی اُمید ہے۔ دوزخ سے جب کفار کو ٹلے کی طرح ہوں گے۔

یہ بھی ابن حیان نے کہا ہے۔

۱۔ دل اس کی بات پر لبیک کہتے ہیں، جو مخلوق میں قابلِ اعتماد ہے۔ ابوالقاسم۔ نبی، شفاعت کرنے والا۔

۲۔ میں نے اپنے گناہوں کے لیے شفیع بنایا، اس کی بارگاہ میں جو لکھنے والے فرشتوں کا مالک۔ ایک بلند مرتبہ بخشنے والا ہے۔

۳۔ سو شفاعت کیجیے۔ شفاعت کیجیے قیامت کے دن۔ اے خاتم الرسل۔ جو بڑی شہادت گاہ اور ڈراؤنا منظر ہو گا۔

۴۔ اس کی جو اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔ جو خطاؤں اور ہر غلط کام میں حد درجہ بڑھا ہوا ہے۔

۵۔ جب گناہ یاد کرتا ہے، آنکھیں بہنے لگتی ہیں اور ندامت سے چہرہ چمکنے لگتا ہے۔

۶۔ اس کی امید نامراد نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ اپنے رب سے ڈرتا اور عاجزی کرتا ہے۔

۷۔ آپ پر اوّل و آخر درود ہو جب تک طلوع کے وقت روشنی ہو۔

کئی دیوانوں کا مصنف شہاب محمود حلبی ملک شام میں عرض گزار ہے۔

۱۔ اے وہ جس کی عزت کے صدقے میں شفاعت کا طلب گار رہوں۔ اور اپنی ذلت کے سبب شرماتا وانکساری کرتا ہوں۔

۲۔ اے ڈوبتوں کو ترانے والے! اور وہ جس کا بندہ اُسے گھُپ اندھیروں میں پکارتا ہے تو وہ سنتا ہے۔

۳۔ اے ان تکلیفوں کو دُور کرنے والے! جن کی تدبیریں عاجز ہو جائیں تو اسی کی طرف ان کے حل میں رجُوع کیا جاتا ہے۔

۴۔ اے پوشیدہ لطف فرمانے والے! جن کی قدریں نظر نہیں آتیں اور اچھا کام ہوتا رہتا ہے۔

۵۔ اے بڑی تکلیف دُور کرنے والے، اور ان مصائب کا ازالہ کرنے والے جنہیں کوئی نہ کر سکے۔

۶۔ اے میری تنگی کے سہارے! اے میری تنہائیوں کی عزت۔ جس کے غیر کی طرف میں زاری نہ کروں۔

۷۔ اے ہر خوف سے بچانے والے۔ کسی اور سے فضول پکانے کے سوا مجھے کوئی توقع نہیں۔

۸۔ تیرے سوا میرا کوئی نہیں، تُو ہی میری رغبت کی جگہ، تو ہی شکایت کی۔ جہاں ڈروں یا اُمید رکھوں۔

۹۔ کیا تیرے سوا کسی سے ڈروں یا اُمید رکھوں، حالانکہ کائنات میں نہ کوئی نفع دے نہ نقصان۔ (تیری اجازت کے بغیر)

۱۰۔ تو غنی ہے باقی تمام مخلوق محتاج۔ تیرے فضل کی طرف تکتے ہیں۔

۱۱۔ اے کریم! تیرے سوا کوئی کامل نہیں سو مجھے غنی کر دے اور بچا لے کہ نہ اُمید رکھوں نہ ڈروں۔

۱۲۔ اے وہ کہ جسے میں اپنی تکلیف میں پکارتا ہُوں۔ بے صبری سے۔ پھر جس تکلیف کا شکوہ کرتا ہوں ختم ہو جاتی اور لوٹ جاتی ہے۔

۱۳۔ اے وہ کہ خیر کی اُمید سے جسے پکارتا ہوں اور قبولیت کا قطعی یقین کرتا ہوں۔

۱۴۔ تُو وہ ہے جس کے دروازے کے سوا کوئی دروازہ نہیں۔ اگر بڑے چلے تنگ

ہو جائیں، تو دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے۔

۱۵۔ تُو ہی وہ ہے جس کی حفاظت کے سوا کوئی قلعہ نہیں۔ اس کے سوا کمزور طاقت ور عاجز ہیں۔

۱۶۔ تُو وہ ہے کہ جس کے سوا میرا کوئی مددگار نہیں۔ خواہ میرے خلاف تمام دشمن جمع کیے جائیں اور جمع ہو جائیں۔

۱۷۔ اے وہ کہ زمانہ اپنی دانست میں خواہ اپنی معرفتیں ختم کر دے۔ تیری معرفتیں ختم نہ ہوں گی۔

۱۸۔ اے میری وحشت کے دوست جب میرا غمخوار دُور ہوا اور رُوئے زمین تو ایک ویرانہ ہے۔

۱۹۔ اے میرے اس وقت کے ساتھی، جب کوئی میرا ساتھی نہ ہو جسے پکاروں تو وہ سُنے، یا اس کا ارادہ کروں تو وہ میری طرف آئے۔

۲۰۔ یہ میرا ہاتھ اندھیروں میں تجھ سے دعا کر رہا ہے۔ اور ساری مخلوق میں کون ہے جو تیرے دَر پہ ہجوم نہیں کرتا۔

۲۱۔ میں تجھ سے اس پناہ گیر کی دُعا مانگتا ہوں، جس کی تیرے در پر نظر کیے عمر گزر گئی۔

۲۲۔ تیرے سوا تمام ذرائع ختم ہو گئے۔ اور تجھ سے ملانے کے لیے اسے یہی کافی ہے۔ کہ تیرے سوا سب کٹ جائیں گے۔

۲۳۔ شرمندگی سے زمین پر سر رکھے ہُوئے۔ کیونکہ گناہوں کی شرمندگی کی بنا پر اس کا سر اُٹھ نہیں سکتا۔

۲۴۔ اس مصطفیٰ ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پیش کرتا ہے۔ جن کی قیامت کے دن گنہگاروں کے حق میں شفاعت قبول ہو گی۔

۲۵۔ مخلوق میں بہترین، جلیل ترین مبعوث ہونے والے جن کی ہدایت سے گمراہی کی بیڑیاں کٹ گئیں۔

۲۶۔ اللہ کا سایۂ رحمت، اس کی رحمت کا راز۔ جسے دنیا میں شفاعت کے لیے ودیعت رکھا گیا ہے۔

۲۷۔ وہ گنہگاروں کو میدان حشر میں صرف ان کا جاہ و جلال قیامت کی ہولناکی سے نجات دے گا۔

۲۸۔ وہی ایسے شفیع ہیں جن سے امیدیں وابستہ ہیں کیونکہ بلا اجازت وہاں کوئی شفاعت کر سکے گا۔

۲۹۔ میدانِ محشر میں انہی کا وسیلہ اور انہی کا جھنڈا ہوگا۔ ان کے علاوہ سب ڈر رہے ہوں گے۔

۳۰۔ جسے چاہیں حوضِ کوثر سے سیراب کریں گے جب کہ پیاس وخوف سے زبانیں باہر نکلی ہوں گی۔

۳۱۔ تمام لوگوں پر شدت و تکلیف کا دور دورہ ہوگا۔ وہاں یہ نظر نہیں آئے گا کہ مال و اولاد کسی کو فائدہ دے۔

۳۲۔ تمام مخلوق کو پیاس و تکلیف کا سامنا ہوگا۔ ہر ایک ان کے گرد گھومتا ہوگا۔

۳۳۔ آپ آکر اپنے رب کے آگے سجدہ ریز ہوں گے۔ اور ایسی حمد و ثنا کریں گے، جو پہلے کسی نے نہ سُنی ہو گی۔

۳۴۔ پھر کہا جائے گا مانگ جو مانگے گا ملے گا۔ دنیا کی شفاعت کر قبول ہو گی۔ سر اُٹھا۔ میں اٹھاؤں گا۔

۳۵۔ فرمائیں گے میری اُمت، جنہیں میں نے تیرا راستہ بنایا اور انہوں نے اختیار کیا۔ کہا جائے گا وہ سب تیرے۔

۳۶۔ میرے خالق! ان کے حق ہونے کا صدقہ تو میرا ہو جا، جب جان گلے میں اٹکے اور ہول طاری ہو۔

۳۷۔ اور قیامت کے دن ان کو میرا شفیع بنا دے تاکہ جنت میں تھوڑی سی جگہ مجھے بھی مل جائے۔

۳۸۔ انہی کی ذات میں تیری طرف میرا وسیلہ اور پہنچ ہے۔ اور میری خطا سے تیری عطا بڑی وسیع ہے۔

۳۹۔ اگر مجھے گناہ کی معافی کا یقین نہ ہو، تو غرور کے میدان میں نہ ڈروں اور بیٹھ جاؤں۔

۴۰۔ لیکن میری اُمید اور حُسنِ ظن نے خوف کم دیا جس نے میری کمر توڑ دی تھی۔

۴۱۔ میں تجھے پکارنے سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ میں نے ان کا دامن مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے۔ کہ گناہوں سے ڈروں اور بے صبری کروں۔

۴۲۔ میں صرف تیری پناہ میں آیا ہوں۔ اور تمام رُوئے زمین والوں کو اگر تُو جوڑے تو ٹوٹ نہیں سکتے۔

۴۳۔ ایسے اسباب پیدا نہ فرما کہ میں تیرے غیر سے ڈروں، یا اللہ کے سوا کسی سے دبوں۔

۴۴۔ رزق تو تیرا ہے لوگ وسیلہ ہیں۔ سو میں کس کے آگے آہ و زاری کروں۔

۴۵۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ تیرے سوا کسی امیر سے اُمید نہ رکھوں گا۔ خواہ وہ اپنے مال خرچ کریں یا نہ کریں۔

اور شیخ فتح اللہ النحاس حلبی نے کہا

۱۔ اے وہ ذات جو پکارنے والے کی سُنتی ہے اور اس کا حکم اس سے اُسی کی

طرف لوٹتا ہے۔

ے پروردگار! میری پیشانی تیری مٹی ہے۔ تُو نے جو لکھ دیا وہی ہوگا۔

ے پروردگار! تیرا بندہ یا تیری مٹی۔ وسیع معافی میں اُمیدوار ہے۔

ے اپنی مٹی پر رحم فرما، اے معافی دینے والے، تیرے آگے نالہ وکناں ہے۔

ے میں تیرا بوڑھا بندہ، گنہ گار تیری معافی کے دروازے کو کھٹکھٹانے آیا ہوں۔

ے میرے ہاتھ میں اور میرے پاس وسائل و ذرائع نہیں۔

ے سوائے کریموں کے پڑوس کے جو آنے والے حاجت مندوں کے فریادرس ہیں۔

ے پروردگار، روشن چہروں کا اور تیری بارگاہ میں چمکتے تاروں کا صدقہ۔

ے اس نور کے طلوع کا صدقہ، جس کے طلوع سے تمام مطالع روشن ہوئے۔

ے بڑی رحمت۔ جس کی آمد سے اندھیرے کافور ہوئے۔

ے سچا بھیجا گیا۔ آیات (معجزات) اور جامع کلمات کے ساتھ۔

ے جن کی شمشیرِ دعوت، رگِ شرک کو ہمیشہ کاٹتی رہے گی۔

ے اخلاق میں تمام مخلوق سے بہتر، پرہیزگار، کریم تر فطرت والے۔

ے تمام نبیوں میں بہتر و افضل جن کی شریعت نے تمام شریعتیں منسوخ کردیں۔

ے اور ان کے دو ساتھیوں کا صدقہ جو ان کے ساتھ لیٹے ہیں، یہ کتنی اچھی خوابگاہ ہے۔

ے میری بداعمالیوں کی بنا پر، نظرِ کرم کر دے، کہ خاتمہ بخیر ہو۔

ے میرے نامۂ اعمال نے میرا چہرہ سیاہ کر دیا۔ بوڑھا، سن رسیدہ کھوسٹ۔

ے یہاں تک کہ جبکہ صبح کے باوجود میرے راستے مجھ پر پوشیدہ رہے۔

ے میں بہت ڈرتا ہوں اور اس خوف کو تیرے سوا کوئی دُور نہیں کرسکتا۔ اے معاف فرمانے والے۔

ے افسوس، جب اپنے کیے پر غور کرتا ہوں، شرمندگی ہوتی ہے۔

- نہ گزرے فعل سے خوشی ہوتی ہے، نہ اپنے حال سے، نہ مستقبل سے۔
- میرے گناہوں کی وجہ سے جب آنسو گریں تو مجھ پر رحم فرمانا۔
- اور اپنی معافی سے میرے گناہوں کا بوجھ ہلکا فرما دے اور میرا ہاتھ پکڑ کر چلا۔
- تیری خالص زندگی کی قسم، جس کے آگے قبر میں رہنے والا رکوع و سجود کرتا ہے۔
- میری زندگی اس قبر پر قربان جس پر ہمیشہ نورِ نبوت چمکتا رہتا ہے۔
- الٰہی! ان کا دَر تیرا دَر ہے، میری تجھ سے اُمید اور ان سے طمع ہے۔
- کبھی میں رب، رب پکارتا ہوں، اور کبھی، اے بہترین شفاعت فرمانے والے۔
- میرا حادثہ دیکھیے اور سہارا دیجیے کہ میں گھبرایا ہوا آیا ہوں۔
- اے جود و سخا کے منبع! جس کی ہتھیلیوں سے پانی اُبلتا ہے۔
- یہ عید کی راتیں ہیں، جن میں کریم عطائیں کرتے ہیں۔
- گناہ بخشے جاتے ہیں، خطائیں دھل جاتی ہیں اور احسان ہوتا ہے۔
- میں آپ کی حمایت میں ہوں، اور آپ اللہ کا وہ دروازہ ہیں، جس پر دھتکارا نہیں جاتا۔
- آپ پر وہ اللہ درود و سلام بھیجے، جس نے شریعتیں مقرر فرمائیں۔
- اس آل و اصحاب پر، جنہوں نے کروٹیں بستروں سے دُور رکھیں۔
- جب تک سُورج چمکتا اور چاند افق پر طلوع ہوتا رہے۔

شیخ عروسی مغربی رحمۃ اللہ نے فرمایا

- میرے پاس تکلیف دُور کرنے کا بجز اس کے کوئی ذریعہ نہیں، کہ سُننے قبول کرنے والے (رب) سے شکوہ کروں۔
- جو سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا، کائنات کا مالک، تکلیف دُور کرنے

والا، عیوب کو چھپانے والا ہے۔

؎ وہ جس نے ایوب علیہ السلام کو اس وقت بچایا، جب ان پر مصیبتیں نازل ہوئیں۔

؎ اور یعقوب علیہ السلام کی نگاہ زائل ہونے کے بعد پھیر دی جب کہ سخت صدمے اُٹھا چکے تھے۔

؎ اسی کی طرف ہاتھ اٹھائے غائبانہ دعا کرتا ہوں، کیسے پشیمان، آنسو بہاتے۔

؎ عنقریب اس کا پوشیدہ لطف آکر، مصیبت زدہ پریشان حال کا درد دُور کرے گا۔

؎ آج ان کی خدمت میں، گناہوں سے بھاگ کر، ہاتھ پھیلائے حاضر ہو گیا ہوں۔

؎ چودھویں کے رات بہترین مخلوق، طٰہٰ کے پاس، اپنا دکھ دور کرنے کی شفاعت کروانے آیا ہوں۔

؎ احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم، میرا سہارا، میرا ذخیرہ، حوض والے، جھنڈے والے، ٹہنیوں والے (جن کے ہاتھ لگنے سے ٹہنیاں روشن ہوگئیں)

؎ اے میری دُلہن، خوشی منا کہ میں مقام بلند پر آپہنچا- ان کی تعریف کے صدقے جو دلوں کی غذا ہیں۔

؎ رسُولوں کے سردار، تمام مخلوق میں عظیم المرتبت، قصد کی انتہا، مقصود و مطلوب کی آخری حد۔

؎ جن کے لیے چاند شق ہوا، اور سورج واپس آیا- بغیر کسی تردد کے غرُوب ہونے کے بعد۔

؎ سوکھا تنا ان کے فراق میں رو دیا، اور بغیر قدموں کے درخت ان کی خدمت میں، قریب آکر سلامی ہوئے۔

؎ ایسے لاٹھی ان کے ہاتھوں میں برگ بار ہوگئی اور شاخ کی طرح دوبارہ ہری

بھری ہوگئی۔

۔ بکری کی دستی نے عجیب راز کھول دیا (کہ میرے اندر زہر ملایا گیا ہے) اور پتھروں نے حجرے کو سلام کیا۔

۔ اے اہلِ ایمان کے لیے شفیق و رحیم۔ اور بڑے بڑے گناہوں کے ازالہ کرنے والے شفیع (شفاعت کرنے والے)

۔ میں اپنے پروردگار کے حضور آپ کے وسیلہ سے فریاد کناں آیا ہوں۔ اے سخت پریشانی کے دن کے ٹھکانے!۔

"کتاب سعادت الدارین کا خاتمہ"

اسمائے الٰہیہ آیاتِ قرآنیہ اور اذکارِ نبویہ وغیرہ کی خصوصیات کے بیان میں

جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، اس کتاب کا "دسواں باب" نبی صلی اللہ علیہ وسلم، پر درود وسلام کے ان فوائد پر مشتمل ہے کہ اتنے عمدہ اور زیادہ فوائد اس سے پہلے کسی کتاب میں درج نہیں کیے گئے۔ سو میں نے اسی مناسبت سے، اس کے ساتھ کچھ آیاتِ قرآنیہ، اسمائے الہیہ" اور "اذکارِ نبویہ" کے فوائد وخواص بیان کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ "فوائد وخواص" علمائے عارفین اور آئمہ دین نے بیان کیے ہیں، سو اس خاتمہ میں، میں نے وہ کچھ نقل کیا جس سے عقل مندوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، اور اس کتاب کا خاتمہ سعادت پر ہو اور جب کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ بہت خواص و فوائد والے ہیں، بڑے نفع بخش ہیں۔ سو میری رائے میں پہلے ان ناموں کی شرح اور ان سے مناسبت پیدا کرنے کو بیان کروں گا۔ اور اس کے مفید خواص لکھوں گا۔ پھر ان فوائد کو ذکر کروں گا، جن کا وعدہ شریعت میں کیا گیا ہے، تاکہ زیادہ منفعت ہو، اور تنبیہ

روشنی پھیلی چلی جائے۔ اور یہ ایک عظیم الرتبت کتاب کو بڑی بڑی کتابوں سے مستغنی کر دے، یہ
مطلب اور مناسبت میں نے امام غزالی سے نقل کی ہے، بجز ان باتوں کے جو انہوں نے ذکر
نہیں کیں۔ وہ میں نے دوسروں سے لے لیں۔ اگرچہ ان کی تعداد کم ہے، اور خواص میں نے
عارف باللہ شیخ احمد زروق کی شرح سے نقل کیے ہیں۔ اللہ توفیق دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ
کے یہ مبارک نام " اسماء حسنیٰ " امام ترمذی نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت
سے اپنی کتاب سنن ترمذی میں ذکر کیے ہیں۔ ان پر علماء کرام نے کئی شرحیں لکھی ہیں۔ ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے
نام ہیں۔ جس نے ان کو یاد کر لیا۔ جنت میں جائے گا۔ جو یہ ہیں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ، الرَّحِیْمُ، اَلْمَلِكُ
اَلْقُدُّوْسُ اَلسَّلَامُ اَلْمُؤْمِنُ، اَلْمُهَیْمِنُ اَلْعَزِیْزُ، اَلْجَبَّارُ،
اَلْمُتَكَبِّرُ - اَلْخَالِقُ - اَلْبَارِئُ - اَلْمُصَوِّرُ - اَلْغَفَّارُ - اَلْقَهَّارُ -
اَلْوَهَّابُ - اَلرَّزَّاقُ - اَلْفَتَّاحُ - اَلْعَلِیْمُ - اَلْقَابِضُ - اَلْبَاسِطُ -
اَلْخَافِضُ - اَلرَّافِعُ - اَلْمُعِزُّ - اَلْمُذِلُّ - اَلسَّمِیْعُ اَلْبَصِیْرُ -
اَلْحَكَمُ - اَلْعَدْلُ - اَللَّطِیْفُ - اَلْخَبِیْرُ - اَلْحَلِیْمُ - اَلْعَظِیْمُ -
اَلْغَفُوْرُ - اَلشَّكُوْرُ - اَلْعَلِیُّ، اَلْكَبِیْرُ - اَلْحَفِیْظُ - اَلْمُقِیْتُ -
اَلْحَسِیْبُ - اَلْجَلِیْلُ - اَلْكَرِیْمُ - اَلرَّقِیْبُ - اَلْمُجِیْبُ - اَلْوَاسِعُ -
اَلْحَكِیْمُ - اَلْوَدُوْدُ - اَلْمَجِیْدُ - اَلْبَاعِثُ - اَلشَّهِیْدُ - اَلْحَقُّ -
اَلْوَكِیْلُ - اَلْقَوِیُّ - اَلْمَتِیْنُ - اَلْوَلِیُّ - اَلْحَمِیْدُ - اَلْمُحْصِی -
اَلْمُبْدِئُ - اَلْمُعِیْدُ - اَلْمُحْیِیْ - اَلْمُمِیْتُ - اَلْحَیُّ - اَلْقَیُّوْمُ -
اَلْوَاجِدُ - اَلْمَاجِدُ - اَلْوَاحِدُ - اَلْاَحَدُ - اَلصَّمَدُ - اَلْقَادِرُ -
اَلْمُقْتَدِرُ - اَلْمُقَدِّمُ - اَلْمُؤَخِّرُ - اَلْاَوَّلُ - اَلْاٰخِرُ - اَلظَّاهِرُ -

اَلْبَاطِنُ - اَلْوَالِیُ - اَلْمُتَعَالِیُ - اَلْبَرُّ - اَلتَّوَّابُ - اَلْمُنْتَقِمُ -
اَلْعَفُوُّ - اَلرَّؤُوْفُ - مَالِكُ الْمُلْكِ - ذُوالْجَلَالِ - وَالْاِكْرَامِ -
اَلْمُقْسِطُ - اَلْجَامِعُ - اَلْغَنِیُّ - اَلْمُغْنِیُ - اَلْمَانِعُ - اَلضَّآرُّ -
اَلنَّافِعُ - اَلنُّوْرُ - اَلْهَادِیُ - اَلْبَدِیْعُ - اَلْبَاقِیُ - اَلْوَارِثُ -
اَلرَّشِیْدُ - اَلصَّبُوْرُ"

ترجمہ:- وہ اللہ ہے جس کے بغیر کوئی سچا معبود نہیں۔ رحم کرنے والا۔ مہربان۔
بادشاہ۔ بہت پاک، سلامتی دینے والا۔ امن دینے والا نگہبان۔
غالب۔ قابو کرنے والا۔ بڑائی کا اظہار کرنے والا۔ پیدا کرنے والا۔
بنانے والا۔ صورتیں بنانے والا۔ بہت بخشنے والا۔ قہر والا۔ بہت بخشنے
والا۔ بہت رزق دینے والا۔ بہت کھولنے والا۔ علم والا۔ تنگی کرنے
والا۔ فراخی کرنے والا۔ پست کرنے والا۔ بلند کرنے والا۔ عزت دینے
والا۔ ذلیل کرنے والا۔ سننے والا۔ دیکھنے والا۔ فیصلہ کرنے والا۔ انصاف
کرنے والا۔ لطف کرنے والا۔ خبردار کرنے والا۔ برداشت کرنے والا۔
عظمت والا۔ بخشنے والا۔ قدردان۔ بلند مرتبت۔ بڑا۔ حفاظت کرنے
والا۔ بدلہ لینے والا۔ حساب لینے والا۔ جلالت والا۔ کرم کرنے والا۔
نگران۔ قبول کرنے والا۔ فراخی والا۔ حکمت والا۔ محبت والا۔ بزرگ۔
اٹھانے والا۔ گواہ۔ حق۔ کارساز۔ طاقت والا۔ مضبوط۔ قرب والا۔
تعریف کیا ہوا۔ شمار کرنے والا۔ ابتدا کرنے والا۔ دوبارہ لوٹانے
والا۔ زندہ کرنے والا، مارنے والا۔ ہمیشہ زندہ۔ قائم رہنے والا۔
پالنے والا۔ بزرگی والا۔ تنہا۔ بے نیاز۔ قدرت والا۔ اقتدار والا۔
پہلے لانے والا۔ پیچھے لانے والا۔ اوّل۔ آخر۔ ظاہر۔ باطن۔ والی۔

بلندیوں والا۔ نیکو کار۔ بہت توبہ قبول کرنے والا۔ بدلہ لینے والا۔ بہت معافی دینے والا۔ شفقت کرنے والا۔ ملک کا مالک۔ جلال و عزت والا۔ انصاف پرور۔ جمع کرنے والا۔ بے پرواہ۔ بے پرواہ کرنے والا۔ روکنے والا۔ نقصان دینے والا۔ نفع دینے والا۔ نور۔ راہنما۔ نو پیدا کرنے والا۔ باقی۔ وارث۔ سیدھی راہ والا۔ حوصلے والا۔

ان اسمائے گرامی کے معانی و توضیحات

اللہ یہ نام ہے موجود حق کا۔ جو تمام خدائی صفات کا جامع ہے صفات ربوبیت سے جسے موصوف مانا جاتا ہے۔ جو وجود حقیقی سے مخصوص ہے اس کے علاوہ کوئی مخلوق وجود ذاتی کی مستحق نہیں، اسی سے وجود حاصل کرتی ہے۔ سو اپنی ذات کے لحاظ سے معدوم اور اللہ سے قریب ہونے کی وجہ سے موجود۔ اور اس کی ذات کے سوا ہر موجود کے لیے ہلاکت ہے۔ صحیح تر یہ ہے کہ یہ لفظ اس معنیٰ پر اسی لیے دلالت کرتا ہے، جس طرح علم اس کے مشتق ہونے میں، اور اس کے مادوں کے سلسلہ میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے تکلف و تصنع ہے۔ یہ ننانوے ناموں میں سب سے بڑا ہے۔ کیونکہ یہ اس ذات پر دلالت کرتا ہے۔ جو تمام صفات خداوندی کو جامع ہے۔ یہاں تک کہ کوئی صفت باہر نہیں رہتی۔ اور اس لیے کہ یہ تمام ناموں میں مخصوص تر ہے، کیونکہ کوئی اس کو اللہ کے سوا کسی کے لیے نہ حقیقی معنی میں بولتا ہے۔ نہ مجازی میں۔ اور بندے کا اس معنی سے متصف ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا بخلاف دوسرے اسمائے کے، کہ ہر نام کسی ایک معنی پر دلالت کرتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی اس سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً قادر۔ علیم۔ رحیم۔ کہ بندہ ان سے موصوف ہو سکتا ہے

اس سے متخلق ہونا بندے کا اس میں یہ حصہ ہے کہ وہ اس سے متخلق ہو، جس سے میری مراد یہ ہے کہ وہ اپنے ارادے اور دل سے

اللہ کی ذات میں مستغرق ہو جائے۔ اس کے سوا نہ کسی کو دیکھے نہ کسی کی طرف توجہ دے۔ صرف اسی سے اُنسیت رکھے اور اسی سے ڈرے۔ ایسا کیوں نہ ہو؟ وہ اس اسم مُبارک سے سمجھ گیا ہے کہ موجود حقیقی حق وہی ہے۔ اس کے سوا سب فانی۔ ہلاکت والا اور باطل ہے (تینوں سے مُراد ایک ہی ہے یعنی فانی) بقا ہے تو اُس کے ساتھ۔ سو اپنے آپ کو ہلاک، باطل اور فانی سمجھے۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سب سے سچی بات جو عربوں نے کہی ہے۔ وہ بسید شاعر کا یہ قول ہے۔ اَلَا کُلُّ شَیْئٍ مَا خَلَا اللّٰہُ بَاطِلٌ "سُن لو اللہ کے سوا ہر چیز فانی ہے"۔

خصوصیات اس کی خاصیت یہ ہے کہ یقین مضبوط ہوتا ہے۔ ذات وصفات اور افعال میں اچھے مقاصد بآسانی حاصل ہوتے ہیں۔ علماء نے کہا ہے کہ جو شخص روزانہ اس کو ایک ہزار بار اس طرح پڑھے "یَا اَللّٰہُ یَا ھُوَ" اللہ اس کو کامل یقین نصیب فرمائے گا۔ "اربعین ادریسیہ" میں لکھا ہے کہ یَا اَللّٰہُ الْمَحْمُوْدُ فِیْ کُلِّ فِعَالِہٖ کے متعلق سہروردی نے کہا، جو کوئی جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے غسل کر کے صاف لباس پہن کر تنہائی میں، دو سو بار اسے پڑھے اس کے لیے حصولِ مقصد آسان ہو جائے گا۔ خواہ کچھ بھی ہو۔ اور اگر ایسا مریض اسے پڑھے جس سے طبیب مایوس ہو چکے ہوں، اگر اس کا وقت پورا نہیں ہوا تو صحت یاب ہو گا۔

اَلرَّحْمٰنُ ۔ اَلرَّحِیْمُ

یہ دونوں اسم رَحْمَۃٌ سے مشتق ہیں۔ اور رحمت کسی مرحوم کو چاہتی ہے، اور جو مرحوم ہے محتاج ہے۔ کامل رحمت یہ ہے کہ محتاجوں پر خیر و برکت کی بارش ہو۔ ان کے لیے اس کا ارادہ کرنا عنایت ہے۔ اور کامل رحمت وہ ہے جو مستحق و غیر مستحق سب کے لیے ہو۔ اور اللہ کی رحمت کامل و عام ہے۔

فائدہ — الرحمٰن الرحیم — سے خاص ہے، اسی لیے اللہ کے سوا کسی اور کا یہ نام نہیں رکھا جا سکتا۔ جب کہ الرحیم کا نام دوسروں کے لیے ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے الرحمٰن، اسم علم کا قائم مقام ہے۔ اگرچہ یہ بات یقینی ہے کہ رحمۃ سے مشتق ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے دونوں کو جمع کیا ہے فرمایا:۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ۔ ترجمہ: تم فرماؤ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو۔

پس جو رحمت لفظ رحمٰن سے مفہوم ہوتی ہے اس کا تصور بندوں کے ذہن سے بلند تر ہے۔ اس کا تعلق آخرت کی سعادت سے ہے۔ پس رحمٰن وہ ہے جس نے وجود عطا فرما کر بندوں پر پہلی مہربانی فرمائی۔ ایمان کی راہنمائی اور سعادت کے اسباب عطا فرما کر دوسری مہربانی فرمائی، اور آخرت میں کرم فرما کر تیسری مہربانی فرمائی۔ اور اپنی ذات کریم کا دیدار نصیب فرما کر چوتھی مہربانی فرمائی۔

اس کے ساتھ متصف اور متخلق ہونے کا مطلب

اسم پاک الرحمٰن میں بندے کا حصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غافل بندوں پر ترس کھائے۔ سو ان کو سختی سے نہیں نرمی کے ساتھ وعظ و نصیحت کے ذریعے غفلت کے راستے سے ہٹا کر، اللہ کی طرف پھیر دے۔ اور گنہگاروں کی طرف بنظر حقارت نہیں، رحم و کرم کی نظر سے دیکھے۔

اور اسم پاک الرحیم میں اس کا حصہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو بھوکے کی بھوک ختم کیے بغیر نہ رہے۔ اور اپنے گرد و پیش اور شہر میں جو فقیر نظر آئے اس پر نظر رکھے اور اس کا فقر و فاقہ ختم کرے۔ یا تو اپنے مال و جاہ کے ذریعے یا کسی اور سے اس کی حق رسی کی سفارش کرکے۔ اگر ان تمام صورتوں سے عاجز ہے تو اس کے لیے دعا اور اظہارِ غم کرکے اس کی مدد کرے۔

خصائص — الرحمٰن کی معنیٰ کے لحاظ سے یہ خاصیت

ہے کہ جو کوئی اس کا ورد کرے اور اس پر عمل کرے اس سے پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ تنہائی میں نماز کے بعد دلجمعی کے ساتھ سو بار اس کا ذکر کرے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے دل سے غفلت و نسیان دجھولنا ہ نکل جائیں گے۔"اربعین ادریسیہ" میں لکھا ہے یَا رَحْمٰنَ کُلِّ شَیْءٍ وَرَاحِمَهٗ سہروردی نے کہا اسے زعفران اور مشک کے ساتھ لکھ کر اس آدمی کے گھر دفن کیا جائے جو بد اخلاق اور تنگ دل ہے۔ اس کی طبیعت بدل جائے گی۔ اور اس میں حیا، رحمت مہربانی اور مسکینی جیسی صفات پیدا ہوں گی۔" اللہ بہتر جانتا ہے۔

الرَّحِیْمُ کی خاصیت ہے نرم دلی۔ اور مخلوق پر ترس کھانا۔ جو ہر روز سو بار اسے پڑھے، اس میں یہ صفت پیدا ہو جائے گی۔ جسے کسی برائی کا خوف ہو، اس کو پہلے والے الرحمٰن سے ملا کر پڑھے اور اسے معمول بنائے۔"اربعین ادریسیہ" میں ہے۔ یَا رَحِیْمَ کُلِّ صَرِیْخٍ وَّمَکْرُوْبٍ وَّغَایَتَهٗ وَمَعَاذَهٗ " سہروردی نے کہا، جب لکھ کر اسے پانی میں حل کر کے درخت کی جڑوں میں ڈال دے تو اس کے پھل میں برکت ہو گی۔ اور جو اسے پیئے، لکھنے والے سے محبت کرے گا۔ یونہی اگر اس کے ہمراہ طالب، مطلوب اور اس کی ماں کا نام لکھے، تو وہ اس سے محبت کرے گا اور ایسی محبت و ولولہ حاصل ہو گا، جس سے محبوب ٹھہر نہ سکے گا۔ بشرطیکہ محبت جائز صورت میں ہو۔ ورنہ الٹا اثر ہو گا۔ واللہ اعلم۔

اَلْمَلِكُ

اس کا مطلب ہے وہ ذات جو ذات و صفات میں تمام مخلوق سے بے پرواہ ہو، اور تمام مخلوق اپنی ذات صفات، وجود اور بقا میں اس کی محتاج ہو، ہر چیز اپنی ذات و صفات میں اس کی مملوک ہو۔ اور وہ ہر چیز سے مستغنی ہو۔ یہی مطلق بادشاہ ہوتا ہے۔

التخلق بندے کا بادشاہ مطلق ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جب یہ تصور کیا جائے کہ وہ بعض چیزوں سے مستغنی ہے اور بعض چیزیں اس سے مستغنی نہیں (محتاج ہیں) تو اس کے لیے ایک طرح کی بادشاہی حاصل ہے۔ سو وہ اپنی مملکت کا بادشاہ ہوتا ہے۔ کہ اس ملک کی رعایا اور فوج اس کی اطاعت کرتی ہے، انسان کی خاص مملکت اسکا دل اور جسم ہے۔ اس کا لشکر اس کی شہوت و غضب و خواہش ہے، اس کی رعایا اس کی زبان، آنکھیں، دونوں ہاتھ، اور باقی اعضا ہیں۔

خصائص اس کی خاصیت دل کی صفائی۔ حصولِ غنا و جرأت وغیرہ ہے۔ جو کوئی روزانہ زوال کے وقت سو بار پڑھے اسکا دل صاف اور کدورت ختم ہو جائے گی۔ اور جو کوئی فجر کے بعد ایک سو اکیس بار پڑھے اللہ اپنے فضل سے اسے غنی کرے گا۔ اسباب سے یا دروازوں سے یا اپنی خصوصی عطا سے۔ کتاب "اربعین ادریسیہ" میں ہے "اے کامل ذات، جس کے کامل جلال و ملک کو زبانیں بیان نہ کر سکیں"۔ یَا مَنْ فَلَا تَصِفُ الْاَلْسُنُ كُلَّ جَلَالِ مُلْكِهِ وَعِزَّتِهِ۔ جو شخص روزانہ پچیس بار اسے پڑھے اور بارہ دن تک عمل کرے۔ دل کی صفائی اور شکوک و شبہات سے بچتے ہوئے، اس کے اعمال اس کے پاس آئیں گے۔ مناصب میں ترقی ہو گی۔ اور اس کا حال بہتر ہو گا، جو کوئی روزانہ ننانوے بار اسے پڑھے۔ اسے علم معرفت نصیب ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

اَلْقُدُّوْسُ

اس کا معنیٰ ہے کہ اللہ تعالےٰ اُن تمام اوصاف کمال سے پاک ہے جنہیں اکثر لوگ اوصاف کمال سمجھتے ہیں۔ مثلاً ان کا علم۔ ان کی قدرت ان کے سمع و بصر (سننا۔ دیکھنا) ان کا کلام۔ اُن کا ارادہ، سو اللہ تعالیٰ ان کے اوصاف کمال سے پاک ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ان کے اوصافِ نقص سے پاک ہے۔ بلکہ ہر وہ صفت جس کا تصور مخلوق کے لیے

کیا جا سکتا ہے۔ اللہ اس سے پاک ہے، یونہی اس کے مشابہ و مماثل سے۔

التخلق انسان کی پاکی یہ ہے کہ اس کا ارادہ و علم پاک ہو۔ علم کو تخیلات، محسوس اور واہمیات اور ہر اس صفت سے پاک کرے۔ جس میں حیوان اس کے شریک ہوں۔ جیسے ادراکات بلکہ اس کی نظر اور علم امور ازلیہ، الٰہیہ پر جمی رہے۔ رہا ارادہ سو اس کی پاکی یہ ہے کہ وہ انسانی ضروریات اور وہ لذتیں جن تک صرف حواس و جسم کے واسطہ سے پہنچا جا سکتا ہے، ان سے صرف نظر کرے بلکہ اس کی مراد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو اور اُسے صرف اس میں لذت حاصل ہو۔

الخواص اس کی خاصیت یہ ہے کہ نماز جمعہ کے بعد روٹی کے ٹکڑے پر لکھے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔ جو کوئی اس ٹکڑے کو کھائے گا۔ اللہ عبادت میں اس کا شوق پیدا کرے گا۔ آفات سے محفوظ رہے گا۔ یہ اثر تب ہو گا جب مذکورہ تعداد مکمل ہو گی۔ واللہ اعلم۔ اربعین ادریسیہ میں ہے "یَا قُدُّوْسُ الْمُطَاهِرُ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ فَلَا شَيْئَ يُعَادِلُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ" سہروردی نے کہا جو تنہائی میں چالیس دن ایک ہزار بار روزانہ کے حساب سے پڑھے، اس کی مراد پوری ہو گی اور دنیا میں اس کی قوت تاثیر ظاہر ہو گی۔ واللہ اعلم۔

اَلسَّلَامُ

اس کا معنی ہے جس کی ذات عیبوں سے پاک، جس کی صفات نقص سے اور افعال شر سے مبرا ہوں۔

تخلق جس بندے کا دل کھوٹ، کینہ، حسد، اور بُرے ارادے سے بچ گیا، گناہوں اور ممنوعات سے اعضا بچ گئے۔ بدی و خرابی سے صفات بچ گئیں۔ یہی اپنے رب کے پاس قلب سلیم لے کر آیا۔

الخواص اس کی خاصیت ہے رنج وتکلیف کا رُخ موڑ دینا۔ یہاں تک کہ اگر مریض پر اس کو ایک سو اکیس[۱۲۱] بار پڑھ کر دم کیا جائے۔ ان شاء اللہ شفا یاب ہوگا، بشرطیکہ وقت پورا نہیں ہوا۔ آرام پائے گا۔ کتاب اربعین ادریسیہ میں ہے: اے وہ ذات جو ہر عیب سے پاک ہے اور جس کے افعال سے ناپسندیدگی ملی نہیں۔ جب ظلم ومصیبت وغیرہ میں مبتلا شخص اسے کثرت سے پڑھے گا۔ اللہ کے فضل وکرم سے نجات پائے گا۔

اَلْمُؤْمِنُ

وہ ذات جس کی طرف امن وامان کی نسبت ہو کہ وہ ایسے اسباب کرتا اور خوف کے دروازے بند کرتا ہے۔ مؤمن مطلق وہ ہے جس کے بغیر امن وامان حاصل نہ ہو سکے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔

تخلّق اس وصف سے بندے کا حصہ یہ ہے کہ تمام مخلوق اس کے پاس محفوظ و مامون ہے۔ بلکہ ہر خوف زدہ شخص دنیا و دین کی بربادی سے بچنے کی اس طرح اُمید رکھے۔

خواص اس کی خاصیت ہے امن ملنا، صدق وتصدیق کا حاصل ہونا۔ اور ذکر کے لیے عموماً قوّتِ ایمانی کا حصُول۔ لہٰذا ڈرنے والا چھتیس[۳۶] بار اسے پڑھے اس کو جان ومال کی امان ملے گی۔ اس میں قوّت وضعف کے مطابق کمی بیشی آسکتی ہے۔ اللہ بچ فرماتا اور سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

اَلْمُهَيْمِنُ

اللہ کے بارے میں، اس کا معنی ہے جو بندوں کے اعمال، رزق اور اجل کی نگرانی کرے۔ نگرانی کا مطلب ہے، باخبر ہے محافظ ہے۔ جو ذات ان تین معانی کی جامع ہوئے

مہیمن کہتے ہیں اور کامل و مطلق طور پر اللہ کے بغیر کسی اور کے لیے یہ تینوں اوصاف ثابت نہیں ہو سکتے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ قدیمی کتابوں میں بھی اللہ کا یہ نام موجود ہے۔

تخلق جو آدمی اپنے دل کی نگرانی کرتا رہا یہاں تک کہ اس کی گہرائی اور رازوں پر جھانک لیا اور ساتھ ساتھ اپنے تمام اعمال و اوصاف پر اسے مقدم جانا اور ہمیشہ اس کی حفاظت صحیح طور پر کرتا رہا وہ اپنے دل کے لیے مہیمن ہے۔

خواص اس کی خاصیت ہے باطنی شرف کا حصول، اور بلند ہمتی سے عزت حاصل کرنا۔ غسل کر کے تنہائی میں نماز کے بعد سو بار پڑھے۔ پوری دل جمعی سے حصولِ مراد کی دعا مانگے۔ واللہ اعلم۔ غور کریں تو اس کی نسبت معنوی ہے۔ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اربعین ادریسیہ میں لکھا ہے کہ یَا عَلَّامَ الْغُیُوْبِ فَلَا یَفُوْتُہٗ شَیْءٌ مِنْ عِلْمِہٖ وَلَا یَئُوْدُہٗ۔ ——— (اے مخلوق سے چھپے حقائق کو جاننے والے! جس کے علم سے کوئی شے باہر نہیں نہ اسے تھکاتی ہے) سہروردی نے کہا، جو کوئی اس پر ہمیشگی کر لے اس کا حافظہ قوی اور نسیان جاتا رہے گا۔ واللہ اعلم۔ الخ۔

اَلْعَزِیْزُ

اس کا معنیٰ ہے وہ عظیم ذات جس کی مثال کم ہو اور جس کی طرف سخت حاجت ہو اور جس کی طرف پہنچنا مشکل ہو، جس میں یہ تین معانی نہ پائے جائیں، اس پر اسم عزیز کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ اور ان اوصاف سے کامل طور پر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات متصف ہے۔

تخلق بندوں میں عزیز وہ ہوتے ہیں، جن کی طرف بندگانِ خدا اہم امور میں محتاج ہوں۔ اور یہ ہیں حیاتِ اخروی۔ ابدی سعادت اس کا وجود بہر حال کمتر اور اس تک پہنچنا مشکل تر ہے۔

اس کے خواص غنیٰ و عزت کا صورت حقیقت اور معنی تینوں لحاظ

سے حاصل ہونا۔ جو کوئی چالیس دن تک، چالیس بار روزانہ کے حساب سے اس کا ذکر کرے اللہ اس کی مدد فرمائے گا۔ اور اسے عزت دے گا۔ سوا سے مخلوق میں کسی کا محتاج نہیں کرے گا۔ "اربعین ادریسیہ" میں لکھا ہے یَا عَزِیْزُ، اَلْمَانِعُ، اَلْغَالِبُ عَلٰی اَمْرِہٖ فَلَا شَیْئٌ یُعَادِلُہٗ" "اے غالب! بچانے والے! اپنے حکم پر غالب، کہ کوئی چیز جس کے برابر نہیں" سہروردی نے کہا، جو اسے متواتر ساٹھ دن ایک ہزار بار یومیہ کے حساب سے پڑھے۔ اس نے اپنا دشمن ہلاک کر دیا۔ اور اگر لشکر کے سامنے اشارہ کر کے ستر بار پڑھے، دشمن شکست کھائے گا۔

اَلْجَبَّارُ

اس کا مفہوم ہے وہ ذات جس کا ارادہ ہر ایک کو اپنی گرفت میں لے لے، اور اس میں کسی کا بس نہ چلے۔ پس جبار مطلق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

تخلق بندوں میں جبار وہ ہیں جو درجہ اطاعت سے بلند ہو کر درجۂ طلوع پر فائز ہو جائیں اور اپنے مقام میں ایسی یکتائی کے حامل ہوں کہ اپنی شکل وہیئت سے مخلوق کو اپنی اقتداء پر مجبور کر دیں۔ اپنی عادات واطوار کی پیروی کرائیں۔ کہ مخلوق کو فائدہ ہو اور اس پر اثر ہو۔ فائدہ حاصل نہ کریں نہ متاثر ہوں، اپنی اتباع کروائیں، کسی کے پیچھے نہ چلیں۔

خواص اس کی خاصیت یہ ہے سفر و حضر میں جابروں کے ظلم سے حفاظت، ستّ دس آیتوں والی سورۃ پڑھنے کے بعد صبح و شام اکیس بار اسے پڑھے۔

واللہ اعلم۔

اَلْمُتَکَبِّرُ

اس کا معنٰے ہے وہ ذات جو اپنے سامنے تمام مخلوق کو حقیر سمجھے، عظمت و کبریائی

عرف اپنے لیے مانے۔ دوسروں کو اس طرح دیکھے جیسے بادشاہ، اپنے غلاموں کو، مطلق و کامل طور پر اس کا تصور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کیا جا سکتا ہے۔

تخلّق بندوں میں متکبر وہ ہے جو زاہد و عارف ہو، عارف کے زاہد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز اس کی توجہ اللہ سے ہٹائے، اس سے پاک ہو جائے۔ اور حق تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے تکبر آئے۔ دنیا و آخرت اس کے سامنے ہوں گے۔ غیر عارف کا زہد ہے معاملہ و معاوضہ۔

خواص اس کی خاصیت ہے جلالت اور خیر و خوبی و برکت کا ظہور، یہاں تک کہ جو کوئی رات کو بیوی کی قربت سے پہلے دس بار اسے پڑھے اس کو ذکر کرنے والا بیٹا ملے گا۔ واللہ اعلم۔

"اربعین ادریسیہ" میں ہے۔ یَا جَلِیْلُ، اَلْمُتَکَبِّرُ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ فَالْعَدْلُ اَمْرُہٗ وَالصِّدْقُ وَعْدُہٗ۔ ———— "اے جلیل القدر! ہر چیز پر بڑائی کا اظہار فرمانے والے، عدل و مساوات اس کا حکم، اور سچائی اس کا وعدہ۔" سہروردی نے کہا جو شخص بلاناغہ اس پر عمل کرتا رہا، اس کا رتبہ بلند ہوگا۔ عزت ملے گی۔ کوئی کسی حال میں کسی طرح اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

اَلْخَالِقُ۔ اَلْبَارِئُ۔ اَلْمُصَوِّرُ۔

معنے کبھی خیال کیا جاتا ہے کہ یہ اسمائے مترادفہ ہیں اور سب معنی خلق و اختراع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ خیال صحیح نہیں بلکہ جو عدم سے وجود کی طرف آتا ہے وہ پہلے تقدیر (مناسب اندازہ) کا محتاج ہوتا ہے۔ دوسرے اس تقدیر کے مطابق ایجاد کا۔ تیسرے ایجاد کے بعد تصویر کا۔ اللہ تعالیٰ تقدیر کے لحاظ سے خالق۔ ایجاد کے لحاظ سے باری۔ اور اس لحاظ سے کہ موجودات کی بہترین صورتیں بناتا ہے۔

مُصَوِّرٌ ہے۔ سو اللہ تعالیٰ کے لیے مُصَوِّر کا نام اس وجہ سے ہے کہ اس نے مخلوق کی بہترین صورتیں مرتب فرمائیں۔ یہ فعل کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اس کی حقیقت صرف وہ ہی جانتا ہے۔ جو کائنات کی تمام صورتوں کو جانتا ہو۔ اجمالاً بھی تفصیلاً بھی۔ کیونکہ تمام کائنات ایک شخص کی طرح ہے۔ جو مختلف اجزاء و اعضاء سے مرکب ہے، جن کے اپنے اپنے اغراض و مقاصد ہیں۔ کائنات کے اجزاء آسمان۔ ستارے۔ زمینیں اور جو کچھ ان میں ہے۔ مثلاً پانی۔ ہوا۔ وغیرہ ہیں۔ جن کو اس نے ایک مضبوط ترتیب پر مرتب فرمایا ہے کہ وہ ترتیب بدل جائے تو نظام کائنات تباہ ہو جائے اور اجزائے کائنات خواہ کتنے ہی چھوٹے ہوں ان کی تصویر موجود ہے۔ یہاں تک کہ چیونٹی اور ذرہ میں بھی۔ بلکہ کائنات کے ہر ہر جزء میں۔ یہی بات ہر حیوان و نباتات کی ہے۔ بلکہ ہر حیوان و نبات کے ایک ایک جزء کی۔ کہ جن کی شرح و تفسیر کسی کتاب میں نہیں کی جا سکتی۔

تخلّق بندے کا اس اسم مُصَوِّر سے اتنا حصہ ہے کہ اس کے ذہن میں تمام کائنات کا وجود اپنی اصلی ہیئت و ترتیب کے ساتھ موجود ہو۔ یہاں تک کہ تمام کائنات کی تصویر اس کے سامنے اس طرح آ جائے گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ پھر کل سے تفصیل کی طرف آئے۔ پس انسانی صورت پر اس کے بدن و اعضا کے اعتبار سے غور کرے۔ پھر اس کی قسموں، تعداد، ترتیب اور اس کی تخلیق و ترتیب کی حکمت معلوم کرے۔ پھر اس کی صفاتِ معنویہ اور ان معانی شریف پر غور کرے جن سے اس کے معلومات و ارادہ کا تعلق ہے۔ یونہی جہاں تک ہو سکے ظاہری و باطنی طور پر حیوانات و نباتات کی صورتیں پہچانے۔ یہاں تک کہ تمام صورتیں اس کے دل میں حاصل ہو جائیں۔ یہ تمام معلومات اس کی صورتِ جسمانیہ کے معلوم کرنے کا ذریعہ بنیں گی جو ترکیبِ رُوحانی سے مختصر ہے اور اس میں فرشتوں کی معرفت، ان کے مراتب۔ آسمانوں اور ستاروں میں جو کام ان کے سپرد ہیں اور جو راہیں ان کے لیے مقرر ہیں۔ ان کی معرفت

پھر انسانی دلوں میں ہدایت و ارشاد کا تصرف، پھر حیوانات میں ان امور کی راہنمائی کا تصرف
جو ان کی حاجت براری کا وسیلہ بن سکیں۔ یہ ہے اس اسم مقدس میں بندے کا حصہ۔ اس
سے بندہ اسم مصور کا علم حاصل کر سکتا ہے۔ اگرچہ بطور مجاز ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ یہ علمی صورتیں،
تحقیق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ رہا اَلْخَالِقُ اسے ...
سو اس اسم مقدس میں بھی بندے کا محض دور کا مجازی تعلق ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ
خلق و ایجاد کا دارومدار علم کے مطابق قدرت کے استعمال پر ہے۔ اور بندے کے لیے اللہ
نے علم و قدرت پیدا کیے ہیں۔ اور وہ اپنی مقدورات حاصل کر سکتا ہے مثلاً صنعتیں۔
سیاسیات، عبادات، مجاہدات، لہٰذا ان امور میں بندہ موجد کی طرح ہے جن کا پہلے
وجود نہ تھا کیونکہ سب سے پہلے شطرنج کی ایجاد کرنے والے کو یہی کہا جائے گا کہ وہ اس ...
ہے۔ یہی حال ریاضتوں اور مجاہدوں کا ہے۔ یہاں تک کہ یہ نام وضع کرنے والے پر
مجازاً بولا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے کچھ نام وہ ہیں جو بندے کی طرف مجازاً منقول ہیں۔
ان کی کافی تعداد ہے۔ کچھ نام ایسے ہیں جو بندے کے لیے حقیقی اور اللہ کے حق میں مجازاً
بولے جاتے ہیں۔ مثلاً۔ صبور۔ شکور۔ وغیرہ۔ یہ مناسب نہیں کہ نام کی مشارکت
دیکھ کر اس بڑے فرق کو نظر انداز کر دیا جائے۔

خواص اس (خالق) کی خاصیت یہ ہے کہ آدھی رات کو کچھ وقت اس کا ذکر کیا
جائے تو ذاکر کا دل اور چہرہ نورانی ہو جائے گا۔ "اربعین ادریسیہ" میں ہے
يَاخَالِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَكُلٌّ اِلَيْهِ مَعَادُهُمْ "۔ سہروردی
نے کہا گم شدہ اور عرصہ دراز تک غائب رہنے والے کو واپس لانے کے لیے پانچ ہزار
بار اس کا ذکر کیا جائے۔

اَلْبَارِئُ

اس کی خاصیت یہ ہے کہ آفات سے بچنے کے لیے روزانہ سو بار سات دن مسلسل

پڑھے۔ یہاں تک کہ قبر میں مٹی کے اثرات سے بھی محفوظ رہے" واللہ اعلم۔

"اربعین ادریسیہ" میں ہے۔ یَا بَارِیَ النُّفُوْسِ بِلَا مِثَالٍ خَلَا مِنْ غَیْرِہٖ۔

سُہروردی نے کہا، اس کے ذکر سے امیری، عزت اور آفات سے بچاؤ کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر تختی پر لکھ کر پاگل کے اوپر لٹکایا جائے اسے فائدہ دے۔ اسی طرح خطرناک بیماریوں کے لیے بھی۔

اَلْمُصَوِّرُ

اس کی خاصیت ہے اُمورِ عجیبہ میں مدد دینا اور پھل ظاہر ہونا وغیرہ (فصل کی اچھی انگوری ظاہر ہونا) یہاں تک کہ بانجھ عورت اگر سات دن روزہ رکھے اور غروبِ آفتاب کے بعد روزہ افطار کرنے سے پہلے اکیس[21] بار پڑھے، بانجھ پن جاتا رہے گا اور اللہ کے حکم سے اس کے رحم میں بچے کی تصویر بننا شروع ہو جائے گی۔

اَلْغَفَّارُ

اس کا معنیٰ ہے وہ ذات جو اچھائی کو ظاہر کرے اور برائی کو چھپائے، مثلاً گناہ وغیرہ۔ بندے کی پہلی ستر پوشی یہ ہے کہ اس کے ان اعضا کو، جن کا نظر آنا برا سمجھا جاتا ہے۔ اللہ نے اس کے باطن میں چھپا دیا جو ظاہری حسن میں چھپے ہوئے ہیں، سوچیے کہ بندے کی ظاہری نفاست اور اندر کی کثافت میں خوبصورتی و بدصورتی میں کتنا فرق ہے۔ اب ظاہر کو بھی دیکھو اور باطن کو بھی۔ دوسری یہ کہ اگر بری اور قبیح باتیں دل میں ہیں تو ان کو پوشیدہ کر دیا۔ تاکہ کوئی اس کے قلبی رجحانات کو نہ دیکھے۔ اس کے دل میں جو برے وسوسے، دھوکہ بازی، خیانت اور خیالات باطلہ آتے ہیں، اگر وہ لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو لوگ اس کے دشمن بن جائیں بلکہ اس کی جان کے درپے ہو جائیں اور ہلاک کر ڈالیں۔ تیسری پردہ پوشی یہ کہ اس

کے وہ گناہ بخش دیئے، جن کی بنا پر وہ لوگوں کے سامنے ذلیل ہو سکتا تھا۔

تخلق۔ متصف ہونا اس اسم مقدس کا بندے کے لیے یہ حصّہ ہے کہ قابلِ ستر چیزوں کو دوسرے سے چھپائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو کسی مومن کی ستر پوشی کرے اللہ قیامت کے دن اس کی ستر پوشی فرمائے گا" غیبت کرنے والا۔ دوسروں کے حالات کی ٹوہ میں رہنے والا اور برائی سے بدلہ لینے والا، اس میں شامل نہیں۔

خاصیّت غفار کی خاصیت ہے بخشش کرنا۔ جو کوئی نماز جمعہ کے بعد سنو بار اس کا ذکر کرے اس کے لیے بخشش کی علامتیں ظاہر ہوں گی۔

اَلْقَهَّارُ

اس کا مطلب ہے جو اپنے ظالم و جابر دشمنوں کا غلبہ توڑے۔ ان کو ذلیل کرے، بلکہ وہ جس کے قہر و غضب اور قدرت کے سامنے ہر موجود شے بے بس ہو، اس کے قبضہ میں عاجز ہو۔

تخلق بندوں میں قہار وہ ہے، جو اپنے دشمنوں کو دبا کر رکھے اور انسان کے دشمن سے دشمنی کرے یعنی وہ نفس جو اس کے دو پہلوؤں میں موجود ہے جو اس شیطان سے بڑھ کر اس کا دشمن ہے۔ جس کی دشمنی سے وہ ڈرتا ہے۔ کیونکہ شیطان نفس کا تابع ہے جوں جوں خواہشاتِ نفس کو دبائے گا۔ یقیناً شیطان کو گرفت میں کرلے گا۔

خواص اس کا خاصہ یہ ہے کہ دل سے دنیا کی محبت، غیر اللہ کی عظمت اور تعلقاتِ نفس کی کمزوری ختم ہو جاتی ہے۔ جو کثرت سے اس کا ذکر کرے گا۔ اسے یہ چیز ملے گی اور دشمن پر اس کے غلبے کا اثر ظاہر ہو گا۔ سورج کے طلوع کے وقت اور آدھی رات کو ظالم کی بربادی کے لیے سو بار یہ پڑھے۔ یَا قَهَّارُ ۔ یَا جَبَّارُ۔ یَا ذَاالْبَطْشِ الشَّدِیْدِ۔ پھر کہے۔ خُذْ حَقِّیْ مِمَّنْ ظَلَمَنِیْ وَعَدَا

حسبی ہے "اے سخت گرفت کرنے والے! میرا حق اس سے لے جس نے مجھ پر ظلم و زیادتی کی ہے" "اربعین ادریسیہ" میں ہے۔ یَا قَاهِرُ یَا ذَا الْبَطْشِ الشَّدِیْدِ اَنْتَ الَّذِیْ لَا یُطَاقُ انْتِقَامُہٗ "اے سخت گرفت کرنے والے! تو وہ ہے جس کے انتقام کی کسی کو طاقت نہیں" حلِ مشکلات کے لیے اسے چینی کی پیالی پر اور دشمن کے دباؤ سے بچنے کے لیے جنگی کپڑے (وردی) وغیرہ پر لکھ لے۔ واللہ اعلم۔

اَلْوَهَّابُ

معنیٰ ہبہ، عطیہ جو عوض و غرض سے خالی ہو۔ جب کوئی کثرت سے ایسی عطائیں کرے، وہ جواد و وہّاب کہلاتا ہے۔ اور حقیقی جود، ہبہ اور عطا کا تصور اللہ تعالےٰ ہی سے کیا جا سکتا ہے۔

تخلّق بندے سے جود و ہبہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ جب تک کام کرنا نہ کرنے سے بہتر نہ ہو، نہیں کرتا۔ لہٰذا اس کا یہ اقدام غرضِ نفس کے لیے ہے۔ ہاں جو کوئی اپنی تمام ملکیت یہاں تک کہ جان بھی اللہ کی رضا جوئی میں خرچ کر دے۔ جنّت کی نعمتیں حاصل کرنے یا جہنم میں عذاب سے بچنے کے لیے نہیں، دنیا و آخرت میں انسان جو حصے وصول کرنا چاہتا ہے، ان کے لیے بھی نہیں۔ وہی جواد و وہّاب کہلانے کا حقدار ہے۔

خواص جو کوئی نمازِ چاشت کے بعد ہمیشہ سربسجود ہو کر اس کا ورد کرے اللہ اسے غنا عطا فرمائے گا اور دلوں میں اس کا رعب پیدا فرمائے گا۔ اور اللہ عالم الغیوب کے حضور قبولیت حاصل ہو گی۔ پہلی بات (حصولِ غنا) کی ایک دلیل وہ ہے جو شبلی سے منقول ہے کہ انہوں نے ابو علی ثقفی کے ایک دوست سے اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا اسم مقدس دریافت کیا، جو ہمیشہ ورد زبان رکھ سکیں۔ اس دوست نے

کہا۔ اَلْوَھَّابُ شبلی نے کہا اسی لیے وہ بہت مالدار ہو گیا۔ اور جس کا تجربہ کیا گیا ہے وہ یہ کہ بندہ چھ بار کہے۔ اَللّٰھُمَّ ھَبْ لِیْ مِنْ رَحْمَتِكَ مَالَا یُمْسِکُہٗ اَحَدٌ غَیْرُكَ "الٰہی، اپنی رحمت سے وہ عطا فرما جسے کوئی دوسرا روک نہ سکے۔" ایمان کی حفاظت کے لیے اس آیت کریمہ کی ہر نماز کے بعد سات بار تلاوت کرے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ؁

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! راہ دکھانے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ فرمانا اور ہمیں اپنے ہاں سے رحمت عنایت فرما، بے شک تو بہت بخشنے والا ہے۔

اَلرَّزَّاقُ

معنٰے۔ وہ ذات جس نے رزق اور مرزوق (جس کو رزق دیا جائے) دونوں کو پیدا کیا۔ ان تک رزق پہنچایا، اور استفادہ کے اسباب پیدا فرمائے۔ رزق دو طرح کا ہے، ظاہری، جو ظاہری بدنوں کی نشوونما کے لیے ہے جیسے کھانے غذائیں وغیرہ۔ باطنی۔ جو دلوں اور ذہنوں کے لیے ہے۔ جیسے معارف، مکاشفات وغیرہ۔ دو میں سے یہ قسم افضل ہے۔ اللہ جس کے لیے چاہے تنگ کر دے۔

تخلق اس چیز سے انسان جو انتہائی حصہ وصول کر سکتا ہے۔ یہ دو چیزیں ہیں۔ اول یہ کہ اس کی حقیقت کو سمجھے۔ اور یہ کہ اس کا حقیقی موصوف صرف اللہ تعالٰے ہے۔ لہٰذا رزق اسی کی طرف سے جانے۔ اور اس بارے میں صرف اسی پر بھروسہ رکھے۔

دوسرا یہ کہ اللہ اسے رہنمائی کرنے والا علم۔ راہ دکھانے والی زبان اور نفع بخش عقل عطا فرماتا ہے۔ اس سبب سے وہ اپنے اقوال و افعال کے ذریعے دل کے بہترین

رزق حاصل کرسکتا ہے۔

خواص فراخیٔ رزق کے لیے اس کی خاصیت یہ ہے کہ نمازِ فجر سے پہلے ،گھر کے ہر کونے میں ،اس کو دس بار پڑھے قبلہ رخ ہو کر دائیں کونے سے شروع کرے اور ہو سکے تو قبلہ رُخ ہی رہے ۔"اربعین ادریسیہ" میں ہے"۔ سُبْحٰنَکَ یَا رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَوَارِثَہٗ وَرَازِقَہٗ" سہروردی نے کہا ،اس پر ہمیشگی سے بادشاہ اور دوسرے احکام سے کام نکلیں گے۔ جب اس کا ارادہ ہو۔ مطلوب کا قصد کر کے کھڑا ہو جائے اور سترہ بار اسے پڑھے ،اور ذہنی کمزوری دور کرنے کے لیے بیس مرتبہ پڑھے ایسا ذہن نصیب ہوگا ،جس سے باریکیاں سمجھنے لگے گا۔ اور جو کوئی نمازِ جمعہ کے بعد سو بار پڑھے اس کا سینہ کھل جائے گا۔ بیمار شفا یاب ہوگا ،یونہی تنگ دست کی تنگدستی دور ہوگی۔

اَلْفَتَّاحُ

اس کا معنٰی ہے وہ ذات جس کی مہربانی سے ہر بندش کھل جاتی ہے ،جس کی رہنمائی سے ہر مشکل حل ہو جاتی ہے کبھی تو ممالک کو دشمنوں کے ہاتھ سے آزاد فرماتا ہے۔ اور کبھی عارفوں کے دلوں سے پردے ہٹا کر زمین و آسمان اور غیب کی کنجیاں ان کے سامنے رکھ دیتا ہے۔

تخلق بندے کو محنت کر کے ایسا ہو جانا چاہیے کہ اس کی زبان سے خدا سے متعلق مشکل مسائل حل ہوں اور دین و دنیا کے جو مسائل دوسروں کے لیے مشکل ہوں ۔اللہ کی مدد سے اس کے لیے آسان ہو جائیں تاکہ اسم فتّاح کا فیض اسے بھی حاصل ہو۔

خواص اس کی خاصیت یہ ہے کہ کام آسان ہوتے ہیں ،دل روشن ہوتے

ہیں۔ فتح کے اسباب میسر ہوتے ہیں۔ جو کوئی نماز فجر کے بعد سینے پر ہاتھ رکھ کر اکہتّر بار پڑھے، اس کا دل پاک، باطن روشن اور کام آسان ہو جائے گا۔ رزق وغیرہ کی کشائش ہو گی۔

اَلْعَلِیْمُ

اس کا معنیٰ ہے ظاہر۔ اور اس کا کمال یہ ہے کہ ہر شے اس کے احاطہ علم میں ہو۔ یہ بات کثرت معلومات سے ہوتی ہے، جس کی کوئی حد نہ ہو۔ علم کی صفت اس ذات میں اس طرح واضح ہو کہ اس سے بڑھ کر کسی مشاہدہ و کشف کا تصور نہ ہو سکے۔ وہ معلومات سے حاصل نہ ہو بلکہ معلومات اس سے حاصل ہو۔

تخلق بندے کو وصف علیم سے حصہ ملتا ہے، جو پوشیدہ نہیں۔ لیکن اس کے علم اور اللہ کے علم میں تین طرح کا فرق ہے۔

خاصیت اس سے علم و معرفت حاصل ہوتے ہیں جو اس پر لازمی عمل پیرا ہو وہ اللہ کی صحیح معرفت حاصل کرے گا۔ جیسے اس کا حق ہے۔ کتاب "کشف المعارف" میں ہے جس پر اللہ کے اسرار میں سے کوئی سر مبہم ہو اس پر ہمیشہ عمل کرے جو مانگے گا میسر ہو گا۔ جس چیز کی حکمت چاہے گا معلوم کر لے گا اگر صفت خداوندی کا دروازہ کھولنا چاہے۔ اس پر علم و عمل کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور اللہ کے ناموں میں "عَلَّامُ الْغُیُوْبِ" بھی مذکور ہے جو کوئی صیغۂ ندا سے اس کا ذکر اس طرح کرے۔ یَا عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ یہاں تک کہ اس پر اس کا اثر غالب آ جائے، وہ غیبی باتیں بتائے گا۔ اس پر دلوں کے راز ظاہر ہوں گے۔ اور اس کی روح عالم بالا کی طرف ترقی کرے گی۔ کائنات کے معاملات و حوادثات بیان کرے گا۔ الحاتمی کی کتاب "کیمیائے سعادت" میں لکھا ہے "یَا عَالِمَ الْغَیْبِ وَ الشَّھَادَۃِ" پر جو کوئی ہمیشگی کرے اور ہر نماز کے بعد سو بار پڑھے۔ صاحب کشف ہو جائے گا۔ "اربعین ادریسیہ" میں لکھا ہے "یَا عَلَّامُ الْغُیُوْبِ فَلَا شَیْءَ یَفُوْتُہٗ مِنْ عِلْمِہٖ

وَلَا یَئُوْدُہٗ - ہمیشہ قوت حافظہ برقرار رہے گی نسیان دُور ہوگا - واللہ اعلم۔

اَلْقَابِضُ، اَلْبَاسِطُ

معنے وہ ذات جو موت کے وقت جسموں سے روحوں کو قبض کرے۔ اور زندگی دیتے وقت رُوحوں کو جسموں میں چھوڑ دے۔ امیروں سے صدقات وصول کرے اور کمزوروں کا رزق فراخ کرے، امیروں پر اتنا رزق فراخ کرے کہ فقر وفاقہ نہ رہے۔ اور غریبوں پر اتنا تنگ کرے کہ ان میں طاقت نہ رہے۔ دلوں سے اپنی نظر کرم ہٹا کر انہیں سکیڑ دے اور اپنے لطف وکرم سے ان کو نیکی کی طاقت وتوفیق دے کر وسیع کر دے۔

تخلّق بندوں میں قابض وباسط وہ ہیں جن کو عجیب وغریب حکمتیں اور جامع کلمات عطا ہوں۔ سو کبھی تو بندوں کے دل ایسے کھل جاتے ہیں کہ انہیں اس کی نعمتیں وعطائیں یاد دلاتے ہیں اور کبھی ان کو سکیڑ دیا جاتا ہے کہ وہ اس کے جلال کبریائی اور طرح طرح کے امتحان وعذاب سے ڈرنے لگتے ہیں۔

خواص قابض کی خاصیت ہے نفوس، ارواح اور اجسام کو سکیڑنا۔ یہاں تک کہ جس آدمی کے لیے چالیس دن کے چالیس لقمے غذا لکھ دے اور وہ ہر دن ایک لقمہ کھائے اُسے بھوک کی تکلیف محسوس نہ ہوگی۔

اَلْبَاسِطُ اس کی خاصیت ہے ہر چیز فراخی۔ خصوصاً رزق میں۔ جو کوئی چاشت کی نماز ادا کر کے دس بار اس کا ورد کرے، اسے فراخی حاصل ہوگی۔ اور جو کوئی آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دس بار پڑھے اور چہرے پر ہاتھ پھیر لے۔ اس کے لیے غناء کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

اَلْخَافِضُ اَلرَّافِعُ

ان کا مطلب ہے وہ ذات جو کفار کو بدبختی کے ذریعے پست اور مسلمانوں کو سعادت

کے ذریعے بلند فرمائے۔ اولیا کو قربت کے ذریعے بلند اور اپنے دشمنوں کو دوری کے ذریعے پست فرمائے۔

تخلّق اس میں بندے کا حصّہ یہ ہے کہ حق کو بلند اور باطل کو پست کرے۔ اس طرح کہ اہلِ حق کی مدد اور اہلِ باطل کی سرزنش فرمائے۔

خواص خافض کی خاصیت یہ ہے کہ جو کوئی اسے پانچ سو بار پڑھے اس کی حاجت پوری اور غم دور ہو گا۔

رَافِعُ کی خاصیت یہ ہے کہ جو کوئی اسے ستر بار پڑھے ظالموں، سرکشوں سے محفوظ ہو۔

اَلْمُعِزُّ ـــ اَلْمُذِلُّ

معنیٰ۔ وہ ذات جو جسے چاہے ملک دے دے اور جس سے چاہے چھین لے حقیقی ملک محتاجی کی ذلّت، غلبہ شہوت اور جہالت کے داغ سے نجات پایا اور محفوظ ہونا ہے۔

تخلّق جس آدمی کے دستِ اختیار سے اسبابِ عزّت مہیا کر دیئے جائیں وہ اس وصف میں حصّے دار ہے۔ بعض عارفوں نے کہا، بندے کا اس وصف میں یہ حصّہ ہے کہ وہ حق اور اہلِ حق کی عزّت کرے۔ فرماں بردار رہے، نافرمانی سے بیچے۔ اس لیے کہ یہ اطاعت کے ہمراہ عزّت اور ہر معصیت کے ساتھ ذِلّت ہے۔ تو اس کی نافرمانی کرے اور وہ تیری عزّت کرے، ہرگز نہیں۔ عزّت اطاعت سے مربوط ہے یہی فرمانبرداری ہے۔ نُور ہے۔ عزّت ہے۔ کشفِ حجاب ہے۔ ذلّت نافرمانی سے مربوط ہے۔ یہی نافرمانی ہے۔ ذلّت ہے، اندھیرا ہے۔ تیرے اور اس کے درمیان پردہ ہے۔ اللہ نے کسی انسان کی اس سے بڑھ کر عزّت نہیں کی کہ اسے اپنے نفس کی ذِلّت بنا دے۔ اور کسی کی اس سے بڑھ کر تذلیل نہیں کی کہ اسے عزّتِ نفس کے غرور سے ذلّتِ نفس سے

غافل کر دے۔ بندے کا حصّہ۔ اللہ کے اسمِ گرامی اَلْمُذِلُّ میں یہ ہے کہ وہ باطل اور اہلِ باطل کو ذلیل کرے۔

خواص اَلْمُعِزُّ کی خاصیت یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں عزت و ہیبت پیدا ہوتی ہے۔ جو کوئی پیر یا جمعرات کو نمازِ مغرب کے بعد چالیس بار اسے پڑھے، اللہ تعالیٰ مخلوق کے دل میں اس کی ہیبت پیدا فرما دیتا ہے۔ اَلْمُذِلُّ کی خاصیت یہ ہے ظالم و حاسد سے محفوظ رہنا اسے پچھتر بار پڑھے پھر سربسجود ہو کر دعا مانگے، اسی وقت نجات پائے گا۔ "اربعین ادریسیہ" میں ہے۔ یَا مُذِلَّ کُلِّ جَبَّارٍ بِقَهْرِ عَزِيزِ سُلْطَانِهِ "۔ سہروردی نے کہا ہتھیار پر لکھے اور لڑنے والا اس کا ورد کرے۔ غالب آئے گا۔ جو ہزار بار روزانہ، سات دن مسلسل اس پر عمل کرے، وہ دشمن سے محفوظ جس نے مالی اُمور میں کسی سے شرکت کی، وہ اس کا حق مارتا ہے، اس وظیفہ کو کثرت سے پڑھے۔ انشاء اللہ انصاف کرے گا۔

اَلسَّمِيعُ

معنے ہے وہ ذات جس کے علم سے کوئی سُنی جانے والی خبر پوشیدہ نہ رہے۔ خواہ کیسی ہی پوشیدہ کیوں نہ ہو۔ کانوں سے یا کسی ذریعہ، آلہ کی مدد سے سُننے سے پاک ہے۔ (بغیر اسباب کے سُنتا ہے)

تخلق آدمی کے لیے بذریعہ حس، وصفِ سمع کا حصّہ ہے۔ لیکن وہ قاصر ہے، تمام سُننے کی چیزیں سُن نہیں سکتا۔ پھر اعضاء و آلات سے اس کی قوتِ سماعت آفات کا شکار ہوتی رہتی ہے اس میں دینی حصّہ یہ ہے کہ یقین جانے کہ اللہ تعالیٰ سُننے والا ہے، اپنی زبان کی حفاظت کرے، اُسے قوتِ سماع محض اس لیے دی گئی ہے کہ اللہ کا کلام اور اس کی کتاب سُنے۔

خواص اس کی خاصیت دُعا کی قبولیت ہے، جو کوئی جمعرات کے دن، نمازِ چاشت کے بعد اسے پانچ سو بار پڑھے۔ مقبول دُعا ہو جائے گا۔

اَلْبَصِیْرُ

معنیٰ۔ وہ جو مشاہدہ کرے اور دیکھے، زمین کے نیچے بھی کوئی چیز اس سے اُوجھل نہ رہ سکے۔ اس کا دیکھنا بھی آلہ اسباب کے ذریعے منتقش ہونے سے منزّہ ہے۔

تخلق آنکھوں سے دیکھنا اور محسوس کرنا، بندے کے لیے یہ حصّہ تو واضح ہے۔ لیکن آدمی کا دیکھنا کمزور و قاصر ہے۔ دینی حصّہ یہ ہے کہ اسے معلوم ہو کہ نگاہ اس کے لیے اس لیے پیدا کی گئی ہے کہ وہ زمین و آسمان میں قدرت کی عجیب و غریب چیزیں دیکھے اور اس کا دیکھنا صرف عبرت کی خاطر ہو، اور یقین جانے کہ وہ اللہ کی قوت سمع و بصر کے سامنے ہے۔ پس وہ اللہ کی نظر سے چھپ نہیں سکتا۔ جس نے غیر اللہ سے ایسی چیز چھپائی جسے وہ اللہ سے نہیں چھپا سکتا۔ وہ اللہ کی نظر میں ذلیل ہو گیا۔

خواص اس کی خاصیت ہے توفیق ملنا۔ جس نے نمازِ جمعہ سے پہلے اسے سو بار پڑھا، اللہ اس کی بصیرت کھول دے گا، اور اسے قول و عمل کی توفیق دے گا۔

اَلْحَکِیْمُ

اس کا معنی ہے پکا فیصلہ کرنے والا۔ جس کا فیصلہ کوئی رد نہ کر سکے اور نہ کوئی اس کے حکم پر گرفت کر سکے۔ بندوں کے لیے اس کا حکم یہ ہے۔ کہ بندے کا حق صرف اسی قدر ہے جس کی اس نے کوشش کی، اور یہ کہ اس کی کوشش کو عنقریب دیکھا جائے گا۔ اور بے شک نیک نعمتوں میں ہوں گے اور بے شک مجرم جہنم رسید ہوں گے۔ اور نیک بد

کے لیے۔ نیک بختی و بدبختی کے فیصلے کا مطلب ہے کہ نیکی / بدی کو اپنانے والے کے لیے نیک بختی یا بدبختی تک پہنچنے کا سبب بنایا۔ نیکی نیک آدمی کو سعادت کی طرف، اور بدی بدکار کو شقاوت کی طرف ہانکتی ہے۔ جیسے دوائیں اور زہر کہ اپنے عامل کو شفاء وہلاکت تک پہنچاتی ہیں۔ جب کہ حکمت کا مطلب ہو، اسباب کو ترتیب دے کر مسببات کی طرف موڑنا، تو اللہ تعالیٰ کا حکم مطلق ہوا، کیونکہ تمام تفصیلی واجمالی اسباب کا مسبّب وہی ہے۔ اور حکم سے فیصلہ و تقدیر پیدا ہوتے ہیں۔ سو اس کی تدبیر ہی دراصل اسباب کا رُخ مسبّبات کی طرف موڑتی ہے۔ اس کا حکم اور اسباب کُلّیہ۔ اصلیہ۔ ثابتہ۔ موجودہ ایسے ہیں جو ٹل سکیں، نہ بکھریں مثلاً زمین سات آسمان، ستارے، افلاک اور ان کی دائمی مناسب حرکات جو نہ بدلیں، نہ ختم ہوں تاوقتیکہ اللہ کا لکھا فیصلہ اپنی مدت کو پہنچے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَاَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۔ اور ان اسباب کو حرکات مناسبہ محدودہ، مقدرہ، محسوبہ سے مسبّباتِ حادثہ کی طرف لحہ بہ لحہ موڑنے والے باری تعالیٰ نے ان کا اندازہ مقرر فرمایا ہے سو حکم تدبیر اوّل۔ کلی، امر ازلی ہے، جو پلک جھپکنے کی طرح ہے۔ اور قضائے اسباب کُلّیہ دائمہ کو ترتیب دینا ہے۔ اور قدر اسباب کُلّیہ کو ان کی حرکات مقررہ محسوبہ سے ان کے مسبّبات کی طرف موڑنا ہے۔ جو محدود اور ایک حد تک محدود ہیں۔ نہ بڑھیں نہ کم ہوں۔ اسی لیے کوئی چیز اس کی قضا و قدر سے باہر نہیں ہوتی۔

تخلق اس صفت سے موصوف ہونا تو ظاہر ہے اور اللہ کے اس وقت سے دینی مشاہدہ یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے ہر کام کا فیصلہ ہو چکا ہے کوئی نیا کام نہیں ہوتا۔ جو ہونا تھا اس کی تحریر کر کے قلم ہو گئی۔ اسباب اپنے مسبّبات کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور وہ انہیں زندہ کرنے کے مشتاق ہیں۔ ان کی مدتیں قطعی لازمی ہیں۔ جس نے عالم وجود میں آنا ہے، لازمی آنا ہے۔ خواہ اصل ذات میں واجب نہ ہو لیکن اس ازلی فیصلے سے واجب ہو گیا جس نے ٹلنا نہیں۔ سو

معلوم ہُوا کہ جس کا فیصلہ ہو چکا وہ ہو گا اور فکر مندی فضول ہے۔ شدنی ٹل نہیں سکتی۔ اس پہ فکر مند ہونے کا کوئی فائدہ نہیں، ہونے والی پر مغموم ہونا جہالت ہے، کیونکہ جب کسی چیز کا ہونا مقدر ہو چکا تو اس سے ڈرنا، اُسے ٹال نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرح سے غم والم کو جلد بُلانا ہے، اور اگر اس کا ہونا مقدر نہیں تو پھر اس پر خوف زدہ ہونا بے معنی ہے۔ اس وجہ سے مغموم ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں۔

مسئلہ تقدیر پر سوال وجواب

اگر تم کہو جب تقدیر کا مسئلہ طے ہو چکا تو عمل کی کیا ضرورت ہے؟ کہ سبب سعادت و شقاوت تو گزر چکا ہے تو اس کا جواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: "اِعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ" (بخاری ومسلم وغیرہما) جس کا مطلب ہے جس کے لیے سعادت مقدر کی گئی ہے، کسی سبب کے ساتھ کی گئی ہے سو اس کے لیے اس کے اسباب میسر ہوں گے۔ یعنی اطاعت۔ اور جس کے لیے بدبختی مقدر کی گئی ہے۔ اسے اس کے اسباب سے متعلق کیا گیا ہے اور وہ ہے اسبابِ سعادت ان کا معمول نہ بنانا۔ کبھی اس کی بطالت کا سبب یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کے دل میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ اگر میں سعادت مند ہُوں تو عمل کی کوئی ضرورت نہیں، اور اگر بدبخت ہُوں تو عمل مجھے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ حالانکہ یہی جہالت ہے۔ اسے معلوم نہیں کہ اگر سعید ہے تو اسی لیے تو سعید ہے کہ اس پر سعادت کے اسباب جاری ہیں یعنی علم اور عمل، اور اگر یہ میسر نہیں اور پر جاری نہیں تو یہی اس کی بدبختی کی علامت ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جو شخص فقیہ اور درجہ مجتہد تک پہنچنے کی تمنا کرے تو اسے کہا جائے گا کوشش کر، علم حاصل کر، اور مسلسل محنت کر۔ اس پر وہ کہے اگر ازل میں اللہ نے میری امامت کا فیصلہ کر دیا ہے تو مجھے محنت وکوشش کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور اگر اللہ نے میرے جاہل ہونے کا فیصلہ کر دیا ہے تو جد وجہد سے مجھے کوئی فائدہ نہ ہوگا تو اسے کہا جائے گا اگر تجھ پر یہی سوچ مسلط رہی تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ اللہ

نے تیرے جاہل ہونے کا فیصلہ کر دیا ہے، کیونکہ ازل میں جس کی امامت کا فیصلہ ہو چکا، اسباب امامت کے ساتھ ہوا۔ وہ اسباب اس پر جاری ہوں گے۔ اور وہ ان اسباب کو اس امامت کے لیے استعمال کرے گا۔ اور اس سے ایسی سوچ، جو سُستی اور سہل پسندی کا خوگر کرے، دُور کی جائے گی۔ تو جو شخص جدوجہد نہ کرے قطعاً درجہ امامت پر فائز نہیں ہو سکتا، اور جو محنت کرے گا اس کے لیے وسائل مُہیا کر دیئے جائیں گے کہ اس کی مقصد تک پہنچنے کی اُمید سچی ہے۔ بشرطیکہ آخر دم تک محنت و کوشش میں مصروف رہا اور رکاوٹ ڈالنے والا کوئی حادثہ پیش نہ آیا۔ اسی طرح یہ بات بھی سمجھنی چاہیئے۔ کہ سعادت صرف وہ حاصل کر سکتا ہے، جو اللہ کے حضور قلبِ سلیم لے کر حاضر ہوا۔ اور دل کی سلامتی ایسی صفت ہے۔ جو محنت سے حاصل ہوتی ہے، بالکل صفت امامت کی طرح، اُوپر سے نہیں آتی۔ ہاں مشاہدہ حکم میں بندوں کے کئی درجے ہیں۔ کچھ خاتمہ دیکھتے ہیں کہ خاتمہ کیسا ہُوا۔ اور کچھ گزشتہ اعمال پر نظر رکھتا ہے۔ کہ ازل میں کیا فیصلہ ہُوا ہے۔ یہ شخص پہلے سے افضل ہے کیونکہ خاتمہ گزشتہ اعمال کے تابع ہوتا ہے۔ کچھ وہ ہیں جو ماضی و مستقبل، دونوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ابن الوقت ہیں۔ اپنے وقت کو دیکھتے ہیں۔ اللہ کی قدرت کے فیصلوں پر راضی رہتے ہیں کہ دیکھیں کیا ظاہر ہوتا ہے۔ یہ لوگ پہلے گروہ سے اعلیٰ ہیں۔ کچھ وہ ہیں جو ماضی، مستقبل، حال کو چھوڑ کر، حکمِ الٰہی پر دل میں مصروف رہتے ہیں۔ ہمیشہ مشاہدے میں رہتے ہیں، اور یہی بلند درجہ ہے۔

خواص اس کی خاصیت یہ ہے کہ جو کوئی باوضو ہو کر مدّت تک آدھی رات اس کا جذبۂ و عقیدت سے ورد کرے، یہاں تک کہ حال طاری ہو جائے، اللہ اس کے باطن کو رازوں کی کان بنا دے گا۔

اَلْعَدْلُ

معنیٰ۔ عادل وہ ذات ہے جس سے فعل عدل صادر ہو۔ جو جَور و ظلم کی ضد ہے جو

دل کی پہچان نہیں رکھتا، وہ عادل کو پہچان نہیں سکتا۔ جو کسی کے فعل کو نہیں جانتا وہ اس
کے عدل کو نہیں جان سکتا۔ سو جو کوئی اس صفت کو جاننا چاہے اُسے اللہ کے افعال
کا پورا علم حاصل کرنا چاہیے عالمِ بالا سے لے کر تحت الثریٰ تک۔ اور انسان کو اپنے
بدن کی طرف دیکھنا چاہیے کہ وہ مختلف اجزاء سے مرکب ہے بالکل اسی طرح جیسے بدن
کائنات، مختلف اجسام سے۔ اور جو چیز جس جگہ پیدا کی گئی صرف اس لیے پیدا کی گئی۔
وہ جگہ اس کے لیے متعین کی گئی۔ اگر اس ترتیب کو اُلٹ دیا جائے تو نظامِ کائنات
درہم برہم ہو جائے۔ قسم قسم کے موجودات پیدا فرمائے۔ جسم بھی روح بھی۔ کامل بھی۔
ناقص بھی۔ ہر شے کو تخلیق کیا۔ جود و عطا سے کام لیا۔ ہر شے کو اس کے موقع محل پر مرتب
فرمایا پس وہ عدل ہے۔ یہ ایک اسمِ مقدس (عدل) ہے۔ جس کی شرح کئی جلدوں میں
ہو سکتی ہے۔ یہی حال ہے اس کے باقی اسمائے حسنیٰ کا۔ کیونکہ وہ اسم جو افعال (مصادر) سے
مشتق ہیں۔ اس وقت تک سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ جب تک ان افعال (مصادر) کو اور خارج
میں اللہ کے ہونے والے افعال کو سمجھا نہ جائے۔ اب جس شخص کو ان تمام کا تفصیلی علم
نہیں وہ صرف تفسیر اور لُغت کی وضاحت ہی کر سکتا ہے۔

تخلّق | عدل میں انسان کا حصہ پوشیدہ نہیں۔ اور سب سے پہلے اس پر جو عدل لازم
ہے، وہ صفات نفس کے متعلق ہے۔ یوں کہ شہوت و غضب کو دین و
عقل کے اشارے کے تحت قید میں رکھے اس کی تفصیل یوں ہے کہ تمام حدود شرعیہ کا لحاظ
کرے۔ ہر عضو سے انصاف یہ ہے کہ اُسے اس موقع و محل پر استعمال کرے جس کا شرع
نے حکم دیا ہے۔ پھر اہل و عیال، رشتہ دار اور رعیت سے اس کا عدل پوشیدہ نہیں۔ سو
ہر چیز کو اس کے محل پر رکھے۔ دینی لحاظ سے اس میں بندے کا حصہ یہ ہے کہ اللہ کے عدل
پر ایمان رکھے۔ تمام حالات میں اس کے حکم و تدبیر پر اعتراض نہ کرے، خواہ اس کی مُراد کے
موافق ہوں یا نہ ہوں۔ کیونکہ یہ سب عدل ہے۔

خواص جو کوئی اسے جمعہ کی رات، روٹی کے بیس ٹکڑوں پر لکھے اور ان کو کھا لے، تمام مخلوق اس کے تابع فرمان ہو گی۔ کیونکہ تسخیر قلوب اس کا خاصہ ہے۔ (۹)

"اربعین ادریسیہ" میں ہے "یَا کَرِیْمَ الْعَفْوِ ذَاالْعَدْلِ قَدْ مَلَأَ کُلَّ شَیْءٍ عَدْلُہٗ" سہروردی نے کہا جو حکمران اس کو ہمیشہ پڑھتا رہے، اس کا عدل و ذکر پھیل جائے گا یونہی عالم ہے تو اس کا علم۔

اَللَّطِیْفُ

اس نام کی مستحق صرف وہ ذات ہے، جو مصلحتوں کی باریکیاں اور گہرائیاں اور نکتہ سنجیاں جانے، پھر نرمی سے ان کے حاصل کرنے میں راہنمائی فرمائے۔ سختی سے نہیں۔ اور علم و عمل میں کامل طور پر اس صفت کا صرف اللہ تعالیٰ کے لیے تصور ہو سکتا ہے۔ اس کی پوری شرح کئی جلدوں میں نہیں سما سکتی۔ ہاں اس کے بعض گوشوں کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ کا ایک لطف جنین کو شکمِ مادر کے تین اندھیروں میں پیدا کرنا ہے۔ پھر ناف کے ذریعے اس کی حفاظت اور غذا کا بندوبست کرنا یہاں تک کہ وہ اس سے جدا ہوتا ہے، پھر مستقل طور پر منہ کا استعمال کرتا ہے۔ پھر پیدائش کے بعد اللہ کے الہام سے ماں کا پستان منہ میں ڈالنا اور چوسنا، بغیر تعلیم و مشاہدہ کے۔ خواہ رات کے اندھیرے ہوں۔ پھر جب تک دودھ سے کام چلتا ہے۔ دانتوں کی پیدائش میں تاخیر کرنا، پھر کھانا چبانے کے لیے دانت پیدا فرمانا۔ پھر دانتوں میں یہ تقسیم کر چوڑے چبانے کے لیے۔ داڑھیں توڑنے کے لیے اور سامنے کے تیز دھار کاٹنے کے لیے۔ پھر زبان کو جس کی ظاہر غرض و غایت بولنا ہے کھانا چبانے میں استعمال کرنا وغیرہ۔ اور اللہ تعالیٰ کا بندوں پر ایک لطف یہ ہے کہ ان کو ضرورت سے زیادہ دیا اور طاقت سے کم تکلیف دی۔ اس کا ایک لطف یہ ہے کہ تھوڑے عرصہ میں یعنی عمر طبعی معمولی محنت سے، ہمیشہ کی سعادت

کامرانی تک پہنچنا بندوں کے لیے آسان فرمایا۔ اس کا ایک لطف خون و گوبر کے درمیان سے خالص دُودھ، مکھی سے شہد، کیڑے سے ریشم اور سیپی سے موتی نکالنا ہے۔ اس سبب سے عجیب تر یہ کہ گندے نطفے سے، اپنی معرفت کا امین، اپنی امانت کا حامل اور کائنات ارضی وسماوی کا شاہد بنایا۔ یہ بھی ایسا فن ہے جس کا شمار ممکن نہیں۔

تخلق اس وصف سے بندے کا حصّہ، اللہ کے بندوں سے لطف و نرمی سے پیش آنا، پیار سے ان کو اللہ کی طرف بُلانا اور اُخروی سعادت کی راہنمائی کرنا ہے نہ عیب لگانا نہ طعن وطنز سے کام لینا۔ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اچھے اخلاق پسندیدہ طرزِ عمل اور نیکی کے ذریعے قبولِ حق کی طرف ان کو مائل کیا جائے۔ چوری چھپے کی باتوں سے یہ طریق بہت بہتر ہے۔

خواص اس کی خاصیت یہ ہے جو کوئی اسے اپنے نام کے اعداد کے برابر پڑھے اس سے دُکھ درد دُور ہوتے ہیں جو کوئی اسے سو بار یا ایک سو تینتیس ۱۳۳ بار پڑھے اس کی تنگی فراخی سے بدل جاتی ہے۔ اور ہر کام میں اس سے لطف و کرم کا برتاؤ کیا جائے گا۔

اَلْخَبِیْرُ

اس کا معنٰے ہے وہ ذات جس پر پوشیدہ خبریں، پوشیدہ نہ رہیں۔ (یعنی جو مخلوق سے پوشیدہ ہیں۔) یہ علیم کے معنی میں ہے۔ لیکن جب علم کی نسبت باطنی پوشیدہ امُور کی طرف کی جائے اسے خبر، اور اس کے موصوف کو خبیر کہا جاتا ہے۔

تخلق اس میں بندے کا حصّہ یہ ہے کہ اسے اپنی کائنات میں ہونے والے حالات کی خبر ہو اور اس کی کائنات اس کا بدن اور دل ہے اور جن پوشیدہ اوصاف سے دل متصف ہوتا ہے ان سے بھی باخبر ہو۔ مثلاً دھوکہ بازی، خیانت، نفس کا فریب۔

کھوٹ، سچ و جھوٹ کو گڈمڈ کرنا۔ ان سے پرہیز کرے اور ان کے مقابلہ کے لیے تیار رہے۔

خواص اس کا خاصہ ہر چیز کی خبر دینا ہے جو کوئی سات دن اس کا ورد کرے اسے حسبِ منشأ ہر خبر پر اطلاع ہو جائے گی۔ مثلاً گزشتہ زمانے کی خبریں، بادشاہو کے حالات وغیرہ۔ کتاب شمس المعارف میں یونہی لکھا ہے جو کسی کے ہاتھ سے تکلیف برداشت کرتا ہے کثرت سے اس کا ذکر کرے اس کی حالت بہتر ہو جائے گی۔ واللہ اعلم۔

اَلْحَلِیْمُ

اس کا مطلب ہے وہ ذات جو مجرموں کے جرائم اور اپنے حکم کی خلاف ورزی دیکھے پھر بھی مغلوب الغضب نہ ہو، آپے سے باہر نہ ہو اور یہ چیز اسے قدرت ہونے کے باوجود جلدی انتقام لینے پر برانگیختہ نہ کرے (صبر سے برداشت کرے)

تخلق بندے کا حصّہ وصفِ حلم میں واضح ہے۔ حلم و بردباری، انسان کی ان اخلاقی خوبیوں میں سے ہے۔ جو لمبی چوڑی تفصیل سے مستغنی ہے۔

خواص اس کی خاصیت ہے ریاست و راحت حاصل ہونا۔ جب رئیس اس کا ذکر اختیار کرے اسے یہ چیز حاصل ہو گی۔ جو اسے کاغذ پر لکھ کر پانی سے دھوئے پھر تھیلے یا آلۂ کار پر وہ پانی مَل لے، اس میں برکت ظاہر ہو گی۔ اور کشتی پر ملے تو ڈوبنے سے محفوظ رہے۔ چوپائے پر لگائے تو ہر خطرے سے بچا رہے۔ "اربعین ادریسیہ میں" ہے

سہروردی نے کہا۔ جو اس کا ذکر کرے اس کی بات قبول ہو گی، عزت بڑھے گی۔ طاقت میں اضافہ ہو گا کہ درندہ اس کا مقابلہ نہ کر سکے، نہ کوئی اور۔ جو کوئی اسے کاغذ پر لکھے اور اس میں اپنے محبوب کو کھلائے وہ اس سے محبت کرے گا۔ جو اس کو سیب پر لکھ کر محبوب کو دے دے، ایسا ہی اثر کرے۔ ناجائز مقاصد کے لیے اس کا استعمال جائز نہیں۔

اَلْعَظِیْمُ

اس کا معنی ہے وہ ذات جس کی اصل حقیقت عقل کی دسترس میں نہ آ جائے ... عظیم
طلق ہے۔ جو تمام حدود عقل سے ورا ہو۔ اور وہ ... صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

تخلق بندوں میں عظیم وہ انبیاء و اولیاء ہیں جن کی کسی صفت کو جب عقلمند پہچان لے
تو اس کا سینہ ہیبت سے بھر جائے اور دل پوری طرح ہیبت زدہ ہو جائے پس
ی اُمتی کے لیے، شیخ مرید کے لیے اور استاذ شاگرد کے لیے عظیم ہے۔ چونکہ عقل بندہ کی
صفات کی کنہ سے قاصر ہے پس اللہ عظیم ہے۔

خواص اس کی خاصیت یہ ہے کہ جو کثرت سے اس کا ذکر کرے وہ عزت اور ...
تکلیف دہ چیز سے شفا پانے کا۔ بعض اوراد میں لکھا ہے۔ یَا عَظِیْمُ
اللّٰہ ... العَاخِرِ وَ العِزِّ وَالْمَجْدِ وَالْکِبْرِیَاءِ فَلَا تُذِلَّنِیْ ...
و شخص بادشاہ سے ڈرے وہ اسے بار دو مرتبہ پڑھے ... اپنے ... دم کر لے محفوظ ہو جائے۔
ا۔ مومن گناہوں کی بنا پر مایوس آدمی پڑھے لطف و کرم پائے گا۔

اَلْغَفُوْرُ

معنی غفار کے معنی میں ہے لیکن اس میں جو مبالغہ پایا جاتا ہے وہ غفار میں نہیں
پایا جاتا۔ غفار میں مغفرت کا معنی مبالغہ کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ بخشنے والا
یکے بعد دیگرے جرائم کو بخشتا ہے۔ پس فَعَّال کثرتِ فعل کی خبر دیتا ہے اور فَعُوْل
عمدگی، کمال اور جامعیت کی۔ سو وہ اس معنی میں غَفُوْرٌ ہے کہ اس کی مغفرت تام و کامل ہے۔

تخلق بندے کا اس صفت میں یہ حصہ ہے کہ جن امور میں عیب پردہ پوشی پسند
کرتا ہے اپنے بھائی کے لیے بھی کرے اور صرف خوبیوں کا ذکر کرے ...

اس کی قباحتوں سے صرفِ نظر کرے اور اس کے مقابلہ میں احسان کرے۔

خواص اس کا خاصہ ہے دکھ درد دُور کرنا۔ یہاں تک بخار کے لیے تین بار لکھے تندرست ہو جائے گا۔ اور اگر "سَیِّدُ الاِسْتِغْفَارِ" لکھ کر پانی میں گھول لے اور وہ پانی سکراتِ موت کی تنگی میں مبتلا شخص کے حلق میں ٹپکائے اس کی زبان چلنے لگی اور موت اس پر آسان ہو گی۔ یہ بات البلالی نے "مختصر احیاء العلوم" کے آخر میں ذکر کی ہے اور بارہا آزمائی گئی ہے۔ اللہ توفیق دینے والا ہے۔

اَلشَّکُوْرُ

معنے۔ وہ ذات جو کم عبادت کے بدلے بہت درجات عطا فرمائے۔ اور چند روزہ دنیاوی نیک عمل کے عوض آخرت میں غیر محدود نعمتیں عنایت فرمائے کہ جنت کی نعمتیں ختم نہ ہوں گی۔

تخلق انسان سوچتا ہے کہ کسی دوسرے انسان کا شکریہ ادا کرتے، کبھی تو اس کی نیکی کی ستائش سے اور اس کی نیکی کے عوض اس سے بڑھ کر بھلائی کر کے اور یہ ایک قابلِ ستائش وصف ہے "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں کا شکر نہ کرے، وہ اللہ کا شکر نہیں کر سکتا" بہرحال بندے کا اللہ کا شکر کرنا ایک محدود مفہوم میں نہیں ہو سکتا، بلکہ وسیع تر مفہوم میں ہو گا۔ کیونکہ اگر بندہ اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہے تو اس کی یہ ثنا، اللہ تعالیٰ کی حقیقی حمد و ثنا سے قاصر ہے کہ اس کی خوبیاں بیان و شمار سے ورا ہیں۔ وہ اگر اس کی اطاعت کرتا ہے۔ تو یہ اللہ کی ایک اور نعمت ہے۔ بلکہ خود شکر کرنا بعینہٖ ایک اور نعمت ہے۔ بہرحال اللہ کی نعمتوں کا بہترین شکریہ ہے کہ انہیں اللہ کی نافرمانی میں استعمال نہ کرے، بلکہ اس کی اطاعت میں استعمال کرے اور یہ بھی اللہ کی توفیق و مدد سے ہی ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل میں بڑا کلام ہے۔

خواص اس کی خاصیت وسعت فراخی اور خیر و عافیت ہے۔ بدن وغیرہ میں یہاں تک کہ جس آدمی کے سانس میں تنگی، بدن میں تھکاوٹ اور جسم بھاری ہو اگر وہ اسے لکھ کر جسم پر لگائے اور تعویذ گھول کر پی لے اللہ کے حکم سے تندرست ہو جائے گا۔ اور اگر کمزور نظر والا اسے آنکھوں پر لگائے، برکت محسوس کرے گا۔ اسے اکتالیس (۴۱) بار لکھے۔

اَلْعَلِیُّ

معنیٰ۔ وہ ذات جس کے مرتبے سے اوپر کسی کا مرتبہ نہ ہو۔ اور تمام حِسّی و عقلی درجے اس سے پست ہوں۔ درجاتِ عقلیہ کی مثال ،سبب و مُسبّب، عِلّت و معلول، فاعل و مفعول، قابل و مقبول، کامل و ناقص، یونہی اسباب کا آپس میں اور علّتوں کا آپس میں اختلاف و تفاوت ہے۔ عُلُوّ بلندی کو کہتے ہیں، اور مختلف بلند درجات یکبارگی بالفعل موجودات کے لیے حاصل ہونا ممکن نہیں اور جس قدر حاصل ہوں گے اللہ تعالیٰ کے درجات ان سب سے بلند تر ہوں گے۔ مطلق بلند تر وہی ہے دوسرے اوروں کی بہ نسبت بلند ہیں۔

تخلق بندے کے لیے مطلقاً بلند ہونا ممکن نہیں، کیونکہ وہ جو درجہ پائے گا۔ عالمِ وجود میں اس سے کوئی نہ کوئی بلند تر درجہ ہوگا۔

خواص اس کی خاصیت ابتدائی امور سے لے کر بلند تر امور سے بھی بلند تر ہونا ہے۔ سو اس کو لکھ کر چھوٹے کے گلے میں لٹکائے۔ وہ (معمول کے مطابق) بالغ ہوگا۔ اجنبی کی خاطر جمع ہو گی۔ محتاج ہے تو غنا ملے گی۔ یہ سب اللہ کے فضل سے ہوگا۔ اربعین ادریسیہ میں ہے "یَا عَالِیَ الشَّامِخِ فَوْقَ کُلِّ شَیْئٍ اِرْتِفَاعُہٗ"۔ بزراق نے سہروردی سے اس کا ایک فائدہ نقل کیا ہے لیکن ساتھ ہی کہا اس میں نظر (اعتراض) ہے۔ لہٰذا میں نے اسے چھوڑ دیا۔

اَلْکَبِیْرُ

اس کا معنے کبریائی والا۔ اور کبریائی کا مفہوم ہے کمالِ ذات، کمالِ ذات سے مراد کمالِ وجود ہے۔ جس میں دو باتیں ہیں۔ اوّل۔ اس کا ازل و ابد (ہمیشہ) دائم رہنا۔ دوم باری تعالیٰ کا وجود ایسا وجود ہے کہ اس سے ہر موجود کا وجود پیدا ہوتا ہے۔

تخلق بندوں میں کبیر وہ کامل ہے جس کی صفات کمال میں کوتاہی نہ ہو۔ بلکہ دوسروں تک پہنچے۔ بندے کا کمال اس کے عقل۔ علم اور پرہیزگاری میں ہے۔ سو کبیر وہ پرہیزگار، عالم ہے جو حق کی رہنمائی کرے۔

خاصیت اس کی خاصیت یہ ہے کہ جو کوئی کثرت سے اسے پڑھتا رہے اس پر علم معرفت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اگر کھانے پر پڑھ کر میاں بیوی مل کر کھائیں۔ تو ان میں موافقت و محبت پیدا ہو۔ اربعین ادریسیہ میں ہے۔ یَا کَبِیْرُ اَنْتَ الَّذِیْ لَا تَھْتَدِی الْعُقُوْلُ بِوَصْفِ عَظَمَتِہٖ۔ سہروردی نے کہا اگر قرض دار اسے کثرت سے پڑھے اس کا قرض ادا ہو اور رزق میں فراخی ہو اور اگر اپنے عہدے سے معزول شخص روزہ رکھ کر ایک ہزار بار روزانہ کے حساب سے سات دن پڑھے اپنے مقام پر بحال ہوگا۔ اگرچہ بادشاہ ہو۔

اَلْحَفِیْظُ

بہت حفاظت کرنے والا۔ جب تک حفظ کا معنے نہ سمجھ لیا جائے، حفیظ کا معنے نہیں سمجھا جا سکتا۔ حفاظت کے دو مطلب ہیں۔ ایک موجودات کا دائمی وجود اور اس کی بقا۔ اس کی ضد ہے عدم۔ دوسرا جو زیادہ واضح ہے متضاد و متناقض چیزوں کو ایک دوسری سے بچانا۔ (مثلاً آگ کو پانی سے۔ گرمی کو سردی سے۔ کمزوری کو قوت

سے صحت کو بیماری سے)

تخلق

بندوں میں محفوظ وہ ہے جو اپنے دل اور عقل کو غضب و عادت شہوت کی خرابی اور غلبہ شیطان کے دھوکے سے بچائے۔

خواص

جو شخص اسے اپنے ہمراہ رکھے اور احتمال کی اس کا ذکر کرے، اسی وقت اس کی برکت محسوس کرے گا یہاں تک کہ جو کوئی اس کا نقش اپنے پاس رکھے، اور درندوں کے درمیان سو جائے، وہ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ واللہ اعلم۔

اَلْمُقِیْتُ

اس کا مطلب ہے غذائیں پیدا کر کے بدنوں تک پہنچانا۔ اور دلوں تک پہنچانا۔ اور دلوں کی غذا معرفت ہے۔ پس یہ رزاق کے ہم معنی ہے، البتہ اس سے خاص ہے کیونکہ رزق غذا اور دیگر ضروریات کو شامل ہے۔

تخلق

بندے کا اس میں حصہ یہ ہے کہ کھانا کھلائے۔ نفس کو کنٹرول کرے اور غافل کی راہنمائی کرے۔

خواص

اس کی خاصیت ہے سیر ہونا اور کرنا اگر روزے دار اسے لکھ لے یا مٹی پر پڑھ کر پانی سے تر کر لے پھر اسے سونگھ لے، اسے بھوک و پیاس کے برداشت کی طاقت حاصل ہو۔ جو کوزے پر اسے سات بار پڑھے، پھر اس پر اسے لکھ لے اور سفر میں اس سے پانی پیے، سفر کی خباثت سے محفوظ ہو۔ خصوصاً اگر صبح و شام اس کے ساتھ سورۂ یاسین بھی ملا لے، یہ بات صحیح اور مجرب ہے، اور اس میں امان ہے۔

اَلْحَسِیْبُ

اس کا معنٰی ہے کافی۔ ایسی ذات جس کے پاس ہو وہ اسے کافی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کے لیے حسیب اور کافی ہے اور حقیقت میں یہ صفت کسی اور کے لیے متصوّر بھی نہیں۔ کیونکہ کفایت میں ضروری ہے کہ کافی ہمیشہ موجود رہے اور اس کا وجود کامل ہے اور عالمِ ایجاد میں اللہ کے سوا کوئی ایسا معبود نہیں۔

تخلّق بندے کا اس وصف میں محض مجازاً تھوڑا سا حصہ ہے اب اگر وہ اپنے بیٹے کی تربیت یا اپنے شاگرد کی تعلیم کا ذمہ اٹھاتا ہے تو یہ بھی کفایت میں ایک واسطہ ہے۔ لیکن کافی نہیں کیونکہ کافی اللہ ہی ہے۔

خواص اس کی خاصیت ہے نسب اور رشتوں وغیرہ میں امن و امان کا قیام۔ لہٰذا رشتہ داروں کے دھوکہ فریب سے ڈرنے والا طلوعِ آفتاب سے پہلے اور غروب کے بعد ہر روز ستّر بار اس کا ورد کرے، ہفتہ بھر سے پہلے محفوظ ہو جائے گا۔ جمعرات کے دن سے شروع کرے۔ واللہ اعلم۔

اَلْجَلِیْلُ

معنیٰ وہ ذات جس میں جلالی صفات پائی جائیں جو کہ غناء، ملک، تقدیس، علم اور قدرت وغیرہ صفات کمال ہیں۔ پس جلیل مطلق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ گویا کبیر کا تعلق کمال ذات جلیل کا تعلق کمال صفات اور ادراک بصیرت کی طرف منسوب کرتے ہوئے عظیم کا تعلق کمال ذات وصفات سب سے ہے۔ اور صفات جلال کو جب بصیرتِ مدرکہ کی طرف منسوب کیا جائے اسے جمال کہتے ہیں۔ اگرچہ لغت میں لفظ جمال صورت ظاہری کے لیے وضع کیا گیا ہے، جو آنکھ سے نظر آتی ہے۔ لیکن اسے صورت باطنہ کی طرف نقل کیا گیا ہے جو بصیرت سے دیکھی جا سکتی ہے۔ سو جب اس کا جلیل ہونا ثابت ہو گیا۔ تو وہ جمیل ہے اور ہر جمیل کا جمال جب معلوم و محسوس ہو تو وہ محبوب و معشوق ہوتا ہے۔

تخلّق بندوں میں جلیل و جمال وہ ہے، جس کی باطنی صفات خوبصورت ہوں، جن

سے دل اور بصیرت لذت یاب ہوں۔ رہا جمال ظاہری، سو اس کا مقام نسبتاً کم تر ہے۔

خواص اس کی خاصیت ہے ظاہر ہونا اور اپنے عامل ذاکر کے لیے جلالت شان پیدا کرنا، خصوصاً جب اسے مشک و زعفران وغیرہ سے لکھے۔

اَلْکَرِیْمُ

اس کا مطلب ہے وہ ذات جو انتقام پر قدرت رکھتے ہوئے معاف کر دے۔ وعدہ پورا کرے۔ اور دیتے وقت امید سے بڑھ کر دے۔ یہ پرواہ نہ کرے کہ کتنا دیا کسے دیا، حساب نہ کرے۔ یہ پسند نہ کرے کہ حاجت مند اپنی حاجت کسی اور کے پاس لے جائے۔ پس کریم مطلق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

تخلق یہ خصلت کبھی بندے میں آجاتی ہے لیکن بعض امور میں، اور کسی قدر تکلف سے لہٰذا ناقص ہے۔

خواص اس کی خاصیت ہے کریم ہونا اور کرم کرنا، جو سوتے وقت ہمیشہ کثرت سے اس کا ذکر کرے، اللہ دلوں میں اس کی عزت بٹھائے گا۔ اور جب اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی "اَلْکَرِیْمُ ذُو الطَّوْلِ الْوَهَّابُ" کا ہمیشہ ورد کرے اس کے ذرائع، وسائل اور بھائیوں میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔

اَلرَّقِیْبُ

اس کا معنی ہے علم و حفاظت والا۔ جو کسی چیز کی پوری پوری نگرانی کرے اور ہمیشہ اس پر نظر رکھے اسے رقیب کہتے ہیں۔ یہ بھی علم و حفظ کا معنیٰ دیتا ہے۔ بشرطیکہ لازمی و دائمی ہو۔

تخلق بندے کے لیے وصفِ مراقبہ صرف اس وقت قابلِ ستائش ہوتا ہے جب

اپنے رب اور قلب کے لیے کرے۔ یقین جانے کہ اللہ تعالیٰ ہر بات میں اس کا نگران و گواہ ہے۔

خواص اس کی خاصیت یہ ہے کہ گمشدہ چیز واپس ملتی ہے۔ مال و اہل کی حفاظت سو جس کی کوئی شے گم ہو جائے وہ اسے کثرت سے پڑھے مل جائے گی۔ پیٹ میں بچے کا خطرہ ہو تو سات بار پڑھے۔ یونہی اگر سفر پر جانا چاہے تو اہل و عیال میں سے جس کا خطرہ ہو اس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر اس کو سات بار پڑھے۔ ان شاء اللہ خوف و خطر جاتا رہے گا۔

اَلْمُجِیْبُ

اس کا مطلب ہے وہ ذات جو سائل کے سوال کا قبولیت سے ذکر کرے۔ اور مانگنے والوں کی دعائیں قبول کرے بے بسوں کی حاجت براری کرے۔ بلکہ دُعا سے پہلے عطا فرمائے اور ایسی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

تخلق بندے کو چاہیے کہ اللہ کے حکموں پر عمل پیرا ہو۔ منع کرے تو باز آجائے بلائے تو حاضر ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ کی عطا شُدہ قدرت سے ہر سائل کو عطا کرنے کی عادت اختیار کر لے۔ اگر اختیار میں نہیں تو لطف و کرم سے جواب دے۔ کتنے ہی متکبر کمینے ہر ہدایت قبول کرنے سے گریزاں رہتے اور کوئی دعوت دی جائے حاضر نہیں ہوتے بلکہ اپنی شان و بڑائی کی حفاظت کرتے اور دعوت دینے والے سائل کے دل کی پروا نہیں کرتے۔ اگر ان اسباب پر غور کرے اور اس اسم مُبارک کو دیکھے تو پتہ چلے۔

خواص اس کی خاصیت دُعا کا جلد قبول ہونا ہے۔ بایں طور کہ دُعا کے ساتھ اس کا ذکر کرے خصوصاً اللہ کے اسم گرامی اَلسَّرِیْعُ کے ساتھ۔ "اربعین ادریسیہ" میں ہے "یَا قَرِیْبُ اَلْمُجِیْبُ الْمُتَدَانِیْ، کُلُّ شَیْئٍ قَرِیْبُہٗ" سہروردی نے

کہا جو کوئی ہمیشہ اس کا ورد کرے۔ معاندین کی زبانیں بند ہو جائیں گی۔ اس کے لیے لسے تینتیس ۳۳ دن روزے رکھنا پڑیں گے۔

اَلْوَاسِعُ

معنی سِعَۃٌ سے بنا ہے اور سعت کبھی علم کی طرف منسوب ہوتی ہے، جب معلومات کثیرہ کا احاطہ کرے اور کبھی احسان اور وسیع نعمتوں کی طرف۔ سو واسع مطلق اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہے۔

تخلق بندے کی وسعت اس کے معارف و اخلاق میں ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ غربت کا ڈر، غلبہ حرص اور حاسدین کا غیظ و غضب بھی اسے تنگ کر سکتا۔

خواص اس کی خصوصیت حصول وسعت وجاہ ہے اور سینے کی وسعت اس کا دھوکہ بازی اور حرص سے بچنا ہے۔ اس کا ذکر کرنے والا قناعت شعار ہے۔

اَلْحَکِیْمُ

اس کا معنی ہے حکمت والا۔ حکمت کا مفہوم ہے افضل ترین چیز کو افضل ترین علم سے پہچاننا۔ سو حکیم مطلق اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ وہ بزرگ تر اشیا کو بزرگ تر علم سے جانتا ہے۔ اور بزرگ ترین علم وہ ہے جو ازلی، دائمی ہے، جس کے زوال کا تصور بھی نہ کیا جا سکے۔ کبھی حکیم اس کو کہا جاتا ہے جو بہترین صناعی باریکیاں ایجاد کرے اور اس صنعت کو پختہ کرے۔

تخلق جو تمام اشیا کو جانتا ہو اور اللہ کی پہچان نہ رکھتا ہو وہ حکیم کہلانے کا مستحق نہیں۔ کیونکہ اس نے بزرگ تر اور افضل تر ذات کو بزرگ تر علم سے نہیں پہچانا۔ علم کی عظمت، معلوم کی عظمت، سے ہے جس نے اللہ کو پہچان لیا، اس کی

بات نہ پہچانتے والے کی بات سے مختلف ہوگی۔ وہ جزیات سے کم ہی بحث کرے گا۔ اس کی باتیں کلی ہوں گی۔ کئی لوگوں نے حکمت کا اطلاق انہی کلمات کلیہ پر کیا ہے۔ جیسے سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

رَاْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ، ترجمہ: اصل دانائی اللہ تعالےٰ کا خوف ہے۔

اَلصَّمْتُ حِكْمَةٌ وَقَلِيْلٌ فَاعِلُهٗ۔ ترجمہ: خاموشی دانائی ہے اور اس پر عمل کرنے والا کم ہی کوئی ہوتا ہے۔

اَلصَّبْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ۔ ترجمہ: صبر نصف ایمان ہے۔ وغیرہ۔

خواص اس کی خاصیت ہے جہالت کو ختم کرنا اور حکمت کھول دینا۔ جو کثرت سے اس کا ذکر کرے اس سے خطرناک قسم کی جہالتیں ختم کی جائیں گی اور حکمت کا دروازہ اس کے لیے کھول دیا جائے گا۔

اَلْوَدُوْدُ

اس کا معنیٰ ہے وہ ذات جو تمام مخلوق کی بھلائی چاہے، اس سے احسان کرے اور سب کی تعریف کرے۔ یہ الرحیم کے معنےٰ کے قریب ہے۔ ہاں اتنا فرق ہے الرحیم کے افعال کسی کمزور مرحوم کے متقاضی ہیں اور الودُود کے افعال اس کے متقاضی نہیں بلکہ ودّ کا نتیجہ ہی ابتدائً انعام واکرام کرنا ہے۔

تخلّق اللہ کے بندوں میں الودُود وہ ہیں جو مخلوق خدا کے لیے وہی کچھ پسند کریں جو اپنے لیے کرتے ہیں اس سے بڑھ کر یہ کہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیں۔ اس کا کمال یہ ہے کہ اسے غضب، کینہ اور کسی سے پہنچنے والی گزند، احسان کرنے سے منع نہ کرے۔

خواص اس کی خاصیت ہے ثبوت محبت. خصوصًا میاں بیوی کے درمیان جو کوئی کھانے پر ایک ہزار بار پڑھ کر بیوی کے ساتھ کھائے۔ بیوی پر اس کی محبت غالب آئے گی۔ اور سوائے اطاعت کے کچھ نہیں کر سکے گی. یہ بھی روایت کیا جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے، جو اس تاجر کی دعا میں موجود ہے جس میں اس نے کہا تھا۔

يَا وَدُودُ يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيدِ يَا مُبْدِئُ يَا مُعِيدُ اَسْأَلُكَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ مَلَاَ اَرْكَانَ عَرْشِكَ وَبِقُدْرَتِكَ الَّتِيْ قَدَرْتَ بِهَا عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِكَ وَبِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْئٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا مُغِيْثُ اَغِثْنِيْ -

تین بار۔ اس حدیث کو ایک سے زائد آئمہ نے ذکر کیا ہے۔ اسے دیکھ لیجیو۔

اَلْمَجِيْدُ

اس کا معنے ہے، جس کی ذات شریف، افعال خوبصورت اور جود وعطا وسیع ہو۔ گویا شرف ذات کے ساتھ، جب حُسنِ افعال مل جائے، اسے مجید اور ماجد بھی کہہ لیتے ہیں۔

تخلق اس میں بندے کا حصّہ یہ ہے کہ لوگوں سے کرم اور حُسنِ اخلاق سے معاملات کرے تاکہ بزرگ کہلائے۔

خواص اس کی خاصیت ہے جلالت، بزرگی، اور ظاہری و باطنی صفائی حاصل ہونا یہاں تک کہ اجسام و نقوش کی دنیا میں بھی۔ علماء نے کہا کہ اگر برص کا مریض ایام بیض چمکتے دن۔ چاند کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ میں روزہ رکھے اور ہر رات افطار کے وقت اس کو کثرت سے پڑھے۔ اللہ تعالیٰ شفایات کرے گا۔ خواہ بغیر سبب یا اس کے لیے اللہ کوئی سبب پیدا فرما دے گا۔

اَلْبَاعِثُ

معنیٰ وہ ذات جو اٹھنے کے دن مخلوق کو پیدا کرے گی اور قبروں سے مردوں کو اٹھائے گی اور سینوں کے چھپے راز ظاہر کرے گی۔ بعث کا معنیٰ ہے آخرت میں اٹھانا۔ اس اسم پاک کی معرفت موقوف ہے حقیقت بعث کی معرفت پر۔ اور یہ باریک ترین معرفت ہے۔ اکثر لوگ مبہم توہمات اور مجمل تخیلات کا شکار ہیں لیکن باطنی مشاہدے نے ارباب بصیرت پر واضح کیا ہے کہ انسان ہمیشہ کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور یہ کہ اس پر عدم نہیں، ہاں کبھی جسم سے اس کا تصرّف ختم ہو جاتا ہے تو کہا جاتا ہے مَر گیا۔ اور کبھی دوبارہ شروع ہو جاتا ہے تو کہا جاتا ہے زندہ ہو گیا اور اُٹھایا گیا۔ یعنی جیسے پہلے تھا اسی طرح اس کا جسم زندہ کر دیا گیا۔ اس کی تفصیل کی اس کتاب میں گنجائش نہیں۔

تخلّق حقیقت بعث مُردوں کے زندہ کرنے کی طرف لوٹتی ہے یعنی ان کو دوبارہ زندہ کرنا اگر بندے کا مخلوق کو تعلیم دینے سے کوئی تعلق اور ان کو اللہ کی طرف بُلاتا رہا ہے۔ تو یہ بھی ایک قسم کی زندگی ہے۔ یہ انبیاء کرام اور ان کے وارث علماء کرام کا مرتبہ ہے۔ جو شخص سوتے وقت سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے سو بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منوّر و روشن کرے گا۔ اور اسے علم و حکمت عطا فرمائے گا۔

اَلشَّهِيْدُ

اس کا معنیٰ خصوصی اضافت کے ساتھ علیم کی طرف رجُوع کرتا ہے۔ جب مطلق علم کا اعتبار کیا جائے تو عَلِيْمٌ ہے۔ اور جب اس کو غیب اور اُمور باطنہ کی طرف منسوب کیا جائے تو خَبِيْرٌ ہے اور جب اس کو اُمور ظاہرہ کی طرف منسُوب کیا جائے، شہید ہے۔

تخلّق بندے کا اس میں یہ حصہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے جیسے

اسے دیکھ رہا ہے اور معلوم کر کے بات کرے۔

خواص اس کی خاصیت باطل سے حق کی طرف رجوع کرنا ہے، یہاں تک کہ اپنے نافرمانی بیٹے کو پیشانی سے پکڑ کر یہ دَم کرے یا نافرمان بیوی ہے اس پر دَم کرے، ان کا حال بہتر ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔

اَلحَقُّ

اس کا معنےٰ ہے باطل کا متقابل۔ جس چیز کی خبر دی جاسکتی ہے یا مطلقاً باطل ہے۔ یا مطلقاً حق، یا من وجہ حق اور من وجہ باطل۔ پس[1] جو ممتنع بذاتہ ہے وہ مطلقاً باطل ہے۔ واجب[2] بذاتہ مطلقاً حق ہے۔ کیونکہ حقیقت میں موجود بذاتہ وہی ہے۔ جس سے ہر حقیقت اپنا وجود پاتی ہے اور جو اپنی ذات میں ممکن اور غیر کی وجہ سے واجب ہے، وہ ایک وجہ سے حق اور دوسری وجہ سے باطل ہے۔ اپنی ذات کے لحاظ سے اس کا کوئی وجود نہیں لہٰذا باطل ہے اور غیر کی وجہ سے اس کا وجود ہے لہٰذا اس لحاظ سے حق ہے، اور کبھی عقل میں آنے والی چیز جو عقل کے مطابق ہو، حق کہلاتی ہے۔ اس کا ذاتی نام موجود اور اسی کو جب اس عقل کی طرف منسوب کریں، جس نے اس کی حقیقت کو جانا، اسے حق کہا جاتا ہے۔ صفت حق اقوال پر بھی بولی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے قولِ حق۔ قولِ باطل۔

تخلق بندے کا اس اسم میں یہ حصہ ہے کہ اپنے آپ کو باطل (فانی) سمجھے۔ اور اللہ کے سوا کسی کو حق (باقی) نہ سمجھے کیونکہ بندہ اپنی ذات میں حق (دائمی) نہیں بلکہ اللہ کے وجود سے موجود ہے۔ اپنی ذات سے نہیں، اور اہل تصوف پر جب کہ اپنی ذاتی فنا غالب ہوتی ہے۔ تو ان کی زبانوں پر اکثر حالات میں اسمائے باری تعالیٰ میں سے حق جاری رہتا ہے کیونکہ وہ فانی کے بجائے ذاتِ حقیقی کا لحاظ کرتے ہیں اور متکلمین چونکہ ابھی تک افعال سے دلیل پکڑتے ہیں لہٰذا ان کی زبان پر اکثر اسم الباری جاری رہتا ہے۔ جو خالق کا ہم معنیٰ ہے۔

خواص اس کی خاصیت یہ ہے کہ جو کوئی مربع شکل کے کاغذ کے ہر کونے پرا سے لکھ کر سحری کے وقت ہاتھ میں پکڑ کر آسمان کی طرف اٹھائے، اللہ اس کی پریشانی دُور فرمائے گا اور جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ - روزانہ سو بار پڑھے وہ غربت سے نجات پائے گا، اور اسے اپنے مقاصد کے حصول میں آسانی ہوگی، اور جو کوئی دن میں ہزار بار پڑھے اس کے اخلاق سنور جائیں گے۔ اور طبیعت درست ہوگی۔

اَلْوَكِيْلُ

اس کا مطلب ہے وہ ذات جس کے سپرد کام کیے جائیں۔ پھر وکیل کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل وہ جس کے سپرد بعض کام کیے جائیں یہ ناقص ہے۔ دوسرا وہ جس کے سپرد تمام معاملات کر دیئے جائیں اور اپنی ذات کے لحاظ سے، اس قابل ہو کہ تمام امور اسے سونپ دیئے جائیں۔ اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے وہی وکیل مطلق ہے۔

تخلّق بندے کا اس میں یہ حصہ ہے کہ اپنے ایماندار بھائی کی حاجت روائی کی کوشش کرے اور عمل کے بعد نتیجہ سپرد خدا کر دے۔ اسی پر بھروسہ رکھے۔ کسی اور سے مدد مانگنے کے بجائے اس سے نجات طلبی کو کافی سمجھے۔

خواص اس کی خاصیت ہے حاجتیں پوری کرنا اور مصائب سے بچانا۔ جسے آندھی یا گرج چمک سے ڈر محسوس ہو۔ وہ کثرت سے اس کا ورد کرے مصائب کا اس سے رُخ پھر جائے گا اور اس کے لیے رزق اور بہتری کا دروازہ کھل جائے گا۔ واللہ اعلم۔

اَلْقَوِيُّ ——— اَلْمَتِيْنُ

لفظ قوت، کامل طاقت پر اور متانت اس قوت کی شدت پر دلالت کرتی ہے، پس اللہ تعالیٰ اس حیثیت سے کہ کامل طاقت کا مالک ہے قَوِيٌّ ہے اور بحیثیت، سخت قوت کے

متین ہے اور یہ بھی معنی قدرت کی طرف رجوع کرتا ہے۔

تخلق جس کو اللہ تعالیٰ کے قوی ہونے کا یقین ہے وہ ہر چیز میں اس کی قوت و طاقت کی طرف رجوع کرے گا۔ اور اس کی طاقت و قدرت سے، ہر دوسری قوت و طاقت سے غائب ہو جائے گا کیونکہ ہر شے کی طاقت اسی سے ہے اس اسم پاک سے قربت حاصل کرنے سے ایسا تعلق پیدا ہو جاتا ہے کہ تدبیر و تقدیر کے بکھیڑوں سے جان چھوٹ جاتی ہے۔ دعویٰ ختم ہو جاتا ہے اللہ کا احسان نظر آتا ہے۔ مخلوق کا ڈر اور دنیا کے غم و الم ختم ہو جاتے ہیں۔ اللہ کی ذات سے تعلق مضبوط ہو جاتا ہے۔ یہاں تک اس سلسلہ میں تم کسی ملامت گر کی ملامت سے ڈرتے نہیں۔ اور کسی صورت اس تعلق میں کمزوری نہیں آتی۔ جو اس کی عظیم قوت اور اس کی مضبوطی کو پہچان لے، وہ نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ اس کے سوا کسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اسی پر اعتماد و یقین رکھتا ہے اس اسم سے قربت حاصل کرنا، اس کے تعلق و تخلق سے اعلیٰ ہے۔ کیونکہ اس میں تاکید معنوی پائی جاتی ہے۔

خواص قوی کی خاصیت وجود میں قوت کا ظہور ہے جو کمزور ہمت اسے پڑھے، قوت محسوس کرے گا۔ کمزور جسم والا جسمانی طاقت پائے گا۔ مظلوم، ظالم کی ہلاکت کے لیے ہزار بار پڑھے کامیاب ہو گا۔ اسے یہی کافی ہو گا۔ متین کی خاصیت یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی اَلْقَوِیُّ کے ہمراہ اس کا ذکر کرے، اس کے لیے طاقت کا ظہور ہو گا۔ گر بدکردار نوجوان مرد یا عورت پر دس بار پڑھ کر دم کرے وہ اپنی بدکرداری سے باز آ جائے گا۔ واللہ اعلم

اَلْوَلِیُّ

اس کا معنیٰ ہے محبت کرنے والا، مدد کرنے والا۔ مدد کرنے کا مفہوم ظاہر ہے کہ وہ دین کے دشمنوں کا قلع قمع کرتا، اور اپنے دوستوں کی مدد فرماتا ہے۔

تخلق بندوں میں ولی وہ ہے جو اللہ اور اس کے ولیوں سے محبت کرے۔ اس کی اور

اس نے او باکی مدد کرے۔ اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھے۔ اور اس کے دشمنوں میں سے نفس اور شیطان بھی ہیں۔ پس جو ان دونوں کو ذلیل کرے، اللہ کے دین کی مدد کرے، اللہ کے دلیوں سے محبت اور اس کے دشمنوں سے دشمنی کرے۔ بندوں میں وہی ولی ہے۔

خواص جو اس پر ہمیشہ عمل کرے، اس کے لیے ولایت کا ثبوت اس کی خاصیت ہے۔ یہاں تک کہ اس کا حساب کتاب آسان ہوگا، اور جو کوئی ہر جمعہ کی رات ایک ہزار بار پڑھے اسے اس کا مقصد حاصل ہوگا۔

اَلْحَمِیْدُ

وہ جس کی صفت و ثنا بیان کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہی حمید ہے۔ کیونکہ ازل سے ابد تک اپنی صفت و ثنا کر رہا ہے اور کرتا رہے گا، اور اس کے بندے بھی ہمیشہ ثنا گو ہیں اور اس کا تعلق ان صفاتِ جلال بلندی اور کمال سے ہے جو ذکر کرنے والوں کے ذکر کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔ کیونکہ حمد کا مفہوم ہے، صفات کمال کا صفاتِ کمال کی حیثیت سے ذکر کرنا۔

تخلق بندوں میں حمید وہ ہے جس کے عقائد، اخلاق اور اعمال سب پسندیدہ ہوں۔

خواص اس کی خاصیت اخلاق، افعال اور اقوال میں اچھا نام پیدا کرنا ہے۔ "اربعین ادریسیہ" میں ہے۔

يَاحَمِيْدَ الْفِعَالِ ذَاالْمَنِّ عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِهٖ بِلُطْفِهٖ۔

"اے اچھے کاموں والے، اپنی مہربانی سے اپنی تمام مخلوق پر احسان فرمانے والے!"

سہروردی نے کہا اس کا ہمیشہ ورد کرنے والا، بے حساب مال پائے گا اس میں یہ بھی ہے۔

"يَامَحْمُوْدُ فَلَا تَبْلُغُ الْاَوْهَامُ كُنْهَ جَلَالِ ثَنَاۗءِ عِزِّهٖ وَمَجْدِهٖ"۔

اے محمود (ستودہ) جس کی عزت و بزرگی کی عظیم تعریف کی حقیقت کو وہم و گمان نہ پہنچ سکیں۔

کہا جو صحیح طور پر اس کا ہمیشہ ورد کرے، لوگوں سے پرہیز کرے، ان کی عیش کوشی سے نفرت کرے، ان کی محفلوں سے دُور رہے، اس کے بعد چالیس دن مکمل گوشہ نشینی اختیار کرے، ہر روز جس قدر ہو سکے پڑھے۔ درجہ ولایت پر ترقی پائے گا۔ واللہ اعلم۔

اَلْمُحْصِیْ

اس کا معنیٰ ہے عالم۔ لیکن جب علم کو معلومات کی طرف اس طرح منسوب کریں کہ تمام معلومات کو شامل ہو، اور شمار کرے اور ان کا احاطہ کرے اسے احصاء کہا جاتا ہے اور محصی مطلق وہ ذات ہے جس کے علم میں ہر چیز کی حقیقی تعریف اس کی تعداد اور حد واضح ہو۔

تخلق اس وصف میں بندے کا حصہ یہ ہے کہ اپنی حرکات و سکنات کا شمار کرتا رہے۔ اور ظاہر و باطن میں اللہ کو نگران جانے۔

خواص اس کی خاصیت دلوں کی تسخیر ہے۔ جو کوئی روٹی کے بیس ٹکڑے لے، اور ہر ٹکڑے پر بیس مرتبہ اسے پڑھے، مخلوق اس کے تابع فرمان ہو گی۔ ایک عبارت میں ہے وہ ٹکڑے اسے کھلائے۔ جسے مسخر کرنا چاہتا ہے۔ اللہ کے حکم سے مسخر ہو گا۔

اَلْمُبْدِیْ ـــــ اَلْمُعِیْدُ

اَلْمُبْدِیُ کا معنیٰ ہے مُوجِد لیکن اگر ایجاد کی پہلی کوئی مثال نہ ہو تو اسے کہا جاتا ہے اور اگر پہلے سے اس کی مثال ہے تو اسے (اعادہ) پھیرنا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی مثال سابق کے، لوگوں کو پیدا فرمایا، پھر وہی ان کو دوبارہ زندہ کر کے اکٹھا کرے گا۔

تخلق یہ ہے کہ بندہ ابتداء کی طرف لوٹے۔ اور نفس کو ابتدا سے انتہا کی طرف پھیر دے پھر بلا کم و کاست انتہا کو ابتداء سے بدلے اور ابتدا کو انتہا سے۔

خواص اس کی خاصیت یہ ہے کہ سحری کے وقت حاملہ کے پیٹ پر انتیس بار پڑھ کر دم کرے، اس کے پیٹ میں جو حمل ہے وہ محفوظ رہے گا۔ ضائع نہیں ہوگا اَلْمُبْدِیُ اَلْمُعِیْدُ کی خاصیت یہ بھی ہے کہ ذہن میں محفوظ چیز جب بھول جائے تو اس کو یاد کرنے کے لیے اس کا ورد کرے۔ خصوصاً جب اس کی نسبت اَلْمُبْدِیُ کی طرف کرے۔

اربعین ادریسیہ میں ہے۔

"یَا مُبْدِیُ الْبَدَائِعِ لَمْ یَبْغِ فِیْ اِنْشَآءِھَا عَوْنًا مِّنْ خَلْقِہٖ۔"

اے عجیب مخلوق پیدا کرنے والے، جس نے اس کی پیدائش میں مخلوق سے مدد نہیں مانگی۔

سُہروردی نے کہا اس پر ہمیشہ عمل کرنے والا اپنی عزت بڑھائے گا۔ اور جو کوئی ایک ہزار بار اس کا ورد کرے۔ اس کی حیرانی دُور ہو گی اور جس چیز میں اس کی بہتری ہے۔ اس کی راہنمائی حاصل ہو گی۔

اَلْمُحْیِیْ ــــــــ اَلْمُمِیْتُ

اس کا معنے بھی ایجاد کی طرف لوٹتا ہے۔ لیکن موجود اگر زندگی ہے تو اسے احیاء کہا جاتا ہے اور موت ہے تو اس کو اِمَاتَتْ کہا جاتا ہے۔ اور موت و حیات کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

تخلق یہ کہ بندہ اپنی معلومات کو اللہ کی اطاعت کے لیے زندہ رکھے اور ان کو اللہ کی نافرمانیوں سے مار دے، معدوم کرے۔

خصوصیات اَلْمُحْیِیُّ کی خاصیت اُلفت و مُحبّت پانا - جو کسی جابر سے ڈرے یا قید کا خطرہ ہو توجس کا ڈر ہے اس کے ابجد کے لحاظ سے اعداد نکالے اور روٹی کے اُتنے ٹکڑوں پر اسے پڑھ کر کھائے - مُمِیْتُ کی خاصیت یہ ہے کہ جو شخص اپنے اوپر جرائم کا ارتکاب کر کے ظلم کرتا ہے - اور نفس مائل بہ اطاعت نہیں ہو رہا - اطاعت گذار ہو جائے گا۔

اَلْحَیُّ

اس کا معنٰی ہے وہ ذات جو فاعل اور بہت علم والی ہو - یہاں تک کہ جس میں فعل و علم بالکل نہ ہو وہ مُردہ ہے - اور علم و ادراک کا کمتر درجہ یہ ہے کہ صاحبِ علم اپنے آپ کو جانتا ہو - اور جو اپنا شعور بھی نہ رکھے وہ جماد ہے، مُردہ ہے - پس کامل و مطلق زندہ وہ ذات ہے - جس کے علم میں تمام معلومات اور جس کے فعل میں تمام موجُودات ہوں - اور وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے -

تخلق بندے کا اس میں یہ حصّہ ہے کہ درجۂ شہادت حاصل کرنے کی کوشش کرے - کیونکہ شہداء اپنے رب کے ہاں زندہ اور رزق پاتے ہیں -

خصائص اس کی خاصیت ہے ہر چیز میں زندگی کا ثبوت - "اربعین ادریسیہ" میں ہے -

"یَاحَیُّ حِیْنَ لَاحَیَّ فِیْ دَیْمُوْمِیَّةِ مُلْکِهٖ وَبَقَائِهٖ"

"اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! جس کے دائمی ملک اور بقاء میں کوئی اور دائمی زندہ نہیں"

سُہروردی نے کہا جو کوئی اسے تین لاکھ مرتبہ پڑھے، کبھی بیمار نہ ہو - اور جو کوئی اسے چینی کے برتن میں کستوری اور عرق گلاب سے لکھ کر مصری کے شربت میں حل کر کے تین دن پیئے انشاءاللہ بیماری سے شفا پائے گا -

اَلْقَیُّوْمُ

معنٰی - جان لیجیے، کہ جوہر اگرچہ خود بخود قائم ہوتا ہے اور کسی ایسے محل سے

بے پرواہ ہوتا ہے جو اسے قائم رکھے بخلاف اعراض و اوصاف کے۔ (کہ وہ اپنے قیام و وجود میں کسی جوہر کے تابع ہوتے ہیں) لیکن ان امور سے مستغنیٰ نہیں ہوتا، جو اس کے وجود کے لیے ضروری ہیں۔ پس وہ امور اس کے وجود کے لیے شرط ہیں، سو جوہر بھی خود بخود قائم نہ ہوا۔ کیونکہ وہ اپنے قیام میں دوسرے کے وجود کا محتاج ہے۔ اگرچہ کسی مکان و محل کا محتاج نہیں۔ اب اگر وجود میں ایسا موجود ہے جس کی ذات ہی اس کے وجود کے لیے کافی ہے اور اس کا قیام کسی غیر سے نہیں، اور اس کے دائمی وجود کے لیے کسی اور کا وجود شرط نہیں، تو یہ مطلقاً قائم بنفسہٖ ہے، پھر اس کے ساتھ ساتھ اگر ہر موجود اس کے ساتھ اس طرح قائم ہے کہ اشیاء کا وجود اور دوام وجود اس کے بغیر متصور ہی نہیں، وہ قیوم ہے کیونکہ اس کا قیام اس کی ذات سے ہے اور باقی تمام چیزوں کا قیام اس سے وابستہ ہے، اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

تخلّق بندے کا دخل اس وصف میں اتنا ہی ہے جتنا وہ اللہ کے ماسوا سے مستغنیٰ ہے۔

خواص اس کی خاصیت ذات وصفات میں قیام و قیومیّت کا حصول ہے، قول کے لحاظ سے اور فعل کے لحاظ سے۔ جو تنہائی میں اس کو پڑھے، اس کی نیند اڑ جائے گی۔ اربعین ادریسیہ میں ہے۔

"یَا قَیُّوْمُ فَلَا یَفُوْتُہٗ شَیْئٌ مِنْ عِلْمِہٖ"

"اے قیوم، جس کے علم سے کوئی شے غائب نہیں"

سُہروردی نے جو کوئی اسے گھر آکر پڑھے وہ حملے سے محفوظ رہے گا۔ اگر کمزور ذہن والا، تنہائی میں اسے روزانہ سولہ بار پڑھے اللہ تعالےٰ اسے نسیان کی مرض سے محفوظ فرمائے گا۔ اس کا حافظہ قوی اور دل روشن فرمائے گا۔ ترکیب سے پڑھنا چاہیے۔ تو صبح صادق اور طلوع فجر کے درمیان پڑھے۔ ذاکر اپنے دل میں بے اندازہ خیر و توفیق محسوس کرے گا۔ رسالہ قشیریہ میں ابو علی کتانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرمائیے کہ میرا دل مُردہ نہ فرمائے۔ فرمایا اگر چاہتے ہو کہ تمہارا دل زندہ رہے اور کبھی نہ مرے تو روزانہ چالیس بار پڑھا کرو۔ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ ۔

اَلْوَاجِدُ

معنے یہ لفظ فَاقِدٌ کے مقابلہ میں ہے۔ وَاجِدٌ پانے والا۔ فَاقِدٌ نہ پانے والا۔ گم کرنے والا۔ واجد وہ ذات جس کے پاس ہر لازمی چیز موجود ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی جتنی صفات کمال لازمی ہیں، وہ ذات باری تعالیٰ میں موجود ہیں۔ اس اعتبار سے وہ واجد ہے۔ وہی واجد مطلق ہے۔ اس کے سوا دوسرے اگرچہ کچھ صفات کمال اور ان کے اسباب رکھتے ہیں، لیکن دیگر سے محروم ہیں۔

تخلق بندہ وہ تمام صفاتِ کمال اپنی ذات میں جمع کرے۔ جو اللہ نے اسے دکھائی ہیں تاکہ نہ تہی دست ہو اور نہ کسی حال میں سست ہو۔

خواص اس کی خاصیت دل کو قوت دینا ہے اور یہ صفت اسے ملتی ہے جو کھانے کے ہر لقمہ پر اسے پڑھے۔ واللہ اعلم۔

اَلْمَاجِدُ

معنے یہ مجید کے معنے میں ہے، بمعنی بزرگ۔ جیسے عالم بمعنی علیم۔ لیکن فعیل میں زیادتی مبالغہ پایا جاتا ہے۔

تخلق بندے کا اس میں یہ حصہ ہے کہ مخلوق سے ارادہ اٹھا کر خالق سے رابطہ قائم کرے۔ اس طرح بلند ہمتی اور اچھے حال سے وہ بزرگ ہوگا۔

خواص اس کی خاصیت دل کو روشن کرنا ہے۔ سو جو کوئی اس کا اتنا ذکر کرے کہ اس

پر اس کا حال غالب آجائے، اس کا دل روشن ہو گا۔

اَلْوَاحِدُ

معنیٰ وہ ذات جو تقسیم نہ ہو۔ جیسے جوہر (ذرّہ) اور جس کی طرح دوسرا نہ ہو، یعنی اس کی نظیر نہ ہو۔ جیسے سُورج۔ سو کہا جاتا ہے کہ جوہر اور نقطہ تقسیم نہیں ہوتے۔ ان کا جُز نہیں۔ اللہ تعالیٰ واحد ہے، اس معنیٰ میں کہ اس کی ذات میں تقسیم ہونے کی صفت محال ہے سُورج کی اگرچہ نظیر نہیں لیکن اس کی نظیر ممکن ہے۔ پس واحد مطلق ازل سے ابد تک یعنی ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہی ہے، اور بندہ اس وقت واحد (یکتا) ہوتا ہے، جب اس کی نوع سے کوئی فرد اس کی نیک عادات میں سے کسی ایک (یا زائد) خصلت و عادت میں اس کی نظیر نہ ہو اور یہ صفت اس کی نسبت سے ہو گی۔

تخلق یہ کہ بندہ اللہ کی عبادت و عبُودیت میں اشکال و امثال سے اس طرح یکتا ہو، جیسے اس کے لائق ہے۔

خواص اس کی خاصیت، دل سے تھکن دُور کرنا ہے، جو کوئی صدقِ دل سے اسے ہزار بار پڑھے اس کے دل سے تھکن دُور ہو جائے گی۔ مخلوق کے ڈر کو دُور کرنے کے لیے یہ کافی ہے۔ جو دنیا و آخرت کی ہر مصیبت کی اصل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دُعا کرتے ہوئے سُنا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔

ترجمہ: "الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تُو اللہ ہے۔ ایک، یکتا، بے نیاز جس کی نہ کوئی اولاد، نہ وہ کسی کی اولاد، اور جس کی برابری کا کوئی نہیں۔"

آپ نے فرمایا اس نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے ذریعے سوال کیا جس کے ذریعے دُعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور سوال کیا جائے تو ملتا ہے۔" اربعین ادریسیہ میں ہے۔

یَا وَاحِدُ، اَلْبَاقِیْ اَوَّلَ کُلِّ شَیْءٍ وَّ آخِرَہٗ۔

اے تنہا، باقی ہر شے سے پہلے اور آخر"۔

سُہروردی نے کہا، جس آدمی کو مسلسل پریشان کُن خیالات آئیں وہ اس کا ورد کرے، دور ہوں گے۔ جس کو بادشاہ کا ڈر ہو وہ نمازِ ظہر کے بعد پانچسو۵ بار اسے پڑھے، محفوظ ہوگا، غم دور ہوگا، دشمن دوست ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

تنبیہ ترمذی کی روایت میں اَلْاَحَدُ موجود نہیں اور تعداد صرف اس صورت میں صحیح ہے جب اس کا ذکر نہ کیا جائے۔ اس میں اور واحد میں فرق یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ اس حیثیت سے کہ ترکیب و مقادیر سے پاک ہے۔ تجزیہ و انقسام قبول نہیں کرتا۔ واحد ہے اس حیثیت سے کہ مثل سے برتر ہے کہ اس کی ذات کی طرف تعدّد و اشتراک راہ پائے۔ شیخ زرّوق نے کہا اس کی یعنی احد کی خاصیت عالمِ قدرت اور اس کے آثار کا ظہور ہے۔ یہاں تک کہ اگر باوضو ہو کر تنہائی میں اسے ایک ہزار بار پڑھے تو اس کے لیے قوت و ضعف کے مطابق عجائب و غرائب ظاہر ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

اَلصَّمَدُ

معنٰے صمد وہ ہے جس کی طرف حاجتوں میں رجوع اور مرغوبات میں قصد کیا جائے۔ اور جس ذات کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دینی و دنیاوی مشکلات کے حل کا مرکز بنائے۔ اور اس کے ہاتھ و زبان سے مخلوق کی حاجت براری فرمائے۔ یقیناً اس کو اس وصف کا فیضان نصیب ہوا۔ لیکن صمد مطلق وہی ہے جس کی طرف تمام حاجات میں رجوع کرے

اور وہ اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ ہے۔

تخلق اس وصف سے موصوف ہونا یہ ہے کہ بندہ، بندوں کی حاجات میں مدد کرے اور ان کی پناہ گاہ بنے۔

خواص اس کی خاصیت حصول خیر وصلاح ہے۔ جو کوئی سحری کے وقت اس کو ۱۲۵ بار پڑھے اس پر صدق وسچائی کے آثار ظاہر ہوں گے۔ اور ذکر کرنے والا جب تک اس کا ذکر کرے بھوک کی تکلیف سے دوچار نہیں ہوگا۔ "اربعین ادریسیہ" میں ہے۔

یَا صَمَدُ بِعِلْمِہٖ مِنْ غَیْرِ شَبِیْہِ وَّلَا شَیْئَ کَمِثْلِہٖ،

"اے وہ ذات جو اپنے علم کے ساتھ بلا تمثیل، بے نیاز ہے، اور جس کی مثل کوئی شے نہیں"۔

سُہروردی نے کہا جس پر فسق وفجور کا غلبہ ہو، اور نفس سے جان نہ چھڑا سکے وہ جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کو روزہ رکھے اور دنوں لذیذ چیزوں کے کھانے سے پرہیز کرے۔ اور ہر روز سَو بار اس کا ورد کرے اس سے صلاح کا اثر ظاہر ہوگا۔

اگر چینی کے برتن پر اسے لکھ لے اور خاوند کو پلائے اس کی محبت مضبوط ہو۔ اب اچھے مقصد کے لیے اس سے مدد لے، بھوک کی تکلیف کبھی محسوس نہ ہوگی رزق ملے گا، میں کچھ حضرات کو ایسی تلقین کی ہے اور اس کی برکت دیکھی ہے۔ واللہ اعلم۔

اَلْقَادِرُ ——— اَلْمُقْتَدِرُ

ان دونوں کا معنٰے ہے قدرت والا۔ لیکن مقتدر میں زیادہ مبالغہ ہے۔ قدرت کا مفہوم ہے وہ چیز جس سے کوئی طے شدہ شے، طے شدہ ارادہ وعلم سے، ان کے موافق واقع ہو۔ قادر وہ ہے کہ چاہے کرے اور چاہے نہ کرے۔ یہ شرط نہیں کہ ضرور چاہے اور قادر مطلق وہی ہے جو ہر موجود کو ایک نئی شان سے وجود میں لائے اور کسی اور کی مدد کا محتاج

نہ ہو۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ رہا بندہ، سو اس میں کچھ نہ کچھ قدرت ہے مگر ناقص۔ جس میں اپنے آپ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں۔

تخلق بندہ اللہ کی مُراد و مرغوب پر عمل کرنے سے معذوری کا اظہار نہ کرے اور جہاں تک ہو سکے کوشش کرتا رہے اور اس کی اطاعت میں ہر ممکن قدرت کھپا دے۔

خصائص قادر کی خاصیت ہے، قدرت کو اُبھارنا۔ جب عبادت میں ظاہری یا باطنی کمزوری محسوس کرے تو دو نفل ادا کر کے سو بار اس کا ورد کرے، اور اگر وضو کرے تو اسے پڑھے دشمن پر غلبہ پائے اور ان کے مقابلے میں کامران رہے۔ المقتدر کی خاصیت ہے اس کی تدبیر مولیٰ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی۔ جو کوئی نیند سے بیدار ہو کر اس کا ورد کرے، اس کی مُراد کی اللہ تعالیٰ خود تدبیر کرے گا۔ یہاں تک کہ اسے خود تدبیر کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔

اَلْمُقَدِّمُ ــــــ اَلْمُؤَخِّرُ

اس کا معنٰے ہے وہ ذات جو قریب کرے اور دُور کرے جس کو اس نے قریب کیا اسے آگے کیا، جس کو دُور کیا اسے پیچھے کر دیا۔ اس میں ایک مقصود و مرکز لازمی ہے، جو غایت ہو، اسی کی نسبت آگے ہونے والا آگے ہو، اور پیچھے ہونے والا پیچھے ہو۔ وہ مقصد اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اللہ کے نزدیک مُقدّم وہ ہے جو اس کے قریب ہے، ہر پیچھے والا، اپنے سے آگے والے کی بہ نسبت پیچھے اور اپنے سے پیچھے والے کی بہ نسبت آگے ہوتا ہے۔ اور آگے پیچھے کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مراد یہ کہ وہ مرتبہ میں کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے کرنے والا ہے۔

تخلق بندے کا اس میں یہ حصّہ ہے کہ اللہ کی پسند کو مُقدّم رکھے اور اپنے نفس کو اللہ کی ناپسند سے پیچھے رکھے۔

خواص مقدّم کی خاصیت ہے جنگ میں قوت کا اظہار اور اپنا بچاؤ۔ میدان جنگ میں جاتے وقت اس کا ورد کرے۔ مؤخّر کی خاصیت ہے ہر قبیح سے پیچھے ہٹ جانا۔ جو کثرت سے اس کا ذکر کرے اس پر توبہ و پرہیزگاری کا دروازہ کھل جائے گا۔ واللہ اعلم۔

اَلْاَوَّلُ ـــــ اَلْآخِرُ

معنیٰ جان لیجیے کہ اوّل کسی کی نسبت سے اوّل ہوتا ہے اور یہ دونوں (اوّل، آخر) آپس میں تناقض ہیں۔ پس ایک چیز، ایک نسبت سے، کسی ایک کی بہ نسبت بیک وقت اوّل و آخر نہیں ہوسکتا۔ سو بیک وقت دونوں صفتیں دو مختلف جہتوں سے ہی جمع ہو سکتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ، مرتب سلسلۂ موجودات کی نسبت اوّل ہے اس لیے کہ تمام موجودات نے اسی ذات باری تعالیٰ سے وجود حاصل کیا ہے اور باری تعالیٰ کی طرف چلنے والوں کے مقامات و منازل کی نسبت آخر ہے۔ کیونکہ عارفین کے ارتقائی مراحل میں آخری مرحلہ وہی ہے۔ اور آخری منزل اللہ کی معرفت ہی ہے۔

تخلق اس صفت میں بندے کا حق یہ ہے کہ فانی سے رُخ موڑ کر باقی کی طرف متوجہ ہو۔

خواص الاوّل کی خصوصیت سب کو جمع کرنا۔ جب مسافر اس پر دائمی عمل پیرا ہو، اس کے پراگندہ حالات جمع ہوں گے۔ آلآخر کی خاصیت ہے، دل کا اللہ کے ماسوٰی سے صاف ہونا۔ جب کوئی انسان ہر روز سو بار اسے پڑھتا رہے، اس کے دل سے حق تعالےٰ کے سوا سب کچھ نکل جائے گا۔

اَلظَّاهِرُ ـــــ اَلْبَاطِنُ

معنیٰ یہ دونوں وصف بھی اضافی ہیں۔ کیونکہ ظاہر کسی کے لیے ظاہر ہوتا ہے۔

یونہی باطن کسی کے لیے باطن ہوتا ہے ایک ہی پہلو سے کوئی ظاہر و باطن نہیں ہوتا بلکہ ایک پہلو سے ظاہر اور کسی دوسرے پہلو سے باطن ہوتا ہے۔ کیونکہ ظاہر و باطن معلومات کی نسبت سے ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو خزانہ حواس وخیال سے طلب کیا جائے تو باطن ہے۔ اور خزانۂ عقل سے بطور استدلال طلب کیا جائے تو ظاہر ہے۔ پوشیدہ صرف لوگوں سے ہے کہ انہوں نے اس کے معلوم کرنے میں اختلاف کیا ہے۔ حالانکہ ظاہر ہے۔ شدتِ ظہور کی وجہ سے، اور اس کا ظاہر ہونا، اس کے پوشیدہ ہونے کا سبب ہے۔ اس لیے کہ جب تمام اشیا گواہی دینے میں متفق ہیں، اور تمام احوال ایک ترتیب پر مرتب ہیں اور زمین و آسمان کا ذرّہ ذرّہ اپنی ذات میں کسی مدبر کی تدبیر، کسی اندازہ کرنے والے کے اندازہ اور مخصوص صفات سے موصوف کرنے والے کے وجود پر گواہی دیتا ہے۔ اور یہی بات اس کے پوشیدہ ہونے کا سبب ہے اگر تمام چیزیں گواہی میں مختلف ہوتیں۔ کچھ گواہی دیتیں کچھ نہ دیتیں۔ تو سب کو یقین حاصل ہو جاتا، جیسے اس چیز کی معرفت کہ نُور ایک موجود چیز ہے۔ سُورج کے طلوع و غروب کے وقت یہ نُور رنگین چیزوں کے مختلف رنگوں سے زائد اور الگ ہے حالانکہ رنگ مختلف ہوتے ہیں (گویا نُور ایک جنسِ کلی ہے اور اس کے مختلف رنگ مختلف انواع) اب اگر اتفاق سے سُورج کا نُور تمام ظاہری چیزوں پر ایک شخص کے سامنے آئے اور سُورج غرُوب نہ ہو (بلکہ سامنے ہو) تو اس شخص کے لیے یہ معلوم کرنا دشوار تر ہو جائے گا کہ سُورج کی اصل رنگت ان تمام رنگوں سے الگ ہے۔ حالانکہ نور واضح ترین چیز ہے۔

تخلّق

اس سے صفاتِ باری تعالیٰ میں کسی قسم کا تعجب نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جس چیز سے انسان، انسان ہے وہ ظاہر بھی ہے۔ اور باطن بھی۔ بے شک وہ ظاہر ہے اگر اس پر اس کے مرتب و مضبوط افعال سے استدلال کیا جائے۔ سو یہ ہے تیری ہیئت (حقیقت) جس پر اس کے آثار و احوال دلالت کرتے ہیں۔ اور باطن ہے۔ اگر اس کی حقیقت ادراکِ حس سے معلوم کی جائے۔ کیونکہ حس کا تعلق صرف ظاہری چہرہ مہرہ سے

ہے حالانکہ انسان صرف نظر آنے والے جسم سے انسان نہیں، ظاہری بدن تو ہر آن بدلتا رہتا ہے۔ بلکہ اس کے تمام اجزا کا یہی حال ہے۔ کبھی چھوٹا، کبھی بڑا، پھر بھی انسان انسان ہی رہتا ہے۔

خواص اس کی ظاہری خصوصیت، جب پڑھنے والا اشراق کے وقت پڑھے، دل پر نورِ ولایت کا ظہور رہے۔ الباطن کی خصوصیت یہ ہے کہ جو کوئی روزانہ اسے تین بار پڑھے اُنس و محبت پائے۔ واللہ اعلم۔

زروق نے کہا ہمارے شیخ ابو العباس حضرمی رضی اللہ عنہ کی تحریرات میں لکھا ہے۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

وہی اول و آخر، ظاہر و باطن ہے، اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

دو رکعت نفل ادا کرکے ۴۵ بار اسے پڑھے، تمام مقاصد کے حصول میں فائدہ ہو۔

اَلْوَالِیُ

معنیٰ۔ وہ ذات جو مخلوق کے اُمور کی تدبیر اور نگرانی کرے اور کُلّی اختیار رکھے۔

ولایت کا لفظ تدبیر، قدرت اور فعل سے عبارت ہے۔ جب تک یہ اوصاف جمع نہ ہوں والی نہیں کہلا سکتا۔ اور تمام اُمور کا والی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

تخلق یہ کہ بندہ اللہ کے لیے اپنے اُوپر والی ہو۔ سو اس سے ایسا کوئی فعل، کسی طرح اور کسی حال میں صادر نہ ہو جو اسے پسند نہیں۔

خواص اس کا خاصہ بجلی، کڑک وغیرہ آفات سے بچانا ہے۔

اَلْمُتَعَالِیْ

معنے کسی قدر مبالغہ کے ساتھ اس کا مفہوم وہی ہے جو عَلِیٌّ کا ہے۔ اس کی وضاحت گذر چکی ہے۔

تخلق اس میں بندے کا حصہ عالی ہمتی ہے۔ اس طرح کہ کوئی مخلوق اس کی مالک نہ بننے پائے۔

خواص جو اس کا ذکر کرے اسے بلندی اور خوشحالی حاصل ہوگی۔ یہاں تک کہ حیض والی عورت، ایام حیض میں اگر پابندی سے اس کا ورد کرے، اللہ اس کا ٹھیک کرے گا۔

"اربعین ادریسیہ" میں ہے۔

یَا قَرِیْبُ الْمُتَعَالِیْ فَوْقَ کُلِّ شَیْءٍ اِرْتِفَاعُہٗ۔

اے قریب، بلند تر۔ جو ہر چیز سے بلند ہے۔

سہروردی نے کہا ایک ہزار ایک بار روزانہ کے حساب سے ہفتہ بھر پڑھے دشمن ہلاک ہوگا۔ واللہ اعلم۔

اَلْبَرُّ ——— اَلْمُحْسِنُ

معنے اَلْبَرُّ اور مُحْسِنِ مطلق وہ ہے، جس سے ہر نیکی اور بھلائی حاصل ہو۔

تخلق بندہ صرف نیکی واحسان کے برابر ہی بر ہوسکتا ہے۔ خصوصًا اپنے والدین سے۔ واساتذہ اور شیوخ سے۔

خواص اس کی خاصیت، وجود میں نیکی کا حصول ہے۔ اگر بچے پر پڑھ کر دم کیا جائے، تو اللہ تعالےٰ اسے پوری عمر تک بخیر وعافیت پہنچائے گا۔

اربعین ادریسیہ میں ہے۔

"یَا بَاسِطُ فَلَا شَیْئَ کُفُوُہٗ وَلَا اِمْکَانَ لِوَصْفِہٖ"۔

سُہروردی نے کہا اسے جاذ کی تختی پر لکھ کر مچھلی کے پیٹ میں رکھ دیا جائے اور مچھلی کو پانی میں پھینک دیا جائے، جس کی خاطر یہ عمل کیا جائے اس سے زبانیں رُک جائیں گی۔

اَلتَّوَّابُ

معنےٰ وہ ذات جو اپنے بندوں کے لیے یکے بعد دیگرے توبہ کے اسباب پیدا فرمائے جس سے اس کی نشانیاں اُن پر ظاہر ہوں اور اپنی تنبیہات سے ان کو ان اسباب کی طرف ہانکے اور ان کو اُمورِ پرہیز سے خبردار کرے، یہاں تک کہ جب گناہوں کی چڑیلیں ان کو نظر آئیں، تو خوفِ الٰہی ان کے دامن گیر ہو، پھر وہ توبہ کی طرف آئیں اور اللہ کے فضل و کرم سے ان کی توبہ قبول ہو۔

تخلق جو کوئی اپنی مُجرم رعایا، مجرم دوستوں اور مجرم واقف کاروں سے بار بار معذرتیں قبول کرے وہ اس صفت سے موصوف ہے اور اس نے اپنا حِصّہ پالیا۔

خواص اس کی خاصیت ظلم کا خاتمہ اور سچی توبہ کرنا ہے۔ جو کوئی نماز چاشت کے بعد تین سَو ساٹھ ۳۶۰ بار پڑھے، اس کی توبہ سچی ہو گی۔ اور جو کسی ظالم پر اسے دسؔ بار پڑھے، انشاءاللہ اس کے ظلم سے نجات پائے گا۔

اَلْمُنْتَقِمُ

اس کا معنےٰ ہے وہ ذات جو سرکشوں کا زور توڑ دے، جرائم پر سزا دے۔ نافرمانوں کو سخت ترین عذاب دے۔ یہ سب معذرتوں تنبیہات، مُہلت اور قدرت کے بعد ہوتا ہے۔ جلد سزا دینے سے یہ سخت ترین سزا ہے۔

تخلق بندے کا بہترین بدلہ یہ ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے بدلہ لے اور سب سے بڑا دشمن اس کا نفس ہے۔ اس کا حق یہ ہے کہ جب بھی نفس اللہ کی بندگی میں خلل ڈالے اور گناہ کی ترغیب دے، اس سے بدلہ لے۔

اس کا خاصہ یہ ہے کہ جو کوئی اپنے دشمن سے بدلہ نہ لے سکے وہ اس کا ورد کرے۔ اللہ اس سے بدلہ لے گا۔

اَلْعَفُوُّ

وہ ذات جو برائیوں کو معاف کرے اور نافرمانیوں سے درگذر کرے۔ یہ عفو سے قریب تر ہے۔ لیکن اس سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ غفران میں پردہ پوشی یعنی چھپانے کا معنی پایا جاتا ہے۔ اور عفو میں گناہ مٹانے کا مفہوم پایا جاتا ہے اور مٹانا، چھپانے سے زیادہ بلیغ ہے۔

تخلق بندے کا اس میں جو حصہ ہے وہ پوشیدہ نہیں، یعنی جو اس پر ظلم کرے، اسے معاف کر دے۔ بلکہ اس سے احسان کرے۔

خواص اس کی خاصیت یہ ہے کہ جو کثرت سے اس کا ورد کرے اس کے لیے رضا کا دروازہ کھل جائے گا۔

اَلرَّؤُفُ

اس کا معنیٰ ہے رَأْفَت والا۔ رَأْفَت کا مطلب ہے، سخت رحمت۔ سو یہ رحیم کے معنیٰ میں ہے۔ مبالغہ کے ساتھ۔

تخلق بندے کا اس صفت میں یہ حصہ ہے۔ کہ جو اس پر ظلم کرے، اسے معاف کر دے اور اس سے پہنچنے والی تکلیف کی بنا پر اس سے اچھا برتاؤ ختم نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ ترجمہ: اور معاف کردیں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جو ایسا کرے گا اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے ایسا برتاؤ کرے کیونکہ کریموں سے بڑھ کر کریم اور مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

خواص جو کوئی غصّے کے وقت اسے دس بار پڑھے اور اسی قدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، غصہ جاتا رہے گا۔ یُونہی اگر اس کے سامنے کوئی اور پڑھے۔

مَالِكُ الْمُلْكِ

معنٰے وہ ذات جو اپنے مُلک میں اپنی مرضی سے جو چاہے، جیسے چاہے نافذ کرے۔ ایجاد کرے، معدوم کرے، باقی رکھے، فنا کرے۔ یہاں ملک سے مراد مملکت ہے۔ اور مالک کا معنٰے ہے قدرت والا۔ تمام موجُودات ایک ہی مملکت ہے اگر زیادہ ہوں تو بھی وہی ان کا مالک وقادر ہے کہ تمام کائنات ایک شخص کی طرح ہے کائنات کے اجزا اس ایک شخص کے اعضا کی طرح ہیں اس کی مثال انسانی بدن ہے۔

تخلّق ہر بندے کی خصوصی مملکت اس کا بدن ہے۔ جب اس کی صفاتِ قلبی اور اعضا میں اس کی مرضی چلے تو وہ اپنی مملکت کا مالک ہے۔

خواص اس کی خصوصیّت عزّت پانا ہے جو اس پر عمل پیرا رہے، اللہ اس کو اپنے فضل سے مال وغنا عطا فرمائے گا۔

ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

معنٰے وہ ذات جو تمام عزت وجاہ کی مالک ہو۔ جو عزّت وتکریم صادر ہو، اس

سے ہو۔ پس جلال تو اس کی ذات میں ہے اور کرامت کا فیضان اس کی طرف سے مخلوق پر

ہوتا ہے۔

تخلق اس میں بندے کا حصہ یہ ہے کہ کمزوری سے پاک اور باوقار رہے۔ بایں طور کے اس کے بندوں سے عزت، وقار اور نرمی کا برتاؤ کرے۔

خواص اس کی خاصیت عزت وعظمت پانا اور وقار کا اظہار کرنا ہے۔ یہاں تک کہ حدیث پاک میں ہے۔ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ سے وقار حاصل کرو، اور کہا گیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔

اَلْمُقْسِطُ

اس کا معنیٰ ہے وہ ذات جو ظالم سے مظلوم کا حق دلائے، اور اس کا کمال صرف اللہ کی ذات میں ہے۔

تخلق بندے کا اس میں پہلا حصہ یہ ہے کہ اپنے آپ سے دوسرے کا حق دلائے۔ دوسرا یہ کہ دوسرے سے، دوسرے کا حق دلائے۔ اور تیسرا یہ کہ دوسرے سے اپنا حق نہ لے (معاف کر دے اگر ممکن ہو)

خواص اس کی خصوصیت عبادت میں وسوسے ختم کرنا ہے۔ جو ہمیشہ اس کا ورد کرے کامیاب ہوگا۔

اَلْجَامِعُ

معنیٰ وہ ذات جو متماثلات، متباینات اور متضاد کو جوڑ دے۔ اب اللہ کا متماثلات کو جمع کرنا دیکھنا ہو تو اس کی مثال، بہت سے انسانوں کو زمین پہ جمع کرنا ہے اور جیسے قیامت کے دن ان سب کو ایک میدان میں اکٹھا کرنا۔ متباینات کے

ملانے اور جمع کرنے کی مثال، آسمانوں، ستاروں، ہوا، زمین، سمندر، حیوانات، نباتات اور زمین میں پائی جانے والی مختلف معدنیات کو جمع کرنا۔ ان سب کو کائنات میں جمع کر دیا۔ اسی طرح اس کا ہڈی، پٹھہ، رگ، بوٹی، مغز، دم، (خون) اور دیگر آمیزوں کا بدنِ حیوان میں جمع کرنا۔ متضادات کی مثال، جیسے گرمی، سردی، تری اور خشکی، کو حیوانی مزاجوں میں جمع کرنا۔ دنیا و آخرت میں ان مجموعوں کی تفاصیل و تشریح بہت طویل ہو سکتی ہے۔

تخلق بندوں میں آداب ظاہری کو اعضا میں اور حقائق باطنی کو دلوں میں، جمع کرنے والے، سو جس کی معرفت کامل اور اخلاق اچھے ہیں وہ جامع ہے۔

خواص اس کی خاصیت جمع کرنا ہے جو شخص اس کو ہمیشہ پڑھتا رہے اس کے مقاصد اور احباب جمع ہوں گے۔ اور گمشدہ افراد و اموال کے متعلقین کے لیے اس کا پڑھنا بہتر ہے۔

اَلْغَنِیُّ ــــ اَلْمُغْنِیْ

معنیٰ وہ ذات جس کا دوسروں سے کوئی تعلق نہ ہو، نہ ذات کے لحاظ سے، نہ صفات۔ بلکہ غیروں کے تعلق سے پاک ہو۔ حقیقی غنی وہی ہے، جس کی کسی سے قطعاً کوئی حاجت نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ مغنی بھی ہے، لیکن جس کو اللہ نے غنی کیا۔ اس کے متعلق یہ خیال نہ کیا جائے۔ اس کی طرح وہ بھی غنی مطلق ہو گیا ہے۔

تخلق اسمِ غنی سے بندے کا حصہ یہ ہے کہ اللہ کے ماسوا سب سے استغنا کرے۔ اور اسم مغنی سے اس کا حصہ یہ ہے کہ جو اس کے ہاتھ میں ہے اس میں سخاوت کرے۔ اس طرح کہ جسے دے وہ بھی غنی ہو جائے۔

خواص اَلْمُغْنِیُّ کی خاصیت ہے ہر چیز میں عافیت پیدا کرنا جو اسے بیماری یا مصیبت

پر پڑھے، اللہ اسے دور فرماتا ہے اسی میں غنا کا راز اور جو قابل ہو اس کے لیے اسم اعظم کا مفہوم پوشیدہ ہے۔ اللہ کی توفیق سے۔ اَلْغَنِیُّ اس کی خاصیت ہے غنا پیدا کرنا۔ جو مخلوق سے مایوس ہو جائے وہ اسے روزانہ ایک ہزار بار پڑھے۔ اللہ اسے غنی کرے گا۔ اگر دس جمعے اس طرح پڑھے کہ ہر جمعہ کی رات دس ہزار ہو جائے تو اثر محسوس ہو گا۔ واللہ اعلم۔

اَلْمَانِعُ

معنیٰ وہ ذات جو دین و بدن کی ہلاکت و نقصان کے اسباب کو رد کرے۔ ان اسباب کو مہیا فرما کر جو حفاظت کا کام دیں۔ حفیظ کا معنیٰ گذر چکا ہے۔ ہر حفاظت میں منع اور دفع کا مفہوم لازمی ہے منع کی نسبت سبب مُہلک اور حفاظت کی نسبت ہلاکت سے محفوظ چیز کی طرف ہوتی ہے اور منع کا مقصد و غایت یہی ہے۔

تخلق اس اسم مقدس میں بندے کا حصہ یہ ہے کہ حکمت صرف نا اہل سے روکے، اور ممنوع چیز سے باز رہے۔

خواص اس کی خاصیت یہ ہے کہ جو اس پر توجہ کرے اس سے ڈر و تکلیف دُور ہو جاتے ہیں۔

اَلضَّارُّ ــــ اَلنَّافِعُ

معنیٰ وہ ذات جس سے اچھائی، بُرائی اور نفع و ضرر صادر ہوں اور یہ سب اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب ہیں۔ خواہ فرشتوں، انسانوں اور جمادات کے واسطہ سے خواہ بلا واسطہ۔ سو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ زہر خود بخود ضرر دیتی اور مارتی ہے، اور کھانا خود بخود سیر کرنا اور فائدہ دیتا ہے یا کوئی فلک ستارہ وغیرہ خیر و شر اور نفع و نقصان

کے خود بخود قدرت رکھتے ہیں، بلکہ یہ سب حکم کے بندے ہیں۔ ان سے وہی اثر ظاہر ہوتا ہے، جو اس نے رکھا ہے۔ اور یہ سب قدرت ازلی کی طرف منسوب ہیں۔

تخلّق بندے کا اسم الضار میں یہ حصّہ ہے کہ جو اسے نقصان پہنچائے، یہ اُسے پہنچائے۔ مثلاً نفس، خواہش اور اللہ کے دشمن کافر۔ اور اسم النافع میں اس کا حصہ یہ ہے۔ کہ اللہ کے حکم سے اس کے دیئے ہوئے نفع سے دوسروں کو نفع پہنچائے۔ اور اس کا مستحق تر اس کا وہ نفس ہے جو اس کے دو پہلوؤں میں ہے کہ اس (نفس) کی خیر اس (شخص) کے لیے ہے اور اس کا شر اس کے لیے۔

خواص الضار اس کی خاصیّت، جو کوئی اسے ہر جمعرات کو سو بار پڑھے اسے مخلوق کا قرب حاصل ہوگا۔ النافع کی خاصیّت یہ ہے کہ جو بیوی سے قربت کے وقت (زبان سے نہیں) دل میں پڑھے، بیوی اس سے محبّت کرے۔ واللہ اعلم

اَلنُّوْرُ

اس کا معنٰی ہے وہ ظاہر جس سے سب کا ظہور ہو۔ کیونکہ جو خود ظاہر اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہو۔ نور کہلاتا ہے، اور جب بھی وجود کا عدم کے مقابلہ میں ذکر ہوگا۔ لا محالہ ظہور وجود کے ساتھ ہی ہوگا۔ اور عدم سے بڑھ کر کوئی اندھیرا نہیں۔ وجود نور ہے، جو ذاتی رب تعالیٰ کے نور کا ہر شے پر فیضان کرتا ہے۔ تو زمین و آسمان کو منوّر کرنے والا وہی ہے۔

تخلّق بندے کا اس اسم سے یہ حصّہ ہے۔ کہ وہ نور ہو جہاں تک ہو سکے ہر خیر و ہدایت کو ظاہر کرنے والا ہو۔

خواص اس کی خاصیّت، اپنے ذاکر کے قلب و اعضا کو روشن کرنا ہے۔ اربعین ادریسیہ میں ہے۔

یَا نُوْرَ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُدَاہُ اَنْتَ الَّذِیْ فَلَقَ الظُّلْمَۃَ بِنُوْرِکَ۔

ترجمہ: "اے ہر چیز کو منوّر کرنے اور راہنمائی فرمانے والے تُو نے ہی اپنے نور سے ظلمت کو چیرا۔"

اَلْھَادِیْ

معنٰے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندوں کو اپنی معرفتِ ذات کی راہ دکھائی۔ یہاں تک کہ اس سے انھوں نے مخلوق پر گواہی حاصل کی۔ اور اس کے عام بندوں کو اس کی مخلوقات کی راہ بتائی۔ یہاں تک کہ انھوں نے مخلوق کے مشاہدہ سے ذات باری پر شہادت حاصل کی۔ اور تمام مخلوق کو اپنی حاجات براری کی ضروری راہنمائی فراہم کی۔ سو بچے کو منہ میں پستان لینے کی ہدایت فرمائی۔ چوزے کو دانہ چگنے اور شہد کی مکھی کو چھتّا بنانے کی تعلیم دی۔ اس کی شرح طویل ہے۔ اسی مفہوم کو اس فرمان باری تعالیٰ میں تعبیر فرمایا گیا ہے: "اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی" ہر شے کو اس کا وجود بخشا پھر راہ دکھایا۔"

تخلّق یہ کہ بندہ بندگانِ خدا کی دینی و دنیاوی بھلائی کی طرف راہنمائی کرے۔

خواص اس کی خاصیت، ذاکر و عامل کے دل کی راہنمائی کرنا ہے اور یہ کہ اس کے عامل و ذاکر کو علاقے کی دکسی سطح کی، حکمرانی نصیب ہو گی۔

اَلْبَدِیْعُ

وہ ذات جس کی مثال نہ ہو، اگر اس کی ذات، صفات، افعال اور دیگر متعلقہ امور میں اس کی کوئی مثال نہیں وہ بدیع مطلق ہے۔ اگر ان میں سے کسی کی کوئی مثال

پہلے سے موجود ہو تو وہ بدیع مطلق نہیں، جس بندے کو نبوت، ولایت یا علم میں اس خصوصیت سے مختص کیا گیا، اور اس کی پہلے سے کوئی مثال نہ تھی، خواہ تمام اوقات میں یا اس کے اپنے دور میں، تو وہ ان دیگر اُمور کی بہ نسبت بدیع ہے جنہیں یہ اوصاف نہیں ملے۔

تخلق اس اسمِ مقدس میں بندے کا حصہ یہ ہے کہ بُری بدعت سے بچے اور بُری بدعت وہ ہے جس کی اصل کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع اُمت میں نہ ہو۔ (نہ ہی ان تینوں سے قیاس مستنبط ہو)

خصوصیات اس کی خاصیت، حاجتیں پوری کرنا اور ضرر و ضرورت کو ختم کرنا۔ جو کوئی اسے ستر ہزار بار پڑھے، کامیاب ہو گا۔

اربعین ادریسیہ میں ہے۔

"یَا عَجِیْبَ الشَّاْنِ فَلَا تَنْطِقُ الْاَلْسُنُ بِكُلِّ اٰلَآئِهٖ وَثَنَائِهٖ"

"اے عجیب شان والے! جس کی تمام نعمتوں کا ذکر اور ساری تعریف کرنے سے زبانیں قاصر ہیں"

سُہروردی نے کہا اس پر ہمیشگی سے عمل کرنے سے رزق وسیع اور لوگوں میں عزت و وجاہت اور زندگی میں خوشحالی نصیب ہوتی ہے اور توفیق دینے والا اللہ ہے۔

اَلْبَاقِیْ

معنٰے وہ ذات جو واجب الوجود ہے یعنی اس کی ذات خود بخود ہے لیکن جب اس کی نسبت زمانہ استقبال کی طرف کی جائے تو باقی اور زمانہ ماضی کی طرف کی جائے تو قدیم ازلی کہلاتا ہے۔ باقی وہ جس کے وجود کی مستقبل میں کوئی حد نہ ہو۔ اسی کو ابدی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور قدیم مطلق وہی ہے جس کا وجود ماضی کی طرف کسی ابتدا پر

جا کر ختم نہ ہو۔ اسی کو ازلی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور تمہارا کہنا واجب الوجود بذاتہٖ اس تمام مفہوم کو شامل ہے۔

تخلق جب بندہ یقین جانے کہ اللہ باقی ہے تو اپنے تمام کاموں میں اس کے سوا کسی کا اعتبار نہیں کرے گا۔ اور اس کی فرمانبرداری سے منہ نہیں موڑے گا۔ بلکہ ہر حال میں اس پر قائم رہے گا۔

خواص اس کی خاصیت یہ ہے کہ جو کوئی ایک ہزار بار اسے پڑھے، وہم کی تکلیف سے چھٹکارا پائے گا۔

اَلْوَارِثُ

معنٰے وہ ذات کہ بادشاہوں اور مالکوں کی ہلاکت کے بعد، جس کی طرف تمام حکومتیں اور ملکیتیں لوٹ آئیں اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ کیونکہ مخلوق کی فنا کے بعد وہی باقی رہے گا۔ ہر شے لوٹ پلٹ کر اسی کی طرف جائے گی۔ وہی اس وقت فرمائے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ آج کس کی حکومت ہے؟ خود جواب دے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ، ایک زبردست اللہ کی۔ یہ اکثر حضرات کا خیال ہے۔ رہ گئے اہلِ نظر، سو وہ اس ندا کا ہمیشہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ کس کی ہے؟ انہیں یقین ہے اور رہے گا۔ کہ تمام تر سلطنت وحکومت ایک ہی زبردست خدا ہے۔ ازل میں بھی اور ابد میں بھی۔ ایک ایک دن، ایک ایک ساعت ایک ایک لحظہ ولمحہ۔

تخلق بندے کا اس اسم گرامی میں یہ حصہ ہے کہ صالحین وعلماء کے طرزِ عمل کے وارث ہوں۔ دونوں فریقوں کے اوصاف سے مزین۔ احوال میں اعمال میں اور اقوال میں۔

خواص اس کی خصوصیت ہے حیرت کا خاتمہ، جب حیران وپریشان شخص مغرب وعشاء کے درمیان ایک ہزار اسے پڑھے۔ اس کی حیرت جاتی رہے گی۔

اَلرَّشِیۡدُ

معنٰی وہ ذات جو صحیح طور پر، اپنی تدابیر کو ان کے نتائج و مقاصد کی طرف چلائے۔ بغیر کسی مشیر کے اشارہ، راہنما کی راہنمائی، اور مُرشد کے ارشاد کے، اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

تخلق ہر بندے کی رُشد، اُن کی ان تدبیرات کے موافق ہے جو اسباب و علل کو اس کے دینی و دنیاوی مقاصد سے ہم آہنگ کریں۔

خواص اس کی خاصیت قبول عمل ہے۔ اس مقصد کے لیے عشاء کے بعد سَو بار پڑھے۔ واللہ اعلم

اَلصَّبُوۡرُ

معنٰی وہ ذات جس کے جذبات اُسے کسی کام کے سلسلہ میں، وقت سے پہلے جلد بازی پر آمادہ نہ کریں۔ بلکہ تمام اُمور وقتِ مقرر و پر متعین طریقوں سے، آہستہ آہستہ ظہور پذیر ہوں۔ نہ تو مقررہ مدت سے، کاہلی کی بنا پر متاخر ہوں۔ نہ اوقاتِ مقررہ سے جلد بازی کی وجہ سے پہلے کر دے، بلکہ ہر چیز کو اس کے مناسب وقت میں رُو بہ عمل لائے۔ جس طرح اسے ہونا چاہیئے۔ اور یہ سب کچھ اس کے ارادہ و منشاء کے موافق ہو۔ اس میں کوئی رکاوٹ نہ بن سکے۔ رہا بندے کا صبر، سو یہ رکاوٹوں اور مزاحمتوں سے خالی نہیں۔ کیونکہ اس کے صبر کا مطلب ہے، شہوت و غضب کے مقابلہ میں دین پر ثابت قدمی۔ لہٰذا جب دو متضاد و مخالف قوتیں اسے اپنی اپنی طرف کھینچتی ہیں تو وہ غلط بات کو جھٹک کر نیکی کی طرف قدم بڑھاتا ہے اور جرم سے باز رہنے کی قوت کی طرف مائل ہوتا ہے تو اس وقت اسے صبور کہا جاتا ہے۔ کہ وہ جلد بازی کے سبب پر قابو پاتا ہے۔ اللہ کے لیے جلد بازی کا کوئی سبب نہیں۔ لہٰذا وہ اس سے دُور تر ہے۔

تخلق اس اسم مبارک میں بندے کا حصہ یہ ہے کہ طاعت پر صبر کرے اور نافرمانی سے

پرہیز کرے۔

خاصیت اس کی خاصیت بلاؤں کو دُور کرنا ہے، جو سُورج کے طلوع سے پہلے، ستّر بار پڑھے اسے کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ توفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہی ہمیں کافی ہے اور بہترین کارساز۔

ایک اہم وضاحت

یہ تمام اسمائے حسنیٰ قرآن کریم میں اسی مذکورہ ترتیب سے مذکور ہیں۔ جیساکہ امام یافعی کی کتاب "الدر النظیم" میں فرمانِ باری تعالیٰ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔ تمام اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سوا سے ان سے پکارو کے تحت لکھا ہے۔

سورۂ بقرہ میں یہ چھبیس اسمائے مبارکہ ہیں۔ مُحِيْطٌ۔ قَدِيْرٌ۔ عَلِيْمٌ۔ حَكِيْمٌ۔ تَوَّابٌ۔ بَصِيْرٌ۔ وَاسِعٌ۔ بَدِيْعٌ۔ سَمِيْعٌ۔ كَافٍ۔ رَءُوْفٌ۔ شَاكِرٌ۔ اَللّٰهُ۔ وَاحِدٌ۔ غَفُوْرٌ۔ حَلِيْمٌ۔ قَابِضٌ۔ بَاسِطٌ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ حَيٌّ۔ قَيُّوْمٌ۔ عَلِيٌّ۔ عَظِيْمٌ۔ وَلِيٌّ۔ غَنِيٌّ۔ حَمِيْدٌ۔ ایک نسخہ میں تَوَّابٌ کی جگہ وَارِثٌ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کی جگہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ ہے۔ آل عمران میں تین ہیں۔ قَآئِمٌ۔ وَهَّابٌ۔ سَرِيْعٌ۔ سورۂ النساء میں سات ہیں۔ رَقِيْبٌ۔ حَسِيْبٌ۔ شَهِيْدٌ۔ عَافٍ۔ غَفُوْرٌ۔ مُغِيْثٌ۔ وَكِيْلٌ۔ سورۂ الانعام میں پانچ ہیں۔ فَاطِرٌ۔ قَاهِرٌ۔ قَادِرٌ۔ لَطِيْفٌ۔ خَبِيْرٌ۔ سورۂ الاعراف میں دو ہیں۔ مُحْيٖ۔ مُمِيْتٌ۔ سورۂ الانفال میں دو ہیں۔ نِعْمَ الْمَوْلٰى۔ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ سورۂ ہود میں سات نام ہیں۔ حَفِيْظٌ۔ قَرِيْبٌ۔ مُجِيْبٌ۔ قَوِيٌّ۔ مَجِيْدٌ۔ وَدُوْدٌ۔ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔ سورۂ الرعد میں دو اسمائے مبارکہ ہیں۔ كَبِيْرٌ۔ مُتَعَالٌ۔ سورۂ ابراہیم میں ایک مَنَّانٌ سورۂ الحجر میں ایک اسم مبارک خَلَّاقٌ۔ سورۂ مریم میں دو۔ صَادِقٌ۔ وَارِثٌ۔ سورۂ الحج میں ایک اسم مبارک بَاعِثٌ۔ سورۂ المومنون

میں ایک اسم مبارک کَرِیْمٌ ۔ سورۂ نور میں تین ہیں ۔ نُوْرٌ ۔ حَقٌّ ۔ مُبِیْنٌ ۔ سورۂ الفرقان میں ایک اسم گرامی ھَادٍ ۔ سورۂ سبا میں ایک اسم گرامی ۔ فَتَّاحٌ ۔ سورۂ الفاطر میں ایک ۔ شَکُوْرٌ ۔ المؤمن میں چار ۔ غَافِرٌ ۔ قَابِلٌ ۔ شَدِیْد ۔ ذُوالطَّوْل ۔ سورۂ الذاریات میں تین حَیٌّ ۔ رَزَّاقٌ ۔ ذُوالْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ سورۂ الطّور میں ایک بَرٌّ ۔ سورۂ اقتربت السّاعۃ میں دو مَلِیْکٌ ۔ مُقْتَدِرٌ ۔ سورۂ الرحمٰن میں تین ۔ رَبُّ المشرقین ، رَبُّ المغربین ۔ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (دو مشرقوں اور دو مغربوں کا پروردگار ، شوکت وعزّت والا ۔) سورۂ الحدید میں چار ظَاھِرٌ ۔ بَاطِنٌ ۔ اَوَّلٌ ۔ آخِرٌ ۔ سورۂ حشر میں دس ہیں ۔ قُدُّوْسٌ ۔ سَلَامٌ ۔ مُؤْمِنٌ ۔ مُھَیْمِنٌ ۔ عَزِیْزٌ ۔ جَبَّارٌ ۔ مُتَکَبِّرٌ ۔ خَالِقٌ ۔ بَارِیٌٔ ۔ مُصَوِّرٌ ۔ سورۂ البروج میں دو مُبْدِیٌٔ مُعِیْدٌ ۔ سورۂ اخلاص میں دو ۔ اَحَدٌ ۔ صَمَدٌ سورۂ فاتحہ میں پانچ ۔ اَللّٰہُ ۔ رَبٌّ رَحْمٰنٌ ۔ رَحِیْمٌ ۔ مَالِکٌ ۔ یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ ان میں سے بعض اسمائے مبارکہ ترمذی کی روایت میں موجود نہیں ۔ جیسا کہ اس میں موجود بعض اسماء ان میں نہیں مثلاً اَلْوَالِیْ واللہ اعلم ۔

اللہ کے اسمِ اعظم پر گفتگو

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، اللہ کا اسمِ اعظم ان دو آیتوں میں ہے ۔ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ، اور سورۂ آل عمران کے شروع میں الٓمّٓ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔ اس روایت کو امام احمد ، ابو داؤد ، ترمذی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا ہے ۔ علمی نے اسے صحیح اور مناوی نے حسن قرار دیا ہے ۔ عارف حنفی نے اپنے حاشیہ جامع صغیر میں کہا ۔ یعنی یہ دو آیتیں جس پر مشتمل ہیں

اور وہ ہیں۔ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" الخ ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا وہ اسمِ اعظم جس سے
مانگی جانے والی دُعا قبول ہوتی ہے اس آیت میں ہے۔ قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ۔ پوری
آیت۔ اس کو طبرانی نے بیان کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلے
اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ کا اسمِ اعظم، جس سے جب
دُعا مانگی جائے قبول ہو اور جب سوال کیا جائے عطا ہو۔ وہ حضرت یُونس بن متی علیہ السلام
کی دُعا ہے۔ اس کو ابن جریر طبری نے ذکر کیا ہے۔ علامہ عزیزی نے فرمایا، حضرت یُونس
بن متی صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ دُعا جو آپ نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی تھی۔ آیت کریمہ،
لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ ہے تیرے بغیر کوئی
سچا معبُود ہے ہی نہیں، تو پاک ہے۔ بے شک میں ہی زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں۔
جب بھی کسی مُسلم نے ان کلمات سے کوئی مدد مانگی، اللہ نے قبول فرمائی۔ جیسا کہ حدیث متفق
میں ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مچھلی کے پیٹ میں رہنے والے علیہ الصلوۃ
والسلام کی وہ دُعا جو انھوں نے شکم ماہی میں مانگی۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ
اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ جب مسلمان کسی مقصد کے لیے جب بھی مانگے اللہ قبول فرمائے:
اس کو امام احمد، ترمذی، نسائی، حاکم، بیہقی اور ضیا نے سعد رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا۔ دیلمی نے مسند الفردوس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ ارشاد نقل فرمایا۔ اللہ کا اسم اعظم سورۂ حشر کی آخری چھ آیات میں ہے۔ جیسا کہ جامع
صغیر میں ہے۔ اس کے علاوہ باقی مذکورہ احادیث بھی میں نے جامع صغیر سے نقل کیں۔
مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اللہ کا اسم اعظم جس کے ذریعے مانگی گئی دُعا قبول ہوتی
ہے۔ قرآن کی تین سورتوں میں ہے۔ البقرۃ۔ آل عمران۔ طٰہٰ۔ اس کو ابن ماجہ، حاکم
اور طبرانی نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس کی اسناد حسن ہے۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ عزیزی نے کہا "العلقمی نے کہا، علماء نے اسم اعظم میں اختلاف کیا ہے ان کے کئی اقوال ہیں۔ جن کا خلاصہ ہمارے شیخ سیوطی نے اپنی کتاب "الدر المنظوم" علقمی نے کہا، میں کہتا ہوں ان اقوال کا خلاصہ، ذکر دلائل کے بغیر ذکر کر دیتا ہوں ہاں کچھ ضروری دلائل اختصار سے مذکور ہوں گے۔

پہلا قول تو یہ ہے کہ اسم اعظم کا الگ کوئی وجود ہی نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء عظیم ہیں۔ کسی ایک کو دوسروں پر فضیلت دینا جائز نہیں۔ اس بات کی طرف ایک قوم کا رجحان ہے۔ جن میں ابو جعفر طبری، ابو الحسن اشعری، ابو حاتم بن حبان اور قاضی ابو بکر باقلانی، اور انہی سے ملتا جلتا امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا قول ہے کہ قرآن کے ایک حصّہ کو دوسرے پر فضیلت دینے کو جائز نہیں سمجھتے۔ اور اللہ کے اسم اعظم کے ذکر کا جو روایات میں آیا ہے۔ اس کو یہ حضرات عظیم پر محمول کرتے ہیں۔ یعنی اعظم بمعنی عظیم۔ طبری کی عبارت یہ ہے۔ "اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کی تعین میں آثار و روایات مختلف ہیں۔ میری دانست میں تمام اقوال صحیح ہیں۔ اس لیے کسی خبر میں، کسی اسم مبارک کو اسم اعظم متعین نہیں فرمایا گیا۔ کہ یہ اسمِ اعظم ہے۔ اور اس سے کوئی دوسرا بڑا نہیں۔ فرماتے ہیں اللہ کے اسماء میں سے ہر اسم مبارک کو دوسرے سے اعظم کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ بات "عظیم" کی لوٹ آئے گی۔ ابن حبان نے فرمایا، حدیثوں میں جو بڑائی آتی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس اسم مبارک کے ذریعے دعا مانگنے والے کو زیادہ اجر و ثواب ملے گا جیسا کہ قرآن کے بارے میں یہی بات آئی ہے (کہ فلاں آیت افضل و اعلیٰ ہے) اور مراد یہ کہ اس کی تلاوت پر قاری کو اجر زیادہ ملے گا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اس نے اپنی کسی مخلوق کو اطلاع نہیں دی۔ جیسا کہ "لیلۃ القدر" قبولیت کی ساعت"، اور نماز وسطیٰ۔

تیسرا قول یہ کہ اسم اعظم ہے۔ اسے امام فخر الدین نے بعض اہل کشف سے نقل

کیا ہے۔

چوتھا قول یہ کہ اسم اعظم اَللّٰہ ہے۔ کیونکہ یہ اسم مبارک کسی اور پر نہیں بولا جاتا ہے۔

پانچواں قول یہ کہ اسم اعظم "اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" ہے۔

چھٹا قول یہ کہ اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے کہ حدیث شریف میں ہے، اللہ کا اسم اعظم دو آیتوں میں ہے۔ (۱) وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (۲) اور سورہ آل عمران کے شروع میں۔ الٓمّٓ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔

ساتواں اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے، اسم اعظم تین سورتوں میں ہے۔ البقرہ۔ آل عمران و طٰہٰ یہ قول امام رازی کا ہے۔

آٹھواں اَلْحَنَّانُ اَلْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ــــــ مہربان۔ بہت احسان کرنے والا۔ بغیر کسی مثال سابق کے زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا۔ دبدبے اور عزت والا۔

نواں قول بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

دسواں قول ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

گیارہواں قول اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ اللہ ہے اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ ایک۔ بے نیاز۔ جس کی کوئی اولاد نہیں، نہ وہ کسی کی اولاد، نہ اس کی برابری کا کوئی۔ حافظ ابن حجر نے کہا، سند کے لحاظ سے یہ تمام روایات سے راجح تر ہے۔

بارہواں قول رَبِّ، رَبِّ۔ (پروردگار۔)

تیرہواں مَالِکُ الْمُلْکِ۔ (ملک کا مالک)

چودہواں قول مچھلی والے یونس علیہ السلام کی دعا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ تجھے پاکی ہے۔ بے شک میں ہی زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں"

پندرہواں قول کلمہ توحید۔ اسے قاضی عیاض نے نقل کیا ہے۔

سولہواں قول امام رازی نے امام زین العابدین سے نقل کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم دکھانے کا سوال کیا، پھر خواب میں دیکھا ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ وہ اللہ ہی کی ذات ہے جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، عرش عظیم کا مالک۔

سترہواں قول اسم اعظم اسما حسنیٰ میں ہی پوشیدہ ہے۔

اٹھارہواں قول اللہ تعالیٰ کا ہر اسم گرامی جس میں محو ہو کر اس طرح دعا مانگی جائے۔ کہ اس حالت میں اللہ کا غیر نہ ہو۔ جو بھی اس طرح دعا مانگے قبول ہوگی۔ یہ بات امام جعفر صادق، جنید بغدادی وغیرہما نے فرمائی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

انیسواں قول اَللّٰھُمَّ اے اللہ۔ الزرکشی نے کہا۔

بیسواں قول الٓمّٓ ہے۔ خلاصہ عبارت "شرح عزیزی" علی الجامع الصغیر۔

اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم پر امام علامہ عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد الیافعی الیمنی الشافعی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم" میں تفصیلی گفتگو کی ہے۔ اس کے لیے سورۂ آل عمران پہلی آیت "الٓمّٓ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" کے بعد ایک خاص فصل مقرر فرمائی۔ فرمایا۔

فصل۔ اللہ کے اسم اعظم کے بیان میں

حافظ ابوالقاسم سہیلی نے کہا، اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت

اس طرف گئی ہے کہ اللہ کے ناموں میں فضیلت کی بحث نہیں کرنی چاہیئے۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ اللہ کے ناموں میں کوئی دوسرے سے بڑا نہیں۔ اور جہاں کبھی اسمِ اعظم کا لفظ آئے۔ اس کا معنےٰ عظیم و اکبر بمعنی کبیر ہے۔ جیسے اَھْوَنُ بمعنی ھَیِّنٌ۔ یہ بات ابوالحسن بن بطال نے نقل کی، اور اس کی نسبت ایک جماعت کی طرف کی۔ جن میں اُبومحمد بن ابو زید القابسی وغیرہ شامل ہیں۔ ان کی دلیل بھی یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس اسم مُبارک کی قطعی تعیین نہیں فرمائی۔ حالانکہ آپ سے کمتر شان والے بھی اسے جانتے تھے۔ مثلاً آصف بن برخیا، بلعام باعورا، عبداللہ بن التامر۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انتہائی تضرع و انکساری سے اپنی اُمت کی باہمی سرپھٹول سے بچنے کی دعا فرمائی تھی تو یقیناً اسم اعظم سے ہی دُعا مانگی ہوگی۔ تاکہ قبول ہو، کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان پر شفیق تھے۔ اور اُمت کی تکلیف آپ پر شاق گزرتی تھی۔ پھر جب آپ نے ایسا نہیں کیا۔ تو ہمیں معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہر نام کی فضیلت اور حکم دوسرے کی طرح ہے۔ جس نام سے دعا مانگی جائے چاہے تو قبول فرمائے، اور چاہے تو رَد فرمائے۔ اللہ کا فرمان ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ؛ ترجمہ: تم فرماؤ اللہ کو پکارو یا رحمان کو پکارو، جس کو پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں ؛

اس کلام سے ظاہری طور پر تو اللہ تعالےٰ کے تمام اسمائے حُسنیٰ برابر معلوم ہوتے ہیں۔ اسی لیے یہ اور دوسرے علما اس طرف گئے ہیں کہ اللہ کا کوئی کلام دوسرے سے افضل نہیں۔ کیونکہ ایک رب کا ایک کلام ہے۔ پس ایک کی دوسرے پر فضیلت محال ہے ؛

شیخ ابوالقاسم کا قول

شیخ ابوالقاسم، اللہ ان کو معاف کرے، نے فرمایا۔ قرآن مجید کا ان ناموں سے (اللہ، رحمٰن، رحیم) شروع کرنے کا سبب یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس طرح ابتدا کرنا عقلاً محال ہے یا

شرعاً ؟ عقلاً تو یہ محال نہیں، کہ اللہ تعالیٰ ایک کارِ خیر کو دوسرے پر یا ایک کلمہ ذکر کو دوسرے پر فضیلت بخشے۔ کیونکہ فضیلت کا دار و مدار اجر و ثواب کی کمی بیشی پر ہے۔ فرائض کو نوافل پر بالاتفاق فضیلت حاصل ہے۔ نماز اور جہاد بہت سے نیک اعمال سے افضل ہیں۔ دعا و ذکر بھی اعمال میں سے دو عمل ہیں، تو بعض کا بعض سے قبولیت سے قریب تر ہونا۔ اور آخرت میں بعض کا بعض سے زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہونا بعید نہیں۔ اسما مسمّیٰ کی تعبیر ہیں اور وہ اللہ کے کلامِ قدیم میں شامل ہیں، اور ہم کلام اللہ میں یہ نہیں کہتے کہ وہ عین ہے یا غیر۔ اسی طرح ہم اس کے اسماء کے متعلق بھی، جو اس کے کلام میں ہیں، یہ نہیں کہتے کہ وہ ذاتِ باری کا عین یا غیر ہیں۔ پھر اگر ہم اپنی مخلوق زبانوں اور حادث الفاظ سے کلام کریں تو ہمارا کلام ہمارے اعمال میں سے ایک عمل ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے اعمال کو بھی۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی اور اسما میں فضیلت جائز ہو گئی، جب بھی ان سے پکاریں تو اسی طرح سورتوں اور آیتوں کا ایک دوسرے سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس کا دار و مدار اس تلاوت پر ہے۔ جو ہمارا عمل ہے۔ اس متلو پر نہیں، جو ہمارے رب کا کلام اور اس کی قدیمی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تیرے پاس کتاب اللہ کی کونسی بڑی آیت ہے ؟ انہوں نے عرض کیا، اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ فرمایا ابو المنذر! علم مبارک ہو۔ یہ محال ہے کہ وہ اعظم سے مراد عظیم لیں۔ اس لیے کہ قرآن سب کا سب عظیم ہے۔ تو کیسے فرما سکتے ہیں کہ قرآن کی ایک آیت عظیم ہے، جبکہ اس کی ہر آیت عظیم ہے۔ یونہی اس سلسلہ میں اہل زبان کے تمام استشہاد موجود ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں اَکْبَرُ بمعنی کَبِیْرٌ بمعنی اَهْوَنُ بمعنی هَیِّنٌ۔

شیخ ابوبکر فہری کا قول

اگر یہ سوال کیا جائے کہ اللہ کے اسمِ اعظم کے متعلق ہمارا کیا قول ہے ؟ اور کیا اللہ کے اسما

میں ایک دوسرے پر فضیلت کا اصول جاری ہوتا ہے، بلکہ باہمی فضیلت۔ نفرت اور مغائیرت۔
اللہ تعالیٰ کے ناموں میں کس طرح متصور ہو سکتی ہے، جب کہ اسمِ مسمّیٰ کا عین ہے؟ تو اس کا
جواب یہ ہے کہ ہمارا کہنا "اِسْمُ اللّٰہِ الاعظم" اس سے مُراد وہ اسم ہے، جو اجابت کے
قریب تر ہو، اور جب اس کے ذریعہ دعا مانگیں قبول ہو۔

سوال کیا وجہ ہے کہ انسان اس کے ذریعہ دعا مانگتا ہے پھر بھی قبول نہیں ہوتی؟ ہم
جواب میں اوّل تو یہ کہتے ہیں۔

جواب کہ ہم اسمِ اعظم کی قطعی تعین نہیں کرتے۔ یہ شکوک وظنون کا محل ہے کہ اس میں مختلف
اقوال ہیں متعدد الفاظ ہیں۔ اب اگر ان میں سے کسی ایک کو دُعا مانگنے والے
کے لیے متعین نہ کیا جائے تو قبولیت سے قریب تر کا کیسے پتہ چلے؟

سوال اگر کوئی شخص ان تمام الفاظ کو اپنی دُعا میں جمع کر لے، پھر بھی اس کی حاجت
پوری نہ ہو تو کیا جواب دو گے۔؟

جواب اب تک تو کسی نے اس کا تجربہ نہیں کیا کہ نامُراد رہا ہو کہ ہم جواب دیں۔

سہیلی کا قول اگر کہا جائے کہ جس اسمِ اعظم کا علماً نے ذکر کیا ہے۔ وہ کہاں ہے؟
کہ اس کے ذریعے جو کوئی اللہ سے دُعا کرے قبول فرماتا ہے اور
جو مانگے عطا فرماتا ہے۔ ہم اس کے دو جواب دیتے ہیں۔

اول یہ اسمِ مُبارک ہم سے پہلے لوگوں کے پاس تھا جب انہوں نے اس کو جانا، حفاظت
کی بکثرت سے استعمال نہ کیا، اس کی تعظیم کی۔ بغیر طہارت کے ہاتھ نہ لگایا پہچاننے
والے نے اس کے تقاضوں پر عمل کیا، پوشیدہ رکھا تو اس کے ذریعے مسمّیٰ (ذات) کی
عظمت سے اس کا دل پُر ہو گیا۔ کسی غیر کی طرف توجہ نہ کی اور نہ کسی غیر کا ڈر رہا۔ لیکن جب
انہوں نے اسے دنیوی مقاصد کے لیے استعمال کیا، غلط اور مذاق کے طور پر اسے بولنا
شروع کیا، اس کے مقتضا پر عمل کیا تو دلوں سے اس کی ہیبت جاتی رہی۔ پھر فوری قبولیت

اور حاجت روا۔ ان کی وہ بات، نہ رہی جو پہلے تھی، تم دیکھتے نہیں ایوب علیہ السلام کے اس فرمان کی طرف کہ میں ایسے دو آدمیوں کے پاس سے گزرا کرتا جو لڑتے جاتے اور اپنی لڑائی میں اللہ کا ذکر بھی کرتے جاتے تھے۔ میں ان کے پاس سے بھاگ جاتا۔ مجھے یہ بات ناپسند تھی کہ اللہ کا ذکر غلط انداز سے کیا جائے۔" حدیث شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے پاکی کے بغیر اللہ کا ذکر کرنا پسند نہیں۔" اب تیرے لیے تعلیم واضح ہو گئی۔

دوم جب دل سے دعا مانگی جائے، صرف زبان سے نہیں۔ تو بندے کی دعا قبول ہوتی ہے۔ ہاں قبولیت کی قسمیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یا تو مانگنے والے کو جلدی مدعا مل جاتا ہے یا اس کے لیے دعا ذخیرہ کر دی جاتی ہے اور یہ اس کے مطالبہ سے بہتر ہے۔ یا جتنی اس نے بھلائی مانگی، اس کے بدلے اتنی برائی اور تکلیف اس سے پھیر دی جاتی ہے۔ رہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے لیے یہ دعا، کہ اللہ تعالیٰ ان میں باہمی لڑائی نہ کرے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ کو منع فرما دیا اور اس کے بدلے آخرت میں آپ کو منصبِ شفاعت عطا کیا۔" نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"أُمَّتِيْ هٰذِهٖ أُمَّةٌ مَّرْحُوْمَةٌ لَيْسَ عَلَيْهَا فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ، عَذَابُهُمْ فِي الدُّنْيَا الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ"

ترجمہ: میری یہ امت مرحومہ ہے (اس پر اللہ کی رحمت ہے) ان کو آخرت میں عذاب نہیں ہو گا۔ ان کا عذاب دنیا میں زلزلے اور فتنے ہیں۔"

اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

جب دنیا کے فتنے، امت سے آخروی عذاب پھیرنے کا سبب ہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے لیے مانگی گئی دعا نامراد نہ رہتی۔ علاوہ ازیں میں نے اس حدیث پر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث پر غور کیا کہ جب آیت :

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ ترجمہ: تم فرماؤ وہ اس پر قادر ہے۔

عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ ۔ کہ تم پر اوپر سے عذاب بھیجے۔

تو آپ نے فرمایا، میں تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر جب آپ نے یہ آیت سنی۔

وَیُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۔ ترجمہ: تمہیں ایک دوسرے کی سختی چکھائے۔

فرمایا یہ نسبتاً آسان ہے۔ اسی لیے آپ کی اُمّت پہلے اور دوسرے عذاب سے محفوظ کر دی گئی۔ اور تیسرے ہی سے آپ کو منع فرمایا گیا۔ واللہ اعلم۔ میں نے یہ بات ایک عارف پر پیش کی تو انہوں نے فرمایا، یہ توضیح بہت اچھی ہے۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ آپ کا سوال آیت کے نزول سے پہلے تھا یا بعد۔ اگر نزول آیت کے بعد تھا، تو میرے خیال میں یہ سوچ صحیح ہے۔ میں نے کہا، کیا موطا میں موجود نہیں کہ آپ نے یہ دُعا مسجد بنی معاویہ میں مانگی تھی جو مدینہ منورہ میں تھی۔؟ اور اس میں اختلاف نہیں۔ کہ سورۂ الانعام مکیّہ ہے کہنے لگے ٹھیک ہے۔ انھوں نے حق کا یقین کیا اور اس کا اقرار کیا۔

سوال شیخ ابوبکر فہری کہتے ہیں اگر یہ سوال کیا جائے۔ کیا تم اسے جائز سمجھتے ہو کہ بندہ کسی حاجت میں اپنے رب سے دُعا مانگے اور اس کی دُعا قبول نہ ہو۔؟

جواب ہم کہتے ہیں، اگر اس نے اپنے رب سے وہ سوال کیا، جو علم باری تعالیٰ میں ہونا تھا تو بندے کی دُعا قبول ہو گی۔ کیونکہ دُعا اللہ کے علم کے برعکس بھی نہیں ہو سکتی۔ اور اس کے اٹل فیصلے کو بدل بھی نہیں سکتی۔

سوال پھر اسم اعظم کا کیا فائدہ ہوا؟

جواب اس کا فائدہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے بندے کی زبان پر صرف وہ دُعا لاتا ہے اور اس کے دل میں صرف وہ خیال ڈالتا ہے۔ جس کے بارے میں اس کے علم میں پہلے سے موجود تھا کہ جو مانگے گا ملے گا۔

اگر اس کے علم میں اس کی حاجت برآری نہیں، تو ایسی دُعا بندے کی زبان پر لاتا ہی نہیں۔

سوال | کیا تمام دعاؤں کے مدارج یہی ہوتے ہیں؟

جواب | ایسا نہیں۔ بلکہ تمام دعائیں ایسی زبان پر جاری ہوتی ہیں، جس کی قبولیت کا فیصلہ ہوچکا ہوتا ہے اور کبھی ایسی زبان پر جاری ہوتی ہیں جن کی ناقبولیت کا

فیصلہ ہوچکا ہوتا ہے۔ ہم ان شاء اللہ سورۂ اعراف، کے تحت عنقریب قبولیتِ دعا

اور قبولیت میں آنے والی رکاوٹوں کو بیان کریں گے۔ سو جائز ہے کہ قبولیت کی شرائط

میں سے کسی شرط کے نہ ہونے سے تمام دعاؤں میں خلل آ جائے اور دوسرے مقام پر

وہی شرط کام کر جائے۔ تو جب اللہ کسی دعا کرنے والے کی زبان پر اسم اعظم جاری کرتا ہے

قبولیت کی شرطیں حاصل ہو جاتی ہیں اور موانع ختم ہو جاتے ہیں۔ اسمِ اعظم کا یہی مطلب ہے

اس بنا پر قرآن کی سورتوں اور آیتوں میں فضیلت کا حکم جاری ہوگا۔ لہٰذا ایک آیت و سورۃ

کے قاری کو وہ اجر و ثواب مل سکتا ہے۔ جو باقی آیات و سورتوں کی تلاوت سے نہ ملے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو نہیں دیکھتے۔ سورۂ تبارك الملك اپنے

عامل سے جھگڑے گی۔ اور "قُل ھو اللہ احد" ایک تہائی قرآن کے برابر ہے" وغیرہ

اور دوسری آیات کی یہ خصوصیتیں بیان نہیں کرتے۔ رہا اسمِ اعظم میں تغایر و تعدد کا سوال

تو ایک مسمّٰی کے کئی نام ہو سکتے ہیں۔ اور ماہر نحویوں کے نزدیک ہر نام مستقل ہوتا ہے۔ ہم

موضوع سے باہر ہو جائیں گے ورنہ، اس قول کا ایسا واضح بطلان کرتے کہ انہیں بھاگنے

کا راستہ نہ ملتا۔ اگر عربی زبان میں یہ اصول صحیح ہوتا تو اس پر حضور کا یہ فرمان کہ تیرے پاس

قرآن کی کون سی بڑی آیت ہے؟ قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس لیے کہ تمام قرآن عظیم ہے

ان کا سوال عظیم تر کے متعلق تھا۔ جو ثواب تلاوت میں افضل اور قبولیت کے قریب تر ہو

اور اس فرمان میں ثبوتِ اسمِ اعظم کی دلیل ہے اور یہ کہ اللہ تعالےٰ کا ایک نام اس کے

باقی ناموں سے عظیم تر ہے۔ اور اس اسم سے قرآن کا خالی ہونا محال ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ۔ ترجمہ: ہم نے قرآن میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی۔

تولامحالہ یہ قرآن میں ہے۔ اللہ تعالٰی کی شان سے بعید ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیول پر اور آپ کی اُمت کو، اُمتوں کو فضیلت بھی دے اور محروم بھی کرے۔

سوال پھر اسم اعظم قرآن میں کہاں ہے؟

جواب کہا گیا ہے اسے اسی طرح پوشیدہ رکھا گیا ہے جس طرح جمعہ کے دن میں خاص قبولیت کی ساعت اور رمضان کے مہینے میں لیلۃ القدر، تاکہ لوگ محنت کریں۔ توکل کر کے نہ بیٹھ جائیں، شیخ ابو بکر فہری نے کہا، اُمت نے اس سے فیض حاصل کیا۔ اور اہل قرآن و اہل کتاب میں مشہور ہے کہ اللہ تعالٰی کا ایک ایسا اسم اعظم ہے۔ جس کے ذریعے جب بھی اس سے دُعا کرے قبول ہوتی ہے اور جب مانگا جائے ملتا ہے۔ اب میں آپ کے سامنے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور سلف صالح کی اس سے متعلق روایات بیان کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک اللہ تعالٰی کا یہ فرمان :-

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا۔ ترجمہ: ان پر اس شخص کا حال بیان کیجیے، جس کو ہم نے اپنی نشانیاں دیں، پھر وہ ان سے سجا دنہ کر گیا۔

ابن عباس۔ السُدی اور مقاتل وغیرہ نے کہا یہ شخص بنی اسرائیل سے متعلق تھا اس کا نام بلعام بن باعوراً تھا۔ اس کے پاس اسم اعظم تھا۔ بادشاہ نے اسے تلاش کیا، وہ رُوپوش ہو گیا، پھر بادشاہ اسے پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور کہا تُو اسم اعظم والا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ ایسا بیل اور جس سے کام نہ لیا گیا ہو۔ ایک سُرخ رنگ کا بیل لایا گیا، کوئی اس کے قریب نہیں آسکتا تھا۔ یہ اُٹھا اور اس کے کان میں کوئی بات کی۔ بیل پتھر بن کر گرا، اس نے بادشاہ سے کہا۔ یا تو بنی اسرائیل پر مظالم بند کر دے یا تجھ پر بھی وہی نازل ہوگا، جو بیل پر ہوا ہے۔ اب وہ بادشاہ بنی اسرائیل پر مظالم ڈھانے سے باز آگیا۔ ان میں سے دوسرا اللہ کا فرمان یہ ہے۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ۔ ترجمہ: جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا۔ اس نے کہا میں تیرے پاس تخت کو لاتا ہوں۔

قتادہ وغیرہ اکثر مفسرین نے کہا وہ آصف بن برخیا تھے۔ جن کے پاس اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم تھا جس کے ذریعے جب بھی دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ اور جب مانگا جائے ملتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، جب آصف بن برخیا نے نماز پڑھ کر اللہ سبحانہٗ سے دعا مانگی، سلیمان علیہ السلام سے کہا آنکھ جھپکنے تک آنکھیں بند کر دیجیئے۔ تو سلیمان علیہ السلام نے جیسے قسم پوری کرنی ہو، آنکھیں موندلیں، آصف نے دعا مانگی، اللہ نے فرشتوں کو مقرر کیا، یہاں تک کہ انہوں نے تخت اٹھایا اور زمین چیرتے ہوئے سلیمان علیہ السلام کے سامنے لاکھڑا کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اسم اعظم جس کے ذریعے آصف نے دعا مانگی یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ تھا۔ الزہری نے کہا ان کے پاس خاص دعا تھی جو انہوں نے مانگی۔

یَآاِلٰهَنَا وَاِلٰهَ کُلِّ شَیْءٍ اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اِئْتِنِیْ بِعَرْشِهَا۔ ترجمہ: اے ہمارے اور ہر شے کے واحد معبود! تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، بلقیس کا تخت میرے پاس لادے۔

تو ان کے سامنے اس جیسا تخت بنا دیا گیا۔ اور کہا وہ اسم اعظم جس سے مانگی گئی دعا قبول اور کہا گیا سوال ملتا ہے یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ہے۔

تیسرا اللہ کا فرمان:

وَمَآ اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ۔ ترجمہ: "جو کچھ بابل میں دو فرشتوں پر اتارا گیا"

ابن عباس علی بن ابی طالب، قتادہ، السدی اور الکلبی رضی اللہ عنہم نے فرمایا،
ہاروت و ماروت دن بھر لوگوں میں فیصلے کرتے۔ شام ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم پڑھ
کر آسمان پر چڑھ جاتے۔ ایک دن زہرا ان کے پاس کسی جھگڑے کے سلسلے میں آئی۔ جو
اس ملک کی خوبصورت ترین عورت تھی۔ اور بادشاہانِ فارس میں سے ایک بادشاہ کی ملکہ
تھی۔ یہ دونوں اس سے مانوس ہو گئے اور بہلانے پھسلانے لگے۔ اس نے ان کی خواہش
پوری کرنے سے اس وقت تک انکار کیا، جب تک وہ اسے اسم اعظم نہ بتائیں۔ جس کے
ذریعے آسمان پر چڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا اللہ کے بڑے نام سے۔ انہوں نے اسے اسم
اعظم بتا دیا۔ اس نے اس کا ورد کیا اور آسمان پر ستارہ بن کر چمکنے لگی۔ قاضی ابوبکر بن
طیب نے اپنی کتاب المنع میں لکھا ہے۔ بہت سے اہلِ علم نے یہ بات ذکر کی۔ کہ
بابل میں دو فرشتوں پر جو نازل کیا گیا تھا، وہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم تھا۔ جس کی مدد سے
زہرا آسمان پر چڑھ گئی۔ پھر وہیں ستارے کا روپ دھار گئی۔ قاضی ابوبکر کہتے ہیں، عقل
اس میں سے کسی کو محال قرار نہیں دیتا۔ اسے سمجھ لو۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ موت کا فرشتہ
دعا اور اللہ کے مخصوص اسم اعظم کے ذریعے رُوحیں قبض کرتا ہے۔ یہ روایت ان لوگوں
کا رَد کرتی ہے جو کہتے ہیں اتنے دُور سے رُوحیں کیسے قبض کر لیتا ہے۔ اور دور دراز
مقامات سے بیک وقت متعدد رُوحیں کیسے گرفت میں لے لیتا ہے۔ مذکورہ آیات
کے متعلق صحابہ و تابعین کے اور بھی اقوال ہیں۔ جو ہمارے محولہ بالا اقوال سے مختلف
ہیں۔ ان سے استدلال دو طرح سے کیا جا سکتا ہے۔ اوّل یہ کہ بڑے بڑے صحابہ اور بعد
کے مسلمان بزرگوں کی زبان پر اسم اعظم کا ذکر ہمیشہ رہا ہے۔ اور کسی نے اس کا انکار
نہیں کیا۔ ہاں آیت کی تفسیر میں ان کا اختلاف ہے۔ کچھ کہتے ہیں آیت میں اللہ کا
اسم اعظم مُراد نہیں اس سے مُراد کچھ اور ہے۔ ان حضرات نے اسم اعظم کا انکار نہیں کیا۔
دوسرے جب کسی آیت کی تعبیر میں صحابہ کرام مختلف ہوں، اجلّہ محققین کے نزدیک

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو ترجیح دی جائے گی، دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ مبارک پر ہاتھ مار کر کہا تھا۔ اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ التَّاوِیْلَ۔ الٰہی اس کو قرآن کی صحیح تاویل بتا دے" اور ابن عباس نے اس کو یقیناً بیان فرما دیا ہے۔ اور اسم اعظم کی طرف اشارہ کر کے اسے افضل نہیں فرمایا، اشارۃً بتلا دیا کہ کسی صورت میں اسم اعظم نہ ہو۔ اور وہ سب سے افضل قرار پائے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ افضلیت و عظمت کا دارومدار تو ہے ہی اسم اعظم پر۔ دیکھتے نہیں، کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب کو خدا داد علم پر مبارک باد دی۔ اور مبارک باد عظیم شے پر ہی دی جا سکتی ہے۔ اس طرح کہ اسم اعظم کو بھی جانتے ہو۔ اور جس آیت میں وہ ہے اسے بھی۔ ہم سے پہلی امتوں میں صرف چند افراد کو اس کا علم تھا مثلاً عبداللہ بن التامر آصف بن برخیا اور بلعام باعور جب تک شیطان نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت، جسے ترمذی اور ابو داؤد نے اسماء بنت یزید جن کی کنیت ام سلمہ ہے رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ ھُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ۔ سوا سے اس سے پکارو، پھر فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ہمیں اللہ کی حمد و شکر پر تنبیہ کرتے ہوئے کہ اس نے ہمیں یہ اسم سکھایا، جس کا ہمیں علم نہ تھا، میں کہتا ہوں ابو داؤد نے یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ فرمایا اس نے اللہ سے اس کے اسم اعظم سے دعا مانگی، اس کو المنان، اور ذوالجلال والاکرام اور اَللّٰہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ پر ختم فرمایا۔ یہی اسم اعظم ہے کیونکہ کسی اور اسم کا نام نہیں لیا گیا۔ اور یہ اسم اللہ کے بغیر کسی اور کا رکھا نہیں گیا" یہ شخص حضرت زید بن عیاش الزرقی تھے، جن کا نام حارث بن اسامہ نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے۔

ابو جعفر نے کہا، جو ابو حفص نے سورۂ طٰہٰ سے جو کچھ نکالا یعنی اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ، تو ان سے کہا جائے ہمیں اس میں اللہ کا اسم مل گیا ہے۔ اور وہ ہے اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی، تو حدیثیں متفق ہوگئیں اور جو کچھ سورۂ طٰہٰ میں ہے وہ اس کے موافق ہے جو سورۂ بقرہ اور آلِ عمران میں ہے۔ بعض علماء کا یہی مذہب ہے محمد بن حسن ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا اللہ کا اسم اعظم "اللّٰہ" ہے۔ دیکھئے نہیں کہ رحمٰن رحمت سے اور رب ربوبیت سے مشتق ہے اور اللہ کسی سے مشتق نہیں "۔

امام ابو حنیفہ کا فرمان

ابو بکر بن العلاء کہتے ہیں میں نے سہل بن عبد اللہ سے اللہ کے اسم اعظم کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے کہا اللّٰہ۔ میں نے ان سے کہا، کہا گیا ہے کہ جب اس کے ذریعے سوال کیا جائے ملتا ہے، ہم تو اس سے سوال کرتے ہیں، وہ ہمیں دیتا ہی نہیں۔ فرمایا اگر دل کو اس کی مناجات کے سوا ہر چیز سے فارغ کرکے سوال کرتے تو اسی وقت مل جاتا، پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی :۔

"وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فَارِغًا" — ترجمہ: موسٰی کی ماں کا دل ہر چیز سے خالی ہوگیا۔ صرف موسٰی کا سوال تھا "

ابن مبارک کہتے ہیں، اللہ کا اسم اعظم اللّٰہ ہے۔ کیونکہ تمام اسماء اس کی طرف منسوب ہوتے ہیں، یہ ان کی طرف منسوب نہیں ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ یَا ظَاھِرُ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ مروی ہے۔ استاذ ابو اسحاق کہتے ہیں، جو اللہ کے جس نام کو جانتا ہے اسی کو زبان سے ادا کرے وہی اسم اعظم ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دو میں سے ایک روایت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت ہے کہ اللہ کا اسم اعظم گناہوں سے بچنا ہے۔

حافظ ابو القاسم عباس نے کہا، رہی حدیث شریف، سو ابو داؤد نے اپنی سند سے

حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ تو فرمایا تو نے اللہ سے اس کے اس اسمِ اعظم کے ساتھ سوال کیا کہ جب بھی اس کے ذریعے اس سے سوال کیا جائے ملتا ہے اور جب بھی دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ یقیناً تو نے اللہ سے اسمِ اعظم کے ذریعے سوال کیا ہے۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسمِ اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ اور سورۂ آل عمران کے شروع میں الٓمّٓ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنَّکَ اَحَدٌ صَمَدٌ لَّمْ تَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا۔	ترجمہ:۔ الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بےشک تو یکتا و بے نیاز ہے، نہ بیوی بنائے نہ بیٹا۔"

سرکار نے فرمایا تو نے اللہ کے اس اسمِ اعظم کے ذریعے سوال کیا، جس کے ذریعے مانگی گئی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور مانگا گیا سوال ملتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے، جو نماز میں کہہ رہا تھا۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والے صحابہ کرام سے فرمایا، تمہیں معلوم ہے کہ اس شخص نے کیا دعا مانگی ہے؟ انھوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اس نے اپنے پروردگار کے اس اسمِ اعظم سے دعا مانگی، جس سے جب دعا کی جائے قبول فرماتا ہے اور جب مانگا جائے ملتا ہے۔

حضرت ابو امامہ نے اپنی مرفوع حدیث میں فرمایا، اللہ کا وہ اسم اعظم جس سے مانگی گئی
دعا قبول، اور مانگا گیا سوال ملتا ہے، تین سورتوں میں ہے، البقرہ، آل عمران اور طٰہٰ۔ جعفر
الدمشقی نے کہا، میں نے ان تین سورتوں میں ایسی چیز دیکھی، جس کی مثال پورے قرآن کریم میں
نہیں۔ آیۃ الکرسی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔ آلِ عمران میں الٓمّٓ اَللّٰہُ لَآ
اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور سورہ طٰہٰ میں۔ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ۔
ابو جعفر مذکور نے کہا، میرے نزدیک صحیح یہ ہے۔ کہ اللہ کا اسم اعظم اللّٰہ ہی ہے۔ حضرت اسماء بنت
یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ کا اسم
اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ وَاِلٰـھُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔
الٓمّٓ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ حالانکہ ان
میں سے صرف ایک میں اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کا ذکر ہے۔ میں کہتا ہوں بلکہ اس کا تقاضا تو یہ ہے۔
کہ اللہ کا اسم اعظم لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ہو۔ دیکھتے نہیں امام مالک نے المؤطا میں کیا روایت
ذکر کی۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کہا اس میں
افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ ابو داؤد میں ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ
کی کتاب میں سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟ انہوں نے کہا۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ
الْقَیُّوْمُ۔ تو سرکار نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا، ابو المنذر علم مبارک ہو۔ استاذ ابو القاسم
قشیری نے اس حدیث اَیُّ آیَۃٍ اَعْظَمُ۔ سہیلی نے کہا اللہ کے ننانوے ۹۹ نام اسم اعظم
اللہ کے تابع ہیں اور اس سے سو ۱۰۰ پورے ہو جاتے ہیں۔ یہ درجات جنت کی تعداد کے برابر ہیں۔
ہر دو درجوں میں سو سال کی مسافت ہے اور فرمایا جو ان اسمائے حسنٰی کو یاد کرلے۔ جنت
میں داخل ہوگا۔ یہ جنت کے درجوں کے مساوی ہیں۔ ورنہ اللہ کے نام بے شمار ہیں۔ ہاں
ان اسمائے مبارکہ کو دوسروں پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ ان کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ اس
پر سرکار علیہ السلام کا یہ قول دلالت کرتا ہے۔ جو المؤطا میں موجود ہے۔ میں تجھ سے تیرے

ان اسمائے حسنیٰ کے ذریعے سوال کرتا ہوں، جو میرے علم میں ہے اور جو میرے علم میں نہیں"۔ الحاج الابن الوہب میں ہے سُبْحَانَكَ لَا أُحْصِي أَسْمَاءَكَ۔ "میں تیری پاکی بولتا ہوں" تیرے نام شمار نہیں کر سکتا"۔ اس بات کی دلیل کہ یہی اسم اعظم ہے، یہ ہے کہ تمام اسما کو اس کی طرف منسوب کرتے ہو۔ مثلاً العزیز اللہ کے اسما میں سے ایک اسم ہے۔ اور یونہی السمیع۔ البصیر۔ القدیر وغیرہ مترجم، یہ نہیں کہتے اللہ العزیز کے اسما میں سے ایک اسم ہے۔

شیخ ابوبکر فہری کہتے ہیں فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔ ترجمہ: تمام اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو اس کو ان سے پکارو"

تو یہ آیت تمام اسما کو عام و شامل ہے۔ پھر فرمایا:۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ۔ ترجمہ: تم فرماؤ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو پکارو۔

یہاں اپنے تمام ناموں میں بزرگتر سے ابتدا فرمائی اور مخلوق کو فرمایا کہ وہ اس نام سے اس کو پکارے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا یہی نام رکھا ہے، اور کسی اور کو یہ نام رکھنے سے منع فرما دیا ہے۔ اور مخلوق کی اس طرف سے توجہ پھیر دی کہ کوئی ظالم وجابر سرکش اور شیطان سردود کا یہ نام رکھتا ظاہری یا باطنی۔ یہ ہے فرعون سرکش، جس پر اللہ نے لعنت کی۔ اپنی سرکشی وشان وشوکت کے باوجود کہ مصری قبطیوں کو کہتا ہے۔ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى۔ میں تمہارا بلند تر خدا ہوں"۔ جس کی وجہ سے اس پر اور اس کی قوم پر عذاب نازل ہوا۔ یہ جرأت نہ کر سکا کہ میں اللہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے شریروں کو یہ نام رکھنے سے باز رکھا، فرماتا ہے۔ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا۔ کیا تمہارے علم میں اللہ کے سوا کسی نے اللہ کہلوایا ہے۔ ! یہ نام کسی اور نے رکھا ہے۔ یہی وہ اسم گرامی ہے۔ جو مخلوق کی تمام زبانوں میں بولا جاتا ہے اور اسی سے تعلق پیدا کرنے کے اسباب کثرت سے پائے جاتے

ہیں۔ ایمانی حقوق اسی سے متعلق ہیں۔ اسی کو فریادیوں کا فریادرس، مظلوموں کا ٹھکانہ، ڈرنے والوں کا سہارا۔ عبادت گذاروں کی عبادت اور پناہ مانگنے والوں کے لیے ڈھال بنایا گیا ہے۔ جو بھی کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا یا تکلیف سے ڈرتا ہے اس کی پکار یا اللہ ہی ہوتی ہے۔ دار دنیا میں مکلّف کا یہی پہلا حصّہ ہے۔ جب رحم اندر کی تاریکی سے، اسے سرسبز و شاداب وسیع دنیا میں پھینکتے ہیں۔ لینے والیاں اسے ہاتھوں میں لیتی ہیں اور بآوازِ بلند کہتے ہیں اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ دنیا سے آخری جُدائی پر یہی آخری کلمہ لب پر آتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) لوگ کثرت سے اپنے روزمرّہ محاوروں اور لین دین میں استعمال کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں اس سے منع کیا گیا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے :۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً لِّاَیْمَانِکُمْ۔ ترجمہ:۔ اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔

یہی وہ اسم اقدس ہے جو حیرانی میں تیرے تمام غم دُور کرتا، شہوتوں اور شرارتوں سے بچاتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لیے دُعا میں وسعت فرمائی کہ جو ان کے دلوں کے موافق اور جس میں قبولیت کی زیادہ اُمید ہو۔ اسی اسمِ گرامی سے دُعا کریں۔ فرمایا

اُدْعُوا اللّٰہَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ۔ ترجمہ:۔ اللہ سے دُعا کرو یا رحمٰن سے۔

گویا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ اگر مجھے میرے نام سے نہیں پکارتے، تو میرے فضل و رحمت کے حوالہ سے پکارو۔" اسی لیے الواسطی نے کہا جس نے اللہ کے ناموں میں سے کسی نام سے دُعا کی اس میں اس کے نفس کا حصّہ ضرور ہوتا ہے، ماسوا اللہ کے۔ کہ یہ اسم گرامی اسے ایسی وحدانیت کی طرف بُلاتا ہے جس میں نفس کا کوئی حِصّہ نہیں۔ اسی لیے علماء نے کہا ہے کہ یہ اسم گرامی تخلق کے لیے تعلق کے لیے ہے۔ اور اس لیے کہ الوہیّت کا دارومدار ذوات کے پیدا کرنے کی قدرت پر ہے۔ اور صفاتِ جلال و کمال کی یہی آخری حد ہے۔ ابوسعید نے کہا سب سے پہلے جس کلمہ کی طرف اس نے بندوں کو بُلایا، وہ ایک ہی کلمہ ہے۔ جس نے اسے سمجھ لیا، دوسرول

کو سمجھ لیا۔ اور وہ ہے اللّٰہ۔ دیکھتے نہیں کہ فرماتا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ ترجمہ: تم فرماؤ اللہ ایک ہے۔

حقیقت شناسوں کے لیے بات پوری ہو گئی۔ پھر خاص لوگوں کے لیے اضافہ فرمایا۔

اَحَدٌ۔ ترجمہ: ایک ہے۔

پھر اولیاء کے لیے اضافہ کیا،

اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ ترجمہ: اللہ بے نیاز ہے۔

پھر عوام کے لیے مزید وضاحت فرمائی۔

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ ترجمہ: نہ اس کی اولاد ہے، نہ وہ کسی کی اولاد، اور نہ اس کی برابری کا کوئی دعویدار

ہشام نے محمد بن حسن شیبانی سے روایت کیا کہ میں نے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا۔ اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم اللّٰہ ہے یا اِلٰہٌ۔ اکثر صوفیا و عارفین کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ ان کے ہاں کسی مقام والے کے لیے خالی اسمِ گرامی اللہ کے ذکر کرنے والے سے بلند تر کوئی مقام نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ۔ ترجمہ: تم فرماؤ اللہ، پھر ان کو چھوڑ دو۔

اسی لیے شبلی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے وقت فرماتے اَللّٰہ۔ بعض صوفیا کا یہی مذہب ہے۔ حجۃ الاسلام (غزالی) نے بعض اہلِ علم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہی اسمِ گرامی ہے اس کا خاص نام ہے، مخلوق کو کسی کو اس سے موسوم نہیں کیا گیا۔

ابوجعفر طحاوی نے اپنی کتاب "المشکل" میں کہا اللہ ہی اسمِ اعظم ہے۔ اور حضرت اسماءؓ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث سے استدلال کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں۔ اللہ کے اسمِ اعظم الٓمٓ کھیعص، حٰمٓ عسق اور اس سے ملتے جلتے کلمات ہیں جو کوئی ان حروف کی ترتیب و ترکیب اچھی طرح

سمجھ لے، اسے اللہ کا اسم اعظم معلوم ہو جائے گا۔ آپ کی مُراد ہے حروف مقطعہ جو سورتوں کے شروع میں آتے ہیں، اور جن میں تکرار ہے۔ اور یہ چودہ حروف ہیں ۔ ا - ح - ر - س - ص - ط - ع - ق - ک - ل - م - ن - ی" اور بعض علما نے کہا، وہ اَلْاَحَدُ، اَلصَّمَدُ ہے۔ بعض نے کہا وہ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اور بعض نے کہا وہ رَبَّنَا ہے۔ دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا ۔ سے تا فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ پوری آیت، کہ قبولیت اللہ کے اسمِ اعظم کی دلیل ہے۔ جو رَبَّنَا کے بعد پانچ بار آ رہا ہے۔ اس بات کو اس شخص کے قول سے رد نہیں کیا جا سکتا کہ اسمِ اعظم اللہ ہے۔ شروع کی آیات میں فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسم اعظم اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ہے۔ دلیل حضرت ایوب علیہ السلام کا یہ فرمان ہے۔

اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۔ ترجمہ: مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب سے بڑا رحم فرمانے والا ہے"

اللہ فرماتا ہے:۔

فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ ۔ ترجمہ: "ہم نے اس کی دُعا قبول فرمائی ۔

ایک ایمان افروز واقعہ

اللیث، کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہُ نے ایک شخص سے طائف تک خچر کرایہ پر لی۔ کرائے میں یہ شرط لگائی کہ جہاں وہ چاہے گا لے جائے گا۔ وہ ان کو ایک ویرانہ کی طرف لے گیا۔ اور کہا اُترو۔ دیکھتے کیا ہیں کہ اس ویرانے میں کئی مقتولوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ جب اس شخص نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، تو آپ نے فرمایا مجھے دو رکعت نفل پڑھنے دے، اس نے کہا پڑھو۔ تجھ سے پہلے یہ لوگ بھی نماز پڑھ چکے ہیں۔ مگر ان کی نماز نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔ فرمایا جب میں نماز سے فارغ ہوا، وہ مجھے قتل کرنے کے لیے آگے بڑھا میں نے کہا یا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ آواز آئی اسے مت قتل کرنا۔ وہ باہر گیا ادھر

اُدھر دیکھا کچھ نظر نہ آیا۔ پھر میری طرف قتل کی نیت سے بڑھا۔ اچانک ایک شاہسوار نمودار ہوا۔ جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اس نے اُسے چوکا لگا کر قتل کر دیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسمِ اعظم لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالٰے نے یُونس علیہ السلام کی حکایت بیان فرمائی :۔

فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ترجمہ: انھوں نے اندھیروں میں پکارا۔ کہ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، تو پاک ہے بے شک میں ہی زیادتی کرنے والوں میں سے ہُوں۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ۔ ترجمہ: ہم نے ان کی دُعا قبول کر لی۔

ابن السنی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہٗ سے روایت کیا۔ کہ میں نے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا، مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ جو مصیبت زدہ اسے کہے اللہ اس کی مصیبت دُور فرمائے اور وہ کلمہ میرے بھائی یُونس علیہ السلام کا ہے۔ جو اندھیروں میں آپ نے کہا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

اور ترمذی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ مچھلی والے کی وہ دُعا جو شکمِ ماہی میں انھوں نے اپنے رب سے کی، لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ہے۔ کوئی بھی کسی مقصد کے لیے یہ دُعا مانگے، اللہ قبول فرماتا ہے " یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اَلْوَهَّابُ ہے۔ کہ سلیمان علیہ السلام نے اس سے دُعا مانگی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے وہ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ ہے۔ کہ زکریا علیہ السلام کی دُعا ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ وہ اَلْغَفَّارُ ہے۔ کہا کہ میں نے بعض عارفین کو کہتے سُنا ہے۔ دعا کرنے والے کے نزدیک جو اسم اسمِ اعظم ہے۔ وہ اسی سے دعا مانگے، وہ اس کے حسبِ حال اسمِ اعظم ہے اسی طرح جس مقصود و مطلوب

کے لیے دُعا مانگی جا رہی ہے۔ اس کی مناسبت بھی ملحوظ رکھی جائے گی۔ یہ قول معنیٰ کے قریب ہے۔ ہمارے جمہور صوفیا اور مشائخ اور محققین کا یہی قول ہے۔ کہا کہ میں نے شیخ عارف محب الدین طبری کو فرماتے سُنا، میں نے بعض عارفین کو حرم مکہ میں، اللہ اس کو بزرگی عطا فرمائے، ۶۲۶ھ میں یہ فرماتے سُنا۔ کہ جس کسی نے اللہ تعالیٰ کو اس کے نام سے پہچانا جو اس کے حال و مقام میں مؤثر ہے، اس نے اپنا مخصوص اسمِ اعظم پہچان لیا۔ اور کہا گیا ہے کہ اسمِ اعظم اَلْقَرِیْبُ ہے اور کہا گیا ہے وہ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ ہے، اور کہا گیا وہ اَلسَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ہے اور توفیق الٰہی شاملِ حال ہو تو عارف کے لیے ان تمام اسما کو جمع کرنا ممکن ہے جنہیں دُعا میں ہم ذکر کر آئے ہیں، جب اسے یہ توفیق ہو گئی، چھپے راز تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ پوشیدہ خزانے کا دروازہ اس لیے کھولا جائے گا۔ فرمایا میں نے اس دُعا میں وہ مختلف اسمائے گرامی جمع کر دیئے ہیں، جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ وہ دُعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَا مَنَّانُ یَا حَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یَا خَیْرَ الْوَارِثِیْنَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا سَمِیْعَ الدُّعَآءِ یَآ اَللّٰہُ یَآ اِلٰہُ۔ یَآ اَللّٰہُ۔ یَآ اَللّٰہُ۔ یَا عَلِیْمُ یَا عَالِمُ یَا سَمِیْعُ۔ یَا عَلِیْمُ۔ یَا حَكِیْمُ۔ یَا مَالِكُ۔ یَا مَلِكُ۔ یَا سَلَامُ۔ یَا حَقُّ۔ یَا قَائِمُ۔ یَا عَلِیُّ۔ یَا مُحِیْطُ۔ یَا حَكَمُ۔ یَا قَهَّارُ۔ یَا قَاهِرُ۔ یَا رَحْمٰنُ۔ یَا رَحِیْمُ۔ یَا حَلِیْمُ۔ یَا سَرِیْعُ۔ یَا كَرِیْمُ۔ یَا مُحْصِیْ۔ یَا مُعْطِیْ۔ یَا مَانِعُ۔ یَا مُحِیْیُ۔ یَا مُقْسِطُ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔ یَا اَحَدُ۔ یَا صَمَدُ۔ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ۔ یَا وَهَّابُ یَا غَفَّارُ۔ یَا قَرِیْبُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَنْتَ

سُبْحَانَكَ اَنْتَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ؕ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم سے دعا مانگنا چاہے تو چھ آیتیں سورۃ الحدید اور سورۃ حشر کے آخر سے، جب ان کی قرأت سے فارغ ہو جائے۔ تو یہ کہے: اے ایسی صفات والے خدا میرے لیے ایسا ہی کر دے۔ اللہ کی قسم، بدبخت یہ دعا مانگے تو نیک بخت ہو جائے۔

شیخ امام علامہ ابو الثنا محمود، استاذ قشیری سے بعض اولیا کا یہ قول نقل کرتے ہیں:
اللہ کا اسم اعظم وہی ہے جس کے ذریعے تو تعظیم اور دلی توجہ کے ساتھ اس سے دعا مانگے۔ اس حال میں جو مانگے ملے گا۔ خواہ کسی نام سے ہو۔ اس میں اللہ کا وہ ایفائے عہد ہے
اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ ۔ ترجمہ: بے لبس کی دعا کون سنتا ہے؟
کہا گیا ہے وہ مخصوص نام ہے۔ جسے اللہ اپنے خاص بندوں میں سے جسے چاہتا ہے بتاتا ہے۔ جس کو معلوم ہو جائے وہ صرف مناسب مقام پر ہی اس سے دعا مانگے۔

بعض نے کہا اسم اعظم سورۃ آل عمران میں ہے۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ يَا مَنْ لَّا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ يَا رَبِّ يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ يَا مَنْ لَّا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ يَا مَنْ شَهِدَ لِنَفْسِهٖ وَشَهِدَتْ لَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا عَلٰى خَلْقِهٖ وَهُوَ الْقَآئِمُ بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ يَا اَللّٰهُ يَا مَالِكَ الْمُلْكِ يَا مَنْ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

قَدِيْرٌ يَا مَنْ يُّوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ
وَيُخْرِجُ الْحَيَّ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ
يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ "۔

ترجمہ: اے ہمیشہ زندہ رہنے والے، قائم رکھنے والے۔ اے توریت و انجیل اور قرآنِ عظیم کو نازل فرمانے والے! اے وہ کہ جس پر زمین و آسمان میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں غالب حکمت کا مالک۔ اے رب۔ اے لوگوں کو اس دن کے لیے جمع کرنے والے، جس میں کوئی شک نہیں۔ اے وہ جو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ اے وہ جس نے اپنی گواہی خود دی۔ اور جس کی گواہی فرشتوں اور علما نے دی، جو اپنی مخلوق پر نگران ہے۔ انصاف قائم کرنے والا، جس کے بغیر کوئی معبود برحق نہیں۔ غالب حکمت والا۔ اے اللہ، اے مُلک کے مالک، اے وہ کہ جسے چاہے مُلک دے اور جس سے چاہے ملک چھین لے۔ جسے چاہے عزت دے، جسے چاہے ذلیل کرے۔ تمام بھلائی تیرے ہاتھ ہے۔ بے شک تو ہر چاہے پر قادر ہے۔ اے وہ کہ رات کو دن میں داخل کرے اور دن کو رات میں، اور زندہ کو مُردہ سے نکالے اور مُردہ کو زندہ سے۔ اور جسے چاہے بے حساب رزق دے۔"

اور کہا گیا وہ اسم جس سے آصف بن برخیا نے دُعا کی "یَا اِلٰهَنَا وَاِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ اِلٰهًا وَّاحِدًا لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ائْتِنِيْ بِعَرْشِهَا"۔

اور کہا گیا ہے وہ اسم جس سے العلا بن الحضرمی نے اس وقت دُعا مانگی جب وہ سمندر میں ڈوبا۔ دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد کہا "یَا حَلِیْمُ یَا عَلِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ۔ اَجِبْنَا"۔ بعض فضلاء عارفین نے کہا "جان لو کہ اولیاء کے نزدیک دو طرح کے

ہیں یا تو مسلمان جن کے واسطہ سے اثر لینا یہ عوام کا بیان ہے۔ یا اللہ سے بغیر واسطہ فیض لینا۔ یہ خواص کا مقام ہے یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے اللہ کا کسی چیز کو فرمانا ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔ ان دونوں درجوں کو صرف مجتہدِ مخلص پہنچ سکتا ہے۔ جب مجتہد (محنت کرنے والا) پہلے درجے تک پہنچتا ہے اس کے لیے مومن جن کے راز ظاہر ہو جاتے ہیں تو خبر دار پہلے درجے پر راضی نہ ہو جانا۔ وہ عوام سالکوں کا درجہ ہے۔ جان لو کہ دوسرے درجے تک صرف پہلا درجہ حاصل کرنے کے بعد ہی پہنچا جا سکتا ہے۔ پھر اس پر مغرور نہ ہونا۔ جب غرور کرے گا تو یقیناً یہ تعصب تیرے نفس کو خراب کرے گا۔ یہ سب کچھ صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے حاصل ہوتا ہے، بڑی بھوک برداشت کرنے کے بعد اور یہی وہ پوشیدہ نام ہے جسے صرف اولیا پہچانتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ اور فرمان باری تعالیٰ الٓمٓ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا، اللہ کا اسمِ اعظم تین سورتوں میں ہے۔ سورۂ البقرہ۔ آلِ عمران اور طٰہٰ۔

ذوالنون مصری نے کہا، اللہ کا وہ اسم اعظم، جس کے ذریعے مانگی گئی دعا جلد قبول ہوتی ہے اور وہ سات حروف سے مرکب ہے۔ پھر الیافعی نے کہا میں نے شیخ ابوالعباس المرسی کا ایک خط دیکھا جو انہوں نے شیخ عبدالنور کی خانقاہ میں بعض مشائخ کے نام لکھا، اس میں لکھتے ہیں، میں تجھے اسم اعظم کا تحفہ بھیج رہا ہوں، نماز فجر کے بعد اس کے ساتھ ستر بار دعا مانگو اس طرح۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ۔ يَا قَدِيْمُ، يَا دَائِمُ يَا صَمَدُ يَا وَدُوْدُ يَا وِتْرُ۔ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامُ۔ یہ سات اسما ہیں جیسے میں نے ایک عارف شیخ ابوالحجاج کے خط سے نقل کیا ہے۔ یہ بزرگ الاقصر شہر میں مدفون ہیں" الخ۔ الیافعی کا مختصر کلام۔

شعرانی کا ارشاد سیدی عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ "المنن الکبریٰ" کے سولہویں باب میں فرمایا، اللہ کے احسانات میں سے ایک مجھ پر یہ ہے، مجھے اللہ کا وہ اسمِ اعلیٰ معلوم ہے جس سے مانگی گئی دُعا قبول ہوتی ہے۔ مگر میرے علم میں اس سے دُعا اسی نے مانگی، جس کی دینداری خوفِ خدا اور مخلوقِ خدا پر شفقت کا مجھے یقین ہے۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ آدمی جس پر ناراض ہو یا جس نے اسے ستایا ہو، اس کے خلاف اس سے دعا کرے اور اس شخص کو اللہ ہلاک کر دے۔ جیسے بلعام بن باعوراُ کو پیش آیا۔ اگر مجھ سے پہلے اولیا کرام اسے نہ چھپاتے، تو میرے بھائی! میں اس کتاب میں متعین کر کے تیرے سامنے ذکر کر دیتا، لیکن کتاب اہل و نا اہل ہر ایک کے ہاتھ میں جاتی ہے۔ خیر، میرے بھائی! کوئی حرج نہیں اگر اسمِ اعظم سے متعلق تمام اقوال کا خلاصہ تیرے سامنے ذکر کر دُوں اگرچہ اس سے اس کی معرفت یقینی طور پر حاصل کرنے کا جزم نہیں ہو سکتا۔ بہرحال میں اللہ کی توفیق سے عرض کرتا ہُوں۔ ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ اسمِ اعظم کا کوئی وجود نہیں۔ کیونکہ اللہ کے تمام نام اعظم ہیں کوئی ایسا اسم گرامی نہیں جو اعظم نہ ہو۔ ان حضرات میں ابوجعفر طبری، شیخ ابوالحسن الاشعری ابن حبان اور الباقلانی وغیرہ شامل ہیں۔ امام مالک وغیرہ کا بھی یہی قول ہے۔ بعض اس طرف گئے ہیں کہ اسمِ اعظم اللہ کا نام ہے۔ بعض کے نزدیک وہ ھُوَ ہے۔ الشعبی اس طرف گئے ہیں کہ وہ تیرا قول یَا اَللّٰہُ ہے۔ بعض نے کہا وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ ہے۔ مستدرک میں اس کے متعلق حدیث ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ بعض نے کہا وہ صرف اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے۔ وغیرہ، جیسا کہ ہم نے اسے سُنن الوسطیٰ میں ذکر کیا ہے۔

فوائد ایک شخص پر تقریباً تین ہزار دینار قرض تھا۔ اس نے کہا اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! اے اللہ۔ اے اللہ۔ ہاں خُدا کی قسم

تو ہی وہ اللہ ہے کہ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں اللہ - اللہ ۔ اللہ - تو ہی اللہ ہے۔ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں - اے زندہ - قائم رکھنے والے! پھر سو گیا - بیدار ہوا تو سرہانے کے پاس تین ہزار دینار پائے - پھر اسے خواب میں کہا گیا، تو نے اللہ سے اس کے اس اسمِ اعظم سے سوال کیا ہے جو پانی پر پڑھا جائے تو جم جائے - خلاصہ کلام یہ کہ ان باتوں پر کسی کو اطلاع ہو سکتی ہے تو بذریعہ کشف ہی ہو سکتی ہے، اسے جان لے راہِ راست پائے گا - اور سب تعریف اللہ پروردگارِ عالمیاں کے لیے ہے - امام شعرانی کا کلام ختم ہوا -

علامہ الفاسی نے شرح دلائل میں مصنف کے قول وَبِحَقِّ اِسْمِكَ الْمَكْنُوْنِ الَّذِيْ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ وَاَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ وَاسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ - تیرے پوشیدہ اسم کے حق ہونے کا واسطہ - جو تو نے اپنی ذات کا رکھا ہے اور جسے تو نے اپنی کتاب میں نازل کیا اور اپنے ہاں خصوصی علمِ غیب میں اسے محفوظ کیا ہے" کے تحت فرمایا، ظاہر یہی ہے کہ وہ اسم جو چھپا کر خزانۂ غیب میں رکھا گیا ہے - ان سو ناموں میں شامل ہے جو قرآن کریم میں نازل کئے گئے ہیں اور وہی اسمِ اعظم ہے - اور یہ اسمِ اعظم ہے اللہ نے اپنا رکھا ہے باوجودیکہ اسے اپنی کتاب میں نازل فرمایا - چھپا دیا، یعنی نہ اس کے اسمِ اعظم ہونے کی وضاحت فرمائی نہ اسے معیّن فرمایا - واللہ اعلم -

اس میں اختلاف کیا گیا ہے کہ اسمِ اعظم کیا ہے، کہا گیا ہے کہ وہ غیر معیّن ہے، تعظیم اور ہر طرف سے دل کو فارغ کر کے جس نام سے پکارو، وہی اسمِ اعظم ہے - اس طرح اس سے جو دُعا مانگو قبول ہوگی کہ فرمانِ باری تعالیٰ سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے -

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ - ترجمہ: بے بس جب دُعا کرتا ہے تو اس کی کون سنتا ہے ؟

مشہور یہی ہے کہ وہ اسم معیّن ہے جسے اللہ جانتا ہے اور اپنے خاص بندوں میں سے

جسے چاہے الہام کرے۔ پھر جو اس کی تعین کے قائل ہیں۔ ان میں غور و فکر آثار سے حاصل کرنے اور کشف و الہام کے ذریعے اسے پانے میں اختلاف ہے۔ سو کہا گیا ہے کہ وہ اللہ ہے۔ بعض نے اسے اکثر اہلِ علم کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا گیا ہے وہ ھُوَ ہے۔ اور کہا گیا ہے اَللّٰھُمَّ اور کہا گیا ہے وہ اَلْحَیُّ وَالْقَیُّوْمُ ہے۔ اور کہا گیا ہے وہ اَلْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ الْعَلِیْمُ۔ یعنی ان چار کا مجموعہ ہے۔ اور کہا گیا ہے وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ہے۔ کہا گیا ہے۔ اَلْحَقُّ کہا گیا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اور کہا گیا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یہ بھی آیا ہے کہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ہے۔ یہ بھی آیا ہے کہ وہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَنْتَ الْمَنَّانُ الْحَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ یہ بھی آیا ہے کہ وہ اللہ کے اس فرمان میں ہے۔ قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ۔ آخر تک۔ کہا گیا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ہے۔ کہا گیا رَبَّنَا۔ کہا گیا ہے اَلْوَھَّابُ کہا گیا اَلْغَفَّارُ کہا گیا ہے اَلْقَرِیْبُ کہا گیا ہے اَلسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ کہا گیا ہے سَمِیْعُ الدُّعَآءِ کہا گیا خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔ ہے۔ کہا گیا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ہے۔ واللہ اعلم واحکم۔ الفاسی رحمہ اللہ علیہ کا کلام ختم۔

سلسلہ تیجانیہ کے بانی عارف باللہ سید احمد محمد تیجانی کے خلیفہ شیخ محمد غسالی کے خلیفہ شیخ عمر بن سعید الفوتی نے اسم اعظم کے لیے اپنی کتاب "الرماح" کی تیسویں فصل مقرر کی ہے۔ جس میں شرح العزیزی علی الجامع الصغیر کے حوالہ سے مذکورہ بیس اقوال نقل کئے ہیں۔ اور سیدی عبدالعزیز الدباغ کے حوالہ سے اتنا اضافہ کیا ہے کہ وہ ستو واں نام ہے۔ اور یہ کہ اس کے اکثر معانی ننانوے اسماء میں موجود ہیں۔ کچھ اور اقوال بھی اس سلسلہ

میں نقل کئے ہیں۔ وہ ہے اللہ حمید قہار ، اور کہا امام نووی نے اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کو اختیار کیا ہے کیونکہ حدیث میں ہے اسم اعظم تین سورتوں میں ہے البقرۃ، آلِ عمران اور طٰہٰ۔

اور سیدی عبدالقادر کا مختار قول یہ ہے کہ وہ اَللّٰہ ہے۔ فرمایا کہ یہی مذہب مختار ہے یہاں تک کہ اس پر قریب قریب اجماع ہو چکا ہے۔ اور عارف تیجانی رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں ملاقات کیا کرتے تھے کا قول ہے کہ مجھے سید الوجود صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسمِ اعظم پر پردہ ڈالا گیا ہے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ صرف اپنے مخصوص محبوب بندوں کو اطلاع دیتا ہے۔ کہا کہ تیجانی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا۔ جان لیجیے کہ اسمِ اعظم کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے کوئی عمل اس کے برابر نہیں۔ پھر اس کو شاذ و نادر ہی معلوم کرسکتا ہے مثلاً انبیائے کرام اور اقطاب۔ ان کے علاوہ کوئی نادر ہی اس تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ اور ان شاذ و نادر افراد میں سے زیادہ تر صدیقین میں سے ہوتے ہیں۔ ہاں کبھی کبھار وہ اولیا بھی جو مرتبہ صدیقین پر نہیں پہنچتے۔ اس سے بہرہ ور ہو جاتے ہیں"۔ الخ

شیخ عمر مذکور نے کہا اس پر دلیل کہ اسمِ اعظم پر پردہ ڈالا گیا ہے۔ علماء کا اس کے وجود اور تعین میں کثرت اختلاف ہے۔ یہاں تک کہ یہی اختلاف عدمِ معرفت کا سبب بن گیا ہے کیونکہ کسی چیز میں کثرتِ اختلاف اسے زیادہ گہرائی میں لے جاتا ہے۔ پھر کہا، کہ شیخ تیجانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے سید الوجود صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسمِ اعظم پر پردہ ڈالا گیا ہے اور اس کی اللہ تعالیٰ صرف ان حضرات کو اطلاع دیتا ہے جنہیں اپنی محبت کے لیے خاص کر لیتا ہے۔ اگر لوگوں کو اس کا پتہ چل جائے، اسی میں مصروف ہو جائیں اور باقی سب کچھ چھوڑ دیں۔ جو اسے پہچان لے اور قرآن اور مجھ پر درود و سلام پڑھنا چھوڑ دے، کیونکہ اس میں اسے زیادہ فضیلت نظر آئے۔ تو اس کی جان کو خطرہ لاحق ہو جائے۔ شیخ عمر نے کہا جب تم اسے سمجھ گئے تو جان لیجیے

کہ اسم اعظم دیتا اور طالب دنیا کے لائق نہیں جس نے اسے جانا اور طلب دنیا کے لیے صرف کیا، وہ دنیا و آخرت میں زیاں کار رہا۔

الدمیری نے اپنی کتاب "حیات الحیوان الکبریٰ" میں، ابن عدی، عبدالرحمٰن القرشی محمد بن زیاد بن معروف۔ کے حوالہ سے لکھا، کہ ہم نے جعفر بن حسن، انہوں نے اپنے والد انہوں نے ثابت بنانی اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کا سوال کیا، تو جبریل علیہ السلام اُسے لپیٹ کر مہر لگی ہوئی میرے پاس لائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، یانبی اللہ: مجھے بتادیں۔ فرمایا عائشہ! عورتوں کو، بچوں اور بیوقوفوں کو اس کے بتانے سے ہمیں منع کیا گیا ہے۔

ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الْمُبَارَكِ الْاَحَبِّ اِلَيْكَ الَّذِیْ اِذَا دُعِيْتَ بِهٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ بِهٖ اَعْطَيْتَ وَاِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهٖ رَحِمْتَ وَاِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهٖ فَرَّجْتَ۔	ترجمہ: فرماتی ہیں، ایک دن فرمایا، عائشہ جانتی ہو، اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ اسم اعظم بتایا ہے کہ جب اس کے ذریعے دُعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے فرماتی ہیں میں نے کہا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے بھی وہ سکھا دیجیے فرمایا عائشہ تیرے لیے وہ مناسب نہیں۔ فرماتی ہیں میں الگ ہو کر کچھ وقت بیٹھی رہی، پھر اٹھی اور آپ کے سر مبارک پر بوسہ دیا پھر عرض کیا یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سکھا دیجئے
فرمایا عائشہ تیرے لیے اس کا سیکھنا
مناسب نہیں اور نہ تیرے شایانِ شان
ہے۔ کہ اس کے سبب مجھ سے دنیا
کی کوئی چیز مانگے۔ الخ۔

شرح قشیری علی الاسما الحسنیٰ میں الحیّ القیّوم کے تحت لکھا ہے۔ یوسف بن الحسن نے کہا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ذوالنون مصری اللہ کا اسمِ اعظم جانتے تھے میں مکہ معظمہ سے ان کی ملاقات کے لیے چل پڑا۔ تو پہلی نظر میں جوان کو نظر آیا، یہ کہ میری لمبی ڈاڑھی تھی، میرے ہاتھ میں ایک بڑا تھیلا تھا، جس کا منہ رسی سے بندھا ہوا تھا رسی کا سرا میرے کندھے پر لٹک رہا تھا۔ آپ نے سیر ہو کر مجھے دیکھا، جب میں نے سلام عرض کیا، گویا انہوں نے بُرا محسوس کیا۔ دو تین دن بعد ان کے پاس ایک متکلم آیا جو ائمہ متکلمین میں سے تھا۔ اس نے ذوالنون سے علمِ کلام کے کسی مسئلہ پر مناظرہ کیا اور ذوالنون پر غالب رہا مجھے اس کا صدمہ ہوا۔ میں آگے بڑھا اور دونوں کے سامنے بیٹھ گیا اس متکلم کو اپنی طرف متوجہ کیا اور مناظرہ کیا، یہاں تک کہ اُسے لاجواب کر دیا۔ پھر میں نے اس پر دقیق کلام پیش کیا جسے وہ سمجھ نہ سکا۔ اس پر ذوالنون بہت متعجب اور خوش ہوئے۔ وہ بوڑھے اور میں جوان تھا۔ اپنی جگہ سے اُٹھے اور میرے سامنے آکر بیٹھ گئے اور معذرت کرنے لگے کہ مجھے تمہارا علمی رتبہ معلوم نہ تھا۔ میرے نزدیک تم نیک تر آدمی ہو اس کے بعد ہمیشہ اپنے دوستوں پر مجھے فضیلت و عزت دیتے۔ یہاں تک کہ اسی طرح مجھ پر پورا سال بیت گیا میں نے کہا استاذ! میں مسافر آدمی ہوں۔ بچوں کی یاد آرہی ہے۔ میں نے سال بھر آپ کی خدمت کی ہے، اور آپ پر میرا حق واجب ہو گیا ہے، مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ اللہ کا اسم

لم جانتے ہیں، آپ نے مجھے آزما لیا اور معلوم کر لیا کہ میں اس کے قابل ہوں، اگر
پ اسے جانتے ہیں تو مجھے بتا دیجیے۔ آپ خاموش ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہ
یا۔ مجھے خیال گزرا شائد مجھے بتا چکے ہیں۔ پھر چھ ماہ تک خاموش رہے۔ پھر ایک فرمایا۔
یعقوب! تم فسطاط شہر میں میرے فلاں دوست کو نہیں جانتے؟ آپ نے اس
ام لیا، میں نے کہا جی جانتا ہوں کہا کہ ایک تھال باہر لائے جس پر ڈھکن تھا، جو
رمال سے کس کر باندھا ہوا تھا۔ فرمایا فسطاط میں جس آدمی کا میں نے ابھی نام لیا تھا۔
اس کے پاس لے چلو، کہتے ہیں میں نے تھال لیا تو وہ ہلکا پھلکا تھا گویا اس میں
ئی شے ہے ہی نہیں۔ جب میں فسطاط شہر پہنچا، میں نے دل میں کہا، ذوالنون ایک
خص کے پاس ایسا تھال بھیج رہے ہیں، جس میں کچھ نہیں۔ میں ضرور دیکھوں گا اس
یں کیا ہے کہا میں نے رومال کھولا ڈھکن اٹھایا، تو دیکھتا کیا ہوں، کہ ایک چوہا چھلانگ
لگا کر چلتا بنا، کہتے ہیں میں پریشان ہو گیا، اور میں نے کہا ذوالنون نے میرے ساتھ
مذاق کیا ہے، اور اس وقت میرا ذہن ان کے مقصد کی طرف نہ گیا۔ کہا میں غصے
میں بھرا واپس آگیا، جب مجھے دیکھا تو مسکرائے اور تمام بات سمجھ گئے۔ فرمایا پاگل!
میں نے ایک چوہے کی امانت تیرے سپرد کی تو تو نے اس میں خیانت کر دی۔ پھر
میں تیرے پاس اللہ کے اسمِ اعظم کی امانت کیسے رکھوں؟ اٹھ، چل، اس کے بعد
میں تجھے کبھی نہ دیکھوں، سو میں لوٹ آیا۔

اللہ کے اسم گرامی اَللَّطِیْفُ سے متعلقہ فوائد

گیارہویں صدی ہجری کے علمائے شوافع میں سے شیخ ابوبکر کتامی شافعی شامی
نے ایک نفیس کتاب المنہج الحنیف فی تصریف اسمہ تعالیٰ اللطیف تالیف کی ہے جس میں

اس سے چند چیکتے ہوئے فوائد اور کچھ اس پر اپنی طرف سے اضافہ ذکر کروں گا، سو میں کہتا ہوں، مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا اس اسمِ گرامی میں ایک ساعت مشغول رہنا، فوری غم دُور کرتا اور خوشی لاتا ہے۔ نازل ہونے والی بلا ٹالتا اور مشکلات حل کرتا ہے۔ ابجد کے لحاظ سے اس کے اعداد دس ہزار کو اتنے ہی اعداد سے ضرب دی جائے اور اس حاصل ضرب کا ورد کیا جائے، تو اس کے جواز میں سلف وخلف میں سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ نتائج مجرب اور صحیح علاج اور جلد عروج حاصل ہوتا ہے۔ البتہ طالبوں کے مطابق اثرات مختلف ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ کبھی اس کا عامل اپنے اندر یہ صفت پیدا کرنا چاہتا ہے اور کبھی قضائے حاجت کے لیے اپناتا ہے، اور کبھی قبولیتِ عامہ چاہتا ہے۔ ہر کیفیت کے لیے تحریری نہیں، قلبی تلقین درکار ہے۔ اللہ سچ فرماتا اور وہی راہنمائی فرماتا ہے۔

خصوصیّت اس کی خاصیت ہے تمام دردوں دکھوں سے نجات اور فوری نجات۔ بطور دوا اس کی ترکیب استعمال یہ ہے۔ کہ صاف ستھرے برتن میں اس کے ہر حرف کا عدد لکھا جائے الف کو ایک سو گیارہ بار، دو لاموں کو ایک سو بیالیس[۱۴۲] بار، طا دس[۱۰] بار، یا گیارہ[۱۱] بار، اور فا اکیاسی بار، پھر اس پر ایک سو ساٹھ[۱۶۰] بار اسمِ اقدس اَللَّطِیْفُ پڑھو۔ یہی اس کی تعداد ہے۔ بیمار گھول کر پی لے۔ اللہ کے حکم سے شفایاب ہوگا۔

بعض مشائخ، صاحبِ اسرار نے کہا جو کوئی صاف ستھرے برتن میں سولہ[۱۶] بار لکھے، اَللّٰهُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِهٖ اور اس پر آیاتِ شفا پڑھے اور دریائے نیل کے پانی میں گھول کر مریض کو پلا دے، اگر اللہ کی تقدیر یعنی علم میں اس کی زندگی ہے۔ تو فوری شفا ہوگی اور اگر موت کا وقت آ پہنچا ہے۔ تو سکون سے موت آئے گی۔ کئی بار اس کا تجربہ کیا گیا ہے، اور صحیح رہا ہے۔ آیاتِ شفا چھ ہیں۔

۱) وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ -

۲) وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ -

۳) يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ -

۴) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ

۵) وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ -

۶) قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَّشِفَاءٌ -

حضرت انس بن مالک حجاج کے سامنے

کہا گیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف کے پاس آئے اس وقت اللہ تعالٰے سے ان کلمات کے ذریعے دعا مانگ رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ يَا لَطِيْفًا قَبْلَ كُلِّ لَطِيْفٍ يَا لَطِيْفًا بَعْدَ كُلِّ لَطِيْفٍ يَا لَطِيْفًا لُطْفٌ يَّخْلُقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَسْئَلُكَ بِمَا لَطُفْتَ بِهٖ بِخَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْ تَلْطُفَ بِیْ فِیْ خَفِیِّ لُطْفِكَ الْخَفِیِّ مِنْ خَفِیِّ لُطْفِكَ الْخَفِیِّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِيْزُ اِنَّكَ لَطِيْفٌ لَطِيْفٌ -

دس بار جب دربار میں آتے وقت آپ نے دس بار یہ دعا مانگی، حجاج اٹھ کھڑا ہوا۔ استقبال کیا، تعظیم کی اور آپ کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور انعام واکرام کیا حالانکہ وہ آپ کو قتل کی دھمکی دے چکا تھا۔

جو شخص اپنی پسند دیکھنا چاہے وضو کر کے نماز عشاء ادا کرے، نماز عشاء کے

بعد دو نفل پڑھے اور جس قدر ہو سکے اللہ کا ذکر کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے۔ پھر ۱۲۹ بار یَا لَطِیْفُ پڑھے۔ پھر پڑھے اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔ یَا ھَادِیُ۔ یَا لَطِیْفُ۔ یَاخَبِیْرُ۔ اِھْدِنِیْ وَ اَبِنْ لِیْ وَخَبِّرْنِیْ فِیْ مَنَامِیْ مَا یَکُوْنُ مِنْ اَمْرِ کَذَا وَکَذَا۔ یہاں اپنی حاجت ذکر کرے بِحَقِّ سِرِّكَ الْمَكْنُوْنِ، وَمِنْ اٰیَاتِهٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاکُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ۔ ــــــــــــ اور سو جائے، جو چاہتا ہے، خواب میں دیکھ لے گا۔ پہلی یا دوسری یا تیسری رات۔ اور جو کوئی اس کا زیادہ ذکر کرے، اللہ اس کے باطن کو نورِ معرفت سے زندہ فرمائے گا اور ظاہر کو روح لطائف سے، اس کی جان، اہل اور مال کی حفاظت فرمائے گا اور جس چیز سے وہ ڈرتا ہے۔ اللہ اس کی مدد فرمائے گا۔ جو کوئی آسانی سے روزی میں فراخی چاہے وہ ہر دن ۱۲۹ بار اس کا ورد کرے، رزق و مال میں برکت دیکھے گا۔ جو تنگی یا قید سے رہائی چاہتا ہے وہ مذکورہ تعداد میں اس کا ورد کرے اور یہ پڑھے۔ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ اِنَّهٗ ھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ۔ اس کا ورد اپنا لے، جلد چھوٹ جائے گا۔ جو دشمنوں سے چھپنا چاہے وہ مذکورہ تعداد سے اس کا ذکر کر کے پڑھے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔ ــــــــ اور چار بار یہ پڑھے یَا لَطِیْفًا فَوْقَ کُلِّ لَطِیْفٍ اَسْئَلُكَ بِالْقُدْرَةِ الَّتِیْ اِسْتَوَیْتَ بِھَا عَلَی الْعَرْشِ فَلَمْ یَعْلَمِ الْعَرْشُ اَیْنَ مُسْتَقَرُّكَ مِنْهُ اَلْطُفْ بِیْ لُطْفًا خَفِیًّا مِنْ دَقَائِقِ لُطْفِكَ الْخَفِیِّ الَّذِیْ اِذَا لَطَفْتَ بِهٖ نَفْی اَحَدٍ کُفِیَ۔ اور جو کوئی اپنی حاجت براری چاہے، اس اسمِ مقدس کو سات ہزار بار پڑھے پھر یہ پڑھے قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْکُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ

تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَّئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ " ۲۷ بار، اور اس اثنا میں کسی سے بات نہ کرے۔ اللہ تعالےٰ اس کی حاجت اسی وقت پوری فرمائے گا۔

روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حبشہ کی طرف روانہ فرمایا، تو فرمایا میں تجھے چند کلمات زاد راہ کے طور پر نہ دے دوں، انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! فرمایا یہ پڑھا کرو۔

اَللّٰهُمَّ الْطُفْ بِيْ فِيْ تَيْسِيْرِ كُلِّ عَسِيْرٍ فَاِنَّ تَيْسِيْرَ الْعَسِيْرِ عَلَيْكَ يَسِيْرٌ فَاَسْئَلُكَ التَّيْسِيْرَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

اس کے ہمیشہ ذکر کرنے کی خاصیت یہ ہے کہ روح کو قوت اور دل کو شجاعت حاصل ہوتی ہے دشمن کے دل میں ہیبت اور تمام لوگوں میں آدمی مقبول ہو جاتا ہے۔ غریب ہے تو غنی ہو جاتا ہے مقروض ہے تو اللہ اُسے بار قرض سے نجات دیتا ہے۔ ڈرتا ہے یا قید میں ہے تو خلاصی ہوتی ہے مغموم ہے تو اللہ اس کا غم دُور فرما دیتا ہے، سفر میں ہے تو بخیر و عافیت اپنے گھر واپس آئے گا۔ کسی سے جھگڑا ہے تو کامیاب ہو گا۔ اگر جابر حکمرانوں سے مقابلہ ہے تو وہ اس کی عزت و توقیر کریں گے اور اس کی حاجات براری میں مدد دیں گے۔ اس میں عجیب تاثیر ہے جابروں کے خاتمہ اور ظالموں کی جڑ کاٹنے کی۔ اگر ظالم غصّے میں ہے، اس کے سامنے سے پڑھے اس کا غصہ و غضب ٹھنڈا پڑ جائے۔ جو اپنے اُوپر پڑنے والی مصیبت پر ۱۳۳ بار اسے پڑھے جو اسم گرامی لَطِيْفٌ کے اعداد ہیں، اللہ اس کی تنگی وسعت سے بدل دے گا۔ اور ہر کام میں اس پر لُطف و کرم کا نزول رہے گا۔

کہا گیا ہے کہ جب یُوسف علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ۔ اللہ نے ان کو کنویں سے نجات بخشی اور مُلک مصر کی حکومت عطا فرمائی۔ جیسے اللہ تعالیٰ

نے اپنی کتاب عزیز میں اس کی خبر دی۔

امید ہے کہ جو شخص اس پر عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی و یسا عطا فرمائے گا جو اس نے یوسف علیہ السلام کو عطا فرمایا۔

امام غزالیؒ کی حکایت

امام غزالی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص مدت تک قید رہا۔ بس دوران اس کے وردِ زبان یُوسف علیہ السلام کا یہ قول رہا اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ، ایک رات اس کے پاس ایک نوجوان آیا اس نے کہا اُٹھ اور نکل جا۔ اس نے کہا دروازے بند ہیں، کیسے نکلوں؟ اس نے کہا تمہارا بُرا ہو، اُٹھ اور نکل جا۔ اس نے کہا دروازے ہیں کیسے نکلوں۔ اللہ کے حکم سے کھُل جاتا، یہاں تک کہ تمام دروازوں سے باہر آ گیا۔ اس شخص نے نوجوان کی طرف دیکھ کر کہا، تم کون ہو؟ جس کے سبب اللہ نے مجھ پر احسان فرمایا، نوجوان نے کہا میں لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ کا بندہ ہُوں۔

بعض عارفین نے جس کی معیشت تنگ ہو۔ اور دنیا کی کوئی چیز اس کے پاس نہ ہو، انتہائی غریب ہو، دل کسی عورت سے لگ گیا، نکاح کرنا چاہتا ہے، لیکن طاقت نہیں۔ یا تو اس کی غریبی کی وجہ سے یا اسے پسند نہیں یا بیمار رہے اور حکما اس کے علاج سے عاجز آ چکے ہیں، وضو کر کے دو نفل پڑھے۔ صدق نیت سے ۱۲۹ بار اس کا ورد کرے الحمد للہ کے حکم سے مُراد پوری ہو گی۔ کہا کہ یہ اسم لطیف مُشکلات و مصائب کے وقت جتنا جلدی تکالیف دُور کرتا ہے، کسی اور کی طرف اس کی نسبت نہیں کی جا سکتی۔ اس کے عجیب و غریب اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ جس کے رُوح یا بدن میں تکلیف ہو وہ اس کا ورد کرے۔ اثنائے ورد میں ہی اللہ ازالہ فرمائے گا۔ اور کسی ڈراؤنے ہیبت ناک واقعے پر جو دل میں اس کا ورد کرے اور خوف کی کیفیت نگاہوں میں رکھے، اسے اس کیفیت کے کمزور کرنے اور اسے ختم کر دینے کا

مشاہدہ کروایا جائے گا۔ اپنی جگہ سے کھڑا ہونے سے پہلے اس سے خوف و ڈر ختم ہو جائے گا۔ اس میں عجیب اسرار ہیں۔

امام الیافعی کی حکایت

الیافعی نے بیان کیا ہے کہ ایک بادشاہ ایک فقیر پر غضب ناک ہو گیا۔ اس کے لیے ایک قید تیار کیا۔ اس میں اس کو بند کر دیا کھانا پینا بند کر دیا۔ تین دن کے بعد فقیر قبے کے باہر خوش خوشحال پایا گیا۔ بادشاہ کو اس کی خبر دی گئی، کہا اسے میرے حضور حاضر کرو۔ جب اسے سامنے لایا گیا، بادشاہ نے کہا، اس سختی اور قید سے تجھے کیسے نجات ملی: فقیر نے کہا ایک دُعا سے جو میں نے مانگی تھی۔ بادشاہ نے کہا کون سی دُعا، فقیر نے کہا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ یَا مَنْ وَسِعَ لُطْفُہٗ اَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَسْئَلُکَ اَنْ تَلْطُفَ بِیْ مِنْ خَفِیِّ خَفِیِّ خَفِیِّ لُطْفِکَ الْخَفِیِّ الْخَفِیِّ الْخَفِیِّ الْخَفِیِّ اِذَا لَطَفْتَ بِہٖ فِیْ اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ وَفِیَّ اِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ؕ

بعض عارفین کا کہنا ہے کہ جو شخص ہر روز نو بار پڑھے اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ۔ اللہ اس کے معاملات میں لطف فرمائے گا اور اس کے لیے اچھی روزی مہیا کرے گا یہی حال اس شخص کا ہو گا جو کثرت سے اَللَّطِیْفُ کا ورد کرے۔ یہ بات مجرب ہے۔ کہ جس کی روزی تنگ ہو۔ زمانے کی تکالیف و مصائب اس پر آن پڑیں، وہ اس اسم مقدس کو ۱۲۹ بار پڑھے یا ایک ہزار بار۔ اس تکلیف کے خاتمہ کے لیے، انشاءاللہ ضرور اس سلسلہ میں اس پر لطف و کرم فرمائے گا۔

طریقہ عمل اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز عصر کے بعد کوئی وظیفہ معمول ہے۔

تو پڑھے پھر اسمِ مبارک کا مذکورہ تعداد میں ورد کرے پھر سربسجود ہو کر کہے یَا لَطِیْفُ اَلْطُفْ بِیْ یَا رَحِیْمَ الرُّحَمَاءِ پھر سر اٹھا کر یہی دعا سولہ بار پڑھے۔ الربیع نے کہا امام شافعی رحمہ اللہ کی دعاؤں میں سے ایک مقبول دعا یہ تھی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اللُّطْفَ فِیْمَا جَرَتْ بِهٖ الْمَقَادِیْرُ ـــــــ جو کوئی ہر روز ۲۹ بار اس کو پڑھے، اللہ اس کو بدترین حادثات سے محفوظ فرمائے گا۔ اور ہر حال میں اس پر لطف و کرم فرمائے گا۔

امام سہیلی کا فرمان

السہیلی رحمہ اللہ نے فرمایا، جب یعقوب علیہ السلام کے پاس ان کے بڑے بیٹے یہودا یوسف علیہ السلام کی قمیص اور خوشخبری لے کر آئے اور وہ قمیص آپ کے چہرۂ اقدس پر ڈالی اور آپ کی بینائی لوٹ آئی تو بشارت سنانے والے یہودا کو آپ نے چند کلمات سکھائے جس کو آپ اپنے والد اور دادا علیہم الصلوٰت والتسلیمات سے نقل فرمایا کہ وہ حضرات بھی سختیوں اور تکلیفوں میں ان کلمات سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ وہ کلمات یہ ہیں

یَا لَطِیْفًا فَوْقَ کُلِّ لَطِیْفٍ اُلْطُفْ بِیْ فِیْ اُمُوْرِیْ کُلِّهَا کَمَا تُحِبُّ وَارْضَنِیْ فِیْ دُنْیَایَ وَ آخِرَتِیْ۔

بعض بزرگوں سے حکایت ہے کہ مجھے تنگی و خوف لاحق ہوئے میں ڈر کے مارے گھر سے نکل کھڑا ہوا اور مکہ معظمہ کی راہ لی۔ نہ زادِ راہ نہ سواری تین دن تک چلتا رہا۔ چوتھا دن ہوا تو مجھے سخت پیاس اور گرمی محسوس ہوئی اور ہلاکت کا خوف دامنگیر ہوا صحرا میں کوئی درخت نظر نہ آیا جس کے سائے میں آرام کرتا قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گیا بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا اور سو گیا، خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور مصافحہ کیا اور کہا مبارک ہو، محفوظ رہو گے اور خانہ خدا کی زیارت سے مشرف ہو گے پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی نصیب ہو گی۔ میں نے کہا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں خضر علیہ السلام ہوں میں نے کہا اللہ سے میرے حق

میں دعا فرمائیے، فرمایا یہ پڑھو یَا لَطِیْفًا بِخَلْقِهٖ یَا عَلِیْمًا بِخَلْقِهٖ یَا خَبِیْرًا بِخَلْقِهٖ اُلْطُفْ بِیْ یَا لَطِیْفُ یَا عَلِیْمُ یَا خَبِیْرُ۔

تین بار زبان سے پڑھے۔ مجھے فرمایا یہ تحفہ ہے اس کے ذریعے ہمیشہ کی غنا ملتی ہے۔ جب بھی تنگی یا دشواری آئے اسے پڑھا کرو کافی ہے ان شاء اللہ ملے گی۔ پھر غائب ہوگئے۔ میں بیدار ہوا تو لب پر یہی کلمات تھے اس کے بعد جب بھی کوئی تنگی یا دشواری آئی اور میں نے ان کلمات کا ورد کیا، اللہ نے لطف فرمایا جس کے بیان سے عاجز و قاصر ہوں الخ

یہ فوائد ہیں جو میں نے کتاب ... اسمہ لطیف سے نقل کئے ہیں۔ اس کتاب میں اللہ کے اسم لطیف سے متعلق ... دعائیں بھی مذکور ہیں ان میں سے ایک یہ ہے جو شیخ شہاب الدین احمد ... سے مروی ہے جو اسم لطیف ... سولہ ہزار بار، چھ سو اکتالیس بار پڑھ کر پڑھے، یہ تعداد اسم لطیف کے عدد کی اپنے مثل میں ضرب دینے سے یہ تعداد بنتی ہے۔

یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ یَا وَسِعَ لُطْفُهٗ اَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَسْئَلُكَ بِخَفِیِّ لُطْفِكَ الْخَفِیِّ الْخَفِیِّ اَنْ تُخْفِیَنِیْ فِیْ خَفِیِّ خَفِیِّ لُطْفِكَ الْخَفِیِّ اِنَّكَ قُلْتَ اَللّٰهُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ۔

الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے قوت و عزت و مدد والے، تیری قوت، تیری عزت کے وسیلہ سے اے طاقت والے، کہ تو میری مدد کو آ جا۔ مددگار ہو جا۔ میرے تمام احوال، اقوال، افعال اور جتنے اچھے کاموں میں میں مصروف ہوں، اور یہ کہ دور فرما مجھ سے ہر تنگی، ناراضگی اور تکلیف جو میری غفلت اور گناہوں کا نتیجہ ہے بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ تو نے فرمایا اور

تیری بات حق ہے وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ۔ اللہ بہت کچھ معاف فرماتا ہے۔ الٰہی! جن پر تیرا لطف ہوا اور جو تیرے حضور صاحب عزت ہیں، اور تو نے پوشیدہ لطف جن کے تابع فرمایا، کہ جدھر ان کا رخ ادھر ہی تیرا لطف، میرا تجھ سے سوال ہے کہ مجھے اپنے حضور عزت بخش۔ اور مجھ سے بوجھ ہلکا فرما، اپنے پوشیدہ لطف سے، بے شک تو ہر چاہے پر قادر ہے۔

فرمایا، اللہ کے اسم مبارک لطیف سے متعلق جو دعائیں شیخ ابوالعباس الحریثی، جو قطب شعرانی کے بھائی تھے، سے منقول ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔ الٰہی! تو نے لطف فرمایا اور ہر مشکل آسان فرمائی۔ تو نے انعام فرمایا، ہر ٹوٹا ہوا ٹھیک کر دیا۔ سو میرے آقا۔ تو نے مجھ پر بڑے لطف فرمایا اور ابتدا کی توفیق بخشی۔ سو انجام کار بھی میرے معاملات میں لطف فرما۔ میری تکلیف تیرے لطف سے دور ہو گی، نہ کہ میری طاقت سے۔ اور تیرا انعام کتنا بہت ہے۔ بالا ہے، اسے بغیر مرشد و دلیل باریکیاں جاننے والے! اور میرے اور اپنے لطف کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ چھوڑ۔ الٰہی! تو نے دیکھا پردہ پوشی فرمائی۔ دیا تو بہت دیا۔ انعام و اکرام سے نوازا۔ معاملہ کیا تو خوب صورت۔ سو تو ہی جسموں پر اپنا خاص لطف فرمانے والا اور روحوں پر اپنی یکتائی کے حقائق کھولنے والا ہے میرے آقا! اگر میں تیری اطاعت کروں تو تیرے فضل سے۔ اور نافرمانی کروں تو اپنی جہالت سے۔ تیرا احسان ہمیشہ سے مجھ پر ہے۔ اور حجت میرے خلاف قائم ہو چکی۔ اے وہ کہ آنکھوں کی خیانت اور سینوں کے راز جانتا ہے۔ تمام معاملات میں مجھ پر اپنا لطف و کرم فرما۔ الٰہی! میں تیرے حضور تجھی کو وسیلہ بناتا اور تیرے حضور تیری قسم کھاتا ہوں۔ جیسے تو اپنے اوپر میری دلیل ہے۔ تو اپنی بارگاہ میں تو ہی میرا شفیع ہے۔ میرے لیے یہ اسم آسان فرما اور ان پوشیدہ خزانوں اور ظاہری ہونے والے لطائف کو، جن پر یہ مشتمل ہے، مجھے کامل نعمتیں، عام حفاظت، جامع رحمت۔ تمام عافیت، کامل شفقت عطا فرما۔ تکلیفیں دور فرما۔ فراخ روزی، اچھے کام، مکمل توفیق، عام احسان، وسیع تر

معانی، مفید تر لطف، مال حلال، بزرگ تر علم عنایت فرما۔ بے شک تُو صاحبِ حیا، کریم، سُننے اور جاننے والا ہے۔"

دُعائے خضر علیہ السلام

سیّدنا خضر علیہ السلام کی مشہور و مفید تر دعاؤں میں سے ایک یہ ہے۔ "الٰہی جس طرح دوسرے لُطف کرنے والوں سے الگ تُو لطف میں عظیم ہے اور بڑے بڑوں سے اپنی عظمت کے لحاظ سے بلند تر ہے۔ اور اپنی زمین کے نیچے کے حقائق کو بھی اسی طرح جانتا ہے جیسے اپنے عرش کے اُوپر والے کو۔ دلوں کے وسوسے تیرے آگے ظاہر اور علانیہ بات تیرے علم میں جیسے راز۔ ہر چیز تیری عظمت کے آگے سرخم کیے ہُوئے ہے اور ہر بادشاہ تیری بادشاہی کے آگے جُھکا ہوا۔ دنیا و آخرت کا ہر کام تیرے ہاتھ ہے۔ مجھے تمام غموں سے نجات بخش۔ الٰہی! میرے گناہوں کو تیرے معاف کرنے، میری اور میری خطاؤں سے تیرے درگذر کرنے اور میری بداعمالیوں پر تیری پردہ پوشی نے مجھے یہ اُمید دلائی کہ تجھ سے وہ کچھ مانگوں جس کا میں مستحق نہیں، اپنی کوتاہیوں کے باوجود تجھ سے دُعا کروں قبولیت کے یقین سے۔ اور مانوس ہو کر تجھ سے سوال کروں۔ بے شک تُو میرا محسن اور میں اپنے تیرے تعلقات کے سلسلہ میں خود اپنے ساتھ بُرائی کرنے والا ہوں، تو محبت سے مجھ پر نعمتیں نازل کرتا رہا اور میں نافرمانی سے تجھے ناراض کرتا رہا۔ لیکن تیرے سہارے نے تیرے حضور مجھے یہ جرأت بخشی تو اپنے فضل و احسان سے مجھ پر کرم فرما۔ بے شک تو بہت توبہ قبول فرمانے والا، رحم کرنے والا ہے۔" امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دُعا "الاحیاء" کی کتاب "الامر بالمعروف" میں ذکر کی ہے اور اس کے متعلق ایک واقعہ بھی لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ابوجعفر منصور بادشاہ رات کو گشت پر تھا

خلیفہ ابوجعفر منصور

اچانک ایک شخص کی آواز اس کے کانوں میں پہنچی۔ الٰہی! ظلم و فساد کا دور دورہ ہے، میں اس کی فریاد تجھی سے

کرتا رہا۔ منصور نے اس شخص کو اپنی بارگاہ میں حاضر کرنے کا حکم دیا، اُسے پیش کر دیا گیا۔ وہ شخص اس کے سامنے پیش ہوا۔ اس کے مظالم کا ذکر کیا، اور مؤثر نصیحت کی۔ منصور رو پڑا۔ پھر اس شخص کے متعلق دریافت کیا۔ لیکن وہ نظر نہ آیا۔ لوگوں نے اسے تلاش کرنا شروع کیا، بادشاہ کے ایک خاص درباری کو مل گیا۔ لیکن اس نے ہمراہ خلیفہ کے پاس جانے سے انکار کر دیا، درباری نے کہا اگر تم میرے ہمراہ نہ گئے۔ خلیفہ مجھے قتل کر دے گا اُس نے کہا خلیفہ ایسا نہیں کر سکتا۔ ایک ورق نکالا جس پر یہ دُعا رکھی تھی۔ کہا اسے لو اور اپنے جیب میں رکھ لو، اس میں مُشکل حل کرنے والی دُعا ہے۔ کہا کون سی مُشکل حل کرنے والی دُعا، کہا یہ صرف شہیدوں کو نصیب ہوتی ہے۔ جو کوئی صبح و شام یہ دُعا مانگے، اس کے گناہ ختم ہوں گے۔ ہمیشہ خوشی حاصل ہو گی، خطائیں مٹائی جائیں گی۔ دُعا قبول، رزق وسیع، اور اُمید پوری ہو گی۔ دشمن پر مدد ہو گی، اللہ کے ہاں سچا لکھا جائے گا اور شہادت کی موت نصیب ہو گی۔ کہو اَللّٰھُمَّ کَمَا لَطَفْتَ فِیْ عَظْمَتِكَ دُوْنَ اللُّطَفَاءِ۔ آخر تک۔ کہا میں نے اسے لے کر اپنے جیب میں رکھ لیا، پھر میں سیدھا امیر المؤمنین کے پاس گیا، سلام لیا، اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور مسکرایا۔ پھر کہا تیرا بُرا ہو، بہت اچھا جادُوگر ہے، میں نے کہا نہیں بخدا۔ پھر میں نے شیخ کے ساتھ ہونے والا سارا معاملہ اسے سُنایا، کہا لاؤ ان کا رقعہ۔ اس کی نقل کا حکم دیا۔ اور مجھے دس ہزار درہم دیئے۔ پھر کہا، اس شخص کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا وہ خضر علیہ السلام تھے۔ الخ۔ احیاء العلوم کی عبارت کا خلاصہ ختم ہوا۔ یہی قصہ کتاب "منہج الحنیف" میں بمع دُعا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے آخر میں اتنا اضافہ ہے "بے شک تُو نے فرمایا اور تیری بات حق ہے۔ اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۔ يَا لَطِيْفُ يَا خَبِيْرُ يَا حَفِيْظُ الزبیدی نے شرح احیاء میں فرمایا، اگر اس کے بعد اتنا اضافہ اور کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں دبہتر ہے، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمَ ۔

حیاۃ الحیوان وحلیۃ الاولیاء کے حوالہ سے سانپ کا واقعہ

الدمیری نے حیاۃ الحیوان میں سانپ پر گفتگو کرتے ہوئے حلیۃ الاولیاء لابی نعیم کے حوالہ سے سفیان بن عیینہ کے حالات میں یحییٰ بن عبدالحمید کی یہ روایت نقل کی ہے کہ میں سفیان بن عیینہ کی مجلس میں تھا۔ اس وقت ان کے پاس کم وبیش ایک ہزار آدمی حاضر تھے انہوں نے اپنی مجلس کے آخر میں بیٹھے ہوئے ایک شخص سے فرمایا، اٹھو اور لوگوں کو سانپ کی بات سناؤ تو اس شخص نے لوگوں کو سانپ کی بات بتائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک سانپ نے دشمن سے بچنے کے لیے ایک شخص سے پناہ مانگی۔ اس نے اسے پناہ دے دی۔ سانپ نے تقاضا کیا کہ مجھے اپنے پیٹ میں پناہ دے جب اس کو پیٹ میں امان مل گئی تو اب اس نے باہر نکلنے سے انکار کر دیا۔ اور اس شخص کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس شخص نے آسمان کی طرف منہ کر کے پڑھا۔

يَا لَطِيفُ يَا لَطِيفُ اُلْطُفْ بِيْ بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ يَا لَطِيفُ يَا قَدِيرُ أَسْأَلُكَ بِالْقُدْرَةِ الَّتِيْ اسْتَوَيْتَ بِهَا عَلَى الْعَرْشِ فَلَمْ يَعْلَمِ الْعَرْشُ أَيْنَ مُسْتَقَرُّكَ مِنْهُ يَا حَلِيمُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا اللهُ إِلَّا مَا كَفَيْتَنِيْ شَرَّ هٰذِهِ الْحَيَّةِ۔

ترجمہ: اے لطف فرمانے والے، اے لطف فرمانے والے! مجھ پر اپنا پوشیدہ لطف فرما، اے لطف فرمانے والے، اے قدرت والے میں تجھ سے تیری اس قدرت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں، جس پر تو تخت کائنات پر فائز ہوا، خود عرش کو بھی معلوم نہ ہو سکا کہ اس کے کس حصہ میں تیرا قرار ہے۔ اے بردبار، اے بلند تر، عظیم، ہمیشہ سے زندہ سب قائم رکھنے والے! اے اللہ! مجھ سے اس سانپ کی برائی کو دور فرما۔

اب انسانی شکل میں ایک فرشتہ اس کے سامنے آیا اور اس کے منہ پر زیتون کے سبز پتے کی طرح کوئی شے رکھی۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کے پیٹ میں حرکت سی ہوئی اور سانپ جسم کے پچھلے حصے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکل گیا" الخ۔ مختصراً۔ یہ قصہ "حیٰوۃ الحیوٰن" وغیرہ کتابوں میں مفصل ذکر کیا گیا ہے۔

الدمیری کا ایک اور نسخہ

الدمیری نے حیواۃ الحیوان میں انسان پر کلام کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا، فوائد مجربہ میں سے ایک جو بڑا بابرکت اور خیرِ کثیر کا سبب، قضائے حاجات اور غم والم کے ازالہ کے لیے آزمایا ہوا نسخہ ہے، اور ہمارے شیخ الیافعی کے قول کے مطابق یہ اسرار و رموز کا ایک انمول خزانہ ہے۔ وہ یہ کہ نمازِ عشا کے بعد پوری طہارت کے ساتھ، ایک ہی نشست میں اللہ کا نام "لَطِیْفٌ" ۱۶۶۴۱ بار پڑھے۔ خبردار کمی بیشی نہ ہونے پائے کہ اثر جاتا رہے گا۔ اس تعداد کو حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ ۱۲۹ دانوں والی تسبیح لے، اور یہ اسم اس پر ۱۲۹ بار پڑھے مقصد حاصل ہو جائے گا (گویا ۱۲۹ × ۱۲۹ = ۱۶۶۴۱ مترجم) اس کی معرفت کا یہی طریقہ بہتر ہے۔ کیونکہ اس (لطیف) کے حروف چار ہیں۔ ل۔ ط ی۔ ف۔ ابجد کے لحاظ سے ان کا کل عدد ۱۲۹ ہے۔ اب اس کو اس کے برابر میں ضرب دو۔ تو حاصل ضرب ۱۶۶۴۱ ہوا۔ اب اپنی حاجت کا ذکر کر۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ضرورت پوری ہو گی۔ جب بھی ۲۹ تک پہنچے ایک بار پڑھے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ، آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں، وہ آنکھوں کا احاطہ کرتا ہے۔ اور وہی باریک بین، خبردار ہے"۔ حیوٰۃ الحیوٰن میں حصولِ بھلائی۔ رزق و برکت کے لیے ایک فائدہ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ہر نماز کے بعد ۲۹ بار پڑھے۔ پھر کہے، اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ، اللہ اپنے بندوں پر لطف و کرم فرمانے والا ہے، جسے چاہے رزق

دے، اور وہ قوت والا غالب ہے"! اسم مبارک کی تمام قرأت کے بعد یہ دعا مانگے ،

اَللّٰهُمَّ وَسِّعْ عَلَيَّ رِزْقِيْ اَللّٰهُمَّ عَطِّفْ عَلَيَّ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ كَمَا صُنْتَ وَجْهِيْ عَنِ السُّجُوْدِ بِغَيْرِكَ فَصُنْهُ عَنْ ذُلِّ السُّؤَالِ بِغَيْرِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ "

الٰہی! مجھ پر میرا رزق کشادہ فرما دے۔ الٰہی! اپنی مخلوق کو مجھ پر مہربان فرما دے۔ الٰہی! جس طرح تو نے میرا چہرہ اپنے سوا کسی اور کے آگے جھکنے سے بچایا ہے، اپنے سوا دوسروں سے مانگنے کی ذات سے اسے محفوظ فرما دے۔ اپنی رحمت سے، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے!" عبارت ختم۔

فاضل شہیر شیخ احمد الدمیری نے اپنے مجربات میں فرمایا۔ جان لے، اللہ مجھے اور تجھے توفیق بخشے، کہ یہ اسم جلیل القدر ہے۔ اس کی برکت ظاہر اور اس کی فضیلت مشہور ہے۔ جلد قبول ہونے والا ہے اس کا بڑا راز اور عجیب خصوصیات ہیں۔ حصول رزق قضائے حاجات، تکلیف دور کرنے، ظالموں کی فریب کاری اور ان کی ہلاکت میں۔ وغیر بعض علماء و اولیاء نے اس کے بعض متعلقات سے اپنے حال و مقام کے مطابق کلام فرمایا ہے اور فرمایا، جب اسے درد و الم کے ازالہ حصول رزق اور قضائے حاجت کے لیے معمول بنانا چاہو، تو نماز فجر کے بعد ۱۲۹ بار اس کا ذکر کرو۔ اور اس کے بعد یہ دعا مانگو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ۔ اس آیت کو سات بار پڑھے اور پھر کہے۔

اَللّٰهُمَّ يَا مُسَخِّرَ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَمَنْ عَلَيْهِنَّ سَخِّرْ لِيْ كُلَّ شَيْءٍ مِّنْ عِبَادِكَ مِمَّا فِيْ بَرِّكَ وَبَحْرِكَ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ فِي الْكَوْنِ شَيْءٌ مُتَحَرِّكٌ اَوْ سَاكِنٌ صَامِتٌ اَوْ نَاطِقٌ ظَاهِرٌ اَوْ بَاطِنٌ اِلَّا سَخَّرْتَهٗ لِيْ بِبَرَكَةِ

اِسْمِكَ اللَّطِيْفِ الْمَكْنُوْنِ، يَا اللّٰهُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ، اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ، اِلٰهِيْ جُوْدُكَ دَلَّنِيْ عَلَيْكَ وَاِحْسَانُكَ قَرَّبَنِيْ اِلَيْكَ اَشْكُوْ اِلَيْكَ مَالَا يَخْفٰى عَلَيْكَ وَاَسْاَلُكَ مَالَا يَعْسُرُ عَلَيْكَ، اِذْ عِلْمُكَ بِحَالِيْ يُغْنِيْ عَنْ سُؤَالِيْ يَا مُفَرِّجًا عَنِ الْمَكْرُوْبِ كُرْبَتَهٗ، فَرِّجْ عَنِّيْ مَا اَنَا فِيْهِ يَا مَنْ لَيْسَ بِغَائِبٍ فَانْتَظِرَهٗ وَلَا بِنَائِمٍ فَاُوْقِظَهٗ وَلَا بِغَافِلٍ فَاُذَكِّرَهٗ وَلَا بِعَاجِزٍ فَاُمْهِلَهٗ يَا عَالِمًا بِالْجُمْلَةِ وَغَنِيًّا عَنِ التَّفْصِيْلِ كَفٰى عِلْمُكَ عَنِ الْمَقَالِ وَانْقَطَعَ الرَّجَاءُ اِلَّا مِنْكَ وَخَابَتِ الْاٰمَالُ اِلَّا فِيْكَ وَانْسَدَّتِ الطُّرُقُ اِلَّا اِلَيْكَ يَا اَللّٰهُ يَا سَمِيْعُ يَا قَرِيْبُ يَا بَصِيْرُ يَا مُجِيْبُ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَيَسِّرْ لِيْ رِزْقِيْ وَسَخِّرْ لِيْ جَمِيْعَ خَلْقِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

اللہ کے نام سے جو رحم فرمانے والا مہربان ہے اللہ اپنے بندوں پر لطف فرمانے والا ہے، جسے چاہے رزق دے اور وہ قوت و عزت والا ہے۔ الٰہی! اے سات آسمانوں اور سات آسمانوں اور جو کچھ ان میں ہے کو تابع فرمان بنانے والے! اپنے تمام بندوں کو میرا تابع فرمان کر دے (جو ہوس کو ہے نشاط کار کیا گیا)۔ جو تیری خشکی اور تیرے سمندر میں ہے۔ یہاں تک کہ دنیا میں جو چیز ساکن و متحرک ہے خاموش اور بولنے والی ہے۔ ظاہر ہے یا باطن بنے اسے میرے تابع فرمان کر دے۔ اپنے اسم لطیف کی برکت سے۔ جو چھپایا گیا ہے۔ اے اللہ! اے زندہ! قائم رہنے والے! جس

کا معاملہ آتنا ہے کہ جب کسی چیز سے فرمائے ہو جا وہ ہو جاتی ہے ؛ الٰہی تیری بخشش نے مجھے تیری راہ دکھائی ۔ تیرے احسان نے مجھے تیرے قریب آکر شکوہ کرنے کا حوصلہ بخشا ۔ ایسی چیز کا جو تجھ پر پوشیدہ نہیں ، اور کہ تجھ سے وہ مانگو جو تجھ پر دشوار نہیں ، کیونکہ میرے حال کو تیرا جاننا مجھے سوال کرنے سے مستغنی کر رہا ہے ۔ اور مصیبت زدہ سے مصیبت دور کرنے والے ! مجھ سے وہ مصیبت دور فرما ، جس میں مبتلا ہوں ۔ اے وہ کہ غائب نہیں ، جس کا انتظار کروں ، نہ سویا ہے کہ جگاؤں ۔ نہ غافل کہ ہیں یاد دلاؤں ، نہ تو عاجز کہ مہلت دوں اور سب کچھ جاننے والے اور تفصیل سے بے پرواہ ! بات کرنے کے مقابلے میں تیرا علم کافی ہے ۔ تیرے سوا ہر طرف سے اُمید ختم ہو گئی ۔ تیری ذات کے بغیر آرزوئیں نامراد ہو گئیں ۔ تیری راہوں کے سوا تمام راہیں بند ہو گئیں ۔ اے اللہ ! اے سننے والے ! اے نزدیک تر ! اے دیکھنے والے ! اے قبول فرمانے والے ! مجھے بخش دے اور اپنی رحمت سے مجھ پر رحم فرما ۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے ! اور میرا رزق عطا فرما ، اور تمام مخلوق کو میرے تابع فرمان کر دے ۔ ہوس کو بے نشاط کا ۔ کیا کیا ، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے ۔ اور اللہ درود بھیجے ہمارے آقا محمد آپ کی آل اور آپ کے صحابہ پر ، اور سلام ؛

آپ رحمۃ اللہ نے فرمایا ، جان لیجیے کہ یہ استغاثہ غم و الم کے ستانے ، مصیبت زدہ اور ظالم حکمرانوں یا دوسروں سے ڈرنے والوں کو فائدہ دیتا ہے ۔ جو چاہے ہماری ذکر کردہ شرائط کے ساتھ اس کا ذکر کرے ، اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی وقت دُعا قبول ہو گی ۔ بعض خلوت نشینوں سے منقول ہے کہ جب تم حاجت براری مقصود ہو تو حرف ندا کے ساتھ ۔

اپنی حاجت کا تصور کر کے اس کے اعداد کبیر کے مطابق ۱۴۱ ۱۹۶ بار یَا لَطِیْفُ کہے۔ حاجت نگاہِ تصور میں رہے پھر فارغ ہو کر سات بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام اقطاب، اغیاث، اولیاء، نجباء، اوتاد اور نیکوکاروں کو اس کا ثواب ہدیہ کرے۔ پھر سات بار یہ دعا پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ اللہ کے حکم سے مراد پوری ہو گی۔ دعائے مبارک یہ ہے۔ اے اللہ! ادرپا لنے والوں کے پا لنے والے! سب کو اپنی لطیف ربوبیت سے پا لنے والے! بلا محنت، اپنے پوشیدہ جاری وساری لطف سے مجھے جلد کامیاب فرما۔ اور اپنے لطف کی انگلیوں میں مجھے بدل دے۔ یہاں تک کہ میں تیرا لطیف لطف ہر طرف دیکھوں۔ خواہ اس کی طرف اشارہ ہو سکے یا نہ۔ یہاں تک کہ خوشی خوشی، مزے لوٹتے لوٹتے تیرے بحر لطف میں ڈوب جاؤں۔ وہ مٹھاس جو تیرے اسرار پانے والوں کی ارواح کی غذا ہے۔ مجھے اپنے اسماء میں سے ایک اسم اور اپنے انوار میں سے ایک نور عطا فرما۔ جسے اپنا نے والا زمین میں داخل مخلوق اور اس سے نکلنے والی، اور آسمان سے اترنے والی اور اس میں چڑھنے والی کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے بے شک تو ہی لطف فرمانے والا خبردار ہے۔ اور اللہ درود وسلام بھیجے ہمارے آقا محمد، اور آپ کی آل واصحاب پر۔ الخ۔

البسونی کی کتاب "المنہج الحنیف" میں یہ دعا کچھ لفظی تبدیلی کے ساتھ ذکر کی گئی ہے کہ اس میں اِنَّكَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ حَفِيْظٌ - کی جگہ یَا خَبِیْرُ، یَا لَطِیْفُ یَا حَفِیْظُ۔ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ درود شریف میں ان دونوں کو جمع کر دیا جائے۔

الدیربی نے کہا، بعض علماء نے کہا کہ جب اس کو حاجت براری اور مشکل کشائی کے لیے استعمال کرنا چاہو تو صحیح طریقے سے باوضو ہو کر دو نفل ادا کر کے قبلہ رو ہو کر، قضائے حاجت کے ارادے سے مذکورہ تعداد میں اس دعا کو پڑھو۔ اللہ تعالے یقیناً تمھاری حاجت پوری فرمائے گا تکلیف دور کرے گا۔ اگر حالت میں اضافہ

ہو تو کہو یَا لَطِیْفُ مَا أَسْرَعَكَ لِتَفْرِیْجِ الْکَرْبِ فِی اَوْقَاتِ الشَّدَائِدِ۔
اے مہربان مشکل اوقات میں تو کتنا جلد تکلیف دُور فرماتا ہے۔" دُعا یہ ہے:" اے اللہ! اے
مہربان! جیسے تُو نے لُطف و کرم سے زمین و آسمان پیدا فرمائے، اپنی قضا و قدر میں، جو تُو
نے میرے بارے میں طے کر دی ہے۔ لُطف و کرم فرما، اور جس مشکل میں گرفتار ہُوں اسے
دُور فرما۔ الٰہی تو مقصود ہے میں اور کس کا قصد کروں تو رب کریم ہے اور کون دینے والا
ہے۔ وہ تو معبُود، پروردگار، اس بات کا حقدار کہ میں تیرے سوا کسی پر بھروسہ نہ کروں۔
مجھ پر لازم ہے کہ تیرے سوا کسی کی پناہ نہ ڈھونڈوں۔ اے وہ، جس پر بھروسہ رکھنے
والے بھروسہ رکھتے ہیں اے وہ کہ جس کی طرف ڈرنے والے امان پاتے ہیں۔ اے وہ کہ
تمام امید وار جس کے کرم و انعام سے آس لگائے ہُوئے ہیں۔ اے وہ کہ اپنی زبردست
حکومت اور عظیم رحمت سے لاچاروں کی فریاد رسی فرماتا ہے۔ اے لُطف فرمانے والے
مُشکل اوقات میں، کتنی جلد تکالیف دُور فرماتا ہے، اپنی قُوّت و طاقت اور فضل و کرم
سے میرے متعلق اپنے حکم و فیصلہ کے نافذ کرنے میں مُجھ پر مہربان فرما کیونکہ نیکی کرنے اور
بدی سے بچنے کی طاقت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اے اللہ! اے علم والے! اے عظمت
والے! (اہل ایمان وہ ہیں،) جن کو لوگوں نے کہا کہ دشمن تمہارے گھات میں جمع ہیں، تو ان
کے ایمان میں جوش پیدا ہُوا۔ اور بول اُٹھے، ہمیں اللہ کافی ہے، اور بہترین کارساز۔" اگر
وہ منہ موڑیں، تو حبیب تم فرماؤ، مجھے اللہ کافی ہے۔ اس کے بغیر کوئی سچا معبود نہیں میرا
اسی پر بھروسہ اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔"

میں نے بعض علماء کی تحریر دیکھی، کہ اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک لَطِیْفٌ میں چار
تصرفات ہیں۔ (۱) حصولِ رزق۔ (۲) قضائے حاجات۔ (۳) قیدی کی رہائی۔ (۴)
ظالموں کی نگاہوں سے بچنا۔" اگر اس پر عمل کرنا ہے تو کپڑے اور بیٹھنے کی جگہ صاف
کر۔ اور ۱۶۶۴۱ بار "یَا لَطِیْفُ" پڑھ اور ہر ۱۲۹ کے بعد مذکورہ آیت کریمہ پڑھ

ا ر پڑھا کرے: حصولِ رزق کے لیے اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ـ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ اَنْ تَرْزُقَنِيْ رِزْقًا وَاسِعًا مِّنْ غَيْرِ تَعَبٍ وَّلَا نَصَبٍ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ـ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ جسے چاہے رزق دے اور وہ قوت والا عزت والا ہے۔ الٰہی میرا تجھ سے سوال ہے کہ کھلا ستھرا رزق عطا فرما۔ بغیر کسی سختی و تکلیف کے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

قضائے حاجت کی آیت

اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ـ اَللّٰهُمَّ اقْضِ حَاجَتِيْ مِنْ فُلَانٍ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ـ

کیا وہ اپنی مخلوق کو نہیں جانتا، حالانکہ باریک بین خبردار ہے۔ الٰہی فلاں شخص سے میری حاجت پوری کر، بے شک تو ہر چاہے پر قادر ہے۔"

قید سے رہائی کی آیت

اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ـ

"بے شک میرا رب جس پر چاہے لطف فرمانے والا ہے۔ بے شک وہی علم والا حکمت والا ہے۔"

ظالموں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہنے کی آیت

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ـ

آنکھیں اس کو کلی طور پر نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو کلی طور پر دیکھتا ہے۔

وہ باریک بین خبردار ہے:

علامہ شیخ احمد بن محمد بن عباد شاذلی نے اپنی کتاب "المفاخر العلیہ فی المآثر الشاذلیہ" میں سیدی ابوالحسن شاذلی کے وظائف میں "حزب اللطف" بھی ذکر کیا ہے۔ اور کہا تنگیوں، سختیوں میں اس کے ساتھ دعا کرے تکالیف و مصائب کے ازالہ کے لیے عجیب نسخہ ہے۔ ہر ظاہری و باطنی تکلیف کے ازالہ میں معاون۔ اور اس کے اسم گرامی "لطیف" کی دعا یہ ہو سکتی ہے" میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں مردود ہوئے شیطان سے۔ اللہ کے نام سے شروع جو رحم فرمانے والا مہربان ہے۔ سب تعریف اللہ کیلئے جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کو نہ آخر تک۔ الٰہی افضل ترین درود، فزوں ترین برکتیں پاکیزہ ترین سلام، تمام اوقات میں، اشرف مخلوق، ہمارے آقا و مولیٰ محمد پہ جو زمین و آسمان والوں میں کامل ترین ہیں، اور ان پر پروردگار کا پاکیزہ ترین سلام، تمام بارگاہوں اور لمحات میں نازل فرما۔ الٰہی! اے وہ کہ جس کا لطف تمام مخلوق کو شامل ہے اور جس کی بھلائی بندے تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور جس کا دامن تمام بندوں کا پردہ پوش ہے ہمیں اپنی عنایات کے دائرے سے نہ نکال اور ہر ڈر سے ہمیں محفوظ فرما، اور اپنے پوشیدہ لطف کے ساتھ ہمارے لیے ظاہر ہو۔ اے باطن! اے ظاہر! اے لطیف! ہم قضا میں تیرے لطف کا بچاؤ مانگتے ہیں۔ اور جب کوئی فیصلہ ہمارے خلاف ہو جاتے تو ہم سلامتی و رضا کے ساتھ اس کے آگے جھکنا مانگتے ہیں۔ الٰہی! تو ہی علم والا ہے جو ازل میں ہو چکا۔ پس اے ہمیشہ لطیف! جو مصیبت نازل ہو ہمیں اپنے لطف میں چھپا لے۔ اور اے اول! ہمیں اپنی حفاظت کے قلعے میں پناہ دے۔ اے وہ جس کی طرف التجا اور پناہ ہے۔ اے وہ کہ اپنی بحرِ قضا میں سے مخلوق کو بچانے والا، اور ان پہ اپنے زبردست حکم اور امتحان کو نازل کرنے والے ہمیں سفینۂ نجات کے سواروں میں شامل فرما دے، اور ساری زندگی آفات سے محفوظ فرما۔ بار الٰہا! جس پہ تیری نظرِ کرم پڑ گئی۔

اس کی قسمت پر لطف و کرم ہو گیا۔ تیری رعایت سے اسے قدیر وہ محفوظ و ملحوظ ہو گیا۔
اے سننے دیکھنے والے۔ اے قریب۔ اے دعا سننے والے۔ اور بہترین رعایت کرنے
والے، ہم پر نظر عنایت رکھیو! الٰہی تیرا پوشیدہ لطف دیکھنے سے لطیف تر ہے اور تو وہ
لطیف ہے جس کا لطف تمام کائنات میں جاری و ساری ہے۔ تیرا راز و اسرار کائنات
میں چھپے پڑے ہیں، جنہیں صرف اہل معرفت اور اہل نظر ہی دیکھ سکتے ہیں۔ جب انہوں
نے تیرے اس لطف کے راز کو دیکھا تو ہکے بکے رہ گئے۔ جب تک تیرا دائمی لطف ہے۔
ہمارے معبود! بندوں میں تیری مشیت کے فیصلے چلتے ہیں۔ جن کو نہ عارف پھیر سکتا ہے
نہ مرید۔ لیکن ہمارے لیے تو تو نے پوشیدہ لطف و کرم کے دروازے کھول دیئے۔
جن کے قلعے ہر مصیبت سے بچانے والے ہیں۔ پھر ہم تیری مہربانی سے ان قلعوں میں
داخل ہو گئے۔ اے وہ کہ جس شے سے فرمائے ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ ہمارے معبود!
بندوں میں تیری ہے اپنے بندوں پر۔ خصوصاً اہل محبت و مودت پر۔ تو اہل محبت و
مودت کا صدقہ۔ اے سخی ہم پر خصوصی لطف فرما۔ ہمارے معبود! لطف تیری صفت
ہے، مہربانی کرنا تیری عادت ہے۔ اور مخلوق میں اپنا حکم جاری رکھنا تیرا حق ہے اور
مخلوق پر لطف و رافت فرماتا ہے۔ دنیا میں تیرا حق پورا ہونا محال ہے۔ بار الٰہا! تیرا
لطف ہمارے وجود سے پہلے ہے۔ جب کہ ہم محتاج لطف نہ تھے تو کیا اب جب کہ
ہم تیرے لطف کے حاجتمند ہیں تو دریغ فرمانے گا، حالانکہ تو سب سے بڑھ کر رحم
فرمانے والا ہے۔ ہو نہیں سکتا ہے۔ کہ تیرا کافی و وافی لطف، ہمیں محروم کرے۔ جب کہ
تو شافی ہے۔ بار الٰہا! تیرا لطف تیری حفاظت ہے جب تو رعایت فرمائے۔ اور تیری
حفاظت تیرا لطف ہے جب تو بچائے۔ ہمیں اپنے لطف کے سرپردوں میں داخل فرما۔
اور ہم پر اپنی حفاظت کے پردے ڈال دے۔ اے لطیف! ہمارا ہمیشہ تجھ سے لطف
کا سوال ہے۔ اے حفاظت فرمانے والے! ہمیں برائی اور عداوت کی شر سے بچا۔ یا لطیف

تین بار۔ تیرے عاجز، ڈرپوک، کمزور بندے کا کون ہے؟ الٰہی! جس طرح تُو نے میرے وجود اور میرے سوال سے پہلے لُطف فرمایا، میرا حامی ہو، میرے خلاف نہ ہو۔ اے غنا دینے والے، اے امان دینے والے! تو ہی برائیاں مٹانے والی طاقت۔ تُو ہی بھلائیوں میں مدد کرنے والی اعانت اور تُو ہی میری نُصرت۔ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ جسے چاہے رزق دے اور وہ قوت والا غلبے والا ہے۔ مجھے اپنے لُطف سے مانوس کر دے۔ اے لُطف کرنے والے! ڈرنے والے کو حالِ خوف میں انس عطا فرما۔ کہ میں تیرے لُطف سے مانوس ہو جاؤں۔ اے لطیف! تو اپنے چھوٹے سے لُطف سے مجھے خطرات سے بچا سکتا ہے۔ اور میں تیرے لُطف سے اے لطیف! دشمنوں سے چھُپا رہا۔ اللہ ان کو پیچھے سے گھیرے ہوئے ہے بلکہ وہ بزرگ قرآن ہے محفوظ تختی ہے۔ تو ہر بڑے خطرے سے بچ گیا۔ میرا رب فرماتا ہے" زمین و آسمان کی حفاظت اُسے تھکاتی نہیں اور وہ بلند تر عظمت کا مالک ہے" تو ہر شیطان اور حاسد سے بچ جائے گا۔ میرا رب فرماتا ہے" ہر شیطان سرکش سے حفاظت" تو ہر راستے کے ہر غم سے محفوظ ہو گیا۔ فرماتا حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۔ مجھے اللہ کافی ہے اور بہترین کارساز" اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہمیشہ زندہ قائم رہنے والا" آیت الکرسی آخر تک۔ یقیناً تمھارے پاس تمھیں میں سے رسول تشریف لاتے" آخر سورۂ توبہ تک۔ لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ..... آخر تک۔ کافی ہے۔ کٓهٰيٰعٓصٓ، حٰمٓ عٓسٓقٓ ۔ کی جگہ قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ" سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ (آمین) الٰہی ان اسماء و اسرار کا صدقہ۔ ہمیں شر اور شریروں سے بچائیو۔ اور جتنی گندی چیزیں تو نے پیدا کیں۔ تم فرماؤ رات دن تمھارا ضامن کون ہے۔؟" اپنی رحمانیت کی ضمانت کا صدقہ ہمارا ضامن بن۔ کسی دوسرے کے ذمے ہمیں نہ ڈال" الٰہی یہ تیرے دروازے پر میرے سوال کی ذات ہے۔ میری طاقت تیری وجہ سے ہے۔ الٰہی درود و سلام اور برکت نازل فرما، اُن پر جن پر تو

نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمد، جو رسولوں کے خاتم اور نبیوں کے امام ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کو عزت و عظمت بخش۔ شرف و کرم سے نواز۔ میرے آقا مجھے رحمت و امان سے محروم نہ رکھیو۔ اے مہربان۔ اے احسان فرما۔ اے رحمٰن۔ اے رحیم۔ اور تمام نبیوں رسولوں پر سلام نازل فرما اور ان کے تمام آل و اصحاب پر۔ اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے۔

کتاب "المنہج الحنیف" میں کہا، اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی "لطیف" سے متعلق جو دعائیں شیخ ابو العباس المرسی سے منقول ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے "الٰہی بندوں تک تیرا لطف کس قدر ہے۔ اور تو جسے چاہے اپنا لطف کیسے پہنچاتا ہے تو نے اپنے پیغمبر یکے بعد دیگرے بھیجے۔ دنیا کو آخرت سے ملایا۔ تیرا نام بڑی برکت والا ہے۔ لطف فرمانے والا۔ اچھے کام کرنے والا۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، بچھڑوں کو ملانے والا۔ مختلف طبقات کو جوڑنے والا۔ چہرے تیری طرف اُٹھے ہیں۔ آنکھیں تیرے سامنے جھکی ہوئی ہیں۔ زبانیں تیری اسی قدر پاکی بولتی ہیں، جتنی دلوں کو معرفت ہے۔ تو ہر بولنے والے کے بولنے سے ورا ہے غیروں سے پردے ہیں۔ بھلائی پہنچانے میں مہربان۔ چلنے کے لیے راستے بنانے والا۔ الٰہی! تو نے غافلوں کو جگایا۔ طبیعت کے غلاموں کو آزاد کیا۔ مدہوشوں کو ہوشیار کیا۔ شہوات کے اسیروں کو آزاد کیا۔ مانگنے والوں کی دعائیں قبول کیں۔ دُور والوں کے مُرغے اذانیں دینے لگے، سو حمد و مدح کا سزاوار تو ہی ہے۔ فتح و کامرانی تیرے ہی ہاتھ ہے۔ میں تجھ سے شوق مانگتا ہوں، جو مجھے تجھ تک پہنچا دے۔ اور ایسی روشنی جو تجھ تک میری راہنمائی کرے، اور ایسا پاک رُوح جو میرے جسم میں ہر ایسی بات بٹھا دے جس کا سمجھنا دشوار ہے یا جس کا علم مجھ سے غائب ہے۔ اور اپنی طرف کی روح سے میری مدد فرما اور اپنے نور سے مجھے منور فرما کہ اس میں مسافروں کے لیے ہدایت کے راستے کھول دوں۔ اور قصد کرنے والوں کے لیے

ملا۔۔ نے والی شاہرہ واضح کر دوں، اور میرے لیے اُفق اعلیٰ اور اُفق مبین کا دروازہ کھول دے اور علیین میں میرا رتبہ بلند فرما۔ اور علم الیقین سے مجھے لطف کی چادر اُڑھا دے۔ بے شک تو سب سے بڑھ کر لطف فرمانے والا۔ اور سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

"المنہج الحنیف" میں کہا، شیخ عارف باللہ ابوالغیث یمنی سے اسم اقدس لطیف کی جو دعائیں منقول ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے۔ الٰہی بے شک تیرے لطیف جھونکے ہیں، جو مریض پر چلیں تو اُسے شفا دیں، اور بے شک تیری مہربانی کی ہوائیں ہیں کہ جب کسی قیدی کی طرف چلیں اُسے آزاد کر دیں۔ اور تیری نگاہ کرم ہے کہ جب سمندر کے سمندر میں ڈوبنے والے پر پڑے اُسے بچا لے۔ اور بے شک تیری رحمت، جب بدبخت کا ہاتھ پکڑے اسے نیک بخت کر دے اور بے شک تیرا لطف و کرم ہے۔ جب کسی غریب پر وسائل تنگ ہو جائیں تو وہ انھیں وسیع کر دیتا ہے، سو بار الٰہا مجھ پر اپنے لطف کی نسیم چلا دے، اور ایسی خوشبو بھیج جو میرے دل کو روگ اور غفلت کو ختم کر دے اور مجھ پر اپنی مہربانی کی پھونک مار دے۔ ایسی پھونک جس سے میری خواہش اور لغزش کی زنجیریں کھل جائیں۔ اور مجھ پر اپنی ایک ایسی نظر عنایت فرما۔ جو مجھے گمراہی کے سمندر سے بچا لے اور مجھے اپنی طرف سے ایسی رحمت عطا فرما جس سے میری بدبختی، نیک بختی سے بدل جائے۔ اور اپنے کرم سے مجھے اپنی طرف لوٹ آنا۔ اور سچی توبہ نصیب فرما اور مجھے دعا کے ذریعے اپنی سخاوت کا دروازہ کھٹکھٹانا نصیب فرما۔ یہاں تک کہ میرا دل تیری عطا سے مل جائے۔ اور میرا دست سوال تیرے شکر و ثنا کے لیے اٹھ جائے اور میری زبان تیری دعا اور تیری معرفت کی زاری میں چلنے لگے۔ یہاں تک کہ میں انسے تیری بارگاہ میں ایک سیڑھی بنا کر اپنی حاجت تک پہنچا دوں۔ اور اپنی تمام کلی و جزئی حاجات میں تجھ پر اعتماد کر دوں۔ تیری رحمت سے، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے، تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، تو پاک ہے۔ بے شک میں ہی زیادتی

کرنے والوں میں سے ہوں"

قرآنی آیات اور اذکار نبویہ
کے
خوائص و فوائد نافعہ

اس موضوع کو شروع کرنے سے پہلے، میں عارف باللہ سیدی شیخ احمد زروق کی وہ تحریر نقل کرنا چاہتا ہوں، جو حزب البحر پر لکھی گئی ان کی شرح سے لی گئی ہے۔ پھر اس کے بعد وہ فوائد و خواص لاؤں گا، جن کے اضافے کا وہاں مصنف نے وعدہ کیا ہے۔ سو میں کہتا ہوں "شیخ زروق رحمۃ اللہ نے کہا جان لے کہ مطالب کے ہر باب میں شارع کا افادہ اور اس میں اولیاء کا اضافہ ہے تو جو کوئی شارع کا فائدہ اور اولیاء کا اضافہ جمع کر لے وہ ہدایت اقتدا پر ہوگا، اور جو کوئی ایک کو حاصل کرے گا، اس میں اتنی کمی رہ جائے گی۔ البتہ حصولِ ہدایت کی کمی فائدے کی مانع ہے اور اقتدا کی کمی کبھی ضرر نہیں دیتی، کبھی دیتی ہے، کیونکہ وہ صرف قوت دینے والی ہے اور احکامِ شرع کو چھوڑ کر صرف اس پر موقوف رہنا، دنیا و آخرت میں ضرر رساں ہے۔ میں تیرے سامنے اس کی سات مثالیں ذکر کروں گا۔

اوّل ہر جب حزب البحر کو اس کی ہلاکت سے بچتے ہوئے، صرف سلامتی کے لیے استعمال کرنا چاہے تو اس کو شروع کرنے سے پہلے یہ پڑھ۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۔

ترجمہ:۔ اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اور ٹھہرنا، بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔" اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسا جاننے کا حق ہے۔ حالانکہ تمام زمین قیامت کے دن اس کے قبضہ میں ہوگی۔ اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں سمٹے ہوئے ہیں، وہ پاک و برتر ہے ان کے شرک سے۔"

کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ یہ ڈوبنے سے بچاؤ ہے۔

دوم جب تنگی سے فراخی کی طرف نکلنا چاہے تو وہ کچھ بجا لائے جس کی شیخ اپنے ساتھیوں کو تعلیم دیتے تھے۔

یَا وَاسِعُ یَا عَلِیْمُ۔ یَا ذَا الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اَنْتَ رَبِّیْ وَعِلْمُکَ حَسْبِیْ اِنْ تَمْسَسْنِیْ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا اَنْتَ وَاِنْ تُرِدْنِیْ بِخَیْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِکَ تُصِیْبُ بِہٖ مَنْ تَشَآءُ مِنْ عِبَادِکَ وَاَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

ترجمہ:۔ اے وسعت والے! اے علم والے! اے بڑے فضل والے۔ تو میرا پروردگار ہے، اور تیرا علم مجھے کافی ہے اگر تو مجھے تکلیف پہنچائے تو کوئی اسے دور کرنے والا نہیں، اور اگر تو میرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو تیرے فضل کو کوئی پھیرنے والا نہیں تو اسے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے پہنچائے اور تو بخشنے والا مہربان ہے۔"

پہلے لازمی طور پر استغفار کر کہ حدیث میں آیا ہے، جو اس کو لازمی اپنائے اللہ اس کا ہر غم دور اور ہر تنگی میں کوئی راہ نکال دیتا ہے اور جہاں سے اُسے وہم و گمان بھی نہ ہو، رزق دیتا ہے۔ اور ازالہ تکلیف کی وہ دعا استعمال کر جو بخاری شریف میں مروی ہے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔

اور سنن ابو داؤد میں حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے غم و الم اور قرض کا شکوہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ دعا تعلیم فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

ترجمہ: الٰہی! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں فکر و غم سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عاجزی و سستی سے، اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور بخل سے، اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں قرض کے غلبے اور لوگوں کے دباؤ سے۔

اور فرمایا اسے صبح اور مغرب کے بعد پڑھا کر۔

سوم: اگر تو دشمنوں پر مدد طلب کرنا چاہے اس عمل کے ذریعے جو شیخ نے اپنے ساتھیوں کو سکھایا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ إِنِّيْ أَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ حَسْبِيَ اللّٰهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مُنْتَهٰى حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

ترجمہ: اللہ پر ایمان والے بھروسہ رکھیں۔ الٰہی ان کی غلط تدبیر انہی پر الٹ دے اور ان کی برائیوں میں ہماری کفایت فرما۔ مجھے اللہ کافی ہے، اللہ نے دعا کرنے والے کی سن لی۔ اللہ کے علاوہ کوئی کنارہ نہیں، ہمیں اللہ کافی ہے اور بہترین کارساز۔

فرمایا ہر نماز کے بعد سات بار اس کا ورد کرے۔ اس سے پہلے وہ دُعا بھی کہہ لے جو خوف کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ وَنَدْرَاُبِکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے خوف کے وقت فرماتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا بِمَا شِئْتَ۔

الٰہی جیسے چاہے ہماری کفایت فرما۔

چہارم اور جب ظالم سے بچنا چاہے تو اس کے پاس جاتے وقت اس طرح عمل کرے جیسے شیخ نے ارشاد فرمایا۔ وَقَالَ مُوْسٰی اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ۔ اور موسٰی علیہ السلام نے فرمایا بے شک میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ چاہتا ہوں ہر مغرور سے جو حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔ اور جو حاکم سے ڈرے وہ اس سے پہلے وہ دُعا پڑھے جو حدیث میں آتی ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ مِنْ خَلْقِہٖ جَمِیْعًا، اَللّٰہُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْمُمْسِکُ السَّمَآءِ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِکَ فُلَانٍ وَّجُنُوْدِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ، اَللّٰھُمَّ کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّھِمْ جَلَّ ثَنَآؤُکَ وَعَزَّ جَارُکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔

ترجمہ: اللہ اپنی تمام مخلوق سے بڑا ہے جس سے میں ڈرتا ہوں اللہ اس پر غالب تر اور محفوظ تر ہے۔ میں اس اللہ کی پناہ میں آتا ہوں جس

کے سوا کوئی اور سچا معبود نہیں، آسمان کو زمین پر اپنے حکم کے بغیر گرنے سے روکنے والا ہے تیرے فلاں بندے، اس کے لشکر، اس کے پیروکاروں اور اس کے ساتھیوں کے شر سے۔ خواہ انسان ہوں یا جن۔ الٰہی! ان کے شر سے تو میری پناہ ہو جا۔ تیری تعریف بلند تر اور تیری پناہ غالب ہے۔ اور تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔"

یہ دعائیں تین بار پڑھے جیسا کہ طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

پنجم شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب تو چاہے کہ تیرا دل تیڑھا نہ ہو تجھے غم والم سے سابقہ نہ پڑے اور تجھ پر کوئی گناہ نہ رہے تو کثرت سے پڑھ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اضافہ کر لے۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ الٰہی! اس کا علم میرے دل میں جما دے، اور میرا گناہ بخش دے۔ اور تمام ایمان والے مردوں، عورتوں کو بخش دے۔ اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ اور سلام ہو اللہ کے چیدہ بندوں پر جو چاہے اس کے ہمراہ اس کے ہمراہ اس کو بھی معمول بنا لے۔" بے شک میں تیرا بندہ، تیرے بندے اور تیری کنیز کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ ہے۔" آخر تک دعا۔ جو تکلیف دور کرنے کے فوائد میں آ رہی ہے۔ جس نے بھی اسے پڑھا، اللہ نے اس کا غم کافور کیا۔ اور غم کے بدلے اسے خوشی نصیب ہوئی جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

ششم حزب البحر والحفیظہ جس کے شروع میں "اَلْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ" آتا ہے دونوں کو حصولِ فائدہ اور دفع ضرر کے لیے بتایا گیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔

"اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ"

ترجمہ: پناہ مانگتا ہوں، اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعے اس کی مخلوق کے شر سے۔"

تین بار سفر کے دوران کسی منزل پر ٹھہرے تو یہ ایمان ہے جب تک وہاں سے کوچ نہ کرے۔ سورۂ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ۔ وحشت دور کرنے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتان، صبح و شام تین بار، ہر خطرے کے لیے کافی ہے۔ یونہی بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اللہ کے نام سے شروع جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے جاننے والا ہے: جو صبح کے وقت اسے تین بار پڑھے، شام تک ناگہانی مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ یونہی شام کو پڑھے۔ صبح تک۔

ہفتم | مشائخ نے خوشحالی طلب کرنے کے کئی طریقے اور اذکار بیان کیے ہیں ایک یہ کہ صبح صادق اور نماز فجر کے درمیان ایک بار پڑھے۔

سُبْحَانَ مَنْ یَّمُنُّ وَلَا یُمَنُّ عَلَیْهِ سُبْحَانَ مَنْ یُّجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ سُبْحَانَ مَنْ یَّبْرَأُ مِنَ الْحَوْلِ وَالْقُوَّةِ اِلَیْهِ، سُبْحَانَ مَنِ التَّسْبِیْحُ مِنَّةٌ مِنْهُ عَلٰی مَنِ اعْتَمَدَ عَلَیْهِ سُبْحَانَ مَنْ یُّسَبِّحُ کُلُّ شَیْءٍ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَا مَنْ یُّسَبِّحُ لَهُ الْجَمِیْعُ تَدَارَکْنِیْ بِعَفْوِکَ فَاِنِّیْ جَزُوْعٌ۔

پھر اللہ سے سو بار استغفار کرے۔ پس چالیس دن کے اندر اندر دولت دنیا اس کے قدموں میں ہوگی۔ یہ مجرب ہے۔

حاصل کلام | پس تمام بحث کا حاصل یہ ہے کہ اسرار کا اثر اسرار شرع سے مفید ہے سو جو کوئی اپنے مقصد میں کامرانی چاہے، پہلے احکام شرع کو اپنائے، پھر ان امداد کو اپنائے۔ اسی بات کی طرف شیخ ابوالعباس البونی نے اپنی کتاب "قبس الاقتداء" میں اشارہ کیا ہے۔

تنبیہ جان لیجیے کہ ذکر و دُعا وغیرہ قضا و قدر کو بدلتے نہیں، یہ بندگی ہے۔ خلاصہ یہ کہ مقصد کے حصُول، اور قضا و قدر میں لطف و کرم کا فائدہ دیتے ہیں اور بات کو نفس کے لیے آسان کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ آدمی کسی کا محتاج نہیں رہتا، اور طلب کا مقصود یہی ہے۔ سو تم شیخ سپرد خُدا کر کے اور اس کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کر کے اور اللہ سے حُسنِ ظن رکھ کے طلب کیجیے۔ تسلیم و رضا کی پیروی کیجیے۔ تمھارا رب مشکلات کو بڑا حل کرنے والا، جاننے والا ہے۔ الخ۔

شیخ زروق کا کلام ختم ہوا۔ مختلف و منتشر فوائد کے ذکر سے پہلے قرآنی آیات و سور کے منظوم فوائد ذکر کرتا ہوں تاکہ جو حفظ کرنا چاہے وہ آسانی سے حفظ کر سکے۔

قرآنی سُورتوں اور آیتوں کے فوائد

محبّ طبری نے اپنی کتاب "خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر" میں امام شیخ ابراہیم اللقانی کے حالات میں لکھا ہے "ان کے پاس بہت فوائد تھے بہت سے فوائد نقل بھی کیے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ بچے کی پیدائش پر نومولود کے سر پر ہاتھ رکھ کر سورۂ قدر پڑھے وہ بچہ کبھی زنا نہیں کرے گا۔ یونہی انھوں نے مفید باتیں اس طرح نظم کیں۔ ؎

یٰسٓ تُنْجِیْ مِنْ دُخَانِ الْوَاقِعَہ   وَالْمُلْكُ وَالْاِنْسَانُ نِعْمَ الشَّافِعَہ

یاسین قیامت کے دھوئیں سے نجات دے گی۔ سورہ ملک اور سورہ دہر بہترین شفاعت کرنے والی ہیں۔

ثُمَّ الْبُرُوْجُ لَہَا انْشِرَاحُ ھٰذِہٖ   سَبْعٌ وَّھُنَّ الْمُنْجِیَاتُ النَّافِعَہ

پھر بروج، جو مشکل کھولنے والی ہے یہ سات ہیں، جو نجات و نفع دینے والی ہے۔"

دوسرے الفاظ میں ۔

زُمَرٌ یٰسٓ الَّتِیْ قَدْ فُصِّلَتْ تُنْجِی الْمُوَحِّدَ مِنْ دُخَانِ الْوَاقِعَه

زمر۔ یاسین۔ جو مفصل ہے توحیدی کو وقوع قیامت کے دھوئیں سے نجات دے گی۔

وَتَمَامُ سَبْعِ الْمُنْجِیَاتِ بِحَشْرِهَا وَالْمُلْكُ فَاحْفَظْهَا فَنِعْمَ الشَّافِعَه

پوری سات نجات دینے والی، قیامت میں (سورۂ حشر) اور سورۂ ملک، اسے یاد کرلے کہ بہترین شفاعت کرنے والی ہے۔

وَالْمُنْقِذَاتُ السَّبْعُ سُوْرَةُ كَوْثَرٍ مُتَتَالِیَاتٌ ثُمَّ سِتٌّ تَابِعَه

اور سات بچانے والی ہیں جن میں پہلی سورۂ کوثر اور پھر اس کے مسلسل چھ۔

وَالْمُهْلِكَاتُ السَّبْعُ قُلْ مُزَّمِّلٌ ثُمَّ الْبُرُوْجُ وَطَارِقٌ هِیَ قَاطِعَه

سات ہلاک کرنے والیاں، کہو مزمل۔ پھر بروج اور طارق جو کاٹنے والی ہے۔

ثُمَّ الضُّحٰی وَالشَّرْحُ مَعَ قَدْرٍ لِاِیْلٰفِ لِهَلَاكِ الْعَدُوِّ سَارِعَه

پھر ضحیٰ، انشراح، مع القدر، القریش۔ دشمن کی جلد ہلاکت کے لیے۔

عارف باللہ سیدی شیخ علوان الحموی نے اپنی کتاب "مصباح الهدایة" میں (۱) میں نے متاخرین میں محب الدین الدسوقی کی ایک طویل نظم دیکھی جو ان کے طویل قصیدہ ... ہے اس میں سورتوں اور آیتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ چند اشعار کا ترجمہ پیش کیا جا...

(۱) اے ... اور سورۂ واقعہ کو عشاء کے وقت ہمیشہ ترتیل سے پڑھ اس کے ذریعے بہت رزق حاصل کرے گا۔

(۲) اور مغرب کے بعد سورۂ ملک پڑھ، یہ عذاب قبر اور فتنہ قبر سے نجات دیتی ہے۔

(۳) اگر یاجوج ماجوج اور دجال سے بچنے کے لیے ہر جمعہ کو سورۂ کہف

پڑھے۔ (کیا اچھا ہے۔)

(۴) اگر نفع حاصل کرنا اور ضرر کا دفاع چاہے تو فرض نماز کے بعد دس بار سورۂ فاتحہ پڑھ۔

(۵) تکالیف دور کرنے کے لیے اپنے اوپر سورۂ یاسین لازم کرلے۔ یونہی آیۃ الکرسی، اور آخری سورت۔

(۶) یاسین تین چار بار پڑھ۔ یونہی سورۂ ملک۔ میرے فائدے کا لحاظ کر۔

(۷) جو مصیبت پڑے اُسے، آیۃ الکرسی کے بار بار پڑھنے سے دور کر۔

(۸) رات کے وقت غمگین ہوکر، قبولیت کی اُمید سے اور اس کی تعداد کے برابر ق ھا۔ کٹ ۱۲۵ بار سورۂ سجدہ کا آخر۔

(۹) آیۃ الکرسی اور سورۂ آل عمران میں حصول مطلب ہے اور سورۂ طٰہٰ سے غفلت نہ کر۔

(۱۰) سورۂ شوریٰ کی پہلی پانچ آیتیں پھر سورۂ مریم کی پانچ آیتیں۔ جمع کرکے۔

(۱۱) پہلے سورۂ مریم کی پانچ اور آخر میں سورۂ شوریٰ کی پانچ پڑھ کر ختم کردے۔

(۱۲) جب چاہے انہیں پڑھ اور ان کا لحاظ کر اور خبردار یہ بات جاہلوں کو نہ بتلانا۔

(۱۳) پھر تیرا ارادہ ہو، سورۂ حشر کی آخری آیتوں کا اور سورہ حدید کی ابتدائی آیتوں کا جہاں صحابہ کرام سے خطاب شروع ہوتا ہے۔

(۱۴) اس سے بھلائی پائے گا اور اس کی ضد سے دُور ہوگا اور ان کی تعداد ۶۵ ہے۔

(۱۵) اور سورۂ والشمس، صبح سویرے۔ حاجتوں کے لیے۔ یونہی سورۂ اعلیٰ خوشحالی قریب لانے کے لیے۔

(۱۶) ظلم سے نجات اور تکالیف سے چھٹکارا پانے کے لیے ایوب علیہ السلام کی دعا سجدے میں گر کر۔

(۱۷) اس کو لازم کر لے کہ مجرب ہے، ایک نہیں کئی بار، اس کو ۹۹ بار پڑھ۔

(۱۸) سورۂ قدر امن و رحمت کی سورت ہے۔ اسے بھی لازم کر لے اور جب باوضو ہو، پڑھ لے۔

(۱۹) اور "سورۂ کافرین" لیٹ کر پڑھ۔ یہ تجھے شرک اور رات کی برائی سے بچائے گی۔

(۲۰) سورۂ اخلاص، سورہ الناس، سورۂ الفلق میں پرہیزگاروں کے لیے نور اور پردہ پوشی ہے۔

(۲۱) ان تمام سے پہلے بسم اللہ پڑھ لینا۔ جس کے پڑھنے کی تعداد ایک ہزار چھیانوے ہے۔

(۲۲) شرط یہ ہے کہ باوضو ہو کر تشہد میں بیٹھے، نفل سے فارغ ہو کر اپنے اوپر خدا کا خوف طاری کر۔

(۲۳) اور جو مانگتا ہے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ایک ہزار بار پڑھ زیادہ نہیں۔

شیخ علوان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس پر کچھ فوائد کا اضافہ کیا ہے میں نے کہا۔

(۱) اور شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰـہَ آخر تک۔ آیت میں کفایت ہے، اور عافیت ہے، اے خطرناک بیماری والے۔

(۲) اور سورۂ فاتحہ کا دم کر دے ہر بیمار کو، جس کا منہ کڑوا، حلق سے نیچے کچھ نہیں جاتا۔ کسی جانور کے ڈنگ مارنے سے۔

(۳) سورۂ دخان کا بڑا اجر ہے۔ خصوصاً جمعہ کی رات۔ سے حاصل کر سکتے ہو۔

(۴) اِذَا زُلْزِلَتِ کو لازم کر لے۔ اس سے ڈر سے امن اور کھانے کے بعد اس کی فضیلت پہچان!۔

(۵) اِذَا زُلْزِلَ کو بار بار پڑھ اس میں فائدے ہیں بلاشبہ یہ نصف قرآن کے برابر ہے۔

(۶) اور آل عمران میں حرف مرکب (ابتدائی حروف مقطعات) کے قریب افغیر دین اللہ یبغون کو ملحوظ رکھ۔

۷۔ مجہول جانے کا ڈر ہو تو وہ کہہ جو اللہ کے فرشتوں نے حیرت میں کہا تھا۔

(۸) یہ اس وقت کی بات ہے جب میرے ربِّ قدیر نے فرمایا، مجھے ان کے نام بتاؤ تو انہوں نے کہا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا۔ اور ثابت قدم۔

(۹) فَسُبْحَانَ رَبِّیْ۔ صبح و شام سورۂ روم سے پڑھ۔ ترک نہ کرنا، نقصان ہوگا۔

(۱۰) اس سے انسان وہ بھلائیاں حاصل کر سکتا ہے۔ جو شب و روز اس سے رُک گئیں۔

(۱۱) سجستانی نے ایک عالم سے یہ روایت کی کہ تحشرون تک عاجزی و انکسار سے پڑھ۔

(۱۲) مصیبت کے وقت آیت استرجاع پڑھ (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ) ہمارا رب خسارہ پورا کرے گا۔

(۱۳) کوئی کام شروع کرنا ہو تو سورۂ کہف کی دعا اور رَبِّ اشْرَحْ لِیْ سے کر وجہ سورۂ روشن، سورۂ طٰہٰ میں ہے۔

(۱۴) اور خوف کے وقت حَسْبُنَا اللّٰهُ پڑھ، جو اسے پڑھے اللہ کے فضل و احسان سے خوف پھر جائے گا۔

(۱۵) برائیوں سے نجات دیتی ہے اللہ کی توفیق سے اسے یاد کر لے اُفَوِّضُ اَمْرِیْ الخ اسے مخلوق کے فریب پر پڑھ۔

(۱۶) روزوں وغیرہ سے فارغ ہوکر، وہ دُعا پڑھ جو بیت اللہ کے بانی علیہ السلام نے پڑھی تھی، کبھی نقصان نہ اٹھائے گا۔ (ربّنا تقبّل)

(۱۷) وہ اپنے رب سے قبولیت کی دُعا مانگتے رہے، تو بھی ان کی اقتدا کر۔ وہ کتنے عظیم اور بہتر نمونہ تھے۔

(۱۸) میّت کے پاس، موت کے وقت سورۂ رعد اور یٰسین پڑھ۔ شبِ قبر کی تنہائی میں کام آئے گی۔

(۱۹) توفیق ہو تو نورانی دن، یعنی جمعہ کے دن نمازِ جمعہ سے فارغ ہوکر۔

(۲۰) اسی جگہ وقار سے بیٹھ کر سات بار سورۂ فاتحہ پڑھ۔

(۲۱) اور سورۂ اخلاص بھی اس کے بعد کہو اے غنی! مخلوق کو پہلی بار پیدا کرنے والے۔

(۲۲) اور دوبارہ لوٹانے والے! غنی پروردگار! مشکل حل فرما اور اپنے فضل سے مجھے کفایت کر، تمام مخلوق سے۔

(۲۳) یونہی سات بار اس میں فوائد ہیں، ہر جمعہ اس پر ہمیشہ کے لیے عمل کرتا رہ۔

(۲۴) اور سورۂ کہف میں جہاں رَقُوْدٌ (سونا) کا ذکر ہے پڑھ جاگتے ہوتے۔ آئندہ کی خبر اور وقت معلوم کر لے گا۔

(۲۵) اور آیۃ الکرسی میں مَردوں کے لیے رحمت اور عام نور، پھر ان کی لغزشوں کی بخشش ہے۔

(۲۶) اور سورۂ یٰسین میں بزدلوں کے لیے فائدے ہیں۔ اور سورۂ ملک کو کبھی نہ چھوڑنا۔

(۲۷) سورۂ اخلاص گیارہ بار مُردوں کے لیے پڑھ۔ اے اچھے اخلاق والے ساتھی۔

(۲۸) یونہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خصوصی درود و سلام پڑھنے سے بھی ہر میّت سے عذاب اٹھا لیا جاتا ہے۔

(۲۹) سورۂ ہود پھر آلِ عمران، کی تلاوت کے بڑے پھل ہیں۔ ہر عبادت سے پہلے ان پر عمل کر۔

(۳۰) اور قیام کے وقت سُبْحَانَ رَبِّنَا اور مخلوق کے معبود کی تسبیح پڑھ۔

(۳۱) اس کے بعد سورۂ صافات پڑھ۔ اس کے بعد خیر اُمّت کے والی و مختار صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیج!۔

(۳۲) کہو، دُعا مانگو۔ سُبحان سے۔ تم پر اس کا ذکر لازم ہے۔ اس میں چوری کے خطرات سے امان ہے۔

(۳۳) اس کو ابنِ عباس نے روایت کیا، اور تُجھے ان کی مرفوع حدیث کافی ہے۔ جو خیر خلق صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔

(۳۴) اللہ رحمٰن کے ناموں کے درمیان دعا مانگ قبول ہو گی۔ سورۂ الانعام میں، اور من پسند مُراد حاصل کر۔

(۳۵) مال و منال پر غرور آئے تو پڑھ جو باغ والے کے ساتھی نے اسے کہی تھی (مَا شَآءَ اللّٰہ)

(۳۶) پیشاب بند ہو تو سُورۂ الم نشرح پڑھ۔ ہر چھینٹا مارتے وقت۔

(۳۷) اگلی طرف (پیشاب گاہ پر) لیکن اے ساتھی پورا عمل کرنے سے پہلے ٹھہر جا۔ تلاوت آرام سے کر۔

(۳۸) اور یہ مبتلا شخص چھینٹوں کے درمیان لٹا دیا جائے۔ بندش کھل جائے گی۔ یہ مجرب اور صحیح ہے۔

(۳۹) جلاب سخت لگ جائیں تو کاغذ پر بسم اللہ کے بعد حٰم تنزیل الکتاب لکھکر

پیٹ پر رکھ دے۔

(۴۰) سورۂ احقاف کی آخری آیت اور "النازعات" کی آخری آیت کسی ورق پر تحریر کر کے فوراً زچہ کے گلے میں ڈال دو۔ اللہ کے حکم سے بچہ آرام سے پیدا ہوگا۔

(۴۱) کوئی گم ہو جائے تو سورۂ ضحیٰ، اغنیٰ تک پڑھ۔ جو محکم آیت ہے۔

(۴۲) اور کہہ اے اللہ! تمام لوگوں کو اس دن کے لیے جمع فرمانے والے جس میں کوئی شک نہیں، میری حاجت پوری فرما۔

(۴۳) سورۂ طٰہٰ کے متن میں لوگ سوال کرتے ہیں، شفا کے لیے۔ ابو کعب! لکھ دے۔ اس کا لوگوں نے کثرت سے تجربہ کیا ہے۔

(۴۴) آمنّا تک سبحان ربنا۔ لہ حکم۔ ہر حرف و کلمہ میں۔

(۴۵) اس کے بعد میں نے کچھ فوائد چھوڑ دیئے، جو کتاب اللہ میں یقیناً موجود ہیں۔

(۴۶) تو ان کو حاصل کر۔ یہ حقیقت چھپی نہیں کہ ان میں شفا ہے۔ اور ان کے ضمن میں ہر آفت کا تریاق ہے۔

(۴۷) سو مبارک ہو اس کو جو اس کے جمال کا ساتھی ہوا۔ جو یکے بعد دیگرے حسن کی تازگی دیکھتا ہے۔

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی نے شرح احیاء العلوم کے شروع میں امام غزالیؒ کے سوانح حیات کے ضمن میں فرمایا۔ اسرار فاتحہ کے متعلق یہ اشعار بھی آپ سے منسوب ہیں۔ رحمہ اللہ۔

(۱) جب تو رزق کی تلاش میں ہو، اور غلام و آزاد سے مقصد براری چاہے۔

(۲) اور جس کی امید ہے، اسے جلد حاصل کرنا چاہے، اور مخالفت بیوفائی سے محفوظ رہنا چاہے۔

(۳) تو فاتحہ کتاب کا دامن تھام لے۔ بے شک اس میں تیری امید کا راز پوشیدہ ہے۔

(۴) تو ہمیشہ۔ صبح و شام ظہر و عصر اس کا ذکر کرتا رہ۔

(۵) ہر رات نوّے تک پڑھ۔ اس کے بعد دس اور دسو کی تعداد پوری کر۔

(۶) جو عزت و مرتبہ، دبدبہ اور عالی قدری چاہے گا، پائے گا۔

(۷) اور وہ پردہ پائے گا، جو راتوں میں بھی پامال نہ ہو۔ کوئی حادثہ اس میں کمی نہ کر سکے۔

(۸) وقار، خوشی دائمی۔ اور ہر شر کے خوف سے محفوظ ہو۔

(۹) تنگ، بھوک اور قطع تعلقی سے اور حکمرانوں کی دستبرد سے بچ جائے۔

بیماریوں سے شفا اور تکالیف کے خاتمہ سے متعلق

فوائد

سیوطی نے الاتقان میں کہا ابن السین نے کہا معوذتین وغیرہ، اسمائے خداوندی سے جھاڑ پھونک ہی دراصل طبِ رُوحانی ہے، جب نیک لوگوں کی زبان سے ہو، اللہ کے حکم سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ جب یہ قسم ناپید ہونے لگی تو لوگ طبِ جسمانی کی طرف دوڑنے لگے۔ سیوطیؒ نے کہا اس حقیقت کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اشارہ کیا ہے۔ کہ اگر اللہ کا نام یقین والا پہاڑ پر پڑھے تو وہ ٹل جائے۔ القرطبی نے کہا اللہ کے کلام اور اسما سے جھاڑ پھونک جائز ہے۔ اگر ماثور ہے تو بہتر ہے۔ الربیع نے کہا میں نے امام شافعی سے دم درود کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا اگر اللہ کے کلام اور اللہ کے ذکر جو مشہور ہے اس سے دم کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ابن بطال نے کہا معوذتین میں جو راز و اثر ہے وہ قرآن کے دیگر حصوں میں نہیں۔ کیونکہ یہ جامع دُعا پر مشتمل ہے جو اکثر نارو ابیماریوں کے لیے عام ہے مثلاً جادو، حسد، شر

شیطان، وسوسہ شیطان وغیرہ اسی لیے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اکثر اس پر اکتفا فرماتے تھے۔ پھر "الاتقان" میں فضیلت قرآن و فاتحہ کے متعلق ابن القیم کے اقوال جو عنقریب نقل کیے جائیں گے، ان میں سے بعض نقل کرنے کے بعد کہا،

مسئلہ امام نووی نے "شرح المہذب" میں کہا اگر قرآن دجتنا ہو) کسی برتن میں لکھا جائے۔ پھر اسے دھوکر مریض کو پلایا جائے تو حسن بصری۔ مجاہد، ابو قلابہ اور اوزاعی نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں۔ النخعی نے اسے مکروہ کہا ہے۔ فرمایا ہمارے مذہب کے مطابق یہ جائز ہے۔ قاضی حسین اور بغوی وغیرہ نے کہا اگر قرآن مٹھائی یا کھانے پر لکھا جائے تو اسے کھانا جائز ہے۔" الخ

الزرکشی نے کہا برتن والے مسئلے کو جن علماء نے جائز کہا ان میں العماد النیہی بھی ہیں انہوں نے یہ وضاحت بھی ساتھ کر دی ہے۔ کہ جس ورق پر قرآن لکھا ہو اسے نگلنا جائز نہیں۔ لیکن ابن عبدالسلام نے پانی پینے سے بھی منع کا فتویٰ دیا ہے۔ لیکن وہ اندر کی نجاست سے جا ملے گا۔ اس میں بحث و نظر کی گنجائش ہے۔"

ابن الحاج رحمہ اللہ نے کہا دم کرنے کے بعد تھوکنا مستحب ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا، دم کے بعد مریض پر تھوکنے سے فائدہ حصول برکت ہے۔ اس رطوبت سے۔ ہوا سے یا اس سانس سے جو دم سے ملی ہے۔ اور یا اچھے ذکر سے۔ جیسے ذکر یا اسمائے حسنیٰ کے غسالہ سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ جب اپنے اوپر دم کرتے تو پھونک مارتے اور لوہے نمک جس پر گرہ لگائی جائے اور سلیمانی انگوٹھی لکھی ہو یا گرہ لگائی جائے، یہ صورتیں انہیں سخت ناپسند تھیں کہ اس میں جادو کی مشابہت ہے۔" الخ

علامہ ابن القیم نے اپنی کتاب "زاد المعاد فی ہدی خیر العباد" میں المروزی کے حوالہ سے ابو عبداللہ یعنی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ کا یہ عمل نقل کیا، المروزی کہتے ہیں مجھے بخار ہو گیا، امام احمد کو پتہ چلا تو آپ نے میرے لیے ایک پرزے پر لکھا بسم اللہ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ، بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَاَرَادُوْا بِہٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِیْنَ، اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ اِشْفِ صَاحِبَ ھٰذَا الْکِتَابِ بِحَوْلِکَ وَقُوَّتِکَ وَجَبْرُوْتِکَ، اِلٰہَ الْحَقِّ۔ اٰمین۔ المروزی کہتے ہیں۔ ابوالمنذر عمرو بن مجمع نے ابوعبداللہ پر یہ حدیث پڑھی تو میں سن رہا تھا۔ یونس بن حبان کہتے ہیں، میں نے ابوجعفر محمد بن علی (زین العابدین) رضی اللہ عنہ سے تعویذ لٹکانے کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے فرمایا اگر کتاب اللہ یا کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تو لٹکائے اور جہاں تک ہو سکے شفا حاصل کر، میں نے کہا چوتھے کے بخار کے لیے کہوں بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلٌ۔ آخر تک۔ فرمایا، ہاں۔ امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ کہ ان حضرات نے اس سلسلہ میں نرمی سے کام لیا ہے۔ امام احمد سے پوچھا گیا کہ تکالیف کے ازالہ کے لیے جو تعویذات گلے وغیرہ میں لٹکائے جائیں ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ نے کہا مجھے امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ عبداللہ بن احمد کہتے ہیں، میں نے اپنے والد کو ڈرنے والے اور بخار وغیرہ میں مبتلا شخص کے لیے تعویذ لکھتے دیکھا ہے۔ فرمایا۔ اس سلسلہ میں امام بخاری و مسلم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صحابہ ایک سفر میں جا رہے تھے یہاں تک کہ وہ عرب قبائل میں سے ایک قبیلہ کے پاس جا ٹھہرے، انھوں نے ان سے مہمانی کا مطالبہ کیا، لیکن ان لوگوں نے ان کی مہمانی سے انکار کر دیا، اتنے میں قبیلہ کے سردار کو کسی کیڑے نے ڈس لیا۔ انھوں نے بڑی تگ و دو کی مگر درد دُور نہ ہُوا۔ ان میں سے کسی نے کہا، یہ لوگ جو یہاں ٹھہرے ہُوئے ہیں اگر ان کے پاس جاؤ تو شاید ان کے پاس کوئی علاج ہو، یہ لوگ ان صحابہ کرام کے پاس آئے اور کہنے لگے، حضرات ہمارے سردار کو

ڈسے گئے ہیں، ہم نے ہر طرح سے کوشش کر دیکھی مگر کسی چیز سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آپ میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے؟ ایک صاحب نے فرمایا ہاں۔ ہے۔ بخدا میں جھاڑ پھونک کرتا ہوں، مگر ہم نے تم سے مہمانی مانگی، تم نے ہماری مہمانی نہ کی۔ لہٰذا جب تک معاوضہ طے نہ کرو، دم نہیں کروں گا۔ اس پر ان لوگوں نے ایک ریوڑ بکریاں دیتے پر مصالحت کرلی۔ وہ صاحب گئے فاتحہ پڑھتے گئے اور دم کرتے گئے، ایسے محسوس ہوا گویا اسی کی گرہ کھول دی گئی۔ وہ شخص بھلا چنگا چلنے پھرنے لگا۔ کوئی تکلیف نہ رہی فرمایا کہ ان لوگوں نے جو معاوضہ طے پایا تھا وہ ان کے حوالے کیا۔ ان حضرات میں سے کسی نے کہا تقسیم کرلو۔ جنہوں نے دم کیا تھا انہوں نے کہا ایسا نہ کرو۔ جب تک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر سب کچھ ذکر نہ کر دیں۔ پھر دیکھیں آپ کیا حکم دیں گے۔ یہ حضرات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا فرمایا: تجھے کیسے معلوم ہوا کہ یہ دم ہے پھر فرمایا تم نے ٹھیک کیا تقسیم کرو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی نکالو" ایک اور مقام پر فرمایا فاتحۃ الکتاب "ام القرآن" ہے۔ سبع مثانی ہے مکمل شفا، نفع مند دوا، مکمل جھاڑ پھونک غنا و فلاح کی کنجی۔ قوت کی محافظ، غم والم اور خوف وحزن اس آدمی سے دور کرنے والی ہے۔ جو اس کی قدر ومنزلت پہچانے، اسے اس کا حق دے۔ اچھی طرح بیماری میں استعمال کرے۔ اس سے شفا یابی کا طریقہ جانتا ہو اور وہ بھید بھی جانتا ہوں۔ جس کی وجہ سے اس میں یہ خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ جب بعض صحابہ اس مقام پر فائز تھے۔ موذی جانور کے کاٹے پر دم کیا۔ وہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، تجھے کیسے پتہ چل گیا کہ یہ دم ہے۔ توفیق الٰہی جس کا ساتھ دے، اور چشم بصیرت حاصل ہو جائے۔ یہاں تک کہ اس سورۃ کے اسرار پر واقف ہو جائے اور جن حقائق پر مشتمل ہے۔ ان سے واقفیت ہو جائے مثلاً توحید، معرفت ذات، اسما وصفات وافعال،

شریعت پر ثابت قدم ہو۔ تقدیر، قیامت۔ تجرید، توحید و ربوبیت، الوہیت، کمال توکل ہر معاملہ مالک کے سپرد کرنا، جو ہر تعریف کا مالک ہے۔ جس کے ہاتھ تمام خیر ہے، جس کی طرف ہر معاملہ لوٹتا ہے۔ اور طلب ہدایت میں اس کی محتاجی، جو سعادت دارین کی اصل ہے، ہو۔ معانی کا حصول بھلائی اور دفع مفاسد سے جو تعلق ہے اسے جانتا ہو۔ اور یہ کہ عافیتِ مطلقہ۔ کاملہ اور نعمتِ تامہ۔ اسی سے متعلق ہے اور اسی کے وجود پر موقوف ہے تو یہ یقین اسے کئی دوائیوں اور دموں سے مستغنی کر دے۔ اس پر بھلائی کے دروازے کھل جائیں اور شر کے اسباب ختم ہو جائیں۔ یہ چیز کسی اور فطرت، کسی دوسرے عقل و ایمان کے پیدا ہونے کی محتاج ہے۔ خدا کی قسم کوئی غلط بات، کوئی باطل بات بدعت ہو، فاتحہ شریف اس کے رد و ابطال پر مشتمل ہے۔ قریب ترین اور واضح ترین طریقے سے، معارفِ الٰہیہ کا کوئی دروازہ۔ دلوں کے اعمال اور ان کی بیماریاں اور ان سے بچنے کی دوائیں، ان سب کی کنجی اور اس کا مقام و دلالت فاتحہ میں ہے اور ربُ العالمین کی طرف چلنے والوں کی جو بھی منزل ہے۔ اس کی ابتداً و انتہاً اس میں ہے۔ اللہ کی بقا کی قسم اس کی شان اس سے بڑھ کر اور بلند تر ہے جو کچھ بندے نے کیا، جس کا سہارا لیا اور جو سوچا سمجھا اور زبان سے کہا، اس سب سے برتر ہے۔ اللہ نے اسے کامل شفاء بنا کر نازل کیا، مکمل حفاظت۔ واضح نور اس کا اور اس کے لوازم کا کما حقہ سمجھنا عین سعادت ہے۔ بدعت، شرک اور دل کے باقی امراض معمولی حد تک پیدا ہوں تو ہوں۔ وہ بھی برقرار نہیں رہ سکتے۔ زمین کے خزانوں کی یہی بڑی چابی ہے۔ جیسے یہ جنت کی چابی ہے۔ ہر آدمی اس چابی سے صحیح طور پر کھول نہیں سکتا۔ اگر خزانوں کے طالب اس سورہ کے اسرار پر واقف ہو جائیں اور اس کے معانی سمجھ جائیں اور اس چابی کے حصول میں کئی سال سفر کرنا پڑے، کریں اور صحیح طریق سے کھول سکیں، تو یہ خزانے بلا روک ٹوک حاصل کر لیں، ہم یہ بات مجاز و استعارہ کے طور پر نہیں بطورِ حقیقت

عرض کر رہے ہے۔ لیکن اکثر علماء سے اس راز کے پوشیدہ رکھنے میں، اللہ کی حکمتِ بالغہ کار فرما ہے۔ جیسے زمین کے خزانوں کی ان سے پوشیدگی میں حکمت بالغہ ہے۔ ابن ماجہ نے اپنے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خَیْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْآنُ" "بہترین دوا قرآن ہے"۔ یہ تو سب کو معلوم ہے۔ کہ بعض کلام کے خواص ومنافع مجرب ہیں۔ پھر اللہ کے کلام کے متعلق کیا خیال ہے جس کی فضیلت ہر کلام پر ایسی ہے جیسی اللہ کی فضیلت اپنی مخلوق پر، جو مکمل شفا، منافع بخش حافظت نافعہ۔ نورِ رہنما، رحمت عامہ۔ وہ کہ اگر پہاڑ پر اُتارا جاتا، تو اس کی عظمت و جلال سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجاتا فرمانِ باری تعالےٰ ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ ترجمہ: ہم قرآن سے وہ نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفاء و رحمت ہے"۔

تو فاتحہ کے متعلق کیا خیال ہے۔ جس کی مثل نہ قرآن میں، نہ تورات میں، نہ انجیل و زبور میں۔ جو کتاب کے تمام مقاصد پر مشتمل ہے۔ جو اسمائے باری تعالیٰ کے اصول و مجامع کو متضمن ہے۔ یعنی اللہ، رب، رحمٰن، رحیم۔ جس میں قیامت کا اثبات، توحیدِ الوہیت کا اثبات ہے۔ جس میں مدد مانگنے کے لیے اللہ کی طرف احتیاج، طلبِ ہدایت اور خاص اسی سے طلب کا ذکر ہے۔ سب سے افضل اور نافع تر دُعا کا ذکر ہے۔ اور اس چیز کا ذکر ہے جس کی بندوں کو سب سے زیادہ احتیاج ہے اور وہ ہے سیدھے راستے کی ہدایت، جو کمالِ معرفت، توحید، عبادت کہ جو اس نے حکم دیا اس پر عمل کیا جائے اور جس سے اس نے منع فرمایا اس سے بچا جائے۔ اور تا مرگ اس پر قائم رہنے کی دُعا کو متضمن ہے۔ اور اس سورۂ مبارکہ میں مخلوق کی دو قسمیں کی گئی ہیں۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو حق کو پہچانتے، اس پر عمل کرتے، اس سے محبت اور ایثار

کا برتاؤ کرتے ہیں۔ دوسری قسم ان لوگوں کی جو حق پہچان کر اس سے منہ موڑتے اور کچھ حق شناسی کی وجہ سے گمراہ ہیں۔ یہ ہیں مخلوق کی قسمیں۔ ساتھ ہی ساتھ یہ سورۂ قضا و قدر، شرع اسماء و صفات، معاد، نبوّات، تزکیۂ نفوس، اصلاح قلوب۔ اللہ کے عدل و احسان کے ذکر اور تمام اہل باطل و بدعت کے رَد پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ یہ تمام امور ہم نے اس کی عظیم و ضخیم شرح میں ذکر کئے ہیں۔ لہٰذا یہ سورت بجا طور پر اس شان کی ہے کہ اس کے ذریعے بیماریوں سے شفا حاصل کی جائے۔ ڈسے ہوئے پر اس کا دم کیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ فاتحہ ان امور کو شامل ہے۔ خالص بندگی، اللہ کی ثنا، ہر کام اس کے سپرد کرنا۔ اس سے مدد مانگنا، اس پر بھروسہ رکھنا۔ تمام نعمتیں اس سے مانگنا تمام نعمتوں کا مجموعہ ہدایت ہے۔ جس کے ذریعے نعمتوں کا حصول اور تکالیف کا دفاع ہوتا ہے۔ سب سے بڑی دوا ہے، شافیہ کافیہ ہے۔

ایک اور قول

کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ سورۂ فاتحہ میں جھاڑ پھونک کا مقام إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ۔ ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ یہ دو کلمے اس دوا کے مضبوط ترین حصے ہیں کیونکہ ان میں عام خود سپردگی، توکل، التجا، استعاذہ، افتقار۔ طلب اور ان سب کے ساتھ اعلیٰ ترین مقصد جمع ہے۔ اور وہ ہے۔ صرف ایک پالنے والے کی عبادت۔ اور بزرگ ترین وسیلہ ہے اور وہ ہے عبادت میں ایسی مدد مانگنا جو کسی اور سورہ میں نہیں مانگی گئی۔

آپ رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا، مکہ معظمہ میں ایک ایسا وقت مجھ پر گذرا۔ کہ میں بیمار ہوا۔ نہ طبیب ملا نہ دوا۔ اس پر میں نے فاتحہ سے علاج شروع کیا۔ زمزم کا پانی لیا اور اس پر کئی بار فاتحہ پڑھی۔ پھر وہ پانی پی لیا۔ اور اسی سے صحت کاملہ پائی۔ پھر میں نے بہت ساری تکالیف میں اس پر اعتماد کیا اور بے انتہا فائدہ اٹھایا اسی کتاب میں ایک اور مقام پر فرمایا۔ اللہ فرماتا ہے۔ ہم قرآن میں وہ کچھ نازل کرتے ہیں جس میں شفا اور اہل

ایمان کے لیے رحمت ہے" صحیح یہ ہے کہ لفظ مِنْ یہاں تبعیض کے لیے نہیں، بیان جنس کے لیے ہے اور اللہ فرماتا ہے "اے لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت اور سینوں میں پائی جانے والی بیماریوں کے لیے شفا آچکی ہے" سو قرآن کریم قلب وجسم کی تمام بیماریوں کے لیے شفا آچکی ہے" دُنیا کی بیماریاں ہوں یا آخرت کی۔ لیکن اس سے شفا حاصل کرنے کی نہ ہر آدمی میں قابلیت ہے نہ موافقت۔ اور جب بیمار اچھی طرح اس سے علاج کرے۔ اور اپنی بیماری پر صدق و ایمان، قبول و تام، پختہ یقین اور مکمل شرائط کے ساتھ، اس کا استعمال کرے، بیماری کبھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔ اور زمین و آسمان کے مالک کے اس کلام کا مقابلہ بیماری کرے بھی کس طرح جسے پہاڑوں پر اُتارا جاتا، تو ان کو ریزہ ریزہ کر دیتا۔ زمین پر اتارا جاتا تو اسے کاٹ کے رکھ دیتا۔ پس دلوں اور جسموں کی کوئی بیماری ایسی نہیں، جس کی بیماری قرآن نہ بتائے۔ جس کی پرہیز نہ کرے۔ ہاں یہ سب کچھ اس کے لیے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن فہمی نصیب کی۔ فرمایا کُتب طب کے شروع میں، قرآن طبی قواعد و اصول مذکور ہیں یعنی صحت کی حفاظت اور پرہیز اور ایذا دہ چیزوں سے بچنا۔ اسی دلیل سے آپ اس قسم کی باقی مباحث کو سمجھ سکتے ہیں۔ رہیں دلی بیماریاں تو قرآن ان بیماریوں کو ان کے اسباب اور ان کے علاج کو تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کیا انہیں کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے" سو جس کو قرآن سے شفا نہیں ملتی، اُسے اللہ شفا نہ دے۔ فرمایا معوذتین کی خرابیوں کے واقع ہونے سے پہلے ہی ختم کر دینے اور ان سے حفاظت و صیانت سے متعلق بڑی شان ہے۔ اسی لیے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو ہر نماز کے بعد ان کے پڑھنے کا حکم دیا" اس کو ترمذی نے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے۔ اس روایت میں ایک بڑا راز پوشیدہ ہے۔ گویا ایک نماز سے دوسری نماز تک ہر قسم کے شر دُور رہتے ہیں۔ اور فرمایا پناہ

مانگنے والوں نے اس جیسے وسیلہ سے کبھی پناہ نہیں مانگی"۔ اور یہ بھی مذکور ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر گیارہ گرہوں سے جادو کیا گیا تو جبریل علیہ السلام یہ دونوں سورتیں لے کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جونہی ایک آیت پڑھتے ایک گرہ کھل جاتی۔ یہاں تک کہ تمام گرہیں کھل گئیں تو گویا آپ کا جسم اقدس رسّی میں بندھا ہوا تھا۔ جسے کھول دیا گیا۔

درد کا علاج جھاڑ پھونک سے

صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کسی انسان کو تکلیف ہوتی یا زخم وپھنسی ہوتی، تو آپ اپنی شہادت کی انگلی اس طرح کرتے راوی حدیث حضرت سفیان نے اپنی شہادت کی انگلی زمین پر رکھی، پھر اٹھائی اور یہ کلمات پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا "

ترجمہ: "اللہ کے نام سے، ہماری زمین کی مٹی ہمارے کسی کے لعاب کے ساتھ کہ ہمارے بیمار کو شفا دے، ہمارے رب کے حکم سے"

پھوڑے یا زخم کا دم

امام مسلم نے اپنی صحیح میں، عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے جسم میں درد کی شکایت کی اور کہا جب سے اسلام قبول کیا یہ تکلیف ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جسم کے جس حصے میں درد ہے۔ اس پر اپنا ہاتھ رکھو۔ پھر آپ نے فرمایا یہ کلمات پڑھو، تین بار بِسْمِ

اللہ اور سات بار اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ ... میں اللہ کی عزت و قدرت کی پناہ چاہتا ہوں، اس کے شر سے جو محسوس کرتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں۔"

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض اہل خانہ کو اس طرح اللہ کی پناہ میں دیتے تھے کہ اس پر اپنا دایاں دستِ اقدس پھیرتے اور فرماتے:۔

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اِذْھَبِ الْبَاسَ وَاشْفِ، اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا" ترجمہ:۔ اے اللہ! لوگوں کے پروردگار۔ تکلیف دُور فرما دے، اور شفا دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ شفا تو بس تیری شفا ہے۔ ایسی شفا جو بیماری کو نہ چھوڑے۔"

خوف و مُصیبت کا علاج

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری سُناؤ جن کو کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان لوگوں پر، ان کے پروردگار کی طرف سے برکتیں اور رحمت ہے اور وہی راہ پانے والے ہیں۔"

اور مسند میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان منقول ہے۔ جس کو مُصیبت پہنچے۔ اور وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پڑھے۔ اور یہ کہے اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا "الٰہی! میری مُصیبت میں مجھے پناہ دے اور اس کی جگہ بہتر عطا فرما" تو اللہ اس کی مُصیبت سے اسے پناہ دے گا، اور اس کی جگہ اُسے

بہتری دے گا۔" پھر ابن القیم نے زاد المعاد میں ایک اور جگہ کہا، فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ترجمہ: "نماز اور صبر کے ذریعے مدد چاہو

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ ۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

اور فرمایا:

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ ترجمہ: "اپنوں کو نماز کا حکم کرو، اور خود

اصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا بھی اس پر کاربند رہو۔ ہم تم سے

نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ رزق نہیں مانگتے، ہم تمہیں رزق دیں

لِلتَّقْوٰى ۔ گے اور انجام کار پرہیزگاری کا ہے۔"

سنن میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی بڑا واقعہ آپڑتا۔ تو آپ نماز کی طرف دوڑتے۔" نماز رزق دیتی ہے۔ صحت کی ضامن ہے۔ تکلیف دور کرنے والی، بیماریوں کو ہٹانے والی، دل کو طاقت دینے والی۔ چہرے کو چمک، طبیعت کو سرور، سستی دور، اعضا کو چستی اور طاقت بڑھانے والی ہے۔ سینہ کھولنے والی، روح کو غذا دینے والی اور دل کو منور کرنے والی ہے، نعمت کی محافظ اور بدبختی دور کرنے والی ہے۔ حصول برکت کا ذریعہ، شیطان سے دور اور رحمٰن سے قریب کرنے والی ہے۔ مختصر یہ کہ صحت، بدن اور دل کی صحت اور قوت دینے میں۔ اور جسم و روح کے ردی مواد کو ختم کرنے میں اس کی عجیب تاثیر ہے۔ جب کبھی دو شخص کسی آفت و بیماری میں مبتلا ہوں، نمازی کے حصے میں نسبتاً کم آئے گی اور انجام کار وہ محفوظ تر رہے گا اور دنیا وی خرابیوں کو دور کرنے میں نماز کی عجیب تاثیر ہے۔ خصوصاً جب نماز کی ظاہری باطنی شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے اس کا حق ادا کیا جائے اور کامل ادا کی جائے تو پھر نماز کی طرح دنیا و آخرت کے شر کوئی اور شے دور نہیں کر سکتی اور نہ دنیا و آخرت

کی بھلائیاں اس کی طرح کوئی عبادت حاصل کر سکتی ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ سے ملنے کا ذریعہ ہے۔ اور جس قدر بندہ اللہ تعالیٰ سے قریب تر ہوگا اُسی قدر

نماز کے اسرار

اس پر خیر و برکت کے دروازے کھلیں گے اور شر کے اسباب ختم ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر توفیق، عافیت، صحت، غنیمت، آرام، نعمتوں اور تمام خوشیوں کا فیضان ہوگا۔ ان کے اسباب مُہیا ہوں گے۔ سب کچھ ملے گا اور جلد ملے گا" فرمایا اس سے پہلے نماز کے ذریعے تمام دردوں سے شفا حاصل ہونے کا ذکر ہو چکا ہے۔ بشرطیکہ ابتدا میں اس کے ذریعے ان کا علاج کیا جائے۔ ایک اور جگہ فرمایا۔

بچے کی پیدائش میں تکلیف دُور کرنے کے لیے

• بچے کی پیدائش کی سختی دُور کرنے کی تحریر۔ حلال کہتے ہیں۔ مجھے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے بتایا کہ میں نے اپنے والد کو دیکھا، کہ جب کسی عورت پر زچگی کی تکلیف ہوتی تو سفید پیالے یا کسی ستھری چیز پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث لکھتے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلٰغٌ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا"

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حکمت و کرم والا۔ اللہ پاک ہے عرش عظیم کا مالک۔ سب تعریفیں اللہ پروردگار جہاں کے لیے ہیں۔ جس دن دیکھیں گے وہ وعدے وعید جو ان سے کئے گئے تھے تو محسوس ہوگا کہ وہ تو

دُنیا میں دن کا کچھ حصہ گزار کر آئے ہیں۔ ان کو اللہ کے احکام پہنچاؤ۔
جس دن قیامت کو سامنے دیکھیں گے تو محسوس ہوگا گویا دنیا میں ایک شام
یا دوپہر گزار کر آئے ہیں۔"

الخلال نے کہا، ہمیں ابوبکر مروزی نے خبر دی کہ ابوعبداللہ یعنی امام احمد بن حنبل
کے پاس ایک شخص آیا، اور کہا اے ابوعبداللہ! جو عورت دو دن سے زچگی کی تکلیف میں
مبتلا ہے آپ اس کے لیے کچھ لکھ کر دیں گے؟ آپ نے اُسے ایک بڑا پیالہ اور زعفران
لانے کو کہا، میں نے بے شمار لوگوں کے لیے انہیں تعویز لکھ کر دیتے دیکھا۔

اور عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت

دم عیسیٰ علیہ السلام

عیسیٰ علیہ السلام کا ایک گائے پر گذر ہوا جس کا بچہ ہونے والا تھا۔ گائے نے عرض کیا اے کلمۃ اللہ! میرے
لیے اللہ سے دُعا کریں کہ اس تکلیف سے نجات بخش دے۔ آپ نے فرمایا۔ اے نفس
کو نفس سے پیدا کرنے والے اور اے نفس کو نفس سے چھڑانے والے! اور اے نفس
کو نفس سے نکالنے والے۔ اسے خلاصی عطا فرما! بس اسی وقت بچہ باہر آگیا اور گائے
اسے اُٹھ کر سُونگھنے چاٹنے لگی۔ فرمایا جب بھی کسی عورت کو بچے کی پیدائش پر تکلیف ہو۔
اس کے لیے اسے لکھ لو۔ فرمایا جتنے دم پھُونک بیان ہُوئے ان کی تحریر مفید ہے اور
سلف کی ایک جماعت نے قرآنی کلمات کو لکھنے اور گھول کر پینے کی رُخصت دی ہے اور اسے
وہ شفاء قرار دیا جو قرآن میں ہے۔

اس مقصد کیلئے ایک اور تحریر

صاف ستھرے برتن میں لکھا جائے۔
اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ
لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ...... پھر اسے پانی
میں حل کر کے حاملہ کو پلایا جائے اور اس کے پیٹ پر اس کے چھینٹے مارے جائیں۔

نکسیر کے لیے ابن تیمیہ کا نسخہ

فرمایا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نکسیر والے کی پیشانی پر لکھتے

وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ "

اے زمین اپنا پانی نگل جا۔ اور اے آسمان تھم جا۔ اور پانی اُتر گیا۔ اور کام تمام ہوگیا"

میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ میں نے یہ آیت کئی مریضوں کے لیے لکھی اور وُہ ٹھیک ہو گئے۔ اور فرمایا اسے نکسیر کے خون سے نہ لکھے جیسے جاہل لوگ کرتے ہیں کیونکہ خون پلید ہے اس سے اللہ کا کلام لکھنا ناجائز ہے۔

سرکی سکری اور گنجے پن کے لیے تعویذ

اس پر لکھے۔

فَاَصَابَهَاۤ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ۔ اس کھیتی کو بگولہ پہنچا جس میں آگ ہے۔ سو وہ جل گئی"

باری کے بخار کیلیے

تین ہلکے پھلکے ورقوں پر لکھے بِسْمِ اللّٰهِ فَرَّتْ۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَرَّتْ۔ بِسْمِ اللّٰهِ قَلَّتْ۔

اللہ کے نام سے بھاگ گیا۔ اللہ کے نام سے گزر گیا۔ اللہ کے نام سے کم ہوگیا" ہر روز ایک ورق پانی میں حل کرکے نگل لے۔

عرق النساء کے لیے

(ایک قسم کا درد جو ران سے گھٹنے یا پاؤں تک ہوتا ہے) (المنجد ص ۹۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَ كُلِّ شَيْءٍ وَّخَالِقَ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنْتَ خَلَقْتَ

النِّسَاءَ فِيَّ فَلَا تُسَلِّطْهُ عَلٰى بَدَنِيْ وَلَا تُسَلِّطْنِيْ عَلَيْهِ بِقَطْعٍ وَاشْفِنِيْ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا لَا شَافِيَ اِلَّآ اَنْتَ"

ترجمہ:۔ اللہ کے نام سے شروع جو رحم کرنے والا مہربان ہے۔ اے اللہ! ہر چیز کے پروردگار! ہر شے کے مالک! ہر چیز کے پیدا کرنے والے، تُو نے ہی مجھے پیدا کیا۔ اور تُو نے ہی میرے وجود میں عرق النسا پیدا کیا۔ سو میرے بدن پر اسے مُسلّط نہ فرما۔ اور نہ ہرگز مجھے اس پر مسلط فرما، اور مجھے ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کا نام تک نہ چھوڑے تیرے سوا کوئی شفا بخشنے والا نہیں"

جسم میں درد ہو یا آنکھ پھڑکے

ترمذی نے اپنی جامع میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بخار اور تمام دردوں سے شفایاب ہونے کے لیے یہ دعا سکھاتے تھے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ"

ترجمہ:۔ اللہ بزرگ کے نام سے، میں عظمت والے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ ہر بہنے والی رگ کے شر اور آگ کی گرمی کے شر سے"

داڑھ میں درد ہے

درد والی داڑھ کے ساتھ والے رخسار پر (انگلی سے) لکھے۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ هُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ"

اللہ کے نام سے شروع جو رحم کرنے والا مہربان ہے۔ تم فرماؤ وہی تو ہے

جس نے تم کو پیدا کیا، اور تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔

بہت کم شکر کرتے ہو۔

اگر چاہے تو یہ لکھے۔

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

رات اور دن میں جو سکونت پذیر ہے، اسی کا ہے اور وہی سننے جاننے

والا ہے۔"

پھوڑا پھنسی کے لیے

پھوڑے پر ہاتھ سے لکھے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا

قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝

"اور تم سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں، تو تم فرماؤ میرا رب ان

کو دھول بنا کر اڑا دے گا۔ اور زمین کو ہموار چٹیل میدان بنائے گا جس

میں تم بل کج نہ دیکھو گے۔" (طٰہٰ ۱۰۵ تا ۱۰۷)

ابن القیم کی کتاب زاد المعاد سے میرا انتخاب ختم ہوا۔

بچے کی پیدائش میں آسانی کے لیے

ابن الحاج نے "المدخل" میں کہا، بچے کی ولادت میں آسانی کے لیے میرے

شیخ ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ نے بتایا کہ نئے برتن میں لکھے"

بیٹے تنگ پیٹ سے اور وسیع دنیا کی طرف نکل آ، اس خدا کی قدرت

سے نکل جس نے تجھے محفوظ ٹھکانے میں، مقررہ مدت تک رکھا"

اُخْرُجْ اَيُّهَا الْوَلَدُ مِنْ بَطْنٍ ضَيِّقٍ وَمِنْ تَحْتِ ضَيِّقٍ اِلٰى سِعَةِ هٰذِهِ الدُّنْيَا اُخْرُجْ بِقُدْرَةِ اللَّذِيْ جَعَلَكَ فِيْ قَرَارٍ مَكِيْنٍ اِلٰى قَدَرٍ مَعْلُوْمٍ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ۔ آخر سورہ تک .... وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ "اور ہم قرآن سے وہ کچھ نازل کرتے ہیں جو اہل ایمان کے لیے شفا و رحمت ہے"

اس دم کیے ہوئے پانی کو زچہ پئے بھی، اور اپنے چہرے پر اس کے چھینٹے بھی مارے فرمایا میں نے یہ نسخہ بعض بابرکت حضرات سے لیا اور جسے لکھ کر دیا فوری فائدہ ہوا۔"

امام سیوطی کا فرمان - جھاڑ پھونک

حافظ سیوطی نے "خصائص الکبریٰ" میں فرمایا۔ امام بیہقی نے خارجہ بن الصلت تمیمی سے، انہوں نے اپنے چچا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے، جن کے ہمراہ زنجیروں سے جکڑا ہوا پاگل تھا ان میں سے ایک نے ان سے کہا آپ کے پاس اس کے لیے کوئی دوا ہے۔؟ کیونکہ تمہارے ساتھی (رسول اللہ) بھلائی لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے صبح و شام اس پر تین دن تک فاتحہ سے جھاڑ پھونک کی۔ وہ مریض ٹھیک ہو گیا۔ اس شخص نے اسے سو بکریاں دیں۔ وہ صاحب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے اور سرکار کے سامنے یہ قصہ بیان کیا۔ فرمایا کھاؤ۔ لوگ غلط جھاڑ پھونک پر نذرانے لیتے ہیں، تم نے تو صحیح دم کیا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے اس فرمان۔ اُدْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ

..... پوری آیت،

اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو پکارو۔

کے سلسلہ میں فرمایا یہ آیت چوری سے حفاظت ہے۔

چوری سے امان

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے رات سوتے وقت اسے پڑھا اس کے گھر میں چور گھس آیا۔ گھر میں موجود سب کچھ سمیٹا اور اُٹھا کر چلتا بنا۔ وہ صحابی جاگ رہے تھے۔ یہاں تک کہ چور دروازے تک جا پہنچا۔ دیکھا دروازہ بند ہے۔ گٹھڑی اتاری تو دروازہ کھلا تھا۔ تین بار ایسا ہی ہوا (کہ گٹھڑی اٹھاتا تو دروازہ بند ہو جاتا، اُتارتا تو کھل جاتا) صاحب خانہ ہنس پڑے۔ فرمایا میں نے اپنا گھر مضبوط بنایا ہے۔

ایک نیکوکار شخص نے کہا مجھے بہت سخت درد ہوا۔ خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک میرے سر پر رکھا اور پڑھا۔

"بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّيَ اللّٰهُ حَسْبِيَ اللّٰهُ۔ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ، فَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ:

اللہ کے نام سے۔ میرا پالنے والا اللہ ہے، مجھے اللہ کافی ہے۔ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ میں نے اللہ کا سہارا لے لیا۔ میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کیا۔ جو اللہ چاہے، اللہ کے سوا کوئی طاقت نہیں"

فرمایا ان کلمات کو کثرت سے پڑھو، ان میں ہر بیماری کی شفا، ہر تکلیف سے رہائی اور دشمنوں پر مدد ہے"

سیدی احمد زروق رحمہ اللہ نے حزب البحر میں لکھی گئی اپنی شرح میں کہا حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی نماز فجر کے بعد سات بار پڑھے۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ۔

پوری آیت۔ اللہ اس کے لیے دن بھر کے لیے اسے کافی کر دے گا۔ اگرچہ توکل میں سچا نہ ہو۔ اگر شام کو پڑھے تو صبح تک یہی اثر رہے گا۔

زخمی فوجی شیخ حبیب الحموی المعروف ابن اسحاق نے اپنی کتاب "روض الازھار فی فضائل القرآن و منافع الاذکار" میں فرمایا کہ فوجی دستہ رومی علاقے میں گیا۔ ان میں سے ایک شخص گر پڑا، اس کی ران ٹوٹ گئی۔ ساتھیوں نے اٹھا کر ایک درخت کے نیچے رکھ دیا اور اس کا گھوڑا برابر میں باندھ دیا۔ کچھ پانی اور کھانا اس کے پاس رکھ کر چلے گئے۔ رات کو آنے والا آیا اور اس سے کہا جہاں تکلیف ہے وہاں ہاتھ رکھو اور پڑھو۔

"فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ"

"پھر اگر پھر جائیں تو تم فرماؤ، مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میرا اسی پر بھروسہ ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔"

سات بار اس نے پڑھا ران ٹھیک ہو گئی۔ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں مذکور حدیث اتنے اضافے کے ساتھ نقل کی۔ "كَفَاهُ اللّٰهُ مَا اَهَمَّهٗ مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَ اٰخِرَتِهٖ"

"دنیا و آخرت کی ہر پریشانی کے لیے اللہ ہی اسے کافی ہوگا۔"

پھر فرمایا، اس نعمت پر واقف ہو اور خوشی منا، کیونکہ اکثر اذکار صدق دل، اور حضور قلب پر موقوف ہوتے ہیں جب کہ اس ذکر میں تمام ذاکرین کے لیے عام رخصت ہے۔ اور دنیا و آخرت کے تمام دکھوں کا مداوا، یہ سب اس کے لیے ہے جس کو پڑھنے کی توفیق، اللہ نے دی۔ اگرچہ توکل میں وہ کچھ بلند مقام نہ رکھتا ہو، اس

مت کی قدر و منزلت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اور نہ شکر ادا ہو سکتا ہے۔ پس اوّل و
خر، ظاہر و باطن اسی کا شکر ہے، یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس کا ایک فائدہ نرم دلی
ہریلے مادوں کا اثر ہونا، اور لمبی عمر پانا ہے۔ چنانچہ ابنِ ماجہ وغیرہ ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عَلَيْكُمْ بِالشِّفَاءَيْنِ
الْعَسَلُ وَالْقُرْآنُ" دو چیزوں سے ضرور شفا حاصل کرو، شہد سے اور قرآن سے"
ابن ماجہ نے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہُ سے روایت کی۔ ایک شخص سے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خَيْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْآنُ۔ "بہترین دوا قرآن ہے" بیہقی
نے شعب میں واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہُ سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حلق میں درد کی شکایت کی۔ فرمایا۔ عَلَيْكَ بِقِرَاءَةِ
الْقُرْآنِ۔ "قرآن لازمی پڑھا کرو" ابن مردویہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ
عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درد
سینہ کی شکایت کی۔ فرمایا قرآن پڑھ۔ اللہ فرماتا ہے۔ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ۔ "سینوں
کی ہر بیماری کی شفا ہے" ابو عبید نے طلحہ بن مصرف سے روایت کی۔ کہا جاتا ہے مریض
کے پاس قرآن پڑھا جائے تو فرق محسوس کرتا ہے" بیہقی وغیرہ نے جابر بن عبداللہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ
شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ۔ ..... "قرآن کی فاتحہ ہر بیماری سے شفا ہے" الخلعی
نے اسی کو ذرا لفظی تبدیلی سے روایت کیا۔ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ شَيْءٍ
إِلَّا السَّامَ وَالسَّامُ الْمَوْتُ۔ فاتحہ کتاب ہر بیماری سے شفا ہے" بجز سام کے
اور سام موت ہے" امام بیہقی اور سعید بن منصور وغیرہ نے ابوسعید خدری
رضی اللہ عنہ سے، اور انہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ فَاتِحَةُ
الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنَ السَّمِّ۔ "فاتحہ زہر سے شفا ہے" امام بخاری نے

اپنی صحیح میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہٗ سے ہی یہ روایت نقل کی، فرمایا ہم ایک سفر میں تھے۔ ایک جگہ ٹھہرے۔ ایک جماعت نے آکر کہا، ہمارا سردار ڈسا گیا ہے۔ کیا تمہارے ہمراہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ ایک صاحب اُٹھ کر اس کے ہمراہ گئے اور فاتحہ القرآن سے اسے جھاڑا، وہ شخص ٹھیک ہوگیا۔ اس بات کا ذکر رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا، فرمایا اسے کیسے معلوم ہوگیا کہ فاتحہ جھاڑ ہے۔ طبرانی نے اوسط میں سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فاتحہ پڑھ کر مجھ پر دم کیا اور لعاب ڈالا۔

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں، سند حسن کے ساتھ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہٗ سے روایت نقل کی، کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک اعرابی آیا اور کہا یا نبی اللہ! میرے بھائی کو تکلیف ہے! فرمایا کیا تکلیف ہے؟ فرمایا جنون، فرمایا میرے پاس لاؤ۔ انہوں نے لاکر سرکار کے سامنے رکھ دیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر فاتحہ، سورہ بقرہ کی ابتدائی چار آیتیں۔ اور یہ دو آیتیں ایک تو وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۔۔۔۔ آخر تک اور دوسری آیۃ الکرسی۔ سُوْرَۃ بقرہ کی آخرتین آیتیں۔ ایک آیت سورۂ آلِ عمران کی۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ..... آخر تک اور آیت سورۂ اعراف کی اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ... آخر تک۔ سورۂ مومنون کے آخر سے فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ..... آخر تک۔ ایک آیت سورۂ جن سے وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا ..... آخر تک۔ اور سورۂ صافات کی ابتدائی دس آیتیں اور سورہ حشر کی آخری تین آیتیں۔ سورۂ اخلاص۔ معوذتین۔ اب وہ شخص اس طرح اُٹھ کھڑا ہوا گویا تکلیف تھی ہی نہیں۔

الدیلمی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دو آیتیں قرآن میں شفاعت کرنے والی ہیں اور وہ اللہ کی محبوب آیتیں

ہیں۔ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں۔

امام بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی کہ جب تم میں سے

جب جانور قابو نہ آئے

کسی کا جانور قابو نہ آئے اور بدکے تو اس کے کانوں میں یہ آیت پڑھے۔

"اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ"

کیا اللہ کے دین کے سوا کسی اور کی تلاش میں ہو؟ حالانکہ زمین و آسمان کا ہر باشندہ اسی کا تابع فرمان ہے۔ خوشی سے خواہ جبر سے۔ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔"

بیہقی شعب میں ایک مجہول سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت ہے کہ سورۂ انعام جس بیمار پر پڑھی جائے۔ اللہ اسے شفا دے گا۔"

ابن السنی نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی یہ روایت نقل کی کہ جب ان کی ولادت کا وقت قریب آیا تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمِّ سلمہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ آئیں اور جائے ولادت پر آیت الکرسی، وَاِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ والی آیت اور معوذتین پڑھیں۔

ابن ابی حاتم نے لیث کی روایت نقل کی، کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ آیتیں جادو کا علاج ہیں۔ برتن میں پانی ڈال کر یہ آیتیں پڑھ کر پانی پر دم کریں اور پانی جادو زدہ کے سر پر ڈال دیں۔ ایک تو سورۂ یونس کی آیت فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ...... المجرمین تک اور فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ آخر تک چار آیتیں۔ اور اِنَّ مَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ پوری آیت۔

کان درد اور بیہقی۔ ابن السنی اور ابو عبید نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

کہ آپ نے ایک شخص کے درد والے کان پر کچھ پڑھ کر دم کیا، اسے آرام آگیا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا؟ عرض کی اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا ..... آخر سورہ تک۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کوئی یقین والا اسے پڑھے تو وہ ٹل جائے۔

آسانی موت کے لیے

الدیلمی، ابوالشیخ ابن حبان نے اس کے فضائل میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی بھی مرنے والے کے پاس سورۂ یٰسٓ پڑھی جائے اللہ اس پر جان کی آسانی فرما دیتا ہے۔

دل کی سختی دُور کرنے کیلیے

حاکم نے مستدرک میں ابوجعفر محمدؐ بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس کے دل میں سختی ہے وہ زعفران کے ساتھ پیالے میں سورہ یٰسٓ لکھے اور پانی میں گھول کر پی لے۔

ابن الضریس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے ایک پاگل پر سورۂ یٰسٓ پڑھی تو وہ ٹھیک ہوگیا۔ یہ تمام تفصیل امام سیوطی نے "الاتقان" میں ذکر کی ہے۔

خصائص کبرٰی میں فرمایا، البیہقی نے خارجہ بن الصلت عن عمہ سے روایت کی کہ ان کا ایک قوم پر گزر ہُوا۔ جن کے پاس زنجیروں میں جکڑا ہوا پاگل تھا۔ ان میں سے ایک نے کہا، آپ کے پاس اس کی کوئی دوا ہے؟ کیونکہ تمہارے صاحب تمہارے پاس خیر لائے ہیں۔ (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ نے اس پر تین دن تک روزانہ دو بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ وہ شخص ٹھیک ہوگیا۔ اس نے انہیں سو بکریاں دیں۔ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس کا ذکر آپ سے کیا۔ فرمایا کھاؤ۔ کچھ لوگ باطل جھاڑ پھونک کر کے کھا لیتے ہیں، تم نے تو صحیح دم کیا ہے۔

زچگی کی تکلیف رفع کرنے کے لیے

بیہقی نے الدعوات میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا کہ جس عورت کو زچگی میں تکلیف ہو۔ فرمایا کاغذ پر لکھ کر اسے پلایا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالٰى رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ "كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَهَا لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِیَّةً اَوْ ضُحٰهَا" كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ۔ بَلٰغٌ فَهَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

دل کا وسوسہ دور کرنے کیلیے

ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب اپنے دل میں کسی قسم کا وسوسہ محسوس کرو تو پڑھو۔

"هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ"

"وہی اوّل وہی آخر وہی باطن اور وہی ہر شے جاننے والا ہے"

بچھو کے ڈسے کا دم آنحضورؐ نے خود فرمایا

طبرانی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے ڈسا، آپ نے پانی اور نمک منگوایا، زخم پر نمکین پانی لگانے جاتے اور پڑھتے جاتے۔ قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔

ابو داؤد، النسائی، ابن حبان اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المعوذات کے سوا اور کسی جھاڑ پھونک کو پسند نہیں فرماتے تھے۔"

ترمذی اور نسائی نے ابوسعید رضی اللہ عنہٗ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنوں اور انسانی نظرِ بد سے پناہ مانگتے تھے۔ یہاں تک کہ معوذات نازل ہوئیں، آپ نے ان کو اختیار فرمایا اور باقی چھوڑ دیئے۔

ابن ابوشیبہ نے اپنی مسند میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ سے روایت کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، جب سجدے میں گئے تو بچھو نے انگلی پر کاٹ لیا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد فرمایا، اللہ بچھو پر لعنت کرے، یہ نبی اور غیر نبی کو نہیں چھوڑتا۔ پھر نمک والا پانی منگوایا۔ آپ نے ڈسی ہوئی انگلی پانی میں ڈبو دی اور پڑھنا شروع کر دیا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اور معوذتین۔ یہاں تک کہ سکون آگیا۔

درد اور پھوڑے پھنسی کے لیے حضرت سفیان کا دم

بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ کسی انسان کو درد ہوتا، یا کوئی شخص پھوڑے پھنسی کی شکایت کرتا، تو حضرت سفیان شہادت کی انگشت زمین پر رکھ کر اٹھاتے اور پڑھتے

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔"

"اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہمارے بعض کے تھوک کے ساتھ تاکہ ہمارا بیمار، ہمارے پروردگار کے حکم سے شفایاب ہو۔"

جسم میں درد کی شکایت پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دم کرنا

امام مسلم نے اپنی صحیح میں

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں اپنے جسم میں درد کی شکایت کی۔ کہ جب سے مسلمان ہوا یہی شکایت ہے۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جسم کے جس حصہ پر درد ہے اس پر ہاتھ رکھو۔ تین بار بسم اللہ پڑھ، اور سات بار اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّمَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ ۔"

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے اھل خانہ کو جھاڑ پھونک کرنا

صحیحین میں ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بعض اہل خانہ کو اس طرح جھاڑتے تھے، دایاں ہاتھ اس پر رکھتے اور فرماتے :۔" اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَاْسَ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا ۔"

ترجمہ :" اے اللہ ! لوگوں کے پروردگار تکلیف دُور فرما اور شفا دے، تو شفا دینے والا ہے، شفا تو بس تیری شفا ہے، ایسی شفا جو بیماری کا نام نہ چھوڑے ۔"

نظر بد سے بچاؤ کیلیے سات قرآنی آیتیں

دیلمی نے مسند الفردوس میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قرآن کریم میں نظر بد سے بچاؤ کی آٹھ آیتیں ہیں۔ سات سورہ فاتحہ کی اور ایک آیت الکرسی ۔

کوئی اچھی چیز دیکھے تو ماشاء اللہ کہے

ابن السنی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی جو کسی اچھی چیز کو دیکھ کر کہے ،" مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"، اسے نظر بد نہیں لگے گی۔

ابن مصری نے اپنی امالی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع روایت

نقل کی اور اسے حسن قرار دیا کہ جس بندے کو اللہ تعالیٰ مال و اہل کی نعمت عطا فرمائے۔ اور اسے وہ نعمت اچھی لگے اور وہ دیکھ کر کہے مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، ایسے بندے سے تا دمِ مرگ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی مصیبت دُور فرما دیتا ہے

بخار دُور کرنے کا دم آنحضورؐ کا حضرت عائشہؓ کو سکھانا

امام بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ ان کو سخت بخار تھا۔ فرمایا اسے گالی نہ دینا کہ حکم کا بندہ ہے۔ ہاں چاہو تو میں تمہیں چند کلمات بتا دوں کہ پڑھو تو اسے اللہ تعالیٰ دور فرما دے۔ بولیں سکھا دیجئے۔ فرمایا، یوں کہو:۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ جِلْدِیَ الرَّقِیْقَ وَعُظْمِی الدَّقِیْقَ مِنْ شِدَّۃِ الْحَرِیْقِ یَا اُمَّ مُلْدَمٍ اِنْ کُنْتِ آمَنْتِ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ فَلَا تُصَدِّعِی الرَّأْسَ وَلَا تُنْتِنِی الْفَمَ وَلَا تَاْکُلِی اللَّحْمَ وَلَا تَشْرَبِی الدَّمَ وَتَحَوَّلِیْ عَنِّیْ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ "

الٰہی میرے پتلے چمڑے اور باریک ہڈی پر رحم فرما۔ جلانے والے کی شدت سے۔ اے ام ملدم (بخار) اگر تو اللہ بزرگ و برتر پر ایمان رکھتا ہے۔ تو میرے سر کو تکلیف نہ دے۔ منہ کو بدبودار نہ کر گوشت نہ کھا۔ خون نہ پی۔ مجھے چھوڑ کر اس کی طرف پلٹ جا جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بنا رکھا ہے"۔

کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کلمات پڑھے تو بخار ٹوٹ گیا۔

سانپ اور بچھو کے ضرر سے محفوظ رہنے کے لیے

بیہقی نے سہیل

بن ابی صالح اور اسلم قبیلہ کے ایک صاحب سے روایت کی کہ ایک شخص کو بچھو نے کاٹ لیا، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی۔ فرمایا اگر شام کے وقت یہ پڑھ لیتا: ر

"اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ"

میں اللہ کے کامل کلمات سے، اس کی مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں"

تو اسے کوئی ضرر نہ دے سکتا۔ کہا کہ میرے خاندان کی ایک عورت نے یہ کلمات پڑھے، پھر اسے سانپ نے کاٹ لیا تو اسے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

نیند لانے کا دم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی

ابن سعد نے عبدالرحمن بن ثابت سے روایت کی کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نیند اچاٹ ہو گئی۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ جب انہیں پڑھو تو نیند آ جائے۔ یوں کہو۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنَ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ "

ترجمہ: اے اللہ! اے سات آسمانوں اور جس پر ان کا سایہ ہے ان سب کے رب! زمینوں اور زمین جن چیزوں کو اٹھائے ہوئے ہے ان سب کے رب۔ شیطانوں اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا۔ ان کے رب۔ تو مجھے اپنی تمام مخلوق کے شر سے پناہ دے۔ کہ ان میں سے کوئی مجھ پر ظلم و زیادتی کرے۔ تیری پناہ غالب اور تیری تعریف بزرگ ہے اور تیرے

سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

الشہرجی نے کہا ان پوشیدہ فوائد میں سے جن کو بہت کم لوگ ہی جانتے ہیں۔

میں نے ایک بڑے عالم کی تحریر دیکھی اس میں ایک فائدہ یہ لکھا تھا کہ بخار کے مریض کی پشت پر انگلی سے اذان اور اقامت لکھی جائے، ان شاء اللہ فوراً شفا ہو گی۔

ابن الحاج نے "المدخل" میں لکھا ہے کہ کاغذ یا صاف برتن پر قرآن کی کوئی سورت یا کسی سورت کا کچھ حصہ، یا مختلف سورتوں کے مختلف ٹکڑے یا شفا والی آیتیں لکھ کر اور بطور دوا گھول کر پینے میں کوئی حرج نہیں۔

خواب میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا قرآنی آیاتِ شفا کی بشارت دینا | شیخ امام ابوالقاسم

قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منقول ہے کہ ان کا بیٹا سخت بیمار پڑ گیا، فرمایا، یہاں تک کہ میں اس کی زندگی سے مایوس ہو گیا، اور بہت پریشان تھا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اپنے بیٹے کی بیماری کی شکایت کی۔ فرمایا، شفا والی آیات کہاں گئیں؟ میں بیدار ہو گیا۔ غور و فکر کیا تو کتاب اللہ کے چھ مقامات پر مجھے نظر آئیں۔

۱۔ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ۔

۲۔ شِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ۔

۳۔ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ۔

۴۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ۔

۵۔ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ۔

۶۔ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ۔

تو میں نے ان کو ایک ورق پر لکھ لیا، پھر پانی میں حل کر کے اسے پلا دیا تو گویا بیماری کی گرہ تھی جو کھل گئی۔ یا جیسے کہا، ہمیشہ بڑے بڑے مشائخ رحمہم اللہ قرآنی آیات اور دعاؤں

لکھ کر بیماروں کو پلاتے رہے اور شفایاب کرتے رہے۔

بخار سے صحت یابی کے لیے سیدی ابو محمد المرجانی کا دم

سیدی ابو محمد المرجانی رحمہ اللہ

ہمیشہ ایک کونے میں دروازے پر بیٹھ کر بخار وغیرہ میں دم کرتے تھے۔ جسے کوئی تکلیف ہوتی ایک ورق لیتے، اُسے استعمال کرتا، اللہ کے حکم سے شفا ہوتی۔ اس پرچے پر لکھا ہوتا:۔ اَللّٰهُ اَزَلِیٌّ لَمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ، یُزِیْلُ الزَّوَالُ وَهُوَ لَا یَزَالُ۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ، وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔

حالتِ خواب میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ نسخہ

سیدی ابو محمد ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ

اکثر تعویزات سے اپنا اور اپنے اہل و عیال اور دوستوں کا علاج کرتے تھے اور یہ تمام حضرات شفایاب ہوتے۔ یہ بھی کہتے تھے کہ یہ نسخہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو خواب میں عطا فرمایا، پھر دوسری مرتبہ فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے ان کو یہ آیتیں بتائیں۔ جیسا کہ ان کے خادم نے نقل کیا۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ، لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ،

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی، یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پوری سورت اور معوذتین۔ پھر لکھے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْحَیُّ وَاَنْتَ الشَّافِیْ وَاَنْتَ الْخَالِقُ وَاَنْتَ الْبَارِیْ وَاَنْتَ الْمُبْتَلِیْ وَاَنْتَ الْمُعَافِیْ وَاَنْتَ الشَّافِیْ خَلَقْتَنَا مِنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ وَجَعَلْتَنَا فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَسْمَآئِكَ الْحُسْنٰی وَصِفَاتِكَ الْعُلْیَا یَا مَنْ بِیَدِهِ الْاِبْتِلَآءُ وَالْمُعَافَاةُ وَالشِّفَآءُ وَالدَّوَآءُ اَسْئَلُكَ بِمُعْجِزَاتِ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبَرَكَاتِ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَحُرْمَةِ كَلِیْمِكَ مُوْسٰی عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِشْفِ ...

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور پرزہ نظر بد کے لیے عطا فرمایا، وہ نسخہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تین بار لکھا جائے۔ لَا ضَرَّ اِلَّا ضَرُّكَ وَلَا نَفْعَ اِلَّا نَفْعُكَ وَلَا ابْتِلَآءَ اِلَّا ابْتِلَاؤُكَ وَلَا مُعَافَاةَ اِلَّا مُعَافَاتُكَ، اَنْتَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الَّذِیْ لَا یُجَاوِرُكَ ظُلْمُ ظَالِمٍ مِّنْ اِنْسٍ وَّلَا جِنٍّ، اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ

التَّامَّةِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بِرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ اِنْسٍ وَّجِنٍّ
اَسْئَلُكَ بِصِفَاتِكَ الْعُلْيَا الَّتِيْ لَا يَقْدِرُ اَحَدٌ عَلٰى وَصْفِهَا
وَاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى الَّتِيْ لَا يَقْدِرُ اَحَدٌ اَنْ يُّحْصِيَهَا وَ
اَسْئَلُكَ بِذَاتِكَ الْجَلِيْلَةِ وَوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَبَرَكَاتِ
نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمِ اَنْبِيَائِكَ
اَنْ تُشْفِيَهُ وَتُعَافِيَهُ وَتَرُدَّ مَا بِهٖ عَلٰى اَعْدَائِكَ۔ آخر تک۔

ترجمہ:۔ الٰہی تو ہی زندہ کرنے والا، اور تو ہی مارنے والا ہے۔ تو ہی خالق اور تُو ہی بنانے والا، تُو ہی آزمانے والا اور تو ہی معاف کرنے والا ہے۔ اور تُو ہی شفا بخشنے والا ہے۔ تو نے ہمیں ذلیل پانی سے پیدا کیا، اور پھر متعین مُدت تک محفوظ جگہ پر ٹھہرایا۔ الٰہی میں تیرے بہترین ناموں اور بلند ترین صفات کے وسیلہ سے، تجھ سے سوال کرتا ہُوں۔ اے وہ کہ جس کے ہاتھ میں امتحان و معافی ہے۔ شفاء و دوا ہے۔ میں تجھ سے تیرے نبی مُحمّد صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات، تیرے خلیل ابراہیم صلے اللہ علیہ وسلم کی برکتوں۔ اور تیرے کلیم مُوسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قابلِ تعظیم کلمات کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ اسے شفاء دے دے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اللہ کے نام سے شروع جو رحم کرنے والا مہربان ہے، ضرر ہے تو بس تیرا ضرر ہے، اور نفع تو بس تیرا نفع ہے۔ امتحان تو بس تیرا امتحان ہے۔ اور معافی تو بس تیری ہی معافی ہے تو وہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے کہ کسی جنّ و انسان کا ظلم تیری دسترس سے بڑھ نہیں سکتا۔ میں تیری ان بلند ترین صفات کے ذریعے تیری پناہ مانگتا ہوں جن

کو کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ اور تیرے ان خوبصورت ترین ناموں کے ذریعے جن کو کوئی شمار نہیں سکتا۔ میں تجھ سے تیری ذاتِ بزرگ، تیری بابرکت ہستی اور تیرے نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی برکتوں کے صدقے سوال کرتا ہوں، جو تیرے نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والے ہیں کہ اس کو شفاً عافیت عطا فرما اور اس کی تکلیف دُور فرما اور اسے اپنے دشمنوں پر لوٹا دے" اور اللہ درود وسلام بھیجے ہمارے آقا محمد پر اور آپ کی آل و اصحاب پر کثرت سے اور دونوں کو جمع کر لے تو یہ کامل تر ہے"

اس کا طریق استعمال یہ ہے، صاف ستھرے برتن یا کاغذ پر زعفران کے ساتھ لکھا جائے۔ پھر برتن کو برس سے دھویا جائے یا کاغذ پر اس کو پانی میں حل کیا جائے اور مریض کو پلایا جائے۔ پھر برتن میں جو تری رہ گئی ہے اُسے ہاتھ سے لے کر جہاں تک ممکن ہو بدن پر ملے۔

جادُو، غم اور بیماریوں سے شفا کیلیے بہترین نسخہ

شیخ رحمہ اللہ کے ایک معتقد بیمار ہُوئے۔ خواب میں ڈراؤنے اور خطرناک مناظر دیکھے۔ اس نے شیخ کی خدمت میں اس کی شکایت کی، آپ نے اسے صاف ستھرے کاغذ پر زعفران سے لکھا اور نہار منہ پینے کا حکم دیا۔ یہ تعویذ جادو، غم اور بیماریوں کے لیے مفید ہے۔ نسخہ یہ ہے کا غذ پر سورۂ یٰسین، سورۂ واقعہ، سورۂ فاتحہ۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ معوذتان، آیت الکرسی، آیت آمن الرسول سے آخر بقرہ تک۔ قُلْ آللّٰہُ اَذِنَ لَکُمْ اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ۔ جب پی چکے تو اس کے بعد زیتون کے صاف تیل میں سات عدد چھوہارے تر کر کے ان پر دم کر کے کھانے، اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جادُو کا اثر جاتا رہے گا۔ زیتون کا تیل بنانے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ خالص صاف روغن زیتون لے کر صاف ستھرے برتن میں ڈال لے۔ لکڑی وغیرہ سے اسے حرکت دیتا رہے، اور پڑھتا رہے، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ

اَحَدٌ معوذتین۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ آخر سورۃ تک وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ ۔ ...... آخر سورۃ تک۔ یہ عمل سات دن کرے۔ اس کے ساتھ ایک اور تعویذ لکھے اور اس کے اوپر لٹکائے نسخہ یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ آخر تک۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ .... وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ تک۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ ۔ آخر سورۃ تک شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ...... لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۔ آخر سورۃ تک۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ...... آخر سورۃ تک۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ...... قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۔ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۔ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ آخر سورۃ تک۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا آخر سورۃ تک۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین۔ يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ...... وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ تک۔ الٰہی تیرے پردے کے سوا کوئی پردہ نہیں۔ تیرے ستر کے سوا کوئی ستر نہیں۔ سو فلاں ابن فلاں ...۔ یہاں جادو زدہ اور اس کے باپ کا نام ... کو اپنے فضل سے ہر جن و انسان کے جادو اور شر سے بچا۔ اور اے اللہ ... تجھ سے تیرے اسم اعظم اور ان مکمل کلمات کے صدقے سوال کرتا ہوں جن کے ... نیک و بد

گزر نہیں سکتا۔ کہ تو اپنی طرف سے آتاری گئی اس پناہ سے روک دے اس تمام شر کو جو انسانوں یا جنوں سے متعلق ہے اور ہر شر والی چیز سے، جسے یہ جانتا ہے اور جسے تیرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور اس میں جو کچھ موجود اور سکون پذیر ہے۔ اپنی رحمت سے، اے سب سے بڑھ کر رحمت فرمانے والے، اور اللہ تعالیٰ درود اور تاقیامت بکثرت سلام نازل فرمائے ہمارے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم، آپ کی آل اور آپ کے صحابہ کرام پر۔ "یہ تعویذ سات دن استعمال کرو، اور یہ مذکورہ وظیفہ اس کے گلے میں لٹکا دے جسے تکلیف ہو گی، اس سے شفایاب ہو گا۔

زیتون کا تیل جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ تمام بیماریوں میں مفید ہے۔ اس کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ جسم کے جس حصے میں درد ہے اس پر تیل لگا کر کچھ دیر کے لیے دھوپ میں بیٹھا جائے۔ اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر درد زیادہ سخت ہے تو تیل لگانے کے بعد اس پر حبۃ السوداء یعنی کلونجی پیس کر لگائے" ابن الحاج کا المدخل سے کلام ختم ہوا۔

الدمیری کا قول، سردرد کے لیے آزمایا ہوا نسخہ

الدمیری رحمہ اللہ نے فرمایا، سر درد کے لیے آزمایا ہوا صحیح نسخہ جو امام شافعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا بنو امیہ کے ایک گھر چاندی کا ایک ڈبہ پایا گیا۔ جس پر سونے کا تالہ لگا ہوا تھا اس کی پشت پر لکھا تھا "ہر بیماری سے شفا" اور اس کے اندر یہ کلمات لکھے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - وَ بِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ، يَا اَيُّهَا الْوَجَعُ سَكَنْتُكَ بِالَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا -

ترجمہ:۔ اللہ کے نام سے شروع اور اللہ کی مدد سے، برائی سے بچنے و نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ تعالیٰ بلند تر، برتر کی مدد سے مل سکتی ہے۔ اے درد میں نے تجھے اس ذات کی مدد سے سکون دیا، جو آسمانوں اور زمین کو ٹلنے سے روکنے والی ہے، اور اگر یہ (اپنے مقام و نظام سے) ٹل جائیں، تو اس کے سوا کوئی ان کو روک نہیں سکتا، بے شک وہی بردباشت والا بخشنے والا ہے۔"

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس کے ہوتے اللہ کے حکم سے میں کسی حکیم طبیب کا بھی محتاج نہیں ہُوا۔ وہی شفا دینے والا ہے۔ اس عبارت سے ظاہر یہی ہے یہ صرف درد سر کے لیے مفید نہیں، بلکہ ہر بیماری میں مفید ہے۔"

الدمیری نے یہ بھی کہا کہ بنی اُمیّہ کے خزانوں میں ایک سُنہری ڈھال پائی گئی جس پر سبز زمرد کا جڑاؤ کیا گیا تھا۔ اس پر کستوری کا فور اور عنبر لگا تھا جو کوئی اسے اپنے سر پر رکھتا، اسی وقت فوراً اس کا درد ختم ہو جاتا۔ لوگوں نے اسے توڑ کر دیکھا تو اس کے اندر ایک پُرزہ ملا، جس پر یہ عبارت لکھی تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔

طاعون و وبأ کو دُور کرنے کے فوائد

شیخ الاسلام زکریا انصاری نے ایک کتاب "تحفۃ الراغبین فی بیان امر الطواعین" لکھی ہے، جس میں اپنے شیخ، شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کی کتاب "بذل الماعون فی فضل الطاعون" کا خلاصہ کیا ہے اس میں فرمایا بے شمار آثار و حکایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ طاعون ایک شیطانی بیماری ہے۔ اس کتاب کی چھٹی فصل میں وہ اذکار رلائے ہیں جو اپنے پڑھنے والے کو جنات کی شرارت سے محفوظ کریں۔ ان میں سے ایک قرآنی آیات ہیں جیسے ابوسعید خدری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فاتحہ کے ساتھ جھاڑ پھونک کی روایت ہے یہ دونوں روایتیں صحیح بخاری میں ہیں اور عبدالملک بن عمیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاتحہ ہر بیماری سے شفا ہے۔ اس کو دارمی نے مرسل روایت کیا ہے۔ اور ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس گھر میں سورۂ البقرہ پڑھی جائے اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سورۃ البقرہ میں ایک آیت ہے جو تمام قرآنی آیتوں کی سردار ہے، جس گھر میں بھی پڑھی جائے اگر وہاں شیطان ہے تو بھاگ جائے گا۔ وہ ہے آیۃ الکرسی ہے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ اور ابن حبان نے سہل بن سعد کی روایت سے اسے صحیح قرار دیا۔ اس میں یہ بھی ہے کہ جو اسے رات کو اپنے گھر پڑھے شیطان تین رات تک اس کے گھر نہیں آئے گا اور جو دن کو پڑھے، شیطان اس کے گھر تین دن تک داخل نہیں ہوگا۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا، اللہ تعالٰی نے زمین و آسمان کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی اس میں سے دو آیتیں سورۂ بقرہ کے آخر میں نازل کیں۔ جس گھر میں ان کو تین رات پڑھا جائے شیطان اس کے قریب نہیں ہو سکتا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا اسی طرح ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

البزاز نے یہ روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ اسلمی سے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ کے ذریعے پناہ مانگ کہ بندوں نے ان جیسی آیات کے ذریعے پناہ نہیں مانگی۔

ترمذی نے روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور انسانی نظر سے پناہ مانگتے تھے یہاں تک کہ جب معوذتان نازل ہوئیں تو آپ نے ان کو اختیار فرمایا، اور باقی سب چھوڑ دیا۔ اسی سے متعلق کچھ احادیث ہیں مثلاً بخاری و مسلم کی یہ حدیث جس نے سو بار کہا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اسی کا ملک اور اسی کی تعریف اور وہ ہر ممکن پر قدرت رکھتا ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ اور یہ اس کے لیے دن بھر شام تک حفاظت ہو گی۔

ترمذی کی روایت میں ہے صبح کی نماز کے بعد اسی حال میں بات کرنے سے پہلے دس بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، دس گناہ مٹائے جائے گے۔ اور دس درجے بڑھائے جائیں گے اور دن بھر ہر ناپسندیدہ بات اور شیطان سے حفظ و امان ہو گی"۔ حسن بصری نے کہا حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

اور جیسے امام مسلم نے خولہ بنت حکیم کی روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی منزل پر قیام کرے اور پڑھے:۔

"اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ"۔

"میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے اس کی مخلوق کی شر سے پناہ مانگتا ہوں"

وہاں سے کوچ کرتے وقت اسے کوئی چیز تکلیف نہ دے گی۔

تنبیہ ان آیات وکلمات سے فائدہ اسی کو ہوگا جس کا دل میل سے پاک ہو، خلوص سے توبہ کرے اور اپنی کوتاہیوں پر پشیمان ہو۔

فائدہ الحلیہ کے نسخوں میں امام شافعی رحمہ اللہ کی یہ بات منقول ہے کہ طاعون کا سب سے بہتر علاج تسبیح ہے کہا گیا ہے اس لیے کہ ذکر عذاب وہلاکت کو دور کرتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ .... الخ "

اگر یونس علیہ السلام تسبیح پڑھنے والوں میں سے نہ ہوتے، تو قیامت تک بطن ماہی میں رہتے۔"

امام شافعی کا مشہور قول وہ ہے جسے ابن ابی حاتم وغیرہ نے نقل کیا۔ میں نے وبا کو دور کرنے کے لیے تسبیح سے بڑھ کر کوئی مفید چیز نہیں دیکھی۔ اس کو تیل میں حل کر کے استعمال کیا جائے۔ اور گھول کر پیا جائے۔ بعض نے کہا طاعون اور دیگر بڑی بیماریوں کے خاتمہ کے لیے سب سے بڑی چیز نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنا ہے۔"

شیخ الاسلام کی کتاب مذکور کی عبارت ختم ہوئی۔

گیارہویں صدی ہجری کے علماء میں سے شیخ فتح اللہ بن محمود البیلونی الحلبی کی کتاب "مَا تحصل علیہ الساعون فی دفع الوباء والطاعون" ہے جسے میں نے دیکھا نہیں۔ مجھے اس کے کچھ فوائد ملے ہیں جس کو سید زین العابدین، جمل اللیل مفتی مدینہ منورہ نے جمع کیا ہے جن کو ان کی تحریر سے عالم فاضل سید احمد شطا ابن امام علامہ سید ابوبکر شطا کی نے نقل کیا ہے اللہ ان کی حفاظت فرمائے اور ان کے والد پر رحم فرمائے۔ پھر اس کو دیگر رسائل کے ہمراہ شائع فرمایا اور ایک نسخہ مجھے بھی ہدیہ کیا۔ اللہ ان کو بہتر جزا دے۔

ان فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص با وضو رہے اسے طاعون نہیں ہو گا، اور جو کوئی صبح و شام صدقہ کرنا لازم ٹھہرا لے، اسے رات دن کوئی برائی نہیں پہنچے گی۔

ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اس دُعا کو لکھ کر اپنے پاس رکھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ ذُنُوْبِیْ عَظُمَتْ وَجَلَّتْ وَاَنْتَ یَا سَیِّدِیْ یَا اِلٰهِیْ اَعْظَمُ وَاَجَلُّ، اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی طَاعَتِكَ بِرِضَاكَ لَا اَرْضٰی حَتّٰی تَرْضٰی عَنِّیْ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ وَاَدِمْ عَلَیْنَا النِّعَمَ وَاَصْرِفْ عَنَّا الرِّجْزَ وَالنِّقَمَ وَالْعَذَابَ وَالْاَلَمَ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَامُ اٰمِیْنَ یَا اَمِیْنُ۔

ترجمہ: الٰہی بے شک میرے گناہ بڑے بڑے ہیں، اور تو میرے آقا۔ میرے خُدا عظیم و بزرگتر ہے، الٰہی! اپنی رضا کے ساتھ، اپنی اطاعت پر میری مدد فرما۔ میں تجھ سے اس وقت تک راضی نہیں ہو سکتا جب تک تو مجھ سے راضی نہ ہو، اپنی طاقت و قوت کے ساتھ۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! اے اللہ ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر درود و سلام نازل فرما، ہم پر ہمیشہ نعمتیں نازل فرما اور ہم سے عذاب، ناراضگی، درد و الم پھیر دے۔ بے شک تو ہی غالب تر اور معزز تر ہے، الٰہی ایسا ہی کر دے۔ اے امان بخشنے والے!

اور جو تحریر اپنے پاس رکھنی چاہیئے اس میں سے ایک یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ۔

فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو رحم فرمانے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو!

اپنے اوپر اللہ کا یہ احسان یاد کرو جب ایک قوم نے تم پر دست درازی

کا ارادہ کیا تو اللہ نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور اللہ سے ڈرو

اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔"

اور جو کچھ لکھے اور اپنے پاس رکھنے کے قابل ہے اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ

چار بار، اور دروازے پر، جس کے نیچے سے گزرا جائے لکھا جانا چاہیئے۔ اَلْبَاقِی۔

الخلاق نیز دروازے پر یہ آیت بھی لکھی جائے عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ

كَفَرُوْا وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا۔ ......

یونہی یہ بھی لکھا جائے قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ

اِلٰى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ" وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا

وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ۔ اور اسم مبارک حَىٌّ جمعہ کے دن پہلے پہر اٹھارہ بار

اور جب لکھے زبان سے پڑھے۔ اور اللہ کا اسم مبارک اَلْمُؤْمِنُ۔ چار بار۔ چار اوراق پر

لکھ کر ہر ورق ایک دیوار پر آویزاں کرے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ، سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ" سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى

الدَّارِ، سَلٰمٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ"

یہ آیت بھی چار بار لکھ کر مکان میں رکھے یا (دیوار پر) آویزاں کر دے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

ذُوانْتِقَامٍ یہ کلمات لکھ کر دروازے پر لٹکائے بَاقِىٌ خَلَّاقٌ۔ اَلْبَاقِى الْخَلَّاقُ

يَا بَاقِىْ يَا خَلَّاقُ۔ يَا مُؤْمِنُ يَا سَلَامُ يَا حَافِظُ يَا حَفِيْظُ يَا حَىُّ يَا قَيُّوْمُ

يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ" ہر دن کی خیر و عافیت کے لیے ہر روز صبح کے وقت ۲۰ بار سورۂ

فاتحہ پڑھے۔ اور ہر دن صبح سویرے ایک ہزار بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پڑھے" اور

یہ دعا صبح کے بعد تین بار اور مغرب کے بعد تین بار کہٰیٰعص کِفَایَتُنَا۔ حٰمٓعٓسٓقٓ حِمَایَتُنَا۔ بِسْمِ اللّٰہِ بَابُنَا۔ تَبَارَکَ حِیْطَانُنَا۔ یٰسٓ سَقْفُنَا۔ وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَائِهِمْ مُّحِیْطٌ۔ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ۔

جَلَّ رَبِّیْ وَقَدَرَ۔ عَزَّ رَبِّیْ وَقَهَرَ۔ وَاللّٰہُ الْمُعِیْنُ لِمَنْ صَبَرَ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ اَللّٰهُمَّ یَا دَافِعَ السَّقْمِ وَیَا بَارِیَ النَّسَمِ وَعَالِمًا یَاجَمِیْعَ الْاَلَمِ اِدْفَعْ عَنَّا الْبَلَاءَ وَالْوَبَاءَ وَالْاَمْرَاضَ وَمَوْتَ الْفُجَاۗءَةِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ پڑھے "کہٰیٰعص کافی ہو جا۔ حٰمٓعٓسٓقٓ حمایت کر۔ بِسْمِ اللّٰہِ لڑ۔ تبارک ہماری دیواریں ہیں یٰسٓ ہماری چھت اور اللہ ان کو پیچھے سے گھیرنے والا ہے۔ بلکہ وہ بزرگ قرآن محفوظ تختی میں ہے۔ میرا پروردگار جلیل القدر ہے۔ میرا رب غالب اور قابو میں لانے والا ہے۔ صبر والوں کے لیے اللہ مددگار ہے، بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! اے بیماری اٹھا پھینکنے والے۔ روح پیدا کرنے والے تمام تکالیف کو جاننے والے! ہم سے رنج والم اور بیماریاں اور ناگہانی موت دور رکھیو، اپنی رحمت سے، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! اور اللہ درود و سلام بھیجے ہمارے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل واصحاب پر۔"

طاعون کیلیے اور اللہ کا نام نافع ۲۰۱ بار پڑھے۔ پھر اس پر یہ تین اسمائے مبارکہ ۲۰۰ بار پڑھے یَا کَافِیْ۔ یَا شَافِیْ۔ یَا مُعَافِیْ۔ پڑھتے وقت مکمل طہارت لازمی ہے۔ پھر اس میں سے اسے کھلائے جسے طاعون کا خطرہ ہے یونہی کوئی مصیبت زدہ ہو۔ ان شاء اللہ شفا یاب ہوگا۔ پاک صاف پیالے کی باہر والی طرف اللہ کا نام اَلْحَمِیْدُ ۶۲ مرتبہ لکھ کر بیمار کو پلائے۔ یونہی مٹی کے نئے کوزے میں پانی بھر کر تین بار بِسْمِ اللّٰہِ ذِی الشَّانِ الْعَظِیْمِ الْبُرْهَانِ۔ الشَّرِیْفِ

السُّلطَان، کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِی الشَّان، مَاشَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمۡ یَشَآ لَمۡ یَکُنۡ لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الطَّعۡنِ وَالطَّاعُوۡنِ وَھُجُوۡمِ الۡوَبَآءِ وَمَوۡتِ الۡفَجَاۃِ وَمِنۡ معرۃ الحمی وَمِنۡ سُوۡءِ القضاءِ ودرک الشقاء وشماتۃ الاعداء انت علی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ؛ پڑھے وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلَّمَ "

یہ دُعا بھی لکھ کر ساتھ رکھنے کے قابل ہے اور اس کو گھر میں بھی رکھا جا سکتا ہے۔

الٰہی بے شک سچ فرمانے والے اور جن کی ہر بات سچی کر دی گئی ہے، ان پر تیرے درود و سلام ہوں، نے فرمایا کہ تُو نے فرمایا، جو کچھ میں چاہوں اس میں کبھی متردد نہیں ہوا، جتنا اس مؤمن کی رُوح قبض کرنے میں متردد ہوتا ہُوں، جو مَرنا نہ چاہے، اور میں اس کی بُرائی نہ چاہوں۔ سو پروردگار ہمارے آقا محمد اور آپ کی آل پر درود بھیج، اور اپنے اولیا کی تکلیف جلدی دُور فرما اور ان کو عافیت بخش! اور مجھے اپنے سامنے اور کسی اپنے دوست کے سامنے بُرائی نہ پہنچانا، میری عمر میں برکت ڈال دے، اور میری عُمر بڑھا دے تُو ہی آخرت والوں کو ہمیشہ کی زندگی عطا فرماتا ہے سو مجھے ایسی طویل زندگی بخش! جو تیری عافیت سے مزین ہو۔ تُو ہی دُنیا و آخرت میں اس کا مالک و قادر ہے۔"

اور جو لکھ کر گھر میں لٹکائے جا سکتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلَّمَ۔ سُبۡحَانَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ" سید زین العابدین جمل اللیل کا خلاصہ ختم ہُوا۔

شیخ احمد شطا مکی نے، جن کا ابھی ذکر گزرا، علما کی عبارات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ یہ بہترین فوائد ہیں جو بعض ثقہ علما کے ہاتھ سے تحریر شدہ ہیں، انہوں نے اس سال ۱۳۱۸ھ بیروت میں، جب رسالہ مذکور مجھے ہدیۃً دیا تو فرمایا، ان ثقہ علما سے مراد ان کے والد امام علامہ سید ابوبکر شطا رحمہ اللہ اور امام علامہ قدوۃ علما عالمین اور خاندان رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وسلم کے یکتا فرد سید حسین حبشی علوی مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ حفظہ اللہ ہیں فوائد یہ ہیں۔

دفع وبا کے لیے فائدہ

حَیٌّ۔ صَمَدٌ۔ بَاقٍ ۔ وَلَہٗ کَشْفٌ وَّاِنِّیْ دَخَلْتُ فِیْ کَشْفِ اللّٰہِ وَاسْتَجَرْتُ بِسَیِّدِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّکُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاللّٰہُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْکِیْلًا، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

دوسرا فائدہ وبا کے لیے

"اَللّٰھُمَّ اَدْخِلِ الْاِسْلَامَ قَلْبِیْ وَثَبِّتْنِیْ بِہٖ وَاَعِنِّیْ عَلَیْہِ۔"

ایک اور فائدہ وبا کیلیے

طاعون کے لیے لکھا جائے۔

"اَللّٰہُ لَطِیْفٌ حَفِیْظٌ۔ قَدِیْمٌ۔ اَزَلِیٌّ۔ قَیُّوْمٌ لَا یَنَامُ۔"

وبا کیلیے فائدہ

آدھی رات کو دو رکعت نفل پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ یٰس پڑھے پھر سلام پھیر کر کہے "یا حَلِیْمُ" ایک ہزار بار۔

ایک اور مجرب فائدہ

لِیْ خَمْسَةٌ اُطْفِیْ بِھِمْ حَرَّ الْوَبَا وَالْحَاطِمَه

اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَةَ

(کتاب میں وفاطمہ لکھا ہے۔) میرے پانچ ہیں، جن سے وبأ اور جہنم کی گرمی و آگ بجھاتا ہوں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مرتضے رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزند اور فاطمہ۔ رضی اللہ عنہم۔

ایک اور فائدہ

ہر فرض نماز کے بعد سات بار پڑھے۔

"لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ"

وفا کے لیے ایک اور فائدہ

برتن پر لکھ کر پانی میں گھول کر پیئے۔ مجرب ہے۔

وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِيْضَ الْمَآءُ

وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔

اور کہا گیا اے زمین اپنا پانی نگل جا، اور اے آسمان تھم جا۔ پانی اُتر گیا اور کشتی کوہِ جودی پر جا لگی اور کہا گیا ظالم قوم کے لیے رحمت حق سے دُوری ہے۔

طاعون اور دیگر امراض سے حفاظت کیلیے دُعاء

اور آزمودہ دعاؤں میں ایک دُعا وہ ہے جو امام اعظم ابُوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا جو شخص اس دُعا کے پڑھنے میں مصروف رہے یا مکمل پاکی کے ساتھ اپنے پاس رکھے یا گھر میں باحفاظت رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے طاعون اور دیگر بیماریوں سے محفوظ رکھے گا۔ دُعا یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِعَدَدِ خَلْقِكَ بِعِزَّةِ عَرْشِكَ بِرِضَا نَفْسِكَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ بِمَبْلَغِ عِلْمِكَ بِغَايَةِ قُدْرَتِكَ بِبَسْطِ رَأْفَتِكَ بِحُسْنِ حَقِيْقَةِ شُكْرِكَ بِمُنْتَهٰى رَحْمَتِكَ بِاِذْنِ مَشِيَّتِكَ بِسِرِّ صِفَاتِكَ بِتَمَامِ وَصْفِكَ بِنِهَايَةِ اِنْتِهَائِهٖ بِمَنْشُوْرِ سِرِّكَ بِحُجُبِ سَتْرِكَ بِجَرَيَانِ فَضْلِكَ بِكَمَالِ مَنِّكَ بِفَيْضِ جُوْدِكَ بِشِدَّةِ غَضَبِكَ بِسَابِقِ رَحْمَتِكَ بِاَسْمَاءِ كَلِمَاتِكَ بِتَفْرِيْدِ فَرْدَانِيَّتِكَ بِتَوْحِيْدِ وَحْدَانِيَّتِكَ بِبَقَاءِ بَقَائِكَ بِعِزَّةِ رُبُوْبِيَّتِكَ بِعَظَمَةِ كِبْرِيَائِكَ بِجَاهِكَ بِجَلَالِكَ بِكَمَالِكَ بِاَفْعَالِكَ بِاَنْعَامِ بِسِيَادَتِكَ بِمَلَكُوْتِكَ بِجَبَرُوْتِكَ بِمَعَانِيْتِكَ بِعَطْفِكَ بِلُطْفِكَ بِبِرِّكَ بِاِحْسَانِكَ بِحَقِّكَ وَبِحَقِّ حَقِّكَ اَنْ تَجْعَلَ

لَنَا فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّشِفَاءً مِّنَ الْهُمُوْمِ وَالْغُمُوْمِ وَالْوَبَاءِ وَالْبَلَاءِ وَجَمِيْعِ الْاٰفَاتِ وَالْعَاهَاتِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَبِحَقِّ كٓهٰيٰعٓصٓ وَبِحَقِّ يٰسٓ وصٓ وَبِحَقِّ حٰمٓعٓسٓقٓ وَبِحَقِّ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ -

ایک اور فائدہ

مشہور مجربات میں سے ایک یہ کہ صحیح بخاری شریف اور کتاب الشفا پڑھی جائے۔ (حصول مقصد کے لیے)

ایک اور فائدہ

جس کا تجربہ کیا گیا ہے ان میں سے ایک دعائے قنوت پڑھنا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ، وَقِنِيْ شَرَّمَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ -

طاعون سے بچاؤ کے لیے ایک اور فائدہ

طاعون سے بچاؤ کے لیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ -

ایک اور فائدہ

مُجرّب فوائد میں سے ایک یہ کہ جب کسی پر تنگدستی آ جائے تو لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ پڑھتے ہوئے دائیں ہاتھ کی انگلیاں بند کر کے کھولے پھر پڑھے:۔

"اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَمِنْکَ الْفَرَجُ وَاِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی وَبِکَ الْمُسْتَعَانُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ"

وباء کیلئے فائدہ

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَی الطَّیِّبِ الرَّفِیْقِ النِّعْمَۃِ الْحَقِیْقِ الْخَیْرِ الْمِیْرِفِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ"

ایک اور فائدہ

طاعون سے بچاؤ کے لیے یہ درود شریف پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَدْفَعُ عَنَّا بِھَا الطَّعْنَ وَالطَّاعُوْنَ، یَا مَنْ اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ۔

وہ فوائد ختم ہوئے جن کو میں نے شیخ احمد شطا کے رسالہ سے نقل کیا۔ اللہ ان کی حفاظت فرمائے۔

میں نے بعض کتابوں میں کتاب "شمس المعارف الکبریٰ" سے منقول یہ عبارت

دیکھی کہ جو کوئی ہر روز اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک "اَلْمُؤْمِنُ" ۱۳۲ مرتبہ پڑھے، اللہ اسے طاعون کے شر سے امن دے گا۔ اور جو کوئی ہر فرض نماز کے بعد ۵۰ بار حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پڑھے، اللہ اس کو طاعون سے بچائے گا۔

اس کتاب کے آٹھویں باب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی کیفیات کا ذکر گزر چکا ہے۔ اس میں ابو حجلہ کا درود شریف نمبر ۹۰ گزرا ہے وہ بھی دفع طاعون کے لیے مُفید ہے اس موضوع پر اس نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ابن خطیب بیرودان کی یہ روایت نقل کی کہ ایک نیک آدمی نے اسے بتایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود وسلام پڑھنے سے طاعون ختم ہو جاتا ہے انہی کے حوالہ سے میں نے یہ بات بھی وہاں نقل کی کہ ایک نیک شخص نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ نے اسے دفع طاعون کے لیے دعا سکھائی، وہاں میں نے دعا ذکر کر دی ہے۔ لہٰذا دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں، یُونہی سیّدی شیخ خالد نقشبندی کا درود جو ۱۹ نمبر پر ہے بقول علمأ دفع طاعون کے لیے مجرب ہے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے، زمانہ طاعون میں ہر فرض نماز کے لیے تین بار پڑھنے کا حکم دیا تھا حوالہ مذکورہ کی طرف رجوع کیجیے اور اللہ بہتر جانتا ہے۔ اللہ درود وسلام نازل فرمائے ہمارے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل واصحاب پر۔

فوائد۔ حاکموں کے ہاں قبولیت اور ظالموں، دشمنوں کے شر سے بچنے کے لیے

حصن حصین میں فرمایا اگر بادشاہ یا کسی اور ظالم سے خوف ہے تو کہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِہٖ جَمِیْعًا۔ اَللّٰہُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ،

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ مُمْسِکُ السَّمَآءِ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ مِنْ شَرِّ فُلَانٍ یہاں اس کا نام لے وَجُنُوْدِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ مِنَ الْجِنِّ، اَللّٰھُمَّ کُنْ لِیْ جَارًا مِّنْ شَرِّھِمْ جَلَّ ثَنَاؤُکَ وَعَزَّ جَارُکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔"

اللہ سب سے بڑا ہے تمام مخلوق سے بڑھ کر عزت والا ہے جس سے میں ڈرتا اور بچتا ہوں اس سے اللہ غالب تر ہے۔ میں اس اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے حکم کے بغیر آسمان کو زمین پر گرنے سے روکنے والا ہے فلاں کے شر سے اس کے لشکر اور اس کے پیروکاروں اور اس جیسوں کے شر سے مثلاً جن، اے اللہ! ان کے شر سے مجھے پناہ دیجیو، تیری تعریف بڑی تیری پناہ غالب ہے اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔"

تین بار۔ اس کو طبرانی نے مرفوعاً روایت کیا۔

اور کتاب سدرۃ المنتہٰی فی احادیث المصطفٰی میں قعقاع سے روایت ہے کہ کعب احبار نے کہا چند کلمات کو میں نہ پڑھتا تو یہودی مجھے گدھا بنا دیتے، کہا گیا وہ کون سے کلمات ہیں؟ کہا:۔

"اَعُوْذُ بِوَجْہِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ شَیْءٌ اَعْظَمَ مِنْہُ وَبِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَآءِ اللّٰہِ الْحُسْنٰی مَا عَلِمْتُ مِنْھَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ۔"

میں اس خدائے بزرگ کی پناہ چاہتا ہوں، جس سے بڑی کوئی شے نہیں اور اللہ کے ان کلمات کی جن سے نیک و بد تجاوز نہیں کر سکتا۔

اور اللہ کے ان اسمائے حسنٰی کی جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا۔

حصن حصین میں بھی ہے۔ ابو نعیم نے مستدرک علی مسلم میں روایت نقل

کی جب کسی کو خوف ہو تو کہے اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا بِمَا شِئْتَ۔ الٰہی ہمارے کفایت کر جس

سے چاہے"، یہ حدیث صحیح ہے۔

حافظ سیوطی نے خصائص الکبریٰ میں کہا، ابن سعد نے ابان بن عیاش کی روایت

نقل کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حجاج بن یوسف سے بات کی، حجاج نے ان سے

کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت جو تو نے کی، اور امیر المومنین کا جو تیرے متعلق

خط آیا ہے۔ ان کا لحاظ نہ ہوتا تو تیرا میرا معاملہ ہی کچھ اور ہوتا۔ آپ نے کہا تو میرا کچھ نہیں

بگاڑ سکتا۔ جب میری ناک میں تکلیف تھی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے میری بدلی ہوئی

آواز سنی۔ مجھے کچھ کلمات سکھائے جن کے ہوتے کسی جابر کی ظلم وزیادتی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

حاجتیں بھی پوری ہوتی رہیں گی۔ اور مسلمانوں کی محبت بھی ساتھ رہے گی۔ حجاج نے کہا مجھے

بھی وہ کلمات سکھا دیں۔ مہربانی ہوگی۔ فرمایا تو اس کا اہل نہیں۔ حجاج نے اس مقصد کے

لیے اپنے دو بیٹوں کو دو لاکھ درہم دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا اور ان کو کہا شیخ

سے ادب واحترام سے پیش آنا۔ اُمید ہے ان کلمات کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو

جاؤ گے۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ اپنی وفات سے تین دن قبل فرمایا کہ یہ کلمات

سنبھال کر رکھنا، اور غلط جگہ استعمال نہ کرنا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو بار۔

بِاسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَدِیْنِیْ بِاسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَھْلِیْ وَ مَالِیْ بِاسْمِ

اللّٰہِ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ اَعْطَانِیْہِ رَبِّیْ بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ

بِاسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِاسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ

مَعَ اسْمِہٖ دَاءٌ بِاسْمِ اللّٰہِ افْتَتَحْتُ وَعَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ:

اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ وَلَا اُشْرِکُ بِہٖ اَحَدًا، اَسْئَلُکَ اَللّٰھُمَّ

خَيْرَكَ مِنْ خَيْرِكَ الَّذِي لَا يُعْطِيهِ غَيْرُكَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي فِي عِيَاذِكَ وَجِوَارِكَ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَجِيرُبِكَ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ خَلَقْتَ وَأَحْتَرِزُبِكَ مِنْهُنَّ وَأَقْدِمُ بَيْنَ يَدَيَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، اللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ- مِنْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي وَمِنْ تَحْتِي ؕ

فوائد الشرجی

"فوائد شرجی" رحمہ اللہ میں ہے جس سے ڈرے اس کے پاس جاتے وقت پڑھے۔

پوری آیت۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ انہی میں یہ بھی ہے۔ بادشاہ یا حاکم کے پاس جاتے وقت پڑھے۔

قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ، فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ، أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ، لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ، لَا تَخَافُ وَلَا تَخْشٰى، لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرٰى، لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ۔

اس میں یہ بھی ہے کہ جو شخص اللہ کا فرمان قَالَ رَجُلَانِ سے إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ تک ہرن کی کھال پر زعفران سے لکھے، اسی سے شخص موعود اور اس کی ماں کا نام لکھے

جب بادشاہوں اور ظالم حکمرانوں کے پاس جانا چاہے اسے پاس رکھے۔ مخالفین کی زبانیں گنگ اور آنکھیں اندھی ہو جائیں گی اور جو بات کریں گے خیر خواہی کی کریں گے۔

الدمیری نے حیاۃ الحیوان میں ہاتھی پر گفتگو کرتے ہوئے دیکھا۔ جب انسان کسی ایسے شخص کے پاس جائے جس کے شر و فساد سے خطرہ ہے، اور پڑھے کہٰیٰعٓصٓ، حٰمٓ عٓسٓقٓ ان دو کلمات کی حروف کی تعداد کے مطابق، دس بار ہاتھوں کی انگلیوں پر شمار کرے۔ دائیں انگوٹھے سے شروع کرے اور بائیں انگوٹھے پر ختم کرے۔ جب فارغ ہو تو دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند کر کے سورۂ الفیل پڑھے۔ جب فرمان باری تعالیٰ تَرْمِيْهِمْ پر پہنچے تو لفظ تَرْمِيْهِمْ میں دس بار تکرار کرے اور ہر بار ایک انگلی کھولتا جائے۔ جب ایسا کرے گا، اس کے شر سے محفوظ ہو جائے گا۔ یہ عجیب مجرّب عمل ہے

فرمایا مجرّب فوائد میں سے ایک فائدہ جو ایک صاحب و خیر و صلاح نے مجھے عطا فرمایا یہ کہ جو کوئی اسے تکلیف پہنچانا چاہتا ہے اس کی نیّت کرے۔ دسویں دن جاری پانی کے قریب بیٹھ جائے اور یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْحَاضِرُ الْمُحِيْطُ بِمَكْنُوْنَاتِ الضَّمَائِرِ، اَللّٰهُمَّ عَزَّ الظَّالِمُ وَقَلَّ النَّاصِرُ وَاَنْتَ الْعَالِمُ، اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا ظَلَمَنِيْ وَآذَانِيْ وَلَا يَشْهَدُ بِذٰلِكَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ مَالِكُهٗ فَاَهْلِكْهُ اَللّٰهُمَّ سَرْبِلْهُ سِرْبَالَ الْهَوَانِ وَقَمِّصْهُ قَمِيْصَ الرَّدٰى، اَللّٰهُمَّ اَقْصِمْهُ ، اس لفظ کو دس بار مکرر بولے پھر پڑھے۔ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ“

الٰہی! تو ہی حاضر اور دلوں کے چھپے رازوں کو جاننے والا ہے۔ الٰہی! ظالم غالب اور مددگار کم ہیں اور تو جانتا ہے الٰہی! فلاں نے مجھ پر ظلم کیا اور ستایا اور اس پر صرف تو گواہ ہے۔ الٰہی! تو اس کا مالک ہے۔

سوا سے ہلاک کر۔ الٰہی! اس کو ذلت کی شلوار اور ہلاکت کی قمیض پہنا۔
الٰہی! اسے تباہ کر۔ (اس لفظ کو دس بار پڑھے) پھر اللہ نے ان کے ظلم
کی وجہ سے انہیں پکڑا اور ان کے لیے اللہ کے سوا کوئی بچانے والا نہ تھا"
بے شک اللہ اسے ہلاک فرمائے گا اور اس کے شر سے اسے کفایت فرمائے گا۔ فرمایا
یہ راز لطیف ہے۔

علامہ سبکی کا فرمان

علامہ تاج الدین السبکی نے "الطبقات الکبریٰ" میں حافظ ابوالحسن علی بن حسن بن حکمانی کی کتاب، جو امام شافعی رحمہ اللہ کے مناقب میں ہے کے حوالہ سے یہ روایت نقل کی کہ المزنی نے کہا میں نے شافعی سے سُنا۔

امام شافعی اور ہارون الرشید

فرمایا ایک رات ہارون الرشید عباس نے الربیع کو میرے پاس بھیجا۔ وہ بغیر اجازت میرے کمرے میں داخل ہوا اور مجھ سے کہنے لگا، چلو میں نے کہا اس وقت اور بلا اجازت ہی آدھمکے؟ الربیع نے کہا مجھے یہی حکم ہوا ہے۔ میں اس کے ہمراہ چل پڑا۔ جب میں محل کے دروازے پر پہنچا تو الربیع نے مجھے بیٹھنے کو کہا۔ کہ شاید بادشاہ سو گیا ہے یا اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ خود اندر جا کر دیکھا تو ہارون کھڑا تھا بولا محمد بن ادریس شافعی کا کیا بنا؟ میں نے کہا بلا لایا ہوں۔ ہارون باہر آیا، امام شافعی کہتے ہیں میری طرف غور سے دیکھنے لگا۔ پھر کہنے لگا محمدؐ! میں نے آپ کو تکلیف دی، آپ جا سکتے ہیں۔ الربیع ان کے ہمراہ درہموں کا تھیلا لیتے جاؤ۔ کہتے ہیں میں نے کہا، مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ ہارون نے کہا میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ قبول کریں میں لے لیے۔ باہر آیا تو الربیع نے مجھ سے کہا اس ذات کا واسطہ، جس نے اس شخص کو تیرا تابع فرمان بنایا۔ تم نے کیا پڑھا ہے۔ میں نے تجھے حاضر کیا اور میں

تیری گردن کے پیچھے سے تلوار چلنے کی جگہ پر نظر کیے کھڑا تھا۔ میں نے کہا، میں نے مالک بن انس کو فرماتے سُنا، وہ کہتے تھے میں نے نافع کو کہتے سُنا وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ احزاب کے دن یہ دعا مانگی اور وہی کافی رہی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ قُدْسِکَ وَبَرَکَۃِ طَھَارَتِکَ وَعَظَمِ جَلَالِکَ مِنْ کُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا یَطْرُقُ بِخَیْرٍ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ غِیَاثِیْ فَبِکَ اَغُوْثُ وَاَنْتَ عِیَاذِیْ فَبِکَ اَعُوْذُ وَاَنْتَ مَلَاذِیْ فَبِکَ اَلُوْذُ یَا مَنْ ذَلَّتْ لَہٗ رِقَابُ الْجَبَابِرَۃِ وَخَضَعَتْ لَہٗ مَقَالِیْدُ الْفَرَاعِنَۃِ، اَجِرْنِیْ مِنْ خِزْیِکَ وَعُقُوْبَتِکَ فِیْ لَیْلِیْ وَنَھَارِیْ وَنَوْمِیْ وَقَرَارِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ تَعْظِیْمًا لِوَجْھِکَ وَتَکْرِیْمًا لِسُبُحَاتِکَ فَاصْرِفْ عَنِّیْ شَرَّ عِبَادِکَ وَاجْعَلْنِیْ فِیْ حِفْظِ عِنَایَتِکَ وَسُرَادِقَاتِ حِفْظِکَ وَعُدْ عَلَیَّ بِخَیْرٍ مِّنْکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۞

اور الزبیدی نے شرح احیاء علوم الدین (للغزالی) کی کتاب "الامر بالمعروف والنھی عن المنکر" میں حل مشکلات کی مذکورہ حکایت نقل کرنے کے بعد، اسم باری تعالیٰ "اَللَّطِیْفُ" کے میں حضرت خضر علیہ السلام کی روایت سے ایک اور واقعہ ذکر کیا ہے فرمایا:۔

خضر علیہ السلام کا قصہ

امام طبرانی کی کتاب الدعاء میں محمد بن مہاجر جس سے مصنف نے یہ قصہ نقل کیا ہے ایک اور واقعہ منقول ہے کہتے ہیں ہم کو یحییٰ بن محمد الحمانی نے بتایا، ان کو المعلی بن حرمی، ان کو محمد بن المہاجر البصری نے بتایا، ان کو ابو عبداللہ بن التوام الرقاشی نے بتایا۔

کہ سلیمان ابن عبدالملک نے ایک شخص کو ڈرایا دھمکایا اور اسے قتل کرنے کی نیت سے بھیجا وہ شخص بھاگ کھڑا ہوا۔ خلیفہ کے سپاہی اس کی تلاش میں ہر روز اس کے گھر آتے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ وہ شخص جس شہر میں جاتا، اسے بتایا جاتا کہ یہاں تیری تلاش ہو رہی ہے۔ جب اسی طرح عرصہ دراز گذر گیا۔ تو اس نے کسی ایسے ملک میں جانے کا ارادہ کر لیا جہاں سلیمان کی حکومت نہ ہو۔ یہاں ایک لمبی سرگذشت ذکر کی۔ پھر کہا، اسی اثنا میں وہ ایک ایسے صحرا میں پہنچا، جہاں نہ پانی تھا نہ کوئی درخت۔ ناگاہ ایک شخص نماز پڑھتا ہوا نظر آیا کہا کہ میں اس سے ڈرنے لگا۔ پھر میں سنبھلا اور دل میں کہا، بخدا یہ کوئی اونٹ یا چوپایا تو نہیں۔ کہا کہ میں اس کی طرف چل پڑا۔ اس نے رکوع کیا اور سجدہ کیا، پھر میری طرف دیکھ کر کہا، شائد اس ظالم سرکش نے تجھے ڈرایا ہے؟ میں نے کہا ہاں! کہا تجھے درندے کے (استعمال) سے کس نے منع کیا؟ میں نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے درندہ کیا ہے؟ کہا یہ پڑھو:

”سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الَّذِیْ لَیْسَ غَیْرُہٗ اِلٰہٌ، سُبْحَانَ الَّذِیْ سُبْحَانَ الْقَدِیْمِ الَّذِیْ لَا بَارِیَٔ لَہٗ سُبْحَانَ الدَّائِمِ الَّذِیْ لَا نَفَادَ لَہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَانٍ، سُبْحَانَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ، سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ مَا تَرٰی وَمَا لَا تَرٰی، سُبْحَانَ الَّذِیْ عَلِمَ کُلَّ شَیْءٍ بِغَیْرِ تَعْلِیْمٍ“

پھر کہا پڑھو، میں نے اسے پڑھا اور زبانی یاد کر لیا پلٹ کر دیکھا تو وہ شخص نظر نہ آیا کہا کہ اللہ نے میرے دل میں سکون ڈال دیا اور میں جس راستے سے چاہتا تھا واپس گھر آ گیا۔ میں نے کہا سلیمان بن عبدالملک کے دروازے سے ضرور ہو کر گذروں گا، لہٰذا میں اس کے دروازے کے سامنے آیا اس دن اس کے دربار میں آنے کی عام اجازت تھی۔ میں بھی اندر چلا گیا اس کی نشست اونچی جگہ پر تھی مجھے دیکھ کر سیدھا

بیٹھ گیا۔ پھر مجھے قریب آنے کا اشارہ کیا، مجھے قریب ترکرتا گیا یہاں تک کہ میں اس کے ساتھ جا بیٹھا۔ کہنے لگا تو نے مجھ پر جادو کر دیا۔ کیا تم جادوگر بھی ہو؟ تمہاری کچھ اور شکایات بھی مجھ تک پہنچی ہیں۔ میں نے کہا امیرالمومنین! نہ میں جادوگر ہوں، نہ مجھے اس کا علم ہے۔ نہ تجھ پر جادو کیا۔ کہنے لگا یہ کیسے ہو سکتا ہے، میرا خیال یہ ہے کہ تجھے قتل کئے بغیر میری حکومت مکمل نہ ہوگی۔ لیکن تجھے دیکھ کر میں اپنی جگہ اس وقت تک ٹھہر نہ سکا، جب تک تجھے بلا کر اپنی نشست گاہ پر، اپنے ہمراہ بٹھا نہ لیا۔ کہنے لگا صحیح صحیح بات بتا دو، میں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔ اس پر خلیفہ نے کہا، اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ شخص ابوالعباس خضر علیہ السلام تھے انھوں نے ہی تجھے یہ تعلیم دی۔ کارندوں نے کہا، اس کے لیے امان لکھ دو، بہترین تحائف دو اور اس کے گھر تک سواری کا بندوبست کر دو الخ

امام احمد وغیرہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی قوم کی شرارت کا خطرہ محسوس ہوتا تو آپ یہ دعا پڑھتے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِىْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ"۔

الشرجی نے بارہویں فائدے میں کہا، حباب بن سلمہ کا جب دشمن سے سامنا ہوتو یہ دعا مانگنا پسند کرتے تھے۔

"لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ"۔

ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا، رومی علاقے میں ایک غیر مسلم، قوم نے قلعے کا محاصرہ کرلیا، مسلمانوں نے یہی دعا پڑھی اور نعرۂ تکبیر بلند کیا، رومی بھاگ گئے اور اللہ کے حکم سے قلعہ کا دروازہ کھل گیا۔

الدمیری نے "حیاۃ الحیوان" میں جانوروں پر کلام کرتے ہوئے کہا، شیخ قطب الدین قسطلانی نے کہا، میں نے اپنی والدہ ام محمد آمنہ کی ایک دعا یاد کی ہے، والدہ کا انتقال

۵۷ھ میں ہوا۔ یہ دُعا ان دشمنوں کے شر سے بچاتی ہے جن کے شر سے ڈر لگتا ہو۔

"اَللّٰھُمَّ بِتَلَأْلُؤِ نُوْرِ بَھَاءِ حُجُبِ عَرْشِكَ مِنْ اَعْدَائِيْ اِحْتَجَبْتُ، وَبِسَطْوَةِ جَبَرُوْتِكَ مِمَّنْ يَكِيْدُنِيْ اِسْتَتَرْتُ وَبِطَوْلِ حَوْلِ قُوَّتِكَ مِنْ كُلِّ سُلْطَانٍ تَحَصَّنْتُ وَبِدَيْمُوْمِ قَيُّوْمِ دَوَامِ اَبَدِيَّتِكَ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ اِسْتَعَذْتُ وَبِمَكْنُوْنِ السِّرِّ مِنْ سِرِّ سِرِّكَ مِنْ كُلِّ هَمٍّ وَّغَمٍّ تَخَلَّصْتُ يَا حَامِلَ الْعَرْشِ عَنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ يَا شَدِيْدَ الْبَطْشِ يَا حَابِسَ الْوَحْشِ اِحْبِسْ عَنِّيْ مَنْ ظَلَمَنِيْ وَاغْلِبْ مَنْ غَلَبَنِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔"

ترجمہ: الٰہی! تیرے حجابِ عرش کے نُور کی چمک کے ذریعے اپنے دشمنوں سے پردہ پوش ہوا۔ اور تیری زبردست اقتدار کی پناہ گاہ میں اپنے مکروفریب والوں سے پناہ گزیں ہوا اور تیری زبردست طاقت کے ذریعے ہر بادشاہ سے قلعہ بند ہوا، اور تیری ہمیشہ رہنے والی طاقت اور دستِ قدرت کے ذریعے میں نے ہر شیطان کے مقابلے میں مدد مانگی۔ اور تیرے پردہ در پردہ راز کے ذریعے ہر غم والم سے چھٹکارا پایا۔ اے حاملینِ عرش سے عرش اٹھانے والے! اے سخت گرفت والے! اے وحشیوں کو روکنے والے! جو مجھ پر ظلم کرے اُسے مجھ سے روک لے اور مجھ پر غلبہ پانے والوں کو مغلوب کر اللہ نے یہ فیصلہ لکھ دیا ہے۔ کہ میں اور میرے رسُول ضرور بالضرور غالب آئیں گے، بے شک اللہ قوت وغلبہ والا ہے۔

اور فرمایا دشمنوں سے محفوظ رکھنے، ہر بادشاہ، شیطان درندے اور چڑیل

کے شر سے بچنے کے لیے ایک مجرب نسخہ یہ ہے کہ سورج نکلتے وقت سات بار یہ پڑھے:۔

اَشْرَقَ نُوْرُ اللّٰہِ وَظَھَرَ کَلَامُ اللّٰہِ وَثَبَتَ اَمْرُ اللّٰہِ وَنَفَذَ حُکْمُ اللّٰہِ، اِسْتَعَنْتُ بِاللّٰہِ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تَحَصَّنْتُ بِخَفِیِّ لُطْفِ اللّٰہِ وَبِلَطِیْفِ صُنْعِ اللّٰہِ وَبِجَمِیْلِ سَتْرِ اللّٰہِ وَبِعَظِیْمِ ذِکْرِ اللّٰہِ وَبِقُوَّۃِ سُلْطَانِ اللّٰہِ وَدَخَلْتُ فِیْ کَنَفِ اللّٰہِ وَاسْتَجَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبَرِئْتُ مِنْ حَوْلِیْ وَقُوَّتِیْ وَاسْتَعَنْتُ بِحَوْلِ اللّٰہِ وَقُوَّتِہٖ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْنِیْ فِیْ نَفْسِیْ وَدِیْنِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ وَوُلْدِیْ بِسَتْرِکَ الَّذِیْ سَتَرْتَ بِہٖ ذَاتَکَ فَلَا عَیْنٌ تَرَاکَ وَلَا یَدٌ تَصِلُ اِلَیْکَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔ اِحْجُبْنِیْ عَنِ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ۔ بِقُدْرَتِکَ یَا قَوِیُّ یَا مَتِیْنُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا دَائِمًا اَبَدًا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ظالم حکمران کی معزولی کے لیے

الدیربی نے کہا ظالم حکمران کی معزولی کے لیے ایک طریقہ یہ ہے کہ جمعرات کو نمازِ عشاء پڑھ کر باوضو اپنے گھر چلے جاؤ اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار بار درود شریف پڑھو، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ پھر سو بار کے بعد کہو، یا رسول اللہ! میں فلاں ابن فلاں سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، سو آپ میرا حق اس سے لیں! اگر والی ہے تو معزول ہوگا۔

اور مبتلائے عذاب ہوگا۔ یہ بات صحیح، مجرب ہے۔ (الدیربی نے) اس کے بہت سے فوائد ذکر کئے ہیں، جو مشہور ہیں۔ لہٰذا میں نے نقل نہیں کیے۔

ازالۂ رنج والم اور قضائے حاجات کے فوائد

امام ابن القیم نے اپنی کتاب "زاد المعاد فی ھدی خیر العباد" میں کہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہدایت وہ ہے جسے بخاری و مسلم نے ازالۂ غم والم کے لیے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف کے وقت پڑھتے۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ"

جامع ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی مشکل امر درپیش ہوتا تو آپ پڑھتے:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔ اسی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی، کہ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی، تو آسمان کی طرف دیکھ کر پڑھتے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ جب خاص اہتمام سے دعا مانگتے تو يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ۔ پڑھتے۔

سنن ابو داؤد میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مصیبت زدہ کی دعائیں یہ ہیں۔

"اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَاَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ"

الٰہی میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ سو مجھے لمحہ بھر کے لیے میرے

نفس کے سپرد نہ فرمانا اور میرا تمام حال درست فرما دے، تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں"۔

اسی میں حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، میں تجھے مصیبت کے وقت پڑھے جانے والے کلمات نہ بتاؤں "اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا نُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا"۔ "اللہ اللہ میرا پروردگار ہے جس کے ساتھ ہم کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتے"، ایک روایت میں ہے کہ یہ سات بار پڑھے جائیں۔

مسند امام احمد بن حنبل میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ جو بندہ رنج و غم کے وقت یہ دعا پڑھے:۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ ابْنُ عَبْدِكَ ابْنِ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَجِلَاءَ حُزْنِيْ وَذِهَابَ هَمِّيْ"

اللہ تعالیٰ اس کا رنج و غم دور فرمائے گا اور اس کی جگہ راحت و سکون عنایت فرمائے گا۔

ترمذی میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کی وہ دعا جو مچھلی کے پیٹ میں انہوں نے مانگی"۔ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ" "تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو پاک ہے، بے شک میں ہی زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں"، جو مسلمان کسی بھی مقصد کے لیے کسی بھی وقت پڑھے، قبول ہو گی"۔

ایک اور روایت میں ہے، بے شک میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے کوئی بھی مصیبت زدہ کہے، اللہ اس کی مشکل حل فرما دے۔ وہ کلمہ میرے بھائی یونس کا ہے (علیہ السلام)

سُنن ابو داؤد میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں ایک انصاری پر جنہیں ابو امامہ کہا جاتا تھا نگاہ پڑی۔ فرمایا مسجد میں وقت نماز کے علاوہ؟ عرض کی یا رسول اللہ! غم اور قرضے میرا پیچھا نہیں چھوڑتے، فرمایا ایسا کلمہ نہ بتاؤں جس کے پڑھنے سے اللہ تیرا غم دور اور قرضے ادا فرما دے۔ کہا میں نے عرض کی یا رسول اللہ بتائیے۔ فرمایا صبح و شام پڑھا کرو "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ"

الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں غم والم سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ عاجزی و سُستی سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور بخیلی سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں قرض کے بوجھ اور لوگوں کے دباؤ سے"

کہا کہ میں نے اسے پڑھا، سو اللہ نے میرا غم دور فرمایا اور میرا قرض ادا فرما دیا۔

سُنن ابو داؤد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی ہمیشہ استغفار پر عمل کرتا رہے، اللہ اسے ہر غم سے نجات، ہر تنگی سے فراخی اور جہاں سے وہم و گمان بھی نہ ہو، وہاں سے اسے رزق عطا فرمائے گا"

مسند امام احمد میں ہے۔ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر جب کوئی پریشان کن مرحلہ آتا، نماز کی طرف لپکتے، اللہ نے فرمایا:۔

"وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ صبر و نماز کے ساتھ مدد مانگو"

سُنن میں ہے جہاد اپنے اُوپر لازم کرلو، کہ وہ جنّت کے دروازوں سے ایک ہے۔ جس کے ذریعے اللہ تعالےٰ لوگوں سے رنج وغم دُور فرماتا ہے"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے غم والم زیادہ ہوجائیں اُسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کثرت سے پڑھنا چاہیئے۔ صحیحین میں مذکور ہے کہ یہ جنّت کے خزانوں سے ایک خزانہ ہے۔ اور ترمذی میں ہے کہ جنّت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ زاد المعاد کی عبارت ختم ہوئی۔

وہ حدیث جسے ابن القیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہُ کی روایت سے مسند امام احمد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ ابْنُ عَبْدِكَ..... آخر تک۔ اس کے متعلق سیّد احمد دحلان نے اپنی کتاب "تقریب الاصول فی تسھیل الوصول" میں فرمایا، اسے حافظ المنذری نے "الترغیب والترھیب" اور قسطلانی نے "المواھب" میں ذکر کیا ہے۔ اور اسے کئی صحابہ کرام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مرفوعًا نقل کیا ہے جن میں عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہ شامل ہیں اور بکثرت محدثین نے اس کی تخریج کی ہے جن میں امام احمد بن حنبل شامل ہیں۔ خلاصہ یہ کہ یہ حدیث صحیح اور آزمودہ ہے"۔ الخ

امام نووی نے "کتاب الاذکار" میں فرمایا، سُنن، لنسائی اور ابن سنی کی کتاب میں عبداللہ بن جعفر کی حضرت علی رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان کلمات کی تلقین فرمائی اور فرمایا جب کوئی مصیبت و آفت آپہنچے تو یہ پڑھ لینا :-

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْكَرِیْمُ الْعَظِیْمُ ، سُبْحَانَہٗ تَبَارَكَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ"۔

حضرت عبداللہ بن جعفر اس کی تلقین کرتے اور بیمار پر پڑھ کر دم کرتے اور بیٹیوں
[illegible]حہ سے جیسے غربت کا احساس ہو لے سکھاتے۔ نووی نے کہا موعوک بخار کا مریض
مغتربہ وہ عورت جس کا رشتہ خاندان سے باہر کیا گیا ہو۔ فرمایا کتاب ابن سنی میں
[illegible]تادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو
[illegible]لکرسی سورۃ البقرہ کی آخری آیات تکلیف و مصیبت میں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی
فرمائے گا"

الدیلمی نے مسند الفردوس میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی زبانی نبی صلی اللہ علیہ
[illegible]م کا یہ فرمان نقل کیا، جو تکلیف کے وقت آیۃ الکرسی پڑھے، اللہ اس کی مدد فرماتا ہے۔
حاکم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی، کہ جب مجھے کوئی
[illegible]ف پہنچی، جبریل علیہ السلام نے آکر کہا، اے محمد! یہ فرماؤ، میں نے اس زندہ ذات
[illegible]بھروسہ کیا جو نہ مرے گی اور سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے کوئی بیٹا نہ
[illegible]یا اور سلطنت میں جس کا کوئی شریک نہیں اور جس کو ذلت سے بچانے والا کوئی مددگار
[illegible]یں اور اس کی خوب بڑائی بول"

ابن السنی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی زبانی نبی کریم صلی اللہ علیہ
[illegible]سلم کا یہ ارشاد نقل کیا۔ بے شک مجھے ایسے کلمہ کا علم ہے۔ جسے خود مصیبت زدہ پڑھے۔
[illegible]س کی تکلیف دور ہو۔ وہ ہے میرے بھائی یونس علیہ السلام کا کلمہ، جو اندھیروں میں
[illegible]ان کی زبان سے نکلا تھا۔

"لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ"۔

ترجمہ: "تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ تو پاک ہے، بے شک میں زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں"۔

ابن الضریس نے یحییٰ بن کثیر سے روایت کی، جو صبح کے وقت سورۃ یٰسٓ پڑھے
[illegible]شام تک خوشی میں رہے گا۔ اور جو شام کو پڑھے صبح تک خوشی میں رہے گا۔ ہمیں یہ

بات تجربہ کرنے والوں نے بتائی ہے۔

امام احمد نے اپنی مسند میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا، جس کسی کو

مصیبت پہنچے اور وہ کہے۔

"إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ

وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا"

"بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہمیں اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر دے اور اس کی جگہ اس سے

بہتر عطا فرما"

اللہ اس کو اس مصیبت میں اجر دے گا اور اس کی جگہ بہتر عطا فرمائے گا۔

عقیلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ ع

نے فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ - کثرت سے پڑھو، بے شک یہ تکلیف کے

دروازے بند کرتا ہے۔ جن میں کمتر دروازہ غم ہے۔

ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب نبی صلے اللہ علی

کو کوئی بات پریشان کرتی تو آپ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر پڑھتے۔ سُبْحَانَ

اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اور جب خصوصی دعا مانگتے تو يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ فرماتے۔

امام احمد نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب نبی ص

علیہ وسلم کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو آپ فرماتے،

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ

الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ"

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب کبھی نبی

اللہ علیہ وسلم کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ پڑھتے۔

"یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ"

اسی کو حاکم نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہُ سے ان الفاظ میں روایت کیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غم والم کی حالت طاری ہوتی ۔ تو آپ فرماتے بر

بخاری ومسلم وغیرہ محدثین نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ

ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف کے وقت پڑھتے تھے ۔

"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبِّ

الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ"

اور طبرانی نے یہ اضافہ کیا ہے ۔

"اِصْرِفْ عَنِّیْ شَرَّ فُلَانٍ"

فلاں کا شر مجھ سے پھیر دے ۔

الشنجی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی، کہ مجھے رسول اللہ

لے اللہ علیہ وسلم نے پریشان دیکھا تو فرمایا، اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کہو تمہارے

ن میں اذان کہے، کہ یہ پریشانی کا علاج ہے فرمایا میں نے ایسا ہی کیا، تو میری

یشانی جاتی رہی ۔

طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہُ سے روایت نقل کی کہ نبی کریم صلے اللہ

یہ وسلم نے فرمایا اے اولاد عبدالمطلب! جب تم پر کوئی غم یا سختی نازل ہو تو یہ

عا کرو ۔

"اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا شَرِیْکَ لَہٗ"

نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہُ سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان

روایت کیا کہ جب تم پر غم والم نازل ہو تو سات بار یہ دُعا پڑھے۔

"اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا"

ایک روایت میں ہے جب تم میں سے کسی پر رنج والم یا بیماری وغیرہ کا
حملہ ہو تو تین بار یہ کہے:۔

"اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا"

اس کو الخطیب نے اسمار رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

الجامع الصغیر میں ہے جب تم میں سے کسی کو غم والم کا سامنا ہو تو کہے

"اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا"

اس کو طبرانی نے الاوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

المناوی نے کہا، اللہ کے اسمِ مبارک کا تکرار حصول لذت کے لیے ہے
فرمایا اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب صدق دل اور خلوصِ نیّت سے کہے تو رنج و غم
دور ہوں گے" الخ

ابو نعیم نے شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہُ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ ارشاد نقل کیا کہ۔

"حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ"

ہر خوف زدہ شخص کے لیے حفاظت ہے۔

ابن ابی الدنیا نے الذکر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہُ سے یہ روایت نقل
کی کہ جب کبھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پریشانی ہوتی تو آپ اپنا دستِ مبارک
اپنے سر اور داڑھی مبارک پر پھیرتے پھر اوپر کو سانس لیتے ہوئے فرماتے:

"حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ"

"مجھے اللہ کافی ہے اور بہترین کارساز"

اور جب کبھی نبی علیہ السلام کو رنج و دُکھ پہنچتا تو سات بار۔

حَسْبِیَ الرَّبُّ مِنَ الْعِبَادِ حَسْبِیَ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوْقِیْنَ حَسْبِیَ الرَّازِقُ

مِنَ الْمَرْزُوْقِیْنَ حَسْبِیَ الَّذِیْ هُوَ حَسْبِیْ حَسْبِیَ اللّٰهُ الَّذِیْ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔

سو جو کوئی اسے پڑھے، اللہ اسے دنیا و آخرت کے تمام آلام سے محفوظ فرمائے گا۔

صحیح (سنن) ابو داؤد میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی صبح و شام سات بار یہ پڑھے۔

حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

الْعَظِيْمِ ۔

اللہ اس کے تمام رنج و الم کو دور فرمائے گا۔" سچے ہوں یا جھوٹے۔

فوائد السنوسی رحمہ اللہ میں ہے جو کوئی آیت مبارکہ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ ... آخر تک۔

اور آیت مبارکہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ آخر تک لکھ کر اپنے پاس (گلے یا بازو پر باندھ کر) رکھے۔

تمام حالات میں اس پر لطف و کرم رہے گا۔ اللہ دشمنوں پر اس کی مدد فرمائے گا۔ تمام

رنج و غم اس سے دُور ہوں گے۔ یہ دونوں آیتیں ظاہری و باطنی امراض سے نجات

دینے میں بہت مفید ہیں، صاف ستھرے برتن پر لکھ کر دھولیں۔ زیتون اور گلاب کے

عرق میں ملا کر پھوڑے پھنسی اور زخموں اور ورم پر لگائیں، (ان شاء اللہ) جلد ہی آرام

آ جائے گا۔ یہ نسخہ مجرب ہے صحیح ہے۔ یہ دونوں آیتیں تمام حروفِ معجمہ کی جامع ہیں۔

الدیربی نے شیخ ابو العباس الحرتی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ رنج و

غم کے ازالہ کے لیے یہ دُعا مانگی جائے۔

يَا مَنْ كَرَمُهٗ لَا يُحَدُّ وَقَضَاؤُهٗ لَا يُرَدُّ وَصِفَتُهٗ قُلْ هُوَ اللّٰهُ

اَحَدٌ تا آخر سورہ تک۔ اَنْعَلُ بِيْ مَا اَنْتَ اَهْلُهٗ وَلَا تَفْعَلْ

رَبِّنَا مَا آتَا اَهْلُهُ اِنَّكَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ"

جیسا کہ عارف باللہ سیدی شیخ علوان الحموی نے اپنی کتاب "مصباح الہدایہ ومفتاح الولایۃ" میں ذکر کیا ہے رنج والم کو دور کرنے کے امام عارف باللہ ابوالفضل یوسف بن محمد المعروف بابن النحوی کی دعا المنفرجہ ہے۔ یہ بزرگ مغرب میں وہی مقام رکھتے ہیں جو مشرق میں امام غزالی۔ اس میں چالیس اشعار ہیں۔ پہلا شعر یہ ہے۔

اِشْتَدِّيْ اَزِمَةُ تَنْفَرِجِيْ ۔۔۔ قَدْ آذَنَ لَيْلُكِ بِالْبَلَجِ

"۔۔۔ پریشانی! تو سخت ہوگئی ہے، ختم ہوجا۔ تیری رات ختم ہونے کا وقت آپہنچا ہے۔"

شیخ علوان نے کہا قابلِ اعتماد لوگوں کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ یہ مطلع اسم اعظم پر مشتمل ہے اور جو کوئی اس کے ذریعے دعا مانگے قبول ہو۔ تقی الدین سبکی کو جب کوئی تکلیف ہوتی تو یہ شعر پڑھتے، جیسا کہ ان کے صاحبزادے تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں اسے نقل کیا، بعض نے کہا، جو شخص باوضو ہوکر، حضورِ قلب کے ساتھ اسے چالیس بار پڑھے اور کسی سے بات نہ کرے، پھر اللہ سے سوال کرے۔ اس کی حاجت پوری ہوگی۔ فرمایا تکالیف کے وقت جن وظائف کو پڑھنا مفید ہے۔ ان میں سے ایک قصیدۂ بُردہ شریف ہے۔

ع ۔۔۔ آمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِيْ سَلَمٍ الخ

اس کی بڑی تاثیر ہے۔ یہ بات مجھے سیدی شیخ سید شریف علی بن میمون مغربی رضی اللہ عنہ نے بتائی انہوں نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ میں نے دوسروں میں کلام میں اس کی تائید دیکھی ہے۔ تکالیف میں جو پڑھا جانا بہتر سمجھا جاتا ہے اس میں شیخ البونی کے یہ ابیات ہیں

اِنْ قِيْلَ مَتٰى ذَاكَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ عَطْفَةَ اللّٰهِ وَلَا اَقُوْلُ

اِنْ قِیْلَ مَتیٰ ذَاكَ مَتیٰ - آخر تک "
مجھے اللہ کی مہربانی کی اُمید ہے اور اگر پوچھا جائے کب کب ؟ تو میں کچھ نہیں کہتا ! (خاموش ہو جاتا ہوں) کہ تکالیف کے ازالے کے لیے جن کو آزمایا گیا ہے ان میں ابو القاسم سہیلی کے ابیات ہیں "یا مَنْ یَرٰی مَا فِی الضَّمِیْرِ وَیَسْمَعُ - آخر تک. جو بڑے مشہور ہیں۔ اے دل کی باتیں دیکھنے، سننے والے !" اس مقصد کے لیے جو کہا جاتا ہے اور مشہور ہے۔ ایک جملہ یہ ہے۔ کَمْ لِلّٰهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِیٍّ، آخر تک، پھر شیخ علوان فرماتے ہیں "خوف وخطر کے مقامات پر جس چیز کی طرف بہت توجہ دینی چاہیے۔ وہ امام شافعی کی دعا ہے۔ آگے اس کو ذکر کیا ہے۔ وہ وہی دعا ہے جو اس خاتمہ سے کچھ پہلے طبقات ابن سُبکی کے حوالہ سے ذکر ہو چکی ہے۔ جو دراصل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ دعا ہے جو آپ نے غزوہ احزاب کے موقع پر مانگی تھی۔ جسے امام شافعی نے روایت کیا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے۔ میں کہتا ہوں ازالہ تکالیف کے لیے ابن نحوی کی مناجات کی طرح امام غزالی کی مناجات بھی ہے، جس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے۔

اَلشِّدَّةُ اَوْدَتْ بِالْمُهَجِ   یَا رَبِّ نُعَجِّلُ بِالْفَرَجِ

ترجمہ: سختی کی آندھی چل پڑی، اے رب جلد مشکل آسان فرما۔

یہ دونوں بزرگ معاصر تھے۔ انشاء اللہ یہ تمام قصائد وابیات اور ان کے مناسب استغاثات، اپنی کتاب "جامع الثناء علی اللہ" میں ذکر کروں گا۔ جس میں میں نے ابتدا سے آج تک معتد بہ وافر جمع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاہ وجلال کے صدقے اس کی تکمیل میں میری مدد فرمائے۔

دنیا و آخرت کی تکالیف، جنوں اور انسانوں کے شر اور آفات سے حفاظت سے متعلقہ فوائد

شیخ ابوالحسن الشاذلی قدس سرہٗ العزیز نے کتاب "الاختصاص من الفوائد القرانیۃ والخواص" میں فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں اس کے لیے کافی ہو جائے۔ تمام مخلوق کے شر سے بچائے اور اپنے وسیع فضل وکرم سے عطا فرمائے، وہ ہر روز رات دن میں حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۔ اس کے حروف کے عدد کے برابر ۴۰۰ بار۔ حدیث میں آیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آتش نمرود سے اسی وظیفہ کے ذریعے نجات بخشی تھی۔

اس بات کو سید مصطفیٰ البکری نے شرح "حزب النووی" میں ذکر کیا ہے۔

البزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اپنے بستر پر آئے، سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھے یعنی قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ آخر تک تو تُو موت کے سوا ہر چیز سے محفوظ ہو گیا۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں سورۂ البقرہ پڑھی جائے۔ اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔"

دارمی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی، جو شخص سورۃ البقرہ کی پہلی چار آیات، آیۃ الکرسی اور اس کے بعد والی دو آیات، اور سورہ البقرہ کی آخری تین آیات، اس دن اس کے اور اس کے اہل خانہ کے قریب نہ شیطان آئے، نہ

کوئی ناپسندیدہ چیز۔ پاگل پر پڑھ کر دم کیا جائے، انشاء اللہ افاقہ ہوگا۔

امام بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے قصۂ صدقہ کے ضمن میں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔ جب بستر پر آؤ آیت الکرسی پڑھ لو، اللہ کی طرف سے ہمیشہ تم پر ایک محافظ رہے گا۔ اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو، اس نے تم سے سچ کہا، حالانکہ وہ بڑا جھوٹا ہے۔

الحاملی نے اپنے فوائد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجیے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ دے، فرمایا آیۃ الکرسی پڑھا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تیری، تیری اولاد کی، تیرے گھر کی یہاں تک کہ تیرے اِردگرد کے چند گھروں کی بھی حفاظت فرمائے گا۔

الدینوری نے اپنی کتاب المجالستہ میں حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے، انہوں نے کہا ایک سرکش جن آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ لہٰذا جب آپ بستر پر تشریف لائیں تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کریں۔

ابن السنی نے حسین ابن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اُمت کے لیے ڈوبنے سے بچنے کی دُعا یہ ہے۔ کہ جب کشتی میں سوار ہوں تو یہ پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

"اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اور ٹھہرنا، بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔"

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۔۔۔۔۔۔ پوری آیت۔

الصابونی رحمہ اللہ نے السابقین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ آیت چوری سے حفاظت ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ .... آخر تک۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ جس بندے پر مال واولاد کا انعام فرمائے اور وہ کہے۔

"مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔" "وہ موت کے سوا کوئی آفت ان پر نہیں دیکھے گا"۔

ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا، کہ جو کوئی سورۃ الدخان مکمل، سورۂ غافر شروع سے اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ تک۔ اور آیۃ الکرسی، شام کے وقت پڑھے، صبح تک محفوظ رہے گا اور جو کوئی ان کو صبح کے وقت پڑھے، شام تک محفوظ رہے گا۔

دارمی نے یہ لفظ نقل کیا ہے۔ لَمْ يَرَ شَيْئًا يَكْرَهُهٗ، کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں دیکھے گا۔

حافظ سیوطی علیہ الرحمہ کی حکایت

حافظ سیوطی نے "الاتقان" میں فرمایا، لطیف ترین حکایت وہ ہے جسے ابن الجوزی نے ابن ناصر سے انہوں نے اپنے شیوخ سے میمونہ بنت شاقول بغدادیہ کے حوالہ سے بیان کیا، میمونہ بغدادیہ فرماتی ہیں، ہمارے پڑوسی نے ہمیں ستایا، میں نے دو نفل پڑھے، اس طرح کہ ہر سورۃ کی پہلی آیت تلاوت کی، اس طرح میں نے قرآن ختم کر لیا، پھر دعا مانگی الٰہی! اسے ہمارے لیے کافی کر دے۔ پھر میں سو گئی، پھر میری آنکھ کھلی۔ دیکھتی کیا ہوں کہ سحری کا وقت ہے، اور وہ ہماری طرف آ رہا ہے۔ اس کا پاؤں پھسلا گرا اور مر گیا۔

ابن سعد اور راوی بیہقی نے ابوالعالیہ عن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے یہ

روایت کی کہ میں نے کہا، یا رسول اللہ! ایک شریر جن مجھے تنگ کرتا ہے، فرمایا یہ پڑھا کرو۔

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِي السَّمَاءِ وَمَا يَنْزِلُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ "

میں اللہ کے ان کامل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں، جن سے نہ نیک آگے بڑھ سکے نہ بد، اس کی زمینی مخلوق کی شر سے اور جو زمین سے نکلے اس کے شر سے اور جو آسمان میں اوپر چڑھتا ہے اس کے شر سے اور جو آسمان سے اترتا ہے۔ اس کے شر سے، اور ہر رات کو آنے والے کے شر سے، نہ اس سے جو بھلائی کے ساتھ رات کو آئے۔ اے بہت رحم فرمانے والے "۔

فرمایا میں نے اس پر عمل کیا سو اللہ نے اس کو مجھ سے دفع کیا۔

طبرانی نے صغیر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا، جب کسی بستی میں اذان دی جائے، اللہ اس کو اس دن کے عذاب سے بچا لیتا ہے۔

ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کے ہاں بچہ پیدا ہو، اس کے دائیں کان میں اذان دے اور بائیں میں اقامت، اس بچے کو ام الصبیان (سوکڑا) کی بیماری نہ ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے جو شخص پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِكْفِنِيْ

كُلِّ مُهِمٍّ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ مِنْ اَيْنَ شِئْتَ "

اے اللہ! سات آسمانوں اور عرش عظیم کے مالک! مجھے کفایت کر ہر پریشانی

سے جہاں کہیں سے چاہے" اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی دور فرمائے گا۔

اس کو الخرائطی نے اپنی کتاب "مکارم الاخلاق" میں ذکر کیا ہے۔

الخرائطی نے "مکارم الاخلاق" ہی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا

روایت نقل کی کہ جب تمہیں کسی سے، کسی قسم کا خوف ہو تو یہ پڑھو،۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا فِيْهِنَّ وَرَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ

وَاِسْرَافِيْلَ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ فُلَانٍ وَّاَشْيَاعِهٖ اَنْ يَّفْرُطُوْا

عَلَيَّ اَوْ اَنْ يَّطْغَوْا عَلَيَّ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاۤؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ

اِلَّآ اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔

اے اللہ! سات آسمانوں اور جو مخلوق ان میں ہے اس کے مالک!

جبریل اور اسرافیل کے مالک! میری پناہ بن جا، فلاں اور اس جیسوں

سے اگر مجھ پر زیادتی کریں، یا چڑھ دوڑیں۔ تیری پناہ غالب اور

تیری حمد و ثنا بلند مرتبہ ہے۔ اور تیرے سوا کوئی مستحق عبادت

نہیں اور بدی سے پھیرنے اور نیکی کرنے کی طاقت تیرے ہی سہارے ہے"

اور حدیث شریف میں آیا ہے جو کوئی شام کے وقت۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا

فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ "

تین بار پڑھے، اسے صبح تک ناگہانی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ اور جو کوئی صبح کے وقت

اسے تین بار پڑھے، شام تک ناگہانی مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ اسے ابوداؤد اور

ابن حبان اور ابوداؤد بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ترمذی کی روایت میں ہے۔

"لَمْ یَضُرَّہٗ شَیْئٌ"

اسے کوئی شے ضرر نہ دے گی"

ترمذی نے اسے صحیح، حسن کہا ہے۔

مشکوٰۃ میں حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد (عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ) سے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص ہر روز صبح وشام تین بار۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ"

"اس کے نام سے جس کے نام کے ساتھ زمین وآسمان میں کوئی چیز تکلیف نہیں پہنچا سکتی۔ اور وہی سُننے جاننے والا ہے"

پڑھے اسے کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

حضرت ابان رضی اللہ عنہٗ کو فالج ہوگیا، ایک شخص ان کی طرف دیکھنے لگا حضرت ابان رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا، کیا دیکھتے ہو؟ سُن لیجیے حدیث وہی ہے جسے میں تجھے سُنا چکا ہوں۔ لیکن میں نے اسے پڑھا ہی نہیں تاکہ اللہ تعالےٰ جو کرنا چاہے کرے۔

اسے ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

ابن الحاج نے المدخل میں لکھا ہے کہ ایک شخص سخت پریشانی میں مبتلا ہوگیا۔ اس نے اپنی پریشانی شیخ ابن ابی جمرہ صاحب "مختصر البخاری" سے بیان کی۔ شیخ نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے اشارہ کرتے ہوئے اس شخص کے لیے یہ وظیفہ مقرر فرمایا۔

سو بار سُبْحَانَ اللّٰهِ، سو بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سو بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ پڑھ کر یہ پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔ سو بار پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا

اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ "

پھر بارہ رکعات نفل پڑھے، اس کے بعد جو ذہن میں آئے دُعا مانگے۔ پھر دو نفل پڑھے۔ آخر میں سچاس آیات اور سورۃ البقرہ کی آخری آیات پڑھے، پھر چوبیس رکعت نفل پڑھے۔ پھر یہ دعا مانگے۔

الٰہی حل کرنا تو بس تیرا حل کرنا ہے۔ سو ہم سے ہر تکلیف و مصیبت دُور فرما۔ اے وہ جس کے ہاتھ میں حل کرنے کی کنجیاں ہیں، اور جن و انسان جو بھی ہمارا بُرا چاہتا ہے۔ تو ہمیں کفایت فرما، اور اپنے حکم و قدرت سے اپنے مضبوط ہاتھوں سے اُسے ہم سے دور فرما۔ بے شک تو ہر چاہے پر قادر ہے۔

اس نے اس پر عمل کیا، تو اس کی تمام تکالیف و پریشانی دُور ہو گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی خواب میں، جس کا ذکر ہوا، فرمایا، جو کوئی صدقِ نیت سے اس پر عمل کرے گا، اللہ اس کی اس دن کی تکلیف دُور فرمائے گا۔ کیسی ہی کیوں نہ ہو۔

سیّد مصطفےٰ البکری نے امام نووی کی حزب پر لکھی گئی اپنی شرح میں دو بیت لکھے ہیں:

غَنِّ لِیْ بِاِسْمِ مَنْ اُحِبُّ وَخَلِّنِیْ ۔۔۔ کُلَّ مَنْ فِی الْوُجُوْدِ یَرْمِیْ بِسَہْمِہٖ

ترجمہ: "میرے آگے میرے محبوب کے نام کا گانا گا۔ اور تمام کائنات کو تیر چلانے کے لیے چھوڑ دے"

لَا اُبَالِیْ وَ اِنْ اَصَابَ فُؤَادِیْ ۔۔۔ اِنَّہٗ لَا یَضُرُّ شَیْءٌ مَعَ اسْمِہٖ ۔

ترجمہ: "مجھے کچھ پرواہ نہیں، اگرچہ میرے دل پر لگے۔ بے شک اس کے نام کے ساتھ کوئی چیز ضرر نہیں دے سکتی"

امام احمد، طبرانی اور نسائی وغیرہ نے روایت کی، جیسا کہ حسن حصین میں ہے۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے جب کوئی شیطان وغیرہ سے خوف محسوس کرے تو یہ کہے۔ میں اللہ کریم کی ذات کی پناہ مانگتا ہوں) جو نفع دینے والی ہے۔ اور اللہ کے ان مکمل کلمات کی جن سے کوئی نیک و بد بچ نہیں سکتا۔ اس کی مخلوق کے شر سے۔ جسے اس نے ہر طرف پھیلا رکھا ہے۔ اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے، اس کے شر سے۔ اور جو اس میں چڑھتا ہے اس کے شر سے، اور جو کچھ اس نے زمین میں پھیلایا اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے اس کے شر سے، رات دن کے فتنوں کے شر سے اور سوائے بھلائی کے رات کو آنے والے کے شر سے۔ اے رحمٰن"۔

السفیری رحمہ اللہ نے ابن القیم کی کتاب "البدائع" کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دس چیزوں پر عمل کرنے سے انسان شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

اوّل۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہ پڑھنا۔ دوم۔ معوذتان پڑھنا۔

سوم۔ آیۃ الکرسی پڑھنا۔ چہارم۔ سورۂ البقرہ۔

پنجم۔ سورۂ البقرہ کی آخری آیات۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلَ سے آخر تک۔

ششم۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ جو کوئی اسے سو بار پڑھے تو یہ شیطان سے بچاؤ ہوگا۔

ہفتم۔ اللہ کا ذکر۔

ہشتم۔ وضو کرنا۔ نہم۔ نماز

دہم۔ فضول بات، فضول کھانا، کم نظر اور لوگوں سے کم میل جول۔ کہ شیطان انہی چار دروازوں سے ابن آدم پر مسلط ہوتا اور اپنا مقصد پورا کرتا ہے۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ شیطانی چال سے ہمیں بچائے۔

فوائد الشرجی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان :۔

وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ، وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۔ اور اللہ کا فرمان ۔ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ "

ان آیات کو اگر اس آدمی پر پڑھا جائے جو اس کے بارے میں غلط خیالات رکھتا ہے۔ اللہ کے حکم سے یہ صورتِ حال ختم ہو جائے گی۔ اگر اونی ٹاکی میں لپیٹ کر خوف کھانے والے کے جسم سے باندھ دیا جائے، انشاء اللہ پھر بھی یہ پریشانی دُور ہو جائے گی۔

فوائد الشرجی میں ہے۔ بعض علماء نے کہا، جو کوئی سورہ اخلاص کی ہمیشہ تلاوت کرتا رہے، دنیا و آخرت کی ہر بھلائی پائے گا اور ہر شے سے محفوظ رہے گا۔ انشاء اللہ بھوکا پڑھے تو سیر ہو، پیاسا پڑھے سیراب ہو، اگر ہرن کے چمڑے پر لکھ کر اپنے پاس رکھے تو اللہ کے حکم سے جن، انسان یا کیڑے مکوڑے، کوئی شے نقصان دینے کے لیے اس کے قریب نہ آئے گی۔

الدمیری نے اپنی کتاب "حیوٰۃ الحیوٰن" میں بکری پر کلام کرتے ہوئے فرمایا، ابو محمد عبد اللہ بن یحییٰ بن الہیشم الصعبی، شافعی مسلک کے اماموں میں سے، مصنف البیان کے ہم عصر صالح و عالم یمنی عالم تھے۔ ان کی کتابوں میں سے ایک احترازات المذہب والتعریف" علم فقہ میں ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ لوگوں نے ان پر تلواریں چلائیں، لیکن تلواروں نے اس کا بال بیکا نہ کیا۔ جب اس بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں

نے فرمایا، میں پڑھا کرتا تھا

وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۔ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۔ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ، فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۔ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۔ وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ۔ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۔ وَحِفْظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَارِدٍ وَحِفْظًا ۔ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۔ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ، اللَّهُ حَفِيظٌ عَلِيمٌ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ كِرَامًا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ، إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ، إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ ۔ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ، بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ، بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ ۔

پھر کہا ایک دن میں ایک جماعت کے ہمراہ نکلا، ہم نے ایک بھیڑیئے کو ایک اپاہج بکری سے کھیلتا دیکھا، جو بکری کو کوئی نقصان نہیں پہنچا رہا تھا۔ جب ہم ان سے قریب ہوئے تو بھیڑیا چلا گیا۔ ہم بکری کے پاس آئے تو اس کی گردن میں پٹے پر یہ آیات (مذکورہ) لکھی پائیں۔ الصعبی ۵۵۳ھ میں فوت ہوئے۔

حافظ ابوزرعہ رازی کا بیان

حافظ ابوزرعہ رازی کہتے ہیں گورگان (جرجان) شہر میں آگ بھڑک اٹھی جس سے نوہزار مکان اور ان میں موجود اتنی ہی تعداد میں قرآن مجید جل گئے۔ مگر ہر نسخے میں درج ذیل آیات محفوظ رہیں۔

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ، وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ، وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ، وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا، وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ، تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى، اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى۔ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ، اِئْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ، وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ، مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ، وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ، فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ۔

کہا میں نے یہ آیتیں لکھ کر جس سامان، مکان اور دکان وغیرہ میں رکھیں اللہ نے اس کی حفاظت فرمائی۔ الکمال الدمیری نے یہ کچھ نقل کر کے کہا، میں کہتا ہوں یہ مفید و مجرب ہے۔

اور کہا الثعلبی، ابن عطیہ اور القرطبی وغیرہ نے سالم بن ابی الجعد سے روایت نقل کی، کہتے ہیں ہمارا ایک قرآن کریم کا نسخہ جل گیا لیکن اس میں فرمانِ باری تعالیٰ۔

اَلَا اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ... بچ گیا اور ہمارے ہاں بھی قرآن کریم کا ایک نسخہ پانی میں ڈوب گیا تھا، اس میں بھی ہر شے پانی میں محو گئی تھی لیکن یہ آیت باقی رہ گئی تھی۔ اور کہا کہ ابو عمر بن عبدالبر نے التمہید میں سعید بن مسیّب کا یہ قول نقل کیا ہے۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص شام کے وقت پڑھے سَلَامٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعَالَمِيْنَ ۔ اسے بچھو نہیں کاٹے گا۔ ابن عبدالبر کی التمہید میں ہی حضرت یحییٰ بن سعید انصاری کے احوال میں ابن وہب سے روایت ہے کہ مجھے ابن سمعان نے خبر دی کہ میں نے اہلِ علم کو کہتے سُنا جب کسی انسان کو ڈسا جائے مثلاً بچھو یا سانپ ڈنگ مارے تو ڈسا جانے والا یہ آیت پڑھے: نُوْدِيَ اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔"

سانپ اور بچھو کے شر سے بچنے کیلئے الدمیری کا قول

الدمیری نے یہ بھی کہا، کہ

سانپ اور بچھو کے شر سے بچنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ سوتے وقت تین بار پڑھے:۔

"اَعُوْذُ بِرَبِّ اَوْصَافِهِ التَّمِيْمَةِ مِنْ كُلِّ عَقْرَبٍ وَّحَيَّةٍ
سَلَامٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ، اَعُوْذُ
بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔"

اور حافظ امام فخرالدین عثمان بن محمد بن عثمان التوزری نے جو آج کل مکہ مکرمہ میں آئے ہوئے ہیں۔ بیان کیا کہ میں مکہ مکرمہ میں شیخ تقی الدین حورانی سے علم الفرائض (میراث) پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بچھو نکل آیا۔ شیخ نے اسے پکڑ کر ہاتھوں میں اُچھالنا شروع کر دیا۔ میں نے کتاب اپنے ہاتھ سے رکھ دی۔ فرمایا پڑھیے، میں نے کہا آپ اس کا فائدہ جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ تیرے پاس بھی یہ فائدہ ہے۔ میں نے کہا وہ کیا؟ کہنے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا، جو

شخص صبح و شام پڑھے۔

"بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ"

اسے کوئی شے نقصان نہیں پہنچاتی اور میں نے شروع دن میں اسے پڑھ لیا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ تم میں شہد کی مکھی کی بھنبناہٹ (آواز) سے بھی پوشیدہ تر شرک ہے اور عنقریب میں تمہیں بتاؤں گا کہ اگر تم نے اسے زبان سے سمجھ کر پڑھ لیا تو اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ تم سے چھوٹا بڑا ہر شرک دور کر دے گا۔ یہ پڑھا کرو:۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّ اَنَا اَعْلَمُ وَاسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ"

اسے تین بار پڑھو۔ اس کو حکیم ترمذی نے "نوادر الاصول" میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

المناوی رحمہ اللہ نے اپنی شرح صغیر میں فرمایا، چھوٹا شرک جیسے تمہارا کہنا جو اللہ چاہے اور تم چاہو۔ اور بڑا شرک جیسے ریا، جب بھی تمہارے دل میں شرک کی کوئی قسم کھٹکے اسے تین بار پڑھ لو کیونکہ تجھ سے دُور وہی کر سکتا ہے جس نے تُجھے پیدا کیا ہے۔ جب تُو نے اس کی پناہ مانگی تو وہ تجھے پناہ دے گا۔

الشبرجی نے کہا میں نے بعض علما کی تحریر دیکھی، کہ جب تم کسی انسان سے جن نکالنا چاہو تو اس کے دائیں کان میں سات بار آذان کہو، اور فاتحہ، معوذتین آیۃ الکرسی، والسماء والطارق، سورۂ حشر کا آخری حصہ اور سورۃ الصافات پوری پڑھو۔ اس سے وہ جن گویا آگ میں جل گیا"

قضائے حاجات کیلئے فوائد

المحاملی نے اپنے امالی میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا کہ جو شخص اپنی حاجت براری کے لیے سورۂ یٰسٓ کو امام بنائے اس کی حاجت پوری ہوگی۔ حافظ سیوطی نے کہا اس کی شاہد دارمی کی مرسل روایت ہے: میں نے کتاب "المنہج الحنیف" کے حاشیہ میں بعض افاضل کی یہ تحریر دیکھی۔

قضائے حاجت کے لیے بڑا فائدہ

نماز فجر کے بعد چار بار سورۂ یٰسٓ اس طرح پڑھو، لفظ یٰسٓ سات بار اور جب ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ۔ تک پہنچو تو اس لفظ کو ۱۴ بار پڑھو۔ اور جب سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ۔ پہ پہنچو تو اس کو سات بار پڑھو۔ اور فرمان باری تعالیٰ - اَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ۔۔۔۔ پر پہنچے تو اسے بارہ مرتبہ پڑھے۔ پھر ایک بار فاتحہ، پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ایک بار پھر جو چاہے دعا مانگ قبول ہوگی۔ لہٰذا صرف ضروری دعا مانگنا۔ بے شک یہی اسم اعظم ہے۔ اسے یاد رکھ لے۔"الخ

اور فوائد امام شرجی میں قضائے حاجت کی صورت، شیخ ابوالقاسم القشیری رحمہ اللہ کی کتاب "آداب الفقراء" کے حوالہ سے اس طرح منقول ہے: تازہ وضو کر کے دو تشہد اور دو سلاموں کے ساتھ چار رکعت نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دس بار پڑھے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔ دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد دس بار پڑھے۔ رَبِّ

اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي۔ تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد دس بار پڑھے۔ فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ۔ چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا ...... آخر تک پوری آیت دس بار۔ پھر سلام پھیر کر فارغ ہو تو سر بسجود ہو کر اکتالیس بار پڑھے۔ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ "..... پھر اپنی حاجات مانگے، اللہ کے حکم سے پوری ہوگی" الخ

امام یافعی نے اپنی کتاب "الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم" میں بسم اللہ اور قضائے حاجت کے لیے یہ وہ نسخہ ہے جس کو میں نے بعض عارفین کے کلام سے نقل کیا ہے اور یہ ایک خط تھا جسے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا، جس کو اللہ تعالیٰ سے کوئی اہم تر حاجت درپیش ہو۔ تو ایک رقعے میں لکھے۔

"بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ۔ مِنْ عَبْدِهِ الذَّلِيلِ إِلَى رَبِّهِ الْجَلِيلِ۔ إِنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ"

ذلیل بندے کی طرف سے اس کے جلیل رب کے نام۔ بے شک مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

اور یہ رقعہ بہتے پانی میں ڈال دے، اور کہے الٰہی! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی پاک آل اور پسندیدہ صحابہ کرام کے وسیلہ سے میری حاجت پوری فرما۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔ اپنی حاجت کا ذکر کرے، انشاء اللہ پوری ہوگی۔ کہا کہ مجھ سے میرے بعض علماء بھائیوں نے ذکر کیا کہ جو کوئی بارہ ہزار مرتبہ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ پڑھے۔ ہر ہزار کے بعد دو نفل پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے جو حاجت چاہے مانگے پھر پڑھنا شروع کر دے۔ جب ہزار تک پہنچے۔ پھر

اسی طرح نماز پڑھے۔ دُعا کرے۔ یُونہی تعداد مذکورہ پوری کرے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری ہوگی۔

اسی طرح اللہ کے اسم اعظم پر کلام کرتے ہُوئے آخر میں فرمایا۔ میں نے شیخ ابوالحسن شاذلی کے ہاتھ سے لکھی ہوئی یہ عبارت دیکھی، جو انہوں نے کتاب "نسوۃ الیقین واشارۃ اھل التمکین" سے نقل کی۔" جمعرات کی شام کو غسل کرے۔ اور اپنی نماز کی جگہ نماز مغرب تک اعتکاف بیٹھے۔ پھر ذکر میں مصروف رہے یہاں تک کہ نماز عشاء پڑھے۔ اس کے بعد جہاں تک ہو سکے نفل نماز پڑھے۔ وتر کے آخری سجدہ میں سو بار پڑھے۔ یَا رَبُّ یَا رَحْمٰنُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِکَ اسْتَغِیْثُ۔ اللہ کے حکم سے اس کی حاجت پوری ہوگی۔ ....

یہ بھی کہا کہ جس کو کوئی غم یا فکر لاحق ہو، اس کا سبب دُنیوی ہو یا دینی۔ ضروری وہ جمعرات کو شام کے وقت غسل کرے اور نماز عشاء کی ادائیگی تک وہیں بیٹھا رہے۔ اور کسی سے بات نہ کرے۔ وتر کی نماز کی آخری رکعت میں سجدے میں سر رکھ کر پڑھے۔ یَا اَللّٰہُ یَا رَبُّ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِکَ اسْتَغِیْثُ یَا اَللّٰہُ۔ سو بار پھر اللہ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ کسی مسلمان کی بربادی وضرر کے لیے دُعا نہ کرے۔

ابوالعباس المرسی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جو کوئی نماز فجر کے بعد آنے والی دعا تین بار کرے اور اللہ سے اپنی حاجت مانگے، پوری ہوگی۔

"اَللّٰھُمَّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَافْعَلْ لِیْ کَذَا وَکَذَا۔"

مقاتل بن حیان سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا، جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی حاجت ہو وہ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر، کسی سے بات کیے بغیر سو بار

یہ دُعا پڑھے اگر اللہ اس کی حاجت پوری کر دے تو ٹھیک ورنہ مقاتل پر لعنت بھیجے دُعا یہ ہے :۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَاحَلِیْمُ یَاقَدِیْمُ یَا دَائِمُ یَا فَرْدُ یَا وِتْرُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ۔

گمشدہ چیز پانے کے فوائد (ذرائع)

ابن السنی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا جانور زمین میں گم ہو جائے تو وہ آواز دے۔ یَاعِبَادَ اللّٰهِ اِحْبِسُوْا۔ ترجمہ :۔ اے اللہ کے بندو اسے روکو! بے شک زمین میں اللہ کے روکنے والے ہیں جو اسے روکیں گے۔

امام نووی کی حکایت

امام نوری رحمہ اللہ نے فرمایا، ہمارے بڑے اہلِ علم شیوخ میں سے ایک نے ہمیں یہ بات بتائی کہ ان کا جانور، میرا خیال ہے خچر کا فرمایا، بھاگ گیا۔ انہیں یہ حدیث معلوم تھی، انہوں نے یہ کلمات زبان سے ادا کیے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا۔ کہا کہ میں ایک بار ایک جماعت کے ہمراہ تھا۔ ان کا جانور بدک کر بھاگ اٹھا، وہ اُسے پکڑنے سے عاجز آ گئے۔ میں نے حدیث پاک کے کلمات پڑھے، پس وہ جانور کسی اور سبب کے بغیر، صرف اس کے پڑھنے سے کھڑا ہو گیا۔

ابن السنی نے ہی امام جلیل سید ابو عبداللہ یونس بن عبید بن دینار مصری تابعی رحمہ اللہ سے روایت کی جن کی جلالت علمی، حافظہ، دیانت اور تقویٰ و طہارت پر علماء کا اتفاق ہے، اور مشہور بزرگ ہیں۔ جو کوئی سخت بدکنے والے جانور پر سوار ہوتے وقت اس کے کان میں یہ آیت کریمہ پڑھے، اللہ کے حکم سے وہ جانور اس

کا تابع فرمان ہو جائے گا۔

"اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ"

کیا اللہ کے دین کے سوا کچھ اور چاہتے ہو؟ اور زمین و آسمان کی ہر چیز

خوشی یا ناخوشی سے اس کے آگے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہے اور تمھیں

اسی کی طرف لوٹنا ہے"

(الدمیری نے) حیاۃ الحیوان میں اسے نقل کرنے کے بعد کہا: "اسے پہلے لفظ

"باء" کے باب میں بَغْلَۃٌ کے تحت گذر چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خچر پر سوار ہوئے۔

جو بد کنے لگی، آپ نے اُسے روکا اور ایک صاحب سے فرمایا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔

پڑھو، انھوں نے سورۃ الفلق پڑھی۔ خچر سکون میں آ گئی"۔ الخ۔

امام قشیری نے اپنے مشہور "رسالہ قشیریہ" کے باب "کرامات الاولیاء" میں کہا

ہے۔

موتی دریائے دجلہ میں گر گیا

کہ جعفر الخلدی کا نگینہ ایک دریائے دجلہ میں گر گیا۔

ان کے پاس گم شدہ چیز واپس لانے کی ایک مجرب دُعا تھی۔ انھوں نے مانگی تو وہ

نگینہ ان کو ان اوراق میں ملا جنہیں وہ ویسے ہی ٹٹول رہے تھے۔

القشیری کہتے ہیں میں نے ابو حاتم سجستانی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں ابو نصر سراج

کو یہ کہتے سُنا، وہ دُعا یہ ہے۔

"يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيْهِ اِجْمَعْ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ"

ابو نصر سراج کہتے ہیں مجھے ابو الطیب مکی نے ایک کاپی دکھائی، جس میں لکھا

تھا جو کوئی گمشدہ پر یہ دُعا پڑھے، مل جائے گا۔ اس کاپی کے اوراق بہت تھے۔

فقیر یوسف نبہانی اس کتاب کا مولف، اللہ اس کو معاف کرے، عرض پرداز ہے۔ میں نے یہ نسخہ کئی بار آزمایا اور مفید پایا ہے۔

شہابُ الدین احمد شرجی کے فوائد المسماۃ بہ "الصلاۃ والعوائد عن بعض الصالحین" میں لکھا ہے کہ جب کوئی انسان راستہ بھول جائے، اذان کہے، اللہ اسے سیدھا راستہ بتا دے گا۔

فوائد حصولِ رزق میں آسانی وتوسیع اور ادائے قرض کے متعلق

اس موضوع پر حافظ سیوطی نے خاص رسالہ تالیف کیا ہے۔ (جس کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔) "اللہ کے نام سے شروع، جو رحم فرمانے والا مہربان ہے۔ سب تعریفیں بس اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر۔"

اس کے بعد عرض ہے کہ ایک پوچھنے والے نے مجھ سے وہ اذکار وافعال پوچھے ہیں۔ جو حصولِ رزق کے لیے حدیث شریف میں آئے ہیں۔ تاکہ تنگ دست اور غریب آدمی ان پر لازمی عمل کرے۔ پھر یہی سوال یکے بعد دیگرے کئی بار کیا، میں نے ان کے لیے یہ رسالہ تالیف کیا اور اس کا نام "حصول الرفق باصول الرزق" رکھا۔ میں نے اسے دو فصلوں پر مرتب کیا ہے۔

پہلی فصل: اذکار ودعاؤں کے بیان میں۔

طبرانی نے "اوسط" میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کو اللہ نعمت سے نوازے، وہ کثرت سے اللہ کا شکر بجا لائے (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے) اور جس کے گناہ زیادہ ہوں وہ اللہ سے استغفار

معافی ذکرے، (اَسْتَغْفِرُاللّٰہ) کہے اور جس کا رزق لیٹ ہو جائے وہ کثرت سے "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" پڑھے۔

امام احمد، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جو استغفار پر ہمیشہ عمل پیرا رہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ہر تنگی، فراخی میں بدل دے گا۔ اسے ہر غم سے نجات دے گا، اور اسے ایسے ذرا سے رزق دے گا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوں۔

ابن ابی الدنیا نے اسد بن وادعہ سے مرفوع حدیث نقل کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر روز سو بار "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" پڑھے کبھی غریبی اس کے نہیں آئے گی۔ ......

ابو عبید نے "شعب الایمان" میں اور حارث بن اسامہ اور ابو یعلی نے اپنی مسند میں، ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں، اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو کوئی ہر رات سورۂ واقعہ پڑھے اسے فاقہ کشی کا سامنا نہ ہو گا۔

ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا، سورۂ واقعہ غنی کرنے والی سورۃ ہے اسے خود بھی پڑھو اور اپنی اولاد کو بھی سکھاؤ۔

طبرانی نے "الاوسط" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اترنے کا حکم دیا، تو آپ خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہوئے۔ دو رکعت نفل پڑھے، پھر اللہ نے ان کو یہ دعا الہام فرمائی۔ الٰہی! تو میرے باطن و ظاہر کو جانتا ہے سو میری معذرت قبول فرما اور میری حاجت پر توجہ فرما، جو مانگوں عطا فرما۔ میرے دل میں کیا ہے؟ تو

جانتا ہے۔ سو میرے لیے میری خطا بخش دے۔ الٰہی! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں۔ جو میرے دل سے متعلق ہو۔ اور سچا یقین، تاکہ مجھے یقین ہو کہ تیرے رکھے بغیر مجھے کچھ نہیں پہنچ سکتا۔ اور میری قسمت پر مجھے راضی رکھنا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ آدم! میں نے تیری توبہ قبول کی، تیری خطا معاف فرمائی۔ اور اس دُعا کے ذریعے جو بھی مجھے پکارے گا، میں اسے بخش دُوں گا اور اسے پریشانی سے کفایت کروں گا شیطان کو اس سے بھگاؤں گا، اس کی تجارت ہر تاجر سے بہتر کروں گا، دنیا اس کے حضور ذلیل ہو کر حاضر ہو گی۔ چاہے وہ اس کا ارادہ نہ کرے۔" اس کی تائید میں بیہقی کی حدیث ہے جسے بریدہ نے روایت کیا ہے۔

غربت اور وحشت قبر سے امان کے لیے

ابو نعیم اور الخطیب نے مالک سے

اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت علی رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر دن سو بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ۔ پڑھے، اسے غریبی اور وحشت قبر سے امان ہو گی۔

فقر و احتیاج کے خاتمہ کے لیے

طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہُ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی گھر میں داخل ہوتے وقت قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ پوری سورت پڑھے۔ اس گھر والوں اور پڑوسیوں سے فقر و احتیاج ختم ہو گا۔"

غم اور پریشانی کے ازالہ کے لیے

امام احمد نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہُ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ! یہ فرمائیں کہ اگر میں تمام وقت آپ پر درود و سلام پڑھنے میں صرف کر دوں؟ فرمایا۔

اللہ تمہارے دنیا و آخرت کی پریشانیوں کے ازالہ کے لیے اسے ہی کافی کر دے گا۔"

طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی سند کے ساتھ روایت کی جسے التیمی نے حسن قرار دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَانْقِطَاعِ عُمُرِيْ"

الٰہی! مجھ پر بڑھاپے میں اور آخری وقت اپنا رزق وسیع تر کر دیجئے۔

المستغفری نے الدعوات میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمہیں دشمن سے بچائے۔ تمہارے رزق فراخ کرے۔ رات دن اللہ سے دعا مانگتے رہو۔ بے شک دعا مومن کا ہتھیار ہے۔

المستغفری نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے بعد پڑھا کرتے۔

الٰہی میں تجھ سے ستھرا حلال رزق، فائدہ دینے والا علم اور مقبول عمل مانگتا ہوں۔"

المستغفری نے کدار بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر مسجد کے دروازے پر آ کر یہ دعا مانگتے۔

الٰہی! میں نے تیرا بلاوا سنا، اور تیرا فرض ادا کیا، اور تیرے حکم کے مطابق واپس چلا، مجھے اپنا فضل عطا فرما۔ بے شک تو بہترین رزق عطا فرمانے والا ہے۔

امام بخاری نے "الادب المفرد" میں اور بزاز و حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام نے وفات

کے وقت اپنے بیٹے سے فرمایا، میں تجھے دو باتوں کا حکم دیتا ہوں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ، کہ یہ ہر شے کی نماز ہے۔ اور اسی کے سبب ہر شے کو رزق ملتا ہے۔

المستغفری نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں اس بات کا حکم نہ دوں؟ جس کا حکم نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو دیا تھا؟ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، کہ ہر چیز اس کی حمد کے ساتھ پاکی بولتی ہے۔ یہ تمام مخلوق کا وظیفہ ہے۔ ابن عمر اور اسی سے ان کو رزق ملتا ہے۔

المستغفری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! میں تنگ دست ہوں۔ فرمایا تو فرشتوں کی دعا اور مخلوق کی تسبیح سے کہاں غافل پڑا ہے، پڑھ۔

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ"

طلوعِ فجر اور نماز فجر کے درمیان سو بار۔ دنیا تیرے پاس ذلیل و رسوا ہو کر آئے گی۔

المستغفری نے ہشام بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی پریشانی لاحق ہوئی۔ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اس کی شکایت کی، اور عرض گذاری کی کہ مجھے (بیت المال) سے ایک وسق (۱/۲ ۲ سیر) کھجوریں عطا فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو میں تمہیں حکم دوں؟ اور اگر چاہو تو تمہیں ایسے کلمات سکھا دوں جو اس سے بہتر ہے۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا وَّلَا تُطِعْ فِيَّ عَدُوًّا وَّلَا حَاسِدًا وَّاَعُوْذُبِكَ مِمَّا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ وَاَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِيْ هُوَ بِيَدِكَ كُلِّهٖ"

الٰہی سلامتی کے ساتھ سوتے میں میری حفاظت فرما اور میرے متعلق دشمن و حاسد کی نہ ماننا۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس تمام مخلوق سے۔

جس کو تُو نے پیشانی سے پکڑ رکھا ہے۔ اور میں تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں۔ جو سب کی سب تیرے ہاتھوں میں ہے"

المستغفری نے حضرت علی رضی اللہ عنہُ سے روایت کی، کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تجھے کون سی چیز محبُوب تر ہے ؟ پانسو بکریاں اور ان کا چرواہا یا پانچ کلمات جن سے دعا مانگے۔ کہو !

قُلِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَطَیِّبْ لِیْ کَسْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ خُلُقِیْ وَلَا تَمْنَعْنِیْ مِمَّا قَضَیْتَ لِیْ وَلَا تُذْھِبْ نَفْسِیْ اِلٰی شَیْءٍ صَرَفْتَہٗ عَنِّیْ۔

"تم فرماؤ! اے اللہ! میری (اُمّت کی) خطا، میرے لیے بخش دے۔ میری صفائی صاف کر دے، میرا اخلاق وسیع کر دے۔ اور جو تُو نے دینا ٹھہرایا ہے اُسے نہ روک، اور میرا نفس کسی ایسی چیز کی طرف نہ لے جا، جسے تو مجھ سے پھیر چکا"

بزاز، حاکم اور بیہقی نے دعاؤں کے باب (الدعوات) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ مجھے میرے والد نے فرمایا۔ میں تجھے وہ دُعا نہ سکھاؤں جو مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سکھائی۔ اور انہوں نے فرمایا کہ عیسٰے علیہ السلام اپنے حواریوں کو سکھاتے تھے تُجھ پر کوہِ اُحد کے برابر بھی غم والم ہو، اللہ ختم کر دے گا۔ میں نے کہا کیوں نہیں، فرمایا یُوں کہو،

"اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ رَحْمَۃً تُغْنِیْنَا بِھَا عَمَّنْ سِوَاکَ"

"اے اللہ! غم والم کو دُور کرنے والے! بے بسوں کی دُعا سننے والے!

دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم! تو ہی مجھ پر رحم فرماتا ہے، سو مجھ پر ایسا رحم فرما، جو مجھے تیرے سوا سب سے بے نیاز کر دے۔"

ابو بکر کہتے ہیں مجھ پر قرض کا بوجھ تھا، اور مجھے قرض سے نفرت تھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کاروبار میں برکت دی اور مجھے بار قرض سے نجات دی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھ پر اسماء کا قرض تھا۔ جس کی وجہ سے مجھے ان سے شرم آتی تھی۔ میں یہ دعا پڑھا کرتی تھی۔ کچھ ہی عرصہ گزرا کہ اللہ نے مجھے ایسا رزق عنایت فرمایا، جو وراثت یا صدقہ نہ تھا، میں نے وہ قرض بھی ادا کیا، تین اوقیہ عبدالرحمٰن بن ابو بکر کو دیئے، اور اچھا خاصا مال بچ بھی گیا۔

ابو داؤد اور بیہقی نے باب الدعوات میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو امامہ کو دیکھ کر فرمایا، کیوں پریشان ہو؟ عرض کی قرض اور غم پیچھا نہیں چھوڑتے۔ فرمایا تجھے ایسا کلام نہ بتاؤں کہ جب اسے پڑھو، اللہ تمہارا غم دور فرما دے اور قرض اتار دے۔ صبح و شام پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔"

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں غم والم سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور بخل (کنجوسی) سے۔ اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں قرض کے غلبہ اور مردوں کے دباؤ سے۔"

پڑھا کر" میں نے اسے پڑھا اللہ نے میرا غم کافور کیا، اور میرا قرض اتار دیا۔

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ ان کے پاس ایک

مکاتب (وہ غلام جس سے آقا مقررہ رقم وصول کر کے آزاد کرے) آیا کہنے لگا، میرے بدل کتابت کی ادائیگی میں مدد دیجیے۔ آپ نے فرمایا، تجھے وہ کلمات نہ بتاؤں جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائے تھے؟ تجھ پر ڈھیروں قرض ہوگا، پھر بھی اللہ ادا کرے گا۔ پڑھ۔

"اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔"

"الٰہی! اپنے حلال کے ذریعے اپنے حرام سے بچا اور مجھے اپنے فضل سے غیروں سے بے نیاز کر دے۔"

المستغفری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں۔ اور عرض کی بیشک ان فرشتوں کی غذا تو تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰهِ) تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ) اور تمجید (جَلَّ جَلَالُكَ) ہے۔ ہماری غذا کیا ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس اللہ کی قسم جس نے مجھے سچا نبی بنا کر بھیجا، محمد کی آل میں تیس دن تک آگ روشن نہیں ہوئی۔ ہمارے پاس آئے ہیں اگر چاہو تو میں پانچ تجھے کا حکم دوں، اور چاہو تو پانچ کلمات جو مجھے جبریل نے سکھائے ہیں، بتا دوں؟ کہو:

"يَا اَوَّلَ الْاَوَّلِيْنَ وَيَا اٰخِرَ الْاٰخِرِيْنَ وَيَا ذَا الْقُوَّةِ الْمَتِيْنِ وَيَا اَرْحَمَ الرَّحِيْمِيْنَ وَيَا رَاحِمَ الْمَسَاكِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔"

ابو یعلیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر تشریف لاتے تو یہ کلمات پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

اِلٰهَ اٰدَمَ وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَ اَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَ اَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَ اَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَ اَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ"۔

(ترجمہ) الٰہی! سات آسمانوں اور بڑے عرش کے مالک! آدم کے معبود اور ہر چیز کے پروردگار! تورات، انجیل اور فرقان (قرآن) کو نازل فرمانے والے! دانے اور گٹھلی کو چیرنے والے! میں ہر ایسی چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، جس کی پیشانی تو پکڑے ہوئے ہے۔ الٰہی تو ہی اوّل ہے جس سے پہلے کوئی شے نہیں تو ہی آخر ہے۔ کہ تیرے بعد کوئی شے نہیں۔ اور تو ہی ظاہر ہے، تیرے اوپر کوئی شے نہیں۔ تو ہی باطن ہے کہ تیرے سوا کوئی شے نہیں، ہم سے قرض اتار دے اور غریبی سے ہمیں نجات دے"۔

طبرانی نے الکبیر میں قیلہ بنت مخرمہ سے روایت کی، جب وہ عشاء کے بعد بستر پر آتیں۔ تو یہ کلمات پڑھتیں۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَ شَرِّ مَا يَنْزِلُ فِي الْاَرْضِ وَ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ شَرِّ طَوَارِقِ النَّهَارِ وَطَوَارِقِ اللَّيْلِ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ، اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

الَّذِیْ اِسْتَسْلَمَ لِقُدْرَتِہٖ کُلُّ شَیْءٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ذَلَّ لِعِزَّتِہٖ کُلُّ شَیْءٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تَوَاضَعَ لِعَظَمَتِہٖ کُلُّ شَیْءٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَضَعَ لِمُلْکِہٖ کُلُّ شَیْءٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ وَمُنْتَھَی الرَّحْمَۃِ مِنْ کِتَابِکَ وَجَدِّکَ الْاَعْلٰی الخ

ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے ان مکمل کلمات کے وسیلہ سے، جن سے کوئی نیک و بد آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس مخلوق کے شر سے جو زمین میں اترتی اور اس کے شر سے جو زمین سے نکلتی ہے اور شب و روز میں آنے والوں کے شر سے، سوائے ان کے آنے والوں کے جو خیر و خوبی لے کر آتے ہیں۔ میں اللہ پر ایمان لایا، میں نے اللہ کا سہارا لیا، سب تعریف اس خدا کے لیے جس کی تقدیر کے آگے ہر شے سر جھکائے ہوئے ہے۔ سب تعریف اللہ کے لیے جس کی عزت کے آگے ہر شے ذلیل ہے۔ سب تعریف اس اللہ کے لیے جس کی عظمت کے آگے ہر شے جھکی ہوئی ہے۔ تمام تعریف اس خدا کے لیے جس کی حکومت کے آگے ہر چیز دبی ہوئی ہے الٰہی تجھ سے، تیرے عرش سے متعلق عزت اور تیری کتاب کی انتہائے رحمت اور تیری بلند تر شان۔ اور تیرے بڑے نام اور تیرے ان مکمل کلمات، کہ جن سے کوئی نیک و بد آگے نہیں نکل سکتا کے صدقے سوال ہے کہ ہم پر نظرِ رحمت فرما۔ ہمارا کوئی گناہ بخشے بغیر نہ چھوڑ۔ غریبی ختم کیے بغیر، دشمن ہلاک کیے اور عریانی ڈھانکے بغیر نہ چھوڑ۔ جو چیز دنیا و آخرت میں ہمارے لیے مفید ہو وہ عطا فرما

اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔ میں اللہ پر ایمان لایا میں نے اللہ کا سہارا لیا۔"

پھر تینتیس بار سبحان اللہ تینتیس بار اللہ اکبر اور تینتیس بار الحمد للہ کہتیں"

پھر فرماتیں بے شک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (فاطمہ) آپ سے خادم مانگنے آئیں آپ نے فرمایا، میں تجھے خادم سے بہتر نہ بتاؤں، بولیں کیوں نہیں، تو آپ نے ان کو سوتے وقت یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں، ابن منذر ہشام بن محمد عن ابیہ سے یہ روایت کی۔ کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک لاکھ سالانہ وظیفہ ملتا تھا۔ ایک سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وظیفہ روک لیا۔ انہیں انتہائی تنگدستی کا سامنا ہوا۔ کہتے ہیں میں نے انہیں یاد دہانی کا خط لکھنے کے لیے دوات منگوائی۔ پھر میں رک گیا۔ (خواب میں) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے فرمایا حسن! کیسے ہو؟ میں نے عرض کی ابا حضور ٹھیک ہوں، اور وظیفہ کی تاخیر کی شکایت کی۔ فرمایا تم نے دوات اس لیے منگوائی ہے۔ کہ اپنے جیسی مخلوق کو خط لکھو؟ میں نے عرض کی ہاں! یا رسول اللہ! کیا کروں؟ فرمایا یہ دعا پڑھو۔

"اَللّٰهُمَّ اقْذِفْ فِيْ قَلْبِيْ رَجَاءَكَ وَاقْطَعْ رَجَائِيْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰى لَآ اَرْجُوْ اَحَدًا غَيْرَكَ اَللّٰهُمَّ وَمَا ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِيْ وَقَصَرَ عَنْهُ عَمَلِيْ وَلَمْ تَنْتَهِ اِلَيْهِ رَغْبَتِيْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْاَلَتِيْ وَلَمْ يَجْرِ عَلٰى لِسَانِيْ مِمَّا اَعْطَيْتَ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مِنَ الْيَقِيْنِ فَخُصَّنِيْ بِهٖ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ"

اے اللہ! میرے دل میں اپنی اُمید ڈال دے۔ اور میری اُمید اپنے سوا ہر ایک سے ختم کر دے۔ یہاں تک کہ میں تیرے سوا کسی سے اُمید نہ رکھوں۔ اے اللہ! اور (وہ بھی دل میں ڈال دے) جس کے حصول سے میری طاقت قاصر ہے۔ اور میرا علم کوتاہ ہے اور جو میری زبان پر نہیں آیا۔ جو تُو نے پہلوں پچھلوں میں سے کسی کو دیا ہے۔ یعنی یقین، سو مجھے اس سے مخصوص فرما۔ اے پروردگار عالمیان"

کہا خُدا کی قسم اس دُعا کو پڑھتے ابھی ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہُ نے میری طرف پندرہ لاکھ ۱۵۰۰۰۰۰ درہم ارسال کیے۔ میں نے کہا تمام تعریفوں کا مستحق وہ خُدا ہے جو اپنے ذکر کرنے والوں کو بھولتا نہیں۔ اور دُعا کرنے والوں کو نامُراد نہیں رکھتا۔ پھر میں نے خواب میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، فرمایا حسن کیسے ہو؟ میں نے کہا یا رسُول اللہ! اللہ کا شُکر ہے، میں بخیر و عافیت سے ہُوں۔ میں نے اپنی تمام کہانی آپ کو سُنائی، فرمایا بیٹا! جو خالق سے اُمید رکھے اور مخلوق سے نہ رکھے، اس کو یہی انعام ملتا ہے۔

دوسری فصل:

اچھے اعمال کے بارے میں روایات

امام بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت نقل کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی رزق کی کشادگی اور نیک شُہرت چاہے، وہ اپنے رحم کے رشتے جوڑے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہُ سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا کہ جو کوئی اپنے گھر میں خیر و برکت چاہے تو وہ کھانے سے پہلے اور جب

کھانا اٹھایا جائے، ہاتھ دھوئے۔

محدث عبدالرزاق نے اپنی المصنف میں قریشی شخص کی روایت نقل کی کہ "جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رزق میں تنگی آتی۔ آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیتے، پھر یہ آیت پڑھتے۔

"وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى"

"اپنوں کو نماز کا حکم دو اور خود اس پر پابندی کرتے رہو، ہم تم سے رزق نہیں مانگتے، ہم تمہیں رزق دیں گے، اور اچھا انجام پرہیزگاری کا ہے"

سعید بن منصور نے اپنی مسند میں اور ابن المنذر نے اپنی تفسیر میں بطریق عثمان عن حمزہ بن عبداللہ بن سالم سے یہ روایت نقل کی کہ جب کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فقر و فاقہ کی نوبت آتی، تو آپ گھر والوں کو نماز پڑھو، نماز پڑھو، کا حکم دیتے"

ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جب انبیا کرام صلی اللہ علیہم وسلم پر کوئی مشکل پڑتی، وہ نماز کی طرف متوجہ ہوتے"

طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا لوگو! اللہ کے خوف کو تجارت بنالو۔ تمہارے پاس بغیر تجارت و مال رزق آئے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی۔

"مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ"

جو اللہ سے ڈرے، اللہ اس کے لیے راستہ کھول دے گا اور

اسے وہاں سے رزق دے گا، جہاں سے اسے وہم وگمان نہ ہو"!

امام احمد اور حاکم نے اپنی تصحیح کے ساتھ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ علیہ وسلم یہ آیت تلاوت فرمایا کرتے۔ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ..... ، پھر فرمایا۔ ابوذر! اگر تمام لوگ بھی اس کے ذریعے لیں تو سب کو کافی ہو۔

امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انسان گناہ کی وجہ سے اپنے حصے کے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کٹ کٹا کر اللہ کی طرف ہو جائے، اللہ اس کی ہر مشکل حل فرماتا اور اسے اس طور پر رزق دیتا ہے جس کا اسے وہم و گمان نہ ہو اور جو دنیا کے پیچھے بھاگے، اللہ اُسے اسی کے سپرد کر دیتا ہے۔

فائدہ

میں نے ایک مجموعہ اوراد میں لکھا دیکھا ہے۔ جو کوئی نماز جمعہ کے بعد فرمانِ باری تعالیٰ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ .... لکھ کر اپنے گھر یا مکان پر رکھے، اللہ اسے خیر و برکت سے نوازے گا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى"

سیوطی کا رسالہ ختم ہُوا۔

سیوطی کی "جامع صغیر" میں ابو شیخ بن حیان عن جبیر بن مطعم سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جُبیر! چاہتے ہو کہ جب سفر میں ہو

تو اپنے تمام ساتھیوں سے بہتر اور زیادہ زادِ راہ تمہارے پاس ہو؟ یہ پانچ سورتیں پڑھ لیا کرو۔

(۱) قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ۔ (۲) اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ۔

(۳) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ (۴) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔

(۵) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔

ہر سورۃ بِسْمِ اللّٰہ سے شروع اور بِسْمِ اللّٰهِ پر ختم کرو۔ جبیر کہتے ہیں میں بہت مالدار تھا۔ میں ہمیشہ سفر و حضر میں ان کو پڑھتا رہتا ہوں یہاں تک کہ میرا کوئی ساتھی مجھ جیسا خوشحال نہیں۔ اس کی سند میں الحکم بن عبداللہ بن سعید ایلی مُتّہم ہے۔

طبرانی نے معاذ رضی اللہ عنہُ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، میں تمہیں ایسی دُعا نہ بتاؤں، کہ تم پر کوہ ثبسر کے برابر قرض ہو، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ادا کردے۔ پڑھو قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ... بغیر حساب تک۔ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ "

اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم! دُنیا و آخرت میں جس کو چاہے دے اور جس سے چاہے روک لے مجھ پر ایسی رحمت فرما، جس کے ذریعے مجھے اپنے سوا سب کی رحمت سے بے پرواہ کردے"!

الدمیری نے کہا، ہمارے شیخ عارف باللہ عبداللہ بن اسعد الیافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ہمیں سیدنا عارف امام ابوعبداللہ محمد قرشی نے اپنے شیخ ابوالربیع مالکی کا یہ قول سُنایا، میں تجھے ایسا خزانہ نہ بتاؤں جس کو خرچ کرتے رہو اور وہ ختم نہ ہو؟ میں نے کہا بتائیے! فرمایا پڑھو۔

يَا اَللهُ يَا اَحَدُ يَا وَاحِدُ يَا مَوْجُوْدُ يَا جَوَّادُ يَا بَاسِطُ يَا كَرِيْمُ يَا وَهَّابُ - يَا ذَا الطَّوْلِ - يَا غَنِيُّ يَا مُغْنِيْ يَا فَتَّاحُ يَا رَزَّاقُ يَا عَلِيْمُ يَا حَكِيْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ - يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ - يَا حَنَّانُ - يَا مَنَّانُ اُنْفُحْنِيْ مِنْكَ بِنَفْحَةِ خَيْرٍ تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَمَّنْ سِوَاكَ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ - اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا نَصْرٌ مِّنَ اللهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ - اَللّٰهُمَّ يَا غَنِيُّ يَا حَمِيْدُ يَا مُبْدِئُ يَا مُعِيْدُ - يَا وَدُوْدُ - يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ يَا فَعَّالًا لِّمَا يُرِيْدُ - اِكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ - وَ اَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ - وَاحْفَظْنِيْ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ الذِّكْرَ وَانْصُرْنِيْ بِمَا نَصَرْتَ بِهِ الرُّسُلَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ -

فرمایا جو کوئی ہر نماز کے بعد خصوصاً نماز جمعہ کے بعد یہ دُعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ اُسے ہر خوف سے محفوظ فرمائے گا۔ دشمنوں پر اس کی مدد فرمائے گا۔ اُسے غنی فرمائے گا۔ اور وہاں سے اسے رزق دے گا جہاں کا اُسے وہم و گمان نہ ہو۔ اس کی معیشت آسان اور اپنے فضل و کرم سے اس کا قرض خواہ پہاڑ کے برابر ہو، ادا فرمائے گا۔

سیّد احمد دخلان کا فرمان

سیّد احمد خلان نے اپنی کتاب "تقریب الاصول فی تسہیل الوصول" میں بعض عارفین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حصولِ رزق کے با وثوق ذرائع میں سے ایک مضبوط ذریعہ جس کی شارع کی طرف سے اجازت دی گئی ہے ہمیشہ سورۃ الواقعہ کی تلاوت کرنا ہے اور حصولِ رزق کے لیے مجرّب اذکار پر عمل کرنا ہے۔ جن میں

سے اکثر احادیث نبویہ میں مذکور تسہیل رزق کے لیے مخصوص ہیں۔ مثلاً روزانہ سَو بار پڑھنا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ۔ یہ ذکر طلوع فجر (صبح صادق، یا زوال (ظہر) کے وقت پڑھے۔ اور اسی طرح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ، اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ روزانہ سَو بار۔ صبح کی سنتوں کے بعد اور فرضوں سے پہلے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو فرضوں کے بعد۔ پھر امام شاذلی کا یہ قول نقل کیا۔ جب تم میں سے کوئی قرض کا لین دین کرے، تو دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اللہ کے بھروسے پر یہ معاملہ کرے کیونکہ بندہ اللہ کے بھروسے پر جو بھی کاروبار کرتا ہے۔ اس کا ادا کرنا اللہ کے ذمۂ کرم پر ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب کسی سے قرض کا معاملہ کرتے کہتے الٰہی! میں نے تیرے بھروسے سے قرض لیا اور تجھی پر بھروسہ کیا۔ اور اپنا معاملہ تیرے ہی سپرد کیا۔

الشرجی نے اپنی کتاب "الصلات والعوائد" کے اٹھارہویں فائدے میں فرمایا۔

ابن ابی الدنیا نے اپنی سند کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا کہ جو کوئی ہر روز سَو بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ پڑھے، کبھی محتاج نہ ہوگا۔

ابن ابی الدنیا نے کہا اشغالِ شاقہ اور تکالیف کے برداشت کرنے اور شریر کے شر سے بچنے کے لیے ان کلمات کا بہت اثر ہے۔

ابونعیم نے اپنی کتاب "معرفۃ الصحابہ" میں حضرت بدر بن عبداللہ المزنی رضی اللہ عنہ کے حالات میں ان کی یہ روایت نقل کی، میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں ایک صنعت کار آدمی ہوں، میرے مال میں اضافہ نہیں ہوتا۔ فرمایا صبح اٹھتے ہی پڑھا کرو۔

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ، بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَھْلِیْ وَمَالِیْ

اَللّٰهُمَّ اَرْضِنِيْ بِمَا قَضَيْتَ وَاكْفِنِيْ فِيْمَا اَبْقَيْتُ حَتّٰى لَا اُحِبَّ فِيْ تَعْجِيْلِ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاخِيْرِ مَا عَجَّلْتَ۔

میں ان کلمات کا ورد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا مال بڑھا دیا۔ میرا قرض اتار دیا۔ مجھے اور میرے عیال کو غنی کر دیا۔

کتاب "فوائد الشرجی" میں ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غریبی کا شکوہ کیا، فرمایا جب گھر جاؤ تو سورۃ اخلاص پڑھا کرو۔ اس شخص نے اس پر عمل کیا۔ اللہ نے اس کا رزق وسیع کر دیا۔

شیخ علی اجہوری مالکی کے فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ جو کوئی رجب کے آخری جمعہ کو جب خطیب منبر پر ہو پینتیس بار پڑھے۔ اَحْمَدُ رَسُوْلُ اللّٰہِ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس سال اس کے ہاتھ سے روپیہ پیسہ ختم نہ ہوگا۔

"الدر النظیم" میں فرمایا، البوتی نے کتاب "شمس المعارف" میں اللہ کے اسم گرامی حَیٌّ۔ قَیُّوْمٌ۔ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے اگر رزق میں فراخی چاہے تو منگل، بدھ، جمعرات کو روزہ رکھو، جمعہ کے دن صبح کی نماز اول وقت ادا کرے۔ سلام پھیرتے ہی بغیر تاخیر اور بغیر کسی اور بات میں مشغول ہوئے، فعل ہو یا قول جو دل کو مصروف کرے، مسلسل یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ پڑھتا رہے، جونہی کہ جمعہ کے دن سورج طلوع ہو، قلم دکاغذ تیار رکھے، ذکر سے فارغ ہوتے ہی کاغذ پر یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لکھے اور لپیٹ کر اپنے پاس رکھے، اللہ کی برکت سے رزق کی وسعت اور خیر و برکت کے نظارے عام نظر آئیں گے۔ لوگ تمہیں دیکھ کر تعجب کریں گے۔ اس نسخے کی حفاظت کرو اور نا اہلوں سے پوشیدہ رکھو۔ ذکر اور لکھائی با وضو ہو۔ قبلہ رُخ ہو۔ اللہ تمہارا ذکر بلند کرے گا۔ خواہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو۔ رزق کم ہوگا تو اللہ اس میں برکت دے گا۔

متفرق فوائد

کمال دمیری نے سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔

امام جعفر صادق کا تعجب

کہ آپ نے فرمایا مجھے اس آدمی پر تعجب ہوتا ہے جو چار آزمائشوں میں مبتلا کیا جائے اور وہ چار باتوں سے غافل ہو (۱) مجھے اس آدمی پر تعجب ہوتا ہے جو کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو اس سے یہ قرآنی دُعا کیسے رہ سکتی ہے۔

"رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ"

میرے پروردگار! بے شک مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ۔

ہم نے اس کی دُعا سُن لی اور اس سے ہر تکلیف دور کر دی۔

(۲) مجھے اس شخص پر بھی تعجب ہے جسے کوئی غم پہنچے اور وہ اس فرمان باری سے غافل ہو۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ تو پاک ہے، بے شک میں ہی (اپنے اوپر) زیادہ کرنے والوں میں سے تھا"

جب کہ اللہ فرماتا ہے۔

"فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ"

سو ہم نے اس کی دُعا قبول کی اور اسے غم سے بچا لیا، اور ہم اسی طرح

ایمان والوں کو بچایا کرتے ہیں۔

(۳) مجھے اس ڈرنے والے پر بھی تعجب ہوتا ہے کہ اس کی نگاہ سے اللہ کا یہ فرمان کیسے اوجھل رہتا ہے۔؟ (حالانکہ پڑھنا مشکل نہیں)

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

ہمیں اللہ کافی ہے اور کیسا اچھا کارساز ہے۔

جب کہ فرمان باری ہے۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ۔

وہ اللہ کی نعمت اور فضل لے کر پلٹے۔

(۴) جس آدمی سے دھوکہ بازی ہو تعجب ہے وہ یہ پڑھنا کیوں بھول جاتا ہے۔

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَى اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ۔

اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔

حالانکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:۔

فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا۔

اللہ نے اسے دشمنوں کے مکروفریب سے بچا لیا۔

طبرانی نے اوسط میں، بیہقی نے دعوات میں، اور ابن عساکر نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا، آپ نے بیت اللہ شریف کا سات بار طواف کیا، مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر یہ دعا مانگی:۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِيَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَا عِنْدِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ

اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ
اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرَضِّنِيْ بِقَضَائِكَ ۔

ترجمہ: اے اللہ! تو میرے باطن وظاہر کو جانتا ہے، سو میری معذرت قبول فرما
اور میری حاجت کو جانتا ہے، سو جو مانگوں عطا فرما۔ تو جانتا ہے میرے
پاس کیا کچھ ہے، سو میرا گناہ بخش دے میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں۔
جو میرے دل سے پیوست ہو جائے۔ اور سچا یقین، یہاں تک کہ مجھے
یقین ہو جائے کہ مجھے وہی کچھ پہنچے گا۔ جو تو نے میرے لیے لکھ دیا ہے۔
مجھے اپنے فیصلے پر راضی کر دے۔"

تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ آدم! تو نے مجھ سے وہ دعا مانگی جو قبول
کرتا ہوں تیری خطا معاف کرتا ہوں۔ تیرے غم والم دور کرتا ہوں اور تیرے بعد تیری
اولاد میں سے جو یہ دعا مانگے گا، اس سے بھی یہی برتاؤ کروں گا۔ اور اس کی آنکھوں
کے درمیان سے فقر و فاقہ ختم کر دوں گا اور ہر تاجر کی تجارت کو اس کی وجہ سے
فروغ دوں گا۔ دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آئے گی۔ گو وہ اس کا ارادہ نہ کرے۔

الشرجی نے کہا، کہا جاتا ہے جو کوئی مسافر کے پسِ پشت اذان دے، اللہ تعالیٰ
کے حکم سے ضرور واپس آئے گا۔

ابن السنی نے اپنی کتاب "عمل الیوم واللیلۃ" میں ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے مرفوعاً یہ روایت بیان کی، جب صبح اٹھے تو یہ پڑھ۔ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ
وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ۔ تیرا کچھ نقصان نہ ہوگا۔

القرطبی کی کتاب "التذکرہ" میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو کوئی اپنی مرض الموت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (سورۂ اخلاص مکمل پڑھے، قبر کے
فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ قبر کی گھبراہٹ سے مامون رہے گا۔ اور قیامت کے دن

فرشتے اسے اپنے بازوؤں پر اٹھا کر پل صراط سے گزاریں گے اور جنت میں داخل کریں گے۔
امام نووی نے کتاب الاذکار میں فرمایا، ابن السنی کی کتاب میں طلق بن حبیب کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر کہا، اے ابوالدرداء! آپ کا مکان جل گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا، نہیں جلا، اللہ ایسا نہیں کرے گا۔ ان کلمات کی وجہ سے، جن کے متعلق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو کوئی دن چڑھے اس کا ورد کرے گا اُسے شام تک مصیبت نہیں پہنچے گی، جو کوئی شام کے وقت انہیں پڑھے اُسے صبح تک کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ (اور میرا اس پر عمل ہے):

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ. مَا شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی كَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَكُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ، اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ"

(ترجمہ) الٰہی! تو میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ تجھی پر میرا بھروسہ ہے اور تو ہی عرش عظیم کا مالک ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا ہو گیا اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔ بدی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت بس اللہ ہی کی ذات سے ملتی ہے، جو بلند تر، برتر ہے۔ جان لو کہ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے علم سے ہر شے کا احاطہ کر رکھا ہے۔ الٰہی! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے۔ اور ہر چوپائے کے شر سے

جس کی پیشانی تو نے پکڑ رکھی ہے۔ بے شک میرا پروردگار سیدھے راستے پر ہے۔

ایک اور طریق سے یہی روایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے مروی ہے جس میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اس شخص کو بار بار اس صحابی نے گھر جانے کا حکم دیا کہ اپنے گھر پہنچو، وہ جل چکا ہے۔ اور وہ کہتا رہا میرا گھر نہیں جلا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو کوئی صبح اٹھ کر یہ کلمات پڑھے، اس کی جان اہل وعیال اور مال کو کوئی ناگوار حادثہ نہیں پہنچے گا اور میں نے یہ کلمات آج پڑھے ہیں۔ پھر اس نے کہا آؤ میرے ساتھ چلیں۔ وہ شخص بھی اور تمام دوسرے لوگ بھی اس کے ہمراہ اس کے گھر پہنچے۔ دیکھا کہ گردوپیش کی ہر شے جل چکی تھی۔ مگر اللہ کے حکم سے اسے کوئی گزند نہ پہنچی تھی۔

الدمیری نے حیوٰۃ الحیوان الکبریٰ میں کہا جو کوئی دن چڑھے یہ کلمات پڑھے، تو سانپ بچھو کی زبان اور چور کا ہاتھ بند رہے گا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وہ سانپ بچھو اور چور سے محفوظ رہے گا۔

البونی نے صرف میم کے خواص میں کہا جو کوئی چار بار اسے لکھے اور اس کے ساتھ اتنی ہی بار لکھے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ آخر سورۃ تک اور اپنے پاس رکھ لے اللہ تعالےٰ عالم بالا وپست کے چھپے راز اس پر ظاہر فرمائے گا۔

السنوسی کا ارشاد

السنوسی رحمہ اللہ نے اپنے فوائد "الذخائر النفیسہ" میں فرمایا، جس نے اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لکھا اور سفید ریشمی تاگے میں لپیٹا اور اس کے گرد دائرے کی شکل میں پینتیس ۳۵ بار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور پینتیس ۳۵ بار اَحْمَدُ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور یہ تمام عمل نماز جمعہ کے بعد کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے نیکی وعبادت کی طاقت عطا فرمائے گا اور شیطانی وسوسوں

سے محفوظ فرمائے گا اور اس کے حامل کا رعب اللہ تعالیٰ بندوں کے دل میں پیدا کریگا اور جو کوئی سورج نکلتے وقت ہر روز اس پر نظر کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے، اُسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار بار بار حاصل ہوتا رہے گا۔ اور اس کے اسباب اسی دن سے میسر ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اسی کتاب میں فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کی بیوی کے ہاں بیٹا پیدا ہو۔

بیٹا پیدا ہونے کیلئے عمل

جب اس کی بیوی سو رہی ہو، اپنا دایاں ہاتھ اس کے سینہ پر رکھے اور حمل کے ابتدائی دنوں میں اس کی ناف پر ہاتھ رکھ کر تین بار پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ خَلَقْتَ خَلْقًا فِیْ بَطْنِ هٰذِهِ الْمَرْاَةِ فَكَوِّنْهُ ذَكَرًا وَّاسْمُهٗ اَحْمَدُ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ۔"

"الٰہی اگر تُو نے اس عورت کے پیٹ میں کوئی شے پیدا کرنی ہے تو اُسے بیٹا کیجیو! اور اس کا نام احمد ہوگا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق ہونے کا صدقہ، پروردگار! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب سے بہتر وارث ہے۔"

الدمیری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا جو کوئی ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے، اس کی رُوح صرف اللہ تعالیٰ ہی قبض فرمائے گا۔

امام بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ فرمان باری تعالیٰ اُدْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ پوری آیت پڑھ کر سونے والا محفوظ رہنے کی ضمانت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے سوتے وقت اسے

پڑھا، چور اندر آ گھسا اور گھر کا تمام سامان سمیٹ کر اٹھا لیا۔ وہ صاحب جاگ رہے تھے، چور
دروازے پر پہنچا تو اسے بند پایا، گٹھڑی زمین پر رکھی تو دروازہ کھل گیا، تین بار ایسا ہی ہوا
گٹھڑی اٹھاتا تو دروازہ بند ہو جاتا، نیچے رکھتا تو کھل جاتا، صاحب خانہ کی ہنسی نکل گئی اور کہا
میں نے مکان کا قلعہ مضبوط بنایا ہے۔

الدارمی نے المغیرہ بن سبیع سے روایت کی جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں
میں سے تھے کہ جو کوئی سوتے وقت سورۃ بقرہ کی دس آیتیں پڑھے قرآن کریم نہیں بھولے گا۔
۱۔ چار پہلی۔ ۲۔ آیۃ الکرسی۔ ۳۔ دو آیتیں اس کے بعد والی اور تین آخری اور الدارمی وغیرہ
نے عبداللہ بن ابی امامہ سے زر ابن حبیش کی یہ روایت نقل کی کہ جو کوئی رات کے کسی خاص
حصے میں اٹھنے کے لیے سورۃ الکہف کا آخری حصہ پڑھے، بیدار ہو گا۔ ایک صاحب کا
کہنا ہے کہ چند ساتھیوں نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ جیسا سنا ویسا پایا۔ یہ بات سیوطی
نے "الخصائص الکبریٰ" میں ذکر کی ہے۔

سیدی عبدالعزیز الدباغ کا ارشاد

کتاب الابریز میں سیدی عبدالعزیز الدباغ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ جو لوگ یہ آیت کریمہ پڑھے، وہ صبح صادق سے ذرہ پہلے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ولادت کے وقت بیدار ہو جایا کرے گا۔

امام یافعی نے اپنی کتاب "الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم" میں لکھا ہے کہ
کوئی سورۃ محمد لکھ کر زمزم کے پانی سے دھو کر پی لے، لوگوں میں محبوب ہو گا۔ اس کی
بات سنی جائے گی۔ جو سنے گا یاد رکھے گا۔ لکھ لکھ کر پانی میں گھول لے اور جو بیمار ہو اس
پانی سے دھوئے، اللہ کے حکم سے دور ہو گی۔ "الدر النظیم" ہی میں ہے کہ جو کوئی
فرمان باری تعالیٰ محمد رسول اللہ آخر سورۃ تک، اللہ کی توفیق سے لکھ کر اپنے
پاس رکھے وہ عجیب نورانیت و غلبہ دیکھے گا

ہر مشکل آسان اور ہر مقصد حاصل ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں نے ذاتی طور پر لوگوں سے سُنا اور ہر روز اس پر عمل کیا، اس کی مشکل حل ہوگئی۔ میں نے خود اسے مرض میں بدلتے دیکھا جب اسے استعمال کیا وہ جلد گیا اور اس کا فرمان ہوگیا۔ اور بے شمار لوگ نمونیہ کے مرض سے شفایاب ہوئے۔ پھر فرمایا یہ آیت مال میں خیر و برکت، قوت و طاقت، عزت و غلبہ اور مردوں بچوں اور عورتوں سب کے لیے، آفت و مصیبت سے حفاظت و حراست ہے۔

قطب کبیر سیدنا ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی وصیتیں

ہمیں ان فوائد کا اختتام قطب کبیر سیدنا ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی وصیتوں پر کرنا چاہیے کہ یہ دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں کو جامع ہیں۔ الکمال الدمیری نے اپنی کتاب "حیوٰۃ الحیوان" "انسان" پر کلام کرتے ہوئے فرمایا: سیدنا شیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ نے فرمایا: ان اوصاف پسندیدہ کو اپنا لو، دونوں جہانوں کی نیک بختیاں پاؤ گے۔

(۱) کافروں میں سے کسی کو دلی دوست اور مسلمانوں میں سے کسی کو دشمن نہ بناؤ۔

(۲) دنیا سے جاتے وقت تقویٰ (پرہیزگاری) کا زادِ راہ لیکر کوچ کرو۔

(۳) اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو (یعنی موت کو ایسی حقیقت سمجھو)۔

(۴) اللہ کی توحید کی گواہی دیتے رہو۔

(۵) اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتے رہو۔

(۶) نیک اعمال گو کم ہوں، تیرے لیے کافی ہیں۔

(۷) اور کہو میں اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں، اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔

(۸) کہو، ہم نے سُنا اور مانا، تجھ سے بخشش چاہتے ہیں اے پروردگار! اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

جو کوئی ان اوصاف حمیدہ کو اپنائے اللہ اس کے لیے دنیا و آخرت کی چار، چار بھلائیوں کا ضامن ہوگا - چار دنیوی باتیں یہ ہیں۔

(۱) سچی بات کرنا۔ (۲) خلوص عمل۔
(۳) رزق کی بارش۔ (۴) برائی سے بچاؤ۔

چار اُخروی بھلائیاں یہ ہیں۔

(۱) بڑی بخشش۔ (۲) انتہائی نزدیکی۔
(۳) جنت الماوٰی میں داخلہ (۴) بلند ترین درجات پر فائز ہونا۔

اب اگر قول کی سچائی چاہتے ہو تو سورۃ اِنَّآ اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ۔ ہمیشہ پڑھو۔ رزق کی بارش چاہو تو سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ہمیشہ پڑھو، لوگوں کی برائی سے سلامتی چاہو تو ہمیشہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ پڑھا کرو۔ اگر بہتری، رزق اور برکت چاہو تو ہمیشہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْمَلِكِ الْحَقِّ الْمُبِیْنِ، ھُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ۔ .... سورۃ واقعہ اور سورۃ یٰسٓ پڑھو، تم پر رزق کی بارش ہوگی۔ اگر چاہو کہ اللہ تمہیں ہر غم سے نجات، ہر تنگی سے فراخی، اور وہاں سے رزق دے جہاں کا وہم و گمان نہ ہو تو ہمیشہ استغفار کیا کرو۔ اور اگر چاہو کہ ہر خوف و ڈر سے محفوظ رہو تو پڑھو۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ ..... اگر یہ معلوم کرنا چاہو کہ کب آسمان کے دروازے کھلتے اور کب دعا قبول ہوتی ہے، تو موذن کی آواز پہ ہمہ تن گوش ہو، اور کلمات اذان کا جواب دو حدیث پاک میں ہے جس پر تکلیف و سختی نازل ہو، وہ موذن کے کلمات (اذان) کا جواب دے۔ اگر کسی تکلیف دہ بات سے حفاظت چاہو تو پڑھو۔ تَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اَبَدًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ

شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا - حدیث شریف میں ہے۔ مجھے جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوئی، جبریل علیہ السلام نے آکر کہا اے محمد! یہ پڑھیے۔

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۔

حدیث شریف میں آتا ہے جب میں کسی وجہ سے پریشان ہوا، جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) یہ پڑھو (مذکورہ بالا آیت)

اگر رنج وغم اور مصیبت سے نجات پانا چاہو تو پڑھو،

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَ نُوْرَ صَدْرِيْ وَجِلَاءَ حُزْنِيْ وَ ذِهَابَ هَمِّيْ وَ غَمِّيْ ۔

(ترجمہ) اے اللہ! میں تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا اور تیری لونڈی کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، تیرا حکم میری جان میں چلتا ہے تیرا فیصلہ انصاف ہے۔ میں تجھ سے تیرے ہر اس نام کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں، جو تو نے اپنا رکھا یا اپنی کتاب میں نازل کیا، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا یا اپنے پاس علم غیب میں پوشیدہ رکھا ہے کہ تو قرآن مجید کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کی روشنی، میرے

غم کی کشائش اور میرے رنج و الم کا خاتمہ کردے"۔

اور اگر تو چاہے کہ اللہ تعالیٰ تیری ۹۹ ایسی بیماریاں ختم کردے، جن میں سب سے ہلکی بیماری پریشانی ہے۔ تو یہ دعا پڑھ جو حدیث میں ہے۔

"لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ"۔

یہ مذکور پریشانی کی دوا ہے۔

اور کسی مصیبت کے پہنچنے پر اجر و ثواب حاصل کرنا چاہے۔ تو پڑھ۔

"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِیْبَتِیْ فَاْجُرْنِیْ فِیْهَا وَاَبْدِلْنِیْ خَیْرًا مِّنْهَا وَمِنْهُ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ تَوَكَّلْنَا عَلَی اللّٰهِ وَعَلَی اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا"

ترجمہ: بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں، اور بے شک اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ الٰہی! میں اپنی مصیبت میں تیری بارگاہ سے نیکی کا خواہش گار ہوں سو اس میں مجھے اجر دے اور اس کے بدلے مجھے بہتر عطا فرما۔ ہمیں اللہ کافی اور بہترین کارساز ہے۔ ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا، اور اللہ ہی پر ہمارا بھروسہ ہے"۔

تمام مقاصد کے حصول، ادائے قرض اور ازالۂ غم کیلیے

اگر تو چاہے کہ تیرا غم چلا جائے اور قرض اتر جائے تو صبح و شام پڑھ۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ"۔

ترجمہ: الٰہی! بے شک میں غم و الم سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور عاجزی

سُستی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ بزدلی و کنجوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، قرض کے بار اور لوگوں کے دباؤ سے تیری پناہ چاہتا ہُوں۔

اگر خشوع و خضوع کی توفیق چاہو تو فضول دیکھنا چھوڑ دو اگر حکمت کی توفیق چاہو تو فضول گفتگو چھوڑ دو۔ اگر عبادت کی لذّت چاہو، فضول کھانا چھوڑ دو، روزہ رکھو۔ رات قیام کرو اور نماز تہجد پڑھو، اگر رُعب و ہیبت چاہو تو ہنسی مذاق چھوڑ دو، کہ یہ رُعب و داب ختم کر دیتے ہیں۔ اگر محبّت کا حصُول پیش نظر ہے۔ تو دنیا میں فضول رغبت چھوڑ دو۔ اگر اپنے نفس کے عیب کی اصلاح چاہو۔ تو لوگوں کے عیب کی ٹوہ لگانا چھوڑ دو، کہ ٹوہ میں رہنا اسی طرح نفاق کا ایک شعبہ ہے۔ جیسے حسُنِ ظن ایمان کا۔ اگر خوفِ خدُا چاہو، تو ذات باری تعالیٰ کی کیفیات میں بدظنی چھوڑ دو شک و نفاق سے بچے رہو گے۔ اگر ہر برُائی سے بچنا چاہو تو ہر ایک کی بدظنی سے کنارہ کش رہو۔ اگر عزُلت چاہو تو لوگوں پر بھروسہ کرنا چھوڑ دو اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ اگر دل کی موت نہیں چاہتے تو ہر روز چالیسؔ بار پڑھو۔

"یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ"

دیدارِ مُصطفےٰ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہ وسلّم کے لیے

اگر قیامت کے دن، حسرت و ندامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بہرہ ور ہونا چاہو، تو تین سورتیں کثرت سے پڑھو۔ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ اور اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ اور اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ۔

اگر چہرے کی نوُرانیت چاہو تو ہمیشہ رات کو قیام کرو (تہجد ادا کرو) اگر قیامت کی پیاس سے بچنا چاہو، تو نفلی روزے ضرور رکھو۔ اگر عذاب قبر سے بچنا چاہو، تو پیشاب کی چھینٹوں سے بچو، حرام خوری چھوڑ دو اور شہوتوں کو خیر باد کہو،

غنا چاہو تو قناعت اختیار کرو۔ اگر تمام لوگوں میں بہتر ہونا چاہو تو تمام لوگوں کو نفع پہنچاؤ۔ اگر سب سے زیادہ عبادت گذار بننا چاہو، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو حرز جان بناؤ "کون مجھ سے یہ کلمات حاصل کر کے ان پر عمل کرے گا، یا ان پر عمل پیرا ہونے والے کو سکھائے گا؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں یارسول اللہ! آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پانچ باتوں کا شمار کیا۔ فرمایا، (۱) حرام باتوں سے بچو، سب سے بڑے عبادت گذار ہو جاؤ گے۔ (۲) اللہ نے جو تمہیں عطا فرمایا اسی پر راضی رہو، سب سے بڑے غنی ہو جاؤ گے۔ (۳) پڑوسی سے اچھا برتاؤ کرو، مومن ہو گے۔ (۴) لوگوں کے لیے وہی پسند کرو، جو اپنے لیے پسند کرتے ہو مسلم ہو گے۔ زیادہ مت ہنسو، کہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔

نصائح و لطائف

۱۔ اگر مخلص نیکوکاروں میں سے ہونا چاہو، تو اللہ کی عبادت اس طرح کرو، جیسے اُسے دیکھ رہے ہو۔ پھر اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں دیکھتا ہی ہے۔

۲۔ اگر کامل ایمان چاہو تو اپنا اخلاق بہتر کرو۔

۳۔ چاہو کہ اللہ تم سے محبت کرے، تو اپنے مسلمان بھائیوں کی حاجتیں پوری کرو۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے، لوگوں کی حاجتیں اس کی طرف پھیر دی جاتی ہیں۔

۴۔ اگر اطاعت گذاروں میں سے ہونا چاہے، تو جو کچھ اللہ نے تجھ پر فرض کیا اسے ادا کر۔

۵۔ اگر گناہوں سے صاف ہو کر اللہ سے ملنا چاہتا ہے، غسل جنابت کر۔

۶۔ غسلِ جمعہ لازمی کر، قیامت کے دن اللہ کے حضور گناہوں سے پاک صاف ہو کر حاضر ہوگا۔

۷۔ اگر قیامت کے دن رہنما روشنی میں اُٹھنا چاہے، اور اندھیروں سے بچنا چاہے۔ تو اللہ کی کسی مخلوق پر ظلم نہ کر۔

۸۔ اگر اپنے گناہ کم کرنا چاہے، ہمیشہ توبہ و استغفار کرتا رہ۔

۹۔ اگر تمام لوگوں سے بڑھ کر طاقت ور ہونا چاہے، اللہ پر بھروسہ کر۔

۱۰۔ اگر چاہے کہ اللہ تیرے عیبوں پر پردہ ڈالے، تو لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈال، بے شک اللہ تعالیٰ بڑا ستر پوش ہے۔ اور اپنے ستر پوش بندوں کو پسند فرماتا ہے۔

۱۱۔ اگر اپنی خطائیں مٹانا چاہے۔ تو کثرت سے استغفار و خشوع و خضوع کر اور تنہائیوں میں نیکیاں کما۔

۱۲۔ اگر بڑی نیکیاں حاصل کرنا چاہے تو اچھا اخلاق، تواضع و انکساری اور مصیبت پر حوصلہ مندی کا ثبوت دے۔

۱۳۔ اگر بڑی برائیوں سے بچنا چاہے، تو بد اخلاقی اور بُخل و کنجوسی چھوڑ دے۔

۱۴۔ اگر اللہ کا غضب ٹھنڈا کرنا چاہے تو چھپ کر صدقہ کر اور رشتہ داروں کا پاس کر۔

۱۵۔ اگر چاہے کہ اللہ تیرا قرض اتار دے، تو وہ دُعا پڑھ! جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کو سکھائی، جس نے آپ سے قرض کی شکایت کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تجھ پر پہاڑوں جتنا قرض ہو، اللہ ادا فرمائے گا۔ پڑھ۔

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ

عَمَّنْ سِوَاكَ "

اے اللہ ! اپنے حلال کے ذریعے اپنے حرام سے مجھے بچا۔ اور اپنے فضل سے غیروں کی احتیاج سے محفوظ فرما۔

حدیث پاک میں آیا ہے ، اگر تم میں سے کسی پر پہاڑ کے برابر سونا قرض ہو ، وہ یہ دعا مانگے ، اللہ تعالیٰ ادا فرمائے گا۔ دعا یہ ہے۔

" اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ ، كَاشِفَ الْغَمِّ ، مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَسْئَلُكَ اَنْ تَرْحَمَنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَمَّنْ سِوَاكَ "

اے اللہ ! غم و الم کو دور فرمانے والے ! بے بسوں مجبوروں کی دعا سننے والے ، دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم ! میرا تجھ سے سوال ہے کہ مجھ پر ایسی رحمت فرما جس کے ذریعے مجھے غیروں سے بے پرواہ کر دے "

اگر ہلاکت سے بچنا چاہے تو جو کچھ حدیث میں ہے اسے لازمی طور پر اپنا ، کہ جب کسی بھنور میں گھر جاؤ تو پڑھو۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ یقیناً تم سے جس نوع کی چاہتے تکلیف دور فرمائے گا۔ کا لفظ واؤ کے فتحہ (زبر) اور راء کے سکون کے ساتھ ہے۔ بمعنی ہلاکت۔

کسی قوم کے شر سے نجات کے لیے دعا

اگر کسی قوم کے شر سے خوف ہو تو اس سے بچاؤ کے لیے وہ دعا پڑھو ، جو حدیث میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ اور اسی مقصد کے لیے یہ دعا بھی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِكْفِنَاهُمْ بِمَا شِئْتَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ۔

حکمران کے ڈر سے نجات کے لیے

اگر حکمران کے ڈر سے نجات چاہو، تو وہ دُعا پڑھو جو حدیث میں آتی ہے۔

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ"

اور یہ بھی مستحب و بہتر ہے کہ اُوپر ذکر کردہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ ..... آخر تک۔

خطرناک حکمران کی دست درازی سے بچاؤ کے لیے

حدیث میں آتا ہے کہ جب کسی خطرناک حکمران کی دست درازی سے ڈرو تو یہ پڑھو،

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا، اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ"

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اپنی تمام مخلوق سے غالب تر۔ جس سے میں ڈرتا اور بچنا چاہتا ہوں اس سے غالب تر، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ پروردگار عالمیان کے لیے"

اگر دین پر دلجمعی چاہتے ہو، تو حضور علیہ السلام کی مرفوع حدیث ہے کہ سرورِ کائنات یہ دُعا مانگتے تھے۔

ایک روایت میں یہ ہے۔

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى دِيْنِكَ -

اے اللہ میرا دل اپنے دین پر جما دے۔ اے دلوں کے پھیرنے والے، ہمارے

دلوں کو اپنے دین پر جما دے "۔

حاکم کے پاس جاتے وقت کی دُعا

جو آدمی حاکم کے پاس جانے اور اس کے شر سے ڈرے اس کے لیے یہ دُعا مجرّب ہے۔ اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ، اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ "

جو ایمان لائے اور اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھیں، وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ بے شک لوگ (دشمن) تمہارے لیے جمع ہو چکے ہیں، تو ان سے ڈرو، سو اس بات نے ان کے ایمان بڑھائے اور وہ بولے۔ ہمیں اللہ کافی ہے اور بہترین کارساز۔ سو وہ اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل لے کر پلٹے۔ انہیں کوئی برائی نہ پہنچی، اور انہوں نے اللہ کی رضا کی پیروی کی، اور اللہ بڑے فضل والا ہے "

اگر بہت بھلائی اور رزق چاہے تو سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ اور سورہ کافرون ہمیشہ پڑھتا رہے۔

اور اگر لوگوں سے پردہ پوشی چاہے تو ورد کرتا رہے۔

"اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنِيْ بِسِتْرِكَ الْجَمِيْلِ الَّذِيْ سَتَرْتَ بِهٖ نَفْسَكَ فَلَا عَيْنٌ تَرَاكَ "

الٰہی! میری پردہ پوشی فرما، اپنی وہ خوبصورت پردہ پوشی، جو تو نے

اپنی فرمائی کہ کوئی آنکھ تجھے نہیں دیکھتی "

اگر بھوک پیاس سے بچنا چاہے تو ہمیشہ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ اِیْلٰفِهِمْ۔ پوری سورت پڑھا کر۔ اس کا بارہا تجربہ کیا گیا ہے اور صحیح نکلا ہے۔

اگر تجارت اور مال کا خوف رہتا ہے تو سورۂ الشعراء لکھ کر اپنے مقام تجارت پر لٹکا دے، کاروبار میں برکت ہوگی۔

جس آدمی سے خوف ہو، اگر سورۂ القصص لکھ کر اس کے اوپر لٹکا دی جائے، مانوس ہو جائے گا۔ یہ اس کی پناہ ہے۔ یہ لطیف مجرّب راز ہے۔

الدمیری نے امام شاذلی کی جو عبارت نقل کی وہ ختم ہوئی۔ اور بلاشبہ یہ دنیا و آخرت کی بھلائی کی جامع ہے۔

عرضِ مترجم ـــــ اظہارِ تشکر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حامداً ومصلیا ومسلماً۔

درود و سلام کے موضوع پر علامہ یوسف نبہانی کی کتاب "سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سیّد الکونین" بہت جامع، بہت مفصّل اور بہت حسین و جمیل کتاب ہے۔ آج تک اس موضوع پر اس سے جامع کوئی کتاب کسی زبان میں نہیں لکھی گئی۔

استاذ محترم مولانا انوار الاسلام رضوی دام اقبالہٗ کے فرمان پر، خدا اور رسول کی رضا کی خاطر اور عوام و خواص اہلِ اسلام کے فائدے کے لیے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ جدّ و سعی کی گئی ہے کہ اصل کتاب کا کوئی لفظ بلا ترجمہ نہ رہ جائے۔ ترجمہ سلیس، شُستہ اور بامحاورہ ہو۔ اہلِ علم اگر ترجمہ میں کوئی خوبی دیکھیں، تو یہ اللہ کا فضل، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پایاں نظرِ کرم اور مؤلفِ کتاب کی علمیت اور موضوعِ کتاب کا تقدس سمجھیں اور کوئی سقم محسوس فرمائیں تو مترجم کی تنگ دامنی یا سہو

خطا پر محمول فرما کر آگاہ فرمائیں۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ کتاب کے مؤلف، مترجم وناشران کے والدین واساتذہ تلامذہ ومتعلقین کے لیے بالخصوص اور تمام اہل ایمان ومحبت کی دُنیوی واُخروی کامیابی وکامرانی، محکوم ومظلوم انسانوں کی آزادی وخوشحالی، مسلمانوں کے اتحاد واتفاق، خدا کی زمین پر خدا کے قانون ونظام مصطفےٰ کے نفاذ اور اس کے لیے علماء وفقراء، عوام وخواص کے احساس کی بیداری، دین کے نام پہ دنیا کمانے والوں کے احساس ذمہ داری وخدا ترسی۔ ذاتیاتی وطبقاتی مفادات کے دلدل سے نکلنے۔ گمراہ اور عیاش ظالم حکمرانوں کے دین کی طرف رجوع اور اقامتِ دین کی مخلصانہ سعی وجہد کرنے کی دُعا فرمائیں۔ بالخصوص علماء ومشائخ اور سیاستدانوں کو دین پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت ہو۔ دینی درسگاہوں کے طلباء ومدرسین کا استحصال بند ہو۔ دینی مدارس وخانقاہوں میں گُھس آنے والے مظالم ختم ہوں،

دُعاء جو اہل اسلام دُنیا سے رخصت ہوگئے، اللہ تعالیٰ ان کی نیکیاں قبول فرمائے۔ لغزشیں معاف فرمائے اور ان پر رحم وکرم فرمائے۔ جو زندہ ہیں ان کو جسمانی ورُوحانی بیماریوں سے محفوظ فرمائے۔ حادثات سے مامون فرمائے اور چند روزہ زندگی میں نیک اعمال کی توفیق اور خاتمہ ایمان یعنی عقیدۂ حقہ اہل سُنّت پہ فرمائے۔ غلاموں کو آزادی، جاہلوں کو علم اور بدکاروں کو تقویٰ نصیب ہو۔

آمین یا ربّ العالمین۔ بجاہ حبیبک ونبیک محمد خاتم النبیین، علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ واُمتہ اکمل الصلوٰۃ والتسلیم۔

۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۹ء بروز منگل۔

نوٹ

کتاب "سعادت الدارین" کے آخر میں مؤلف مرحوم نے مختلف شعرا کے کچھ نعتیہ

قصائد اور اس کے بعد "السابقات الجیاد فی مدح سید العباد" کے نام سے اپنے چند نعتیہ قصائد شامل فرمائے ہیں۔ چونکہ ان قصائد کی کافی ضخامت ہے اور براہِ راست موضوع کتاب سے متعلق نہیں، نیز احباب کے شدید تقاضے ہیں کہ کتاب جلد از جلد شائع ہو۔ لہٰذا ان قصائد کا ترجمہ شامل کتاب نہیں ہو سکا۔ اصل کتاب باریک ٹائپ پر ۶۶۰ صفحات پر چھپی ہوئی ہے جس کا مکمل ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ترجمہ کی ضخامت عربی کتاب سے تقریباً دوگنی ہے۔ لہٰذا دو جلدوں میں شائع کیا جا رہا ہے۔

وصلی اللہ علی الحبیب السیّد محمد وآلہ وصحبہ

اجمعین وبارک وسلم۔

عبدالقیوم خان ابن سعد اللہ خان
پوٹھا مولداً لاہور، مسکناً مانسہرہ ہزارہ
بلداً پاکستان، موطناً منگل ۱۲ دسمبر ۱۹۶۹ء

عقیدہ اہل سنت جس کی سبکی وغیرہ نے طبقات میں تعریف کی۔ اسے حفظ کر لینا چاہیئے

ترجمہ: جان لیجیے! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ہدایت نصیب فرمائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکومت میں ایک ہے۔ تمام کائنات کو پیدا کرنے والا ہے۔ کائنات بالا و پست کو۔ عرش، کرسی، آسمان و زمین اور جو ان میں اور ان کے درمیان ہے۔ سب مخلوق اس کی قدرت کے آگے بے بس ہے۔ ذرہ بھی اس کی اجازت کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا۔ مخلوق میں اس کے ساتھ تدبیر کرنے والا نہیں۔ حکومت میں کوئی اس کا ساجھی نہیں۔ ہمیشہ زندہ، قائم رہنے والا ہے۔ نہ اسے اونگھ آئے نہ نیند، غیب و شہادت کو جاننے والا۔ زمین و آسمان میں کوئی شے اس پر پوشیدہ نہیں۔ جو کچھ خشکی و تری میں ہے اس کے علم میں ہے۔ جو پتا بھی گرتا ہے اس کے علم میں ہے۔ زمین و آسمان کی اندھیریوں میں کوئی دانہ ہو، کوئی خشک و تر ہو، سب لوح محفوظ میں لکھا ہے۔ ہر شے اس کے احاطہ علمی میں ہے۔ ہر شے اس نے شمار کر رکھی ہے۔ جو چاہے کر گزرے ہر چاہے پر قادر، اسی کا ہے ملک و غنا، اسی کی عزت و بقاء، اسی کی حمد و ثنا، تمام اچھے نام اسی کے، اس کے فیصلے ٹل نہ سکیں۔ اس کی عطا کوئی روک نہ سکے۔ اپنی حکومت میں جو چاہے کرے۔ اپنی حکومت میں جو چاہے حکم دے۔ نہ اسے ثواب کی امید نہ عذاب کا خوف۔ نہ اس پر کسی کا حق نہ حکم۔ اس کی ہر نعمت فضل اور اس کی ہر سزا عدل ہے۔ جو کرے اس سے پوچھا نہیں جا سکتا، اور مخلوق جو کرے اس سے پوچھا جائے گا۔

مخلوق سے پہلے موجود۔ نہ اس کی ابتدا نہ انتہا۔ نہ اوپر نہ نیچے نہ دایاں نہ بایاں، نہ آگا نہ پیچھا۔ نہ کُل نہ بعض۔ نہ کہا سکے کب سے ہے نہ یہ کہ کہاں ہے۔ نہ یہ کہ کیسا، وجود کو وجود بخشنے والا، و زمانے کو گردش دینے والا ہے۔ نہ زمان میں مقید نہ مکان سے مختص۔ نہ وہم کی اس تک رسائی نہ عقل کی۔ نہ ذہن میں محدود ہو سکے نہ نفس میں اس کی مثال آئے۔ نہ سوچ میں اس کا تصور آئے نہ عقل میں متمکن ہو سکے۔ اوہام و افکار سے بالاتر تشبیہ و نظیر سے برتر۔ اس جیسا کوئی نہیں۔ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے ::

تنبیہ نمبر ۱

میں نے اپنی کتاب "حجۃ اللہ علی العالمین" کے خطبہ میں کہا ہے کہ جب میں کسی کتاب کا حوالہ نہ دوں تو وہ میری کتاب اور میری تحریر کا ہی حصہ سمجھا جائے۔

تنبیہ نمبر ۲۔

میں نے کتاب مذکور کے صفحہ نمبر ۱۲ پر یہ عبارت لکھی ہے۔ (میں نے اپنی کتاب "سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین" میں درود شریف کے ان الفاظ کے ذکر کرنے کے بعد، جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ آتے ہیں، یہ بات ذکر کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اسمائے شریفہ وہ ہیں جو پہلی آسمانی کتابوں میں آئے ہیں۔ یہ اسمائے مبارکہ دو قسم کے ہیں۔ اول وہ جو سُریانی۔ عبرانی اور رُومی زبانوں میں ہیں۔ اور دوسری قسم وہ اسمائے گرامی جو عربی زبان میں ہیں۔ اور وہ اسمائے گرامی اس کتاب کے مختلف مقامات پر حروف کی ترتیب کے لحاظ سے بکھرے ہوئے ہیں۔ پھر میں ان مقامات پر وہ الفاظ ذکر نہ کر سکا۔ لہٰذا جو صاحب اس کتاب کو دوبارہ شائع کرے وہ درج بالا (نشان زدہ) عبارت لکھ دے)۔

"براہین قاطعہ" کے رد میں لکھی جانے والی مدلل اور بے مثال کتاب

انوارِ ساطعہ

در بیان

مولود و فاتحہ

مصنفہ

حضرت علامہ مولانا عبد السمیع انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

ہدیہ -/۲۱۰

دیوبندی مذہب

(تصنیف: مناظرِ اسلام مولانا غلام مہر علی صاحب چشتیاں شریف)

جس میں دیوبندیوں کے صحیح خدوخال، عقائد و اعمال
واخلاق، ہنود اور انگریز سے گٹھ جوڑ و تنخواہ دار
ہونے کا تذکرہ ان کی مستند کتب کے حوالہ جات
سے کیا گیا ہے، قاری حضرات کو شکوک و شبہات
کے دلدل سے نکال کر صراطِ مستقیم پر گامزن کرتی
ہے، مضبوط ڈائی دار جلد، سفید کاغذ، طباعت
آفسٹ بڑا سائز، قیمت ۲۱۰/۰۰ روپے

مکتبہ حامدیہ، گنج بخش روڈ لاہور

جواھر البحار

- ایمان و محبت والوں کیلئے فضائل و کمالاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم شاہکار جو گذشتہ صدی کے شہرۂ آفاق محبِ رسول امام یوسف نبھانی قدس سرہٗ کی مخلصانہ کاوشوں کا نتیجہ ہے۔
- اکابرینِ امت اور اساطین اسلام کے فرموداتِ عالیہ اور بیاناتِ جلیلہ کا چار جلدوں میں محامد و خصائل مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین و دلنواز مرقع اور عربی ادب کا نادر ذخیرہ ہے۔
- جسے ایک عاشقِ صادق اور فنا فی الرسول شخصیت نے بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گلدستہ محبت و عقیدت بنا کر پیش کیا ہے۔
- راہنمایانِ دین کے ان فرمودہ جواہر سے عربی سے ناآشنا افراد استفادہ نہیں کر سکتے تھے۔ تقاضائے وقت کے مطابق "مکتبہ حامدیہ" نے اسے اُردو کی لڑی میں پرو کر آٹھ جلدوں میں سخن گستران علم و ادب کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

جلد اوّل	ہدیہ	۵۰/- روپے	جلد پنجم	زیر طبع
جلد دوم	ہدیہ	۴۰/- "	جلد ششم	"
جلد سوم	ہدیہ	۱۵۰/- "	جلد ہفتم	"
جلد چہارم		زیر طبع	جلد ہشتم	"

مکتبۂ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

خدا شوق دے تو مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں

کتاب	مصنف	قیمت
جامع کرامات اولیاء اوّل	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی	۲۰۰ روپے
〃 〃 〃 دوم	〃 〃 〃 〃 〃 〃	۳۰۰ روپے
جواہر البحار جلد اوّل	〃 〃 〃 〃 〃 〃	۱۵۰ روپے
〃 〃 〃 دوم	〃 〃 〃 〃 〃 〃	۲۰۰ روپے
〃 〃 〃 سوم	〃 〃 〃 〃 〃 〃	۱۵۰ روپے
سعادت دارین جلد اوّل	〃 〃 〃 〃 〃 〃	۲۷۰ روپے
〃 〃 جلد دوم	〃 〃 〃 〃 〃 〃	۳۰۰ روپے
انوار ساطعہ	علامہ عبد السمیع صاحب	۲۱۰ روپے
رسائل رضویہ جلد اوّل	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز	۱۰۵ روپے
〃 〃 دوم	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	۱۰۵ روپے
عمرۃ الانام	مولٰنا عبد الاسلام رضوی صاحب	۹۰ روپے
خون کے آنسو	مولٰنا مشتاق احمد نظامی صاحب	۹۰ روپے
جماعت اسلامی کا شیش محل۔	〃 〃 〃	۶۰ روپے
گیارہویں شریف	حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی۔	۱۲ روپے
جنتی زیور	عبد المصطفٰے اعظمی صاحب	۱۲۰ روپے
تسکین الخواطر	علامہ احمد سعید کاظمی صاحب	۳۰ روپے